مقصدِ حکیم

قائم آل محمد کا صحیفہ

مقصدِ حکیم

قائم آل محمد عبداللہ ھاشم ابا الصادق کا صحیفہ

پہلی اشاعت
۲۰۲۲

کاپی رائٹ © ۲۰۲۲ عبداللہ ھاشم

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ پبلشر کی پیشگی تحریری اجازت کے بغیر، اس اشاعت کا کوئی حصہ دوبارہ تیار، تقسیم، یا کسی بھی شکل میں یا کسی بھی الیکٹرانک یا میکانیکل طریقے سے منتقل نہیں کیا جا سکتا، سوائے تنقیدی جائزوں میں مختصر اقتباسات اور دیگر غیر تجارتی استعمال کی اجازت کے، کاپی رائٹ قانون کے ذریعے۔

آئی ایس بی این: ۷۶۰۶۷۳۹۲۶۲۹۶۱۶۹۷۸

پہلا ایڈیشن: دسمبر ۲۰۲۲

احمدی مذہب برائے امن اور روشنی

www.theahmadireligion.org

اللہ کے نام میں، جس کے سوا کوئی معبود نہیں،

جس کے نام میں تمام اعمال کیے جانے چاہیئے ہیں۔

مقدمہ

ہزاروں سالوں سے، مقدس صحیفوں نے معاشروں، معیشتوں، ثقافتوں، زبانوں، مذاہب، سیاست، تہذیبوں اور سلطنتوں کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ انہوں نے ہماری شناخت کے سفر، خیالات کی تلاش، اور رشتوں کی پرورش میں ہماری مدد کے لیے مہاکاوی بیانیے فراہم کیے ہیں۔ بھگواد گیتا، مقدس انجیل اور قرآن کریم جیسے قدیم سامی صحیفوں سے لے کر، کم معروف صحیفوں اور نوسٹک مخطوطات تک جنہیں اکثر آرتھوڈوکس مذہبی حکام نے اپوکریفال سمجھا تھا، انسانیت نے ان مقدس نصوص کے ذریعے گفت و شنید کی ہے، تشریف لے گئے ہیں اور یہاں تک کہ خدا اور ایک دوسرے کے ساتھ اپنے تعلق کا مقابلہ کیا ہے۔

ان میں سے ہر ایک کتاب، بغیر کسی استثناء کے، اس کے پرنسپل مصنفین کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد تالیف اور جمع کی گئی تھی۔ جس کا آغاز آمنے سامنے، سینہ بہ سینہ، انتہائی واقع، زبانی بات چیت سے جڑا ہوا، نامیاتی رشتے مستحکم ہو گئے اور الفاظ کو ان کے اصل سیاق و سباق سے ہٹا دیا گیا۔نتیجے کے طور پر، یہ الفاظ الگ الگ، غیر متعلقہ، اور بالکل صاف طور پر نامکمل ہو گئے۔یہاں تک کہ اگر خُدا کے چُنے ہوئے لوگوں کے الفاظ لفظی طور پر درج کیے گئے تھے، تب بھی کچھ ناپید تھی اور اب بھی ہے۔ لکھا ہوا لفظ فطری طور پر نامکمل ہے جب یہ معنی کے پورے پیمانے پر پہنچانے کے لئے آتا ہے۔ اہم سوالات باقی ہیں: یہ الفاظ کیسے کہے گئے؟ سیاق و سباق کیا تھا؟ بات چیت کرنے والوں کے درمیان کیا تعلقات تھے؟ کام میں طاقت کی حرکیات کیا تھیں؟ کیا مطلوبہ معنی بیان کیے جا رہے تھے؟

صدیوں سے، زبان،بیان بازی اور ابلاغ کے ماہرین نے یہ ثابت کیا ہے کہ غیر زبانی اعمال اور اشارے کس قدر ابلاغ اور فکر کی لازمی جہت ہیں[1]۔ ا جب موجودہ مقدس صحیفوں کی بات کی جائے تو ان میں سے کوئی بھی معلومات بعد کی نسلوں کے لیے دستیاب نہیں ہے۔یہاں تک کہ اگر ہمارے پاس ڈیجیٹل ریکارڈنگز تک رسائی ہے (جو ہمیں حاسل نہیں ہیں) تو بھی ہم ان الفاظ کو سمجھنے میں محدود رہیں گے۔ تین سال کی وبائی زندگی ہمیں واضح طور پر ڈیجیٹائزڈ تعاملات میں پائے جانے والے خلاء سے پوری طرح آگاہ کرے اور سماجی تعامل اور مجسم مواصلات کی اہمیت کو سراہے۔ خدا کے چنے ہوئے لوگوں اور ان کے پیروکاروں کے درمیان رابطے میں یہ فرق بلاشبہ لوگوں میں بے یقینی اور الجھن کا باعث بنا ہے۔ ایک خلا جو وقت کے ساتھ ساتھ اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ اصل ابلاغ، ارادے اور معانی مؤثر طریقے سے بہترین طریقے سے ضائع ہو گئے ہیں اور بدترین دنیاوی فائدے کے لیے جان بوجھ کر ہیرا پھیری کی گئی ہے۔

بہت سے اہم مذہبی عقائد اور خانہ جنگیاں ایک ہی لفظی متن کے ماننے والوں کے درمیان رہی ہیں[2]۔ فریسیوں اور صدوقیوں کے درمیان یہودیوں کی جنگوں (۹۳ قبل مسیح سے ۸۷ قبل مسیح) سے لے کر بنو امیہ اور امام حسین کے اہل بیت اور اصحاب کے درمیان کربلا کی جنگ تک (٦٨٠ عیسوی) مذہب کی حالیہ یورپی جنگیں یا اصلاح کی جنگیں جو ۱۵۱۷ میں پروٹسٹنٹ اصلاحات کے بعد شروع ہوا، ان میں سے ہر ایک لفظ خدا کی صحیح تشریح اور منکر لفظ کے لیے لڑائیاں تھیں۔ عام طور پر، یہ لڑائیاں ان لوگوں کے درمیان ہوتی تھیں جنہوں نے خود ساختہ مذہبی اشاروں کے انتخابات کے ذریعے اپنے الٰہی اختیار کا دعویٰ کیا تھا، اور ان اقلیتوں کے درمیان تھا جنہوں نے ایک تحریری وصیت کے ذریعے اپنے اختیار کا دعویٰ کیا تھا یا سابقہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے اس وقت بڑے پیمانے پر جانا جاتا تھا۔نتیجے کے طور پر، مایوپک عقیدہ پرستی، لغویات،.بیگانگی، اور آمریت نے خدا کے ساتھ ایک مستند، ہمدرد، اور گہرے تعلق کی جگہ لے لی۔ اس طرح، انسانیت کو "نامکمل الفاظ" کے ساتھ چھوڑ دیا گیا تھا.

---

[1] McNeill, D (1992). Hand and mind: What gestures reveal about thought . University of Chicago Press

[2] واضح کرنے کے لیے، تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ دنیا کی زیادہ تر خونریزی کی بنیادی وجہ مذہب نہیں ہے۔ انسائیکلوپیڈیا آف وارز کے مطابق، تمام ۱،۷٦۳ معلوم ریکارڈ شدہ تاریخی تنازعات میں سے، ۱۲۱، یا ٦.۸۷%، مذہب کو ان کی بنیادی وجہ تھی۔ ایکسلروڈ، ایلن؛ فلپس، چارلس، ایڈز۔ (۲۰۰۴)۔ انسائیکلوپیڈیا آف وارز (جلد ۳)۔ فائل پر حقائق۔ پپ.۱۴۸۴ -۱۴۸۵ "مذہبی جنگیں"۔ بہر حال، یہ مذہبی تنازعات ہر مذہبی روایت کے ذریعہ وعدہ کردہ الٰہی عادل ریاست کے قیام میں تاخیر کے نتیجے میں ہوئے ہیں۔

آرتھوڈوکس مذہبی حکام، عام طور پر خود ساختہ اور ریاستی طاقت کی حمایت یافتہ، پوری تاریخ میں، الہامی صحیفوں کو معیاری بنانے کے ذریعے اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ چاہے یہ مسوریٹس (یہودی کاتب علماء) نے تورات کے تلفظ کو ۵ویں صدی عیسوی میں معیاری بنانا تھا، یا قسطنطین نے ۳۲۵ عیسوی میں نائسیہ کی کونسل میں انجیل کو معیاری بنانے اور "منحرف" سمجھے جانے والے تمام مخطوطات کو تباہ کرنے کے لیے جمع کیا تھا یا خلیفہ عثمان کا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے بیس سال سے بھی کم عرصے کے بعد قرآن کے تمام "منحرف" نسخوں کو جلانا، سفید کاغذ پر کالی سیاہی سے خدا کے الفاظ کو معیاری بنانا کچھ فائدے کے ساتھ آیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ سنگین اخراجات بھی ہیں۔ قرآن میں ارشاد ہے: "اور اگر ہم آپ پر کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب نازل کرتے اور وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھوتے تو کافر کہتے کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔"[3]

اس متنازعہ گفتگو کا مقصد یہ کتاب، مقصدِ حکیم ہے: قائم آل محمد کا صحیفہ ہے۔ عربی زبان میں لفظ 'غایۃ' حتمی مقصد اور ہدف کو ظاہر کرتا ہے، جس کا جواب ہر مذہب اور فلسفے نے دینے کی کوشش کی ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جو خدا اور اس کی مخلوقات کے درمیان پچھلے مواصلات کا تسلسل اور وضاحت ہے۔ اس کی انفرادیت اس بنیادی دعوے میں مضمر ہے جو خدا کے تمام سابقہ انبیاء اور رسولوں میں مشترک ہے۔ آدم سے لے کر نوح تک ابراہیم سے لے کر، موسیٰ سے لے کر عیسیٰ سے لے کر محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تک، ان سب نے اپنے پیشرو کی ریکارڈ شدہ مرضی کی بنیاد پر خدا کی طرف سے مقرر ہونے کا دعویٰ کیا۔ ہر ایک اس کو ثابت کرنے کے لیے علم اور نشانیاں لے کر آیا، یعنی وصیت (اپنے پیشرو کی طرف سے)، علم الہی، اور خدا کی بالادستی کی طرف دعوت۔ جو لوگ انبیاء و مرسلین کے ہم عصر تھے وہ اس علم سے متاثر تھے جو روحانی اور مادی تبدیلیوں کا باعث بنے۔ تاہم، وقت کے ساتھ، یہ اثر کمزور اور مدھم ہوتا گیا کیونکہ وہ اپنے وقت کے زندہ، مبعوث پیغمبر اور رسول کو نہیں پہچانتے تھے۔ یہ ایسا ہی تھا جیسے ایک فارمیسی دوائیوں اور تریاق سے بھری ہو لیکن کوئی فارماسسٹ نہ ہو، یا اسکول کتابوں سے بھرا ہو لیکن اساتذہ نہ ہوں۔ جو کوئی بھی مقصدِ حکیم پڑھتا ہے اسے اس معاملے کی اچھی طرح چھان بین کرنی چاہیے۔ اپنے آپ سے پوچھیں، کیا یہ علم خالص اللہ کی طرف سے ہے؟ یہ وہ بنیاد ہے جس پر یہ کتاب لکھی گئی ہے۔

---

[3] قرآن مجید، سورہ ٦ (الانعام)، آیت ٧

مقصدِ حکیم کو امام مہدی، ان کے جانشین الیمانی احمد الحسن کے الہی اختیار (ولایت) کی حمایت حاصل ہے، اور اس کتاب کو صحاب المصر، عبداللہ ھاشم، ابا الصادق نے لکھی ہے جو زندہ اور قابل رسائی ہیں۔ اس وقت اور عمر میں، جسمانی طور پہ، ہمارے ساتھ۔ اس کے مصنفین نے خدا کے آخری بڑے معروف جانشین کی تحریری وصیت کے ذریعے اپنی الہامی جانشینی کا دعویٰ کیا ہے، حضرت محمد ابن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پیدائش ۵۷۰ عیسوی میں ہوئی اور ۶۳۲ عیسوی میں آپ (ص) نے وفات پائی[4]۔ یہ ایک دستاویز ہے جو اہل تشیع مسلمانوں کے کم از کم گیارہ بڑے مستند ذرائع میں موجود ہے۔ چونکہ ۱۲ویں امام کی ظاہری غیبت کا آغاز گیارہ سو سال پہلے ہوا تھا، تاریخ نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تحریری وصیت کے ذریعے اپنے اختیار کا دعویٰ کرنے والے کسی کو درج نہیں کیا ہے۔ بہت سے دعویدار (جھوٹے مہدی، مسیح وغیرہ) آ چکے ہیں۔ تاہم، کسی نے بھی اس وصیت یا اس معاملے کے لیے کسی وصیت میں نامزد کردہ پیشین گوئی والے جانشین ہونے کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔ وصیت ایک دستاویز ہے جس کا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے وعدہ کیا تھا، "تمہیں کبھی گمراہ نہیں کرے گا۔" یہ زندہ الہی اختیار پہلا نکتہ ہے جو اس کتاب کو کسی دوسری تحریری، مقدس کتاب سے ممتاز کرتا ہے جو فی الحال انسانیت کے لیے دستیاب ہے۔ ہم بغیر کسی ثالث کے اس کے مصنفین تک براہ راست رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ ہم ان سے وسعت اور وضاحت کے لیے سوالات پوچھ سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ ہم انہیں اپنی موجودہ سمجھ کے ساتھ چیلنج بھی کر سکتے ہیں، تاکہ وہ عملی طور پر اپنے علم کی الٰہی اصلیت کو ظاہر کر سکیں۔

مقصدِ حکیم امام مہدی، الیمانی، صاحب المصر، اور ان کے ساتھیوں کے درمیان گزشتہ دو دہائیوں میں ہونے والی گفتگو کا مجموعہ ہے۔ اس میں ان اصحاب کے ساتھ مکالمے شامل ہیں جو اس راہ میں ثابت قدم رہے، کچھ جو منہ پھیر کر واپس لوٹ گئے، اور کچھ جو منہ موڑ گئے لیکن ابھی واپس نہیں آئے۔ یہ کتاب ایک زندہ یاددہانی ہے کہ خدا کی رحمت کے دروازے ہر اس شخص کے لئے کھلے ہیں جس کی شدید خواہش خدا اور خدا کے رسول کے لئے ہے۔ دوسرا امتیازی نکتہ یہ ہے کہ مقصدِ حکیم اس وقت اور دور میں کھوئی ہوئی گفتگو کو دوبارہ زندہ کرنے کے لیے ایک فریم ورک، ایک زبان اور ایک گفتگو فراہم کرتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد

[4] اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دنیا اس دور میں خدائی مقرر کردہ رہنماؤں سے آزاد رہی ہے جس کی وضاحت کتاب میں کی گئی ہے۔

ہے: "اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا سوائے اس کی قوم کی زبان میں اس لیے کہ وہ ان کے لیے واضح کریں اور اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔"[5]

مقصدِ حکیم مخلوق کے ساتھ خدا کے سابقہ مواصلات کا تسلسل ہے اور ساتھ ہی خدا اور اس کے رسولوں (علیہم السلام) کے نام پر پچھلے نتیجہ خیز تحریفات کی اصلاح ہے۔ یہ اس زمانے کی زبان (زبانوں) میں لکھا گیا ہے اور اس کے پرنسپل مصنف عبداللہ ھاشم، ابا الصادق، صاحب المصر ہیں جن کی اہل بیت نے پیشین گوئی کی تھی، ایک مصری نژاد امریکی، بے سرحد شخصیت، ہائبرڈ دور کے لیے ایک ہائبرڈ رسول ہیں۔ مقصدِ حکیم بیالیس بابوں پر مشتمل ہے، جو کتاب کے بنیادی خیال سے شروع ہوتے ہیں اور خاص طور پر پہلے سات باب: خدا اور انسانیت کے درمیان قائم کیے گئے عہد نامے۔ عہد نامے کے خیال پر زور ہماری تخلیق کی نوعیت، کام اور حتمی مقصد سے پر مشتمل ہے۔ یہ وہ چٹان ہے جس پر خدا کے ساتھ ہمارا رشتہ قائم ہے۔ جیسا کہ موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی آخری پکار اور آخری وصیت میں اعلان کیا ہے، "اے آسمانو، مجھے بولنے دو۔ میرے کہے ہوئے الفاظ زمین کو سنے ! میرا کلام بارش کی طرح برسے، میری تقریر شبنم کی طرح برسے، جوان نشوونما پر برسے، گھاس کی بوندوں کی طرح۔ کیونکہ میں یہوواہ کے نام کا اعلان کرتا ہوں۔ ہمارے خدا کو جلال دو ! چٹان !—جس کے اعمال کامل ہیں، جی ہاں، خدا کے تمام طریقے منصفانہ ہیں۔ ایک وفادار خدا، کبھی بھی جھوٹا نہیں، سچا اور صحیح ہے۔ "[6]

ہم سیکھتے ہیں کہ ہر ایک بڑے عہد نامے کے ساتھ جو خدا نے انسانیت کے ساتھ بنایا تھا، اس عہد کی خلاف ورزی ہوئی تھی جس کے بعد سزا، یا الٰہی واپسی تھی۔ دوسرے لفظوں میں، خدا کا بحال کرنے والا انصاف انسانیت کو دوبارہ ترتیب دینے کے لیے کام کرتا ہے۔ یہ انسانیت کو بامقصد بھٹکنے کی حالت میں چھوڑ دیتا ہے تاکہ ہمیں اپنے ذہنوں اور روحوں کی نشوونما کرنے، زیادہ صحیح الفاظ تلاش کرنے، اور اپنے حتمی مقصد تک پہنچنے میں مدد ملے: ایک دوسرے کو گہرائی سے جاننے اور خدمت کرنے کے ذریعے خدا کو جاننا۔ دوسرے لفظوں میں، ہمیں صرف ایک مومن سے زیادہ، ایک نبی سے زیادہ، ایک رسول سے زیادہ، ایک امام سے بھی بڑھ کر بننا ہے۔ ہمیں مخلوق میں خدا بننا ہے۔ بالآخر، یہ عمل الفاظ پر آتا ہے، نہ صرف لغوی معنوں میں، بلکہ ہمدردی کی کہانیوں کی مشترکہ تخلیق اور مشترکہ محبت، سخاوت اور معنی سازی کے اعلیٰ ترین راستوں پر عمل پیرا ہونے میں۔

---

[5] قرآن مجید، سورہ ۱۴ (ابراہیم)، آیت ۴

[6] مقدس انجیل، کتاب استثناء، باب ۳۲، آیات ۱ -۴

اس طرح ہماری زندگی نامکمل الفاظ سے مزید مکمل الفاظ کی طرف بڑھنے کا عمل ہے۔ اگر خدا تمام مخلوقات کا خالق ہے، تو وہ انسانیت کو اپنے عظیم منصوبے میں شریک مصنف، تعاون کرنے والے، اور شریک ڈیزائنر بننے کی دعوت دے رہا ہے۔ اس کے بعد آسمانی اجسام کو جاننے، تناسخ، روح کی منتقلی، اور روحانی خاندان کے موضوعات شامل ہیں۔ یہ موضوعات آسمانی اجسام کی طرف ہر شخص کی اوپری اور باطنی نگاہوں کا آئینہ دار ہوتے ہیں جب وہ سوچتے ہیں کہ وہ کون ہیں، وہ واقعی کہاں سے آئے ہیں، اور وسیع کائنات میں ان کا صحیح مقام اور مقصد کیا ہے۔

جیسا کہ مقصدِ حکیم ظاہر کرتا ہے، ہم واضح طور پر یہ کائناتی نمونہ ہر ایک عہد نامے کے ٹوٹنے کے بعد ظاہر ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں جس کے بعد بحالی شفایابی کا عمل ہوتا ہے۔ آدم (علیہ السلام) کو صرف سطحی معنوں میں "تمام چیزوں کے نام" نہیں سکھائے گئے تھے، بلکہ ہماری حقیقی روحانی شناخت، اوتار، اور تناسخ (رجعت)۔ رجعت کے معنی کی وضاحت اللہ تعالیٰ کی بڑی نشانیوں میں سے ایک ہے۔[7]

اس کے علاوہ، ہم علم کے درخت کے حقیقی معنی، ممنوعہ پھل کھانے کا نتیجہ، باغِ عدن سے آدم اور حوا کی اصل جلاوطنی کی وجہ، واپسی کا راستہ، اور باغِ عدن کا حقیقی مقام سیکھتے ہیں۔ یہیں، اسی زمین پر ایک جگہ ہے۔ ماضی کے صحیفوں کے بہت سے مبہم استعاروں اور علامتوں کو پوری کتاب میں واضح کیا گیا ہے جس کی وجہ سے ایک زیادہ مربوط بیانیہ ہے جو پہلے کے متضاد صحیفوں میں نقطوں کو جوڑتا ہے۔ یہ آیت کی مکمل تکمیل ہے، "اگرچہ میں علامتی طور پر بول رہا ہوں، لیکن ایک وقت آنے والا ہے جب میں اس قسم کی زبان کا استعمال نہیں کروں گا بلکہ اپنے باپ کے بارے میں آپ کو صاف صاف بتاؤں گا۔"[8]

یہ علامتیات، یا علامات کی سائنس، اس کتاب کی ایک اور امتیازی خصوصیت ہے۔

ہم دریافت کرتے ہیں کہ کس طرح عہد ناموں کے رسولوں میں سے ہر ایک نے فیصلے میں غلطیاں کیں، جو خدا ہماری روحانی ترقی کی اضافی باریکیوں اور خدا کے ساتھ ہمارے تعلقات کو مکمل کرنے کی طرف ہمارے راستے کو ظاہر کرتا تھا۔ مثال کے طور پر، نوح کے عہد نامے میں، ہم پہاڑ کے حقیقی معنی کو سیکھتے ہیں جس میں اس کا ایک بیٹا پناہ لیتا ہے: الٰہی علم کا جھوٹا دعویدار، بے عمل عالم۔

---

[7] رجعت اس دنیا میں واپسی یا دوبارہ جنم لینے کے لیے عربی اصطلاح ہے۔

[8] مقدس انجیل، یوحنا کی کتاب، باب ١٦، آیت ٢٥

ہم یہ سیکھتے ہیں کہ نوح (علیہ السلام) نے ایک ہزار سال کے فرض شناس صبر اور وعدہ کردہ سیلاب میں تاخیر کے باوجود کبھی بھی خدا سے سیلاب کی درخواست نہیں کرنی چاہیئے تھی: "لوگوں کے اعمال کی وجہ سے میں پھر کبھی دنیا پر عذاب نہیں لاؤں گا، اگرچہ انسان کا دماغ جوانی سے ہی برائی کی طرف مائل ہو۔"[9]

عہد نامے سے عہد نامہ کی طرف منتقلی ترقی کے عمل کو بھی ظاہر کرتی ہے کیونکہ انسانیت ترقی کے مختلف مراحل سے گزرتی ہے: ۱) مومن؛ ۲) نبی؛ ۳) رسول؛ ۴) امام؛ اور بالآخر ۵) تخلیق میں خدا۔ ہم پوری کتاب میں یہ سیکھتے ہیں کہ تخلیق میں خدا بننا الٰہی خصوصیات کو ظاہر کرنا اور خدا کے لامحدود نور کو منعکس کرنا ہے جب تک کہ کم رکاوٹ (یعنی نفس) نہ ہو۔ یہ حقیقت کی نوعیت، روشنی اور تاریکی، اور انسانی انا سے متعلق بابوں میں وضاحت کی گئی ہے۔

ہم ان دیکھی کائناتی قوتوں کے بارے میں سیکھتے ہیں جو ہماری زندگیوں پر اثرانداز ہوتی ہیں جیسے کہ فرشتوں، جنوں، موت، جنت اور جہنم کی حقیقت، برائی کا منبع، اور اجنبی اور ماورائے دنیا کی زندگی۔ ہماری علمی صلاحیتوں اور اعلیٰ علمی افعال کو بہتر طور پر سمجھنے میں ہماری مدد کرنے کے لیے یہ کتاب اہم موضوعات پر روشنی ڈالتی ہے جیسے خوابوں کی حقیقت، روشن خواب دیکھنا، ماضی کی زندگی کی یادیں، اور ذہن سازی کے دیگر پہلوؤں اور خود کو مکمل کرنا۔ یہ موضوعات اجتماعی طور پر ہمارے وجود کے کائناتی تناظر کو بہتر طور پر سمجھنے میں ہماری مدد کرتے ہیں۔ تمام سابقہ انبیاء اور رسولوں (علیہم السلام) کی طرح جو انسانی کردار اور اخلاقیات کو کامل کرنے کے لیے مامور کیے گئے تھے، اخلاق و آداب کا باب ساتویں عہد نامے کے تحت انسانیت کے لیے عملی رہنما اصول فراہم کرتا ہے۔

جیسے جیسے علم اور انسانیت کا رشتہ عہد نامے سے عہد نامے تک گہرا ہوتا گیا، انسانیت اپنے حتمی مقصد کے قریب سے قریب تر ہوتی گئی۔ مقصدِ حکیم ساتویں، آخری اور انسانیت کے ساتھ مکمل عہد نامے میں الٰہی دعوت کے طور پر کام کرتا ہے۔ ساتواں عہد جغرافیہ، مقامی زبانوں اور پچھلے چھ عہد ناموں کی طرح رسم و رواج پر مبنی نہیں ہے۔ یہ روحوں کے ساتھ ایک آفاقی عہد نامہ ہے۔ "اور وہ آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کا معاملہ ہے۔ اور لوگوں کو تھوڑا سا علم ہی دیا گیا ہے۔"[10]

---

[9] مقدس انجیل، پیدائش کی کتاب، باب ۸، آیت ۲۱

[10] قرآن مجید، سورہ ۱۷ (الاسراء)، آیت ۸۵

اس بنیادی سوال کا جواب جس کا چودہ سو سال پہلے کوئی جواب نہیں تھا، اب مقصدِ حکیم میں آچکا ہے۔ کیا یہ کتاب خدائے مطلق کا آخری مکمل کلام ہے؟ بالکل نہیں، کیونکہ خدا کی معرفت مسلسل، لامحدود اور محدود الفاظ سے باہر ہے۔ کوئی تحریری صحیفہ چاہے سفید کاغذ پر سیاہ سیاہی سے ہو، یا اسکرین پر الیکٹرانک فونٹس، کبھی حتمی نہیں ہو سکتا۔ مقصدِ حکیم ایک مستند الٰہی تجدید کی نمائندگی کرتا ہے، ایک نئی شروعات جو علم کے بقیہ پچیس حروف کو ظاہر کرے گی تاکہ انسانیت اپنے غور و فکر کو مکمل کرنے اور خدا اور اس کی مخلوقات کے ساتھ مزید گہرا تعلق قائم کر سکے۔

مقصدِ حکیم قیامتی اوقات کے لیے ایک انجیل ہے، جو آسمانوں اور زمین کے بارے میں ہماری اجتماعی سمجھ میں مزید شفافیت اور صداقت لاتا ہے۔ اس کا حتمی پیغام بنیاد پرست چھٹکارے میں سے ایک ہے۔ درحقیقت، انسانیت اپنے حتمی مقصد کو پورا کرنے کے لیے مقدر ہے: ہر دور کے فلسفی بادشاہ کو تسلیم کرنے اور افلاطون کی جمہوریہ، الٰہی عادل ریاست کو تسلیم کرنے کے ذریعے تمام کے مطلق ماخذ کے ساتھ مفاہمت کے ذریعے دنیا کی مرمت کرنا۔

آریہ رازفر

پروفیسر آف ایجوکیشن اینڈ

لینگوئسٹکس

یونیورسٹی آف الینوائے شکاگو

ابواب

مقدم

ابواب

۱. حضرت آدم (علیہ السلام) کے ساتھ پہلا عہد نامہ	2
۲. حضرت نوح (علیہ السلام) کے ساتھ دوسرا عہد نامہ	19
۳. حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے ساتھ تیسرا عہد نامہ	41
۴. حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ چوتھا عہد نامہ	67
۵. حضرت عیسی (علیہ السلام) کے ساتھ پانچواں عہد نامہ	98
٦. حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ چھٹا عہد نامہ	136
۷. امام احمد الحسن (منہ السلام) کے ساتھ ساتواں عہد نامہ	156
۸. آسمانی اشیاء	202
۹.تناسخ	225
۱۰. روح کی منتقلی ہجرت کی معرفت	235

۱۱. روحانی خاندان کا مطالعہ	253
۱۲. عیسی مسیح کے مصلوب ہونے کی حقیقت کا مطالعہ	267
۱۳. قیام المسیح کا مطالعہ	278
۱۴. حقیقت کی نوعیت کا مطالعہ	296
۱۵. نور اور تاریکی کو جاننے میں	309
۱٦. انسانی انا کو جاننے میں	319
۱۷. رئیس ملائکہ کو جاننے میں	331
۱۸. جنات کی معرفت	344
۱۹. موت کی معرفت	364
۲۰. جنت اور جہنم کی معرفت	378
۲۱. شر کی بنیاد کی معرفت	400
۲۲. کرما کی معرفت	416
۲۳. یادوں کی حقیقت	427
۲۴. خواب، خیالات اور تخیلات	442
۲۵. غیر ارضی مخلوقات اور ایکسٹراٹریسٹریل	462
۲٦. مسخ اور جانور کے عجائبات	496

۲۷. نامکمل کلام 511

۲۸. اخلاق اور آداب 543

۲۹. قرآن میں تضاد 563

۳۰. قیام کے واقعات 591

۳۱. عیسی مسیح کے نامعلوم سال 603

۳۲. دجال اور بافومت 631

۳۳. الہی عادل ریاست 668

۳۴. القائم 691

۳۵. الیمانی 709

۳۶. امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) 735

۳۷. چالیس مومنوں کا واقعہ 758

۳۸. امتحانات 778

۳۹. مصر 815

۴۰. ابا الصادق کی گواہی 863

۴۱. مکاشفہ کی کتاب 879

۴۲. میور فرشتہ 900

اعترافات 907

مذہب کے بارے میں 909

کتابیات 912

تصویری کریڈٹس 917

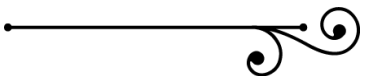

پہلا باب

حضرت آدم (علیہ السلام) کے ساتھ پہلا عہد نامہ

"اور بیشک ہم نے عہد لیا تھا آدم سے اس سے پہلے تو وہ اسے بھول گیا اور نہ پایا ہم نے اس میں عزم۔"

پِھر خُدا نے کہا کہ ہم اِنسان کو اپنی صُورت پر اپنی شبِیہ کی مانِند بناتے ہیں اور وہ سمندر کی مچھلیوں اور آسمان کے پرِندوں اور چَوپایوں اور تمام زمِین اور سب جان داروں پر جو زمِین پر رینگتے ہیں اِختیار رکھّیں۔

اور خُدا نے اِنسان کو اپنی صُورت میں پیَدا کِیا۔ خُدا کی صُورت میں اُس کو پیَدا کِیا۔ نر و ناری اُن کو پیَدا کِیا۔

اور خُدا نے اُن کو برکت دی اور کہا کہ پھَلو اور بڑھو اور زمِین کو معمُور و محکُوم کرو اور سمندر کی مچھلیوں اور ہوا کے پرِندوں اور کُل جانوروں پر جو زمِین پر چلتے ہیں اِختیار رکھّو۔

اور خُدا نے کہا کہ دیکھو مَیں تمام رُوئے زمِین کی کُل بِیج دار سبزی اور ہر درخت جِس میں اُس کا بِیج دار پھَل ہو تُم کو دیتا ہُوں۔ یہ تُمہارے کھانے کو ہوں۔

اور زمِین کے کُل جانوروں کے لِئے اور ہوا کے کُل پرندوں کے لِئے اور اُن سب کے لِئے جو زمِین پر رینگنے والے ہیں جِن میں زِندگی کا دَم ہے کُل ہری بوٹیاں کھانے کو دیتا ہُوں اور اَیسا ہی ہُوَا۔

اور خُدا نے سب پر جو اُس نے بنایا تھا نظر ڈالی اور دیکھا کہ بہت اچھّا ہے اور شام ہُوئی اور صُبح ہُوئی۔ سو چھٹا دِن ہُوَا۔"[1]

اپنے خالق کے ساتھ انسانیت کے رشتے کی کہانی ایک عہد کی کہانی ہے۔ کیونکہ جب اس نے آدم (علیہ السلام) کو خلق کیا، اس نے اس کے ساتھ ایک معاہدہ بنایا ۔ عہد نامہ سے مراد ہے وصیت ۔ کیونکہ جب بھی باپ اپنے بیٹے کے ساتھ کوئی عہد بناتا ہے یا جب وہ اپنی وصیت بناتا ہے، دونوں صورتوں میں، عہد اور وصیت اس کی جائیداد اور معاملات کے تصرف میں باپ کی خواہشات کا قانونی اعلان ہیں۔ خدا نے آدم کو مخلوق پر ایک بادشاہ کے طور پر منتخب کیا اور مقرر کیا اور اسے باغ عدن کے امور کا ذمہ دار بنایا۔

خدا نے آدم کو اعلان کیا کہ وہ جس درخت، پودے یا پھل سے چاہے کھا سکتا ہے سوائے ایک درخت کے جو اس کے لیے حرام ہے۔ تو آدم (علیہ السلام) پر خالق کی مرضی یہ تھی کہ آدم زمین پر ان کا جانشین بنیں اور خدا نے آدم کی اطاعت سب پر واجب کردی اور خدا نے آدم سے عہد لیا۔ خدا نے آدم کو اعلان کیا کہ وہ جس درخت، پودے یا پھل سے چاہے کھا سکتا ہے سوائے

[1] انجیل المقدس کتاب پیدائش جزء ۱, ۲۶ ۳۱

ایک درخت کے جو اس کے لیے حرام ہے۔ تو آدم (علیہ السلام) پر خالق کی مرضی یہ تھی کہ آدم زمین پر ان کا جانشین بنیں اور خدا نے آدم کی اطاعت سب پر واجب کردی اور خدا نے آدم سے عہد لیا کہ وہ اپنی زمین کی دیکھ بھال کرے اور خدا نے آدم کے لیے سب کچھ جائز کر دیا سوائے ایک درخت کے۔

قرآن میں اس درخت کو "امریت کا درخت" کہا گیا ہے اور تورات اور انجیل میں اسے "اچھے اور برے کے علم کا درخت" کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ایک ہی حکم اور ایک ہی ممانعت دی۔ اس نے اسے پھلنے اور بڑھنے کا حکم دیا اور درخت سے منع کیا۔

تاہم، آدم (علیہ السلام) نے خدا کی مرضی کی نافرمانی کی اور ممنوعہ درخت کا پھل کھا کر عہد کو توڑ دیا۔ اما الصادق علیہ السلام نے آیت کریمہ کے بارے میں فرمایا، "اور اس درخت کے قریب نہ جانا" "یہ محمد اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کا درخت ہے۔"[2]

امام الرضا (منہ السلام) نے فرمایا, "یہ دنیا کے درختوں کی طرح نہیں ہے۔"[3]

تو باغ عدن کہاں واقع تھا؟ باغِ عدن کے محل وقوع کے بارے میں، امام الصادق (منہ السلام) نے اسے واضح کرتے ہوئے فرمایا,

[2] تفسیر الامام العسکری ع المنسوب الی الامام العسکری ع الصفحہ ۲۲۱
[3] بحار الانوار العلامہ المجلسی ج ۲۶ الصفحہ ۲۷۳

"اور ہم نے کہا اے آدم ! تم اور تمہاری بیوی اس باغ میں رہو" یہ دنیا کے باغوں میں سے ایک باغ تھا، اس پر ایک سورج طلوع ہوتا اور ایک چاند، اور اگر یہ آخرت کے باغوں میں سے ہوتا تو اس سے وہ کبھی نہ نکلتے اور نہ ہی شیطان اس میں کبھی داخل ہونے میں کامیاب ہوتا۔"[4]

اس طرح، ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ باغ عدن زمین پر تھا؛ تاہم، اس کے درخت زمین کے درختوں کی طرح نہیں تھے۔ لفظ "درخت" کسی اور چیز کے لیے ایک تمثیل یا علامت ہے۔ تو درخت کس چیز کی نمائندگی کرتا ہے؟

اہل بیت (علیہم السلام) سے منقول دعاؤں میں سے ایک میں ہم پڑھتے ہیں: "ہم نبوت کا درخت اور پیغام کا مقام ہیں اور ہم فرشتوں کی طرف لوٹنے کی جگہ ہیں۔"[5]

ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ قرآن میں درخت کے حوالے سے خدا فرماتا ہے:

"کیا تم نے غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ کیسی مثال پیش کرتا ہے، جیسا کہ ایک اچھا لفظ ایک اچھے درخت کی طرح ہے، جس کی جڑ مضبوط اور اس کی شاخیں بلند ہیں آسمان میں؟"[6]

یہ واضح ہے کہ لفظ "درخت" الفاظ کا استعارہ ہے، اور خدا کے مکمل الفاظ محمد اور آل محمد ہیں (منہم السلام)۔ مزید برآں، پیغمبر کے مقدس اہل بیت نے نیکی کی درخت کو محمد اور آل محمد (منہم السلام) سے منسوک کیا ہے، اور انہوں نے قرآن میں ملعون درخت کی تشریح یہ کی کہ وہ زمین کے درختوں کی طرح نہیں ہے، بلکہ انہوں نے اسے بنی امیہ سے منسوک کیا ہے۔ لہذا ہم ان تمام باتوں سے یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ آدم (علیہ السلام) جس درخت کے قریب پہنچے اور جس سے انہیں منع کیا گیا وہ قطعی طور پر کوئی درخت نہیں تھا، بلکہ وہ درخت ایک شخص کی طرف اشارہ ہے۔

---

[4] بحار الانوار العلامہ المجلسی ج ۱۱ الصفحہ ۱۴۳

[5] نہج البلاغہ، خطبہ ۱۰۹، ثور الحکم، نمبر ۱۰،۰۰۵

[6] قرآن مجید، سورہ ابراھیم،: ۲۴

ابن عبدوس سے روایت ہے جس نے ابن قتیبہ سے روایت کی ہے, حمدان بن سلیمان سے، جو عبدالسلام بن صالح الھروی سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا:

"میں نے الرضا (منہ السلام) سے کہا, "اے فرزند رسول ! مجھے اس درخت کے بارے میں بتائیے جس سے آدم اور حوا نے کھایا تھا، وہ کیا تھا؟ اس بارے میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ عض نے کہا کہ یہ گندم تھا، بعض نے کہا کہ یہ انگور کا درخت تھا اور بعض نے کہا کہ یہ حسد کا درخت تھا"۔ تو آپ (منہ السلام) نے جواب دیا: "یہ سب سچ ہے۔" تو میں نے کہا, "اس کا کیا مطلب ہے کہ میں نے جن پودوں اور درختوں کا ذکر کیا ہے وہ مختلف ہیں، وہ ایک جیسے کیسے ہو سکتے ہیں؟" تو آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "اے ابا الصلت، اس باغ کے درختوں میں طرح طرح کے پھل لگتے تھے، پس وہ گندم کا درخت تھا اور اس میں انگور تھے اور وہ زمین کے درختوں جیسا نہیں تھا، اور بیشک جب اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کو فرشتوں کا حکمران بنا کر ان کو عزت دی اور باغ میں داخل ہونے دیا، پس آدم (علیہ السلام) نے اپنے آپ سے پوچھا: "کیا خدا نے کبھی مجھ سے بہتر انسان بنایا؟"
اور خدا کو معلوم تھا کہ اس کے دل میں کیا گزری، چنانچہ خدا نے اسے پکارا اور کہا، "اے آدم، اپنا سر اٹھاؤ اور میرے عرش کی ٹانگ کی طرف دیکھو۔" چنانچہ آدم (علیہ السلام) نے نظر اٹھا کر دیکھا تو اللہ کے عرش کی ٹانگ پر لکھا ہوا تھا: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں، علی ابن ابو طالب امیر المومنین ہیں اور ان کی بیوی فاطمہ (سلام اللہ علیہا) تمام جہانوں کی عورتوں کی مالکن ہیں اور حسن و حسین (علیہما السلام) جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔" تو آدم (علیہ السلام) نے عرض کیا: 'اے رب، وہ کون ہیں؟' خُدا نے جواب دیتے ہوئے کہا: "وہ آنے والی تمہاری نسل سے ہیں اور تم سے بہتر اور میری مخلوق میں سب سے بہتر ہیں۔ اگر وہ نہ ہوتے تو نہ میں تمہیں پیدا کرتا اور نہ ہی جنت اور جہنم کو پیدا کرتا اور نہ آسمان اور زمین کو پیدا کرتا۔ ان کی طرف کبھی حسد کی نظر سے نہ دیکھنا ورنہ میں تمہیں اپنے پہلو سے ہٹا دوں گا۔ لیکن آدم (علیہ السلام) نے ان سے حسد کی اور وہ ان کے مرتبے اور مقام کی تمنا کرتا تھا تو شیطان نے اس کے خلاف بھڑکایا ہوا اور اس کے دل میں لالچ ڈالی یہاں تک کہ اس

نے ممنوعہ درخت کا پھل کھا لیا۔ اور شیطان نے حوا کو لالچ دیا کیونکہ وہ فاطمہ الزہراء (علیہا السلام) پر رشک کرتی تھی تو خدا نے انہیں اپنے باغ سے نکال دیا اور انہیں زمین کی طرف بھیج دیا۔"[7]

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے واضح کیا کہ حوا فاطمہ (منہا السلام) سے حسد کرتی تھی، خاص طور پر اس وجہ سے فاطمہ (منہا السلام) وہ درخت تھیں جس پر جانے سے اللہ نے منع کیا تھا. جب آدم (علیہ السلام) کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حوا سے بہتر عورت پیدا کی ہے تو وہ فاطمہ کے پاس گئے اور ان سے ہمبستری کرنے کی کوشش کی اور اسی وجہ سے حوا نے فاطمہ سے حسد کی کیونکہ آدم (علیہ السلام) اسے چاہتے تھے۔ لیکن آدم اس سے ہمبستری نہیں کر سکے۔ امیر المومنین علی ابن ابی طالب (منہ السلام) آئے اور انہوں نے آدم (علیہ السلام) کو باغ عدن کے باہر پھینک دیا۔ یہاں "نجع حمادی" میں پائی جانے والی ناسٹک انجیل "دنیا کی ابتدا پر" کا ایک حصہ ہے، اور اس میں اس کہانی کی کچھ تفصیلات کا ذکر ہے جو اس بات کی تصدیق کرتی ہے جس کا امام نے ذکر کیا۔

"آرام کے دن کے بعد، صوفیہ نے اپنی بیٹی زوی کو، حوا کے نام سے ایک انسٹرکٹر کے طور پر بھیجا، تاکہ وہ آدم میں، جن کی کوئی روح نہ تھی، جان ڈال دے، تاکہ وہ جن کو وہ پیدا کرے روشنی کے برتن بن سکیں۔ جب حوا نے اپنے مرد ہم منصب کو زمین پر پڑے دیکھا، اسے اس پر ترس آیا، اور اس نے کہا، "آدم، زندہ ہو جاؤ! زمین پر پیدا ہو جاؤ!'' فوراً ہی اس کا لفظ حقیقت بن گیا۔ جی اٹھنے کے بعد، آدم کی اچانک آنکھ کھل گئی۔ جب اُس نے اُسے دیکھا تو اُس نے کہا، "آپ کو زندہ اشیاء کی ماں کہا جائے گا۔ کیونکہ آپ نے ہی مجھے زندگی بخشی ہے۔" پھر حکام کو بتایا گیا کہ ان کی وضع کردہ شکل زندہ ہے اور ابھری ہے، اور وہ بہت پریشان ہوئے۔ اُنہوں نے سات اہم فرشتوں کو یہ دیکھنے کے لیے بھیجا کہ کیا ہوا ہے۔ وہ آدم کے پاس آئے۔ جب اُنہوں نے حوا کو اُس سے باتیں کرتے ہوئے دیکھا تو آپس میں کہنے لگے، "یہ نورانی عورت کیسی ہے؟ کیونکہ وہ اُس شبیہہ سے ملتی جلتی ہے جو ہمیں روشنی میں دکھائی دیتی ہے۔ اب آؤ، ہم اسے پکڑ کر اس میں اپنی منی ڈالیں، تاکہ جب وہ خاک آلود ہو جائے گی تو شاید وہ

[7] عیون اخبار الرضا ع الشیخ الصدوق ج ۲ الصفحہ ۲۷۴

نورانی نہ بن سکے۔ بلکہ جن کو وہ اٹھائے گی وہ ہمارے ماتحت ہوں گے۔ لیکن ہم آدم کو نہ بتائیں گے، کیونکہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ بلکہ اس پر گہری نیند آنے دو۔ اور آؤ، ہم اسے اس کی نیند میں ہدایت دیں کہ وہ اس کی پسلی سے نکلی ہے، تاکہ اس کی بیوی اس کی اطاعت کرے، اور وہ اس پر حاکم ہو۔ "

پھر حوا، ایک طاقت ہوتے ہوئے، ان کے فیصلے پر ہنس پڑی۔ اس نے ان کی آنکھوں میں دھول ڈالی اور چپکے سے اپنی مثال آدم کے ساتھ چھوڑ دی۔ وہ علم کے درخت میں داخل ہوئی اور وہیں پر رہ گئی۔ اور اُنہوں نے اُس کا تعاقب کیا اور اُس نے اُن سے کہا کہ وہ درخت میں جا کر درخت بن گئی ہے۔ پھر خوف کے عالم میں داخل ہو کر اندھی مخلوق بھاگ گئی۔ اس کے بعد جب وہ چکرا کر اٹھے تو آدم کے پاس آئے۔ اور اُس عورت کی مماثلت اُس کے ساتھ دیکھ کر وہ بہت پریشان ہوئے، یہ سوچ کر کہ یہ وہی ہے جو حقیقی حوا ہے...''[8]

یقیناً نجع حمادی مخطوطہ میں لکھی گئی ہر چیز مکمل طور پر درست نہیں ہے۔ نہ ہی تحریف سے پاک ہے, لیکن مخطوطہ سے جو قابل ذکر اور واضح ہے وہ یہ ہے:

۱. باغ عدن میں ایک عورت ہے جو زندہ اشیاء کی اصل ذریعہ ہے اور جو درخت ہے (یہ زوئ یا الزہرا، حقیقی اور اصلی حوا ہے جس کی نقل حوا کی مثال ہے.)

۲. جو عورت درخت بنی، وہ وہی روحانی درجہ رکھتی ہے جیسا کہ آدم (علیہ السلام) کی روح کے خالق رکھتے ہیں۔

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا ہے کہ آدم (علیہ السلام) روحانی دنیا میں امیر المومنین (منہ السلام) کے بیٹے ہیں۔ اور یہ کہ علی (منہ السلام) آدم (علیہ السلام) کی روح کے براہ راست خالق ہیں.

[8] مخطوطات نجع حمادی انجیل "حول اصل العالم" الصفحہ ۲۱۴ ۲۱۵

روح کی دنیا اور اس کے تعلقات ایک ایسی چیز ہے جس پر ہم بعد کے باب میں توسیع کریں گے۔

محمد بن سنان ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

"ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ تھے۔ علی ابن ابی طالب (علیہ السلام) قریب آئے۔ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان سے فرمایا: "سلامہو اس پر جس کو خدا نے اپنے باپ کی تخلیق سے چالیس ہزار سال پہلےپیدا کیا" تو ہم نے عرض کیا: "یا رسول اللہ، کیا بیٹا باپ سے پہلے آیا تھا؟" تو آپ نے کہا: "ہاں، بے شک خدا نے مجھے اور علی کو ایک نور سے آدم سے پہلے خلق کیا، اس وقت کے حساب سے۔ پھر خدا نے اس نور کو دو حصوں میں تقسیم کیا، پھر اس خدا نے میرے نور اور علی (علیہ السلام) کے نور سے ہر چیز کوپیدا کیا۔ پھر ہمیں اپنے عرش کے دائیں طرف ٹھہرایا. ہم نے اس کی تسبیح کی اور پھر فرشتوں نے اس کی تسبیح کی، اور ہم نے اس کی حمد کی اور اسی طرح انہوں نے اس کی تعریف کی، اور ہم نے اس کی عبادت کی اور اس طرح انہوں نے اس کی عبادت کی، اور اسی طرح سب نے اس کی حمد وثنا اور عبادت کرنے کا طریقہ علی (علیہ السلام) سے سیکھا۔"[9]

خدا نے آدم (علیہ السلام) کو اپنے ہاتھ سےپیدا کیا جیسا کہ قرآن کی آیت میں بیان کیا گیا ہے: "اے ابلیس جس شخص کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اس کے آگے سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے منع کیا؟"[10] اس طرح، علی (علیہ السلام) خدا کا ہاتھ ہیں, جس نے براہ راست آدم کوپیدا کیا۔

احمد ابن محمد بن ابی نصر نے حسن الجمال سے, جس نے ہاشم ابن ابی عمار الجنبی سے روایت کی ہے: "میں نے امیر المومنین کو یہ کہتے سنا ہے: "میں خدا کی آنکھ ہوں۔ اور میں خدا کا ہاتھ ہوں اور میں خدا کا پہلو ہوں اور میں خدا کا دروازہ ہوں۔"[11]

---

[9] بحارالانوار العلامہ المجلسی ج ۲۵ الصفحہ ۲۴

[10] القرآن الحکیم سورہ ص آیت ۷۵

[11] الکافی شیخ الکلینی ج ۱ الصفحہ ۱۴۵

جہاں تک باغ عدن کا تعلق ہے، یہ موجودہ عراق میں تھا۔ قرآن میں ہے: "اور اس نے آدم کو تمام نام سکھائے۔"[12]

اور انجیل میں یہ کہا گیا ہے: "اور خُداوند خُدا نے کُل دشتی جانور اور ہوا کے کُل پرِندے مِٹّی سے بنائے اور اُن کو آدمؔ کے پاس لائے کہ دیکھیں کہ وہ اُن کو کیا نام دیتے ہیں اور آدمؔ نے جِس جانور کو جو کہا وُہی اُس کا نام ٹھہرا۔"[13]

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے آدم (علیہ السلام) کو تمام فرشتوں کے اوتار سکھائے تھے، اور "خدا نے آدم (علیہ السلام) سے کہا کہ وہ جانوروں اور پودوں میں سے ہر چیز کا نام رکھیں، اور جو کچھ آدم نے اس کے لیے نام کے طور پر منتخب کیا وہ اس کا نام بن گیا، اور جیسا کہ قرآن کی آیت ہے، "اور اس نے آدم کو سب کچھ سکھایا، ناموں میں سے" اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے آدم (علیہ السلام) کو تمام فرشتوں کے اوتار سکھائے۔

اور امام احمد الحسن (منہ السلام) نے اس بات کی وضاحت کی:

"اس نے انہیں ان کے نام بتائے"[14] یعنی ان کے اوتار, اس نے ان کو اس وقت میں بتائے کیونکہ فرشتے اپنے اوتار نہیں جانتے تھے، وہ جانتے تھے کہ ان سے پہلے ان کے اوتار تھے۔ لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ پچھلی جہانوں میں ان کے اوتار کیا تھے۔ یہ اب کی طرح ہے، مومنوں کو اپنے اوتاروں کا علم نہیں ہے اور آپ انہیں ان کے اوتاروں کے بارے میں بتاتے ہیں، لوگ اپنے اوتاروں کے بارے میں پوچھتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ پہلے اوتار ہوئے ہیں لیکن وہ نہیں جانتے کہ وہ کون ہیں۔"

جہاں تک باغ میں آدم اور حوا کی عمر اور ان کے ظہور کا تعلق ہے، امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا:

---

[12] القرآن الحکیم سورہ البقرہ آیت ۳۱

[13] انجیل المقدس کتاب پیدائش ۲:۱۹

[14] القرآن الحکیم سورہ البقرہ آیت ۳۳

"وہ جوان تھے، حوا نو سال کی تھیں۔ آدم بارہ سال کے تھے. تاہم، اس وقت ایک نو سال کا بچہ ایک بالغ ہوتا تھا جسے ماہواری آتی تھی اور وہ آج اٹھارہ سال کی عمر کی طرح دکھائی دیتا تھا۔ اور آدم جو بارہ سال کے تھے، آج کے زمانے میں ایک چوبیس سال کے عمر کے انسان جیسے دکھائی دیتے تھے۔ لہٰذا، اس وقت ان کی ظاہری شکل آج کے سالوں میں ان کی عمر سے دوگنی تھی۔ اور یہ دونوں پیدا ہوتے ہی زمین پر اچانک نمودار ہوئے۔"

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے یہ بھی کہا کہ حوا وہ نہیں تھی جس نے درخت کا پھل کھایا تھا، بلکہ وہ آدم (علیہ السلام) تھے۔ مزید برآں، حوا کے بارے میں جو لکھا گیا ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے درخت سے کھایا، اور آدم (علیہ السلام) کے درخت سے کھانے کا سبب بنی، یہ جھوٹ ہے۔

عہد شکنی کا الٰہی عذاب تیز اور شدید تھا۔ اس کے نتیجے میں آدم، حوا اور عزازیل کو باغ عدن سے جلاوطن کر دیا گیا اور ان سے کہا گیا:

"آپس میں ایک دوسرے کے دشمن بن کر اترو اور تمہیں زمین میں ایک مدت کے لیے ٹھکانا ہے اور اس میں عیش و عشرت بھی ملے گی۔"[15]

اور خدا نے ان سے کہا:

"اور ان میں سے جس کو بہکا سکے اپنی آواز سے بہکاتا رہے۔ اور ان پر اپنے سواروں اورپیاروں کو چڑھا کر لاتا رہے اور ان کے مال اور اولاد میں شریک ہوتا رہے اور ان سے وعدے کرتا رہے۔ اور شیطان جو وعدے ان سے کرتا ہے سب دھوکا ہے."[16]

[15] القرآن الحکیم سورہ اعراف آیت ۲۴

[16] القرآن الحکیم سورہ الاسرا آیت ٦۴

علما طویل عرصے سے اس بات پر الجھ رہے ہیں کہ شیطان انسانوں کو ان کے مال اور اولاد میں شریک کرنے کا کیا مطلب ہے۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے اس راز سے پردہ اٹھایا اور حقیقت کو آشکار کیا۔ جیسا لکھا ہے ویسا ہی ہے۔ ابلیس یا عزازیل (خدا کی اس پر لعنت ہو) جسمانی شکل میں حوا کے پاس گیا تھا اور اسے اس کے ساتھ اس دنیا میں جنسی تعلقات کا دھوکہ دیا۔

اس طرح حوا قابیل سے حاملہ ہوئی (اللہ اس پر لعنت کرے)، اور قابیل ابلیس کا حیاتیاتی بیٹا ہے (خدا اس پر لعنت کرے) نہ کہ آدم (علیہ السلام) کا بیٹا۔

یہ واقعہ یہودی روایات میں مذکور ہے:

"شرارت دنیا میں پہلی عورت سے پیدا ہوئی تھی، قابیل، جو آدم کا سب سے بڑا بیٹا تھا، جب خدا نے بنی نوع انسان کے پہلے جوڑے کو جنت عطا کی تو اس نے انہیں خبردار کیا تھا۔ خاص طور پر ایک دوسرے کے ساتھ جنسی تعلقات کے خلاف۔ لیکن حوا کے زوال کے بعد، شیطان، سانپ کے بھیس میں، اس کے قریب آیا، اور ان کے اتحاد کا پھل قابیل تھا۔ تمام ناپاک نسلوں کے آباؤ اجداد جو خدا کے خلاف باغی تھے، اور اس خدا کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ قابیل کا نزول شیطان سے، جو فرشتہ سمایل ہے، جو سرافک شکل میں نازل ہوا۔ اس کی پیدائش پر، حوا کی طرف سے یہ فجائیہ غلط تھا، "میں نے خُداوند کے فرشتے کے ذریعے ایک آدمی حاصل کیا ہے۔" آدم اس وقت حوا کی صحبت میں نہیں تھا جب وہ قابیل کے ساتھ حاملہ تھیں۔ جب وہ دوسری بار شیطان کے لالچ میں مبتلا ہوئی، اور اپنی تپسیا میں رکاوٹ بننے کی اجازت دی، تو اس نے اپنے شوہر کو چھوڑ دیا اور مغرب کی طرف سفر کر لیا، کیونکہ اسے خدشہ تھا کہ اس کی موجودگی اس کے لیے بدستور مصیبت کا باعث بن سکتی ہے۔ آدم مشرق میں رہے۔ جب حوا کے نجات کے دن پورے ہوئے، اور اسے درد کی تکلیف محسوس ہونے لگی تو، اس نے خدا سے مدد کے لیے دعا کی۔ لیکن اُس نے اُس کی فریادوں پر کان نہ دھرا۔ "کون میرے رب آدم تک رپورٹ لے کر جائے گا؟" اس نے خود سے پوچھا. "اے آسمان کے نور، میں تم سے التجا کرتی ہوں، جب تم مشرق کی طرف لوٹو گے تو میرے آقا آدم کو بتا دینا !"

اسی گھنٹہ میں، آدم نے پکارا: "حوا کا نوحہ میرے کان تک پہنچا ہے ! شاید سانپ نے دوبارہ اس پر حملہ کیا ہو،" اور وہ جلدی سے اپنی بیوی کے پاس گیا۔ اسے سخت تکلیف میں پا کر، اس نے اس کی طرف سے خدا سے التجا کی، اور دو آسمانی طاقتوں کے ساتھ بارہ فرشتے نمودار ہوئے۔ ان سب نے اپنا عہدہ اس کے دائیں طرف لے لیا، اور اس کے بائیں طرف، جب کہ میکائیل بھی اس کے دائیں طرف کھڑے تھے، اس نے اپنا ہاتھ اس کے چہرے سے نیچے کی طرف اس کی چھاتی تک پھیر دیا، اور اس سے کہا، "تم کو مبارک ہو، حوا، آدم کی خاطر. اس کی التجاؤں اور اس کی دعاؤں کی وجہ سے مجھے آپ کی مدد کے لیے بھیجا گیا ہے۔ اپنے بچے کو جنم دینے کے لیے تیار ہو جاؤ !'' فوراً ہی اس کا بیٹا پیدا ہوا ایک چمکدار شخصیت. تھوڑی دیر بعد بچہ اپنے پیروں پر کھڑا ہوا، بھاگا، اور اپنے ہاتھوں میں بھوسے کا ایک ڈنڈا پکڑے واپس آیا، جو اس نے اپنی ماں کو دیا۔ اسی وجہ سے اس کا نام قابیل رکھا گیا، جو ایک عبرانی لفظ ہے جس کے معنی ہیں بھوسے کے ڈنٹھل۔ اب آدم حوا اور لڑکے کو مشرق میں اپنے گھر لے گیا۔ خدا نے اسے فرشتہ میکائیل کے ہاتھ سے طرح طرح کے بیج بھیجے، اور اسے یہ سکھایا گیا کہ کس طرح زمین میں کاشت کرتے ہیں اور اناج اور پھل پیدا کرتے ہیں، اپنے آپ کو اور اپنے خاندان اور اپنی نسل کو برقرار رکھنے کے لیے۔ تھوڑی دیر کے بعد، حوا نے اپنے دوسرے بیٹے کو جنم دیا، جس کا نام اس نے ہابیل رکھا، کیونکہ اس نے کہا، وہ پیدا ہوا لیکن مرنے کے لیے۔ [17]

آدم (علیہ السلام) کو باغ عدن سے نکالے جانے کے بعد، اس نے اور حوا نے اپنی حسد اور نافرمانی سے توبہ کی۔ خُدا نے اُنہیں معاف کر دیا اور پہلا عہد بحال کر دیا حالانکہ یہ ٹوٹ چکا تھا۔

اب تک، ہم نے کئی نکات سیکھے ہیں۔ سب سے پہلے، ہم نے باغِ عدن میں آدم اور حوا کی حالت کے بارے میں سیکھا۔ ان کے لیے سب کچھ جائز تھا سوائے ایک چیز کے (درخت کے قریب جانا)۔ دوسرا، تمام گناہ کی اصل حسد تھی۔ تیسرا، پہلا عہد ایک ہی حکم اور ممانعت پر مشتمل تھا۔ یہ ان کے وقت اور حالات کے لیے موزوں قانون اور فقہ تھا۔ یہ واحد اصول تھا جس کی آدم اور حوا کو ضرورت تھی کیونکہ ان کے علاوہ کوئی اور انسان زندہ نہیں تھا۔ اس دوران کوئی خلاف ورزی نہیں ہوئی اور نہ

[17] اساطیر الیہود لویس جینزبرج الجزء الاول الفصل الثالث الصفحہ ۱۱۰

ہی ایسی کوئی خلاف ورزی ہوئی جس کے لیے قوانین کا قیام ضروری تھا۔ صرف آدم، حوا، اہل بیت، فرشتے اور روحانی مخلوق (علیہم السلام) موجود تھے۔ فقہ آخرکار بدلتی ہوئی حالات اور ضرورتوں کے مطابق تیار ہوئی۔

اب ہم چند حالات کا جائزہ لیتے ہیں جو آدم (علیہ السلام) کے زمانے میں پیش آئی اور جن کے بعد آنے والی نسلوں کے لئے فقہ میں تبدیلی کی وجہ بنی۔

"مگر اس کے نفس نے اس کو بھائی کے قتل ہی کی ترغیب دی تو اس نے اسے قتل کر دیا اور خسارہ اٹھانے والوں میں ہو گیا۔"[18]

قابیل کے ہابیل کو قتل کرنے سے پہلے قتل کے بارے میں کوئی قانون نہیں تھا، اور نہ ہی کوئی قانونی سزا تھی، کیونکہ یہ نسل انسانی سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ لہذا جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تو ہم دیکھتے ہیں کہ نہ تو آدم (علیہ السلام) اور نہ ہی رب نے اس پر کسی قسم کی سزا دی تھی۔ زیادہ تر مذاہب کی فقہ میں جو بات مشہور ہے وہ یہ ہے کہ قتل کی سزا موت ہے۔ تاہم، آدم (علیہ السلام) کے مذہب، فقہ، اور قانون کے تحت (یعنی آدم کے قانون) کے تحت، قابیل کو سزا یا موت کی سزا نہیں دی جاتی ہے۔ اس کے برعکس، وہ نکلتا ہے اور شادی کرتا ہے، اپنی عام زندگی کو جاری رکھتا ہے شہر بناتا ہے اور پوری زمین میں اپنا بیج پھیلاتا ہے۔ شاید، قاری کو یہ بات عجیب لگے، لیکن جب کبھی قانون نہیں توڑا تو سزا کیسے دی جا سکتی ہے؟ مزید برآں، ایسے جرم کے لیے کوئی قانون کیوں ہو گا جس کے بارے میں نہ کبھی کیا گیا ہو اور نہ ہی سوچا گیا ہو؟

"اور قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو کہا, "چلو، کھیت پر جاتے ہیں." اور جب وہ دونوں کھیت میں تھے تو یُوں ہُوا کہ قابیل نے اپنے بھائی ہابیل پر حملہ کِیا اور اُسے قتل کر ڈالا۔

تب خُداوند نے قابیل سے کہا کہ تمہارا بھائی ہابیل کہاں ہے؟ اُس نے کہا مُجھے معلُوم نہیں۔ کیا مَیں اپنے بھائی کا مُحافِظ ہُوں؟

پِھر اُس نے کہا کہ تم نے یہ کیا کِیا؟ تمہارے بھائی کا خُون زمِین سے مُجھ کو پُکارتا ہے۔

اور اب تم زمین کی طرف سے لَعنتی ہُوَا۔ جِس نے اپنا مُنہ پسارا کہ تمہارے ہاتھ سے تمہارے بھائی کا خُون لے۔

[18] القرآن الحکیم سورہ المائدہ آیت ۳۰

جب تم زمین کو بوئے گا تو وہ اب تمہیں اپنی پیداوار نہ دے گی اور زمین پر تم خانہ خراب اور آوارہ ہو گا۔
تب قابیل نے خُداوند سے کہا کہ میری سزا برداشت سے باہر ہے۔
دیکھو آج تم نے مُجھے رُوئے زمین سے نِکال دِیا ہے اور مَیںتمہارے حضُور سے رُوپوش ہو جاؤں گا اور زمین پر خانہ خراب اور آوارہ رہُوں گا اور اَیسا ہو گا کہ جو کوئی مُجھے پائے گا قتل کر ڈالے گا۔
تب خُداوند نے اُسے کہا نہیں بلکہ جو قابیل کو قتل کرے اُس سے سات گُنا بدلہ لیا جائے گا اور خُداوند نے قابیل کے لِئے ایک نِشان ٹھہرایا کہ کوئی اُسے پا کر مار نہ ڈالے۔
قابیل خُداوند کے حضُور سے نِکل گیا اور عدن کے مشرِق کی طرف نُود کے عِلاقہ میں جا بسا۔
اور قابیل اپنی بیوی کے پاس گیا اور وہ حامِلہ ہُوئی اور اُس سے حنُوک پَیدا ہُوَا اور اُس نے ایک شہر بسایا اور اُس کا نام اپنے بیٹے کے نام پر حنُوکَ رکھّا۔
اور حنُوکَ سے عیرآد پَیدا ہُوَا اور عیرادَ سے محویاایل پَیدا ہُوَا اور محویاآیل سے متوسا ایلَ پَیدا ہُوَا اور متوسا ایلَ سے لمکَ پَیدا ہُوَا۔"[19]

آدم کے بعد آنے والی نسلوں میں جرائم، بد عنوانی، قتل و غارت، ڈکیتی اور جنگوں میں اضافہ ہوا۔
بنی قابیل نے زمین کو ظلم و ستم سے بھر دیا یہاں تک کہ نوح (علیہ السلام)، آدم (علیہ السلام) کے خاندان سے نجات دہندہ اور قائم کے جن کا وعدہ کیا گیا تھا، آیا, سالوں اور نسلوں کے دوران ۔
حضرت آدم (علیہ السلام) اور نوح (علیہ السلام) کے درمیان بنی آدم نے تقیہ کیا یا احتیاطی تخفیف (نقصان کے خوف سے اپنے حقیقی عقائد کو چھپانا)۔ تو انہوں نے وہ سب چھپا لیا جو انہوں نے آدم (علیہ السلام) سے سیکھا تھا، اور ان انبیاء سے آدم اور نوح کے درمیان آنے والے، علیہم السلام، اپنی جانوں کے خاطر، بنی قابیل کے خوف سے, یہاں تک کہ جانور بھی بدل گئے، اور انسانوں سے ڈرنے لگے۔

[19] انجیل المقدس کتاب پیدائش جزء ۴: ۱۸-۸

ابی عبداللہ (علیہ السلام) کہتے ہیں کہ قابیل سیتھ (علیہ السلام) کے پاس آیا اور ان سے کہا: 'تمہارے والد نے تمہیں ان کا علم دیا تھا اور میں تم سے بڑا ہوں اور اس علم کا زیادہ حقدار ہوں لیکن میں نے ان کے بیٹے کو قتل کیا اس لیے وہ مجھ سے ناراض ہو گئے۔ اور تمہیں اس علم کے ساتھ مجھ پر ترجیح دی۔ خدا کی قسم اگر تم نے اس علم میں سے کسی چیز کا ذکر کیا جو تمہیں اپنے باپ سے وراثت میں ملا ہے کہ تم میرے سامنے دکھاوا کرو اور ایسا دکھانے کی کوشش کرو کہ تم مجھ سے بہتر ہو، تو میں تمہیں اسی طرح قتل کروں گا جیسے میں نے تمہارے بھائی کو قتل کیا تھا۔' اس کے بعد سیتھ نے اپنے علم کے بارے میں سب کچھ چھپا دیا جب تک کہ قابیل کی ریاست اور اس کی حکمرانی ختم نہ ہو جائے۔ اور اسی وجہ سے آج ہم تقیہ پر عمل کرتے ہیں، کیونکہ ہمارے پاس ابن آدم میں ایک مثال موجود ہے، اور سیتھ نے اپنے بیٹے کو عہد اور وصیت کے بارے میں پوشیدہ طور پر بتایا، اور چونکہ سیتھ نے اپنے بیٹے کو وصیت کی، خدا کی طرف سے، سنت یہ ہے کہ وصیت کو آگے بڑھاؤ، عالم سے عالم تک، اور وہ ہر سال ایک خاص دن وصیت کو کھولتے اور اس کے بارے میں بات کرتے کہ ان کے والد نے انہیں نوح (علیہ السلام) کے آنے کی پیشینگوئی اور بشارت کیسے دی۔ [20]

چند اہم نکات ہیں جو ہمیں اجاگر کرنے کی ضرورت ہے:

۱. اول، قوانین اور فقہ کا فقدان جو آدم (علیہ السلام) کے زمانے میں جرائم کو سزا دینے سے متعلق تھا، قابیل اور اس کی اولاد کے عروج کا باعث بنے اور بنی آدم کی کمزوری اور مظلومیت کی وجہ یہی تھی. نتیجتاً
حالات میں ہونے والی تبدیلیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے احکام الٰہی اور فقہ میں اپ ڈیٹ کی اور توسیع کی ضرورت ہوئی.

۲. دوسرا، چونکہ ابتدا میں آدم اور حوا زمین پر صرف دو انسان تھے، اس لیے ان کے لیے سب کچھ جائز تھا، اور نسل انسانی کا پھیلاؤ محرموں کے درمیان شادیوں سے ہوا۔ ایسی کوئی چیز نہیں تھی جو فرسٹ ڈگری رشتہ داروں کے درمیان شادیوں سے منع کرتی ہو۔ یہ معاملہ اس وقت تک ہوتا رہا جب تک کہ اسے مستقبل کے عہدوں میں غیر قانونی قرار نہیں دیا گیا۔

[20] بحارالانوار العلامہ المجلسی ج ۱۱ الصفحہ ۲۴۱

۳. تیسرا، نیکی اور بدی کی جنگ در اصل آدم (علیہ السلام) کی نسل اور اولاد اور ابلیس کی نسل اور اولاد کے درمیان جنگ ہے (لعنت اللہ علیہ)۔ آدم (علیہ السلام) سے ہر مومن اور ابلیس سے ہر کافر اور ظالم آیا۔ آخر میں، عیسی مسیح (علیہ السلام) انجیل میں، یوحنا کی کتاب (باب ۸) میں اس بات کی تصدیق کرتے ہیں.

کافر سب ابلیس کے نسب سے ہیں اور اس کی اولاد ہیں جبکہ مومنین آدم (علیہ السلام) کی اولاد اور خدا کی اولاد ہیں۔

اُنہوں نے جواب میں اُس سے کہا ہمارا باپ تو ابراہیم ہے۔ عیسی نے اُن سے کہا اگر تُم ابراہیم کے فرزند ہوتے تو ابراہیم کے حساب سے کام کرتے۔ لیکن اب تُم مُجھ جَیسے شخص کے قتل کی کوشِش میں ہو جِس نے تُم کو وُہی حق بات بتائی جو خُدا سے سُنی۔ ابراہیم نے تو یہ نہیں کِیا تھا۔ تُم اپنے باپ کے سے کام کرتے ہو۔ اُنہوں نے اُس سے کہا۔ ہم حرام سے پَیدا نہیں ہُوئے۔ ہمارا ایک باپ ہے یعنی خُدا۔ عیسی نے اُن سے کہا اگر خُدا تُمہارا باپ ہوتا تو تُم مُجھ سے مُحبّت رکھتے اِس لِئے کہ مَیں خُدا سے نِکلا اور آیا ہُوں کیونکہ مَیں آپ سے نہیں آیا بلکہ اُسی نے مُجھے بھیجا۔
تُم میری باتیں کیوں نہیں سمجھتے؟ اِس لِئے کہ میرا کلام سُن نہیں سکتے۔
تُم اپنے باپ اِبلِیس سے ہو اور اپنے باپ کی خواہِشوں کو پُورا کرنا چاہتے ہو۔ وہ شرُوع ہی سے خُونی ہے اور سچّائی پر قائِم نہیں رہا کیونکہ اُس میں سچّائی ہے نہیں۔ جب وہ جُھوٹ بولتا ہے تو اپنی ہی سی کہتا ہے کیونکہ وہ جُھوٹا ہے بلکہ جُھوٹ کا باپ ہے۔
لیکن مَیں جو سچ بولتا ہُوں اِسی لِئے تُم میرا یقین نہیں کرتے۔
تُم میں کون مُجھ پر گُناہ ثابت کرتا ہے؟ اگر مَیں سچ بولتا ہُوں تو میرا یقین کیوں نہیں کرتے؟
جو خُدا سے ہوتا ہے وہ خُدا کی باتیں سُنتا ہے۔ تُم اِس لِئے نہیں سُنتے کہ خُدا سے نہیں ہو۔ [21]

[21] انجیل المقدس کتاب یوحنا جزء ۸: ۴۷-۳۹

دوسرا باب

حضرت نوح (علیہ السلام) کے ساتھ دوسرا عہد نامہ

"اور خُدا نے نُوحؔ اور اُس کے بیٹوں سے کہا۔ دیکھو مَیں خود تُم سے اور تُمہارے بعد تُمہاری نسل سے عہد کرتا ہُوں۔"

اس نئی تفہیم کے ساتھ اور امام احمد الحسن (منہ السلام) کے ساتھ قابیل ابن ابلیس (ان پر خدا کی لعنت ہو) کی اصلیت کو ظاہر کرتے ہوئے، یہ واضح ہو جاتا ہے کہ سیلاب کی وجہ اصل میں زمین کو ملعون ابلیس کے بیج سے پاک کرنا تھا اور اس کے علاوہ یہ عہد شکنی کی سزا تھی۔ جب بھی عہد ٹوٹتا ہے، زمین پر عذاب نازل ہوتا ہے۔ پھر خداوند انسانیت کے ساتھ ایک نیا عہد بناتا ہے۔ پہلے عہد شکنی کی سزا، آدم (علیہ السلام) کو درخت کا پھل کھانے پر ملی، تو آدم (علیہ السلام) کو باغ عدن سے جلاوطن کر دیا۔ خدا نے ان کو معاف کر دیا لیکن جب لوگوں نے اپنے کفر سے اور حضرت آدم (علیہ السلام) کے بعد نوح اور انبیاء سے دشمنی کرنے سے دوبارہ عہد توڑا تو خدا نے انہیں سیلاب کی سزا دی۔

نوح (علیہ السلام) نے کئی سال لوگوں کی تبلیغ کرنے اور انہیں خدا کی طرف بلانے اور ان کی اصلاح کی کوشش میں گزارے۔ سب نے نوح (علیہ السلام) کو نظر انداز کیا اور ان کی بات نہیں سننا چاہتے تھے۔ قرآن کہتا ہے کہ انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال دی اور اپنے چہروں کو کپڑوں سے ڈھانپ لئے تاکہ نوح (علیہ السلام) کی بات کو نہ سن سکیں[22]۔ زمین اس وقت قابیل کے بیٹوں سے بھری ہوئی تھی جنہوں نے بڑے شہر تعمیر کیے اور ان کے بہت سے بچے بھی تھے۔ خُدا نے شیطان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اُسے آدم سے کہیں بار زیادہ اولاد دے گا۔ اس سلسلے میں بہت سی روایتیں ہیں۔ اماما لصادق (منہ السلام) ایک روایت میں فرماتے ہیں:

"سب سے پہلے جس نے موازنہ کیا اور غرور کیا وہ ابلیس تھا اور تکبر خدا کی نافرمانی کا پہلا عمل ہے۔ فرمایا، 'ابلیس نے کہا، 'اے اللہ ! مجھے آدم کو سجدہ کرنے سے معاف کر دے اور میں تیری عبادت کروں گا جس طرح کسی اور مقرب فرشتے اور نبی مرسل نے نہیں کی'، اللہ نے کہا: 'مجھے تیری عبادت کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ میں چاہتا ہوں کہ تو میری اسی طرح عبادت کرے جس طرح میں چاہتا ہوں. نہ کہ اس طرح جس طرح تو چاہتا ہے. میں نے جہاں سے چاہا وہاں پر سجدہ کروایا اور جہاں سے تم چاہو نہیں، لیکن اس نے پھر بھی سجدہ کرنے سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "یہاں سے نکل جا، تو ناپاک ہے اور تجھ پر قیامت

[22] قرآن مجید، سورہ نوح، آیت ۷

تک میری لعنت ہے۔" کہنے لگا: 'اے اللہ، یہ کیونکر ہے کہ تو عادل ہے جو کبھی ظلم نہیں کرتا اور اب تو نے میری نیکیوں کا اجر رائیگاں کر دیا؟' تو اللہ تعالی نے فرمایا: 'نہیں، بلکہ دنیا میں سے جو چاہو مجھ سے مانگو، انعام کے طور پر اور میں تمہیں عطا کروں گا۔'' اور پہلی چیز جو اس نے مانگی وہ یہ تھی کہ وہ قیامت تک باقی رہے اور خدا نے کہا: "میں نے تمہیں وہ عطا کی۔'' تو ابلیس نے کہا: 'مجھے ان کی رگوں میں دوڑنے دے جس طرح خون دوڑتا ہے۔" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تمہیں ان کی رگوں میں دوڑایا خون کی طرح، اور یہاں ابلیس نے فرمایا:" ان کے ہاں ایک بچہ پیدا نہ ہو جب تک مجھ سے دو پیدا ہوں۔"[23]

اُس نے قابیل کے ذریعے شیطان کو وہ اولاد دی۔ مقدس انجیل میں (کتاب یوحنا) ۲:

اور قابیل کی مانِند نہ بنیں جو اُس شرِیر سے تھا اور جِس نے اپنے بھائی کو قتل کِیا اور اُس نے کِس واسطے اُسے قتل کِیا؟ اِس واسطے کہ اُس کے کام بُرے تھے اور اُس کے بھائی کے کام سیدھے راستے کے تھے۔[24]

بنی قابیل نے خدا کی نافرمانی کی اور آدم (علیہ السلام) کی اولاد پر ظلم کیا اور آدم اور نوح (علیہ السلام) کے درمیان کے سالوں میں بڑے بڑے جرائم کا ارتکاب کیا۔ آخرکار خدا نے نوح (علیہ السلام) کو ایک کشتی بنانے کا حکم دیا، ابا عبد اللہ (منہ السلام) نے فرمایا:

حضرت نوح (علیہ السلام) نے اپنے رب سے ان کی قوم پر عذاب نازل کرنے کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ کھجور کے درخت سے ایک بیج بوئے۔ جب وہ بڑھ جائے اور وہ اس کا پھل کھائے تو اللہ تعالیٰ ان کی قوم پر عذاب نازل کر کے انہیں ہلاک کر دیگا۔ حضرت نوح (علیہ السلام) نے بیج بویا اور اپنے ساتھیوں کو خبر دی۔ کھجور کا درخت بڑھ گیا اور پھل آیا۔ انہوں نے اس کا پھل کھایا اور اپنے ساتھیوں کو کھلایا۔ آپ (علیہ السلام) کے ساتھیوں نے آپ سے کہا: "اے اللہ کے

[23] بحارالانوار العلامہ المجلسی ج ٦٠ الصفحہ ٢٧٤

[24] انجیل المقدس کتاب یوحنا ۱۲:۳

نبی، آپ نے جو وعدہ ہم سے کیا ہے اس کا کیا ہوا؟'' حضرت نوح (علیہ السلام) نے اللہ تعالیٰ سے اس وعدے کو پورا کرنے کی دعا کی۔ ایک بار پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی کی کہ ایک اور بیج بوئیں اور جب وہ کھجور کا درخت بن جائے اور پھل لائے اور وہ اس میں سے کھائے تو اللہ انہیں عذاب دے گا۔ نوح (علیہ السلام) نے ان کو خبر دی۔ ان کے ساتھی تین گروہوں میں تقسیم ہو گئے:

ایک گروہ پھر گیا (مرتد ہو گیا) دوسرا منافق ہو گیا اور تیسرا گروہ نوح (علیہ السلام) کے ساتھ ثابت قدم رہا۔ حضرت نوح (علیہ السلام) نے دوبارہ ایک بیج بویا۔ یہ بڑھتا گیا اور پھل آیا۔ انہوں نے اس کا پھل کھایا اور اپنے ساتھیوں کو بھی کھلایا۔ انہوں نے عرض کی: "اے اللہ کے نبی, آپ نے جو وعدہ کیا ہے اس کا کیا ہوا؟" اللہ تعالیٰ نے اس پر وحی کی کہ تیسرا بیج بوئے اور جب وہ درخت پھل دے گا تو اللہ تعالیٰ ان کی قوم کو ہلاک کر دے گا۔ حضرت نوح (علیہ السلام) نے اپنے ساتھیوں کو یہ بات بتائی۔ دو گروہ [منافقین اور مومنین] تین گروہوں میں بٹ گئے۔ ایک پھر گیا (مرتد ہو گیا)، ایک منافق ہو گیا اور تیسرا پھر بھی نوح علیہ السلام کے ساتھ رہا۔[25]

حضرت نوح (علیہ السلام) نے دس مرتبہ ایسا ہی کیا اور ان کے ساتھی ہر بار تین گروہوں میں بٹ گئے۔ دسویں مرتبہ آپ کے چند مخلص ساتھی آپ کے پاس آئے اور کہا: یا رسول اللہ ! آپ نے جو وعدہ کیا ہے وہ کرے یا نہ کرے، آپ سچے ہیں۔ آپ اللہ کے بھیجے ہوئے نبی ہیں اور آپ ہمارے ساتھ جو بھی کریں ہم آپ پر کبھی شک نہیں کریں گے۔'' اس طرح اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی قوم کو فنا کر دیا اور ان کے مخلص پیروکاروں کو اپنے ساتھ کشتی میں شامل کر دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بچا لیا اور نوح کو بھی ان کے ساتھ بچا لیا، ان کو آزمانے، چھاننے اور صاف کرنے کے بعد۔[26]

ان دنوں نوح کی شادی قابیل کی بیٹیوں میں سے ایک عورت سے ہوئی جس کا نام نوریہ تھا جس کا مطلب ہے آگ۔ اس نے نوح کے ساتھ بے وفائی کی اور اسے دھوکہ دیا۔ پہلی بار جب کشتی بنائی گئی تھی، نوریہ نے کشتی پر سوار ہونے کی کوشش کی لیکن

---

[25] یہاں بیان کردہ تین گروہ ایمان کی تین الگ الگ نفسیاتی اور روحانی حالتوں کی نمائندگی کرتے ہیں: ۱) ثبات، یعنی یقین اور بھروسے میں ثابت قدم رہنے کی حالت، ۲) نفاق، یعنی ء مخالفت کرنے کے لیے جان بوجھ کر دوغلا پن، خیانت اور منافقت کی حالت ۳) ارتداد، یعنی پیچھے ہٹنا، شک کرنا، ارتداد کی حالت۔

[26] کتاب الغیبہ النعمانی جزء ۱ صفحہ ۲۹۴

اس کی بد دیانتی کی وجہ سے، نوح نے اسے کشتی پر جانے کی جانے کی اجازت نہیں دی، اور اس طرح نوریہ نے کشتی کو آگ لگا دی اور اسے جلا دیا۔ یہی وجہ تھی کہ اللہ کے وعدے میں تاخیر اور عذاب میں تاخیر ہوئی۔ نوسٹک متن میں عنوان 'حکمرانوں کی فطرت نجع حمادی کے مجموعہ میں پائی جاتی ہے اس میں کہا گیا ہے:

"حکمرانوں نے ایک دوسرے سے مشورہ کیا اور کہا، 'آؤ ہم اپنے ہاتھوں سے سیلاب لائیں اور انسان سے لے کر حیوان تک تمام گوشت کو ختم کر دیں۔' لیکن جب افواج کے حاکم کو معلوم ہوا ان کے فیصلے کے بارے میں، تو انہوں نے نوح سے کہا، 'آپ خود لکڑی سے ایک کشتی بنائیں جو سڑے نہ اور اس میں چھپ جائیں، آپ اور آپ کے بچے، حیوانات اور پرندے چھوٹے سے لے کر بڑے تک، اور اسے پہاڑ "سر" پر رکھ دیں۔' پھر نوریہ ان کے پاس آئی، جو کشتی میں سوار ہونا چاہتی تھی۔ جب انہوں نے اُسے جانے نہ دیا تو اُس نے صندوق پر پھونک مار کر اُسے آگ سے بھسم کر دیا۔ آپ نے دوبارہ کشتی بنائی، دوسری بار۔[27]

مصر کے ایک علمی فرقے کے بارے میں لکھی گئی تحریروں میں، معروف مورخ اپیفینیئس نے نوریہ اور کشتی کی کہانی کے بارے میں مزید تفصیلات فراہم کی ہیں، اس نے لکھا کہ نوریہ نے تین بار کشتی میں داخل ہونے کی درخواست کی تھی اور تین مختلف بار کشتی کو جلایا تھا، کیونکہ وہ درحقیقت یہ مانتی تھی کہ سیلاب آنے والا ہے لیکن اس کا یہ بھی ماننا تھا کہ یہ نوح کے اس منصوبے کا حصہ ہے کہ وہ اس سے چھٹکارا پائے گا سیلاب آئے گا تو۔ حقیقت یہ ہے کہ اس نے کشتی کو دس بار جلایا اور ہر بار چھپ کر ایسا کیا۔ تمام دس اوقات میں صحابہ حیران رہ گئے اور ان کے اندر شکوک و شبہات پیدا ہو گئے کیونکہ وہ سوچ رہے تھے کہ اگر نوح واقعی نبی تھے تو خدا کشتی کو جلانے کی اجازت کیوں دے گا۔ کشتی کے جل جانے کی وجہ سے، وعدہ دس بار تاخیر کا شکار ہوا، اور خدا نے ان واقعات کو ایک امتحان اور موقع کے طور پر استعمال کیا تاکہ نوح کی مومن برادری کو شکوک و شبہات کرنے والوں سے نجات دلائی جائے۔[28]

---

[27] واقع الحکام نصوص نجع حمادی مرفن مایر صفحہ ۱۹۵

[28] جو لوگ اپنے عقیدے کی شرط کے طور پر سزا کے خواہشمند تھے وہ حقیقت میں خدا کی لامحدود رحمت پر شک کر رہے تھے۔ وہ خدا کے منصوبے سے زیادہ شیطان کی خواہشات کے مطابق تھے۔

نوح کو نوریہ پر رحم آیا اور بالآخر اسے کشتی پر سوار کر دیا گیا۔ مقدس انجیل (کتاب پیدائش) میں لکھا ہے:

"اُسی روز نُوحؔ اور نُوحؔ کے بیٹے سِمؔ اور حامؔ اور یافتؔ اور نُوح کی بیوی اور اُس کے بیٹوں کی تینوں بیویاں۔"[29]

اس سے کل آٹھ انسان یا چار جوڑے بنتے ہیں جو اس دن کشتی میں داخل ہوئے تھے۔ بہت سے عربی ذرائع کا ذکر ہے کہ صرف سات ہی نوح (علیہ السلام) پر پختہ یقین رکھنے والے رہے: نوح کی بیوی، ان کے تین بیٹے اور ان کی تین بیویاں۔ حمران نے بیان کیا کہ ابی جعفر (منہ السلام) نے اللہ کے کلمات کے بارے میں کہا:
"لیکن چند لوگوں کے سوا کوئی اس پر ایمان نہ لایا۔'' انہوں نے کہا: "وہ آٹھ تھے۔''[30]

نوریہ کو کشتی پر جانے کی تین اہم وجوہات تھیں:
۱. نوح کے زیادہ تر ساتھی اور حامی جنہوں نے کشتی بنانے میں ان کی مدد کی تھی واپس ہو گئے (مرتد ہو گئے)۔ اگر نوریہ نے کشتی کو ایک اور بار جلا دیا تو نوح (علیہ السلام) اور ان کے بیٹے پہلے کی تمام افرادی قوت کے بغیر اسے دوبارہ تعمیر نہ کر پاتے۔

۲. نوریہ اس حقیقت کی وجہ سے شدید خوف محسوس کر رہی تھی کہ اس نے شہر کے ایک معروف، با اثر اور طاقتور شخص کے ساتھ نوح (علیہ السلام) کو دھوکہ دیا تھا۔ اس نے سوچا کہ اس راز کی وجہ سے خدا اسے معاف نہیں کرے گا۔ اس نے اپنے آپ سے سوچا کہ نوح (علیہ السلام) کو معلوم ہو گیا ہو گا اور وہ اسے غرق ہونے کا ارادہ کر رہے تھے اور اسی وجہ سے وہ اسے کشتی میں داخل ہونے سے منع کر رہے تھے، جب تک اسے کشتی میں داخلے کی اجازت نہ دی جاتی، نوریہ کشتی کو جلاتی رہتی۔

[29] انجیل المقدس کتاب پیدائش ۷:۱۳
[30] بحارالانوار العلامہ المجلسی ج ۱۱ الصفحہ ۳۳۶

۳. نوریہ نے لوگوں پر ترس کھایا اور ان کی تباہی کی خواہش نہیں کی، جبکہ شیطان نوح کے لوگوں پر عذاب نازل کرنے سے خوش تھا۔ یہ معاملہ اہل بیت (علیہم السلام) کی بہت سی روایات میں موجود ہیں:

علی بن محمد سے (منہ السلام)، انہوں نے کہا: "جب شیطان نوح کے پاس آیا تو اس نے ان سے کہا: 'تم نے مجھ پر بڑا احسان کیا ہے، اس لیے مجھ سے مشورہ طلب کرو میں تم سے خیانت نہیں کروں گا،' تو نوح کو بہت تکلیف ہوئی اس کے الفاظ اور اس کی درخواست سے، چنانچہ خدا نے نوح کو وحی کی: "اس سے بات کرو اور اس سے پوچھو، میں اس سے ایک ایسی بات کہلاؤنگا جو تم پر حجت ہوگی"، تو نوح (علیہ السلام) نے شیطان سے کہا: "بات کرو" شیطان بولا، "اگر ہم ابن آدم کو کنجوس یا حسد کرنے والا یا جابر یا عجلت پسند پاتے ہیں تو ہم اسے اس طرح پکڑتے ہیں جیسے کوئی گیند کو پکڑتا ہے اور اگر یہ خصلتیں اس میں جمع ہو جائیں تو ہم اسے شیطان کہتے ہیں." تو نوح نے کہا: "یہ کیا عظیم احسان ہے جو تو نے بیان کیا ہے؟" اس نے کہا: "یہ کہ تم نے زمین والوں کو ہلاک کرنے کے لیے خدا کو پکارا، تو ایک گھنٹے میں تم نے سب کو جہنم کی آگ میں پہنچا دیا، اس لیے میں آزاد ہو گیا، اگر تمہاری دعا نہ آتی ان پر عذاب نازل ہونے کی تو مجھے یہ کرنے میں زندگی بھر لگ جاتی۔"[31]

حالانکہ نوریہ کشتی پر سوار ہونے کے لائق نہیں تھی، نوح (علیہ السلام) کی خاطر اور چونکہ نوریہ لوگوں کی ہلاکت کی خواہش نہیں رکھتی تھی، اس لیے خدا نے اس پر رحم کیا اور اسے کشتی میں شامل کر لیا۔ مقدس انجیل میں (پیدائش کی کتاب)، یہ بیان کیا گیا ہے:

"اور خُداوند نے نُوحؔ سے کہا کہ تُو اپنے پُورے خاندان کے ساتھ کشتی میں آ کیونکہ مَیں نے تُجھی کو اپنے سامنے اِس زمانہ میں راست باز دیکھا ہے۔"[32]

[31] بحارالانوار العلامہ المجلسی ج ٦٠ الصفحہ ٢٥٠

[32] انجیل المقدس کتاب پیدائش ٧:١

ہمیں سیلاب کے بعد کے زمانے میں پیش آنے والے واقعات میں سے ایک اور دلچسپ واقعہ ملتا ہے: "جب حضرت نوح (ع) نے کشتی کی تعمیر مکمل کی اور سب کچھ تیار تھا، نوح نے خدا سے اپنے مشرک لوگوں کی شکایت کی اور خدا سے دعا کی کہ وہ ان سب کو ایک ساتھ تباہ کر دے، اور چونکہ ان پر حجت قائم ہو چکی تھی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب بھیج دیا، اور پورا سیلاب آیا اور تمام نافرمانوں پر آکر ان کو تباہ کر دیا۔ اور کفار کے تباہ ہونے اور بارش کے تھم جانے اور نوح پر ایمان لانے والوں کو نجات مل جانے کے بعد کشتی ٹھہر گئی اور اپنے آخری پڑاؤ پر پہنچ گئی، چنانچہ مومنین کشتی سے اتر کر اپنے مختلف کاموں اور زندگی کے امور میں مشغول ہو گئے۔ نوح کا پیشہ چینی مٹی کے برتن بنانا تھا۔ وہ ان کو تیار کر کے لوگوں کو بیچتے اور اس کی قیمت سے اپنی روزمرہ کی ضروریات پوری کرتے.

ایک دن ایک فرشتہ انسانی شکل میں ان کے پاس آیا اور ان سے مٹی کے کئی برتن خریدے اور ان کو توڑنا شروع کر دیا اور نوح (علیہ السلام) نے ان کی طرف دیکھا اور جب بھی وہ کسی برتن کو توڑتے تو نوح (علیہ السلام) غمگین ہو جاتے اور تکلیف محسوس کرتے. اور ایک لفظ بھی نہ بولے۔ آخرکار، نوح ان برتنوں کے ٹوٹتے دیکھ کر برداشت نہ کر سکے جو انہوں نے ابھی بنایا اور بیچا تھا۔ انہوں نے اس شخص (فرشتے) پر زور سے چلایا: "اے انسان، کیا کر رہے ہو؟ ! تم نے وہ برتن کیوں توڑ دیے جو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنائے تھے؟'' اس آدمی (فرشتہ) نے جواب دیا: "میں نے وہ تم سے خریدے ہیں اور وہ میری ملکیت بن گئے ہیں اور اب تمہارا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے اور میں ان کا تصرف کر سکتا ہوں۔"
نوح (علیہ السلام) نے فرمایا، "یہ سچ ہے کہ تم نے انہیں مجھ سے خریدے تھے، لیکن میں نے ان کو بنانے کے لئے سخت محنت کی اور مجھے تھکاوٹ محسوس ہوئی، اور میں ان سے محبت کرتا رہا یہاں تک کہ تم نے انہیں مجھ سے خرید لیا، اور میں یہ نہیں مانتا کہ تم میری محنت کے ثمرات اور نتائج کو خراب کرو۔" اس شخص نے جواب دیا: "تم نے دیگیں پیدا نہیں کیں، تم نے صرف (مٹی سے) بنائے ہیں، لیکن تم پھر بھی انہیں ٹوٹتے ہوئے دیکھ نہیں سکتے۔ پھر تم نے خدا کو اس کی تمام مخلوقات کو مکمل طور پر

تباہ کرنے کے لئے کیسے پکارا؟ !'' اس واقعہ کے نتیجے میں نوح نے اس قدر رونا شروع کیا کہ لوگ ان کو نوح (یعنی رونے والا) کہنے لگے۔[33]

اس بیان نے واضح طور پر ظاہر کیا کہ ان تمام سالوں کے دوران، سیلاب آنے سے لے کر کشتی کے آباد ہونے تک، خدا نے نوح کو اپنے لوگوں پر عذاب نازل کرنے کا حساب دیا۔
یہاں تک کہ ان تمام سالوں کے بعد اسے اس کے لئے سرزنش کرنے کا ایک نقطہ بنایا۔ سیلاب کے بعد، خدا نے نوح (علیہ السلام) کے ساتھ ایک نیا عہد قائم کیا، اور یہ ایک عہد تھا جو پہلے عہد سے مختلف تھا۔ دوسرا عہد نئے احکام اور قوانین پر مشتمل تھا جو پہلے عہد سے غائب تھے۔ مقدس انجیل میں نوح کے عہد اور اس کے قوانین کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں:

اور خُدا نے نُوح آور اُن کے بیٹوں کو برکت دی اور اُن کو کہا کہ بارور ہو اور بڑھو اور زمین کو معمُور کرو۔
اور زمین کے کُل جان داروں اور ہوا کے کُل پرِندوں پر تُمہاری دہشت اور تُمہارا رُعب ہو گا۔ یہ اور تمام کیڑے جِن سے زمین بھری پڑی ہے اور سمندر کی کُل مچھلیاں تُمہارے ہاتھ میں کی گئیں۔
ہر چلتا پِھرتا جاندار تُمہارے کھانے کو ہو گا۔ ہری سبزی کی طرح مَیں نے سب کا سب تُم کو دے دِیا۔
مگر تُم گوشت کے ساتھ خُون کو جو اُس کی جان ہے نہ کھانا۔
مَیں تُمہارے خُون کا بدلہ ضرُور لُوں گا۔ ہر جانور سے اُس کا بدلہ لُوں گا۔ آدمی کی جان کا بدلہ آدمی سے اور اُس کے بھائی بند سے لُوں گا۔
جو آدمی کا خُون کرے اُس کا خُون آدمی سے ہو گا کیونکہ خُدا نے اِنسان کو اپنی صُورت پر بنایا ہے۔
اور تُم بارور ہو اور بڑھو اور زمین پر خُوب اپنی نسل بڑھاؤ اور بُہت زِیادہ ہو جاؤ۔
اور خُدا نے نُوحؔ اور اُن کے بیٹوں سے کہا۔
دیکھو مَیں خود تُم سے اور تُمہارے بعد تُمہاری نسل سے۔

[33] کشکول دستغیب السید عبد الحسین دستغیب الصفحہ ۱۷۶

اور سب جان داروں سے جو تُمہارے ساتھ ہیں کیا پرندے کیا چَوپائے کیا زمِین کے جانور یعنی زمِین کے اُن سب جانوروں کے بارے میں جو کشتی سے اُترے عہد کرتا ہُوں۔ مَیں اِس عہد کو تُمہارے ساتھ قائِم رکھُّوں گا کہ سب جاندار طُوفان کے پانی سے پِھر ہلاک نہ ہوں گے اور نہ کبھی زمِین کو تباہ کرنے کے لِئے پِھر طُوفان آئے گا۔

اور خُدا نے کہا کہ جو عہد مَیں اپنے اور تُمہارے درمِیان اور سب جان داروں کے درمِیان جو تُمہارے ساتھ ہیں پُشت در پُشت ہمیشہ کے لِئے کرتا ہُوں اُس کا نِشان یہ ہے کہ

مَیں اپنی کمان کو بادل میں رکھتا ہُوں۔ وہ میرے اور زمِین کے درمِیان عہد کا نِشان ہو گی۔

اور اَیسا ہو گا کہ جب مَیں زمِین پر بادل لاؤں گا تو میری کمان بادل میں دِکھائی دے گی۔

اور مَیں اپنے عہد کو جو میرے اور تُمہارے اور ہر طرح کے جاندار کے درمِیان ہے یاد کرُوں گا اور تمام جان داروں کی ہلاکت کے لِئے پانی کا طُوفان پِھر نہ ہو گا۔

اور کمان بادل میں ہو گی اور مَیں اُس پر نِگاہ کرُوں گا تا کہ اُس ابدی عہد کو یاد کرُوں جو خُدا کے اور زمِین کے سب طرح کے جاندار کے درمِیان ہے۔

پس خُدا نے نُوحؑ سے کہا کہ یہ اُس عہد کا نِشان ہے جو مَیں اپنے اور زمِین کے کُل جان داروں کے درمِیان قائِم کرتا ہُوں۔[34]

پہلا حکم جو خدا نے نوح کو دیا وہ وہی تھا جو اس نے آدم (علیہ السلام) کو دیا تھا: "پھلاؤ اور تعداد میں بڑھو اور زمین کو بھر دو۔" خدا نے نوح کو منتخب کیا جیسا کہ اس نے آدم کو منتخب کیا اور نوح کو برکت دی جیسا کہ اس نے آدم (علیہ السلام) کو برکت دی۔ یہ حکم، جو خُدا نے اُنہیں دیا، "پھلنے اور بڑھنے کے لیے،" پہلے عہد سے دوسرے عہد تک ویسا ہی رہا اور تبدیل نہیں ہوا۔ باغ عدن میں درخت ہونے کی وجہ سے درخت سے بچنے کا حکم دوسرے عہد سے غائب تھا۔ چونکہ انسانیت اب باغ عدن میں نہیں تھی، اس لیے علم کے درخت سے بچنے کا حکم اب لاگو نہیں تھا۔ رب نے نوح (علیہ السلام) کو نئے احکام دیئے جو پہلے عہد کا حصہ نہیں تھے اور اب سے پہلے نہیں کیے گئے تھے، جیسے گوشت کھانا۔ خدا نے نوح (علیہ السلام) کو زندہ جانور کھانے سے منع کیا تھا اور نوح (علیہ السلام) صرف وہی جانور کھا سکتے تھے جو رب کے لیے قربانی کے طور پر ذبح کیے گئے تھے۔

[34] انجیل المقدس کتاب پیدائش ۹,۱۷ :۱

یہاں سے اسلام میں صرف ان جانوروں کا گوشت کھانے کی سنت (روایات، رسوم و رواج) ہے جنہیں حلال (جائز، کوشر) طریقے سے ذبح کیا گیا تھا: قبلہ کی طرف منہ کرکے اس پر خدا کا نام لینا۔ قربانی کے طور پر جانوروں کو اس طرح ذبح کیا جاتا تھا۔ خُدا نے دوسرے عہد میں انسانوں یا کسی جاندار کے قتل یا خون ریزی کی ممانعت بھی کی۔ اس طرح، خدا نے کہا کہ وہ حساب کا مطالبہ کرے گا اور حکم دیا کہ قتل کی سزا پھانسی ہوگی۔

اولی العزم (سب سے زیادہ عزم کے ساتھ) ایک قرآنی اظہار ہے جو عہد انبیاء علیہم السلام کو بیان کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ عہد انبیاء علیہم السلام پر الزام لگایا گیا تھا۔
عہد کے انبیاء پر ضروری تھا کہ الٰہی قوانین اور فقہ کو انسانیت کے ساتھ قائم کریں ۔ عہد کے انبیاء (علیہم السلام) جن کو خدا نے انسانیت کی طرف بھیجا وہ تعداد میں پانچ ہیں: حضرت نوح (علیہ السلام)، حضرت ابراہیم (علیہ السلام)، نبی موسیٰ (علیہ السلام)، حضرت عیسیٰ (علیہ السلام)، اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ جہاں تک آدم (علیہ السلام) کا تعلق ہے، وہ عہد الٰہی کے ساتھی بھی ہیں لیکن عہد شکنی کی وجہ سے وہ اولی العزم میں سے نہیں ہیں۔

عثمان بن عیسیٰ سے، سامع سے، انہوں نے کہا، میں نے کہا ابی عبداللہ (علیہ السلام) سے: 'خدا کا یہ فرمان ہے کہ "پس صبر کرو جیسا کہ عزم کرنے والوں نے کیا۔" آپ علیہ السلام نے فرمایا: 'وہ ہیں نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور محمد (ان سب پر سلام ہو)۔ میں نے عرض کیا کہ وہ اولی العزم کیسے بن گئے؟، آپ علیہ السلام نے فرمایا، "کیونکہ نوح کو کتاب اور فقہ دے کر بھیجا گیا تھا، اس لیے نوح کے بعد جتنے لوگ آئے سب نے ان کی کتاب (کے احکام) پر اور اور ان کی فقہ اور ان کے طریقے پر عمل کیا۔ جب تک کہ ابراہیم علیہ السلام صحیفوں کے ساتھ آئے،
اور قوت ارادی کے ساتھ انہوں نے نوح کی کتاب کو چھوڑا، لیکن اس لئے نہیں کہ انہوں نے اس کتاب کو نہیں مانا، اور ابراہیم کے بعد آنے والا ہر نبی ابراہیم کی فقہ، ان کے طریقہ کار اور ان کے صحیفوں کے ساتھ آئے، یہاں تک کہ موسیٰ تورات لے کر آئے۔ قوتِ ارادی سے انہوں نے صحیفوں کو چھوڑ دیا، چنانچہ موسیٰ کے بعد آنے والے ہر نبی نے تورات، ان کی فقہ اور

ان کے طریقہ کار سے کام لیا، یہاں تک کہ مسیح انجیل لے کر آیا اور قوت ارادی سے انہوں نے موسیٰ کی فقہ اور ان کے طریقہ کار کو چھوڑ دیا۔ چنانچہ حضرت عیسی موعود علیہ السلام کے بعد آنے والے ہر نبی نے اپنی فقہ اور اپنے طریقہ کار سے کام کیا، یہاں تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے اور قرآن، اس کی فقہ اور اس کے طریقہ کار کو سامنے لائے۔ پس اس کا حلال قیامت تک حلال ہی رہے گا اور اس کا حرام قیامت تک حرام ہی رہے گا۔

لہٰذا یہ رسولوں میں سے اولی العزم (عزم والے) ہیں۔"[35]

لہٰذا تمام انبیاء و مرسلین جن کی مجموعی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے، ان کے تمام پیغامات متذکرہ فقہ میں سے ایک کے تحت آتے ہیں۔

فقہ آدم سے فقہ محمد علیہم السلام۔ خدا کے انبیاء ہابیل، سیتھ، اینوک اور باقی انبیاء جو آدم اور نوح علیہم السلام کے درمیان تھے انہوں نے آدم کے عہد کی فقہ سے کام کیا۔ تاہم، جو چیز نوح کے عہد کو خاص بناتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ آج تک استعمال ہو رہا ہے، اور ہم اس معاملے کو آنے والے بابوں پر ظاہر کریں گے۔ حضرت نوح (علیہ السلام) کے ساتھ دوسرا عہد ابراہیم (علیہ السلام) کے دور تک جاری رہا۔

زمین کو ابلیس کی نسل اور بنی قابیل سے پاک ہونا چاہیے تھا، سوائے اس کے کہ نوح (علیہ السلام) نے قابیل کی اولاد میں سے ایک عورت سے شادی کی تھی جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے۔ نوح اور نوریہ کے تین بیٹے تھے: سام، ہام اور یافث اور ان کی بیوی نے چوتھے بیٹے کو بھی جنم دیا اور اس کا نام یام تھا لیکن وہ نوح (علیہ السلام) کا حیاتیاتی بیٹا نہیں تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[35] بحارالانوار العلامہ المجلسی ج ٦٥ الصفحہ ٣٢٦

"اور نوح نے اپنے رب کو پکار کر کہا: اے میرے رب ! بے شک میرا بیٹا بھی میرے گھر والوں میں سے ہے، آپکا وعدہ یقینا سچا ہے، اور آپ تمام ججوں میں سب سے زیادہ منصف ہیں ! اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: اے نوح ! وہ یقینی طور پر آپ کے خاندان سے نہیں ہے وہ مکمل طور پر ایک بد عمل ہے- پس مجھ سے اس کے بارے میں نہ پوچھو جس کا تمہیں علم نہیں ! میں تمہیں خبردار کرتا ہوں تاکہ تم جہالت میں نہ پڑو۔"[36] نیز، خدا نے سورہ التحریم میں فرمایا: "خدا نے کافروں کے لئے ایک مثال دی ہے: نوح اور لوط کی بیویوں کی جنہوں نے ہمارے دو نیک بندوں سے شادی کی لیکن ان کے ساتھ خیانت کی۔ ان کے شوہر خدا کے مقابلے میں ان کی مدد نہ کر سکے، کہا گیا کہ تم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ آگ میں داخل ہو جاؤ۔"[37]

کئی سالوں سے علمائے اسلام نے ان آیات کی مختلف طریقوں سے تشریح کرنے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ خیانت ایمان میں خیانت تھی نہ کہ ازدواجی کفر کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ نبی کی بیوی اس سے خیانت کرے۔ انہوں نے کہا ہے کہ قرآن میں نوح کے بیٹے کا حوالہ دیا گیا ہے وہ اب بھی ان کا حیاتیاتی بیٹا تھا حالانکہ اس میں لکھا ہے کہ "وہ آپ (نوح کے) خاندان میں سے نہیں ہے۔" مسلم علماء کا اتفاق ہے کہ نوح کا بیٹا اپنے باپ سے مختلف عقیدہ رکھتا تھا۔ تاہم، جب کوئی شخص قرآن کو معروضی طور پر پڑھتا ہے، بغیر کسی حروف کے تقدس یا معصومیت کے، سچائی واضح اور بے نقاب ہوجاتی ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ نوح کی بیوی نے انہیں دھوکہ دیا اور وہ حاملہ ہو گئی۔ اس نے ایک ناجائز بیٹا پیدا کیا جسے نوح (علیہ السلام) اپنا حیاتیاتی بیٹا سمجھتے تھے۔ تاہم، وہ ان کا حیاتیاتی بیٹا نہیں تھا اور "آپ کے خاندان کا نہیں" جیسا کہ قرآن لفظی طور پر بیان کرتا ہے۔

آل محمد (علیہم السلام) کی روایتوں نے اس حقیقت کی تصدیق کی ہے:

[36] القرآن الحکیم سورہ ھود آیت ۴۵، ۴۶
[37] القرآن الحکیم سورہ تحریم آیت ۱۰

زرارہ نے ابی جعفر (منہ السلام) سے روایت کی ہے کہ انہوں نے نوح کے قول کے بارے میں کہا: 'میرے بیٹے، ہمارے ساتھ کشتی پر سوار ہو'۔ آپ نے کہا: "یہ اس کا بیٹا نہیں تھا." اس نے کہا: میں نے کہا: نوح نے کہا، 'میرا بیٹا؟' آپ نے فرمایا: نوح نے یہ بات نہ جانتے ہوئے کہی۔"[38]

اب ہم قرآن میں اس بیٹے کے جواب کو بھی سمجھتے ہیں جہاں وہ کہتا ہے: "میں ایک پہاڑ پر پناہ لوں گا"[39] پہاڑ در حقیقت کوئی جسمانی پہاڑ نہیں تھا، یہ اس کا حیاتیاتی باپ تھا جس سے نوریہ نے نوح (منہ السلام) کو دھوکہ دیا تھا، ایک با اثر بے عمل عالم کے ساتھ۔

ہنری کوربن نے اپنی کتاب "سویڈن برگ اینڈ ایسوٹرک اسلام" میں ایک علمی تفسیر کا حوالہ دیا ہے جو کشتی اور اس پہاڑ کے ارد گرد گہری علامت کی وضاحت کرتی ہے جس میں نوح کے بیٹے نے پناہ لی تھی.

"پس کشتی ان کے ساتھ پہاڑوں کی طرح لہروں پر تیرتی رہی" (۱۱:۴۲)، جس کا مطلب ہے: امام، باطنی تعلیم کے ساتھ سرمایہ کاری کرتے ہوئے، ایک صوفیانہ کشتی کی طرح اپنے دعوے میں تیرتا ہے، ان تمام لوگوں کے ساتھ جنہوں نے علم کے سمندر پر اس کی پکار پر لبیک کہا۔ وہ صوفیانہ درجہ سے دوسرے درجے تک (حد سے حد تک) تیرتا ہے، تاکہ ہر ایک کو اعلیٰ روحانی سائنس (معرفت) میں لے جا سکے۔ وہ جن لہروں کا سامنا کرتا ہے، وہ پہاڑوں کی طرح بلند ہوتی ہیں، وہ قانون کے ماہر ہوتے ہیں، ادبیات کے ماہر جو سائنسدانوں کے طور پر گزرتے ہیں، حالانکہ وہ حقیقی معنوں میں علم سے محروم ہوتے ہیں۔ اس لیے وہ امام کے سامنے اس طرح گر جاتے ہیں جیسے سمندر کی موجیں بلند پہاڑ ہونے کا وہم دلانے کے بعد گر جاتی ہیں۔

الٰہی دعوی (صوفیانہ کشتی) ان لوگوں کے سروں پر تیرتا ہے جو خود کو عالموں کا درجہ دیتے ہیں۔ یہ ان کو اس طرح چیرتا ہے جیسے جہاز لہروں کو چیرتا ہے۔ یہ ان پر تیرتا ہے جب کہ وہ اپنی اتھلی سائنس سے لوگوں کو خوفزدہ کرتے ہیں، خود کو اس طرح پھیلاتے

[38] تفسیر نور الثقلین الشیخ الحویزی ج ۲ صفحہ ۳۶۳

[39] القرآن الحکیم سورہ ہود آیت ۴۳

ہیں کہ سمندر کی لہریں اٹھتی ہیں اور ایک دوسرے سے ٹکرا جاتی ہیں۔ لیکن جو لوگ دعوت میں داخل ہو گئے ہیں ان کو ان کی گمراہی سے اس طرح پناہ ملتی ہے جس طرح کشتی میں سوار مسافر کو موجوں سے پناہ ملتی ہے۔"[40]

یہی وجہ ہے کہ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے ہمیشہ قرآن کو ایک عام کتاب کے طور پر پڑھنے پر زور دیا ہے اور کہانیوں میں پیش کیے جانے والے کرداروں کے اعمال کے بارے میں تقدس کے قیاس کو اٹھایا ہے۔ یہ شخصیات اور واقعات کے بارے میں پیشگی تصورات کی بنیاد پر متعصبانہ تشریحات کی بجائے زیادہ معروضی، تاریخی طور پر مستقل اور صحیح فہم کی اجازت دیتا ہے۔ اس کے علاوہ غیر لغوی، علامتی معانی پر بھی غور کرنا ضروری ہے۔

بعض عربی مآخذ اور روایتوں نے یام اور کنعان کو ایک ہی شخصیت سمجھ کر انہیں ایک فرد بنا دیا ہے۔ تاہم، یہ معاملہ نہیں ہے کہ وہ دو ناموں کے ساتھ ایک شخص ہیں؛ وہ حقیقت میں دو مختلف لوگ ہیں۔ یام ڈوبنے والا بیٹا تھا۔ کنعان کنعانیوں کا باپ تھا اور سیلاب کے بعد پیدا ہوا تھا۔ کنعانی لوگ کنعان کی اولاد سے تھے اور ایک سامی بولنے والی تہذیب تھی جس کا ذکر پوری انجیل میں ملتا ہے۔ یہ لوگ آج نہ ہوتے اگر ان کا باپ کنعان سیلاب میں ڈوب جاتا۔ تو بلکہ یام اور کنعان کے کرداروں کو راویوں کے ذریعہ ایک کردار میں ملایا گیا کیونکہ وہ دونوں حیاتیاتی طور پر نوح کے بیٹے نہیں ہیں۔ ایک سیلاب سے پہلے پیدا ہوا اور ایک سیلاب کے بعد۔ تورات اور انجیل نوح کی بیوی اور اس کے بیٹے کے بارے میں قرآن کے الفاظ کو ثابت کرتی ہیں جس کے تحت تورات کہتی ہے (کتاب پیدائش میں):

اور نُوحؔ کاشت کاری کرنے لگے اور اُنہوں نے ایک انگُور کا باغ لگایا۔
اور اُنہوں نے اُس کی مَے پی اور اُسنہیں نشہ آیا اور وہ اپنے ڈیرے میں برہنہ ہو گئے۔
اور کنعانؔ کا باپ حامؔ نے اپنے باپ کو جب برہنہ دیکھا تو اپنے دونوں بھائیوں کو باہر آکر خبر دی۔

[40] سویدنبورغ والاسلام الباطنی هنری کوربن الصفحہ ۱۱۸، ۱۱۹

تب سِمؔ اور یافتؔ نے ایک کپڑا لیا اور اُسے اپنے کندھوں پر دھرا اور پیچھے کو اُلٹے چل کر گئے اور اپنے باپ کی برہنگی ڈھانک دی۔ سو اُن کے مُنہ اُلٹی طرف تھے اور تاکہ وہ اپنے باپ کی برہنگی نہ دیکھیں۔
جب نُوحؔ اپنی مَے کے نشہ سے ہوش میں آئے تو جو اُن کے چھوٹے بیٹے نے اُن کے ساتھ کِیا تھا اُنہیں معلُوم ہُوَا۔
اور اُنہوں نے کہا کہ کنعانؔ ملعُون ہے۔ وہ اپنے بھائیوں کے غُلاموں کا غُلام ہو گا۔
پِھر کہا خُداوند سِمؔ کا خُدا مُبارک ہے اور کنعانؔ سِمؔ کا غُلام ہوگا ۔
خُدا یافتؔ کو پَھیلائے کہ وہ سِمؔ کے ڈیروں میں بسے اور کنعانؔ اُس کا غُلام ہوگا۔[41]

انجیل کے عالموں نے کہانی کے معنی اور "کنعان کے باپ ہام نے اپنے باپ کو برہنہ دیکھا" کے معنی کے بارے میں اختلاف کیا ہے اور یہ سمجھنے کے لیے کہ اس کا حقیقی مطلب کیا ہے ہمیں احبار (Leviticus) کی کتاب کو دیکھنا چاہیے:

اور جو شخص اپنی ماں سے صُحبت کرے اُس نے اپنے باپ کے بدن کو بے پردہ کِیا۔ وہ دونوں ضرُور جان سے مارے جائیں گے۔ اُن کا خُون اُن ہی کی گردن پر ہو گا۔[42]

اب مطلب واضح ہو گیا ہے کہ "اپنے باپ کی برہنگی کو بے نقاب کرنا'' یا "اپنے باپ کو برہنہ دیکھنا'' کے الفاظ قدیم زمانے کے لوگوں کے لیے اس سے مراد تھا باپ کی بیوی سے ہمبستری ہے، کیونکہ مرد کی برہنگی اس کی بیوی ہوتی ہے۔ چنانچہ نوح کی بیوی اپنے بیٹے کے بچے سے حاملہ ہو گئی اور نوح نے اس بچے پر لعنت بھیجی اور اس کا نام کنعان رکھا، جس کا اصل مطلب ہے 'قابیل سے'، اس بات کی نشاندہی کرنے کے لیے کہ وہ ایک ناراست عمل یا بدکردار نسل، قابیل کا بیٹا، یا شیطان ہوگا۔ اس نکتے کو مزید ثابت کرنے کے لیے کہ کنعان واقعی نوح کی بیوی اور اس کے بیٹے حام کی اولاد تھا، ہم تورات کی درج ذیل آیات کو دیکھتے ہیں:

[41] انجیل المقدس کتاب پیدائش جزء ۹، ۲۷-۲۰
[42] انجیل المقدس کتاب احبار ۲۰:۱۱

نُوحؔ کے بیٹے جو کشتی سے نِکلے سِمؔ حامؔ اور یافتؔ تھے اور حام کنعانؔ کا باپ تھا۔[43]

اورپیدائش کی کتاب میں لکھا ہے،

اور کنعانؔ کے باپ حامؔ نے اپنے باپ کو برہنہ دیکھا اور اپنے دونوں بھائیوں کو باہر آکر خبر دی۔[44]

پس ثابت ہوا کہ حام کنعان کا باپ ہے، کسی اور (اس کا باپ) کوئی اور نہیں تھا۔ آئیے اب دیکھتے ہیں کہ ماں کون ہے۔پیدائش کی کتاب میں یہ لکھا ہے:

اور اُس نے کہا کہ کنعانؔ ملعُون ہوگیا۔ وہ اپنے بھائیوں کے غُلاموں کا غُلام ہو گا۔[45]

تو نوح کنعان کو اپنے بھائیوں کا خادم بنا کر اس پر لعنت بھیجتا ہے، لیکن کنعان کے بھائی کون ہیں؟پیدائش کی کتاب میں یہ لکھا ہے:

خُدا یافتؔ کو پھیلائے کہ وہ سِمؔ کے ڈیروں میں بسے اور کنعآن اُس کا غُلام ہو۔[46]

لہذا، کنعان کے بھائی یافت اور شام ہیں، اور حام کنعان کا باپ اور کنعان کا بھائی بھی ہے۔

---

[43] انجیل المقدس کتاب پیدائش ۱۸:۹

[44] انجیل المقدس کتاب پیدائش ۲۲:۹

[45] انجیل المقدس کتاب پیدائش ۲۵:۹

[46] انجیل المقدس کتاب پیدائش ۲۷:۹

کنعان سے سدوم اور عمورہ (لوط کی قوم) کی قومیں آئیں اور اس کی طرف سے نمرود اور اس کے علاوہ کافروں اور ظالموں کی قومیں آئیں۔ اس (کی نسل سے) نیک لوگ بھی آئے تھے، کیونکہ اللہ نے فرمایا:

وہی زندے کو مردے سے نکالتا اور (وہی) مردے کو زندے سے نکالتا ہے اور (وہی) زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ اور اسی طرح تم (دوبارہ زمین میں سے) نکالے جاؤ گے.[47]

سام یا شیم (علیہ السلام) سے سامی انبیاء اور رسول آئے اور آدم (علیہ السلام) کی اولاد کا سلسلہ۔ خدا کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

سام (علیہ السلام) عربوں اور یہودیوں (تمام سامی) کا باپ ہے اور یافث رومیوں کا باپ ہے اور حام حبشیوں کا باپ ہے۔[48]

سام (علیہ السلام) نوح (علیہ السلام) کے نائب تھے اور مندیائی مذہب سام (علیہ السلام) کو اہم ترین پیغمبروں میں شمار کرتا ہے۔ ان کے پاس بہت سے مخطوطات اور کتابیں ہیں جو ان کے بارے میں بتاتی ہیں۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے معجزات میں سے ایک معجزہ سام کا ان کی قبر سے زندہ ہونا تھا۔

[47] القرآن الحکیم سورہ روم آیت ۱۹

[48] تاریخ الطبری الطبری ج ۱ الصفحہ ۱۴۵

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:

"اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس (نے نہ کیا) وہ جنات میں سے تھا تو اپنے پروردگار کے حکم سے باہر ہوگیا۔ کیا تم اس کو اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو۔ حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں (اور شیطان کی دوستی) ظالموں کے لئے (خدا کی دوستی کا) برا بدل ہے۔[49]"

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا:

"اور جب پروردگار نے چند باتوں میں ابراہیم کی آزمائش کی تو ان میں پورے اترے۔ خدا نے کہا کہ میں تم کو لوگوں کا پیشوا بناؤں گا۔ انہوں نے کہا کہ (پروردگار) میری اولاد میں سے بھی (پیشوا بنائے گا) ۔ خدا نے فرمایا کہ ہمارا اقرار ظالموں کے لیے نہیں ہوا کرتا۔[50]"

اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کا عہد صرف آدم (علیہ السلام) اور ان کی اولاد کے ساتھ تھا، نہ کہ ابلیس اور اس کی اولاد سے، یعنی خدا کا عہد صرف مومنوں کے ساتھ ہے نہ کہ کافروں کے ساتھ۔ یہ ایک اہم نقتہ ہے جس کی طرف ہمیں اپنی توجہ مرکوز کرنی چاہیے۔ اس طرح، ہم دیکھتے ہیں کہ خدا کا سچا مذہب صدیوں کے دوران ہمیشہ ایک محفوظ راز بنا ہوا ہے۔

خدا تعالیٰ نے آدم اور اس کی اولاد کو حکم دیا کہ وہ خاموش رہیں اور الہی تعلیمات کو پوشیدہ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آدم اور اس کی اولاد کو عمل کرنے کا حکم دیا۔

---

[49] القرآن الحکیم سورہ کہف آیت ۵۰

[50] القرآن الحکیم سورہ بقرہ آیت ۱۲۴

خدا نے آدم (علیہ السلام) اور ان کی نسل کو قابیل اور اس کی اولاد سے حقیقت کو چھپانا یا تفریق (تقیہ) کرنے کا حکم دیا، تاکہ وہ کبھی بھی خدا کے حقیقی مذہب کو نہ جان سکیں۔ تقیہ کے عمل کی کئی وجوہات تھیں۔ سب سے پہلے وہ دشمنی اور حسد جو ابلیس اور اس کی اولاد کو آدم (علیہ السلام) اور ان کی اولاد سے تھی۔ دوسرا، ابلیس اور اس کی اولاد میں خدا کے سچے مذہب پر عمل کرنے اور اسے لے جانے کی ذمہ داری نبھانے کی صلاحیت نہیں تھی۔ اس کے نتیجے میں ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ علم الٰہی کے دو حرفوں کے سوا کچھ بھی انسانیت کے پاس نہیں آیا۔

یہ ایک مشہور روایت ہے کہ قائم کے ظہور کے وقت (منہ السلام) وہ بقیہ پچیس حروف علم کے نکالینگے اور انہیں انسانیت میں پھیلا دینگے۔ علم کے یہ پچیس حروف علم کے پچھلے دو حروف میں جوڑ دینگے، انسانیت کے حقیقی توحید اور خدا کے سچے مذہب کے علم کو مکمل کر دیں گے۔

درج ذیل روایات اس حقیقت کو ظاہر کرتی ہیں: ابی عبداللہ اماما لصادق (منہ السلام) نے فرمایا: علم کے کل ستائیس حروف ہیں اور ہر وہ چیز جو رسول لے کر آئے ہیں، وہ صرف دو حروف ہیں اور لوگ آج تک دو حروف کے سوا کچھ نہیں جانتے ہیں، اس لیے اگر قائم کا ظہور ہوا تو وہ پچیس حروف نکال کر لوگوں کے درمیان پھیلا دیں گے۔
اور اسے پچھلے دو حروف میں شامل کردیے گئے، یہاں تک کہ وہ کل ستائیس حروف کو پھیلا دیں گے۔"[51]

اہل بیت (علیہم السلام) سے روایت ہے: بے شک آدم دس دن تک بیمار رہے اور انہوں نے اپنے بیٹے سیتھ کو وصیت کی اور حکم دیا کہ وہ اپنے علم کو قابیل اور اس کے بیٹوں سے چھپا لیں، کیونکہ قابیل نے ہابیل کو حسد میں مار ڈالا کیونکہ آدم نے ہابیل کو اپنا تمام علم حاصل کرنے کے لیے منتخب کیا تھا، اور اس لیے سیتھ اور اس کے بیٹوں نے اپنے علم کو ان کے پاس سے چھپایا تھا اور قابیل کے پاس ان کی طرف سے کوئی علم نہیں تھا جس سے وہ فائدہ اٹھائے۔[52]

[51] بحارالانوار العلامہ المجلسی ج ۵۲ الصفحہ ۳۳۶

[52] تاریخ الطبری الطبری ج ۱ الصفحہ ۱۰۷

المفضل (علیہ السلام) بیان کرتے ہیں کہ میں نے اماما لصادق (منہ السلام) سے اس آیت کے معنی کے بارے میں سوال کیا کہ "میں آپ کے اور ان کے درمیان ایک مضبوط دیوار کھڑی کروں گا" تو آپ نے فرمایا: "یہ تقیہ ہے۔ اس کو پیمانہ کرنے یا اس میں کھودنے سے بے بس کر دیا ہے" کیونکہ وہ اس کو پیمانہ کرنے یا اسے کھولنے سے قاصر تھے اگر ہم تقیہ سے کام لیں اور یہ ایک مضبوط رکاوٹ ہے اور اب تمہارے اور اللہ کے دشمنوں کے درمیان ایک رکاوٹ کھڑی کر دی گئی ہے۔ وہ اسے توڑ نہیں سکتے." اور پھر میں نے ان سے پوچھا، "لیکن جب میرے رب کا وعدہ پورا ہو جائے گا تو وہ اسے خاک میں ملا دے گا"، تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: "یہ تقیہ کے اٹھانے سے متعلق ہے جب وحی نازل ہوگی اور وہ خدا کے دشمنوں سے بدلہ لے گا۔"[53]

[53] وسائل الشیعہ الحر العاملی ١٦ صفحہ ٢١٣

تیسرا باب

حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے ساتھ تیسرا عہد نامہ

"ابراہیم نے پوچھا، 'میری اولاد کا کیا؟'

خدا نے جواب دیا، "میرا عہد ظالموں تک نہیں بڑھایا جاتا"۔

امام الصادق (منہ السلام) نے فرمایا: جب قابیل نے دیکھا کہ آگ نے ہابیل کی قربانی قبول کر لی ہے تو ابلیس نے اس سے کہا: بے شک ہابیل اس آگ کی عبادت کر رہا تھا، تو قابیل نے کہا: میں اس آگ کی عبادت نہیں کرتا جس کی ہابیل پرستش کر رہا ہے، لیکن میں دوسری آگ کی پرستش کرتا ہوں اور اس کو نذرانہ پیش کرتا ہوں اور وہ میری قربانی قبول کرتی ہے، چنانچہ اس نے آگ کے گھر بنائے اور اسے نذرانے پیش کئے اور قابیل کو اللہ تعالی کے بارے میں کوئی علم نہ تھا اور قابیل کی اولاد کو آگ کی عبادت کے سوائے کوئی اور میراث نہیں ملی.[54]

یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آدم (علیہ السلام) قابیل کو اپنا بیٹا نہیں سمجھتا تھا اور آدم نے کبھی بھی قابیل کو دین کے بارے میں کچھ نہیں سکھایا۔

آدم کی کہانی میں شروع سے ہی آسمانی مذاہب میں آگ نے ایک اہم کردار ادا کیا ہے، اور قابیل اور ہابیل کی طرف سے پیش کی گئی قربانیاں، اور آگ نے سچے الہی مذہب کے ساتھ ساتھ جھوٹے مذاہب میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے ۔ اور اس الجھن میں جو لوگ ان دونوں میں محسوس کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، زرتشت مذہب کے بارے میں، امام احمد الحسن (منہ السلام) نے کہا: "یہ مذہب حضرت زرتشت (علیہ السلام) نے قائم کیا تھا اور ان کے پیروکاروں نے اس مذہب کا نام زرتشت رکھا تھا۔" وہ آگ کے پرستار نہیں تھے۔ تاہم، ان کے بعد قابیل کی اولاد کا خیال تھا کہ زرتشت آگ کی پرستش کرنے والے ہیں, جیسا کہ ان کے والد قابیل نے آدم کے بارے میں سوچا تھا اور انہوں نے مذہب کو خراب کیا اور لوگ اس سلسلے میں الجھن کا شکار ہو گئے۔ اب بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ زرتشتی آگ کے پرستار ہیں۔

حضرت زرتشت (علیہ السلام) ان انبیاء میں سے تھے جو فقہ نوح (ع) پر چلتے تھے اور اسی وجہ سے آگ ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جس طرح نمرود (خدا کی لعنت ہو اس پر) کے زمانے میں لوگ قابیل کے مذہب کے باقیات پر چلتے تھے۔

[54] علل الشرائع الشیخ الصدوق ج ۱ صفحہ ۳

لہذا، آپ کو نمرود کے مذہب میں بھی آگ کا ایک اہم کردار نظر آئے گا۔ ہم نمرود کو بھی نذرانہ کے طور پر ابراہیم کو آگ میں پھینکتے ہوئے پاتے ہیں۔ نمرود نے ابراہیم کو آگ کی پوجا کروانے کی کوشش کی لیکن جب انہوں نے انکار کیا تو اسے زبردستی آگ میں پھینک دیا گیا۔ تاہم، نمرود کی قربانی قبول نہیں کی گئی تھی اور آگ نے ابراہیم کو اس طرح نہیں جلایا، جس طرح اس نے نمرود کے جد امجد قابیل کی قربانی کو بھی قبول نہیں کیا تھا (خدا ان پر لعنت کرے)۔

پیدائش کی کتاب سے ایک یہودی مدراش (ربنی روایت) ہے جس میں کہا گیا ہے: "انہیں [ابراہیم] کو نمرود کے حوالے کر دیا گیا تھا۔ نمرود نے ان سے کہا: 'آگ کی عبادت کرو'! ابراہیم نے اس سے کہا: 'کیا میں اس پانی کی عبادت نہ کروں جو آگ کو بجھا دیتی ہے؟' نمرود نے ان سے کہا: 'پانی کی پوجا کرو!' ابراہیم نے اس سے کہا: 'اگر ایسا ہے تو کیا میں اس بادل کو سجدہ نہ کروں جو پانی کو اٹھائے ہوئے ہے؟' [نمرود] نے ان سے کہا: 'بادل کو سجدہ کرو!' ابراہیم نے اس سے کہا: 'اگر ایسا ہے تو کیا میں اس ہوا کو سجدہ نہ کروں جو بادلوں کو بکھیرتی ہے؟' [نمرود] نے ان سے کہا: 'ہوا کی عبادت کرو!' [ابراہیم] نے اس سے کہا: 'اور کیا ہم اس انسان کی عبادت نہ کریں جو ہوا کو روکتا ہے؟' نمرود نے اس سے کہا: 'تم لفظوں پر لفظوں کے ڈھیر لگاتے ہو، میں آگ کے سوا کسی کے آگے نہیں جھکتا، میں تمہیں اس میں پھینک دوں گا، اور جس خدا کے سامنے تم جھکتے ہو، وہ آئے اور تمہیں اس سے بچا لے!' حاران [ابراہام کا بھائی] وہاں پر کھڑا ہوا تھا۔ اس نے اپنے آپ سے کہا: 'میں کیا کروں؟ اگر ابراہیم جیت جاتا ہے تو میں کہوں گا: "میں ابراہیم کے پیروکاروں میں سے ہوں، اور اگر نمرود جیت گیا تو میں کہوں گا کہ "میں نمرود کے پیروکاروں میں سے ہوں"۔'

جب ابراہیم بھٹی میں گیا اور بچ گیا تو حاران سے پوچھا گیا: "تم کس کے پیروکار ہو؟" اور اس نے جواب دیا: "میں ابراہیم کا ہوں!" [پھر] اُنہوں نے اُسے پکڑ کر بھٹی میں پھینک دیا اور اُس کا پیٹ کھل گیا اور وہ مر گیا اور اُس کے باپ تراک سے پہلے مر گیا۔[55]

[55] مدراش رابا سفر التوین رباح -۱۳:۳۸

نمرود کنعان کا بیٹا تھا اور کنعان قابیل اور ابلیس کی اولاد میں سے تھا (خدا ان پر لعنت کرے)۔ نمرود کی کوششیں ابراہیم (علیہ السلام) کو قتل کرنے کی وجہ بنی خدا کے ساتھ دوسرا عہد ختم ہونے کی۔ اور اس کے نتیجے میں، خدا نے ابراہیم (علیہ السلام) کے ساتھ تیسرا عہد قائم کیا۔

تب خدا نے نمرود اور اس کی قوم پر عذاب نازل کیا۔ اس دور میں زمین کے تمام لوگ ایک ہی زبان بولتے تھے۔ تاہم، بابلیوں نے 'آسمان میں اس کی چوٹی کے ساتھ'[56] اپنے لیے ایک نام بنانے کی خواہش کے ذریعے خُدا کو للکارا اور ایک بڑا مینار، بابل کا مینار تعمیر کرنے کے لیے آگے بڑھے۔ اللہ تعالیٰ نے بابل کے مینار کو تباہ کر کے انہیں ذلیل کیا، اور نمرود کو ایک چھوٹے کیڑے کے ذریعے ختم کر دیا۔ مزید برآں، خدا نے لوگوں کی زبان کو الجھا دیا اور انہیں بہت سی مختلف قوموں، قبیلوں اور لوگوں میں تقسیم کر دیا۔

زید الشحام نے ابا عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے انہیں (ابا عبد اللہ) کو یہ کہتے سنا: بے شک اللہ نے ابراہیم کو نبی بنانے سے پہلے ان کو بندہ بنایا اور اللہ نے انہیں رسول بنانے سے پہلے نبی بنایا اور خدا نے ان کو دوست بنانے سے پہلے انہیں رسول بنایا اور خدا نے انہیں امام بنانے سے پہلے انہیں دوست بنایا اور جب یہ تمام چیزیں پوری ہوئیں تو خدا نے ان کا ہاتھ پکڑ کر ان سے کہا: "اے ابراہیم! میں تم کو لوگوں کے لیے امام بنا رہا ہوں!'' اور ابراہیم علیہ السلام کی نظر میں اس معاملہ کی عظمت کی وجہ سے، انہوں نے پوچھا: "میری اولاد کا کیا ہوگا؟'' تو خدا نے جواب دیا: "میرا عہد ظالموں تک نہیں بڑھایا جاتا''۔[57]

پیدائش کی کتاب میں:

جب ابرامؔ ننانوے برس کے ہوئے تب خُداوند ابرامؔ کو نظر آئے اور اُس سے کہا کہ مَیں خُدایِ قادِر ہُوں۔ تم میرے حضُور میں چلو اور کامِل ہو۔

---

[56] مقدس انجیل،پیدائش کی کتاب، باب ۱۱، آیت ۴

[57] الکافی الشیخ الکلینی ج ۱ صفحہ ۱۷۵

اور مَیں اپنے اور آپ کے درمِیان عہد باندھوں گا اور تمہیں بہُت زِیادہ بڑھاؤں گا۔
تب ابرامؔ سرنِگُوں ہو گئے اور خُدا ان سے ہم کلام ہو کر فرمائے۔
کہ دیکھو, میرا عہد تمہارے ساتھ ہے اور اب تم بہُت سے قَوموں کے باپ ہو گے۔
اور تمہارا نام پِھر ابرام نہیں کہلایا جائے گا بلکہ تیرا نام ابراہیم ہو گا کیونکہ مَیں نے تجھے بہُت قَوموں کا باپ ٹھہرا دِیا ہے۔
اور مَیں تمہیں بہُت برومند کرُوں گا اور قَومیں تمہاری نسل سے ہوں گی اور بادشاہ تمہاری اَولاد میں سے برپا ہوں گے۔
اور مَیں اپنے اور تمہارے درمِیان اور تمہارے بعد تمہاری نسل کے درمِیان اُن کی سب پُشتوں کے لِئے اپنا عہد جو ابدی عہد ہو گا باندھوں گا تاکہ مَیں تمہارے اور تمہارے بعد تمہاری نسل کا خُدا رہُوں۔
اور مَیں تمہیں اور تمہارے بعد تمہاری نسل کو کنعآن کا تمام مُلک جِس میں تم پردیسی ہو اَیسا دُوں گا کہ وہ دائمی مِلکیّت ہو جائے۔ اور مَیں اُن کا خُدا ہُوں گا۔
پِھر خُدا نے ابراہیم سے فرمایا کہ میں حکم دیتا ہوں کہ تم میرے عہد کو مانو گے، اور تمہارے بعد تمہاری نسل پشت در پشت اسے مانے گی.
اور میرا عہد جو میرے اور تمہارے درمِیان اور تمہارے بعد تمہاری نسل کے درمِیان ہے اور جِسے تُم مانو گے سو یہ ہے کہ تُم میں سے ہر ایک فرزندِ نرِینہ کا خَتنہ کِیا جائے۔
اور تُم اپنے بدن کی کھلڑی کا خَتنہ کِیا کرو گے۔ اور یہ اُس عہد کا نِشان ہو گا جو میرے اور تُمہارے درمِیان ہے۔
تُمہارے ہاں پُشت در پُشت ہر لڑکے کا خَتنہ ہونا چاہئے جب وہ آٹھ روز کا ہو جائے۔ خواہ وہ گھر میں پَیدا ہو خواہ اُسے کِسی پردیسی سے خرِیدا ہو جو تیری نسل سے نہیں۔
لازِم ہے کہ تمہارے خانہ زاد اور تمہارے زرخرِید کا خَتنہ کِیا جائے اور میرا عہد تُمہارے جِسم میں ابدی عہد ہو گا۔
اور وہ فرزندِ نرِینہ جِس کا خَتنہ نہ ہُوَا ہو, وہ اپنے لوگوں میں سے نکال دیا جائے گا کیونکہ اُس نے میرا عہد توڑا ہے۔
اور خُدا نے ابراہیم سے کہا کہ سارَی جو تمہاری بیوی ہے سو اُس کو سارَی نہ پُکارنا۔ اب سے اُس کا نام سارہؔ ہو گا۔
اور مَیں اُسے برکت دُوں گا اور اُس سے بھی تمہیں ایک بیٹا بخشُوں گا۔ یقیناً مَیں اُسے برکت دُوں گا کہ قَومیں اُس کی نسل سے ہوں گی اور عالَم کے بادشاہ اُس سے پَیدا ہوں گے۔
تب ابراہیم سرنِگُوں ہُوَا اور ہنس کر دِل میں کہنے لگا کہ کیا سَو برس کے بُڈّھے سے بھی کوئی بچّہ ہو سکتا ہے اور کیا سارہؔ سے جو نوّے برس کی ہے اَولاد ہو سکتی ہے؟

اور ابراہیم نے خُدا سے کہا کہ کاش اِسمٰعیلؔ آپ کے حضُور میں جِیتا رہے۔
تب خُدا نے فرمایا کہ بیشک تمہاری بیوی سارہؔ سے تمہیں ایک بیٹا ہو گا۔ تم اُس کا نام اسحاق رکھنا اور مَیں اُس سے اور پِھر اُس کی اَولاد سے اپنا عہد جو ابدی عہد ہوگا قائم کرونگا۔
اور اِسمٰعیلؔ کے حق میں بھی مَیں نے تمہاری دُعا سُنی۔ مَیں اُسے برکت دُوں گا اور اُسے برومند کرُوں گا اور اُسے بہُت بڑھاؤں گا اور اُس سے بارہ سردار پیَدا ہوں گے اور مَیں اُسے بڑی قَوم بناؤں گا۔
لیکن مَیں اپنا عہد اسحاق سے باندھوں گا جو اگلے سال اِسی وقتِ مُعیّن پر سارہ سے پیَدا ہو گا۔
اور جب خُدا ابراہیم سے باتیں کر چُکا تو اُس کے پاس سے ہٹ کر اُوپر چلا گیا۔
تب ابراہیم نے اپنے بیٹے اِسمٰعیلؔ کو اور سب خانہ زادوں اور اپنے سب زر خرِیدوں کو یعنی اپنے گھر کے سب مَردوں کو لے کر اور اُسی روز خُدا کے حُکم کے مُطابِق اُن کا خَتنہ کروایا۔
ابراہیم ننانوے برس کے تھے جب ان کا خَتنہ ہُوَا۔
اور جب اُس کے بیٹے اِسمٰعیلؔ کا خَتنہ ہُوَا تو وہ تیرہ برس کا تھا۔
ابراہیم اور ان کے بیٹے اِسمٰعیلؔ کا خَتنہ ایک ہی دِن پر ہُوَا۔
اور ان کے گھر کے سب مَردوں کا خَتنہ خانہ زادوں اور اُن کا بھی جو پردیسیوں سے خرِیدے گئے تھے ان کے ساتھ ہی ہوا۔[58]

جس طرح خدا نے آدم (علیہ السلام) اور ان کی اولاد اور نوح (علیہ السلام) اور ان کی اولاد سے عہد لیا تھا، اسی طرح خدا نے ابراہیم اور ان کی اولاد سے تیسرا عہد قائم کیا۔ تاہم، خدا نے واضح کیا کہ یہ عہد صرف ان کی اولاد میں سے نیک لوگوں کے ساتھ ہوگا، اور ان میں وہ لوگ شامل نہیں ہوں گے جن کی اصل ابلیس اور قابیل سے تھی۔ خدا نے ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کے عہد کی ایک خاص نشانی دی اور وہ ختنہ تھا۔ ختنہ ہمیشہ سے ایک عجیب نشانی تھی کہ علماء اس بات کی وضاحت کرنے میں ناکام رہے ہیں کہ یہ خاص نشانی کیوں تھی جسے خدا نے ابراہیم اور ان کی اولاد کے لیے منتخب کی تھی۔ آدم کے عہد کا نشان درخت تھا، نوح کے عہد کی نشانی قوس قزح تھی، اور ابراہیمی عہد کی نشانی ختنہ تھی۔

[58] انجیل المقدس کتاب پیدائش ج ۱۷: ۱-۱۷

ختنہ مرد کے تولیدی اعضاء میں ہوتا ہے اور یہ حصہ ہمیشہ لباس سے ڈھکا رہتا ہے، تو یہ خدا کا کس کی طرف اشارہ تھا؟ نشانی ابراہیمی عہد کی عورتوں کے لیے تھی، آدم (علیہ السلام) کی بیٹیاں، اور آدم (علیہ السلام) کی اولاد؛ تاکہ وہ جان سکیں کہ ان کے شوہر ان کے پاس آنے سے پہلے کون تھے۔ کیا یہ آدم (علیہ السلام) کے بیٹے ہیں یا بھیس بدل کر قابیل کے بیٹے ہیں؟ یہ ایک نشانی تھی تاکہ ابلیس اور اس کے بیٹے انہیں دھوکہ نہ دیں جیسا کہ انہوں نے حوا کو پہلے ہی دھوکہ دیا تھا۔

نیا عہد اور اس کی شرط، ختنہ، اس وقت کے لوگوں کے لیے مشکل تھا۔ خدا نے ختنہ کو ابلیس کے بیٹوں کے ساتھ ابلیس کے ساتھ انضمام سے ان کے نسب کا تزکیہ قرار دیا کیونکہ اس کی نسل کا ختنہ نہیں کیا گیا۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے اس کی وضاحت فرمائی برنباس کی انجیل میں:

"اور لو! کنعان کی ایک عورت اپنے دو بیٹوں کے ساتھ جو اپنے ملک سے عیسیٰ کو ڈھونڈنے نکلی تھی۔ اِس لیے اُنہیں اپنے شاگردوں کے ساتھ آتے دیکھ کر، اُس نے پکار کر کہا: 'اے عیسیٰ ابنِ داؤد، میری بیٹی پر رحم کرو، جسے ابلیس ستاتا ہے۔ عیسی نے ایک لفظ بھی جواب میں نہیں دیا، کیونکہ وہ نامختون لوگوں میں سے تھے۔ شاگردوں کو ترس آیا، اور کہا: "اے مالک، ان پر رحم کرو! دیکھو وہ کس قدر چیختے اور روتے ہیں!"

عیسی نے جواب دیا: "میں نہیں بھیجا گیا ہوں سوائے بنی اسرائیل کی طرف۔" تب وہ عورت اپنے بیٹوں کے ساتھ عیسی کے سامنے گئی اور روتی ہوئی کہنے لگی: "اے ابن داؤد! مجھ پر رحم کر!" عیسی نے جواب دیا: "بچوں کے ہاتھ سے روٹی چھین کر کتوں کو دینا اچھا نہیں ہے۔" اور یہ عیسی نے ان کی ناپاکی کے سبب سے کہا کیونکہ وہ نامختون لوگوں میں سے تھے۔ عورت نے جواب دیا: "اے مالک، کتے اپنے مالکوں کے دسترخوان سے گرنے والے ٹکڑوں کو کھاتے ہیں۔" تب عیسیٰ اس عورت کے الفاظ پر تعریف کے ساتھ حیران ہوئے، اور کہا: "اے عورت، تمہارا ایمان بہت اچھا ہے۔" اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر خدا سے دعا کی اور پھر کہا: "اے عورت، تیری بیٹی آزاد ہو گئی ہے، سلامتی سے جا۔"

وہ عورت چلی گئی، اور اپنے گھر واپسی پر اپنی بیٹی کو پایا، جو خدا کی عبادت کر رہی تھی۔ اِس لیے اُس عورت نے کہا: "یقیناً اسرائیل کے خُدا کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں ہے۔"

تب اُس کے تمام رشتہ دار موسیٰ کی کتاب میں لکھی ہوئی شریعت کے مطابق [خدا کی] شریعت کے ساتھ جڑ گئے۔

حواریوں نے اُس دن عیسیٰ سے سوال کیا، ''اے مالک، آپ نے عورت کو یہ کہہ کر ایسا جواب کیوں دیا کہ وہ کتے ہیں؟'' عیسیٰ نے جواب دیا: "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ایک کتا نامختون آدمی سے بہتر ہے۔ 'تب شاگرد غمگین ہو کر کہنے لگے: "یہ الفاظ مشکل ہیں، اور کون ان کو قبول کر سکے گا؟" عیسیٰ نے جواب دیا: 'اے نادان لوگو، اگر تم غور کرو کہ کتا کیا کرتا ہے، جس کا اپنے مالک کی خدمت کے لیے کوئی جواز نہیں ہے، تو تم میری بات کو سچ پاؤ گے۔ مجھے بتاؤ، کیا کتا اپنے مالک کے گھر کی حفاظت نہیں کرتا ہے، اور اپنی جان کو ڈاکو کے سامنے خطرے میں نہیں ڈالتا ہے؟ ہاں، یقیناً۔ لیکن وہ کیا وصول کرتا ہے؟ تھوڑی سی روٹی کے ساتھ بہت سے ضربیں اور چوٹیں، اور وہ ہمیشہ اپنے مالک کو خوش کن چہرہ دکھاتا ہے۔ کیا یہ سچ ہے؟" حواریوں نے جواب دیا، "اے مالک، یہ سچ ہے۔"

پھر عیسی نے کہا: "اب غور کریں کہ خدا نے انسان کو کتنا دیا ہے، اور آپ دیکھیں گے کہ وہ خدا کے اپنے بندے ابراہیم کے ساتھ کیے گئے عہد کو نہ ماننے میں کتنا بے انصاف ہے۔ یاد رکھو جو داؤد نے اسرائیل کے بادشاہ ساؤل سے فلستی جالوت کے خلاف کہا تھا، 'میرے آقا،' داؤد نے کہا، "جب آپ کا خادم آپ کے خادم کے ریوڑ کی حفاظت کر رہا تھا تو بھیڑیا، ریچھ اور شیر آئے اور آپ کے خادم کی بھیڑوں کو پکڑ لیا۔ اس پر تیرے خادم نے جا کر بھیڑوں کو بچاتے ہوئے انہیں مار ڈالا۔ اور یہ نامختون کیا ہے مگر ان جیسا؟ اِس لیے تیرا بندہ رب اسرائیل کے خدا کے نام پر جائے گا اس ناپاک کو قتل کرے گا جو خدا کے مقدس لوگوں کی توہین کرتا ہے۔"

پھر حواریوں نے کہا: ""اے آقا، ہمیں بتائیں کہ انسان کا ختنہ کس وجہ سے ضروری ہے؟" عیسی نے جواب دیا: "یہ آپ کے لیے کافی ہے کہ خدا نے ابراہیم کو یہ حکم دیا ہے، 'ابراہیم، اپنی چمڑی اور اپنے تمام گھر والوں کا ختنہ کریں، کیونکہ یہ میرے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے عہد ہے۔'"

اور یہ کہہ کر عیسیٰ اُس پہاڑ کے قریب بیٹھ گئے جس پر اُنہوں نے دیکھا۔ اور ان کے حوار ان کی باتیں سننے کے لیے ان کے پاس آ گئے۔ پھر عیسی نے کہا: "پہلا فرد آدم نے شیطان کے فریب سے جنت میں خدا کا حرام کھایا، اس کے جسم نے روح کے خلاف بغاوت کی۔ اس پر اس نے قسم کھا کر کہا: "خدا کی قسم میں تمہیں کاٹ دوں گا !" اور چٹان کا ایک ٹکڑا توڑ کر انہوں نے اپنا گوشت پکڑا تاکہ اسے پتھر کی تیز دھار سے کاٹ ڈالے، اس پر جبرائیل فرشتہ نے انہیں ٹوکا۔ اور انہوں نے جواب دیا: "میں نے خدا کی قسم کھائی ہے کہ اسے کاٹ دوں گا، میں کبھی جھوٹا نہیں بنوں گا۔" "پھر فرشتے نے اسے ان کے گوشت کے حصے کو ظاہر کیا، اور انہوں نے اسے کاٹ دیا، اور اس طرح، جس طرح ہر آدمی آدم کے گوشت کے بدلے گوشت لیتا ہے، اسی طرح وہ اپنے بیٹوں میں مشاہدہ کرنے کا پابند ہے، اور نسل در نسل اترتا چلا گیا ختنہ کرنے کی ذمہ داری.[59]

میں یہاں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ اس بات کا اضافی ثبوت ہے کہ آدم نے جو ابتدائی گناہ کیا تھا وہ فاطمہ الزہراء (ان کی طرف سے سلامتی ہے) کے ساتھ ہمبستری کی کوشش تھی۔ یہ جسم کا گناہ تھا اور خاص طور پر جنسی گناہ۔ اسی لیے یہاں آدم اپنے مردانہ عضو سے انتقام لیتا ہے اور اسے پتھر کی تیز دھار سے کاٹ دیتا ہے۔ کیونکہ جس گوشت نے خدا کے خلاف بغاوت کی وہ اس کے عضو تناسل کا گوشت تھا۔ ہم بارنباس کی انجیل کی روایت کو پڑھتے رہتے ہیں...

"لیکن ابراہیم کے زمانے میں زمین پر ختنہ کرنے والے بہت کم تھے، کیونکہ بت پرستی زمین پر بہت زیادہ پھیل گئی تھی۔ جب خدا نے ابراہیم کو ختنہ کے بارے میں حقیقت بتائی، اور یہ عہد باندھا کہ: "جس جان کا ختنہ نہیں ہوا ہو گا، میں اسے اپنے لوگوں میں سے ہمیشہ کے لیے منتشر کر دوں گا۔"

عیسیٰ کی ان باتوں پر حوار خوف سے کانپ گئے، کیونکہ وہ روح کے جوش سے بول رہے تھے۔ پھر عیسیٰ نے کہا: 'اسے ڈراؤ جس نے اپنی چمڑی کا ختنہ نہیں کیا ہے، کیونکہ وہ جنت سے محروم ہے۔' اور یہ کہہ کر عیسیٰ نے پھر کہا، 'روح تو بہت سے خدا کی خدمت میں تیار ہیں لیکن جسم کمزور ہے۔ پس جو آدمی خُدا سے ڈرتا ہے اُسے غور کرنا چاہیئے کہ گوشت کیا ہے اور اُس کی ابتدا

[59] انجیل برنابا الفصل ۲۱-۲۳

کہاں سے ہوئی اور اُسے کہاں تک کم کیا جاسکتا ہے۔ زمین کی مٹی سے خُدا کا گوشت پیدا کیا گیا، اور اُس میں سانس کے ساتھ زندگی کی سانس پھونک دی۔ اور اِس لیے جب جسم خُدا کی خدمت میں رکاوٹ بنے گا تو اُسے مٹی کی طرح ٹھکرا دینا چاہیے اور اُسے پامال کر دینا چاہیے، کیونکہ جو شخص اِس دنیا میں اپنی جان سے نفرت کرتا ہے وہ اُسے ہمیشہ کی زندگی میں رکھے گا۔ 'جسم اس وقت کیا ہے اس کی خواہشات ظاہر کرتی ہیں، کہ یہ تمام بھلائیوں کا سخت دشمن ہے: کیونکہ یہ صرف گناہ کی خواہش رکھتا ہے۔ "پھر کیا انسان کو اپنے دشمنوں میں سے کسی کو راضی کرنے کے لیے خدا، اپنے خالق، کو چھوڑنا چاہیے؟

تم اس پر غور کرو: تمام اولیاء اور انبیاء خدا کی خدمت کے لئے اپنے جسم کے دشمن رہے ہیں، اس لئے وہ آسانی اور خوشی کے ساتھ اپنی موت کو گئے تاکہ خُدا کے قانون کے خلاف نہ جائیں، جو اُس کے بندے موسیٰ نے دیا تھا، اور میں جا کر جھوٹے اور فریبی معبودوں کی عبادت کروں.

ایلیاہ کو یاد کریں، جو پہاڑوں کی ویران جگہوں سے بھاگا، صرف گھاس کھاتے ہوئے، بکریوں کی کھال میں ملبوس۔ آہ، اس نے کتنے دن تک نہیں پیا ! آہ، اس نے کتنی سردی برداشت کی ! آہ، کتنی بارشوں نے اسے بھیگ دیا اور سات سال تک، جس میں ناپاک ایزبل کے اس شدید ظلم و ستم کو برداشت کیا ! الیشع کو یاد کرو جس نے جَو کی روٹی کھائی اور سب سے موٹے کپڑے پہنے۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ جو جسم کو ٹھکرانے سے نہیں ڈرتے تھے، ان سے بادشاہ اور امرا بہت ڈرتے تھے۔ اے لوگو، جسم کو ٹھکرانے کے لیے یہی کافی ہے۔ لیکن اگر تم قبروں کو دیکھو گے تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ گوشت کیا ہے۔''[60]

اب آپ کے لئے واضح ہے کہ کتا غیر مختون سے کیوں افضل ہے، کیونکہ کتا شیطان اور اس کی نسل سے بہتر اور پاکیزہ ہے۔ ابراہیمی عہد ایک خاص عہد تھا۔ ان کے اور ان کی اولاد کے لیے خاص طور پر (آدم کی اولاد) کے لیے خاص عہد۔ خدا نے ان کے اور ان کے خاندان کے لئے اپنی زمین کے ساتھ باغ عدن کی طرح ایک خاص ریاست کی خواہش کی، اور خدا نے ابراہیم اور ان کی اولاد کو دریائے نیل سے فرات تک زمین عطا کی، یعنی خدا نے اسے ابراہیم، اسحاق، اسمٰعیل اور ان کے بعد بنی

[60] انجیل برنابا الفصل ۲۱-۲۳

اسرائیل (یعقوب علیہ السلام) کو عطا کیا۔ کیونکہ خدا نے کہا: "لیکن میں اپنا عہد اسحاق کے ساتھ قائم کروں گا۔"[61] لہذا، اسماعیل اور ان کی اولاد عہد میں شامل ہیں لیکن اس عہد میں خدا کے چنے ہوئے لوگ اسحاق (علیہ السلام) کے بیٹے ہیں۔

ابراہیمی کہانی کے بارے میں بہت سے دلچسپ عوامل ہیں جن کی طرف ہم اشارہ کرنا چاہتے ہیں۔ سب سے پہلے، ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ابراہیم کی شادی ان کی اپنی بہن سارہ سے ہوئی تھی، جو دراصل سوتیلی بہن تھی۔ اور اس سے یہ نقتہ مزید ثابت ہوتا ہے کہ پہلے عہد میں بہن بھائیوں کے درمیان نکاح کی اجازت تھی، کیونکہ درخت سے دور رہنے کے سوا کوئی حکم اور کوئی ممانعت نہیں تھی۔ اور بہن بھائیوں کے درمیان نکاح نوح کے عہد میں حلال رہا، جس پر ابراہیم اور سارہ تھے، اور یہ تیسرے عہد میں بھی حلال ہی رہا۔پیدائش کے باب 20:1-2 میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ابراہیم اور سارہ دونوں بھائی اور بہن ہونے کے ساتھ ساتھ وہ شوہر اور بیوی بھی تھے:

اور ابراہیم وہاں سے جنُوب کے مُلک کی طرف چلا اور قادِس اور شورؔ کے درمِیان ٹھہرا اور جرارؔ میں قیام کِیا۔ اور ابراہیم نے اپنی بیوی سارہؔ کے حق میں کہا کہ وہ میری بہن ہے اور جرارؔ کے بادشاہ ابی مَلکؔ نے سارہؔ کو بُلوا لیا۔[62]

ابراہیم نے پیدائش ۱۱:۲۰-۱۲ میں اس کی مزید تصدیق کی ہے:

"ابراہیم نے کہا کہ میرا خیال تھا کہ خُدا کا خوف تو اِس جگہ ہرگِز نہ ہو گا اور وہ مُجھے میری بیوی کے سبب سے مار ڈالیں گے۔ اور فی الحقِیقت وہ میری بہن بھی ہے کیونکہ وہ میرے باپ کی بیٹی ہے اگرچہ میری ماں کی بیٹی نہیں۔ پِھر وہ میری بیوی ہُوئی۔"[63]

[61] انجیل المقدس کتاب پیدائش ج ۱۷: ۲۱

[62] انجیل المقدس کتاب پیدائش ج ۲۰: ۱-۲

[63] انجیل المقدس کتاب پیدائش ج ۲۰: ۱۱-۱۲

اور صحیح بخاری میں ہے کہ اللہ کے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

جب ابراہیم (علیہ السلام) سارہ کے ساتھ چل رہے تھے تو ان کا سامنا ایک ظالم سے ہوا اور اس سے کہا گیا کہ یہاں ہمارے پاس ایک ایسا شخص ہے جس کے پاس سب سے خوبصورت عورت ہے، لہٰذا اسے یہاں بھیج دو۔ اور ان سے ان کے بارے میں پوچھا اور کہا: یہ کون ہے؟ اور اس طرح انہوں نے کہا: "میری بہن۔"[64]

دوسری قسم کے جنسی تعلقات بھی تھے جو ابراہیم سے زیادہ دور نہیں تھے، بشمول ہم جنس پرست تعلقات، سدوم اور عمورہ کے شہروں میں، جہاں ابراہیم کے بھتیجے، حضرت لوط (علیہ السلام) کو بھیجا گیا تھا۔ پیدائش 18:20 کی کتاب، باب ۱۸ میں یہ بیان کرتا ہے کہ سدوم اور عمورہ کے خلاف خدا سے شکایات اٹھائی گئی تھیں۔ اور خدا فیصلہ کرتا ہے کہ کچھ فرشتوں کو مردوں کے بھیس میں تفتیش کے لیے بھیجا جائے:

پِھر خُداوند نے فرمایا چُونکہ سدُوم اور عمُورہ کا شور بڑھ گیا اور اُن کا جُرم نِہایت سنگِین ہو گیا ہے۔ اِس لِئے مَیں اب جا کر دیکُھوں گا کہ کیا اُنہوں نے سراسر وَیسا ہی کِیا ہے جَیسا شور میرے کان تک پُہنچا ہے اور اگر نہیں کِیا تو مَیں معلُوم کر لُوں گا۔[65]

اور اس طرح یہاں ایک اہم حقیقت سامنے آئی ہے جس کا ہمیں دھیان رکھنا چاہیے۔ ہم یہاں پاتے ہیں کہ سدوم اور عمورہ کے لوگ خُداوند سے فریاد کا ذریعہ بنے۔ "ایک چیخ" ایک بہت بڑی شکایت یا احتجاج ہے۔ چنانچہ لوگ سدوم اور عمورہ کے لوگوں کے ہاتھوں شکار ہوئے اور خدا سے اس کی شکایت کر رہے تھے۔ کتاب "یہودیوں کے افسانے'' سے درج ذیل یہودی روایت میں ہمیں اس بات کی جھلک ملتی ہے کہ سدوم اور عمورہ کے لوگ کیسے تھے:

---

[64] فتح الباری فی شرح صحیح البخاری ابن حجر العسقلانی صفحہ ۴۵۰

[65] انجیل المقدس کتاب پیدائش ج ۱۸ : ۲۰- ۲۱

"سدوم اور عمورہ اور میدان کے تین دوسرے شہروں کے باشندے گنہگار اور بے دین تھے۔ ان کے ملک میں ایک وسیع وادی تھی، جہاں وہ ہر سال اپنی بیویوں اور اپنے بچوں اور ان سے تعلق رکھنے والے تمام افراد کے ساتھ ایک ایسی دعوت منانے کے لیے جمع ہوتے تھے جو کئی دنوں تک جاری رہتی تھی اور اس میں سب سے زیادہ بغاوت کرنے والے گروہ ہوتے تھے۔ جو اگر کوئی اجنبی سوداگر ان کے علاقے سے گزرتا تو بڑے اور چھوٹے سب ہی اس کا محاصرہ کر لیتے اور جو کچھ اس کے پاس ہوتا اسے لوٹ لیتے۔ ہر ایک نے ایک بیگیٹیل لوٹے، یہاں تک کہ مسافر کو برہنہ کر دیتے تھے۔ اگر شکار کسی کے ساتھ دوبارہ مظاہرہ کرنے کا ارادہ کرتا تو وہ ان کو دکھاتے کہ اس نے کوئی خاص چیز نہیں لی، ایک بہت چھوٹی چیز، بات کے بھی قابل نہیں، اس نے محض ایک چھوٹی سی چیز لی تھی۔ اور انجام یہ ہوتا کہ وہ اسے شہر سے بھگا دیتے۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک آدمی عیلام سے سفر کرتا ہوا شام کو سدوم پہنچا۔ رات کے لیے اسے پناہ دینے والا کوئی نہیں ملا۔ آخر کار ہیڈور نامی ایک چالاک لومڑی (چالاک انسان) نے اسے خوش دلی سے اپنے گھر آنے کی دعوت دی۔ سدومی کو ایک شاذ و نادر شاندار قالین نے اپنی طرف متوجہ کیا تھا، جسے اجنبی کے گدھے پر رسی کے ذریعے باندھا ہوا تھا۔ اس کا مقصد اسے اپنے لیے محفوظ کرنا تھا۔ ہیڈور کی دوستانہ باتوں نے اجنبی کو دو دن اس کے ساتھ رہنے کی ترغیب دی، حالانکہ اسے صرف رات ہی رہنے کی امید تھی۔ جب اس کا سفر جاری رکھنے کا وقت آیا تو اس نے اپنے میزبان سے اپنا قالین اور رسی مانگی۔ ہیڈور نے کہا: "آپ نے ایک خواب دیکھا ہے، اور یہ آپ کے خواب کی تعبیر ہے: رسی اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ آپ کی لمبی عمر ہوگی، ایک رسی کی طرح؛ مختلف رنگوں کا قالین اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ آپ ایک باغ کے مالک ہوں گے جس میں آپ پودے لگائیں گے۔ ہر قسم کے پھل دار درخت۔" اجنبی نے اصرار کیا کہ اس کا قالین ایک حقیقت ہے، خواب نہیں، اور وہ اس کی واپسی کا مطالبہ کرتا رہا۔ ہیڈور نے نہ صرف اپنے مہمان سے کچھ لینے سے انکار کیا بلکہ اس نے اپنے خواب کی تعبیر اس سے ادا کرنے پر بھی اصرار کیا۔ اس نے کہا کہ اس طرح کی خدمات کے لیے اس کی معمول کی قیمت چار چاندی کے توڑے تھی، لیکن اس حقیقت کے پیش نظر کہ وہ اس کا مہمان تھا، وہ اس کے احسان کے طور پر، چاندی کے تین تولے دے کر مطمئن ہو گا۔

کافی جھگڑے کے بعد، انہوں نے اپنا مقدمہ سدوم کے ایک جج، شیریک کے سامنے پیش کیا، اور اس نے مدعی سے کہا، "ہیڈور اس شہر میں خوابوں کا ایک قابل بھروسہ تعبیر کرنے والے کے طور پر جانا جاتا ہے، اور جو کچھ وہ تم سے کہتا ہے وہ سچ ہے۔" اجنبی نے اپنے آپ کو فیصلے سے مطمئن نہ ہونے کا اعلان کیا، اور مقدمے میں اپنے فریق پر زور دیتا رہا۔ پھر شیریک نے مدعی اور مدعا علیہ دونوں کو کمرہ عدالت سے بھگا دیا۔ یہ دیکھ کر باشندے اکٹھے ہو گئے اور شہر سے اس اجنبی کا پیچھا کیا اور اس کے قالین کے گرنے کا افسوس کرتے ہوئے اسے اپنا راستہ اختیار کرنا پڑا۔

جیسا کہ سدوم کے پاس اپنے جیسا ایک قاضی تھا، اسی طرح دوسرے شہروں میں بھی تھا. عمورہ میں شرکر، ادمہ میں زبنق اور زبوئیم میں منون۔ ابراہیم کے بندے ایلیزر نے ان ججوں کے ناموں میں معمولی تبدیلیاں کیں، ان کے کام کی نوعیت کے مطابق: سب سے پہلے اس نے شکرا، جھوٹا کہا۔ دوسرا شکرورا، بڑا فریب کرنے والا؛ تیسرا کازبان، جھوٹ بنانے والا؛ اور چوتھا، مزل الدین، فیصلے کو بگاڑنے والا۔ ان ججوں کے مشورے پر شہروں نے اپنے کاموں پر بستر لگا دیئے۔ جب ایک اجنبی آیا تو تین آدمیوں نے اس کے سر سے اور تین نے پاؤں سے پکڑ کر اسے ایک بستر پر زبردستی لٹایا۔ اگر وہ اس میں بالکل فٹ ہونے کے لیے بہت چھوٹا ہوتا، تو اس کے چھ ساتھیاں اس کے اعضاء کو کھینچتے اور اس وقت تک چھیڑتے جب تک کہ وہ اسے بھر نہ لے۔ اگر وہ بہت لمبا ہوتا، تو وہ اپنی تمام مشترکہ طاقت کے ساتھ اسے جام کرنے کی کوشش کرتے، یہاں تک کہ شکار موت کے دہانے پر پہنچ نہ جائے۔ اس کی چیخوں کا جواب ان الفاظ سے ہوتا، "ہماری سرزمین میں آنے والے کسی بھی آدمی کے ساتھ ایسا ہی کیا جائے گا۔"

تھوڑی دیر کے بعد مسافر ان شہروں سے گریز کرتے تھے، لیکن اگر کبھی کبھی کوئی غریب بے چارا ان میں داخل ہونے کے لیے دھوکہ دے دیتا تھا تو وہ اسے سونا چاندی دیتے تھے، لیکن کبھی روٹی نہیں دیتے تھے، جس سے وہ بھوکا مر جاتا تھا۔ جب وہ مر جاتا، شہر کے باشندے آتے اور نشان زدہ سونا اور چاندی واپس لے جاتے جو انہوں نے اسے دیا تھا اور وہ اس کے کپڑوں کی تقسیم پر جھگڑا کرتے، کیونکہ وہ ان (شکاروں کو) برہنہ دفن کر دیتے تھے.

ایک بار ابراہیم کا غلام الیزر، سارہ کے کہنے پر، لوط کی خیریت دریافت کرنے کے لیے سدوم گیا۔ وہ اس وقت شہر میں داخل ہوا جب لوگ ایک اجنبی سے اس کے کپڑے لوٹ رہے تھے۔ ایلیزر نے غریبوں کی بدحالی کی حمایت کی، اور سدومی اس کے

خلاف ہو گئے۔ ایک نے اس کی پیشانی پر پتھر مارا جس سے کافی خون بہہ گیا۔ فوری طور پر، حملہ آور نے خون کو بہتا دیکھ کر، سنگی کے آپریشن کے لیے ادائیگی کا مطالبہ کیا۔ ایلیزر نے اپنے اوپر لگنے والے زخم کی قیمت ادا کرنے سے انکار کر دیا، اور اسے جج شکرا کے سامنے کھڑا کر دیا گیا۔ فیصلہ اس کے خلاف گیا، کیونکہ زمین کے قانون نے حملہ آور کو ادائیگی کا مطالبہ کرنے کا حق دیا ہوا تھا۔ ایلیزر نے جلدی سے ایک پتھر اٹھایا اور جج کی پیشانی پر پھینک دیا۔ جب اس نے دیکھا کہ خون بہہ رہا ہے تو اس نے قاضی سے کہا کہ میرا قرض اس آدمی کو ادا کر دو اور مجھے بقایا دو۔

ان کے ظلم کی وجہ ان کی بے پناہ دولت تھی۔ ان کی مٹی سونا تھی، اور اپنی کنجوسی اور زیادہ سے زیادہ سونے کے لالچ میں وہ اجنبیوں کو اپنی دولت سے لطف اندوز ہونے سے روکنا چاہتے تھے۔ اس کے مطابق، انہوں نے شاہراہوں کو پانی کی ندیوں سے بھر دیا، تاکہ ان کے شہر کو جانے والی سڑکیں ختم ہو جائیں، اور کسی کو وہاں کا راستہ نہ ملے۔

وہ حیوانوں کے لیے اتنے ہی بے دل تھے جتنے انسانوں کے لیے۔ وہ خوش نہیں تھے کہ پرندوں (تک کو) کھانے دے، اور اس وجہ سے ان کو ختم کردیتے تھے۔ انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ بدتمیزی کا برتاؤ کیا، اورمزید سونے کا قبضہ حاصل کرنے کے لیے قتل سے گریز نہیں کرتے۔ اگر انہوں نے دیکھا کہ ایک آدمی بہت زیادہ دولت کا مالک ہے تو ان میں سے دو اس کے خلاف سازش کرتے۔ وہ اسے دھوکے سے کھنڈرات کے آس پاس لے جاتے، اور جب ایک اسے خوشگوار گفتگو سے موقع پر رکھتا تھا، تو دوسرا اس دیوار کو گرا دیتا تھا جس کے قریب وہ کھڑا ہوتا، یہاں تک کہ وہ اچانک اس پر گر پڑتی اور وہ ہلاک ہو جاتا۔ پھر دونوں سازشی اس کا مال اپنے درمیان تقسیم کر دیتے.

دوسروں کی جائداد سے خود کو غنی کرنے کا ایک اور طریقہ ان میں رائج تھا۔ وہ عیار چور تھے۔ جب وہ نے چوری کرنے کا ارادہ کرتے تو وہ سب سے پہلے اپنے شکار کو ایک رقم دیتے، خیال رکھنے کے لیے. جسے اس کے حوالے کرنے سے پہلے انھوں نے شدید خوشبو والے تیل سے مسح کیا ہوتا تھا۔ اگلی رات وہ اس کے گھر میں گھس جاتے، اور اس کے خفیہ خزانوں کو لوٹ لیتے، تیل کی بو سے جان کر کہ چھپانے کی جگہ کہاں ہوتی۔

ان کے قوانین غریبوں کو چوٹ پہنچانے کے لیے بنائے گئے تھے۔ جتنا امیر آدمی، قانون کے سامنے اتنا ہی زیادہ پسند کیا جاتا تھا۔ دو بیلوں کا مالک ایک دن کا چرواہے کی خدمت کا پابند ہوتا، لیکن اگر اس کے پاس صرف ایک بیل ہو تو اسے دو دن کی

خدمت کرنی پڑتی۔ ایک غریب یتیم، جس کو اس طرح بہت زیادہ ریوڑ کی پرورش پر مجبور کیا جاتا، اپنے ظالموں سے بدلہ لینے کے لیے اس کے سپرد تمام مویشیوں کو مار ڈالتا، اور جب کھالیں تفویض کی جاتیں، تو وہ اصرار کرتا کہ مویشیوں کے دوسروں کے مالک کے پاس صرف ایک کھال ہونی چاہیے، لیکن ایک سر کے مالک کو دو کھالیں ملنی چاہئیں، اس طریقہ کے مطابق جو کام تفویض کرنے میں اپنایا گیا تھا۔ فیری کے استعمال کے لیے مسافر کو چار زُوز ادا کرنے پڑتے تھے، لیکن اگر وہ پانی سے گزرے تو آٹھ زُوز ادا کرنے پڑتے تھے۔

سدومیوں کا ظلم اور بھی بڑھ گیا۔ لوط کی ایک بیٹی تھی، پالتیت، اس کا نام اس لیے رکھا گیا کیونکہ وہ ابراہیم کی مدد سے اسیر سے فرار ہونے کے فوراً بعد اس کے ہاں پیدا ہوئی تھی۔ پالتیت سدوم میں رہتی تھی، جہاں اس کی شادی ہوئی تھی۔ ایک دفعہ ایک فقیر شہر میں آیا اور عدالت نے اعلان جاری کیا کہ کوئی اسے کھانے کو کچھ نہ دے تاکہ وہ بھوک سے مر جائے۔ لیکن پالتیت کو اس شخص پر ترس آیا اور جب وہ ہر روز کنویں پر پانی بھرنے جاتی تو اسے روٹی کا ایک ٹکڑا فراہم کرتی، جسے وہ اپنے پانی کے گھڑے میں چھپا لیتی۔ دو گنہگار شہر سدوم اور عمورہ کے باشندے یہ نہ سمجھ سکے کہ فقیر کیوں ہلاک نہیں ہوا، اور انہیں شک ہوا کہ کوئی اسے چھپ کر کھانا دے رہا ہے۔ تین آدمیوں نے اپنے آپ کو بھکاری کے قریب چھپایا، اور پالتیت کو کھانے کے لیے کچھ دیتے ہوئے پکڑ لیا۔ اسے اپنی انسانیت کی قیمت موت کے ساتھ ادا کرنی پڑی۔ وہ ایک چتا پر جلا دی گئی.

ادمہ کے لوگ سدوم کے لوگوں سے بہتر نہیں تھے۔ ایک دفعہ ایک اجنبی شخص ادمہ آیا، اس نے رات گزارنے اور اگلی صبح اپنا سفر جاری رکھنے کا ارادہ کیا۔ ایک امیر کی بیٹی اس اجنبی سے ملی، اور اس کے کہنے پر اسے پینے کو پانی اور کھانے کو روٹی دی۔ جب عدمہ کے لوگوں کو قانون کی اس خلاف ورزی کا علم ہوا تو انہوں نے لڑکی کو پکڑ کر قاضی کے سامنے پیش کیا جس نے اسے موت کی سزا سنائی۔ لوگوں نے اسے اوپر سے پاؤں تک شہد سے مسح کیا، اور اسے بے نقاب کیا جہاں شہد کی مکھیاں اس کی طرف متوجہ ہوں گی۔ کیڑوں نے اسے ڈنک مار کر موت کے گھاٹ اتار دیا، اور بدتمیز لوگوں نے اس کی دل دہلا دینے والی چیخوں پر کوئی توجہ نہ دی۔

تب ایسا ہوا کہ خدا نے ان گنہگاروں کی ہلاکت کا فیصلہ کیا۔[66]

[66] اساطیر الیہود لویس جینزبرج الجزء الاول الصفحات ۱۴۶-۱۵۶

اور کہانی کی پیدائش باب ۱۹ میں جاری ہے:

اور وہ دونوں فرِشتے شام کو سدُوم میں آئے اور لُوطؔ سدُوم کے پھاٹک پر بیٹھے ہوئے تھے اور لُوطؔ اُن کو دیکھ کر اُن کے اِستقبال کے لِئے اُٹھے اور زمِین تک جھک گئے۔

اور کہا اَے میرے خُداوندو اپنے خادِم کے گھر تشرِیف لے چلئے اور رات بھر آرام کِیجئے اور اپنے پاؤں دھوئِیے اور صُبح اُٹھ کر اپنی راہ لِیجئے

اور اُنہوں نے کہا نہیں ہم چَوک ہی میں رات کاٹ لیں گے۔

لیکن جب وہ بُہت بجِد ہوئے تو وہ ان کے ساتھ چل کر ان کے گھر میں آئے اور انہوں نے اُن کے لِئے ضِیافت تیار کی اور بے خمِیری روٹی پکائی اور اُنہوں نے کھائی۔

اور اِس سے پیشتر کہ وہ آرام کرنے کے لِئے لیٹیں سدُوم شہر کے مَردوں نے جوان سے لے کر بُڈّھے تک سب لوگوں نے ہر طرف سے اُس گھر کو گھیر لیا۔

اور اُنہوں نے لُوطؔ کو پُکار کر ان سے کہا کہ وہ مَرد جو آج رات تمہارے ہاں آئے ہیں کہاں ہیں؟ اُن کو ہمارے پاس باہر لے آ تاکہ ہم اُن سے صُحبت کریں۔

تب لُوطؔ نِکل کر اُن کے پاس دروازے پر گئے اور اپنے پیچھے کِواڑ بند کردی۔

اور کہا کہ اَے بھائیو ! اَیسی بدی تو نہ کرو۔

دیکھو ! میری دو بیٹِیاں ہیں جو مَرد سے واقِف نہیں۔ مرضی ہو تو مَیں اُن کو تُمہارے پاس لے آؤں اور جو تُم کو بھلا معلُوم ہو اُن سے کرو۔ مگر اِن مَردوں سے کُچھ نہ کہنا کیونکہ وہ اِسی واسطے میری پناہ میں آئے ہیں۔

اُنہوں نے کہا یہاں سے ہٹ جا۔ پِھر کہنے لگے کہ یہ شخص ہمارے درمِیان قیام کرنے آیا تھا اور اب حُکُومت جتاتا ہے۔ سو ہم تیرے ساتھ اُن سے زِیادہ بدسلُوکی کریں گے۔ تب وہ اُس مَرد یعنی لُوطؔ پر چڑھ پڑے اور نزدِیک آئے تاکہ کِواڑ توڑ ڈالیں۔

لیکن اُن مَردوں نے اپنے ہاتھ بڑھا کر لُوطؔ کو اپنے پاس گھر میں کھینچ لیا اور دروازہ بند کر دِیا۔

اور اُن مَردوں کو جو گھر کے دروازے پر تھے کیا چھوٹے کیا بڑے اندھا کر دِیا۔ سو وہ دروازہ ڈُھونڈتے ڈُھونڈتے تھک گئے۔

لُوطؔ سدُومؔ سے روانہ ہوتے ہیں

تب اُن مَردوں نے لُوطؔ سے کہا کیا یہاں آپ کا اَور کوئی ہے؟ داماد اور اپنے بیٹوں اور بیٹیوں اور جو کوئی آپ کا اِس شہر میں ہو سب کو اِس مقام سے باہر نِکال لے جایئں۔

کیونکہ ہم اِس مقام کو نیست کریں گے اِس لِئے کہ اُن کا شور خُداوند کے حضُور بُہت بُلند ہُوَا ہے اور خُداوند نے اُسے نیست کرنے کو ہمیں بھیجا ہے۔

تب لُوطؔ نے باہر جا کر اپنے دامادوں سے جن کے ساتھ ان کی بیٹیاں بیاہی تِھیں باتیں کِیں اور کہا کہ اُٹھو اور اِس مقام سے نِکلو کیونکہ خُداوند اِس شہر کو نیست کرے گا۔ لیکن وہ اپنے دامادوں کی نظر میں مُضحِک سا معلُوم ہوئے۔

جب صُبح ہُوئی تو فرِشتوں نے لُوطؔ سے جلدی کرائی اور کہا کہ اٹھیں اپنی بیوی اور اپنی دونوں بیٹیوں کو جو یہاں ہیں لے جایئں۔ اَیسا نہ ہو کہ آپ بھی اِس شہر کی بدی میں گرِفتار ہو کر ہلاک ہو جایئں۔

مگر انہوں نے دیر لگائی تو اُن مَردوں نے ان کا اور اُن کی بیوی اور اُن کی دونوں بیٹیوں کے ہاتھ پکڑے کیونکہ خُداوند کی مِہربانی ان پر ہُوئی اور ان کو نِکال کر شہر سے باہر کر دِیا۔

اور یُوں ہُوَا کہ جب وہ اُن کو باہر نِکال لائے تو اُنہوں نے کہا اپنی جان بچانے کو بھا گیں- نہ تو پیچھے مُڑ کر دیکھیے گا نہ کہیں مَیدان میں ٹھہریے گا۔ اُس پہاڑ کی طرف جایئے۔ نہ ہو کہ آپ ہلاک ہو جایئں۔

اور لُوطؔ نے اُن سے کہا کہ اَے میرے خُداوند اَیسا نہ کر۔

دیکھ تُو نے اپنے خادِم پر کرم کی نظر کی ہے اور اَیسا بڑا فضل کِیا کہ میری جان بچائی۔ مَیں پہاڑ تک جا نہیں سکتا۔ کہیں اَیسا نہ ہو کہ مُجھ پر مُصِیبت آپڑے اور مَیں مر جاؤں۔

دیکھ یہ شہر اَیسا نزدِیک ہے کہ وہاں بھاگ سکتا ہُوں اور یہ چھوٹا بھی ہے۔ اِجازت ہو تو مَیں وہاں چلا جاؤں۔ وہ چھوٹا سا بھی ہے اور میری جان بچ جائے گی۔

اُنہوں نے اُن سے کہا کہ دیکھیئے مَیں اِس بات میں بھی آپ کا لحاظ کرتا ہُوں کہ اِس شہر کو جِس کا آپ نے ذِکر کِیا غارت نہیں کرُوں گا۔

جلدی کریں اور وہاں جایئے کیونکہ مَیں کُچھ نہیں کر سکتا جب تک کہ آپ وہاں پُہنچ نہ جایئں۔

اِسی لِئے اُس شہر کا نام صُغرؔ کہلایا۔

سدُومؔ اور عمُورہؔ کی بربادی

اور زمِین پر دُھوپ نِکل چُکی تھی جب لُوطؔ ضُغرؔ مَیں داخِل ہُوئے۔

تب خُداوند نے اپنی طرف سے سدُوم اور عمُورہ پر گندھک اور آگ آسمان سے برسائی۔

اور اُس نے اُن شہروں کو اور اُس ساری ترائی کو اور اُن شہروں کے سب رہنے والوں کو اور سب کُچھ جو زمِین سے اُگا تھا غارت کِیا۔

مگر اُن کی بیوی نے اپنے پیچھے سے مُڑ کر دیکھا اور وہ نمک کا سُتُون بن گئی۔

اور ابراہیم صُبح سویرے اُٹھ کر اُس جگہ گئے جہاں وہ خُداوند کے حضُور کھڑے ہوئے تھے۔

اور اُنہوں نے سدُوم اور عمُورہ اور اُس ترائی کی ساری زمِین کی طرف نظر کی اور کیا دیکھتے ہیں کہ زمِین پر سے دُھواں اَیسا اُٹھ رہا جَیسے بھٹّی کا دُھواں۔

اور یُوں ہُوَا کہ جب خُدا نے اُس ترائی کے شہروں کو نیست کِیا تو خُدا نے ابراہیم کو یاد کِیا اور اُن شہروں کو جہاں لُوطؔ رہتا تھا غارت کرتے وقت لُوطؔ کو اُس بلا سے بچایا۔

موآبیوں اور عمّونیوں کا آغاز

اور لُوطؔ ضُغرؔ سے نِکل کر پہاڑ پر جا بسے اور اُن کی دونوں بیٹیاں اُن کے ساتھ تِھیں کیونکہ اُنہیں ضُغرؔ مَیں بستے ڈر لگا اور وہ اور اُن کی دونوں بیٹیاں ایک غار میں رہنے لگے۔

تب پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بُڈّھا ہے اور زمِین پر کوئی مَرد نہیں جو دُنیا کے دستُور کے مُطابِق ہمارے پاس آئے۔

آؤ ہم اپنے باپ کو مَے پِلائیں اور اُن سے ہم آغوش ہوں تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھّیں۔

سو اُنہوں نے اُسی رات اپنے باپ کو مَے پِلائی اور پہلوٹھی اندر گئی اور اپنے باپ سے ہم آغوش ہُوئی پر اُنہوں نے نہ جانا کہ وہ کب لیٹی اور کب اُٹھ گئی۔

اور دُوسرے روز یُوں ہُوَا کہ پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ دیکھ کل رات کو مَیں اپنے باپ سے ہم آغوش ہُوئی۔ آؤ آج رات بھی اُن کو مَے پِلائیں اور تُو بھی جا کر اُس سے ہم آغوش ہو تاکہ ہم اپنے باپ سے نسل باقی رکھّیں

سو اُس رات بھی اُنہوں نے اپنے باپ کو مَے پِلائی اور چھوٹی گئی اور اُس سے ہم آغوش ہُوئی پر اُنہوں نے نہ جانا کہ وہ کب لیٹی اور کب اُٹھ گئی۔

سو لُوطؔ کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حامِلہ ہُوئیں۔
اور بڑی کا ایک بیٹا ہُوَا اور اُس نے اُس کا نام موآؔب رکھّا۔ وُہی موآبیوں کا باپ ہے جو اب تک مَوجُود ہیں۔
اور چھوٹی کا بھی ایک بیٹا ہُوَا اور اُس نے اُس کا نام بِن عمّی رکھّا۔ وُہی بنی عَمّون کا باپ ہے جو اب تک مَوجُود ہیں۔[67]

سدوم اور اس کے آس پاس کے شہروں میں اکثر ہونے والے قتل اور نا انصافیوں کے علاوہ، ہم فرشتوں کے دورے سے واضح طور پر دیکھتے ہیں کہ پورا قصبہ اور اس کے تمام افراد بغیر کسی استثناء کے، قصبے کے ہر حصے سے جوان اور بوڑھے، ترتیب سے نکلے فرشتوں کی عصمت دری کرنے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پورا قصبہ اس شہر میں آنے والے کسی بھی نئے آنے والے کی عصمت دری کرنے میں مشغول ہو جاتا جس کا ان کا خیال تھا۔ اور یہ واضح طور پر لوط کے گھر میں گھسنے کی کوشش سے ظاہر ہوتا ہے تاکہ مردوں کے بھیس میں دو فرشتوں کو اغوا اور عصمت دری کریں۔ ہم یہ بھی نوٹ کرتے ہیں کہ لوط کے دو داماد تھے جنہوں نے شہر اور شہر کے لوگوں سے اپنی بیٹیوں کی شادی کرنے کا عہد کیا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ دونوں دامادوں نے لوط کے اپنی بیٹیوں کو ہجوم کے سامنے پیش کرنے پر اعتراض نہیں کیا تاکہ وہ ان کے ساتھ جنسی تعلق قائم کریں۔ حضرت لوط (علیہ السلام) کیسے نبی ہو سکتے ہیں اور اپنی بیٹیوں کو اجتماعی جنسی تعلقات کے لیے پیش کر سکتے ہیں اور ساتھ ہی انہیں پیش کر سکتے ہیں جب کہ وہ پہلے ہی گروی ہو چکی تھیں؟ یہ ضرور ہوا ہوگا کیونکہ اس وقت پہلے تین معاہدوں کے تحت کوئی ایسا قانون نہیں تھا جو اس قسم کے جنسی ملاپ کو منع کرتا ہو، یعنی گروپ جماع۔ تو پھر کیا کوئی یہ بحث بھی نہیں کر سکتا کہ ہم جنس پرستی ابھی تک حرام نہیں تھی؟

ہم جنس پرستی موسوی عہد میں حرام ہو جاتی ہے اور احبار ۱۸:۲۲ میں واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے:

تُو مَرد کے ساتھ صُحبت نہ کرنا جَیسے عَورت سے کرتا ہے۔ یہ نِہایت مکروہ کام ہے۔[68]

[67] انجیل المقدس کتاب پیدائش ج ۱۹ : ۱ - ۳۸
[68] انجیل المقدس کتاب احبار ۱۸ : ۲۲

اور پھر احبار باب ۲۰ میں:

اور اگر کوئی مَرد سے صُحبت کرے جَیسے عَورت سے کرتے ہیں تو اُن دونوں نے نِہایت مکرُوہ کام کِیا ہے۔ سو وہ دونوں ضرُور جان سے مارے جائیں۔ اُن کا خُون اُن ہی کی گردن پر ہو گا۔[69]

اور جواب ہاں میں ہے، یہ سچ ہے، تاہم ہم جنس پرستی کا عمل بذات خود ایک گناہ تھا کیونکہ یہ خدا کے حکم سے براہ راست متصادم تھا کہ نتیجہ خیز اور بڑھوتری ہو، کیونکہ ہم جنس پرست تعلقات سے کوئی پھل پیدا نہیں ہو سکتا۔ الہی قوانین کے لحاظ سے، سدوم اور عمورہ کے لوگ کئی بڑے عہد کے قوانین کو توڑنے کے مجرم تھے، ان قوانین میں سے ایک جو انہوں نے باقاعدگی سے توڑا تھا، قتل تھا اور دوسرا خدا کا حکم تھا کہ وہ پھلنے پھولنے اور بڑھنے کا حکم تھا جو خدا نے دیا تھا۔ آدم تک اور پھر نوح (علیہ السلام) تک اور تیسرے عہد میں ابراہیم (علیہ السلام) نے کبھی ختم نہیں کیا۔ اور پچھلے عہد کا کوئی بھی قانون یا حکم، اگر کسی نئے عہد کے ذریعہ ایڈجسٹ یا منسوخ نہیں کیا گیا ہے تو وہ اب بھی قائم ہے۔ قرآن میں واضح ہے کہ یہ مسئلہ ہے۔ سورہ اعراف کی میں ارشاد ہوتا ہے:

اور اسی طرح جب ہم نے لوط کو (پیغمبر بنا کر بھیجا تو) اس وقت انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم ایسی بے حیائی کا کام کیوں کرتے ہو کہ تم سے اہل عالم میں سے کسی نے اس طرح کا کام نہیں کیا, یعنی خواہش نفسانی پورا کرنے کے لیے عورتوں کو چھوڑ کر لونڈوں پر گرتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ حد سے نکل جانے والے ہو, تو ان سے اس کا جواب کچھ نہ بن پڑا اور بولے تو یہ بولے کہ ان لوگوں (یعنی لوط اور اس کے گھر والوں) کو اپنے گاؤں سے نکال دو (کہ) یہ لوگ پاک بننا چاہتے ہیں, تو ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو بچا لیا مگر ان کی بیوی (نہ بچی) کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں تھی. اور ہم نے ان پر (پتھروں کا) مینھ برسایا۔ سو دیکھ لو کہ گنہگاروں کا کیسا انجام ہوا۔[70]

---

[69] انجیل المقدس کتاب احبار ۲۰:۱۳

[70] القرآن الحکیم سورہ اعراف الآیہ ۸۰-۸۴

اور قرآن مجید میں سورۃ الشعراء میں ارشاد ہے:

کیا تم اہل عالم میں سے لڑکوں پر مائل ہوتے ہو, اور تمہارے پروردگار نے جو تمہارے لئے تمہاری بیویاں پیدا کی ہیں ان کو چھوڑ دیتے ہو؟ حقیقت یہ ہے کہ تم حد سے نکل جانے والے ہو۔[71]

قرآن واضح طور پر بتاتا ہے کہ حالانکہ شہر کے کچھ افراد کی بیویاں تھیں، لیکن اکثریت مردوں کے پاس جا چکی تھی اور عورتوں کو بالکل چھوڑ کر اپنی شہوتوں پر عمل پیرا تھی، مردوں کے ساتھ، اور اپنی بیویوں کے ساتھ نہیں۔
اور اس کا مطلب یہ تھا کہ سدوم اور عمورہ کے لوگ پھلدار ہونے اور بڑھنے کے لیے خدا کے پہلے حکم کی خلاف ورزی کر رہے تھے۔
وہ عورتوں کے ساتھ جنسی تعلقات کو یکسر ترک کر رہے تھے۔ اور یہی ایک وجہ ہے کہ ان پر عذاب جائز تھا۔ اس کے علاوہ وہ پہلے ہی شہر میں آنے والوں اور بے گناہ لوگوں کے خلاف ان کے قتل کی مذمت کر چکے تھے۔ لوط کی کہانی سے ہم کچھ اہم نکات بھی نکالنا چاہتے ہیں:

1. ہم نے دیکھا کہ جس طرح نوح کو اپنی بیوی کو اپنے ساتھ لے جانے کی اجازت دی گئی تھی، وہ بعد میں اس کی خیانت اور برائی کی وجہ سے گر پڑی، اسی طرح لوط کو اپنی بیوی کو لے جانے کی اجازت دی گئی، وہ بھی شہر سے باہر نکلتے وقت واپس پلٹی، اور تباہ ہوگئ۔
۲. ہم نشاندہی کرتے ہیں کہ تیسرے عہد میں شراب نوشی کی اجازت تھی۔ اور لوط اور اس کی بیٹیاں اسے پیتے تھے۔

[71] القرآن الحکیم سورہ شعراء الآیہ ۱۶۵، ۱۶۶

۳. ہم یہ بھی بتانا چاہیں گے کہ باپ اور بیٹی کے درمیان جنسی تعلقات کی اجازت تھی اور پہلے تین میثاق میں اس پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ لوط اپنی بیٹیوں کے ساتھ اس اتحاد میں مشغول ہوتے ہیں اور دو قوموں کو جنم دیتے ہیں۔ وہ اپنی بیٹیوں کو اپنے گھر کے باہر لوگوں کے ساتھ اجتماعی جنسی تعلقات کے لیے بھی پیش کرتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ سدوم اور عمورہ کے لوگ گروہی جنسی تعلقات میں مشغول تھے۔

۴. سدوم اور عمورہ کے لوگ لوط اور ان کے خاندان کے بارے میں کہتے تھے: "وہ ایسے لوگ ہیں جو اپنے آپ کو پاک کرتے ہیں یا پاک رہنا چاہتے ہیں۔" یہ ختنہ کی مشق کا براہ راست حوالہ ہے جو لوط اب ابراہیمی عہد کے تحت کر رہے تھے ۔ اور عربی میں ختنہ کے لفظ کا لفظی ترجمہ "طہارت" ہے۔

۵. سدوم اور عمورہ کے لوگ لوط سے کہتے ہیں جب انہوں نے اپنی بیٹیاں ان کو پیش کیں: "تم یقینا جانتے ہو کہ تمہاری بیٹیوں پر ہمارا کوئی حق نہیں ہے۔ تم پہلے ہی جانتے ہو کہ ہم کیا چاہتے ہیں!"[72] اور اس کا مطلب ہے کہ ان کا ان بیٹیوں پر کوئی حق نہیں تھا اس لیے کہ ان کا ختنہ نہیں کیا گیا تھا اور ابراہیمی عہد کے تحت عورتوں کی شادی صرف ختنہ شدہ مردوں سے کی جانی تھی۔ یعنی صرف بنی آدم اور قابیل کی نسل نہیں۔

٦. لوط نے سدوم اور عمورہ کے شہروں کو چھوڑنے میں ہچکچاہٹ محسوس کی اور فرشتوں کے ذریعہ اسے گھسیٹنا پڑا اور اس کے بعد وہ بھی زیادہ دور نہیں جانا چاہتے تھے اور اسے قریبی شہر میں پناہ دی گئی۔ یہ ہچکچاہٹ ایک نبی کی حیثیت سے اپنے کیریئر کے دوران لوط کی کوتاہیوں اور غلطیوں میں سے ایک کی مثال ہے۔

[72] القرآن الحکیم سورہ ھود آیت ۷۹

جہاں تک ہم جنس پرستی کا تعلق ہے، امام احمد الحسن (منہ السلام) نے مجھے سمجھا دیا ہے کہ جنس کے لیے فطری مزاج یہ ہے کہ مرد عورتوں کی طرف راغب ہوتے ہیں اور عورتیں مردوں کی طرف راغب ہوتی ہیں۔ انہوں نے (منہ السلام) کہا ہے کہ زیادہ تر لوگ جو ہم جنس پرست ہیں وہ دو طریقوں میں سے کسی ایک کے ذریعے اس طرح بن گئے، یا تو شکار ہونے کی وجہ سے، بچپن میں بدسلوکی کے تحت، یا وہ اس طرح پیدا ہوئے ہیں اور ان کے والدین یا دادا دادی میں سے ایک تھا جو ہم جنس پرست تھا یا ایک ہی جنس کی طرف مائل تھا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ امام احمد الحسن (منہ السلام) اس روایتی نظریے کی تردید کرتے ہیں جو زیادہ تر مذاہب میں ہے، خاص طور پر اسلامی، کہ ہم جنس پرست صرف بدکار ہیں جنہیں قتل یا سنگسار کرنے کی ضرورت ہے۔

بلکہ امام فرماتے ہیں کہ جب کہ مرد اور عورت کا فطری جنسی رجحان جنس مخالف کی طرف متوجہ ہونا ہے اور یہ ضرب کے مقصد سے تھا۔

ہم جنس پرستوں کو حقیقت میں ان کے ایک ہی جنس کے لیے کشش کے جذبات کے لیے مورد الزام نہیں ٹھہرایا جانا چاہیے کیونکہ زیادہ تر معاملات میں یہ یا تو موروثی جینیاتی خصلت ہوتی ہے جو انھیں منتقل ہوتی ہے یا یہ بچپن میں زیادتی کی وجہ سے ہے۔ ان دونوں کا قصور نہیں۔ عراق میں دعوے کے آغاز میں، امام احمد الحسن (منہ السلام) نے پہلا عبادت خانہ کھولا۔ وہاں ایک ہم جنس پرست آدمی آیا۔

امام کے پیروکاروں نے کہا کہ وہ چاہتے ہیں کہ وہ چلا جائے کیونکہ ان کے خیال میں ان کا ان کے درمیان ہونا ان کی ساکھ کو خراب کر دے گا، اور مذہب کی ساکھ کو، کیونکہ وہ شہر میں ہم جنس پرست ہونے کے لیے جانا جاتا تھا۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) یہ سن کر بہت ناراض ہوئے اور ان سے فرمائے: اگر میں خدا کے دروازے اس کے منہ پر بند کر دوں وہ کس کا دروازہ کھٹکھٹائے گا؟ اور انہوں نے اس آدمی کا دوبارہ استقبال کیا۔

اس طرح، ہمارا مذہب اور ہماری جماعتیں ہم جنس پرستوں اور زندگی کے تمام شعبوں اور طریقوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا خیر مقدم کرتی ہیں، کیونکہ وہ شخص جو اپنی تلاش خدا میں مخلص ہے وہ دراصل زیادہ با عزت ہے بہ نسبت اس کے جو جھوٹی مذہبیت دکھائے اور اندر سے منافق ہو۔

جہاں تک سدوم اور عمورہ کے مقام کا تعلق ہے، زمین پر دنیا کا سب سے کم مقام بحیرہ مردار ہے جو اردن اور فلسطین میں واقع ہے، جس کی بلندی سطح سمندر سے تقریباً ۴۱۶ میٹر نیچے ہے۔
امام احمد الحسن (منہ السلام) نے تصدیق کی ہے کہ بحیرہ مردار سدوم اور عمورہ کا مقام ہے، تین ابراہیمی مذاہب، یہودیت، عیسائیت اور اسلام میں خدا کی طرف سے تباہ شدہ شہر۔

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "بحیرہ مردار اب خشک ہو رہا ہے اور قدیم نمونے ظاہر ہوں گے جو لوگوں کے تصورات کو بدل دیں گے، بہت سی چیزیں بدل جائیں گی اگر وہ اسے نہ چھپائیں"۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:
تو جب ہمارا حکم آیا ہم نے اس (بستی) کو (اُلٹ کر) نیچے اوپر کردیا اور ان پر پتھر کی تہہ بہ تہہ کنکریاں برسائیں.[73]

غلط تراجم نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے:
"پس جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے اس شہر کے سب سے اونچے حصے کو سب سے نیچے کر دیا"
یا اس طرح:
"اور جب ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے بستی کو الٹ پلٹ کر دیا"

لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ عربی میں شہر یا قصبے کا لفظ نہیں لکھا ہے، صرف یہ لکھا ہے:

[73] القرآن الحکیم سورہ ھود آیت ۸۲

"ہم نے اس کے سب سے اونچے مقام کو سب سے نچلا بنا دیا ہے۔" اگر آج بحیرہ مردار زمین کا سب سے نچلا نقطہ ہے، تو یہ زمین کا سب سے اونچا مقام ہوا کرتا ہوگا۔

سدوم اور عمورہ کے دو شہر جو ماؤنٹ ایورسٹ سے بلند تھے۔ اسے خدا کی طرف سے تباہ کر دیا گیا اور اس کا سب سے نچلا مقام بنایا گیا۔ راتوں رات دنیا کے اوپر سے نیچے تک۔

چوتھا باب

حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ چوتھا عہد نامہ

"انہوں نے کہا: اے موسیٰ ہمارے لیے اپنے رب سے اس کے عہد کے ساتھ دعا کرو۔"

ابراہیم اور موسیٰ (علیہم السلام) کے عہد کے درمیان بہت سی چیزیں ہوئیں اور ابراہیم کے بیٹوں کے بارے میں خدا کے الفاظ پورے ہوئے:

اور اُس نے ابرامؔ سے کہا یقین جانو کہ تمہاری نسل کے لوگ اَیسے مُلک میں ہونگے جہاں وہ پردیسی نہیں ہوں گے اور وہاں کے لوگوں کی غُلامی کریں گے اور وہ چار سَو برس تک اُن کو دُکھ دیں گے۔[74]

یعقوب اور یوسف (علیہم السلام) مصر میں داخل ہوئے اور ان کے ساتھ ان کے اہل و عیال تھے اور یوسف کے گزر جانے کے بعد بنی اسرائیل چار سو سال تک مصر میں غلام رہے، یہاں تک کہ موعود نجات دہندہ موسیٰ (علیہ السلام) کا ظہور ہوا۔

بنی اسرائیل کی غلامی کی وجہ ان کا عہد ابراہیمی کا توڑنا تھا۔ وہ مصر میں یوسف کے زمانے میں توحید پرست بادشاہ اخناتین (علیہ السلام) کے دور حکومت میں بڑی نعمتوں میں رہ رہے تھے، لیکن بادشاہ اخناتین کی وفات کے بعد، ان کے بیٹے، بادشاہ توت نے نو سال کی چھوٹی عمر میں حکومت کی۔

ان کی بیوی کے رشتہ داروں اور اس وقت کے پادریوں نے انہیں قابو میں کیا اور انہیں اپنے والد کے فیصلوں کو پلٹنے پر مجبور کیا اور بادشاہی مذہب کو دوبارہ مشرک کی طرف لوٹا دیا جس پر وہ پہلے عمل کر رہے تھے اور پھر انہوں نے توت کو قتل کر دیا۔

اس وقت بنی اسرائیل خاموش رہی اور انہوں نے کسی بات پر اعتراض نہ کیا اور اپنے عقیدے کی کمی، موت کے خوف اور دنیا کی محبت کی وجہ سے مصر کے دوبارہ قائم کیے گئے جھوٹے خداؤں اور جھوٹے مذاہب کو اپنا لیا۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے ابراہیم (علیہ السلام) کے مذہب کو چھوڑ دیا اور جھوٹے بتوں اور مصری خداؤں کی پوجا کرنے لگے اس طرح انہوں نے ابراہیمی عہد کو توڑا اور غضب الٰہی اور عذاب اپنے اوپر لاد دیا۔

اس طرح خدا نے بنی اسرائیل کو مصریوں کے حوالے کر دیا جنہوں نے بدلے میں انہیں اپنا غلام بنا لیا۔ آدم (علیہ السلام) کے عہد کو توڑنے کی سزا باغ عدن سے جلاوطنی تھی اور پھر خدا نے آدم (علیہ السلام) کو معاف کر دیا جب وہ توبہ کر کے عہد کو بحال کر چکے تھے۔ پھر جب لوگوں نے آدم کے عہد کو ایک بار پھر توڑا تو خدا نے انہیں سیلاب سے سزا دی۔ جب نمرود اور نوح کے بعد آنے والی نسلوں نے نوح کے عہد کو توڑا تو خدا نے انہیں منتشر کر دیا، بکھیر دیا، اور ان کی زبانوں کو الجھا کر سزا دی۔

[74] انجیل المقدس کتاب پیدائش ۱۵:۱۳

جب ابراہیم (علیہ السلام) کے بیٹوں نے تیسرے عہد کو توڑا تو خدا نے انہیں چار سو سال تک غلامی کی سزا دی اور اس نے موسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ ایک نیا عہد قائم کیا، اور خداوند نے نئے عہد کے احکام و قوانین کو خروج کی کتاب میں مرتب کیا, باب ۲۴ - ۱۹ میں:

باب ۱۹

اور مُوسیٰؔ پہاڑ پر چڑھ کر خُدا کے پاس گئے
اور خُداوند نے انہیں پہاڑ پر سے پُکار کر کہا کہ تم یعقُوبؔ کے خاندان سے یُوں کہو اور بنی اِسرائیل کو یہ سُنا دو۔
کہ تُم نے نہیں دیکھا کہ مَیں نے مِصریوں کے ساتھ کیا کیا اور تُم کو گویا عُقاب کے پروں پر بَیٹھا کر اپنے پاس بلا لیا۔
سو اب اگر تُم میری بات مانو گے اور میرے عہد پر چلو گے تو سب قَوموں میں سے تُم ہی کو میری خاص مِلکیت ٹھہراؤنگا کیونکہ ساری زمِین میری ہے۔
اور تُم میرے لِئے کاہِنوں کی ایک مُملکت اور ایک مُقدّس قَوم ہوگی۔ ان سب باتوں کو تم بنی اِسرائیل کو سُنا دینا۔[75]

باب ۲۰

اور خُدا نے یہ سب باتیں فرمائیں کہ
خُداوند تمہارا خُدا ہے جو تمہیں مُلکِ مِصرؔ سے اور غُلامی کے گھر سے نِکال لایا ہے، وہ میں ہوں۔
میرے حضُور غَیر معبُودوں کو نہ ماننا۔
تم اپنے لِئے کوئی تراشی ہُوئی مُورت نہ بنانا۔ نہ کِسی چِیز کی صُورت بنانا جو اُوپر آسمان میں یا نِیچے زمِین پر یا زمِین کے نِیچے پانی میں ہیں۔
تم اُن کے آگے سِجدہ نہ کرنا اور نہ اُن کی عِبادت کرنا کیونکہ مَیں خُداوند تمہارا خُدا غیُور خُدا ہُوں اور جو مُجھ سے عداوت رکھتے ہیں اُن کی اَولاد کی تِیسری اور چَوتھی پُشت تک باپ دادا کی بدکاریوں کی سزا دیتا ہُوں۔
اور ہزاروں نسلوں پر جو مُجھ سے مُحبّت رکھتے اور میرے حُکموں کو مانتے ہیں رحم کرتا ہُوں۔
تم خُداوند اپنے خُدا کے نام کا غلط استعمال نہ کرنا کیونکہ جو اُس کا نام غلط استعمال کریگا خُداوند اُسے بے گُناہ نہ ٹھہرائے گا۔

[75] انجیل المقدس کتاب خروج ۱۹: ۳-۶

یاد کر کے سبت کا دِن پاک ماننا۔
چھ دِن تک تم محنت کر کے اپنے سارے کام کاج کرنا۔
لیکن ساتواں دِن خُداوند تمہارے خُدا کا سبت ہے اُس میں نہ تو کوئی کام کرے نہ تمہارے بیٹے نہ تمہاری بیٹی نہ تمہاری غُلام نہ تمہاری لَونڈی نہ تمہارا چَوپاے نہ کوئی مُسافِر جو تمہارے ہاں تمہارے پھاٹکوں کے اندر ہو۔
کیونکہ خُداوند نے چھ دِن میں آسمان اور زمین اور سمُندر اور جو کُچھ اُن میں ہے وہ سب کُچھ بنایا اور ساتویں دِن آرام کِیا۔ اِس لِئے خُداوند نے سبت کے دِن کو برکت دی اور اُسے مُقدّس ٹھہرایا۔
اپنے باپ اور اپنی ماں کی عِزّت کرنا تاکہ تمہاری عمر اُس مُلک میں جو خُداوند تمہارا خُدا تمہیں دیتا ہے دراز ہو۔
کسی کا خون نہ کرنا۔
تم زِنا نہ کرنا۔
تم چوری نہ کرنا۔
تم اپنے پڑوسی کے خِلاف جُھوٹی گواہی نہ دینا۔
تم اپنے پڑوسی کے گھر کی لالچ نہ کرنا۔ تُو اپنے پڑوسی کی بیوی کی لالچ نہ کرنا اور نہ اُس کے غُلام اور اُس کی لَونڈی اور اُس کے بَیل اور اُس کے گدھے کی اور نہ اپنے پڑوسی کی کِسی اَور چِیز کی لالچ کرنا۔
اور جب سب لوگوں نے بادل گرجتے اور بجلی چمکتے اور قرنا کی آواز ہوتے اور پہاڑ سے دُھواں اُٹھتے دیکھا تو کانپ اُٹھے اور دُور کھڑے ہو گئے۔
اور مُوسیٰؔ سے کہنے لگے، آپ ہی ہم سے باتیں کِیا کرے اور ہم سُن لِیا کریں گے لیکن خُدا ہم سے باتیں نہ کرے ورنہ ہم مرجائیں گے۔
مُوسیٰؔ نے لوگوں سے کہا کہ تُم ڈرو مت کیونکہ خُدا اِس لِئے آیا ہے کہ تُمہارا اِمتحان لے اور تُم کو اُس کا خَوف ہو تاکہ تُم گُناہ سے دور رہو۔
اور وہ لوگ دُور ہی کھڑے رہے اور مُوسیٰؔ اُس گہری تارِیکی کے نزدِیک گئے جہاں خُدا تھا۔
اور خُداوند نے مُوسیٰؔ سے کہا تم بنی اِسرائیل سے یہ کہنا کہ تُم نے خُود دیکھا کہ مَیں نے آسمان پر سے تُمہارے ساتھ باتیں کیں۔
تُم میرے ساتھ کِسی کو شرِیک نہ کرنا یعنی چاندی یا سونے کے دیوتا اپنے لِئے نہ گھڑ لینا۔

اور تم مِٹّی کی ایک قُربان گاہ میرے لِئے بنایا کرنا اور اُس پر اپنی بھیڑ بکرِیوں اور گائے بَیلوں کی سوختنی قُربانیاں اور سلامتی کی قُربانیاں چڑھانا اور جہاں جہاں مَیں اپنے نام کی یادگاری کراؤں گا وہاں مَیں تمہارے پاس آکر تمہیں برکت دُوں گا۔
اور اگر تُو میرے لِئے پتّھر کی قُربان گاہ بنائے تو تراشے ہُوئے پتّھر سے نہ بنانا کیونکہ اگر تُم اُس پر اپنے اَوزار لگائے تو تم اُسے ناپاک کر دے گا۔
اور تم میری قُربان گاہ پر سیڑھیوں سے ہرگِز نہ چڑھنا ورنہ تمہاری برہنگی اُس پر ظاہِر ہو جائے گی۔[76]

باب ۲۱

وہ احکام جو تمہیں اُن کو بتانے ہیں یہ ہیں۔
اگر تم کوئی عِبرانی غُلام خریدو تو وہ چھ برس خِدمت کر کے ساتویں برس مُفت آزاد ہو کر چلا جائے گا۔
اگر وہ اکیلا آیا ہو تو اکیلا ہی چلا جائے گا اور اگر وہ بیاہا ہو تو اُس کی بیوی بھی اُس کے ساتھ جائے گی۔
اگر اُس کے آقا نے اُس کا بیاہ کرایا ہو اور اُس عَورت کے اُس سے بیٹے اور بیٹیاں ہُوئی ہوں تو وہ عَورت اور اُس کے بچّے اُس آقا کے ہو کر رہیں گے اور وہ اکیلا ہی چلا جائے گا۔
پر اگر وہ غُلام صاف کہہ دے کہ مَیں اپنے آقا سے اور اپنی بیوی اور بچّوں سے مُحبّت رکھتا ہُوں۔ مَیں آزاد ہو کر نہیں جاؤں گا۔
تو اُس کا آقا اُسے خُدا کے پاس لے جائے اور اُسے دروازے پر یا دروازے کی چوکھٹ پر لا کر سُتاری سے اُس کا کان چھدوائے۔ تب وہ ہمیشہ کے لیے اس کی خدمت کرتا رہے گا۔
اور اگر کوئی شخص اپنی بیٹی کو لَونڈی ہونے کے لِئے بیچ ڈالے تو وہ غُلاموں کی طرح آزاد نہیں ہو سکتی ہے۔
اگر اُس کا آقا جِس نے اُس سے نِسبت کی ہو اُس سے خُوش نہ ہو تو وہ اُس کا فِدیہ منظُور کرے پر اُسے یہ اِختیار نہ ہو گا کہ اُس کو کِسی اجنبی قَوم کے ہاتھ بیچے کیونکہ اُس نے اُس سے دغابازی کی ہے۔
اور اگر وہ اُس کی نِسبت اپنے بیٹے سے کر دے تو وہ اُس سے بیٹیوں کا سا سلُوک کرے۔
اگر وہ دُوسری عَورت کر لے اپنی پہلی والی کے کھانے, کپڑے اور شادی کے فرض میں قاصِر نہ ہو۔
اور اگر وہ یہ تینوں چیزیں فراہم نہ کرے تو وہ آزاد ہے، بغیر کوئی پیسے دیے چلی جائے۔

[76] انجیل المقدس کتاب خروج ۲۰: ۱ - ۲۶

اگر کوئی کِسی آدمی کو اَیسا مارے کہ وہ مَر جائے تو وہ بھی جان سے مارا جائے گا۔ 13پر اگر کوئی شخص نے جان بوجھ کر نہیں کیا ہو بلکہ خدا ہی نے اسے اس کے حوالے کردیا ہو تو خدا اسے ایسے حال میں ایک جگہ بتائے گا جہاں پر وہ بھاگ جائے گا۔
اگر کوئی جان بوجھ کر کسی کو مار ڈالے تو اس شخص کو میری قربان گاہ سے نکال دیا جائے اور اسے سزاء موت دی جائے
اور جو کوئی اپنے باپ یا اپنی ماں کو مارے اس کو بھی جان سے مار دیا جائے گا۔
اور جو کوئی کِسی آدمی کو اغوا کرے خواہ وہ اُسے بیچ ڈالے خواہ وہ اُس کے ہاں مِلے اس کی بھی سزا موت ہے۔
اور جو اپنے باپ یا اپنی ماں پر لَعنت کرے اس کی بھی سزا موت ہے۔
اور اگر دو شخص جھگڑیں اور ایک دُوسرے کو پتّھر یا مُکّا مارے مگر اس کی موت نہ ہو پر وہ بِستر پر آجائے۔
تو جب وہ اُٹھ کر اپنی لاٹھی کے سہارے باہر چلنے پِھرنے لگے تب وہ جِس نے مارا تھا بری ہو جائے اور فقط اُس کا ہرجانہ بھر دے اور اُس کا پُورا علاج کروا دے۔
اور اگر کوئی اپنے غُلام یا لَونڈی کو لاٹھی سے اَیسا مارے کہ وہ اُس کے ہاتھ سے مَر جائے تو اُسے ضرُور سزا دی جائے۔
لیکن اگر وہ ایک دو دِن کے بعد صحتیاب ہوجائے تو آقا کو سزا نہ دی جائے اِس لِئے کہ وہ غُلام اُس کا مال ہے۔
اگر لوگ آپس میں مارپیٹ کریں اور کِسی حامِلہ کو اَیسی چوٹ پُہنچائیں کہ اُسے اِسقاط ہو جائے پر اَور کوئی نُقصان نہ ہو تو اُس سے جِتنا جُرمانہ اُس کا شَوہر تجوِیز کرے لے جائے اور جِس طرح قاضی فَیصلہ کریں جُرمانہ بھر دے۔
لیکن اگر نُقصان ہو جائے تو تُو جان کے بدلے جان لے۔
اور آنکھ کے بدلے آنکھ۔ دانت کے بدلے دانت اور ہاتھ کے بدلے ہاتھ۔ پاؤں کے بدلے پاؤں۔
جلانے کے بدلے جلانا۔ زخم کے بدلے زخم دینا اور چوٹ کے بدلے چوٹ دینا ہے۔
اور اگر کوئی اپنے غُلام یا اپنی لَونڈی کی آنکھ پر اَیسا مارے کہ وہ پُھوٹ جائے تو وہ اُس کی آنکھ کے بدلے اُسے آزاد کر دے۔
اگر کوئی اپنے غُلام یا اپنی لَونڈی کا دانت پر مار کر توڑ دے تو وہ اُس کے دانت کے بدلے اُسے آزاد کر دے۔
اگر بَیل کِسی مَرد یا عَورت کو اَیسا سِینگ مارے کہ وہ مَر جائے تو وہ بَیل ضرُور سنگسار کِیا جائے اور اُس کا گوشت کھایا نہ جائے لیکن بَیل کا مالِک بے گُناہ ٹھہرے گا۔
پر اگر اُس بَیل کی پہلے سے سِینگ مارنے کی عادت تھی اور اُس کے مالِک کو بتا بھی دِیا گیا تھا تَو بھی اُس نے اُسے باندھ کر نہیں رکھّا اور اُس نے کِسی مَرد یا عَورت کو مار دِیا ہو تو بَیل کو سنگسار کِیا جائے اور اُس کے مالِک کو بھی موت کی سزا ملے گی۔
اور اگر اُس سے خُون بہا مانگا جائے تو اُسے اپنی جان کے فِدیہ میں جِتنا اُس کے لِئے جرمانا ٹھہرایا جائے اُتنا ہی دینا پڑے گا۔

خواہ اُس نے کِسی کے بیٹے کو مارا ہو یا بیٹی کو اِسی حُکم کے مُوافِق اُس کے ساتھ عمل کِیا جائے۔
اگر بَیل کِسی کے غُلام یا لَونڈی کو سِینگ سے مار ڈالے تو مالِک اُس غُلام یا لَونڈی کے مالِک کو تِیس مِثقال چاندی دے اور بَیل کو سنگسار کِیا جائے گا۔
اور اگر کوئی آدمی گڑھا کھولے یا کھودے اور اُس کا مُنہ نہ ڈھانپے اور کوئی بَیل یا گدھا اُس میں گِر جائے۔
تو گڑھے کا مالِک اِس کا نُقصان بھر دے اور اُن کے مالِک کو قیمت دے اور مَرے ہُوئے جانور کو خُود لے لے۔
اور اگر کِسی کا بَیل دُوسرے کے بَیل کو ایسی چوٹ پُہنچائے کہ وہ مَر جائے تو وہ جِیتے بَیل کو بیچیں اور اُس کا دام آدھا آدھا آپس میں بانٹ لیں اور اِس مَرے ہُوئے بَیل کو بھی ایسے ہی بانٹ لیں۔
اور اگر معلُوم ہو جائے کہ اُس بَیل کی پہلے سے سِینگ مارنے کی عادت تھی اور اُس کے مالِک نے اُسے باندھ کر نہیں رکھا تھا تو اُسے مرے ہوئے بَیل کے بدلے بَیل دینا ہو گا اور وہ مَرا ہُوا جانور اُس کا ہو گا۔[77]

باب ۲۲
اگر کوئی آدمی بَیل یا بھیڑ چُرا لے اور اُسے ذبح کر دے یا بیچ ڈالے تو وہ ایک بَیل کے بدلے پانچ بَیل اور ایک بھیڑ کے بدلے چار بھیڑیں واپس کرلے۔
اگر چور گھر پر ڈاکا ڈالتے ہوے پکڑا جائے اور اُس پر ایسی مار پڑے کہ وہ مَر جائے تو اُس کے خُون کا کوئی حرجانا نہیں ہے۔
اگر سُورج نِکل چُکے تو چور کا خُون جُرم ہو گا۔ جو کوئی چوری کرے اسے نُقصان بھرنا پڑے گا اور اگر اُس کے پاس کُچھ نہ ہو تو اپنے آپ کو بیچ ڈالے تاکہ چوری کی رقم ادا کر سکے۔
اگر چوری کا مال اُس کے پاس جِیتا مِلے خواہ وہ بَیل ہو یا گدھا یا بھیڑ تو وہ اُس کا جرمانا دوگنا ہوگا۔
اگر کوئی آدمی کِسی کھیت یا تاکستان کو کھلوا دے اور اپنے جانور کو چھوڑ دے کہ وہ دُوسرے کے کھیت کو چَر لے تو اپنے کھیت یا تاکستان کی اچھّی سے اچھّی پیداوار میں سے اُس کا مُعاوضہ دے۔
اگر آگ بھڑکے اور کانٹوں میں لگ جائے اور اناج کے ڈھیر یا کھڑی فصل یا کھیت کو جلا کر بھسم کر دے تو جِس نے آگ جلائی ہو وہ ضرُور مُعاوضہ دے۔

[77] انجیل المقدس کتاب خروج ۲۱: ۱-۳۶

اگر کوئی اپنے ہمسایہ کو نقد یا جِنس رکھنے کو دے اور وہ اُس شخص کے گھر سے چوری ہو جائے تو اگر چور پکڑا جائے تو دُونا اُس کو بھرنا پڑے گا۔

پر اگر چور پکڑا نہ جائے تو اُس گھر کا مالِک خُدا کے آگے لایا جائے تاکہ معلُوم ہو جائے کہ اُس نے اپنے ہمسایہ کے مال کو ہاتھ لگایا ہے یا نہیں۔

ہر قِسم کی خِیانت کے مُعاملہ میں خواہ بَیل کا خواہ گدھے یا بھیڑ یا کپڑے یا کِسی اَور کھوئی ہُوئی چِیز کا ہو جِس کی نِسبت کوئی بول اُٹھے کہ وہ چِیز اس کی ہے تو فریقین کا مُقدّمہ خُدا کے حضُور لایا جائے اور جِسے خُدا مُجرم ٹھہرائے وہ اپنے ہمسایہ کو دُونا بھر دے۔

اگر کوئی اپنے ہمسایہ کے پاس گدھا یا بَیل یا بھیڑ یا کوئی اَور جانور امانت کے طور پر رکھّے اور وہ بغَیر کِسی کے دیکھے وہ مَر جائے یا چوٹ کھائے یا اٹھا لیا جائے۔

تو اُن دونوں کے درمیان خُداوند کی قَسم ہو کہ اُس نے اپنے ہمسایہ کے مال کو ہاتھ نہیں لگایا اور مالِک اِسے سچ مانے اور دُوسرا اُس کا مُعاوضہ نہ دے۔

پر اگر وہ اُس کے پاس سے چوری ہو جائے تو وہ اُس کے مالِک کو مُعاوضہ دے۔

اور اگر اُس کو کِسی دِرندے نے پھاڑ ڈالا ہو تو وہ اُس کو گواہی کے طَور پیش کر دے اور پھاڑے ہُوئے کا نُقصان نہ بھرے۔

اگر کوئی شخص اپنے ہمسایہ سے کوئی جانور عارضی طور پر اور وہ زخمی ہو جائے یا مَر جائے اور مالِک وہاں مَوجُود نہ ہو تو وہ ضرُور اُس کا مُعاوضہ دے۔

پر اگر مالِک ساتھ ہو تو اُس کا نُقصان نہ بھرے اور اگر کرایہ کی ہُوئی چِیز ہو تو اُس کا نُقصان اُس کے کرایہ میں آجائے گا۔

اگر کوئی آدمی کِسی کُنواری کو جِس کی نِسبت نہ ہُوئی ہو پُھسلا کر اُس سے مُباشرت کرے تو وہ ضرُور ہی اُسے مَہر دے کر اُس سے بیاہ کرے۔

لیکن اگر اُس کا باپ ہرگِز راضی نہ ہو کہ اُس لڑکی کو اُسے دے تو وہ کُنوارِیوں کے مَہر کے مُوافِق اُسے نقدی دے۔

جادوگرنیوں کو جِینے کی اجازت نہ دینا۔

جو کوئی کِسی جانور سے مُباشرت کرے وہ قطعی جان سے مارا جائے گا۔

جو کوئی واحد خُداوند کو چھوڑ کر کِسی اَور معبُود کے آگے قُربانی چڑھائے وہ بالکل نیست و نابود کر دیا جائے گا

اور تم مُسافِر کو نہ ستانا نہ اُس پر سِتم کرنا اِس لِئے کہ تُم بھی مُلکِ مِصر میں مُسافِر تھے۔

تُم کِسی بیوہ یا یتِیم لڑکے کو دُکھ نہ دینا۔

اگر تُو اُن کو کِسی طرح سے دکھ دو گے اور وہ مُجھ سے فریاد کریں تو مَیں ضرُور اُن کی فریاد سُنوں گا۔
اور میرا قہر بھڑکے گا اور مَیں تُم کو تلوار سے مار ڈالُوں گا اور تُمہاری بیویاں بیوہ اور تُمہارے بچّے یتیم ہو جائیں گے۔
اگر تم میرے لوگوں میں سے کِسی مُحتاج کو جو تمہارے پاس رہتے ہیں کُچھ قرض دو تو اُس سے قرض خواہ کی طرح سلُوک نہ کرنا اور نہ اُس سے سُود لینا۔
اگر تُو کِسی وقت اپنے ہمسایہ کے کپڑے عہد کے طور پر لو تو سُورج کے ڈُوبنے تک اُس کو واپس کر دینا۔
کیونکہ فقط وُہی اُس کا ایک اوڑھنا ہے۔ اُس کے جِسم کا وُہی لِباس ہے۔ پِھر وہ کیا اوڑھ کر سوئے گا؟ پس جب وہ فریاد کرے گا تو مَیں اُس کی سُنوں گا کیونکہ مَیں مہربان ہُوں۔
تُو خُدا کو نہ کوسنا اور نہ اپنی قَوم کے سردار پر لَعنت بھیجنا۔
تُو اپنی کثیر پَیداوار اور اپنے کولُھو کے رس میں سے مُجھے نذر و نیاز دینے میں دیر نہ کرنا اور اپنے بیٹوں میں سے پہلوٹھے کو مُجھے دے دینا۔
اپنی گایوں اور بھیڑوں سے بھی اَیسا ہی کرنا۔ سات دِن تک تو بچّہ اپنی ماں کے ساتھ رہے۔ آٹھویں دِن تم اُسے مُجھ کو دے دینا۔
اور تُم میرے لِئے پاک آدمی ہونا۔ اِسی سبب سے دِرندوں کے پھاڑے ہُوئے جانور کا گوشت جو مَیدان میں پڑا ہُوا مِلے مت کھانا۔ تُم اُسے کُتّوں کے آگے پھینک دینا۔[78]

باب ۲۳

تم جُھوٹی بات نہ پھَیلانا اور ناراست گواہ ہونے کے لِئے شرِیروں کا ساتھ نہ دینا۔
بُرائی کرنے کے لِئے کِسی بھیڑ کی پیَروی نہ کرنا اور نہ کِسی مُقدّمہ میں اِنصاف کا خُون کرانے کے لِئے بھیڑ کے ساتھ ہو جانا۔
اور نہ مُقدّمہ میں کنگال کی طرف داری کرنا۔
اگر تمہارے دُشمن کا بَیل یا گدھا تمہیں بھٹکتا ہُوا مِلے تو تم ضرُور اُسے اُس کے پاس لوٹا دینا۔
اگر تم اپنے غریب دُشمن کے گدھے کو بوجھ کے نیچے دبا ہُوا دیکھے اور اُس کی مدد کرنے کو جی بھی نہ چاہتا ہو تو بھی ضرُور اُسے مدد دینا۔

[78] انجیل المقدس کتاب خروج ۲۱: ۱ - ۳۱

تُو اپنے کنگال لوگوں کے مُقدّمہ میں اِنصاف کا خُون نہ کرنا۔
جُھوٹے مُعاملہ سے دُور رہنا اور بے گُناہوں اور صادقوں کو قتل نہ کرنا کیونکہ مَیں شریر اور قصوروا روں کو نہیں بخشوں گا۔
تُو رِشوت نہ لینا کیونکہ رِشوت بِیناؤں کو اندھا کر دیتی ہے اور صادِقوں کی باتوں کو پلٹ دیتی ہے۔
اور پردیسی پر ظُلم نہ کرنا کیونکہ تُم پردیسی کے دِل کو جانتے ہو اِس لِئے کہ تُم خُود بھی مُلکِ مِصرؔ میں پردیسی تھے۔
اور چھ برس تک تم اپنی زمین میں بونا اور اُس کا غلّہ جمع کرنا۔
پر ساتویں برس اُسے یُوں ہی چھوڑ دینا کہ پڑتی رہے تاکہ تمہاری قَوم کے مِسکِین اُسے کھائیں اور جو اُن سے بچے اُسے جنگل کے جانور چَر لیں۔ اپنے انگُور اور زَیتُون کے باغ سے بھی اَیسا ہی کرنا۔
چھ دِن تک اپنا کام کاج کرنا اور ساتویں دِن آرام کرنا تاکہ تمہارے بَیل اور گدھے کو بھی آرام مِلے اور تمہاری لَونڈی کا بیٹا اور پردیسی تازہ دَم ہو جائیں۔
اور تُم سب باتوں میں جو مَیں نے تُم سے کہی ہیں ہوشیار رہنا اور دُوسرے معبُودوں کا نام تک نہ لینا بلکہ وہ تمہارے مُنہ سے سُنائی بھی نہ دے۔
تم سال بھر میں تِین بار میرے لِئے عِید منانا۔
عِیدِ فطیر کو ماننا۔ اُس میں میرے حُکم کے مُطابِق ابیب مہینے کے مُقرّرہ وقت پر سات دِن تک بے خمیری روٹیاں کھانا (کیونکہ اُسی مہینے میں تم مِصرؔ سے نکلے تھے) اور کوئی میرے آگے خالی ہاتھ نہ آئے۔
اور جب تمہارے کھیت میں جِسے تم نے محنت سے بویا پہلا پَھل آئے تو فصل کاٹنے کی عِید ماننا۔
اور سال کے آخِر میں جب تُم اپنی محنت کا پَھل کھیت سے جمع کرے تو جمع کرنے کی عِید منانا۔
اور سال میں تین مرتبہ تُمہارے ہاں کے سب مَرد خُداوند خُدا کے آگے حاضِر ہُوا کریں۔
تم خمیری روٹی کے ساتھ میرے ذبیحہ کا خُون نہ چڑھانا اور جو جانور تہوار میں پیش کیا تھا اس کی چربی صبح تک باقی نہ رہنے دینا۔
تم اپنی زمین کے پہلے پَھلوں کا پہلا حِصّہ خُداوند کو اپنے خُدا کے گھر میں پیش کرنا۔
تم بچھڑے کو اُس کی ماں کے دُودھ میں نہ پکانا۔
دیکھو مَیں ایک فرِشتہ تمہارے آگے آگے بھیج رہا ہوں کہ راستہ میں تمہارا نگہبان ہو اور تمہیں اُس جگہ پُہنچا دے جِسے مَیں نے تیّار کِیا ہے۔

تُم اُس کے آگے ہوشیار رہنا اور اُس کی بات ماننا۔ اُسے ناراض نہ کرنا کیونکہ وہ تُمہاری خطا نہیں بخشیں گے اِس لِئے کہ میرا نام اُس میں رہتا ہے۔

پر اگر تم سچ مُچ ان کی بات مانو گے اور جو مَیں کہتا ہُوں وہ سب کرے تو مَیں تمہارے دُشمنوں کا دُشمن اور تمہارے مخالِفوں کا مخالِف ہُوں گا۔

اِس لِئے کہ میرا فرِشتہ تمہارے آگے آگے چلے گا اور تمہیں اموریوں اور حِتّیوں اور فرزّیوں اور کنعانیوں اور حوّیوں اور یبوسیوں میں پُہنچا دے گا اور مَیں اُن کا نام و نشان مٹا دونگا۔

تم اُن کے معبُودوں کو سجدہ نہ کرنا نہ اُن کی عِبادت کرنا نہ اُن جیسے کام کرنا بلکہ تم اُن کو بالکل اُلٹ دینا اور اُن کے سُتُونوں کے ٹُکڑے ٹُکڑے کر ڈالنا۔

اور تُم خُداوند اپنے خُدا کی عِبادت کرنا تب وہ تمہاری روٹی اور پانی پر برکت دے گا اور مَیں تمہاری بِیچ سے بیماری کو دُور کر دُوں گا۔

اور تمہارے مُلک میں نہ تو کِسی کے اِسقاط ہو گا اور نہ کوئی بانجھ رہے گی اور مَیں تمہاری عُمر پُوری کرُوں گا۔

مَیں اپنی ہیبت کو تمہارے آگے آگے بھیجُوں گا اور مَیں اُن سب لوگوں کو جِن کے پاس تم جاؤ گے شِکست دُوں گا اور مَیں اَیسا کرُوں گا کہ تمہارے سب دُشمن تمہارے آگے اپنی پُشت پھیر دیں گے اور بھاگ جائیں گے۔

مَیں تمہارے آگے زنبُوروں کو بھیجُوں گا جو حوّی اور کنعانی اور حِتّی کو تمہارے سامنے سے بھگا دیں گے۔

مَیں اُن کو ایک ہی سال میں تمہارے آگے سے دُور نہیں کرُوں گا تا نہ ہو کہ زمِین وِیران ہو جائے اور جنگلی دِرندے زِیادہ ہو کر تُمہیں ستانے لگیں۔

بلکہ مَیں تھوڑا تھوڑا کر کے اُن کو تمہارے سامنے سے دُور کرتا رہُوں گا جب تک تم شُمار میں بڑھ کر مُلک کے وارِث نہ بن جاؤ۔

مَیں بحرِ قُلزُم سے لے کر فِلستیوں کے سمُندر تک اور بیابان سے لے کر نہرِ فرات تک تمہاری حدّیں باندھُوں گا کیونکہ مَیں ان مُلک کے باشندوں کو تُمہارے ہاتھ میں کر دُوں گا اور تم اُن کو اپنے آگے سے نِکال دو گے۔

تم اُن سے یا اُن کے معبُودوں سے کوئی عہد نہ باندھنا۔

وہ تمہارے مُلک میں رہنے نہ پائیں ایسا نہ ہو کہ وہ تم سے میرے خِلاف گُناہ کروائیں کیونکہ اگر تم اُن کے معبُودوں کی عِبادت کرو گے تو یہ تمہارے لِئے ضرُور پھندا ہو جائے گا۔[79]

[79] انجیل المقدس کتاب خروج ۲۳: ۱ - ۳۳

باب ۲۴

اور پھر خدا نے مُوسیٰؔ سے کہا کہ تم ہارُونؔ اور ندَبؔ اور اَبیہوؔ اور بنی اِسرائیل کے ستر بزُرگوں کو لے کر خُداوند کے پاس اُوپر آؤ اور تُم دُور ہی سے سجدہ کرنا۔

اور مُوسیٰؔ اکیلا ہی خُداوند کے نزدِیک آئے اور دوسرے خدا کے نزدِیک نہ آئیں اور وہ موسیٰ کے ساتھ اُوپر نہ چڑھیں۔

اور مُوسیٰؔ نے لوگوں کے پاس جا کر خُداوند کی سب باتیں اور احکام اُن کو بتا دیے اور سب لوگوں نے ہم آواز ہو کر جواب دِیا کہ جِتنی باتیں خُداوند نے فرمائی ہیں ہم اُن سب کو مانیں گے۔

اور مُوسیٰؔ نے خُداوند کی سب باتیں لِکھ لیں اور صُبح سویرے اُٹھ کر پہاڑ کے نِیچے ایک قُربان گاہ بنائی اور بنی اِسرائیل کے بارہ قَبیلوں کے حساب سے بارہ سُتُون بنائے۔

اور اُس نے بنی اِسرائیل کے جوانوں کو بھیجا جِنہوں نے سوختنی قُربانیاں چڑھائیں اور بَیلوں کو ذبح کر کے رفاقت کے ذِبیحے خُداوند کو پیش کیے۔

اور مُوسیٰؔ نے آدھا خُون لے کر پیالوں میں رکھّا اور آدھا قُربان گاہ پر چھڑک دِیا۔

پِھر انہوں نے عہد نامہ لیا اور لوگوں کو پڑھ کر سُنایا۔ اُنہوں نے کہا کہ جو کُچھ خُداوند نے فرمایا ہے ان سب کو ہم کریں گے اور تابِع رہیں گے[80]۔

خُداوند کے ساتھ چوتھا عہد نمایاں طور پر مزید قوانین اور ہدایات کے ساتھ مفصل تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انسانیت کی ضروریات بدل چکی تھیں اور اس کے معاملات کو چلانے کے لیے مزید پیچیدہ قوانین کی ضرورت تھی۔ جب پہلا عہد نازل ہوا تو صرف آدم اور حوا تھے اور جب دوسرا عہد قائم ہوا تو نوح (علیہ السلام) اور ان کے خاندان کے سوا کوئی نہیں تھا جو کشتی میں ان کے ساتھ تھے۔

اور تیسرے عہد کے قیام پر عہد میں ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کے خاندان (علیہم السلام) اور ان کے ساتھیوں کے علاوہ کوئی شامل نہیں تھا، لیکن اس زمانے میں موسیٰ (علیہ السلام) اور چھ لاکھ بنی اسرائیل موجود تھے، اس لیے یقیناً زیادہ پیچیدہ قوانین اور احکام کی ضرورت تھی۔

[80] انجیل المقدس کتاب خروج ۲۴: ۱ - ۷

ہر عہد زمین سے جڑا ہوا تھا۔ آدم کے عہد میں خدا نے آدم (علیہ السلام) کو باغ عدن (جدید عراق میں) دیا۔ دوسرے عہد میں خدا نے نوح (علیہ السلام) کو پوری زمین عطا کی۔ تیسرے عہد میں خدا نے ابراہیم (علیہ السلام) کو دریائے نیل سے فرات تک وعدہ کی ہوئی زمین دی۔
چنانچہ چوتھے عہد میں خدا نے موسیٰ (علیہ السلام) کو بحیرہ احمر سے لے کر بحیرہ روم تک اور صحرا سے دریائے فرات تک دیا ہے۔ خدا موسیٰ (علیہ السلام) کو بہت سی دوسری چیزوں کے ساتھ بھی ہدایت کرتا ہے، جیسے کہ اپنی قوم کو سبت یا ہفتہ کے دن کام کرنے سے منع کرنا۔

یہ خدا کے ساتھ موسیٰ کے عہد کی نشانی تھی، اس سے پہلے کسی دوسری قوم نے ہفتے میں ایک دن کام سے گریز نہ کیا تھا اور آرام نہ کیا تھا۔ پچھلے عہدوں کے بہت سے دوسرے حصوں کی تصدیق موسوی عہد میں کی گئی تھی۔ ان میں سے ایک ختنہ ہے۔

ایک اور دلچسپ نقتہ جو ہم بتانا چاہیں گے وہ یہ ہے کہ قرآن میں یہ کہا گیا ہے۔

اور جب پروردگار نے چند باتوں میں ابراہیم کی آزمائش کی تو وہ ان میں پورے اترے۔ خدا نے کہا کہ میں تم کو لوگوں کا پیشوا بناؤں گا۔ انہوں نے کہا کہ (پروردگار) میری اولاد میں سے بھی (پیشوا بنائیو) ۔ خدا نے فرمایا کہ ہمارا اقرار ظالموں کے لیے نہیں ہوا کرتا۔[81]

تو یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ خدا کے عہد میں ظالم یا قابیل کی اولاد شامل نہیں ہے۔ قابیل یا شیطان کے بچے خدا کی طرف سے کسی بھی طرح، کسی شکل یا صورت میں محفوظ نہیں ہیں۔
خدا نے اسے جائز سمجھا یہاں تک کہ ان کا خاتمہ کر دیا جائے۔ انجیل میں یہ کتاب خروج میں بیان ہے:

[81] القرآن الحکیم سورہ بقرہ آیت ۱۲۴

وقت گزرتا گیا اور جب مُوسیٰؑ بڑے ہوئے تو اپنے لوگوں کو دیکھنے گئے اور اُن کی مشقّتوں پر ان کی نظر پڑی اور انہوں نے دیکھا کہ ایک مِصری اُس کے ایک عِبرانی بھائی کو مار رہا ہے۔

پِھر انہوں نے اِدھر اُدھر نِگاہ کی اور جب دیکھا کہ وہاں کوئی دُوسرا آدمی نہیں ہے تو اُس مِصری کو جان سے مار کر اُسے ریت میں چِھپا دِیا۔

دوسرے دن موسیٰ جب وہاں پر واپس گئے تو دیکھا کہ دو عِبرانی آپس میں مارپیٹ کر رہے ہیں۔ تب انہوں نے اُسے جِس کا قصُور تھا کہا کہ تُم اپنے ساتھی کو کیوں مار رہے ہو؟

اُس نے کہا تُمہیں کِس نے ہم پر حاکِم یا مُنصِف مُقرّر کیا؟ کیا جِس طرح تُم نے اُس مِصری کو مار ڈالا مُجھے بھی مار ڈالنا چاہتے ہو؟

تب مُوسیٰؑ یہ سوچ کر ڈر گئے کہ بلاشک یہ بھید فاش ہو گیا ہے۔

جب فِرعونؔ نے یہ سُنا تو چاہا کہ مُوسیٰؑ کو قتل کردے پر مُوسیٰؑ فِرعونؔ کے حضُور سے بھاگ کر مُلکِ مِدیآن میں جا بسے۔ وہاں وہ ایک کُنوئیں کے نزدِیک بیٹھ گئے۔[82]

قرآن میں ارشاد ہے:

اور وہ ایسے وقت شہر میں داخل ہوئے کہ وہاں کے باشندے بے خبر ہو رہے تھے تو دیکھا کہ وہاں دو شخص لڑ رہے تھے ایک تو موسٰی کی قوم کا ہے اور دوسرا اُن کے دشمنوں میں سے تو جو شخص اُن کی قوم میں سے تھا اس نے دوسرے شخص کے مقابلے میں جو موسٰی کے دشمنوں میں سے تھا مدد طلب کی تو اُنہوں نے اس کو مکا مارا اور اس کا کام تمام کر دیا کہنے لگے کہ یہ عمل تو شیطان کا ہے بیشک وہ (انسان کا) دشمن اور صریح بہکانے والا ہے۔[83]

"عمل" یا "کام" کے جملے قرآن میں متعدد مواقع پر استعمال کیے گئے ہیں، ایک بدکار شخص کو بیان کرنے کے لیے۔ اس مصری کے موقع پر جسے موسیٰ نے قتل کیا، مصری کو شیطان کا "عمل" یا "کام" قرار دیا گیا۔ نوح (علیہ السلام) کے بیٹے کے لحاظ سے، اسے ایک "غیر صالح عمل" یا "غیر راست کام" کے طور پر بیان کیا گیا تھا۔ برے اعمال اور کام صرف شیطان اور اس کی نسل

[82] انجیل المقدس کتاب خروج ۲: ۱۱-۱۵

[83] القرآن الحکیم سورہ قصص آیت ۱۵

سے ہوتے ہیں۔ لہٰذا، ہم دیکھ سکتے ہیں کہ "غیر راست کام" یا "شیطان کے کام" کے لحاظ سے یہ دونوں اصطلاحات ایسے لوگوں کو بیان کرتی ہیں جو شیطان اور قابیل کی اولاد میں سے ہیں۔

دونوں صورتوں میں ان کا خاتمہ اخلاقی طور پر جائز ہے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جا سکے کہ اچھائی کا غلبہ ہو اور برائی کو روکا جائے۔ خدا نے نوح (علیہ السلام) سے کہا کہ ایک کو سیلاب میں مرنے کے لیے چھوڑ دو اور موسیٰ (علیہ السلام) نے یہ کہہ کر اپنے اعمال کا جواز پیش کیا کہ یہ شیطان کا بیٹا ہے۔

یہ بتانا ضروری ہے کیونکہ یہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ یہ عہد نامے اور دوسرے مستقبل میں آنے والے عہد نامے کیوں غیر مومنین کے خاتمے، تشدد اور لوٹ مار کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اس لیے کہ جو کافر اپنے کفر پر قائم ہیں وہ اس عہد کا حصہ نہیں ہیں بلکہ شیطان کے کام یا اعمال یا بیج / بچے ہیں۔

اسی وجہ سے آپ کو تورات، انجیل اور قرآن میں غیر اسرائیلیوں کے قتل و غارت سے متعلق بہت سی آیات ملیں گی، حالانکہ بعض اوقات اس میں عورتیں اور بچے بھی شامل تھے۔ مثال کے طور پر ساؤل کی کہانی لے لو، خدا کہتا ہے:

اور سموئیل نے ساؤُل سے کہا کہ خُداوند نے مُجھے بھیجا ہے کہ مَیں تمہیں مس کردوں تاکہ تم اُس کی قَوم اِسرائیلؔ کے بادشاہ ہو۔ سو اب تم خُداوند کی باتیں سُنو۔

ربُّ الافواج یُوں فرماتا ہے کہ مُجھے اِس کا خیال ہے کہ عمالیق نے اِسرائیلؔ سے کیا کیا اور جب یہ مِصرؔ سے نِکل آئے تو وہ راہ میں اُن کے مُخالِف ہو کر آئے۔

سو اب تم جاؤ اور عمالیق پر حملہ کردو اور جو کُچھ اُن کا ہے سب کو بِالکُل نابُود کردو اور اُن پر رحم مت کر بلکہ مَرد اور عَورت۔ ننّھے بچّے اور شِیر خوار۔ گائے بَیل اور بھیڑ بکریاں۔ اُونٹ اور گدھے سب کو قتل کر ڈالو۔[84]

بچوں اور نوزائیدہوں نے کیا گناہ یا جرم کیا ہو گا سوائے اس کے کہ وہ شیطان کی اولاد ہیں جو مزید برائی، افراتفری اور تباہی پھیلانے کے لیے تیار ہیں؟ خُدا یوشع کو بھی اسی طرح کے احکام دیتا ہے۔ یوشع کی کتاب میں ہے کہ:

[84] انجیل المقدس کتاب صموئیل الاول ۱۵ : ۱-۳

اور ساتویں بار اَیسا ہُوَا کہ جب پادریوں نے نرسِنگے پُھونکے تو یوشع نے لوگوں سے للکار کر کہا للکارو ! کیونکہ خُداوند نے یہ شہر تُم کو دے دِیا ہے۔

اور وہ شہر اور جو کُچھ اُس میں ہے سب خُداوند کی خاطِر نیست ہو گا۔ فقط عورت راحب اور جِتنے اُس کے ساتھ اُس کے گھر میں ہوں وہ سب بچ جائیں گے۔ اِس لِئے کہ اُس نے اُن قاصِدوں کو جِن کو ہم نے بھیجا چھپا رکھّا تھا۔ باقی سب جو بھی شہر میں ہے ان سب کو مار ڈالنا.

اور تُم بہر حال اپنے آپ کو مخصُوص کی ہُوئی چیزوں سے بچائے رکھنا۔ اَیسا نہ ہو کہ اُن کو مخصُوص کرنے کے بعد تُم کِسی مخصُوص کی ہُوئی چِیز کو لو تو خدا اسرائیل کو تباہ کردیگا اور یہ سب تمہارا قصور ہوگا ۔

لیکن سب چاندی اور سونا اور وہ برتن جو پیتل اور لوہے کے ہوں خُداوند کے لِئے مُقدّس ہیں۔ سو وہ خُداوند کے خزانہ میں داخِل کِئے جائیں۔

پس لوگوں نے للکارا اور جب کاہِنوں نے نرسِنگے پُھونکے اور اَیسا ہُوَا کہ جب لوگوں نے نرسِنگے کی آواز سُنی تو اُنہوں نے بُلند آواز سے للکارا اور جیریکو کی دِیوار بِالکُل گِر پڑی اور لوگوں میں سے ہر ایک آدمی اپنے سامنے سے چڑھ کر شہر میں گھس کے اور اُنہوں نے اُس پر قبضہ کر لیا۔

اور اُنہوں نے اُن سب کو جو شہر میں تھے کیا مَرد کیا عَورت کیا جوان کیا بوڑھے کیا بَیل کیا بھیڑ کیا گدھے سب کو تلوار کی دھار سے بِالکُل نیست کر دِیا۔[85]

اس کی مثالیں انجیل میں بہت ہیں۔ قرآن میں ہم دیکھتے ہیں کہ عبد الصالح موسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ کیسے تھے اور سورۃ الکہف میں ہے کہ کسی بچے کو اس کی اپنی کسی گناہ کی وجہ سے نہیں مارا جاتا جو اس نے ابھی تک نہ کیا ہو، بلکہ صرف اس لیے کہ وہ بدکردار تھا اور بڑا ہو کر ظالم بن جاتا، یا شیطان کی نسل سے تھا- یاد رکھیں کہ عبد الصالح زمین پر خدا کے جانشین تھے جو وہ دیکھنے کی صلاحیت رکھتے تھے جو موسیٰ علیہ السلام ابھی وہ صلاحیت موجود نہیں تھی. قرآن میں ارشاد ہے:

پھر دونوں چلے۔ یہاں تک کہ (رستے میں) ایک لڑکا ملا تو (عبد الصالح نے) اُسے مار ڈالا۔ (موسیٰ نے) کہا کہ آپ نے ایک بے گناہ شخص کو ناحق بغیر قصاص کے مار ڈالا۔ (یہ تو) آپ نے بری بات کی, (عبد الصالح نے) کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تم سے

[85] انجیل المقدس کتاب یوشع ٦:١٦-٢٢

میرے ساتھ صبر نہیں کرسکو گے, انہوں نے کہا کہ اگر میں اس کے بعد (پھر) کوئی بات پوچھوں (یعنی اعتراض کروں) تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیئے گا کہ آپ میری طرف سے عذر (کے قبول کرنے میں غایت) کو پہنچ گئے۔[86]

یہاں تک کہ یہ کہا:

اور وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ دونوں مومن تھے ہمیں اندیشہ ہوا کہ (وہ بڑا ہو کر بدکردار ہوتا کہیں) ان کو سرکشی اور کفر میں نہ پھنسا دے, تو ہم نے چاہا کہ ان کا پروردگار اس کی جگہ ان کو اور (بچّہ) عطا فرمائے جو پاک طینتی میں اور محبت میں اس سے بہتر ہو۔

تو صاف ظاہر ہے کہ لڑکے نے ابھی تک کوئی گناہ نہیں کیا تھا، لیکن یقینی طور پر وہ مستقبل میں کرتا کیونکہ وہ 'شیطان کا کام' تھا۔

یاد رہے کہ مومن کا خون بہانا پچھلے تمام مذاہب میں منع کیا گیا تھا کیونکہ مومن کا خون عہد نامے کے ذریعے محفوظ ہے۔ کافر کے خون کو محض کافر ہونے کی وجہ سے بہنے کے قابل قبول ہونے کا یہ خیال سب سے پہلے اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب خدا نے نوح (علیہ السلام) کو حکم دیا کہ وہ اپنے بیٹے کو چھوڑ دیں۔ لیکن حقیقت میں یہ موسوی عہد نامے تک کبھی بھی قانون کے طور پر عمل میں نہیں آیا۔ یہ شاید موسوی عہد میں سب سے اہم اضافوں میں سے ایک ہے۔ شیطان اور اس کے بچوں کے خون کی منظوری، جنہوں نے ہمیشہ آدم اور اس کی اولاد کا خون بہانے کا عزم کیا۔

آئیے واضح طور پر سنیں:
ہم کافروں کے خون بہانے کی تجویز نہیں کر رہے ہیں- ہم صرف یہ بیان کر رہے ہیں کہ انجیل اور قرآن میں واقعات کی بنیاد پر ماضی کے معاہدوں کے تحت کیا ہوا تھا۔

[86] القرآن الحکیم سورہ الکہف آیت ۷۴-۷۶

واضح طور پر، ان الٰہی مداخلتوں، یا پیشگوئیوں کے لیے پیش کردہ استدلال، برائی اور خرابی کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے تھا، شیطان کے ناقابل تلافی بیجوں کو ختم کرکے۔ بلاشبہ، صرف خدا اور اس کا نائب ہی برائی اور بدعنوانی کی جڑوں کو ختم کرنے کے لیے پہلے سے کام کرنے کا علم رکھنے کے قابل تھے۔

یہاں ہم "پریایمپشن کے نظریے" کی ابتداء کو واضح طور پر دیکھتے ہیں جہاں ایک اعلی اخلاقی قانون اور نتیجہ ایک ادنی کو ہٹا دیتا ہے۔ ہم دیکھیں گے کہ یہ بعد کے عہدناموں میں کیسے ترقی کرتا ہے جب کہ انسانیت کا شعور اور روحانی فہم تیار ہوتا ہے۔

خُدا کی ایک اور مثال پیشگی طور پر اُن بچوں کو ختم کرنے کا ہے, جنہوں نے ابھی تک گناہ نہیں کیا تھا سوائے اس کے کہ وہ شیطان کے بچے تھے جو قدرتی طور پر بڑے ہو کر برائی اور گناہ کرتے۔

موسی (علیہ السلام) کے زمانے میں مصریوں پر عذاب آیا۔ اسے عام طور پر پہلوٹھے کی موت کے نام سے جانا جاتا ہے۔ انجیل میں لکھا ہے:

اور مُوسیٰؔ نے کہا کہ خُداوندیُوں فرماتا ہے کہ مَیں آدھی رات کو نِکل کر مِصرؔ کے بِیچ میں جاؤُں گا۔ اور مُلکِ مِصرؔ کے سب پہلَوٹھے فِرعونؔ جو تخت پر بَیٹھا ہے اُس کے پہلَوٹھے سے لے کر وہ لَونڈی جو چکّی پیستی ہے اُس کے پہلَوٹھے تک اور سب چَوپایوں کے پہلَوٹھے مَر جائیں گے۔[87]

یہاں کچھ دوسری آیات ہیں جہاں خدا نے بچوں اور نوزائیدہ بچوں کے قتل کی اجازت دی ہے۔

یسعیاہ ۱۳:۱٦: اور اُن کے بال بچّے اُن کی آنکھوں کے سامنے پارہ پارہ ہوں گے۔ اُن کے گھر لُوٹے جائیں گے اور اُن کی عَورتوں کی بے حُرمتی ہوگی۔[88]

ہوسیع ۱۳:۱٦: سامرؔیہ اپنے جُرم کی سزا پائے گی کیونکہ اُس نے اپنے خُدا سے بغاوت کی ہے۔ وہ تلوار سے گِر جائیں گے۔ اُن

[87] انجیل المقدس کتاب خروج ۱۱:۴-۵

[88] انجیل المقدس یسعیاہ ۱۳:۱٦

کے بچّے پارہ پارہ ہوں گے اور باردار عَورتوں کے پیٹ چاک کِئے جائیں گے۔[89]

سلاطین دوم ۱۶:۱۵: پِھر مناحِم نے تِرضہ سے جا کر تِفسح کو اور اُن سبھوں کو جو وہاں تھے اور اُس کی حدُود کو مارا اور مارنے کا سبب یہ تھا کہ اُنہوں نے اُس کے لِئے پھاٹک نہیں کھولی تھی اور اُس نے وہاں کی سب حامِلہ عَورتوں کو چِیر ڈالا۔[90]

گنتی ۱۷:۳۱:۳۱: اِس لِئے اِن بچّوں میں جِتنے لڑکے ہیں سب کو مار ڈالو اور جِتنی عَورتیں مَرد کا مُنہ دیکھ چُکی ہیں اُن کو قتل کر ڈالو۔[91]

ہم اب تک چند اہم نکات پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں:

۱. اگرچہ ہم نے اس باب میں کچھ نئے قوانین شامل کیے ہیں، پھر بھی تورات میں اور خاص طور پر احبار کی پوری کتاب میں اور بھی بہت سے قوانین درج ہیں۔
چوتھے عہد میں کتنے پیچیدہ اور کتنے بے شمار قوانین بن گئے۔ یہ معاملہ اس لئے تھا کیونکہ اب موسیٰ (علیہ السلام) مؤثر طریقے سے ریاست کے سربراہ بن گئے تھے، جنہوں نے نصف ملین سے زیادہ بنی اسرائیل کی قوم کی قیادت کی۔

اور ایک قوم کا وجود اور اس سے جڑے تمام ذاتی مسائل اور شکایات اور مسائل نے ایسے قوانین کی تشکیل کا مطالبہ کیا جو اس وقت معاشرے کو درپیش ہر مسئلے سے نمٹیں۔ آپ تورات کے تمام قوانین پڑھ سکتے ہیں۔

۲. ایک قوم کا وجود اور ایک قومی ریاست کا قیام لامحالہ پڑوسیوں کے ساتھ خطرات اور جنگوں کو جنم دیتا ہے۔ اگر خدا بنی اسرائیل کے ساتھ ہے تو اسرائیل کے دشمن خدا کے دشمن ہیں۔ اور فطری طور پر ایسے قوانین بنائے گئے جو بنی آدم کو قابیل کے بیٹوں سے مؤثر طریقے سے اپنا دفاع کرنے کی اجازت دیتے تھے۔

---

[89] انجیل المقدس ہوسیع ۱۶:۱۳

[90] انجیل المقدس سلاطین دوم ۱۶:۱۵

[91] انجیل المقدس گنتی ۱۷:۳۱

اس سے پہلے، پہلے تین معاہدوں میں، اچھائی ہمیشہ برائی سے بڑھ گئی تھی، اور اس کے پاس اپنے دفاع کے لیے وسائل یا صلاحیت کبھی نہیں تھی۔
اس عہدنامے میں بنی آدم کو پہلی بار شیطان اور قابیل کے بیٹوں کے خلاف اپنا دفاع کرنے کا نادر موقع ملا ہے۔ اس لیے بنی اسرائیل کو شیطان اور قابیل کی نسل کے ہر مرد، عورت اور بچے کو ختم کرنے کی اجازت دی گئی۔

۳. بہت سی پابندیاں وجود میں آئیں جو پہلے تین عہدناموں میں موجود نہیں تھیں۔ وہ قوانین جو شادی، زنا، شادی سے باہر جنسی ملاپ اور ہم جنس پرستی سے متعلق تھے، بنیادی طور پر معاشرے میں ہم آہنگی اور اتحاد کے تحفظ کے لیے عمل میں آئے۔ لہٰذا اگر کوئی کسی کی بیوی کو لے جائے تو اسے سزا دی جائے گی, کیونکہ اس سے ہم آہنگی متاثر ہوگی۔
معاشرے میں اگرچہ پہلے کوئی واضح قانون نہیں تھا جو منع کرتا ہو، مثال کے طور پر، شادی سے باہر جنسی ملاپ، بلکہ شادی سے متعلق کوئی قانون ہی نہیں تھا، اس کے باوجود، مردوں اور عورتوں اور پڑوسیوں کے درمیان ایسے معاہدے اور سمجھوتہ ہوتا, جن کو وہ قابل قبول یا ناقابل قبول سمجھتے تھے۔ اور بنی اسرائیل نے اسے ناقابل قبول پایا کہ عورت اپنے ساتھ لے جانے والے مرد کے علاوہ کسی اور کے ساتھ سوئے، اور اس طرح اسے موسوی قوانین میں اپنایا گیا۔

بنی اسرائیل کو یہ بھی قابل قبول معلوم ہوا کہ ایک آدمی اتنی بیویاں لے سکتا ہے جتنی اس کی استطاعت ہے اس کو موسیٰ نے اختیار کیا اور اسے قانون بنایا۔ اور جیسا کہ غذائی پابندیوں اور ہر چیز کے ساتھ:

بنی اسرائیل کے لیے (تورات کے نازل ہونے سے) پہلے کھانے کی تمام چیزیں حلال تھیں بجز ان کے جو اسرائیل نے خود اپنے اوپر حرام کر لی تھیں کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو تورات لاؤ اور اسے پڑھو (یعنی دلیل پیش کرو).[92]

اس بحث کے سلسلے میں یہ شاید سب سے اہم قرآنی آیات میں سے ایک ہے کیونکہ یہ ظاہر کرتی ہے کہ تورات (چوتھے عہد) سے پہلے سب کچھ بنی اسرائیل کے لیے حلال (جائز) تھا۔ اور یہ وہ پابندیاں تھیں جو اسرائیل نے اپنے اوپر لگائی تھیں جو بعد میں موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنا لی تھیں اور الٰہی قانون کے طور پر قائم کی۔ اور خدا ہمیں اس آیت میں بتاتا ہے کہ اگر آپ میری

[92] القرآن الحکیم سورہ آل عمران آیت ۹۳

بات پر یقین نہیں کرتے ہیں تو واپس جائیں اور تورات کا مطالعہ کریں اور پہلے عہد سے چوتھے تک قوانین کی ترقی کو دیکھیں اور خود دیکھیں۔

موسیٰ کے گزر جانے کے بعد، یوشع بن نون نے آس پاس کے شہروں اور قوموں کو فتح کیا، بنی قابیل میں سے بہت سے لوگوں کو ختم کر دیا اور ایک عظیم سلطنت قائم ہوئی، سلطنت اسرائیل۔ ساؤل اسرائیل کا پہلا بادشاہ بنا اور اسے خدا کی طرف سے حضرت سموئیل کے ذریعے مقرر کیا گیا۔ اور اس طرح اسرائیل کی بادشاہی واحد قوم بن گئی جس کے بادشاہوں کو خدا کی طرف سے مقرر کیا گیا۔ خدا کی بالادستی وہ نظام حکومت ہے جو ان کے پاس تھا اور اس طرح وہ خدا کے برگزیدہ لوگ تھے۔

اگرچہ بہت سے دوسرے حکمرانوں اور بادشاہوں نے خداؤں کی اولاد ہونے کا دعویٰ کیا یا خدا سے اپنی قانونی حیثیت حاصل کرنے کا دعویٰ کیا، لیکن اسرائیل وہ واحد مملکت تھی جس کے رہنما حقیقی معنوں میں خدا کی طرف سے تھے اور خدا کی طرف سے مقرر کئے گئے تھے اور اپنے ناموں کی مرضی کے مطابق ہونے کا ثبوت دے سکتے تھے۔ پچھلے انبیاء اور رسولوں میں سے، علم کا مظاہرہ کر سکتے تھے، اور خدا کی بالادستی کی طرف بلاتے تھے۔ بادشاہ داؤد اسرائیل کا دوسرا بادشاہ بنے۔ اور اب ہم کچھ دلچسپ چیزیں دیکھتے ہیں کیونکہ وہاں ایک ظاہری تضاد ہے۔ بادشاہ داوود بظاہر ریاست کے سربراہ کے طور پر موسوی قوانین میں سے ایک کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

اور اَیسا ہُوَا کہ دُوسرے سال جِس وقت بادشاہ جنگ کے لِئے نِکلتے ہیں داؤُد نے یوآب اور اُس کے ساتھ اپنے خادِموں اور سب اِسرائیلیوں کو بھیجا اور اُنہوں نے بنی عمُّون کو قتل کِیا اور ربّہ کو جا گھیرا پر داؤُد یروشلیم ہی میں رہے۔

اور شام کے وقت داؤُد اپنے پلنگ پر سے اُٹھ کر بادشاہی محلّ کی چھت پر ٹہلنے لگے اور چھت پر سے انہوں نے ایک عَورت کو دیکھا جو نہا رہی تھی اور وہ عَورت نہایت خُوبصُورت تھی۔

تب داؤُد نے لوگ بھیج کر اُس عَورت کا حال دریافت کِیا اور کِسی نے کہا کیا وہ اِلعام کی بیٹی بت سبع نہیں جو حِتّی اوریاہ کی بِیوی ہے؟

اور داؤُد نے لوگ بھیج کر اُسے بُلا لیا۔ وہ اُس کے پاس آئی اور اُس نے اُس سے صُحبت کی (کیونکہ وہ اپنی ناپاکی سے پاک ہو چُکی تھی)۔ پِھر وہ اپنے گھر کو چلی گئی۔

اور وہ عَورت حامِلہ ہو گئی۔ سو اُس نے داؤُد کے پاس خبر بھیجی کہ مَیں حامِلہ ہُوں۔

اور داؤد نے یوآب کو کہلا بھیجا کہ حِتّی اوریاہ کو میرے پاس بھیج دے۔ سو یوآب نے اوریاہ کو داؤد کے پاس بھیج دیا۔
اور جب اوریاہ آیا تو داؤد نے پُوچھا کہ یوآب کیسا ہے اور لوگوں کا کیا حال ہے اور جنگ کیسی ہو رہی ہے؟
پھر داؤد نے اوریاہ سے کہا کہ اپنے گھر جاؤ اور اپنے پاؤں دھو اور اوریاہ بادشاہ کے محلّ سے نِکلا اور بادشاہ کی طرف سے اُس کے پیچھے پیچھے ایک خوان بھیجا گیا۔
پر اوریاہ بادشاہ کے گھر کے آستانہ پر اپنے مالِک کے اور سب خادِموں کے ساتھ سوگیا اور اپنے گھر نہ گیا۔
اور جب اُنہوں نے داؤد کو یہ بتایا کہ اوریاہ اپنے گھر نہیں گیا تو داؤد نے اوریاہ سے کہا کیا تم سفر سے نہیں آئے ہو؟ پس تم اپنے گھر کیوں نہ گئے؟
اوریاہ نے داؤد سے کہا کہ صندُوق اور اِسرائیلؔ اور یہُوداہ جھونپڑیوں میں رہتے ہیں اور میرا مالِک یوآب اور میرے مالِک کے خادِم کُھلے مَیدان میں ڈیرے ڈالے ہُوئے ہیں تو کیا مَیں اپنے گھر جاؤں اور کھاؤں پیوں اور اپنی بیوی کے ساتھ سوؤں؟ تمہاری حیات اور تمہاری جان کی قَسم مُجھ سے یہ بات نہ ہو گی۔
پھر داؤد نے اوریاہ سے کہا کہ آج بھی تُم یہیں رہو۔ کل مَیں تمہیں روانہ کر دُوں گا۔ سو اوریاہ اُس دِن اور دُوسرے دِن بھی یروشلیِم میں رہے۔
اور جب داؤد نے اُسے بُلایا تو اُس نے ان کے حضُور کھایا پِیا اور اُس نے اُسے پِلا کر متوالا کیا اور شام کو وہ باہر جا کر اپنے مالِک کے اور خادِموں کے ساتھ اپنے بِستر پر سویا رہا پر اپنے گھر کو نہ گیا۔
صُبح کو داؤد نے یوآب کے لِئے ایک خَط لِکھا اور اُسے اوریاہ کے ہاتھ بھیجا۔
اور اُس نے خَط میں یہ لِکھا کہ اوریاہ کو گھمسان میں سب سے آگے رکھنا اور تُم اُس کے پاس سے ہٹ جانا تاکہ وہ مارا جائے اور جان بحق ہوجائے۔
اور یُوں ہُوا کہ جب یوآب نے اُس شہر کا مُلاحظہ کر لیا تو اُس نے اوریاہ کو اَیسی جگہ رکھّا جہاں پر بہادر مرد تھے۔
اور اُس شہر کے لوگ نِکلے اور یوآب سے لڑے اور وہاں داؤد کے خادِموں میں سے تھوڑے سے لوگ کام آئے اور حِتّی اوریاہ بھی مَر گیا۔
تب یوآب نے آدمی بھیج کر جنگ کا سب حال داؤد کو بتایا۔
اور اُس نے قاصِد کو تاکید کر دی کہ جب تم بادشاہ سے جنگ کا سب حال عرض کر چُکے۔

تب اگر اَیسا ہو کہ بادشاہ کو غُصّہ آجائے اور وہ تُجھ سے کہنے لگے کہ تُم لڑنے کو شہر کے اَیسے نزدِیک کیوں چلے گئے؟ کیا تُم نہیں جانتے تھے کہ وہ دِیوار پر سے تِیر ماریں گے؟

یرُبّست کے بیٹے اِبیملک کو کِس نے مارا؟ کیا ایک عَورت نے چکّی کا پاٹ دِیوار پر سے اُس کے اُوپر اَیسا نہیں پھینکا کہ وہ تبِیض میں مَر گیا؟ سو تُم شہر کی دِیوار کے نزدِیک کیوں گئے؟ تو پِھر تم کہنا کہ تمہارا خادِم حِتّی اورِیّاہ بھی مَر گیا ہے۔

سو وہ قاصِد چلا اور آکر جِس کام کے لِئے یوآب نے اُسے بھیجا تھا وہ سب داؤُد کو بتایا۔

اور اُس قاصِد نے داؤُد سے کہا کہ وہ لوگ ہم پر غالِب ہُوئے اور نِکل کر مَیدان میں ہمارے پاس آ گئے۔ پِھر ہم اُن کو رگیدتے ہُوئے پھاٹک کے مدخل تک لے گئے۔

تب تِیر اندازوں نے دِیوار پر سے آپ خادِموں پر تِیر چھوڑے۔ سو بادشاہ کے تھوڑے سے خادِم بھی مر گئے اور تمہارا خادِم حِتّی اورِیّاہ بھی مَر گیا۔

تب داؤُد نے قاصِد سے کہا کہ تم یوآب سے یُوں کہنا کہ تمہیں اِس بات سے ناخُوشی نہ ہو اِس لِئے کہ تلوار جَیسا ایک کو اُڑاتی ہے وَیسا ہی دُوسرے کو۔ سو تم شہر سے اور سخت جنگ کر کے اُسے ڈھا دے اور تم اُسے دَم دِلاسا دینا۔

جب اورِیّاہ کی بیوی نے سُنا کہ اُس کا شَوہر اورِیّاہ مَر گیا تو وہ اپنے شَوہر کے لِئے سوگ میں مبتلا ہوئی۔

اور جب سوگ کے دِن گُذر گئے تو داؤُد نے اُسے بُلوا کر اُس کو اپنے محلّ میں رکھّ لیا اور وہ اُس کی بیوی ہو گئی اور اُس سے اُس کے ایک لڑکا ہُوا پر اُس کام سے جِسے داؤُد نے کِیا تھا خُداوند ناراض ہُوا تھا۔[93]

ناتن نے داوود کو ٹوکا:

اور خُداوند نے ناتن کو داؤُد کے پاس بھیجا۔ اُس نے اُس کے پاس آکر اُس سے کہا کِسی شہر میں دو شخص تھے۔ ایک امِیر دُوسرا غرِیب۔

اُس امِیر کے پاس بُہت سے ریوڑ اور گلّے تھے۔

[93] انجیل المقدس, صموئیل دوم ۱۱: ۱-۲۷

پر اُس غرِیب کے پاس بھیڑ کی ایک پٹھیا کے سِوا کُچھ نہ تھا جِسے اُس نے خرِید کر پالا تھا اور وہ اُس کے اور اُس کے بال بچّوں کے ساتھ بڑھی ہوئی تھی۔ وہ اُسی کے نوالہ میں سے کھاتی اور اُس کے پِیالہ سے پیتی تھی اور اُس کی گود میں سوتی تھی اور اُس کے لِئے بطَور بیٹی جیسی تھی۔

اور اُس امِیر کے ہاں کوئی مُسافِر آیا۔ سو اُس نے اُس مُسافِر کے لِئے جو اُس کے ہاں آیا تھا پکانے کو اپنے ریوڑ اور گلّہ میں سے کُچھ نہ لیا بلکہ اُس غرِیب کی بھیڑ لے لی اور اُس شخص کے لِئے جو اُس کے ہاں آیا تھا اس کے لئے پکائی۔

تب داؤُد کا غضب اُس شخص پر بِشدّت بھڑکا اور اُس نے ناتن سے کہا کہ خُداوند کی حیات کی قَسم کہ وہ شخص جِس نے یہ کام کِیا واجِبُ القتل ہے۔

سو اُس شخص کو اُس بھیڑ کا چَوگُنا بھرنا پڑے گا کیونکہ اُس نے اَیسا کام کِیا اور اُسے ترس نہ آیا۔

تب ناتن نے داؤُد سے کہا کہ وہ شخص آپ ہی ہیں۔ خُداوند اِسرائیلؔ کا خُدا یُوں فرماتا ہے کہ مَیں نے تمہارے مَس کر کے اِسرائیلؔ کا بادشاہ بنایا اور مَیں نے تمہارے ساؤُل کے ہاتھ سے چُھڑایا۔

اور مَیں نے تمہارے آقا کا گھر تُجھے دِیا اور تیرے آقا کی بیویاں تیری گود میں کر دِیں اور اِسرائیلؔ اور یہُوداہ کا گھرانا تُجھ کو دِیا اور اگر یہ سب کُچھ تھوڑا تھا تو مَیں تمہیں اَور اَور چِیزیں بھی دیتا۔

سو تم نے کیوں خُداوند کی بات کی تحقِیر کر کے اُس کے حضُور بدی کی؟ تم نے حِتّی اورِیاؔہ کو تلوار سے مارا اور اُس کی بیوی لے لی تاکہ وہ تمہاری بیوی بنے اور اُس کو بنی عمُّون کی تلوار سے قتل کروایا۔

سو اب تمہارے گھر سے تلوار کبھی الگ نہ ہو گی کیونکہ تُو نے مُجھے حقِیر جانا اور حِتّی اورِیاؔہ کی بیوی لے لی تاکہ وہ تمہاری بیوی ہو۔

سو خُداوند یُوں فرماتا ہے کہ دیکھ مَیں شر کو تمہارے ہی گھر سے تمہارے خِلاف اُٹھاؤں گا اور مَیں تمہاری بیوِیوں کو لے کر تمہاری آنکھوں کے سامنے تمہارے ہمسایہ کو دُوں گا اور وہ دِن دہاڑے تمہاری بیوِیوں سے صُحبت کرے گا۔

کیونکہ تم نے تو چھپ کر یہ کِیا پر مَیں سارے اِسرائیلؔ کے رُوبرُو دِن دہاڑے یہ کرُوں گا۔

تب داؤُد نے ناتن سے کہا مَیں نے خُداوند کا گُناہ کِیا۔

ناتن نے داؤُد سے کہا کہ خُداوند نے بھی تمہارا گُناہ بخشا۔ تم نہیں مرو گے۔

تم بھی چُونکہ تم نے اِس کام سے خُداوند کے دُشمنوں کو کُفر بکنے کا بڑا مَوقع دِیا ہے اِس لِئے وہ لڑکا بھی جو تم سے پَیدا ہو گا مَر جائے گا۔[94]

[94] انجیل المقدس, صموئیل دوم, ۱۲: ۱-۱۴

اگرچہ یہ معاملہ خُداوند کو ناگوار گزرا اور خُدا داوؤد کے خلاف غضبناک تھا کہ اُوریاہ کو اِس طرح سے مار ڈالا، تب بھی خُدا نے داؤود کو معاف کر دیا اور بتسبع کو بالکل بھی قصور وار نہیں ٹھہرایا۔

اور اس نے داؤود اور بتسبع کو برکت دی اور داؤود کو بتسبع کے ساتھ اس کے بیٹے کی موت کی سزا دینے کے بعد ان کے لیے نیا بیٹا پیدا کیا اور انہوں نے اس کا نام سلیمان رکھا۔ اس کہانی کو سمجھنے کے لیے ہمیں چند باتوں کی طرف اشارہ کرنا چاہیے۔

سب سے پہلے، یہ تصور کہ یہ ایک بناوٹی کہانی تھی اور سچ نہیں تھی، جیسا کہ مسلمان عام طور پر دعویٰ کرتے ہیں، قرآن نے اس کی تردید کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں درج ذیل آیات میں فرمایا:

اس وقت وہ داؤد کے پاس آئے تو وہ ان سے گھبرا گئے انہوں نے کہا کہ خوف نہ کیجئے۔ ہم دونوں کا ایک مقدمہ ہے کہ ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے تو آپ ہم میں انصاف کا فیصلہ کر دیجئے اور بے انصافی نہ کیجئے گا اور ہم کو سیدھا رستہ دکھا دیجئے ۔ (کیفیت یہ ہے کہ) یہ میرا بھائی ہے اس کے (ہاں) ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے (پاس) ایک دُنبی ہے۔ یہ کہتا ہے کہ یہ بھی میرے حوالے کردے اور گفتگو میں مجھ پر زبردستی کرتا ہے ۔ انہوں نے کہا کہ یہ جو تمہاری دنبی مانگتا ہے کہ اپنی دنبیوں میں ملالے بے شک تجھ پر ظلم کر رہا ہے۔ اور اکثر شریک ایک دوسرے پر زیادتی ہی کیا کرتے ہیں۔ ہاں جو ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ اور داؤد نے خیال کیا کہ (اس واقعے سے) ہم نے ان کو آزمایا ہے تو انہوں نے اپنے پروردگار سے مغفرت مانگی اور جھک کر گر پڑے اور (خدا کی طرف) رجوع کیا۔ تو ہم نے ان کو بخش دیا۔ اور بے شک ان کے لئے ہمارے ہاں قرب اور عمدہ مقام ہے ۔ اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں بادشاہ بنایا ہے تو لوگوں میں انصاف کے فیصلے کیا کرو اور خواہش کی پیروی نہ کرنا کہ وہ تمہیں خدا کے رستے سے بھٹکا دے گی۔ جو لوگ خدا کے رستے سے بھٹکتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب (تیار) ہے کہ انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا ۔[95]

چنانچہ داوؤد اور ناتن کی کہانی اور بہت سی بھیڑیں رکھنے والے امیر آدمی اور غریب آدمی کی تمثیل دوبارہ قرآن میں دہرائی گئی ہے تاکہ داؤود اور بتسبع کے ساتھ جو کچھ ہوا اس کی کہانی سے کوئی انکار نہ کر سکے۔ داؤود کے ساتھ خدا کے مسائل یہ ہیں کہ داؤود نے اپنے مخلص بندوں میں سے ایک کو مار ڈالا، اور انہوں نے ان کی بیوی کو لے لیا حالانکہ ان کی خود بہت سی بیویاں

[95] القرآن الحکیم, سورہ ص, آیت ۲۲-۲۶

تھیں اور ان کے بندے کی صرف ایک ہی تھی اور آخر میں یہ کہ داؤد ظالم ہے کیونکہ انہوں نے دوسروں پر فیصلہ اپنے اوپر فیصلے سے مختلف کیا۔ (جیسا کہ دو آدمیوں کے درمیان فیصلے کی کہانی میں)

خدا نے داؤد کو اس طرح معاف کیا:

۱. جہاں تک اپنے خادم کے قتل کا تعلق ہے، اسلامی روایات بیان کرتی ہیں کہ اوریاہ کی موت کے بعد، خدا نے اسے داؤد کے خلاف انتقام لینے کا اختیار دیا یا وہ داؤود (علیہ السلام) کے برابر درجہ حاصل کرلے۔ اوریاہ نے بعد کا انتخاب کیا اور داؤد کو معاف کردیا۔ پھر بھی خُدا نے داؤود کے پہلے بیٹے کو بیمار ہونے کے بعد موت کے گھاٹ اتار دیا، اور بیٹے کی موت اوریاہ کی موت، آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت۔ اس طرح داؤد کو موت کے لیے معاف کر دیا گیا۔

۲. جہاں تک داؤود کا بیوی کو لینے کا تعلق ہے، داؤد کا بیٹا، ابی سلوم، تمام اسرائیل کی نظر میں اپنے باپ کی تمام لونڈیوں کے ساتھ سو گیا۔ ۲ سموئیل ۱۶:۲۲ میں یہ بیان ہے:

سو اُنہوں نے محلّ کی چھت پر ابی سلوم کے لِئے ایک تنبُو کھڑا کر دِیا اور ابی سلوم سب بنی اِسرائیل کے سامنے اپنے باپ کی حرموں کے پاس گئے۔[96]

۳. جہاں تک دوسروں کا فیصلہ کرنے کا تعلق اس سے مختلف ہے کہ انہوں نے اپنے آپ پر کس طرح فیصلہ کیا، خدا نے ان کا فیصلہ لیا اور انہیں اپنے ہی ترازو سے سزا دی۔
لیکن بہت سے مسائل ایسے ہیں جو حل نہیں ہوتے۔ اور یہ مندرجہ ذیل فلسفیانہ اور مذہبی سوالات ہیں: ٹھیک ہے، اگر داؤد مختلف طریقے سے فیصلہ کرتے، اور غریب آدمی سے لینے والے امیر آدمی کے ساتھ اتنا سخت نہیں ہوتے، تو کیا یہ خدا کے فیصلے کو بدل دیتے؟

[96] انجیل المقدس صموئیل دوم ۱۶:۲۲

زنا کے اس واقعے سے خدا اچانک کیوں ناخوش اور ناراض ہو گیا جب کہ پچھلے تین عہدوں میں اس کو کالعدم قرار دینے والے کوئی قانون نہیں تھے؟ ایسی شادی کا نتیجہ سلیمان جیسے بیٹے کیسے ہو سکتے ہیں؟ خدا بتسبع پر ناراض کیوں نہیں ہوا؟

اور سوالات کے جوابات سے لگتا ہے کہ خدا کا بڑا مسئلہ داؤد کے فیصلے کے ساتھ تھا۔ کیونکہ خدا عادل ہے، تمام مذاہب میں سنہری اصول رہا ہے، دوسروں کے ساتھ وہی سلوک کرو جیسا کہ تم اپنے ساتھ چاہتے ہو۔[97]
اور اس وجہ سے، خدا کوئی بھی چیز اور ہر چیز کو قبول کر رہا ہے جو آپ خود اپنے لئے قبول کریں گے۔

صرف منافق نہ بنیں، جو اقدار اور اصولوں کا ایک سیٹ رکھیں جب یہ آپ سے متعلق ہو اور دوسرا سیٹ جب وہ دوسروں سے متعلق ہو۔ اور اگر انسانیت صرف اس ایک اصول پر عمل کرے تو کسی دوسرے کی ضرورت نہ رہے گی۔

درحقیقت ایسا لگتا ہے کہ کرما بذات خود اس لیے وجود میں لایا گیا تھا کہ اس ایک اصول کو برقرار رکھو، دوسروں کے ساتھ ویسا ہی کرو جیسا تم اپنے لیے چاہتے ہو، اور اگر نہیں، تو تمہارے ساتھ وہی کیا جائے گا جو تم دوسروں کے ساتھ کرتے ہو۔
اور اس طرح جواب ہاں میں ہوگا، اس صورتحال میں خدا کا فیصلہ مکمل طور پر داؤد کے اپنے فیصلے پر مبنی تھا، جو بھی وہ دوسروں کا فیصلہ کریں گے، اسے خود اپنے اوپر فیصلہ کرنا ہوگا۔

اگر وہ دوسروں کو معاف کرتے ہیں تو وہ اپنے آپ کو معاف کر سکتے ہیں، اگر وہ دوسروں کا فیصلہ کرتے ہیں تو انہیں اپنے اوپر وہی فیصلہ کرنا چاہئے۔ وہی ترازو جو وہ دوسروں کے لیے استعمال کرتے ہیں اسے اپنے لیے استعمال کرنا چاہیے۔ اور یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ خدا بہت سارے ثقافتی اور روایتی اصولوں کو اپناتا ہے جیسا کہ پہلے عہدوں میں ظاہر کیا گیا ہے، جب تک کہ وہ معاشرے میں انصاف اور ہم آہنگی کو منفی طور پر متاثر نہ کریں، کیونکہ خدا بالآخر امن اور ہم آہنگی چاہتا ہے، اور انصاف دوسروں کے ساتھ ایسا کرنے سے قائم ہوتا ہے جیسا کہ ہم اپنے ساتھ کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس طرح، مثال کے طور پر، میری بات کو مزید ظاہر کرنے کے لیے، اگر داؤد کی پرورش ایک بچے کے طور پر ہوئی تھی اور یہ سوچنے کے لیے پروگرام کیا گیا تھا کہ ایک عورت کے لیے بہت سے مردوں سے شادی کرنا قابل قبول ہے، اور پھر اس نے وہی کیا جو اس نے اوریاہ کی بیوی کے ساتھ

[97] مقدس انجیل، لوقا کی کتاب، باب ٦، آیت ٣١

کیا، اور ناتن اسی مسئلے کو نئے سرے سے ان کے سامنے پیش کرتے ہیں، اس کا فیصلہ فطری طور پر مختلف ہوگا، اور اس لیے ان کا فیصلہ ان کے اپنے فیصلے اور ان کی اپنی سمجھ سے کیا جائے گا اور وہ اپنے نفس کے لیے کیا قبول کریں گے۔

ایک اور نکتہ جس کی طرف ہم اشارہ کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ داؤد نائب اور خدائی طور پر مقرر کردہ بادشاہ تھے جنہوں نے موسیٰ کے عہد کو برقرار رکھا۔ اور پھر بھی اُس نے دس احکام میں سے ایک کو توڑا، "اپنے پڑوسی کی بیوی کی لالچ نہ کرنا"، اور عملی طور پر وہی گناہ کیا جو آدم نے کیا۔
ان دونوں کو خدائی قوانین کی خلاف ورزی کرنے پر معاف کر دیا گیا اور ان کی جگہ نہیں لی گئی۔ اس کی تشریح صرف ایک طریقے سے کی جا سکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا کا نائب قوانین سے بالاتر ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح زیادہ تر ممالک میں، ایسے قوانین موجود ہیں جو ریاست کے سربراہ کو اپنے عہدے پر رہتے ہوئے جرائم کے لیے مقدمہ چلانے سے منع کرتے ہیں، خدا کے نائب کے خلاف عہد کے قوانین کی خلاف ورزی کے لیے مقدمہ چلایا جا رہا ہے۔ مثال کے طور پر ریاستہائے متحدہ میں، ایک موجودہ صدر مجرمانہ فرد جرم یا مقدمہ سے محفوظ ہے۔
برطانیہ میں، ملکہ کو خود مختار استثنیٰ حاصل ہے جس کا مطلب ہے کہ ریاست کی سربراہ ملکہ الزبتھ 'قانونی غلطی کا ارتکاب نہیں کر سکتیں اور دیوانی مقدمے یا فوجداری مقدمے سے استثنیٰ رکھتی ہیں۔ اس طرح، خدا کا نائب اپنے عہدے پر رہتے ہوئے کوئی قانونی غلطی نہیں کر سکتا اور اسے عہدے سے نکالے جانے سے محفوظ ہے سوائے ایک صورت کے، اور وہ غداری ہے۔ جب یہ واضح ہو گیا کہ خدا کا نائب قانون اور فقہ سے بالاتر ہے، اب ہم سمجھتے ہیں کہ خدا نے بتسبع پر کیوں الزام نہیں لگایا اور نہ ہی وہ اس سے ناراض ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بتسبع نے اس وقت خدا کے نائب بادشاہ داؤد (علیہ السلام) کی اطاعت کی تھی اور اس کا فیصلہ کرنا اس کے بس میں نہیں تھا۔ نہ صرف خُدا نے اُس پر الزام نہیں لگایا بلکہ اُس نے اُسے اُس کا بدلہ دیا اس کو ملکہ بنا کر اور ایک ہی وقت میں خدا کی دلیل کی ماں بنا کر، بادشاہ سلیمان (علیہ السلام)۔ ہم پہلے واضح کر چکے ہیں کہ خدا کے نائبین غلطیاں کر سکتے ہیں۔

لیکن یہ لوگوں کا کام نہیں کہ وہ ان کا فیصلہ کریں، کیونکہ صرف خدا اپنے نائب کا فیصلہ کرتا ہے۔ جہاں تک لوگوں کا تعلق ہے تو اگر ان پر رسول اللہ کی سچائی ثابت ہو گئی ہے تو ان پر ان کی اطاعت واجب ہے۔

داؤد کے بعد بادشاہ سلیمان مقرر ہوئے اور انہیں ایسی بادشاہی دی گئی جو ان سے پہلے کسی کو نہیں ملی۔ انہیں نہ صرف علم و حکمت اور سمجھ عطا کی گئی۔

ان سے پہلے جیسا اختیار کسی کو نہیں تھا لیکن اسے بھی دولت دی گئی تھی جیسے کسی اور کو نہیں۔ سلیمان جانوروں کی زبانیں سمجھتے تھے، اور فطرت کے عناصر جیسے ہوا کو حکم دے سکتے تھے اور شیاطین اور جنوں پر اختیار رکھتے تھے اور ان کی سات سو بیویاں اور تین سو لونڈیاں تھیں۔ ا کنگز ۱۱ آیت ۳ میں سلیمان کے بارے میں کہا گیا ہے: "اس کی شاہی پیدائش کی سات سو بیویاں اور تین سو لونڈیاں تھیں،"[98] یعنی ان کی شادی سات سو شہزادیوں سے ہوئی تھی۔ اور وہ انتہائی امیر تھے اور شاہانہ طرز زندگی گزارتے تھے۔

اور جِتنا سونا سُلیمآن کے پاس ایک سال میں آتا تھا اُس کا وزن چھ سَو چھیاسٹھ قِنطار سونے کا تھا۔
یہ اُس کے عِلاوہ تھا جو بیوپاری اور سَوداگر لاتے تھے اور عرب کے سب بادشاہ اور مُلک کے حاکِم سُلیمآن کے پاس سونا اور چاندی لاتے تھے۔
اور سُلیمآن بادشاہ نے پِیٹے ہُوئے سونے کی دو سَو بڑی ڈھالیں بنوائیں۔ چھ سَو مِثقال پِیٹا ہُوَا سونا ایک ایک ڈھال میں لگا۔
اور انہوں نے پِیٹے ہُوئے سونے کی تِین سَو ڈھالیں اَور بنوائیں۔ ایک ایک ڈھال میں تِین سَو مِثقال سونا لگا اور بادشاہ نے اُن کو لُبنانی بن کے گھر میں رکھا۔
ان کے سِوا بادشاہ نے ہاتھی دانت کا ایک بڑا تخت بنوایا اور اُس پر خالِص سونا منڈھوایا۔
اور اُس تخت کے لِئے چھ سِیڑھیاں اور سونے کا ایک پایدان تھا۔ یہ سب تخت سے جُڑے ہُوئے تھے اور بَیٹھنے کی جگہ کی دونوں طرف ایک ایک ٹیک تھی اور اُن ٹیکوں کے برابر دو شیرِ بَبر کھڑے تھے۔
اور اُن چھوؤں سِیڑھیوں پر اِدھر اُدھر بارہ شیرِ بَبر کھڑے تھے۔ کِسی سلطنت مَیں اَیسا کبھی نہیں بنا تھا۔

[98] انجیل المقدس - سلاطین اول - ۱۱:۳

اور سُلیمآن بادشاہ کے پینے کے سب برتن سونے کے تھے اور لُبنانی بن کے گھر کے سب برتن خالِص سونے کے تھے۔ سُلیمآن کے ایّام میں چاندی کی کُچھ قدر نہ تھی۔

کیونکہ بادشاہ کے پاس جہاز تھے جو حُورآم کے نَوکروں کے ساتھ ترسِیس کو جاتے تھے۔ ترسِیس کے یہ جہاز تِین برس میں ایک بار سونا اور چاندی اور ہاتھی دانت اور بندر اور مور لے کر آتے تھے۔

سو سُلیمآن بادشاہ دَولت اور حِکمت میں رُویِ زمِین کے سب بادشاہوں سے بڑھ گیا۔

اور رُویِ زمِین کے سب بادشاہ سُلیمآن کے دِیدار کے مُشتاق تھے تاکہ وہ اُس کی حِکمت کو جو خُدا نے اُس کے دِل میں ڈالی تھی سُنیں۔

اور وہ سال بسال اپنا اپنا ہدیہ یعنی چاندی کے برتن اور سونے کے برتن اور پوشاک اور ہتھیار اور مصالح اور گھوڑے اور خچّر جِتنے مُقرّر تھے لاتے تھے۔

اور سُلیمآن کے پاس گھوڑوں اور رتھوں کے لِئے چار ہزار تھان اور بارہ ہزار سوار تھے جِن کو اُس نے رتھوں کے شہروں اور یروشلیِم میں بادشاہ کے پاس رکھے ہوئے تھے۔

اور وہ دریایِ فرآت سے فِلستیوں کے مُلک بلکہ مِصرؔ کی حد تک سب بادشاہوں پر حُکمران تھے۔

اور بادشاہ نے یروشلیِم میں اِفراط کی وجہ سے چاندی کو پتّھروں کی مانِند اور دِیودار کے درختوں کو گُولر کے اُن درختوں کے برابر کر دِیا جو نشیب کی سرزمِین میں ہیں۔

اور وہ مِصرؔ سے اور اَور سب مُلکوں سے سُلیمآن کے لِئے گھوڑے لایا کرتے تھے.[99]

میں یہاں یہ بتانا چاہوں گا کہ جیسا کہ آپ واضح طور پر دیکھ سکتے ہیں، خدا کی طرف سے مقرر کردہ ایک نائب کا امیر طرز زندگی گزارنا کوئی ایسی وجہ نہیں ہے کہ کوئی اس پر کفر کرے، کیونکہ پھر ہمیں پہلے سلیمان کا انکار کرنا چاہیے۔ سلیمان کی بیویوں کی بہت زیادہ تعداد ان کے حتمی زوال اور اسرائیل کی بادشاہی میں ہنگامہ آرائی کا باعث بنتی ہے اور خدا کی بادشاہی میں جھوٹے خدا کو متعارف کرایا گیا اور اس کی وجہ سے سلیمان کے بیٹے اسرائیل میں اقتدار کھو گئے۔ اور یہ ایک وجہ ہے کہ اگلے عہد، عیسائی عہد نامے میں، قوانین تعدد ازدواج کو غیر قانونی قرار دینے اور صرف یک زوجیت کی شادیوں کو نافذ کرنے سے بدلتے ہیں۔

[99] انجیل المقدس تواریخ دوم ۹:۱۳-۲۸

پانچواں باب

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ پانچواں عہد نامہ

"اِسی طرح اُس نے کھانے کے بعد پیالہ بھی لیا اور کہا یہ پیالہ میرے خُون میں نیا عہد ہے۔"

بنی اسرائیل اپنی قسموں سے پھر گئے اور انہوں نے بہت سرکشی کی۔ اُنہوں نے بار بار موسیٰ کے عہد کو توڑا، پھر بھی خُداوند ہر بار اُنہیں معاف کر دیتا۔ تاہم، عہد کی خلاف ورزی نا انصافی، بے قاعدگی اور عدم توازن کا باعث بنتی ہے جس میں اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے۔

پس اس نے ان کو بھی سزا دی تاکہ وہ سیکھیں اور نصیحت حاصل کریں۔
خُدا نے ایک بار اُن کو ریگستان میں چالیس سال تک بھٹکنے اور ایک نسل تک ارض مقدس میں داخل ہونے سے منع کرنے کی سزا دی اور دوسری بار اُنہیں یروشلم کے مقدس ہیکل کو تباہ کرنے اور نبوکدنضر کے ہاتھوں غلامی کی سزا دی۔

یہاں تک کہ خدا نے ان کو اصل تورات سے محروم کر دیا جو ان کے پاس تھی اور انہوں نے انبیاء اور مرسلین کے آثار کو کھو دیے، جن میں سے سب سے اہم آثار عہد کا صندوق تھا۔ خُدا اُنہیں رومی قبضے کی رعایا بنا کر ایک اور بار سزا دیتا ہے۔

قیصر آگسٹس کے زمانے میں ان کے پاس آئے وعدہ شدہ نجات دہندہ اور مسیحا، عیسی مسیح (علیہ السلام) آئے۔ لیکن اگرچہ وہ ان کے پاس آئے تو بنی اسرائیل ان پر ایمان نہ لائے اور انہوں نے انہیں قتل کرنے کی کوشش کی اور آخر کار بنی اسرائیل نے اپنے ہی مسیحا کو دھوکہ دیا اور اپنے وعدہ شدہ بادشاہ اور نجات دہندہ کو کافر رومیوں کے حوالے کر دیا تاکہ وہ مارے جائیں۔

دھوکہ دہی کے اس عمل کی وجہ سے خدا نے دوبارہ بنی اسرائیل کو کبھی نہیں معاف کرنے کا فیصلہ کیا
اور چوتھا عہد نامہ ہمیشہ کے لیے ٹوٹ گیا اور موسیٰ کا عہد ختم ہوا اور ایک نیا عہد نامہ بنا۔

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی دعوت تیس سال کی عمر میں شروع ہوئی، یوحنا بپتسمہ دینے والے کی وفات کے فوراً بعد، جو تیس سال کی عمر میں فوت ہو گئے، کیونکہ ان کے اور عیسی (علیہ السلام) کے درمیان صرف چھ ماہ کا فاصلہ تھا۔ مقدس انجیل کے مطابق، عیسی کی وزارت تین سال تک جاری رہی، جس کے دوران انہوں نے اپنے حواریوں کو اکٹھا کیا اور یروشلم اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں گھومتے رہے، دعوی دیتے رہے، اور عظیم معجزے کرتے رہے.

زمین پر بھیجے گئے ۱۲۴,۰۰۰ پیغمبروں میں سے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) سب سے زیادہ معجزے کرنے والے نبی تھے۔ آپ لوگوں کو بتاتے کہ انہوں نے اپنے گھروں میں کیا ذخیرہ کیا اور کیا کھایا۔ آپ کوڑھی، اندھے اور بہروں کو شفا دیتے۔ آپ کٹے ہوئے جسم کے اعضاء کو بحال کرتے۔ آپ پانی پر چلتے تھے۔ آپ پانی کو شراب بنا دیتے تھے۔ آپ مٹی سے پرندے بناتے تھے۔ آپ کا آخری کارنامہ ان سب میں سب سے حیران کن تھا۔ آپ لعزر کو مردوں میں سے واپس لے آئے[100]۔

یہ معجزات اور عجائبات تھے جو کینونیکل اناجیل میں درج ہیں۔ اس پورے عرصے میں ان کے حواری ان کے لاتعداد معجزات کے گواہ رہے، اور ان کے پیروکار بارہ آدمیوں سے بڑھ کر دس ہزار مومنوں تک پہنچ گئے۔

لیکن بنی اسرائیل نے عیسی کو اپنا بادشاہ کیوں نہیں بنایا؟ اکثر لوگ کیوں منہ موڑ کر مرتد ہو گئے؟

آپ کے قریبی ساتھی یہوداس اسکریوتی نے، جسے انہوں نے بیت المال کے ذمہ دار مقرر کیا تھا، ان تمام معجزات کو دیکھنے کے بعد ان سے غداری کیوں کی؟

کیا وہ محض موت سے ڈرتے تھے، فقیہوں اور فریسیوں یا رومی حکام کو چیلنج کرنے سے ڈرتے تھے؟

شاید وہ بھی مادی زندگی سے وابستہ تھے؟ اگر ایسا تھا تو شروع سے ہی ان کی پیروی کیوں کی؟

ان سوالات کے جوابات پیچیدہ ہیں، اور یہ بلاشبہ سچائی کے متلاشی کو تلخ ذائقہ اور گہرے مضطرب کے ساتھ چھوڑ دے گا۔

[100] ہم نے پہلے سے ہی اضافی معجزات کا شمار کیا ہے جو اپوکریفل نصوص اور اسلامی ذرائع میں درج ہیں۔

غور کریں کہ کس طرح انجیل مقدس میں ہزاروں لوگوں کے ہجوم کو معجزانہ طور پر حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی طرف سے کھانا کھلایا گیا اور ہزاروں لوگوں نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی پیروی کی اور اسرائیل کے تمام حصوں سے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی گواہی کے لیے سفر کیا۔

یہاں تک کہ غیر قوموں نے بھی عیسیٰ (علیہ السلام) کو تلاش کیا اور آپ پر ایمان لائے۔ اچانک، کچھ عجیب ہوا جس نے سب کو دوبارہ غور کرنے پر مجبور کیا-

انہوں نے ان پر اعتماد کھو دیا اور انہیں چھوڑ دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے ایک خفیہ عقیدہ کھلے عام سکھانا شروع کیا جو لوگوں کو ناگوار معلوم ہوا۔ آپ سکھانے لگے کہ آپ "حیات کی روٹی" تھے۔

اور جب انہوں نے ان کو جھیل کی دوسری طرف پایہ تو سب نے مل کر کہا، اے ربیائی، آپ یہاں پر کیسے آئے؟

عیسی نے اُن کے جواب میں کہا مَیں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ تُم مُجھے اِس لِئے نہیں ڈھونڈ رہے ہو کہ مُعجِزے دیکھو بلکہ اِس لِئے کہ تُم روٹیاں کھا کر سیر ہوجاؤ۔

فانی خُوراک کے لِئے محنت نہ کرو بلکہ اُس خُوراک کے لِئے جو ہمیشہ کی زِندگی تک باقی رہتی ہے جِسے اِبنِ آدمؑ تُمہیں دے گا کیونکہ باپ یعنی خُدا نے اُسی پر مُہر لگائی ہے۔

پس اُنہوں نے ان سے کہا کہ ہم کیا کریں تاکہ خُدا کے کام انجام دیں؟

عیسی نے جواب میں اُن سے کہا خُدا کا کام یہ ہے کہ جِسے اُس نے بھیجا ہے اُس پر اِیمان لاؤ۔

پس اُنہوں نے ان سے کہا پِھر آپ کون سا نِشان دکھاتے ہیں تاکہ ہم دیکھ کر آپ پر یقِین لائیں؟ آپ کون سا کام کرتے ہیں؟

ہمارے باپ دادا نے بیابان میں مَنّ کھایا۔ چُنانچہ لِکھا ہے کہ انہوں نے اُنہیں کھانے کے لِئے آسمان سے روٹی دی تھی۔

عیسی نے اُن سے کہا مَیں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ مُوسیٰ نے تو وہ روٹی آسمان سے تُمہیں نہیں دی بلکہ میرا باپ تُمہیں آسمان سے حقِیقی روٹی دیتا ہے۔

کیونکہ خُدا کی روٹی وہ ہے جو آسمان سے اُتر کر دُنیا کو زِندگی بخشتی ہے۔

اُنہوں نے ان سے کہا اَے مالک ! یہ روٹی ہم کو ہمیشہ دِیا کرے۔

عیسی نے اُن سے کہا زِندگی کی روٹی مَیں ہُوں۔ جو میرے پاس آئے گا وہ ہرگز بُھوکا نہ رہے گا اور جو مُجھ پر اِیمان لائے گا وہ کبھی پیاسا نہ رہے گا۔

لیکن مَیں نے تُم سے کہا کہ تُم نے مُجھے دیکھ لیا ہے۔ پِھر بھی اِیمان نہیں لاتے۔

جو کُچھ باپ مُجھے دیتا ہے میرے پاس آجائے گا اور جو کوئی میرے پاس آئے گا اُسے مَیں ہرگز نہ نِکالوں گا۔

کیونکہ مَیں آسمان سے اِس لِئے نہیں اُترا ہُوں کہ اپنی مرضی کے مَوافِق عمل کرُوں بلکہ اِس لِئے کہ میں اپنے بھیجنے والے کی مرضی کے مُوافِق عمل کرُوں۔

اور میرے بھیجنے والے کی مرضی یہ ہے کہ جو کُچھ اُس نے مُجھے دِیا ہے مَیں اُس میں سے کُچھ کھو نہ دُوں بلکہ اُسے آخِری دِن پِھر زِندہ کرُوں۔

کیونکہ میرے باپ کی مرضی یہ ہے کہ جو کوئی بیٹے کو دیکھے اور اُس پر اِیمان لائے ہمیشہ کی زِندگی پائے اور مَیں اُسے آخِری دِن پِھر زِندہ کرُوں گا۔

پس یہُودی اُس پر بُڑبُڑانے لگے۔ اِس لِئے کہ انہوں نے کہا تھا کہ جو روٹی آسمان سے اُتری وہ مَیں ہُوں۔

اور اُنہوں نے کہا کیا یہ یُوسفؔ کا بیٹا عیسی نہیں جِس کے باپ اور ماں کو ہم جانتے ہیں؟ اب یہ کیوں کر کہتا ہے کہ مَیں آسمان سے اُترا ہُوں؟

عیسی نے جواب میں اُن سے کہا آپس میں نہ بُڑبُڑاؤ۔

کوئی میرے پاس نہیں آسکتا جب تک باپ جِس نے مُجھے بھیجا ہے اُسے کھینچ نہ لے اور مَیں اُسے آخِری دِن پِھر زِندہ کرُوں گا۔

نبِیوں کے صحِیفوں میں یہ لِکھا ہے کہ وہ سب خُدا سے تعلِیم یافتہ ہوں گے۔ جِس کِسی نے باپ سے سُنا اور سِیکھا ہے وہ میرے پاس آتا ہے۔

یہ نہیں کہ کِسی نے باپ کو دیکھا ہے مگر صرف وہ جو خُدا کی طرف سے ہے اُسی نے باپ کو دیکھا ہے۔

مَیں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ جو اِیمان لاتا ہے ہمیشہ کی زِندگی اُس کی ہے۔

زِندگی کی روٹی مَیں ہُوں۔

تُمہارے باپ دادا نے بیابان میں مَنّ کھایا اور پھر بھی وہ مَر گئے۔

یہ وہ روٹی ہے جو آسمان سے اُترتی ہے تاکہ آدمی اُس میں سے کھائے اور نہ مَرے۔

مَیں ہُوں وہ زِندگی کی روٹی جو آسمان سے اُتری ہے۔ اگر کوئی اِس روٹی میں سے کھائے تو ابد تک زِندہ رہے گا بلکہ جو روٹی مَیں جہان کی زِندگی کے لِئے دُوں گا وہ میرا گوشت ہے۔

پس یہُودی یہ کہہ کر آپس میں جھگڑنے لگے کہ یہ شخص اپنا گوشت ہمیں کیوں کر کھانے کو دے سکتا ہے؟

عیسی نے اُن سے کہا مَیں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ جب تک تُم اِبنِ آدمؔ کا گوشت نہ کھاؤ گے اور اُس کا خُون نہیں پیو گے تُم میں زِندگی نہیں۔

جو میرا گوشت کھائے اور میرا خُون پیئے ہمیشہ کی زِندگی اُس کی ہے اور مَیں اُسے آخِری دِن پھر زِندہ کروں گا۔

کیونکہ میرا گوشت فی الحقِیقت کھانے کی چِیز اور میرا خُون فی الحقِیقت پِینے کی چِیز ہے۔

جو میرا گوشت کھاتا ہے اور میرا خُون پیتا ہے وہ مُجھ میں قائِم رہتا ہے اور مَیں اُس میں۔

جِس طرح زِندہ باپ نے مُجھے بھیجا اور مَیں باپ کے سبب سے زِندہ ہُوں اُسی طرح وہ بھی جو مُجھے کھائے گا میرے سبب سے زِندہ رہے گا۔

جو روٹی آسمان سے اُتری وہ یہی ہے۔ باپ دادا کی طرح نہیں کہ منا کھایا اور مَر گئے۔ جو یہ روٹی کھائے گا وہ ابد تک زِندہ رہے گا۔

یہ باتیں انہوں نے کَفرنحُوم کے ایک عِبادت خانہ میں تعلِیم دیتے وقت کہیں۔

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا دعویٰ کہ وہ "زندگی کی روٹی" تھے بنی اسرائیل کے لیے بہت بھاری بات تھی۔ اس کی وجہ سے بہت سے حواریوں نے ان سے سوال کیا اور بالآخر انہیں چھوڑ دیا:

اِس لِئے ان کے شاگِردوں میں سے بُہتوں نے سُن کر کہا کہ یہ کلام ناگوار ہے۔ اِسے کون سُن سکتا ہے؟

عیسی نے اپنے جی میں جان کر کہ میرے شاگِرد آپس میں اِس بات پر بُڑبُڑاتے ہیں اُن سے کہا کیا تمہیں یہ بات توہین لگتی ہے؟

اگر تُم اِبنِ آدمؔ کو اُوپر جاتے ہوئے دیکھو گے جہاں وہ پہلے تھے تو کیا ہو گا؟

زِندہ کرنے والی تو رُوح ہے۔ جِسم سے کُچھ فائِدہ نہیں۔ جو باتیں مَیں نے تُم سے کہی ہیں وہ رُوح ہیں اور زِندگی بھی ہیں۔

مگر تُم میں سے بعض اَیسے ہیں جو اِیمان نہیں لائے کیونکہ عیسی شرُوع سے جانتے تھے کہ جو اِیمان نہیں لائے وہ کون ہیں اور کون مُجھے پکڑوائے گا۔

پِھر انہوں نے کہا اِسی لِئے مَیں نے تُم سے کہا تھا کہ میرے پاس کوئی نہیں آ سکتا جب تک باپ کی طرف سے اُسے یہ تَوفِیق نہ دی جائے۔

اِس پر ان کے شاگِردوں میں سے بہت اُلٹے پِھر گئے اور اِس کے بعد ان کے ساتھ نہ رہے۔

پس عیسی نے اُن بارہ سے کہا کیا تُم بھی چلے جانا چاہتے ہو؟

شمعُون پطرس نے انہیں جواب دِیا اَے خُداوند! ہم کِس کے پاس جائیں؟ ہمیشہ کی زِندگی کی باتیں تو آپ ہی کے پاس ہیں۔

اور ہم اِیمان لائے اور جان گئے ہیں کہ خُدا کا قُدُّوس آپ ہی تو ہیں۔

عیسی نے اُنہیں جواب دِیا کیا مَیں نے تُم بارہ کو نہیں چُن لیا؟ اور تُم میں سے ایک شخص شَیطان ہے۔

انہوں نے یہ شمعُون اِسکریُوتی کے بیٹے یہُوداہ کی نِسبت سے کہا کیونکہ یہی وہ تھا جو اُن بارہ میں سے تھا جو انہیں پکڑوانے کو تھا۔[101]

تو یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ در حقیقت یہ خفیہ عقیدہ ہے، جسے عیسی سکھا رہے تھے، عیسی مسیح کے استعمال کا عقیدہ جس کی وجہ سے لوگ انہیں ترک کر دیتے تھے اور ان کی طرف سے پسپا ہو جاتے تھے۔

اس نظریے کی تعلیم کے ساتھ ہی یہوداہ نے پہلی بار اپنا اصلی چہرہ ظاہر کیا اور کفر کیا۔ عیسی کے گوشت اور خون کے استعمال کا یہ نظریہ بھی موسوی احکام سے براہ راست متصادم تھا:

اور اِسرائیلؔ کے گھرانے کا یا اُن پردیسیوں میں سے جو اُن میں بُود و باش کرتے ہیں جو کوئی کِسی طرح کا خُون کھائے مَیں اُس خُون کھانے والے کے خِلاف ہُوں گا اور اُسے اُس کے لوگوں میں سے کاٹ ڈالُوں گا۔

کیونکہ جِسم کی جان خُون میں ہے اور مَیں نے مذبح پر تُمہاری جانوں کے کفّارہ کے لِئے اُسے تُم کو دِیا ہے کہ اُس سے تُمہاری جانوں کے لِئے کفّارہ ہو کیونکہ جان رکھنے ہی کے سبب سے خُون کفّارہ دیتا ہے۔

[101] مقدس انجیل، کتاب یوحنا، باب ٦، آیات ٢٥ - ٧١

اِسی لِئے مَیں نے بنی اِسرائیل سے کہا ہے کہ تُم میں سے کوئی شخص خُون کبھی نہ کھائے اور نہ کوئی پردیسی جو تُم میں بُود و باش کرتا ہو کبھی خُون کو کھائے۔[102]

لیکن اس کا کیا مطلب ہے؟ عیسی کا گوشت اور خون کھانا؟ عیسی کیا پوچھ رہے تھے؟ کہ لوگ انہیں مار کر کھا جائیں؟ ہرگز نہیں، اس کا کوئی اور مطلب ضرور تھا۔ لیکن اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟

انسان کا گوشت اور خون اس کی اولاد ہوتی ہے، اس کا بیج۔

اپنی کتاب "میکنگ سیکس: باڈی اینڈ جینڈر، فرام دی گریکس ٹو فرویڈ"، تھامس لیکور نے سیویل کے سینٹ آئسڈور کا حوالہ دیا ہے جو ساتویں صدی کے آخر میں رہنے والے ایک ہسپانوی پیشوا اور عالم تھے۔

"تعلق اس کو کہتے ہیں جو ایک خون سے پیدا ہوتا ہے، جو کہ باپ کی طرح ایک ہی منی سے ہے ۔ کیونکہ نر کی منی پانی کے طریقے کے مطابق خون کا جھاگ ہے جسے پتھروں سے مارنے پر سفید جھاگ بنتا ہے یا بالکل سیاہ شراب کی طرح جو پیالے میں ڈالی جائے تو جھاگ کو سفید کر دیتی ہے۔"[103]

کیا عیسیٰ (علیہ السلام) واقعی منی کے بارے میں بات کر رہے تھے جب وہ اس کی بات کر رہے تھے جسے وہ چاہتے تھے کہ ان کے پیروکار استعمال کریں؟ اس معاملے پر یقین کرنے کے لیے ہمیں مسیح کی انجیلوں کو مزید دیکھنا چاہیے۔ یوحنا کی کتاب (باب ۴) میں ہمارے پاس عیسی کی ایک سامری عورت سے گفتگو کا واقعہ ہے:

اور اُس کو سامرِیہ سے ہو کر جانا ضروری تھا۔

[102] مقدس انجیل، کتاب احبار، باب ۱۷، آیات ۱۰-۱۲، کتاب اِستِثنا باب ۱۲، آیات ۲۳-۲۸

[103] جنسی تعلقات بنانا: یونانیوں سے فرائیڈ تک جسم اور جنس، تھامس لیکور، صفحہ۔ ۵۶

پس وہ سامرِیہ کے ایک شہر تک آئے جو سُوخار کہلاتا ہے۔ وہ اُس قِطعہ کے نزدِیک ہے جو یعقُوبؔ نے اپنے بیٹے یُوسفؔ کو دِیا تھا۔
اور یعقُوبؔ کا کُنواں وہِیں تھا۔ چُنانچہ عیسیٰ سفر سے تھک ماندے ہو کر اُس کُنوئیں پر یُونہی بَیٹھ گئے۔ اور یہ دوپہر کا وقت تھا۔
سامرِیہ کی ایک عَورت پانی بھرنے آئی۔ عیسیٰ نے اُس سے کہا مُجھے پانی پلاؤ۔
کیونکہ اُس کے شاگِرد شہر میں کھانا مول لینے کو گئے تھے۔
اُس سامری عَورت نے اُس سے کہا کہ تم یہُودی ہو کر مُجھ سامری عَورت سے پانی کیوں مانگتے ہو؟ (کیونکہ یہُودی سامرِیوں سے کِسی طرح کا برتاؤ نہیں رکھتے)۔
عیسیٰ نے جواب میں اُس سے کہا اگر تم خُدا کی بخشِش کو جانتی اور یہ بھی جانتی کہ وہ کَون ہے جو تم سے کہتا ہے مُجھے پانی پلاؤ تو تم اُس سے مانگتی اور وہ تُمہیں زِندگی کا پانی دیتا۔
عَورت نے اُن سے کہا اَے خُداوند آپ کے پاس پانی بھرنے کو تو کُچھ ہے نہیں اور کُنواں گہرا ہے۔ پِھر وہ زِندگی کا پانی آپ کے پاس کہاں سے آیا؟
کیا آپ ہمارے باپ یعقُوب سے بڑے ہو جِس نے ہم کو یہ کُنواں دِیا اور خُود انہوں نے اور ان کے بیٹوں نے اور اُن کے مویشی نے اُس میں سے پِیا؟
عیسیٰ نے جواب میں اُس سے کہا جو کوئی اِس پانی میں سے پِیتا ہے وہ پِھر پیاسا ہو گا۔
مگر جو کوئی اُس پانی میں سے پِئے گا جو مَیں اُسے دُوں گا وہ ابد تک پیاسا نہ ہو گا بلکہ جو پانی مَیں اُسے دُوں گا وہ اُس میں ایک چشمہ بن جائے گا جو ہمیشہ کی زِندگی کے لِئے جاری رہے گا۔
عَورت نے ان سے کہا اَے مولا وہ پانی مُجھ کو دے تا کہ مَیں نہ پیاسی ہُوں نہ پانی بھرنے کو یہاں تک آؤں۔
عیسیٰ نے اس سے کہا جاؤ اپنے شَوہر کو یہاں بُلا لاؤ۔[104]

ہم یہاں واضح طور پر دیکھتے ہیں کہ عیسیٰ باقاعدہ پینے کے پانی کا ذکر نہیں کر رہے ہیں، بلکہ کسی اور قسم کی بات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جسے وہ "زندہ پانی" کہتے ہیں۔ منی کو زندہ پانی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس پانی سے زندگی آتی ہے اور بچے پیدا ہوتے ہیں۔

[104] مقدس انجیل، کتاب یوحنا، باب ۴، آیات ۴-۱۶

جب عورت نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) سے وہ پانی طلب کیا تو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے عورت سے کہا کہ وہ اپنے شوہر کو بلائے اور واپس آجائے، یہ واضح طور پر اشارہ کرتا ہے کہ اس کے شوہر کے پاس یہ زندہ پانی ہے جیسا کہ تمام مردوں کے پاس ہوتا ہے۔

اب تک یہ اکیلے ثبوت کافی نہیں ہیں، کیونکہ بہت سے لوگ اس تشریح کو ناگوار اور گھمبیر سمجھیں گے۔
اس وجہ سے، ہم انجیلوں سے مزید ثبوت ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ عیسی نے جو کچھ کہا اور سکھایا اس کا صحیح مطلب ہے۔
اگر ہم خروج کی کتاب (باب ۴) پر جائیں تو ہم موسیٰ اور ان کی بیوی اور بیٹے کے ساتھ ایک واقعہ دیکھیں گے:

ایک راستے سے گزر رہے تھے اور ایک جگہ انہوں نے رات گزاری. وہاں پر خداوند ملے اور انہوں نے چاہا کہ انہیں مار ڈالے.

تب صفّورہ نے چقمق کا ایک پتّھر لے کر اپنے بیٹے کی کھلڑی کاٹ ڈالی اور اُسے مُوسیٰؔ کے پاؤں پر پھینک کر کہا تم بیشک میرے لِئے خُونی دُلہا ٹھہرا۔

تب اُنہوں نے اُن کو چھوڑ دِیا۔ پس اُنہوں نے کہا کہ خَتنہ کے سبب سے تم خُونی دُلہا ہو۔[105]

"The New Oxford Annotated Bible: New Revised Standard Version" میں یہ بیان کرتا ہے:
"پاؤں، جننانگوں کے لیے ایک لفظ ہے۔"[106]

تو اب ہم جانتے ہیں کہ انجیل میں لفظ "پاؤں" کا ذکر کرتے وقت، یہ مردانہ اعضاء کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ اور اگر ہم اسے اس تناظر میں پڑھیں تو سب کچھ واضح ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، روتھ کی کتاب میں (باب ۳) یہ بیان ہے:

[105] مقدس انجیل، کتاب خروج، باب ۴، آیات ۲۴ - ۲۶
[106] The New Oxford Annotated Bible: New Revised Standard Version: An Ecumenical Study Bible, p.88

ایک دن روتھ کی ساس نعومی نے اس سے کہا، میری بیٹی، میں تمہاری بھلائی کے لیے گھر ڈھونڈونگی جہاں پر تمہیں ہر چیز کی سہولت ہو.

اور کیا بوعز ہمارا رِشتہ دار نہیں جس کی عورتوں کے ساتھ تم تھی؟ دیکھو وہ آج کی رات کھلیہان میں جَو پھٹکے گا۔

سو تم نہا دھو کر خُوشبُو لگاؤ اور اپنی پوشاک پہنو اور کھلیہان کو جاؤ اور جب تک وہ مَرد کھا پی نہ چُکے تب تک تُم اپنے تئیں اُن پر ظاہِر نہ کرنا۔

جب وہ لیٹ جائیں تو اُن کے لیٹنے کی جگہ کو دیکھ لینا۔ تب تم اندر جا کر اور اُن کے پاؤں کھول کر لیٹ جانا اور جو کُچھ تمہیں کرنا مُناسِب ہو وہ تمہیں بتائے گا۔

اُنہوں نے اپنی ساس سے کہا جو کُچھ آپ مُجھ سے کہہ ہی ہیں وہ سب مَیں کرُوں گی۔

سو وہ کھلیہان کو گئی اور جو کُچھ اُن کی ساس نے حُکم دِیا تھا وہ سب کِیا۔

اور جب بوعز کھا پی چُکے اور اُن کا دِل خُوش ہُوَا تو وہ غلّہ کے ڈھیر کی ایک طرف جا کر لیٹ گئے۔ تب وہ چُپکے چُپکے آئی اور اُن کے پاؤں کھول کر لیٹ گئی۔

اور آدھی رات کو اَیسا ہُوَا کہ وہ مَرد ڈر گئے اور اُنہوں نے کروٹ لی اور دیکھا کہ ایک عَورت اُن کے پاؤں کے پاس پڑی ہے۔

تب اُنہوں نے پُوچھا تم کون ہو؟

اُنہوں نے کہا مَیں آپ کی لَونڈی رُوت ہُوں۔ سو آپ اپنی لَونڈی پر اپنا دامن پھَیلا دیں کیونکہ آپ نزدِیک کے قرابتی ہیں۔

اُنہوں نے کہا تم خُداوند کی طرف سے مُبارک ہو اَے میری بیٹی کیونکہ تم نے شرُوع کی نِسبت آخِر میں زِیادہ مِہربانی کر دِکھائی اِس لِئے کہ تم نے جوانوں کا خواہ وہ امِیر ہوں یا غرِیب پیچھا نہ کِیا۔

اب اَے میری بیٹی مت ڈرو۔ مَیں سب کُچھ جو تم کہتی ہو تُم سے کرُوں گا کیونکہ میرے شہر کے تمام لوگ جانتے ہیں کہ تم پاک دامن عَورت ہو۔

اور یہ سچ ہے کہ مَیں نزدِیک کا قرابتی ہُوں لیکن ایک اَور بھی ہے جو قرابت میں مُجھ سے زِیادہ نزدِیک ہے۔

اِس رات تو ٹھہری رہ اور صُبح کو اگر وہ قرابت کا حق ادا کرنا چاہے تو خَیر وہ قرابت کا حق ادا کرے اور اگر وہ تمہارے ساتھ قرابت کا حق ادا کرنا نہ چاہے تو زِندہ خُداوند کی قَسم ہے مَیں تیرے ساتھ قرابت کا حق ادا کرُوں گا۔ صُبح تک تو تُم لیٹی رہو۔

سو وہ صُبح تک اُن کے پاؤں کے پاس لیٹی رہی اور پیشتر اِس سے کہ کوئی ایک دُوسرے کو پہچان سکے اُٹھ کھڑی ہُوئی کیونکہ اُنہوں

نے کہہ دِیا تھا کہ یہ ظاہِر ہونے نہ پائے کہ کھلیہان میں یہ عَورت آئی تھیں۔[107]

ظاہر ہے کہ نومی نے روتھ کو بوعز کے پاس بھیجا تاکہ وہ اس پر بوسہ زنی کا عمل کرے۔
ان کے قدموں میں لیٹنے کا یہی مطلب تھا۔ ۲ سموئیل کی کتاب میں (باب ۱۱) یہ کہتا ہے:

پِھر داؤُد نے اوریّاہ سے کہا کہ اپنے گھر جاؤ اور اپنے پاؤں دھو اور اوریّاہ بادشاہ کے محلّ سے نِکلا اور بادشاہ کی طرف سے اُس کے پیچھے پیچھے ایک تحفہ بھیجا گیا۔
پر اوریّاہ بادشاہ کے گھر کے آستانہ پر اپنے مالِک کے اور سب خادِموں کے ساتھ سویا اور اپنے گھر نہ گیا۔
اور جب اُنہوں نے داؤُد کو یہ بتایا کہ اوریّاہ اپنے گھر نہیں گیا تو داؤُد نے اوریّاہ سے کہا کیا تم سفر سے نہیں آئے؟ پس تُم اپنے گھر کیوں نہ گئے؟
اوریّاہ نے داؤُد سے کہا کہ صندُوق اور اِسرائیلؔ اور یہُوداہ جھونپڑیوں میں رہتے ہیں اور میرا مالِک یوآب اور میرے مالِک کے خادِم کُھلے مَیدان میں ڈیرے ڈالے ہُوئے ہیں تو کیا مَیں اپنے گھر جاؤُں اور کھاؤُں پیوں اور اپنی بیوی کے ساتھ سوؤُں؟ آپ کی حیات اور آپ کی جان کی قَسم مُجھ سے یہ بات نہ ہو گی۔[108]

واضح طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ جب داؤد نے اوریاہ کو اپنے گھر جانے اور اپنے پاؤں دھونے کو کہا تو اس کا مطلب دراصل اپنی بیوی سے بوس و کنار کرنے کے لیے جانا تھا۔ اس طرح، "پاؤں" درحقیقت جننانگوں کے لیے ایک لفظ ہے۔
ایک اور ثبوت کہ انجیل میں "پاؤں" کا مطلب مردانہ اعضاء ہے۔

امریکی معیاری ورژن میں ۱ سموئیل کی کتاب میں یہ کہا گیا ہے:

[107] مقدس انجیل، کتاب روتھ، باب ۳، آیات ۱ - ۱۴
[108] مقدس انجیل، کتاب ۲ ساموئیل، باب ۱۱، آیات ۸ - ۱۱

"اور وہ راستہ میں بھیڑسالوں کے پاس پُہنچے جہاں ایک غار تھا اور ساؤُل اُس غار میں فراغت کرنے گُھسے اور داؤُد اپنے لوگوں سمیت اُس غار کے اندرُونی خانوں میں بَیٹھے ہوئے تھے۔[109]

نیا بین الاقوامی ورژن کا ترجمہ یہ ہے:

وہ راستے میں بھیڑوں کے قلموں کے پاس آئے۔ وہاں ایک غار تھا، اور ساؤل ہلکہ ہونے کے لیے اندر گئے۔ داؤد اور ان کے لوگ غار میں بہت پیچھے تھے۔

اب اگر ہم درج ذیل آیات پر غور کریں تو بہت سے راز کھل جاتے ہیں۔ لوقا کی انجیل (باب ۷) میں یہ لکھا ہے:

پِھر کِسی فریسی نے عیسی سے درخواست کی کہ میرے ساتھ کھانا کھائیے۔ پس وہ اُس فریسی کے گھر جا کر کھانا کھانے بیٹھے۔
تو ایک بدچلن عَورت جو اُس شہر کی تھی، یہ جان کر کہ عیسی فریسی کے گھر میں کھانا کھانے بیٹھے ہیں سنگِ مرمر کے عِطردان میں عِطر لے آئی۔
اور اُس کے پاؤں کے پاس روتی ہُوئی کھڑی ہو کر ان کے پاؤں آنسُوؤں سے بھگونے لگی اور اپنے سر کے بالوں سے اُن کو پونچھا اور ان کے پاؤں بُہت چُومے اور اُن پر عِطر لگایا۔
ان کی دعوت کرنے والا فریسی یہ دیکھ کر اپنے جی میں کہنے لگا کہ اگر یہ شخص نبی ہوتا تو جانتا کہ جو اُسے چوم رہی تھی وہ کَون اور کَیسی عَورت ہے کیونکہ وہ بدچلن ہے۔
عیسی نے جواب میں اُس سے کہا اَے شمعُوَن مُجھے تم سے کُچھ کہنا ہے۔ اُس نے کہا اَے اُستاد فرمایئے۔
عیسی نے فرمایا، کِسی ساہُوکار کے دو قرض دار تھے۔ ایک پانسَو دِینار کا دُوسرا پچاس کا۔
جب اُن کے پاس ادا کرنے کو کُچھ نہ رہا تو ساہوکار دونوں کو بخش دِیا۔ پس اُن میں سے کَون اُس سے زِیادہ مُحبّت رکھّے گا؟
شمعُوَن نے جواب میں کہا میری دانِست میں وہ جِسے اُس نے زِیادہ بخشا۔
اُس نے اُس سے کہا تم نے ٹھِیک فَیصلہ کِیا۔

[109] مقدس انجیل، کتاب ۱ ساموئیل، باب ۲۴، آیات ۳

اور اُس عَورت کی طرف پِھر کر اُس نے شمعُون سے کہا کیا تم اِس عَورت کو دیکھتے ہو؟ مَیں تمہارے گھر میں آیا۔ تم نے میرے پاؤں دھونے کو پانی نہ دِیا مگر اِس نے میرے پاؤں آنسوؤں سے بھگو دِئے اور اپنے بالوں سے پونچھے۔
تم نے مُجھ کو بوسہ نہ دِیا مگر اِس نے جب سے مَیں آیا ہُوں میرے پاؤں چُومنا نہ چھوڑا۔
تم نے میرے سر میں تیل نہ ڈالا مگر اِس نے میرے پاؤں پر عِطر ڈالا ہے۔
اِسی لِئے مَیں تُم سے کہتا ہُوں کہ اِس کے گُناہ جو بُہت تھے مُعاف ہُوئے کیونکہ اِس نے بُہت مُحبّت کی مگر جِس کے تھوڑے گُناہ مُعاف ہُوئے وہ تھوڑی مُحبّت کرتا ہے
اور اُس عَورت سے کہا تمہارے گُناہ مُعاف ہُوئے۔[110]

فریسی بیزار نہ ہوتا اور عیسی کی نبوت سے صرف اس وجہ سے انکار نہ کرتا کہ ایک گنہگار عورت نے اس کے قدم چومے۔

تاہم، اگر کوئی گنہگار طوائف اس پر بوسہ زنی عمل کرتی تو اسے شدید شکوک پیدا ہوتے۔

چونکہ "پاؤں" جنسی اعضاء کے لیے ایک ہجوم ہے، اس لیے اس عورت نے عیسی کے جنسی اعضاء کو چوما اور ان پر بوسہ زنی کا عمل کیا۔

اس طرح ان کی منی کے استعمال سے اس کے تمام گناہ معاف ہو گئے۔ جب فریسی نے اندر جا کر اسے دیکھا تو یہ بات سمجھ سے بالا تر تھی۔ اس کے نتیجے میں وہ ایمان کھو بیٹھا۔

ایک اور عجیب و غریب روایت میں، عیسی مسیح اپنی قریبی شاگرد مریم مگدلیہ کے سامنے ایک معجزہ کرتے ہیں۔

Epiphanius of Salamis

[110] مقدس انجیل، کتاب لوقا، باب ۷، آیات ۳۶ - ۴۸

ریکارڈ کرتا ہے کہ علمی متن "مریم کے عظیم سوالات" میں ایک واقعہ شامل ہے،، س میں عیسیٰ مریم مگدلیہ کو ایک پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے، جہاں انہوں نے ایک عورت کو اپنے پہلو سے نکالا اور اس کے ساتھ جنسی تعلق میں مشغول ہو گئے۔
:پھر انزال ہونے پر عیسیٰ نے اپنی منی پی لی اور مریم سے کہا
"اس طرح ہمیں کرنا ہے، کہ ہم زندہ رہیں۔"
یہ سن کر، مریم فوراً بے ہوش ہو گئی، جس کے جواب میں عیسی نے اُن کی مدد کی اور اُن سے کہا، "اے کم اعتقاد والی، تُو نے شک کیوں کیا؟"[111]

اور اسی طرح ہم اسلام سے یہ بھی جانتے ہیں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جسمانی رطوبتیں پاک کرنے والی تھیں اور گناہوں کو مٹانے کا باعث تھیں۔

ہمارے پاس وہ مشہور روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک برتن میں پیشاب کیا اور اسے اپنے بستر کے نیچے رکھ دیا۔ ایک عورت جو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گھر کی صفائی کر رہی تھی اس نے پی لیا۔ بعد میں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس سے پوچھا کہ پیشاب کہاں ہے، تو اس نے جواب دیا کہ میں نے اسے پی لیا ہے۔

پھر آپ نے اس سے کہا: "آگ تیرے پیٹ کو کبھی نہیں چھوئے گی۔"[112]

جس کا مطلب ہے کہ آپ میرے جسمانی رطوبتوں کی وجہ سے پاک ہو گئی ہو- منی پیشاب سے زیادہ صاف ہے اور اگر نبی کا پیشاب پاک کرتا ہے تو ماننا چاہیے کہ آپ کی منی بھی پاک کرتی ہے۔

اگر کوئی مان لے کہ شیطان نجس ہے اور قابیل نجس ہے اور ان کی اولاد نجس ہیں تو اس کی منی بھی نجس ہے اور نجس کرتی ہے۔
ہر چیز کا الٹ ہونا ضروری ہے، اگر ناپاک لوگ ہوتے ہیں تو پاکیزہ لوگ کا ہونا بھی ضروری ہے۔

[111] Panarion, Epiphanius of Salamis 26.8.1-3

[112] تلخيص الحبير، ابن حجر العسقلاني، كتاب الطهارة، ص. 46

اگر نجس منی ہوا کرتی ہے تو ضروری ہے کہ پاک منی بھی ہو۔
اور اگر ایسی منی ہوتی ہے جو نجس کرتی ہے تو ایسی بھی منی ہوتی ہوگی جو پاک کرتی ہو۔

یہ سب انجیل میں عیسی کے آخری معجزے کا مرحلہ طے کرتا ہے اور وہ ہے لعزر کا موت سے واپس زندہ ہوجانا۔ یوحنا کی کتاب میں (باب ۱۱) یہ بیان ہے:

لعزر کی مَوت

مریمؔ اور اُس کی بہن مرتھا کے گاؤں بیت عَنیاہ کا لعزر نام ایک آدمی بیمار تھا۔
یہ وُہی مریمؔ تھی جس نے خُداوند پر عِطر ڈال کر اپنے بالوں سے اُس کے پاؤں پونچھے۔ اِسی کا بھائی لعزر بیمار تھا۔
پس اُس کی بہنوں نے اُسے یہ کہلا بھیجا کہ اَے مولا! دیکھئے جسے آپ عزیز رکھتے ہیں وہ بیمار ہے۔
عیسی نے سُن کر کہا کہ یہ بیماری مَوت کی نہیں بلکہ خُدا کے جلال کے لِئے ہے تاکہ اُس کے وسیلہ سے خُدا کے بیٹے کا جلال ظاہر ہو۔
اور عیسی مرتھا اور اُس کی بہن اور لعزر سے مُحبّت رکھتے تھے۔
پس جب انہوں نے سُنا کہ وہ بیمار ہے تو جس جگہ تھے وہیں دو دِن اور رہے۔
پھر اُس کے بعد شاگِردوں سے کہا آؤ پھر یہُودیہ کو چلیں۔
شاگِردوں نے ان سے کہا اَے ربیّ! ابھی تو یہُودی آپ کو سنگسار کرنا چاہتے تھے اور آپ پھر وہاں کیوں جانا چاہ رہے ہیں؟
عیسی نے جواب دِیا کیا دِن کے بارہ گھنٹے نہیں ہوتے؟ اگر کوئی دِن کو چلے تو ٹھوکر نہیں کھاتے کیونکہ وہ دُنیا کی رَوشنی دیکھتے ہیں۔
لیکن اگر کوئی رات کو چلے تو ٹھوکر کھاتا ہے کیونکہ اُس میں رَوشنی نہیں۔
اُنہوں نے یہ باتیں کہیں اور اِس کے بعد اُن سے کہنے لگے کہ ہمارا دوست لعزر سو گیا ہے لیکن مَیں اُسے جگانے جا رہا ہوں۔
پس شاگِردوں نے ان سے کہا اَے مولا! اگر سو گیا ہے تو ٹھیک ہو جائے گا۔
عیسی نے تو اُس کی مَوت کی بابت کہا تھا مگر وہ سمجھے کہ آرام کی نیند کی بابت کہا۔
تب عیسی نے اُن سے صاف کہہ دِیا کہ لعزر مَر گیا ہے۔

اور مَیں تُمہارے سبب سے خُوش ہُوں کہ میں وہاں نہ تھا تاکہ تُم اِیمان لاؤ لیکن آؤ ہم اُس کے پاس چلیں۔
پس توما نے جِسے توام کہتے تھے اپنے ساتھ کے شاگِردوں سے کہا کہ آؤ ہم بھی چلیں تاکہ ہم بھی اُس کے ساتھ مرجائیں۔

عیسی لعزر کی بہنوں کو تسلی دیتے ہیں

پس عیسی کو آکر معلُوم ہُوا کہ اُسے قَبر میں رکھّے چار دِن ہُوئے ہیں۔
بَیت عَنِیاَہ یرو شلِیم کے نزدِیک قرِیباً دو مِیل کے فاصِلہ پر تھا۔
اور بُہت سے یہُودی مرتھا اور مریمؔ کو اُن کے بھائی کی موت پر تسلّی دینے آئے تھے۔
پس مرتھا عیسی کے آنے کی خبر سُن کر ان سے مِلنے کو گئی لیکن مریمؔ گھر میں ہی بَیٹھی رہی۔ 21مرتھا نے عیسی سے کہا اَے مولا ! اگر آپ یہاں ہوتے تو میرا بھائی نہ مَرتا۔
اور اب بھی مَیں جانتی ہُوں کہ جو کُچھ آپ خُدا سے مانگیں گے وہ آپ کو دے گا۔
عیسی نے ان سے کہا تمہارا بھائی جی اُٹھے گا۔
مرتھا نے اُس سے کہا مَیں جانتی ہُوں کہ قِیامت میں آخِری دِن وہ جی اُٹھے گا۔
عیسی نے ان سے کہا قِیامت اور زِندگی تو مَیں ہُوں۔ جو مُجھ پر اِیمان لائے گا وہ مَر جائے تَو بھی زِندہ رہے گا۔
اور جو کوئی زِندہ ہے اور مُجھ پر اِیمان لائے وہ ابد تک کبھی نہ مَرے گا۔ کیا تم اِس پر اِیمان رکھتی ہو؟
اُس نے اُس سے کہا ہاں اَے مولا مَیں اِیمان لا چُکی ہُوں کہ خُدا کا بیٹا مسِیح جو دُنیا میں آنے والا تھا وہ آپ ہی ہیں۔

عیسی روتے ہیں

یہ کہہ کر وہ چلی گئی اور چُپکے سے اپنی بہن مریمؔ کو بُلا کر کہا کہ اُستاد یہاں پر ہے اور تمہیں بلا رہے ہیں۔
وہ سُنتے ہی جلد اُٹھ کر اُن کے پاس آگئی۔
(عیسی ابھی گاؤں میں نہیں پہنچے تھے بلکہ اُسی جگہ تھے جہاں مرتھا اُن سے مِلی تھی)۔
پس جو یہُودی گھر میں مریم کے پاس تھے اور اُسے تسلّی دے رہے تھے یہ دیکھ کر کہ مریمؔ جلدی سے اُٹھ کر باہر گئی۔ اِس خیال سے اُن کے پیچھے ہو لِئے کہ وہ قبر پر رونے کے لیے جا رہی ہیں۔

جب مریمؔ اُس جگہ پُہنچی جہاں عیسی تھے اور اُنہیں دیکھا تو اُن کے قَدموں پر گِر پڑی اور ان سے کہا اَے مولا اگر آپ یہاں ہوتے تو میرا بھائی نہ مَرتا۔

جب عیسی نے انہیں اور اُن یہُودِیوں کو جو ان کے ساتھ آئے تھے روتے دیکھا تو دِل میں نِہایت رنجیدہ ہوئے اور گھبرا کر کہا۔ تُم نے اُسے کہاں رکھّا ہے؟ اُنہوں نے کہا اَے مولا ! چل کر دیکھ لیں۔

عیسی کے آنسُو بہنے لگے۔

پس یہُودِیوں نے کہا دیکھو وہ ان کو کیسے عزِیز تھے۔

لیکن اُن میں سے بعض نے کہا کیا یہ شخص جِس نے اندھے کی آنکھیں کھولیں اِتنا نہ کر سکا کہ یہ آدمی نہ مَرتا؟

لعزر کو زِندہ کِیا جاتا ہے

عیسی پِھر اپنے دِل میں نِہایت رنجِیدہ ہو کر قبر پر آئے۔ وہ ایک غار تھا اور اُس پر پتّھر دَھرا تھا۔ 39 عیسی نے کہا پتّھر کو ہٹاؤ۔ مَرے ہُوئے شخص کی بہن مرتھا نے ان سے کہا۔ اَے مولا ! اُس میں سے تو اب بدبُو آرہی ہے کیونکہ اُسے چار دِن ہو گئے ہیں۔

عیسی نے ان سے کہا کیا مَیں نے تم سے کہا نہ تھا کہ اگر تم اِیمان لاؤ گی تو خُدا کے جلال کو دیکھو گی؟

پس اُنہوں نے اُس پتّھر کو ہٹا دِیا۔ پِھر عیسی نے آنکھیں اُٹھا کر کہا اَے باپ مَیں تیرا شُکر کرتا ہُوں کہ تُو نے میری سُن لی۔ اور مُجھے تو معلُوم تھا کہ تُو ہمیشہ میری سُنتا ہے مگر اِن لوگوں کے باعِث جو آس پاس کھڑے ہیں مَیں نے یہ کہا تا کہ وہ اِیمان لائیں کہ تُو ہی نے مُجھے بھیجا ہے۔

اور یہ کہہ کر اُس نے بُلند آواز سے پُکارا کہ اَے لعزر نِکل آؤ !

جو مَر گیا تھا وہ کفَن سے ہاتھ پاؤں بندھے ہُوئے نِکل آیا اور اُس کا چِہرہ رُومال سے لپٹا ہُوَا تھا۔ عیسی نے اُن سے کہا اُسے کھول کر جانے دو۔[113]

"The Secret Gospel of Mark" نامی ایک علمی متن میں، اس واقعے کے بارے میں اضافی معلومات دی گئی ہیں:

[113] مقدس انجیل، کتاب یوحنا، باب ۱۱، آیات ۱ - ۴۴

"اور وہ بیت عنیاہ میں آئے۔ اور وہاں ایک عورت تھی جس کا بھائی مر گیا تھا۔ اور، آکر وہ عیسی کے آگے سجدہ ریز ہو گئی اور اس سے کہا، "اے ابن داود، مجھ پر رحم کر۔" لیکن حواریوں نے اسے ڈانٹا۔ اور عیسی غضبناک ہو کر اس کے ساتھ باغ میں گئے جہاں قبر تھی اور فوراً ہی قبر سے ایک بڑی چیخ سنائی دی۔
لیکن وہ نوجوان، ان کی طرف دیکھ کر ان سے پیار کرنے لگے اور ان سے منت کرنے لگے کہ وہ اُس کے ساتھ رہے۔ اور وہ قبر سے نکل کر جوان ان کے گھر میں آئے کیونکہ وہ امیر تھا۔ اور چھ دن کے بعد عیسی نے اسے بتایا کہ کیا کرنا ہے اور شام کو نوجوان اس کے پاس آئے، اپنے ننگے بدن پر کتان کا کپڑا اوڑھے ہوئے۔ اور وہ اُس رات ان کے ساتھ رہے، کیونکہ عیسی نے اُسے خدا کی بادشاہی کا بھید سکھایا تھا۔ اور وہاں سے اٹھ کر وہ دریائے یردن کی دوسری طرف لوٹ گئے۔"[114]

یہاں مفہوم یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے لعزر کو مردوں میں سے زندہ کرنے کے بعد لعزر کو دین کے اسرار کا تعارف دیا اور اسے روح سے معمور کیا۔

اتنے بڑے معجزے کو دیکھنے کے بعد حواریوں نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) سے التجا کی کہ وہ انہیں سکھائیں اور روح القدس سے بھی معمور کریں، تاکہ وہ بھی وہی کارنامے انجام دے سکیں جو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے کیے تھے۔
تاہم ان کا ایمان متزلزل اور نامکمل تھا، حتیٰ کہ قرآن کریم بھی اس کی گواہی دیتا ہے کہ:

جب عیسیٰؑ نے ان کی طرف سے نافرمانی اور (نیت قتل) دیکھی تو کہنے لگے کہ کوئی ہے جو خدا کا طرف دار اور میرا مددگار ہو حواری بولے کہ ہم خدا کے (طرفدار اور آپ کے) مددگار ہیں ہم خدا پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہیں کہ ہم فرمانبردار ہیں ﴿ ۵۲ ﴾[115]

مزید برآں، انجیلوں میں وہ شاگردوں کو کئی بار سزا دیتے ہیں اور ان پر ایمان میں کمزور ہونے کا الزام لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ان کا انکار کریں گے۔

---

[114] مارک کی خفیہ انجیل

[115] قرآن مجید، سورہ ۳، آیت ۵۲

اتنے معجزات دیکھنے بعد، حواریوں کے ایمان میں کمزوری آنے کی کیا وجہ ہوگی؟ کیا حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے ایمان میں کمزور لوگوں کو حوار کے طور پر منتخب کیا؟ یا یہ کسی اور وجہ سے تھا؟

سورۃ المائدہ یا "دسترخوان" میں جس کا نام آخری عشائیہ کے دسترخوان کے نام پر رکھا گیا ہے، حواریوں کے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) سے اس آخری کھانے اور دعوت کے لیے منت کرنے کا واقعہ قرآن کریم نے بیان کیا ہے:

(وہ قصہ بھی یاد کرو) جب حواریوں نے کہا کہ اے عیسیٰ بن مریم ! کیا تمہارا پروردگار ایسا کر سکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے (طعام کا) خوان نازل کرے؟ انہوں نے کہا کہ اگر ایمان رکھتے ہو تو خدا سے ڈرو ۔ وہ بولے کہ ہماری یہ خواہش ہے کہ ہم اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل تسلی پائیں اور ہم جان لیں کہ آپ نے ہم سے سچ کہا ہے اور ہم اس (خوان کے نزول) پر گواہ رہیں ۔ (تب) عیسیٰ بن مریم نے دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار ! ہم پر آسمان سے خوان نازل فرما کہ ہمارے لیے (وہ دن) عید قرار پائے یعنی ہمارے اگلوں اور پچھلوں (سب) کے لیے اور وہ تیری طرف سے نشانی ہو اور ہمیں رزق دے تو بہتر رزق دینے والا ہے ۔ خدا نے فرمایا میں تم پر ضرور خوان نازل فرماؤں گا لیکن جو اس کے بعد تم میں سے کفر کرے گا اسے ایسا عذاب دوں گا کہ اہل عالم میں کسی کو ایسا عذاب نہ دیا ہوگا ۔[116]

تو ظاہر ہے، حواریوں نے کھانے کی درخواست کی، لیکن عام کھانے کی طرح نہیں، بلکہ آسمان سے کھانا مانگا۔
حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ خدا کا خوف کرو، کیونکہ اگر تم نے اس طرح کی درخواست کی اور اس کے بعد کفر کیا تو خدا نے کہا کہ وہ تمہیں ایسی سزا دے گا جو کسی اور کو نہیں دی۔ واضح طور پر، کھانا خود ایک ایسی چیز ہے جو شک کا باعث بن سکتی ہے۔ خدا یہ جانتا تھا اور عیسی یہ جانتے تھے۔ خُدا نے یہ میز اُن پر اتاری اور یہ واقعہ انجیل میں "آخری عشائیہ'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ قرآن پاک کے پورے پانچویں باب کا نام "آخری عشائیہ" کے حوالے سے "دسترخوان" رکھا گیا ہے۔
یہ "آخری عشائیہ''، یہوداس اسکریوتی کو مکمل طور پر کفر اور مرتد کرنے کا باعث بنا۔ یہی "آخری عشائیہ" تھا جس نے دوسرے حواریوں کو ہلا کر رکھ دیا اور انہیں عیسیٰ (علیہ السلام) پر شک اور انکار کرنے کا باعث بنا۔

[116] قرآن مجید، سورہ ۵، آیات ۱۱۲-۱۱۵

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے ان کی درخواست منظور کی اور آخری عشائیہ منعقد ہوئی۔ سب سے پہلے، ہم اس بات کا جائزہ لینا چاہتے ہیں کہ آخری عشائیہ میں کیا ہوا تھا۔

ان واقعات میں سے ایک یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے حواریوں کے پاؤں دھوئے۔ جب حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) حواریوں کے پاؤں کو غسل دینے گئے، انہوں نے پہلے سخت اعتراض کیا۔ "پاؤں دھونے" کے پہلے واضح معنی پر، معنی اور واقعہ بہت مختلف ہو جاتے ہیں:

عیسیٰ یہ جانتے تھے کہ باپ نے سب چِیزیں ان کے ہاتھ میں کر دی ہیں اور انہوں نے کہا مَیں خُدا کے پاس سے آیا اور خُدا ہی کے پاس جاؤں گا۔
دسترخوان سے اُٹھ کر کپڑے اُتارے اور رُومال لے کر اپنی کمر میں باندھ دیا۔
اِس کے بعد برتن میں پانی ڈال کر شاگردوں کے پاؤں دھونے اور جو رُومال کمر میں بندھا تھا اُس سے پونچھنے شرُوع کر دیے۔
پِھر وہ شمعُون پطرس تک پہنچے۔ انہوں نے ان سے کہا اَے مولا! کیا آپ میرے پاؤں دھوتے ہیں؟
عیسیٰ نے جواب میں ان سے کہا کہ جو مَیں کر رہا ہوں تم اب نہیں جانو گے مگر بعد میں سمجھو گے۔
پطرس نے ان سے کہا کہ آپ میرے پاؤں ابد تک کبھی نہیں دھونے پاؤ گے۔
عیسیٰ نے انہیں جواب دِیا کہ اگر مَیں تمہیں نہ دھوؤں تو تم میرے ساتھ شرِیک نہیں ہو سکتے۔
شمعُون پطرس نے ان سے کہا اَے مولا! صِرف میرے پاؤں ہی نہیں بلکہ ہاتھ اور سر بھی دھو دے۔
عیسیٰ نے ان سے کہا جو نہا چُکا ہے اُس کو پاؤں کے سِوا اَور کُچھ دھونے کی حاجت نہیں بلکہ سراسر پاک ہے اور تُم پاک ہو لیکن سب کے سب نہیں۔
چُونکہ وہ اپنے پکڑوانے والے کو جانتا تھا اِس لِئے انہوں نے کہا تُم سب پاک نہیں ہو۔
پس جب وہ اُن کے پاؤں دھو چکے اور اپنے کپڑے پہن کر پِھر بَیٹھ گئے تو اُن سے کہا کیا تُم جانتے ہو کہ مَیں نے تُمہارے ساتھ کیا کِیا؟
تُم مُجھے اُستاد اور مولا کہتے ہو اور خُوب کہتے ہو کیونکہ مَیں ہُوں۔
پس جب مُجھ مولا اور اُستاد نے تُمہارے پاؤں دھوئے تو تُم پر بھی فرض ہے کہ ایک دُوسرے کے پاؤں دھویا کرو۔

کیونکہ مَیں نے تُم کو ایک نمُونہ دِکھایا ہے کہ جَیسا مَیں نے تُمہارے ساتھ کِیا ہے تُم بھی کِیا کرو۔ 16مَیں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ نَوکر اپنے مالِک سے بڑا نہیں ہوتا اور نہ بھیجا ہُوَا اپنے بھیجنے والے سے۔ 17اگر تُم اِن باتوں کو جانتے ہو تو مُبارک ہو بشرطیکہ اُن پر عمل بھی کرو۔ [117]

لہذا، آخری عشائیہ دراصل ایک تھا جس میں عیسی اور حواریوں نے ایک دوسرے کے پاؤں دھونے میں حصہ لیا تھا تاکہ شاگرد پاک ہو جائیں۔ یاد رکھیں عیسی نے ان سے کہا تھا کہ میرا گوشت کھاؤ اور میرا خون پیو۔ یہ معقول نہیں ہے کہ روٹی مسیح کا گوشت ہے اور شراب ان کا خون ہے۔ لیکن یہ کہ مرد کا گوشت اس کی منی ہے جو اس کی اولاد کو پیدا کرتی ہے۔ ارسطو (علیہ السلام) نے منی اور روح کے اعضاء کے بارے میں کہا اور لکھا، اور ان کا ایمان تھا کہ منی میں انسان کی روح کے چھوٹے چھوٹے حصے ہوتے ہیں۔ انسان کی روح کا وہ حصہ منی کے ذریعے انسان سے دوسرے انسان میں منتقل ہو جاتا ہے۔ اہل بیت (علیہم السلام) نے سکھایا کہ وہ انسانوں کی کمر میں روشنی ہیں۔ یعنی انسان کا نوریا روح ان کے منی سے جڑی ہوئی ہوتی ہے۔
حضرت سلمان فارسی سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:
"مجھے اور علی کو آدم کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے ایک نور سے پیدا کیا گیا تھا، پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا تو اس نے اس نور کو ان کی کمر میں رکھ دیا، اور یہ ایک سے ایک میں منتقل ہوا یہاں تک کہ ہم عبدالمطلب کی کمر میں جدا ہو گئے۔ میں نبوت اور علی جانشینی میں۔ [118]

یہ ان امروں میں سے ایک ہے جو عربوں کے لئے مشکل ہے، اور ایک ایسی حقیقت ہے جسے اللہ تعالی نے ایکراز کے طور پر رکھا۔ یہ ایک ایسا راز تھا جسے لوگ سنبھال نہیں سکتے تھے۔ ابو جعفر (علیہ السلام) نے کہا:
"قائم ایک نئے معاملے، ایک نئی کتاب اور ایک نئی شریعت لے کر آتے ہیں، جو عربوں کے لیے مشکل ہوتا ہے۔" [119]

---

[117] مقدس انجیل، کتاب یوحنا، باب ۱۳، آیات ۳ ۱۷

[118] بحار الانوار، علامہ المجلسی، ج ۳۵، صفحہ ۲۴

[119] کتاب الغیبہ، النعمانی، جز، صفحہ ۲۳۶

یہ وہ مقدس اتحاد ہے جو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے حواریوں کے درمیان ہوا جس سے وہ بعد میں تبدیل ہو گئے۔ اس کے بعد وہ روح القدس سے معمور ہو گئے اور عیسی کے ذریعے بہت سے معجزے کرنے کے قابل ہو گئے جو اب ان کے اندر تھے۔

لیکن ان کے شک دور ہونے کے بعد ہی۔ یہی وہ چیز تھی جس کی وجہ سے وہ عیسیٰ (علیہ السلام) کی گرفتاری کے وقت ان سے بھاگ گئے۔ ان کا خیال تھا کہ ان کی گرفتاری اس عجیب رسم کی سزا ہے۔ یہ بھی یہی وجہ ہے کہ یہوداہ نے غداری کی۔ وہ یہ برداشت نہ کر سکا۔ اہل بیت (علیہم السلام) سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے ساتھیوں سے بھاری باتیں کیں جس کے سننے کے بعد وہ صریح دشمن بن گئے۔

ابی یعفور کی حدیث میں ہے:

"اور عیسی نے اپنے لوگوں سے ایک ایسی بات کہی جسے وہ برداشت نہ کر سکے تو انہوں نے ان کے خلاف بغاوت کی..."[120]

تو یہ سچی کہانی ہے کہ کیوں عیسیٰ (علیہ السلام) کے پیروکار ان سے کفر کرتے تھے، ان کے ساتھی یہوداہ نے ان کے ساتھ کیوں غداری کی تھی، اور یہودیوں نے انہیں کیوں مصلوب کیا تھا۔ کیونکہ وہ منی کے استعمال سے متعلق ان کی تعلیمات کو سنبھال نہیں سکتے تھے جسے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے سکھائی تھیں کہ اس میں روح موجود ہوتی ہے۔

خدا نے اپنی روح سے آدم (علیہ السلام) میں پھونکی اور یہ روح روح القدس تھی۔ یہ خلیفہ سے خلیفہ تک، ہجت سے ہجت تک، اس شخص کے منی میں منتقل ہوئی تھی۔

جب مریم، مادر عیسی نے بولا کہ وہ روح القدس سے حاملہ ہوگئیں ہیں، ان کا مطلب یہ تھا کہ وہ اللہ کہ کسی رسول کے ذریعے حاملہ ہوئی ہیں، یا کسی حجت اللہ کے ذریعے- اور وہ اپنے پیٹ میں روحالقدس کو سنبھال رہی ہیں۔

یہ اس وقت معلوم تھا۔ فلپ کی انجیل میں لکھا ہے:

"کچھ نے کہا، "مریم روح القدس سے حاملہ ہوئیں۔" وہ غلطی پر ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ عورت سے کب حمل ہوا؟ مریم وہ کنواری ہے جسے کسی طاقت نے ناپاک نہیں کیا۔ وہ عبرانیوں کے لیے ایک عظیم المیہ ہے، جو رسول اور

[120] بحار الانوار، علامہ المجلسی، ج ۵۲، صفحہ ۳۷۵

رسالہ پانے والے افراد ہیں۔ یہ کنواری جسے کسی طاقت نے ناپاک نہیں کیا [...] طاقتیں خود کو ناپاک کرتی ہیں۔ اور رب "میرا باپ جو آسمان میں ہے" نہیں کہتے اگر ان کے کوئی اور والد نہ ہوتے، وہ خالی 'میرے والد' کہتے۔"[121]

یہاں تک کہ قرآن پاک میں بھی یہ بتایا گیا ہے کہ روح القدس ان کے پاس ایک آدمی کی شکل میں آئی:

اور کتاب (قرآن) میں مریم کا بھی مذکور کرو، جب وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر مشرق کی طرف چلی گئیں ۔ تو انہوں نے ان کی طرف سے پردہ کرلیا۔ (اس وقت) ہم نے ان کی طرف اپنا فرشتہ بھیجا۔ تو ان کے سامنے ٹھیک آدمی (کی شکل) بن گیا ۔ مریم بولیں کہ اگر تم پرہیزگار ہو تو میں تم سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ میں تو تمہارے پروردگار کا بھیجا ہوا (یعنی فرشتہ) ہوں (اور اس لئے آیا ہوں) کہ تمہیں پاکیزہ لڑکا بخشوں۔ مریم نے کہا کہ میرے ہاں لڑکا کیونکر ہوگا مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں اور میں بدکار بھی نہیں ہوں۔ (فرشتے نے) کہا کہ یونہی (ہوگا) تمہارے پروردگار نے فرمایا کہ یہ میرے لیے آسان ہے۔ اور (میں اسے اسی طریق پر پیدا کروں گا) تاکہ ان کو لوگوں کے لئے اپنی طرف سے نشانی اور (ذریعۂ) رحمت اور (مہربانی) بناؤں اور یہ کام مقرر ہوچکا ہے[122] ۔

پس روح القدس خُدا کے خلیفہ کی کمر میں چلتی ہے، اور اس طرح یہ واضح ہو جاتا ہے کہ آخری عشائیہ دراصل پاکیزگی اور روح القدس کی منتقلی کی رسم کے طور پر کام کرتا ہے۔

یہ اس لیے تھا کہ اس وقت قابیل کی نسل اور آدم کی نسل میں اس قدر آمیزش ہو گئی تھی کہ یہ طریقہ جسم کو شیطان کی تاریکیوں سے پاک کرنے اور جسم کو نور اور پاکیزگی کی طرف لوٹانے کا طریقہ تھا۔ جوہر میں، یہ شیطان، قابیل اور اس کی اولاد کی تاریکی کو ہمارے جسموں سے الگ کرنے کا ایک نیا طریقہ تھا۔ پہلے عہد نامے میں قابیل کو آدم (علیہ السلام) کی اولاد کی جگہ سے خارج کردیا جاتا ہے، دوسرے عہد نامے کے آنے میں قابیل کی اولاد کی اکثریت بڑھ گئ۔ وہ معاشرے کے تمام پہلوؤں کو کنٹرول کر

[121] اِنجیل فیلیب

[122] قرآن مجید، سورہ ۱۹، آیات ۱۶- ۲۱

رہے تھے اور بنی آدم (علیہ السلام) کے ساتھ جنگ اور قتل کرنے کی کوشش کر رہے تھے، لہذا خدا ان کو مٹا دیتا ہے اور زمین کو سیلاب سے پاک کرتا ہے۔
تیسرے عہدنامے کے وقت تک، قابیل کے بیٹے زندہ رہتے ہیں اور خدا قابیل کے بیٹوں اور آدم کے بیٹوں کے درمیان علیحدگی کا حکم دیتا ہے اور ان کے لئے ختنہ ایک نشانی کے طور پر دیتا ہے۔
اس کے باوجود قابیل کے بیٹے گھس آتے رہے، یہودی روایات کو اپناتے رہے اور بنی آدم کے ساتھ شادی کرتے رہے۔
لہذا، عیسی جسم کو تاریکی سے پاک کرنے کا ایک نیا طریقہ لے کر آئے، روشنی کے استعمال کے ذریعے۔ کیونکہ انسان جو کچھ کھاتا ہے وہ وہی بن جاتا ہے۔

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا:

"مبارک ہے وہ شیر جسے آدمی کھاتا ہے، اور شیر آدمی بن جائے گا۔ اور ملعون وہ آدمی ہے جسے شیر کھائے اور شیر آدمی بن جاتا ہے۔"[123]

یہ خفیہ رسم اور علم جو آپ کو اب معلوم ہوا ہے وہ ایک ایسی چیز ہے جس کے بارے میں کیتھولک چرچ کے اقتدار میں رہنے والے جانتے ہیں۔ یہ بھی ایک وجہ ہے کہ کیتھولک چرچ کے بشپ اور کارڈینل نے چرچ کے اندر بچوں کے ساتھ مسلسل زیادتی کرنے کے لئے استعمال کیا ہے۔

آخری عشائیہ کی کچھ کیتھولک پینٹنگز اٹچ کی گئی ہیں جن میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے حواریوں میں سے ایک کی تصویر کشی کی گئی ہے جس میں اس رسم کو ان لوگوں کے لیے صاف نظر میں پینٹ کیا گیا ہے جو آنکھوں والے دیکھ سکتے ہیں۔

اور موسوی عہدنامے کے احکام عیسوی عہد جیسے ہی تھے، کچھ تبدیلیوں کے ساتھ، کیونکہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے متی کی کتاب میں کہا تھا:

[123] تھامس کی انجیل، قول 7

یہ نہ سمجھو کہ مَیں تَورَیت یا نبِیوں کی کِتابوں کو منسُوخ کرنے آیا ہُوں۔ منسُوخ کرنے نہیں بلکہ پُورا کرنے آیا ہُوں۔ [124]

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی زندگی میں قانون میں دیگر معمولی تبدیلیاں بھی کیں اور ان تبدیلیوں میں سے طلاق کی ممانعت تھی سوائے شدید ضرورت میں۔ انہوں نے تعدد ازدواج سے بھی منع کیا اور اسے زنا کے برابر قرار دیا، اگر کوئی مرد دوسری عورت سے شادی کرنے کی کوشش کرے۔

جب عیسیٰ یہ باتیں ختم کر چکے تو اَیسا ہُوَا کہ گلِیل سے روانہ ہو کر یَردن کے پار یہُودیہ کی سرحدّوں میں آئے۔
اور ایک بڑی بِھیڑ ان کے پِیچھے ہو لی اور انہوں نے وہاں پر لوگوں کے مرض کو شفا دی۔
اور فرِیسی انہیں آزمانے کو ان کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا ہر ایک سبب سے اپنی بیوی کو چھوڑ دینا روا ہے؟
انہوں نے جواب میں کہا کیا تُم نے نہیں پڑھا کہ جِس نے اُنہیں بنایا اُس نے اِبتدا ہی سے اُنہیں مَرد اور عَورت بنا کر کہا کہ
اِس سبب سے مَرد باپ سے اور ماں سے جُدا ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ رہے گا اور وہ دونوں ایک جِسم ہوں گے؟
پس وہ دو نہیں بلکہ ایک جِسم ہیں۔ اِس لِئے جِسے خُدا نے جوڑا ہے اُسے آدمی جُدا نہ کرے۔
اُنہوں نے اُس سے کہا پِھر مُوسیٰ نے کیوں حُکم دِیا ہے کہ طلاق نامہ دے کر چھوڑ دی جائے؟
عیسیٰ نے اُن سے کہا کہ مُوسیٰ نے تُمہاری سخت دِلی کے سبب سے تُم کو اپنی بیوِیوں کو چھوڑ دینے کی اِجازت دی مگر اِبتدا سے اَیسا نہ تھا۔
اور مَیں تُم سے کہتا ہُوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سِوا کِسی اَور سبب سے چھوڑ دے اور دُوسری سے بیاہ کرے وہ زِنا کرتا ہے اور جو کوئی چھوڑی ہُوئی سے بیاہ کر لے وہ بھی زِنا کرتا ہے۔
شاگِردوں نے ان سے کہا کہ اگر مَرد کا بیوی کے ساتھ اَیسا ہی حال ہے تو بیاہ کرنا ہی اچھّا نہیں۔
عیسیٰ نے اُن سے کہا کہ سب اِس بات کو قبُول نہیں کر سکتے مگر وُہی جِن کو یہ قُدرت دی گئی ہے۔
کیونکہ بعض خوجے اَیسے ہیں جو ماں کے پیٹ ہی سے اَیسے پَیدا ہُوئے اور بعض خوجے اَیسے ہیں جِن کو آدمیوں نے خوجہ بنایا اور بعض خوجے اَیسے ہیں جِنہوں نے آسمان کی بادشاہی کے لِئے اپنے آپ کو خوجہ بنایا۔ جو قبُول کر سکتا ہے وہ قبُول کرے۔ [125]

[124] مقدس انجیل، کتاب متا، باب ۵، آیت ۱۷
[125] مقدس انجیل، کتاب متی، باب ۱۹، آیات ۱ - ۱۲

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو اپنے پاس اٹھالیا اور یہ عہد نامہ بنی اسحاق سے بنی اسماعیل (علیہ السلام) کے پاس منتقل ہوگیا، جب حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے انہیں ایک عرب رسول کی بشارت دی، جن کا نام احمد ہے جیسا کہ قرآن کریم بیان کرتا ہے:

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب مریمؑ کے بیٹے عیسیٰ نے کہا کے اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں (اور) جو (کتاب) مجھ سے پہلے آچکی ہے (یعنی) تورات اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک پیغمبر جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد ہوگا ان کی بشارت سناتا ہوں۔ (پھر) جب وہ ان لوگوں کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔[126]

اس کے ذریعہ خدائی وصیت اور عہد بنی اسرائیل سے عربوں تک انبیاء کے ایک طویل سلسلے کے ذریعے منتقل ہوا جس میں حضرت مانی بھی شامل تھے۔

ابو طالب جو کہ امیر المومنین علی (علیہ السلام) کے والد ہیں، جو آخری رسول محمد کی ظہور سے پہلے حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) کے آخری جانشین تھے، ان پر اور ان کے اہل بیت پر خدا کی دعائیں اور برکتیں ہوں۔

روایت ہے کہ امام موسیٰ کاظم (منہ السلام) سے ابو طالب اور اللہ کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں پوچھا گیا۔

آپ (منہ السلام) نے جواب دیا:

"ابو طالب نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو وصیت کی اور پھر ان کا انتقال ہوگیا۔"[127]

موسیٰ کے عہد نامے کو توڑنے کی وجہ سے بنی اسرائیل پر جو عذاب نازل ہوئے وہ رومیوں کے ہاتھوں یروشلم کے دوسرے ہیکل کی تباہی، اور بنی اسرائیل کو اس وعدے کی سرزمین سے بے دخل کرنا تھا جس کی طرف موسیٰ نے ان کی رہنمائی کی تھی۔

---

[126] قرآن مجید، سورہ ٦١، آیت ٦

[127] بحار الانوار، علامہ المجلسی، جز ٣٥، صفحہ ٧٣

وہ تقریباً دو ہزار سال تک بغیر کسی یہودی ریاست کے پوری دنیا میں بکھرے رہے، یہاں تک کہ وہ رومیوں کی مدد سے ایک بار پھر اس میں داخل ہو گئے۔
یہ خدا کے کلام اور پیشین گوئی کی تکمیل تھی جب اس نے قرآن پاک میں فرمایا:

اور ہم نے کتاب میں بنی اسرائیل سے کہہ دیا تھا کہ زمین میں تم دو دفعہ فساد مچاؤ گے اور بڑی سرکشی کرو گے۔[128]

نئے عہد کی نشانی مقدس کمیونین اور پیالی تھی، اور اس عہد کے ساتھ وعدہ شدہ زمین وہی تھی جو موسیٰ کے عہد کی تھی، سوائے اس کے کہ یہ بنی اسرائیل سے، جنہیں اب جلاوطن کر دیا گیا تھا، بنی اسماعیل کو منتقل کیا گیا تھا، عربوں کو، جو اس کے بعد ان تمام زمینوں پر آباد ہوئے جو موسیٰ (علیہ السلام) سے وعدہ کیے گئے تھے۔
نئے عہد کے پیروکاروں کو ایک دوسرے کے درمیان اس عمل کے ذریعے پہچانا جانا تھا جسے قابیل کا کوئی بیٹا برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ یہ بہت بھاری تھا اور عہد کی علامت تھی۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے پیروکار اس کے بعد صدیوں تک اس پر عمل کرتے رہے، حضرت مانی اور ان کے پیروکاروں سے شروع ہو کر عہد محمدی تک۔
یقیناً، یہ آپ میں سے بہت سے لوگوں کے لیے ایک پریشان کن تحریر ہے، لیکن ہمیں عیسیٰ (علیہ السلام) نے خبردار کیا تھا کہ ایسا ہی ہوگا۔ تھامس کی انجیل میں لکھا ہے:
"یہ وہ خفیہ باتیں ہیں جو زندہ عیسی نے کہی تھیں اور دیدیموس جوداس تھوماس نے ریکارڈ کی تھیں۔"
اور فرمایا کہ 'جس نے ان اقوال کی تعبیر جان لی وہ موت کا ذائقہ نہیں چکھے گا۔"

عیسی نے کہا، "جو ڈھونڈتے ہیں اُن کو ڈھونڈنا نہیں چھوڑنا چاہیے جب تک کہ ڈھونڈ نہ لیں۔ جب ملے، پریشان ہو جائیں گے۔ جب وہ پریشان ہوں گے، تو وہ حیران ہوں گے، اور سب پر حکومت کریں گے۔"[129]

[128] قرآن مجید، سورہ ۱۷، آیت ۴
[129] تھامس کی انجیل، ۱-۲

یہ تلخ اور پریشان کن سچائیاں امام احمد الحسن (منہ السلام) نے ظاہر کی ہیں تاکہ ہمیں موسوی عہد سے لے کر عیسوی عہد تک انسانیت کی روحانی اور ذہنی ترقی کی تاریخ کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد ملے۔

مشرقی سے لے کر مغربی مذاہب اور ثقافتوں تک، گائے کا پیشاب پینے کے روحانی فوائد اور طبی فوائد کے بارے میں وسیع عقائد، رسوم و رواج اور طریقے موجود ہیں (مثلاً، ہندو مت میں، اسلام میں)
اور اونٹ کا پیشاب (مثلاً، اسلام میں)۔ ہمیں ان طریقوں کی اصل جڑ، مقاصد، اور یہاں تک کہ بگاڑ کو بھی بہتر طور پر سمجھنے کی ضرورت ہے۔

دواؤں کے مقاصد کے لیے پیشاب کا استعمال مرکزی اسلامی روایات میں پایا جا سکتا ہے۔ صحیح بخاری کی درج ذیل روایت اس نکتے کو واضح کرتی ہے:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قبیلہ عکل یا عرینہ کے کچھ لوگ مدینہ آئے اور وہاں کی آب و ہوا ان کے موافق نہیں تھی، تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انہیں اونٹوں کے ریوڑ میں جانے اور ان کا دودھ اور پیشاب پینے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ ہدایت کے مطابق گئے اور صحت مند ہونے کے بعد انہوں نے رسول اللہ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور تمام اونٹوں کو بھگا دیا۔[130]

مشہور شیخ محمد ابن الحسن الحر العملی فرماتے ہیں: "اونٹوں اور گائے اور بھیڑ کا پیشاب پینے اور اس کا لعاب دہن اور اس کے پیشاب اور دودھ کو دوا کے طور پر استعمال کرنے کے جائز ہونے کے بارے میں ابی عبد اللہ فرماتے ہیں گائے کے پیشاب کے بارے میں، اور اس عمل کے جائز یا ناجائز ہونے کے بارے میں کہتے ہیں, "اگر اسے دوا کی ضرورت ہو تو وہ پی سکتا ہے اور اونٹ اور بھیڑ کا پیشاب بھی پی سکتا ہے۔"

[130] صحیح البخاری، وضو، جلد 1، کتاب ۴، نمبر ۲۳۴

ابا الحسن موسیٰ الکاظم (منہ السلام) فرماتے ہیں کہ "اونٹوں کا پیشاب اس کے دودھ سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے دودھ میں شفا رکھی ہے۔"[131]

آخرکار علی السیستانی نے فتویٰ دیا ہے کہ اونٹ، بھیڑ اور گائے کا پیشاب پینا جائز ہے۔[132]

اس منطق کی بنیاد پر کیا خالص انبیاء کے پیشاب اور/ یا منی میں بھی فائدہ نہیں ہو سکتا؟ آج بھی منی کے طبی فوائد طبی تحقیق اور مقبول ثقافت کا موضوع ہیں۔[133]

واضح رہے کہ یہ رسم جو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) آخری عشائیہ میں اپنے مرد حواریوں کو مدعو کر رہے تھے، غیر جنسی تھا۔ اس رسم کا مقصد روحانی شفا، افہام و تفہیم، اتحاد اور تاریکی سے پاکیزگی کو فروغ دینا تھا۔
قطع نظر، 'زندہ پانی' پینے کی یہ اقساط عیسی (علیہ السلام) کی ایک مختلف تصویر پیش کرتی ہیں جو چرچ کی طرف سے دی ہوئی تصویر سے مختلف ہے۔
مزید برآں، یہ ایک گہرا پیغام تھا جو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نہ صرف اپنے حواریوں کو بلکہ خدا کی تلاش میں آنے والی نسلوں کو بھیجنے کی کوشش کر رہے تھے۔ آخرکار، حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو جسمانی شفا دینے والے کے طور پر جانا جاتا تھا، لیکن اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ وہ دل کا علاج کرنے والے تھے۔
انہوں نے ہمیں جسم کے ختنہ (ابراہیمی عہد) سے دل کے ختنہ کی طرف منتقل کیا، یعنی دل اور روح کی پاکیزگی کی طرف، منی میں موجود روشنی کے استعمال سے۔

مقدس انجیل کہتی ہے، "خداوند کے لیے اپنا ختنہ کرو، اپنے دلوں کی چمڑی کو اُتار دو، اے یہوداہ اور یروشلم کے باشندو۔ ایسا نہ ہو کہ میرا غضب آگ کی طرح نکل جائے۔"[134]

---

[131] وصائل الشیعہ، الحرالعملی، جلد۔ ۲۵، ص۔ ۱۱۴

[132] المسائل المنتخبۃ، سید سیستانی، ص۴۶۹، شمارہ نمبر ۱۲۱۱

[133] 14 Things to Know About Swallowing Semen, Anderson, https://www.healthline.com/health/healthy-sex/swallowing-semen

[134] مقدس انجیل، یرمیاہ کی کتاب، باب ۴، آیت ۴

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) موسیٰ (علیہ السلام) کی شریعت کو پورا کرنے کے لیے تشریف لائے خصوصاً درج ذیل:

اِس لِئے اپنے دِلوں کا خَتنہ کرو اور آگے کو گردن کش نہ رہو۔[135]

اور خُداوند تمہارا خُدا تمہارے اور تمہاری اَولاد کے دِل کا خَتنہ کرے گا تاکہ تم خُداوند اپنے خُدا سے اپنے سارے دِل اور اپنی ساری جان سے مُحبّت رکھّے اور جِیتا رہے۔[136]

ہم اب ریڈر کو ان تلخ سچائیوں پر غور کرتے ہوئے چھوڑتے ہیں اور ہم ایک اہم وضاحت کے ساتھ پڑھنے والے کو چھوڑتے ہیں۔

آج، قائم آل محمد، ابا الصادق اور ان کے والد امام احمد الحسن (منہ السلام) اور ساتویں عہدنامے کے بردار ان انکشافات کو انسانی تاریخ کی حقیقت کو بہتر طور پر سمجھنے کا ذریعہ فراہم کرتے ہیں، اور چوتھے اور پانچویں عہدنامے کے درمیان انسانیت کی منتقلی کے ارد گرد کے سیاق و سباق اور حالات کو صحیح طرح سمجھنے کا ذریعہ فراہم کرتے ہیں۔
یہ پچھلے دو ہزار سالوں میں عیسی کی تعلیمات کے استعمال اور غلط استعمال کو بہتر طور پر سمجھنے کی بنیاد رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر، یہ انکشافات کیتھولک چرچ میں بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی، پادریوں کی برہمی، اور عیسی کے حقیقی جانشینوں کو مٹانے کو بہتر طور پر سمجھنے میں ہماری مدد کریں گے۔
یہ معاملہ بعد کے بابوں میں واضح ہو جائے گا خاص طور پر جب ہم عیسی (علیہ السلام) کی وزارت اور مصلوب ہونے کے بعد کے کھوئے ہوئے سالوں کے بارے میں مزید جانیں گے۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) واضح طور پر انسانیت کو ان طریقوں کی طرف ہر گز نہیں بلا رہے ہیں۔

---

[135] مقدس انجیل، کتاب استثنا، باب ۱۰، آیت ۱٦

[136] مقدس انجیل، کتاب استثنا، باب ۳۰، آیت ٦

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے حالات پر دو ہزار سال کے اسرار کے بعد اب وقت آگیا ہے کہ دنیا کڑوی سچائی چکھے۔ امام علی (منہ السلام) نے فرمایا:

"سچ کڑوا اور کھٹا ہوتا ہے اور جھوٹ میٹھا ہوتا ہے"۔[137] اگر آپ کو یہ تلخ لگا اور اگر آپ پریشان ہیں تو آپ کو مبارک ہو، کیونکہ آپ کو حقیقت مل گئی ہے۔

آخری عشائیہ کی کیتھولک پینٹنگز جو خفیہ رسم کی عکاسی کرتی ہیں:

[137] میزان الحکمۃ (حکمت کا پیمانہ)، محمد الریشہری، جلد۔ 1، ص۔ ٦٥٥

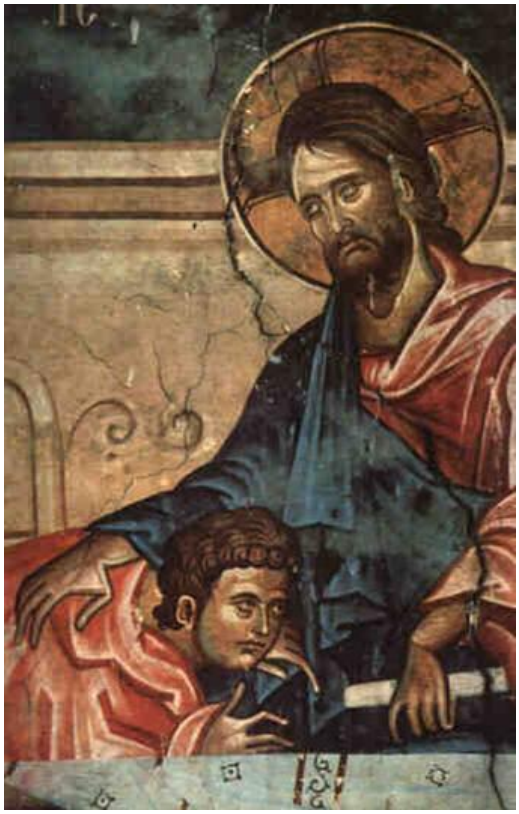

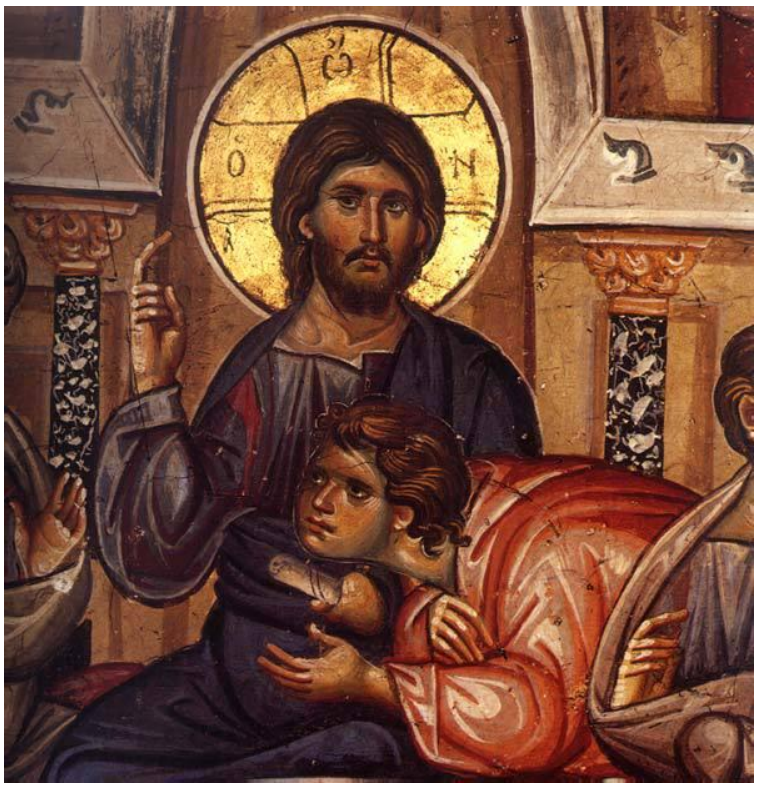

ἀπὸ τὸν μυστικὸ δεῖπνο
ΙΣ
ΧΣ
Ο
Η
ἀμὴν λέγω ὑμῖν ὅτι εἷς ἐξ ὑμῶν παραδώσει με
κύριε, τίς ἐστιν ὁ παραδώσε σε;
ι. μ. εὐαγγελισμὸς πάτμος 1995 διὰ χειρὸς † παρκέλης μοναχὸς

چھٹا باب

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ چھٹا عہد نامہ

بھلا مشرکوں کے لیے خدا اور اس کے رسول کے نزدیک عہد کیسے ہو سکتا ہے؟

عیسائی عہد نامہ عربوں کے ساتھ اس وقت تک جاری رہا جب تک ان میں ظلم، قتل، بت پرستی، شرک اور کفر میں اضافہ ہوا۔ ہر قبیلے کے پاس ایک دیو ہیکل کیوب کی شکل میں عبادت گاہ تھی اور انہوں نے ان کو لاٹھیوں اور پتھروں سے بنے سینکڑوں بتوں سے بھر دیا[138]۔ وہ زمینیں جو کبھی ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کے پیروکاروں سے بھری ہوئی تھیں اب وحشی بت پرستوں سے بھر گئی تھیں۔ عربوں نے اپنے کفر، ایک دوسرے سے نفرت اور ایک دوسرے سے جنگ کرنے کے ذریعے عیسائی عہد نامہ کو مکمل طور پر توڑ دیا تھا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پیدائش سے پہلے کے دنوں میں عرب قبائل پورے خطے میں بکھرے ہوئے تھے اور ایک دوسرے کے ساتھ مسلسل جنگ میں تھے۔

وہ نوزائیدہ بچیوں کو زندہ دفن کرنے جیسے سنگین ترین جرائم کا ارتکاب کر رہے تھے۔ ان کے غیر انسانی اعمال کی وجہ سے خدا کا غضب ان پر نازل ہوا اور اس نے عربوں پر عیسائی عہد نامے کو توڑنے کی وجہ سے عذاب نازل کیا۔

عربوں کے لیے معروف نشانیوں میں سے ایک نشانی جو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے الٰہی اختیار کے ثبوت کے طور پر فراہم کی تھی وہ مٹی سے پرندوں کی تخلیق تھی۔[139]

عیسائی عہد نامے کو توڑنے کی سزا پرندوں کا ریوڑ (ابابیل) تھا جو سخت مٹی کے پتھروں کو اٹھائے ہوئے تھے جنہوں نے نہ صرف ابرہہ اور اس کے لشکر کو تباہ کیا بلکہ بہت سے کافر عربوں کو بھی ہلاک کر دیا[140]۔ آخر کار وہ وعدہ یافتہ آئے جن کی بشارت حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے دی تھی، آخری رسول محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔

---

[138] نوٹ کریں کہ ہر قبیلے کا اپنا ایک بڑا مکعب یا کعبہ تھا جو عبادت، اقتصادی، سماجی اور ثقافتی سرگرمیوں کے لیے مرکزی اجتماع کی جگہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔

[139] قرآن پاک، سورہ المائدہ، آیت ۱۱۰، The Infancy Gospel of Thomas, from The Apocryphal New Testament

[140] قرآن پاک، سورہ الفیل، آیات ۱-۵

یمانی پتھر

خدا نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ ایک نیا عہد نامہ قائم کیا اور محمدی عہد کی علامت یمانی پتھر تھا جو عہد کی علامت ہے۔ یمانی پتھر کو کعبہ کے حجر اسود سے نہ الجھائیں، یمانی پتھر ایک اور پتھر ہے۔ ایک دن میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے اس کے بارے میں پوچھا:

میں نے کہا: کیا یمانی پتھر سیاہ پتھر ہے؟
امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں، لوگوں کا خیال ہے کہ یہ وہی ہے لیکن یہ ایک دوسرا پتھر ہے جو اردن کے وادی الیبیس میں محفوظ ہے۔"
میں نے پوچھا: "اس کا رنگ کیا ہے؟"
امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: یہ گہرا سیاہ ہے جس کے بیچ میں سرخی ہے۔
میں نے پوچھا: اور کیا یہ نئے کعبہ میں ہوگا؟
امام احمد الحسن (منہ السلام) نے جواب دیا: "ہاں"۔

چھٹے عہد کی فقہی تبدیلیاں

محمدی عہد نے قوانین میں اہم تبدیلیاں کیں۔ اس تناظر میں عرب قبائل اور اقوام کے عقائد اور اصولوں کو پاک کرنے، نظم و ضبط اور درست کرنے کے لیے نئی پابندیاں اور طرز عمل متعارف کرائے گئے۔ عیسائی عہد نامے سے وہ اس حد تک ہٹ چکے تھے کہ بڑی تبدیلیوں کی ضرورت تھی۔ چھٹے عہد کے ساتھ ہونے والی چند بڑی تبدیلیاں یہ ہیں:

1. نماز کی سمت (قبلہ) کو تبدیل کرنا جو یروشلم کے ہیکل سے مکہ تک موسوی اور عیسائی عہد کے دوران نافذ تھا: (اے محمد ﷺ) ہم تمہارا آسمان کی طرف منہ پھیر پھیر کر دیکھنا دیکھ رہے ہیں۔ سو ہم تم کو اسی قبلے کی طرف جس کو تم پسند کرتے ہو، منہ کرنے کا حکم دیں گے تو اپنا منہ مسجد حرام (یعنی خانۂ کعبہ) کی طرف پھیر لو۔ اور تم لوگ جہاں ہوا کرو، (نماز پڑھنے کے وقت) اسی مسجد کی طرف منہ کر لیا کرو۔ اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے، وہ خوب جانتے ہیں کہ (نیا قبلہ) ان کے پروردگار کی طرف سے حق ہے۔ اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں، خدا ان سے بے خبر نہیں ۔[141]

اس آیت میں ہم صاف دیکھتے ہیں کہ خدا فرماتا ہے کہ اہل کتاب یعنی عیسائی اور یہودی جانتے تھے کہ پہلے نماز کی سمت (قبلہ) وہ تھا جسے ابراہیم (علیہ السلام) نے تعمیر کیا تھا، اور یہ وہی ہے جسے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بحال کر رہے تھے۔

لہذا خلاصہ یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے چھٹے عہد نامے میں نماز کے قبلے کو تیسرے عہد یعنی ابراہیمی عہد نامے میں اسی کی طرف پلٹا دیا۔ بنیادی طور پر قبائلیت اور قبائلی جنگیں اس قدر شدید ہو چکی تھیں کہ ہر قبیلے کی اپنی نماز کی سمت تھی۔ یہ اقدام قبائلی لڑائی کو روکنے اور اتحاد کو فروغ دینے کے لیے کیا گیا تھا۔

2. نماز کو دن میں پانچ مرتبہ فرض کرنا اور یہ قرآن کریم کی آیت میں آیا ہے:

(اے محمد ﷺ ! یہ) کتاب جو تمہاری طرف وحی کی گئی ہے اس کو پڑھا کرو اور نماز کے پابند رہو۔ کچھ شک نہیں کہ نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔ اور خدا کا ذکر بڑا (اچھا کام) ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اُسے جانتا ہے ۔[142] امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "نماز انبیاء و مرسلین اور اماموں کو ان کے زمانے میں سجدہ کرنے کا عمل ہے، دل کا سجدہ، اور نماز بھی دعا ہے۔ آدم سے لے کر محمد (علیہم السلام) تک ہر مذہب نے سجدہ کو اپنی نماز کا

[141] قرآن پاک، سورہ البقرہ، آیت ۱۴۴

[142] قرآن پاک، سورہ العنکبوت، آیت ۴۵

حصہ بنایا ہے۔

یہ ہم واضح طور پر دیکھ سکتے ہیں جب ہم عیسائیوں اور یہودیوں کے نماز کے طریقے کو دیکھتے ہیں، تو ہمیں ان دونوں کی دعا مانگنے کے طریقوں میں ایک جسمانی شکل نظر آتی ہے۔

اور ہم اسے بہت سے دوسرے مذاہب میں بھی دیکھتے ہیں جو قدیم مصر، سمر اور اکاد تک واپس جاتے ہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کو وسیع کیا اور اس میں نماز کے دوسرے پہلوؤں کو شامل کیا جیسے نماز کے دوران قرآن پاک کی تلاوت۔

3. شراب اور جوئے کی ممانعت: اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پاسے (یہ سب) ناپاک کام اعمال شیطان سے ہیں سو ان سے بچتے رہنا تاکہ نجات پاؤ۔[143] بدکاری اور شرابی عربوں کی زندگی کا ایک بڑا مسئلہ بن چکا تھا۔ پس ان کو پاک کرنے کے لیے اس قسم کی ممانعت ضروری تھی۔ یہ پہلی جگہ ہے جہاں تمام عہدوں میں شراب کو حرام کیا گیا تھا۔

4. تعدد ازدواج کی اجازت: اور اگر تم کو اس بات کا خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو ان کے سوا جو عورتیں تم کو پسند ہوں دو دو یا تین تین یا چار چار ان سے نکاح کر لو۔ اور اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ (سب عورتوں سے) یکساں سلوک نہ کر سکو گے تو ایک عورت (کافی ہے) یا لونڈی جس کے تم مالک ہو۔ اس سے تم بے انصافی سے بچ جاؤ گے۔[144]

آدمی، نوحیک، ابراہیمی اور موسوی عہدناموں میں کثیر ازدواجی تعلقات جائز تھے۔ یاد رکھیں، آدم کے عہد میں، سب کچھ جائز تھا۔ آدم، اور ان کی اولاد میں سے بہت سے لوگوں نے ایک سے زیادہ شادی کی۔

[143] قرآن پاک، سورہ المائدہ، آیت ۹۰

[144] قرآن پاک، سورہ النساء، آیت ۳

نوح کے عہد میں، وہی چیز ہوئی، کوئی ازدواجی پابندیاں نہیں تھیں۔
ابراہیمی عہد میں، ابراہیم نے خود سارہ اور ہاجرہ سے شادی کی تھی اور اس کے پوتے یعقوب کی شادی لیہ، راحیل، بلہا اور زلفہ سے ہوئی تھی اور ازدواجی پابندیاں نہیں تھیں۔
موسوی عہد میں، بادشاہ داؤد کی متعدد بیویاں تھیں اور اس کے جانشین سلیمان کی سات سو شاہی بیویاں اور تین سو لونڈیاں تھیں۔ یہ صرف عیسوی عہد نامے میں تھا کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے شادی کو ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان محدود کیا اور کسی بھی قسم کی طلاق سے منع کیا۔ مرقس کی انجیل میں لکھا ہے:

پِھر وہ وہاں سے اُٹھ کر یہُودیہ کی سرحدّوں میں اور یَردن کے پار آئے اور بِھیڑ اُس کے پاس پِھر جمع ہو گئی اور وہ اپنے دستُور کے مُوافِق پِھر اُن کو تعلیم دینے لگے۔
اور فرِیسیوں نے پاس آکر اُسے آزمانے کے لِئے ان سے پُوچھا کیا یہ روا ہے کہ مَرد اپنی بیوی کو چھوڑ دے؟
انہوں نے اُن سے جواب میں کہا کہ مُوسیٰ نے تُم کو کیا حُکم دِیا ہے؟
اُنہوں نے کہا مُوسیٰ نے تو اِجازت دی ہے کہ طلاق نامہ لِکھ کر چھوڑ دیں۔
مگر یِسُوعؔ نے اُن سے کہا کہ اُس نے تُمہاری سخت دِلی کے سبب سے تُمہارے لِئے یہ حُکم لِکھا تھا۔
لیکن خِلقت کے شُرُوع سے خدا نے اُنہیں مَرد اور عَورت بنایا۔

اِس لِئے مَرد اپنے باپ سے اور ماں سے جُدا ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ رہے گا۔
اور وہ اور اُس کی بیوی دونوں ایک جِسم ہوں گے۔ پس وہ دو نہیں بلکہ ایک جِسم ہیں۔
اِس لِئے جِسے خُدا نے جوڑا ہے اُسے آدمی جُدا نہ کرے۔
اور گھر میں شاگِردوں نے ان سے اِس کے بارے میں پِھر پُوچھا۔
انہوں نے اُن سے کہا جو کوئی اپنی بیوی کو چھوڑ دے اور دُوسری سے بیاہ کرے وہ اُس پہلی کے برخِلاف زِنا کرتا ہے۔
اور اگر عَورت اپنے شَوہر کو چھوڑ دے اور دُوسرے سے بیاہ کرے تو زِنا کرتی ہے۔[145]

[145] انجیل مقدس، مارقس، باب ۱۰، ۱-۱۰

اس طرح، محمدی عہد نامے نے آدمی کو انتخاب کرنے کی اجازت دی۔
آزادانہ طور پر یا تو شادی سے متعلق عیسائی عہد کے قوانین کی پابندی کرکے یا سابقہ رہنما اصولوں کی پابندی کرکے۔
اس کے علاوہ، محمدی عہد نامے نے شادیوں کی اقسام پر بہت سی پابندیاں لگائیں جن کی اجازت دی ہوئی تھی۔ مثال کے طور پر آپ نے بہن بھائیوں کی شادی اور ماں یا باپ، چچا یا خالہ سے شادی کرنے، بہنوں سے ایک ہی وقت میں شادی کرنے سے منع فرمایا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے: تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہو اور رضاعی بہنیں اور ساسیں حرام کر دی گئی ہیں اور جن عورتوں سے تم مباشرت کر چکے ہو ان کی لڑکیاں جنہیں تم پرورش کرتے (ہو وہ بھی تم پر حرام ہیں) ہاں اگر ان کے ساتھ تم نے مباشرت نہ کی ہو تو (ان کی لڑکیوں کے ساتھ نکاح کر لینے میں) تم پر کچھ گناہ نہیں اور تمہارے صلبی بیٹوں کی عورتیں بھی اور دو بہنوں کا اکٹھا کرنا بھی (حرام ہے) مگر جو ہو چکا (سو ہو چکا) بے شک خدا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ [146]

5. آپ (ص) نے صدقہ (زکوٰۃ) کو فرض کیا: اور ہم اپنے پیغمبروں کو اور مومنوں کو نجات دیتے رہے ہیں۔ اسی طرح ہمارا ذمہ ہے کہ مسلمانوں کو نجات دیں۔ [147] محمدی عہد نامے میں مال کو لوگوں میں تقسیم کرنا فرض تھا۔
اور ایک خاص رقم امیروں سے لے کر غریبوں اور مسکینوں کو دیا جاتا تھا۔ یہ ایک طرح کا سماجی فائدہ کا نظام تھا۔

6. آپ (ص) نے زندگی میں کم از کم ایک بار کعبہ کا حج ان لوگوں کے لیے واجب قرار دیا جن کے پاس اسباب حاصل تھے, اور ایمان کا ایک رکن قرار دیا: اور لوگوں میں حج کے لئے ندا کر دو کہ تمہاری پیدل اور دبلے دبلے اونٹوں پر جو دور دراز رستوں سے چلے آتے ہو (سوار ہو کر) چلے آئیں۔ تاکہ اپنے فائدے کے کاموں کے لئے حاضر ہوں۔ اور (قربانی

[146] قرآن پاک، سورہ النساء، آیت ۲۳
[147] قرآن پاک، سورہ التوبہ، آیت ۱۰۳

کے) ایام معلوم میں چہارپایاں مویشی (کے ذبح کے وقت) جو خدا نے ان کو دیئے ہیں ان پر خدا کا نام لیں۔ اس میں سے تم خود بھی کھاؤ اور فقیر درماندہ کو بھی کھلاؤ۔[148]

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمام جہانوں کے لیے خدا کے رسول بنے۔ پچھلے رسولوں کے برعکس جو خاص طور پر اسرائیل یا کسی خاص قوم کی طرف بھیجے گئے تھے، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو پوری انسانیت کے لیے بھیجے گئے تھے۔ درحقیقت، خدا نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو پوری کائنات، تمام مخلوقات بشمول جنات جیسی غیر انسانی مخلوق کے لیے ایک رسول بنا کر بھیجا۔[149] پچھلے ۱۰،۰۰۰ سالوں میں پیدا ہونے والے اربوں انسانوں میں سے لاکھوں مومن تھے۔ ان لاکھوں میں سے ۱۲۴،۰۰۰ نبی ہونے کے لیے چنے گئے اور نبوت کے مرتبے پر پہنچے۔ ۱۲۴،۰۰۰ انبیاء میں سے صرف ۳۱۳ اگلے درجے پر پہنچے اور رسول بنے۔ انسانیت کی طرف بھیجے گئے ۳۱۳ پیغمبروں میں سے صرف پانچ ہی امام (سب سے اہم رہنما) کے درجے پر پہنچے اور ایک نئے فقہ اور عہدنامے کو اٹھانے والے بنے. آخر میں، پانچ اولی العزم رسولوں میں سے، عہدنامے کے انبیاء جو بڑے عزم اور استقامت والے تھے، ان میں سے صرف ۱ خدا کے "دو کمانوں کی لمبائی یا اس سے زیادہ"[150] کے اگلے درجے تک پہنچے۔ خدا میں تحلیل کا درجہ - ناقابل فہم وحدانیت اور واحدیت کی حالت۔ یہ مطلق خدا کے ساتھ اشتراک کی حالت ہے۔ یہ مخلوق میں خدا کا درجہ ہے (اللہ فی الخلق)۔ سادگی کی خاطر، ہم ہر ایک درجہ یا مقام کو بیان کریں گے:

1. مومن کا درجہ: یہ کافر ہونے سے بلند درجہ ہے۔ اس درجہ میں مومن پر لازم ہے کہ وہ اپنے زمانے میں اللہ کے رسول کی بیعت کرے۔ یا اپنے زمانے کا امام، جسے مومنین کے سفر میں رہنمائی کے لیے منتخب کیا گیا ہے۔

[148] قرآن پاک، سورہ الحج، آیت ۲۷

[149] جن ایک قسم کی ذہین مخلوق ہے جو اس سیارے پہ ہمارے ساتھ رہتی ہے اور جو اس دنیا سے شروع ہوئی ہے۔

[150] قرآن پاک، سورہ النجم، آیت ۹

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)' نے فرمایا: "جو شخص فوت ہو جائے اور اپنے زمانے کے امام سے بیعت نہ کرے وہ جاہلیت کی موت مر گیا۔''[151] ایک بار جب مومن اپنے وقت میں خدا کے نمائندے کو پا لے اور اس کی بیعت کر لے تو اسے ہر حال میں اس کی اطاعت کرنی چاہیے۔

2. نبی کا درجہ: یہ ایک عام مومن ہونے سے بلند درجہ ہے۔ اس درجے میں مومن کا یقین اس حد تک بڑھتا ہے کہ خدا اسے ایک ایسا برتن بنا دیتا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے الہام، کلمات حق اور حتیٰ کہ پیغمبرانہ بصیرت حاصل کر سکتا ہے۔ وہ ان کی صحیح تشریح کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔

3. رسول کا درجہ: یہ ایک عام نبی ہونے سے بلند درجہ ہے۔ اس درجہ میں، پیغمبر کو مخصوص لوگوں کو پیغام یا تنبیہ کرنے کے لیے مقرر کیا جاتا ہے۔ کچھ رسول قوموں کی طرف بھیجے گئے، کچھ قبیلوں کی طرف، کچھ ایک خاص خاندان کی طرف بھیجے گئے اور باقی ایک فرد کی طرف بھیجے گئے۔ بہر حال، پیغمبر کا کام ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے اور اسکے کہنے پر کسی کو پیغام پہنچائے ۔

4. امام کا درجہ: یہ ایک عام رسول ہونے سے بلند درجہ ہے۔ اس درجے میں، رسول کو ایک نیا عہد نامہ قائم کرنا ہوتا ہے اور اپنے وقت کے لیے خدا کی ہدایات اور خواہشات کے مطابق ایک نیا فقہ نافذ کرنا ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو نبی اور پھر رسول منتخب کرنے کے بعد ان کو امام بنایا گیا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ظاہر کیا گیا ہے۔ تمام رسولوں میں سے نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور محمد کو ایک نیا عہد نامہ قائم کرنے اور نئی فقہ کو نافذ کرنے کا کام سونپا گیا۔

5. مخلوق میں خدا کا درجہ: یہ امام سے بلند درجہ ہے۔ اس درجے میں رسول اپنے آپ کو مکمل کر چکے ہوتے ہیں اور ہر طرح، شکل و صورت میں کامل ہو گئے ہوتے ہیں۔ اس نے کامیابی کے ساتھ اپنے آپ کو خدا میں تحلیل کر لیا ہوتا ہے اور خدا

[151] العقل و الجہل فی الکتاب و السنۃ، محمد الراشہری، ص. ۲۷۵

کی کامل صورت بن گئے ہوتے ہیں۔ وہ اب اس درجے پر ہیں، اور خدا کی طرف سے وہ بہت سی ذمہ داریوں کو سنبھالتے تھے، جیسا کہ تخلیق کے تمام امور کی دیکھ بھال۔ اس میں شامل ہے رسولوں کو بھیجنا۔ یہاں واضح ہے کہ خالق کا اپنی تخلیق کے ساتھ مقصد یہ ہے کہ وہ انہیں اس مقام تک پہنچاتا ہے جہاں وہ اس کی مانند، کامل ہو جاتے ہیں اور پھر جب کامل ہو جاتے ہیں تو خدا ان پر مخلوق کے معاملات چھوڑ دیتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنی مخلوق سے اس قدر محبت کرتا تھا کہ وہ چاہتا تھا کہ وہ اس کی طرح ہوں۔

یہ خدا کی درج ذیل براہ راست روایت (حدیث قدسی) میں واضح ہے جہاں خدا اپنے بندوں سے مخاطب ہے:

"اے ابن آدم، میں ہمیشہ زندہ ہوں اور مرتا نہیں ہوں، میں تمہیں جو حکم دیتا ہوں اس پر میری اطاعت کرو تاکہ میں تمہیں ہمیشہ زندہ رکھوں اور کبھی مرنے نہ دوں۔ اے ابن آدم میں کسی چیز سے کہتا ہوں کہ ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے، تو میری اطاعت کرو، اور میں تم سے کہلاؤنگا، ہو جا، اور وہ ہو جائے گا."[152]

جب انسان اپنے بیٹے سے محبت کرتا ہے تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا بچہ اس جیسا ہو، نہیں، بلکہ وہ اس سے بہتر ہو۔ ہمارے لیے خدا کی محبت والدین کی محبت جیسی ہے۔ اگرچہ یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم خدا سے بہتر ہوں، لیکن خدا چاہتا ہے کہ ہم اس کی طرح فطرت میں کامل ہوں۔ ہم صحیح معنوں میں اُس کی مانند نہیں ہو سکتے جب تک کہ ہم یہ تجربہ نہ کر لیں کہ اُس کا ہونا یا تخلیق کا ذمہ دار ہونا کیسا ہے۔ جیسا کہ روایت میں ہے: "خلق خدا کی اولاد ہیں، اس کی اولاد میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہیں جو اس کی مخلوق پر سب سے زیادہ مہربان ہیں۔"[153]

رات کے مشہور سفر میں پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس درجے پر فائز ہوئے، اور مخلوق میں خدا بن گئے (اللہ فی الخلق)۔ آپ کو تمام مخلوقات کی دیکھ بھال کا کام سونپا گیا تھا۔ اس کردار کا ایک اہم پہلو پیغمبر بھیجنے کا ہے، جو دعوت دیں، رہنمائی کریں اور خبردار کریں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خدائے مطلق (اللہ) کے آخری رسول تھے۔ اب محمد (صلی اللہ

[152] الغیادۃ فی الاسلام (اسلام میں قیادت)، محمد الراشہری، ص. ۷۷

[153] جامع احادیث الشیعہ (شیعہ احادیث کا مجموعہ)، السید بروجردی، جلد ۔ ١٦، ص۔ ۱۷۷

علیہ وآلہ وسلم) کو اپنے رسول بھیجنے کی صلاحیت اور اختیار دیا گیا تھا، جن کو امام اور مہدی کہلائے گئے- بارہ امام اور بارہ مہدی مبعوث ہوئے، جس کا تذکرہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی وفات کی رات کو کیا۔ بارہ امام یہ ہیں:

١١) امام علی ابن ابی طالب

٢) امام حسن

٣) امام حسین

٤) امام علی زین العابدین

٥) امام محمد باقر

٦) امام جعفر الصادق

٧) امام موسی الکاظم

٨) امام علی الرضا

٩) امام محمد الجواد

١٠) امام علی الہادی

١١) امام حسن العسکری

١٢) امام محمد بن الحسن العسکری المہدی (علیہم السلام)

بارہ امام سب سے کامل رسول تھے۔ وہ پہلے بھیجے گئے انبیاء و مرسلین سے زیادہ اعلیٰ اور افضل تھے۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، ان کی بیٹی فاطمہ الزہراء اور بارہ امام (منہم السلام) وہ واحد مخلوق تھے جو پیدائش سے لے کر موت تک موروثی معصومیت کے ساتھ اس دنیا میں تشریف لائے۔ تاریخ نے ان کے خلاف کوئی گناہ درج نہیں کیا جیسا کہ دوسرے انبیاء و

مرسلین کے ساتھ ہوا۔ وہ تخلیق میں خدا کی سب سے کامل فارم تھے. جیسا کہ امام احمد الحسن (منہ السلام) کی کتاب توحید میں دکھایا گیا ہے، انبیاء اور مرسلین تخلیق میں خدا کے آنے کی راہ ہموار کرنے کے لیے کام کر رہے تھے۔

استثنیٰ کی کتاب میں لکھا ہے:

خُداوند سِینا سے آیا

اور شعِیر سے اُن پر آشکارا ہُوَا۔

[154] وہ کوہِ فاران سے جلوہ گر ہُوَا

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے واضح کیا کہ خدا کی مخلوق میں طلوع عیسیٰ کے ذریعہ ہوئی ہے، اور صبح ایک جزوی مظہر ہے مکمل ظہور نہیں ہے، اور یہ کہ خدا کا چمکنا فاران میں ایک مکمل ظہور تھا اور وہ۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ذریعے ہے۔

اسلامی روایات میں اس کا ذکر دعا السمات میں ہے: "اور شعیر میں تیرے عروج اور کوہ فاران پر تیرے ظہور سے۔" [155]

عروج یا جزوی ظہور عیسیٰ میں ہے اور مکمل ظہور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں ہے۔ عروج یا جزوی ظہور عیسیٰ میں ہے اور مکمل ظہور محمد میں ہے۔ اس وجہ سے، ہم محمد اور محمد کے اہل بیت کے بارے میں خدا کی وضاحت کو "مکمل الفاظ" کے طور پر پاتے ہیں۔

عروج یا جزوی ظہور عیسیٰ میں ہے اور مکمل ظہور محمد میں ہے۔ اس وجہ سے، ہم محمد اور محمد کے اہل بیت کے بارے میں خدا کی وضاحت کو "مکمل الفاظ" کے طور پر پاتے ہیں۔ کیونکہ محمد مکمل ظہور اور مکمل لفظ ہیں، جیسا کہ دعائے السمات میں ہے:

"...اور تیرے کلام سے جس سے تو نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے...اور مکمل کلام کے معاملے سے...اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے اس کلام سے جو غالب آیا ہر چیز پر۔" [156]

---

[154] انجیل مقدس، استثنیٰ، باب ۳۳، ۲

[155] بحار الانوار، العلامۃ المجلسی، ج ۸۷، ص۔ ۹۹

[156] دعا السمات

اس طرح، تصویر واضح ہو جاتی ہے. تمام انبیاء و مرسلین مخلوق میں خدا کے آنے کی راہ ہموار کر رہے تھے۔ انہوں نے خدا کی حکمرانی کی راہ ہموار کی۔

اپنے سب سے کامل تصویروں کے طور پر ظاہر ہونے کے ذریعے، خدا تخلیق میں ظاہر ہوا، جو کہ محمد اور محمد کے اہل بیت ہیں، اور جو کہ خدا کی شبیہ میں ایک واحد نور تھے۔ درحقیقت، وہ واحد چیز تھی جو براہ راست مطلق خدا کی طرف سے پیدا کی گئی تھی۔ ہر چیز اور اس کے بعد باقی ہر شخص انہی کی تخلیق ہے۔

ان سے روایت ہے کہ انہوں نے (منہم السلام) کہا:

''ہم اپنے رب کی تخلیق ہیں اور اس کے بعد کی تخلیق ہماری ہے۔''[157]

محمد، جنہوں نے خدا کے گھر کو جھوٹے بتوں اور جھوٹے معبودوں سے پاک کیا، اور علی، جو خدا کے گھر میں پیدا ہوئے۔ علی واحد انسان ہیں جو کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ علی وہ واحد انسان ہیں جن کو محمد نے اپنے سر مبارک سے اوپر اٹھایا اور خانہ کعبہ میں اپنے مبارک کندھوں پر کھڑا کیا۔ یہ محمد اور علی اور الحسن اور الحسین ہیں جو بارہ اماموں کے طور پر واپس آتے ہیں اور وہ ایک نور ہیں۔ درحقیقت مہر محمد کو پڑھا جا سکتا ہے، "محمد رسول اللہ" لیکن یہ بھی پڑھا جا سکتا ہے: "اللہ محمد کا رسول ہے۔" یہ مخلوق میں خدا کے آنے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ذیل میں مشہور مہر کی ایک تصویر ہے۔[158]

---

[157] مستدرک صفینات البحر، الشیخ علی نمازی الشہرودی جلد ۔ ٦، ص۔ ٣٨٠

[158] مہر محمد، گول ڈیزائن میں۔ یہ دنیا بھر کے میوزیموں میں پائے جانے والے مشہور آثار میں سے ایک ہے۔ یہ خط ترکی کے شہر استنبول کے 'توپکاپی پیلس میوزیم' میں رکھے گئے محمد کے آثار میں سے ایک ہے۔

تصویر ۱: محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مہر

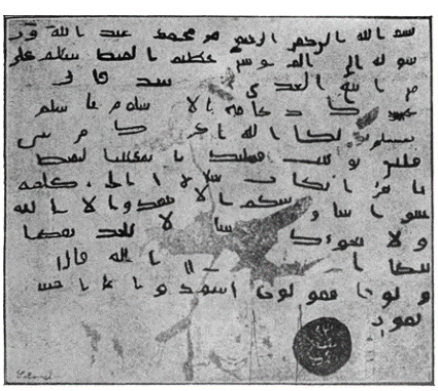

ایک دن ابا میکائیل (علیہ السلام) اور ایک مومن نے گفتگو کی کہ عربی حروف سے خدا کو جاننے کا کیا مطلب ہے اس جملے میں:

"خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔"

ابا میکائیل (علیہ السلام) نے فرمایا: "میرے بھائی، کیا تم جانتے ہو کہ خدا کون ہے؟ وہ خدا جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ خدا ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس جملے میں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس جملے میں (عربی میں) کتنے حروف ہیں؟"

مومن نے فرمایا: "بارہ۔"

ابا میکائیل (علیہ السلام) نے پوچھا: "ان میں سب سے بہترین کون ہے؟"

مومن نے جواب دیا: "علی ابن ابی طالب علیہ السلام"۔

ابا میکائیل (علیہ السلام) نے پوچھا: "اور ان کے بعد کون ہے؟"

مومن نے فرمایا: "الحسن اور الحسین (علیہ السلام)۔"

ابا میکائیل (علیہ السلام) نے کہا: "بہت خوب، خدا ان میں ہے اور وہ اس میں ہیں۔ بارہ امام، سب کے سب۔"

تمام بارہ امام آئے اور رخصت ہوئے، سوائے بارہویں اور آخری امام کے، امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ ان کا نام بقیۃ اللہ رکھا گیا ہے جو اللہ کا بقیہ حصہ ہیں۔ اس لیے کہ مخلوق میں خدا کے باقی بارہ حصے رخصت ہو چکے ہیں اور وہ ان میں سے

آخری امام ہیں۔ اس اصل نور کا آخری حصہ۔ اگرچہ اس نئے عہد نامے کی فقہ میں بہت سی تبدیلیاں کی گئی تھیں، محمدی عہد نامے کا سب سے زیادہ اہم حصہ یہ ہے کہ آپ نے زندگی میں کم از کم ایک بار بیت اللہ کے مقام پر حج کو واجب قرار کیا۔ مسلمانوں کے لئے خدا کے مقدس گھر کی زیارت کرنے اور حجر اسود سے بیعت کرنے کے لئے حج پہ جانا ضروری ہوا۔ خانہ کعبہ کا طواف حجر اسود سے شروع ہوتا ہے، جہاں حجاج کا پہلا عمل یہ ہے کہ وہ اپنا دایاں ہاتھ نکال کر حجر اسود کو چھویں، یا اس کی طرف اشارہ کرے۔

یہ پتھر خدا کے ہاتھ کی علامت ہے، اور یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اہل بیت کے قائم کی نمائندگی کرتا ہے۔

حج کی پوری رسومات محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے عروج کے عہد نامے کے ذریعے خدا سے بیعت کے عہد کی نمائندگی کرتی ہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے پاس اپنے اہل بیت، بارہ امام لائے، جو تخلیق میں خدا کا کامل مظہر تھے۔ قرآن کریم نے ان کے تئیں ہماری ذمہ داری کا بار بار ذکر کیا اور تاکید کی: اے (پیغمبر کے) اہل بیت خدا چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی (کا میل کچیل) دور کردے اور تمہیں بالکل پاک صاف کردے۔[159]

یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ واضح کررہا ہے کی اہل بیت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، جنہیں بعض دفہ خدا کی خاندان کہلائے جاتے ہیں، مکمل طرح پاکیزہ ہیں۔

اس لیے وہ درحقیقت شیطان کی بیج سے پاک ہیں اور ان میں شیطان یا قابیل کی کوئی نجاست نہیں ہے۔

امام الصادق (منہ السلام) نے فرمایا:

"خدا نے ہمیں اپنی طاقت کے نور سے پیدا کیا اور پھر اس نے ہمیں تخت کے نیچے سے محفوظ مٹی سے پیدا کیا، اور اس نے اس نور کو ہمارے اندر رہنے دیا، اور ہمیں نورانی شخصیات کے طور پر پیدا کیا گیا، اور جس چیز سے اس نے ہمیں پیدا کیا ہے اس میں کسی کا حصہ نہیں ہے اور اس نے ہمارے شیعوں کی روحیں ہمارے جسموں سے پیدا کی ہیں اور ان کے جسم مٹی سے ہیں، اور یہ مٹی اس مٹی کے نیچے محفوظ کی گئی ہے، اور خدا نے انبیاء و مرسلین کے علاوہ کسی کے لیے ان جیسا حصہ نہیں بنایا جس کی وجہ

[159] قرآن پاک، سورہ احزاب، آیت ۳۳

سے وجود پیدا کیے گئے تھے اور اسی وجہ سے وہ لوگ (حقیقی انسان) ہیں اور باقی ماندہ لوگ (ظاہر) لوگ حیوان بن گئے جو آگ میں ہیں اور آگ کی طرف ہیں۔"

یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ محمد کے اہل بیت، انبیاء، مرسلین اور ایماندار شیعوں کے جسم سب پاکیزہ اور شیطان کی نسل کے برعکس ہیں۔ آل محمد (اہل بیت) کی محبت بنی آدم کو بنی قابیل سے پاک کرنے والا، شناخت کرنے والا اور ممتاز کرنے والا ذریعہ بن گیا۔ چھٹے عہد میں بنی آدم (علیہ السلام) سے اس بیعت کو پورا کرنے کی ضرورت تھی جو انہوں نے آل محمد سے کی تھی (منہم السلام)۔ کیونکہ محمد نے جو بنیادی حکم انہیں دیا تھا وہ اہل بیت سے محبت کرنے اور ان کی اطاعت کرنے کا تھا۔ آل محمد کے لیے آدمیوں کے فرائض (منہم السلام) یہ ہوں گے کہ وہ انھیں اپنے نفس پر اسی طرح ترجیح دیں جس طرح انھوں نے محمد کو دیا تھا اور جو کچھ انھوں نے محمد کو دیا تھا وہ آپ کے اہل بیت کو دیں گے۔ جیسا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے غدیر خم کے دن فرمایا: ''جس کا میں مولا ہوں، علی اس کے مولا ہیں۔''[160]

خمس کے نام سے ٹیکس بھی لاگو کیا گیا تھا، جو ہر شخص کی آمدنی کے پانچویں حصے کے برابر تھا۔ یہ ہر مومن کی طرف سے پیغمبر اور ان کے بعد کے آئمہ کو دیا جانا تھا اور قوم کے خزانے (بیت المال یا خزانہ) میں جمع کرنا تھا۔ یہ رقم ریاست یا اس چیز کے لیے استعمال کی جاتی تھی جسے پیغمبر یا امام ضروری سمجھتے تھے۔ قرآن پاک میں بیس فیصد ٹیکس کا ذکر درج ذیل آیت میں کیا گیا ہے۔ اور جان رکھو کہ جو چیز تم (کفار سے) لوٹ کر لاؤ اس میں سے پانچواں حصہ خدا کا اور اس کے رسول کا اور اہل قرابت کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا ہے۔ اگر تم خدا پر اور اس (نصرت) پر ایمان رکھتے ہو جو (حق وباطل میں) فرق کرنے کے دن (یعنی جنگ بدر میں) جس دن دونوں فوجوں میں مڈھ بھیڑ ہوگئی۔ اپنے بندے (محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نازل فرمائی۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔[161]

---

[160] میزان الحکمۃ، محمدی ریشہری، جلد۔ 1، ص۔ ۱۳۸

[161] قرآن پاک، سورہ انفال، آیت ۴۱

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مومنوں کو قابیل کی سماجی، مالی اور غذائی عادات، اصولوں اور روایتوں کی نجاستوں سے پاک کرنے کے لیے کئی طریقوں کا آغاز کیا۔ سب سے پہلے، آپ نے پانچ نمازیں قائم کیں، تاکہ لوگوں کے دلوں کو قابیل کے طریقوں کی نجاستوں سے پاک کیا جا سکے۔ دوسرا، خمس اور صدقہ (زکوٰۃ) لوگوں کے پیسوں کو قابیل کے طریقوں کی نجاست سے پاک کرنے کے لیے تھا۔ تیسرا، روزہ (صیام) کو ضبط نفس کی تعلیم دینے، بھوکوں کے ساتھ ہمدردی پیدا کرنے اور اپنے جسم کو اس کھانے سے پاک کرنے کے لیے قائم کیا گیا تھا جو قابیل کے طریقوں سے کسی بھی طرح متاثر ہوا تھا۔ آل محمد سے محبت اور اطاعت (منہم السلام) صرف اس شخص کو حاصل ہوتی ہے جو آدم علیہ السلام کی اولاد ہو۔ اسلام میں رسومات انسان کو اپنے اندر موجود شیطان کی باقیات سے چھٹکارا دلانے اور اندر سے آدمیت کو جگانے کے لیے بنائی گئی تھیں۔ قابیل کی اولاد سمیت ہر مخلوق کو یہ موقع ملتا ہے کہ وہ آل محمد کی محبت کے ذریعے اپنے آپ کو پاک کرے (منہم السلام) اور آدم (علیہ السلام) کی اولاد میں سے بنے۔ اس عہد نامے میں جسمانی نسب کی کوئی اہمیت نہیں رہی۔ جیسا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا: "سلمان ہم اہل بیت میں سے ہیں۔"[162] تمام مخلوقات کا حتمی مقصد ایک متحد روحانی خاندان، خدا کے خاندان (اہل بیت) کا حصہ بننا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بیان کرنے کی ہدایت کی: "کہہ دو کہ میں اس کا تم سے صلہ نہیں مانگتا سوائے میرے مقروب کی محبت"[163] احادیث کی بہتات ہے جو محمد کے خاندان سے محبت کرنے، ان کی اطاعت کرنے اور انہیں قائد کے طور پر لینے کی اہمیت پر زور دیتی ہے (منہم السلام)۔ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان کے ساتھ حسن سلوک کو اپنے ساتھ حسن سلوک کے مترادف قرار دیا، کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

[162] بحار الانوار، العلامۃ المجلسی، ج ۲۲، ص ۳۳۱

[163] قرآن پاک، سورہ الشعراء، آیت ۲۳

''فاطمہ میرا ٹکڑا ہے، جس نے اسے ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی اور جس نے اللہ کو ایذا دی اس پر اللہ کی لعنت ہے۔''[164] آپ نے فرمایا: "اے علی تم سے مومن کے سوا کوئی محبت نہیں کرتا اور منافق کے سوا کوئی تجھ سے بغض نہیں رکھتا۔"[165]

اب ہم جانتے ہیں کہ آل محمد کی ولایت وہ طریقہ ہے جس سے ہم ابلیس اور قابیل کی اولاد اور آدم کی اولاد کے درمیان فرق کر سکتے ہیں۔ آل محمد کی ولایت کو صرف بنی آدم ہی برداشت کر سکتے ہیں۔ قابیل کی اولاد کے لئے یہ ناممکن ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ قابیل کی نسل کے دل میں علی اور ان کی اولاد (علیہم السلام) کے لئے محبت ہو۔ البتہ قابیل کی نسل محمد کی ولایت کو برداشت کر سکتی تھی۔

نتیجے کے طور پر، ہم دیکھتے ہیں، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زندگی میں، آپ کے ساتھ ہزاروں کی تعداد میں مومنین تھے۔ تاہم، ان کی وفات کے بعد، صرف چند لوگوں نے حمایت کی اور علی کے ساتھ رہے (منہ السلام)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دین کے صرف ایک چھوٹے سے حصے کو نافذ کیا۔ آپ تمام جہانوں، یہاں تک کہ قابیل کی نسل کے لیے رحمت بن کر آئے۔ چھٹے عہد نے سب کو محمد کے ذریعے خدا کی حکمرانی اور سرپرستی میں آنے کا ایک موقع فراہم کیا، کسی نہ کسی شکل یا صورت میں، جب تک کہ وہ آپ کی ولایت کو تسلیم کریں۔

جس امر کو وہ اپنی زندگی میں نافذ نہ کر سکے، مستقبل کے لئے اسے تاخیر دی گئی۔ اگر لوگ خدا یا آل محمد کی ولایت کو مانتے اور قبول کرتے تو دین کے باقی حصے انہیں مل جاتے۔ تاہم، کیونکہ انہوں نے ایسا نہیں کیا، اور وہ محمد کے اہل بیت کے خلاف سازشیں کرتے رہے، اور انہیں قتل کرتے رہے، انسانیت اور خاص طور پر عربوں نے، عہد محمدی کو توڑا۔

164

بحار الانوار، العلامۃ المجلسی، ج ۴۳، ص ۵۴

[165] بحار الانوار، العلامۃ المجلسی، ج ۳۹، ص ۲۸۷

عرب اس انتظار میں تھے کہ ہر جانشین محمد کے اہل بیت سے پیدا ہو، تاکہ وہ انہیں قید کر دیں یا شہید کر دیں۔ درحقیقت، انہوں نے ایک ایک کر کے تمام اماموں کو شہید کر دیا، سوائے بارہویں امام، محمد بن الحسن العسکری، المہدی کے، جو بچپن میں ہی غیبہ میں رخصت ہوئے۔

امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کے اہل بیت نے گزشتہ ۱۲۰۰ سالوں میں بہت سے پیغمبر بھیجے اور انسانیت کی رہنمائی کی۔ زیادہ تر رسولوں کو جھٹلایا گیا، شہید کیا گیا، یا تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے پیشروؤں کی طرح اپنے جانشین کے جسمانی باپ نہیں ہوتے، بلکہ خدا نے فیصلہ کیا کہ اہل بیت محمد (منہم السلام) کی روحوں کو بظاہر بے ترتیب، ناقابل شناخت جسموں میں بھیج دیا جائے تاکہ ان کی شناخت کو ابلیس کی اولاد سے چھپایا جا سکے۔

ان جانشینوں میں سب سے پہلے جو اس طریقے سے بھیجے گئے وہ امام احمد الحسن تھے (منہ السلام)۔ آپ نے خود کو امام محمد بن الحسن المہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فرزند اور رسول قرار دیا اور خدا نے ان کے ساتھ ایک نیا عہد نامہ قائم کیا۔ ایک ساتواں اور آخری عہد نامہ جس میں وہ دین کے باقی حصوں کو پھیلا دیں گے۔ جب کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا عہد نامہ کچھ لوگوں کے لیے سب سے آسان عہد لگتا ہے، لیکن درحقیقت یہ ان سب میں سب سے مشکل تھا۔ کیونکہ عہد کی پاسداری کی شرط علی اور ان کے بیٹوں کی اسی طرح کی اطاعت تھی جو اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے، اور ان کے لیے اپنی پوری زندگی قربان کرنے کو تیار ہونا تھا۔

خدا نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لیے ہیں (اور اس کے) عوض ان کے لیے بہشت (تیار کی) ہے۔ یہ لوگ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے بھی ہیں اور مارے بھی جاتے ہیں۔ یہ تورات اور انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے۔ جس کا پورا کرنا اسے ضرور ہے اور خدا سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے تو جو سودا تم نے اس سے کیا ہے اس سے خوش رہو۔ اور یہی بڑی کامیابی ہے۔[166]

[166] قرآن پاک، سورہ التوبہ، آیت ۱۱

لہذا ابن آدم کو سب سے پہلے محمد کے اہل بیت پر ایمان لانا چاہیے (منہم السلام) اور یقین مکمل اور کامل اطاعت ہے بغیر کسی شک و شبہ کے۔ پھر، انہیں چاہیے کہ وہ دین کی خاطر اپنی دولت، صحت، شریک حیات، اولاد اور اپنی ذات اور جو کچھ بھی ان کے پاس ہو، سب کچھ خدا کو پیش کرنے کے لیے تیار ہوں۔ یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ لیکن جیسا کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا:

جو کوئی باپ یا ماں کو مُجھ سے زیادہ عزِیز رکھتا ہے وہ میرے لائق نہیں اور جو کوئی بیٹے یا بیٹی کو مُجھ سے زیادہ عزِیز رکھتا ہے وہ میرے لائق نہیں۔[167]

محمد اور آل محمد (منہم السلام) تمام انبیاء اور رسولوں سے افضل تھے۔ وہ کامل عکاس تھے اور مخلوق میں خدا کی صورت تھے (اللہ فی الخلق).

[167] انجیل مقدس، متی، باب ۱۰، ۳۷

ساتواں باب

احمد الحسن (منہ السلام) کے ساتھ ساتواں عہد نامہ

"جب قائم کا ظہور ہوتا ہے، وہ ہر صوبے میں ایک شخص بھیجتے ہیں، جو کہتے ہیں:

'آپ کا عہد آپ کے ہاتھ میں ہے۔'"

احمد الحسن (منہ السلام) آخری اور عظیم ترین عہد نامے کے ساتھی ہیں۔ یہ عہد نامہ حضرت آدم (علیہ السلام) کے زمانے سے لے کر آج تک انبیاء، مرسلین اور صالحین کی تمام کوششوں کا نتیجہ ہے۔ آخری عہد نامے کے صاحب ظاہر ہوتے ہیں اور پچھلے انبیاء اور مرسلین کے تمام سابقہ عہدوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ وہ دنیا کو حق کے تحت متحد کرتے ہیں اور اسے الٰہی، جنتی انصاف پسند ریاست کی طرف لوٹاتے ہیں، جس میں کوئی غربت نہیں، جنگیں نہیں، بیماریاں نہیں، موت نہیں اور شیطان کی اولاد کے لیے کوئی حکومت نہیں۔ یہ آسان کام نہیں ہے۔ یہ سب سے مشکل کام ہے، اور یہ وہ کام تھا جسے تمام انبیاء و مرسلین نے پورا کرنے کی کوشش کی لیکن اپنی زندگیوں میں اسے پورا نہ کر سکے۔

جیسا کہ ہم نے کتاب میں پچھلے چھ عہد ناموں میں ظاہر کیا ہے، انسانیت کو خدا کی صورت میں تخلیق کیا گیا تھا، اور ہمارے والد آدم (علیہ السلام) کو مخلوق پر بادشاہ مقرر کیا گیا تھا۔

آدم کے بیٹے اور بیٹیاں زمین اور اس پر موجود تمام چیزوں کے شاہی وارث تھے۔ حضرت فاطمۃ الزہرا (منہا السلام) کے خلاف ایک ہی غلطی، نافرمانی اور سرکشی کی وجہ سے آدم (علیہ السلام) کو اپنے اعمال کا خمیازہ بھگتنا پڑا، اور زمین پر اپنے دشمن کے ساتھ زندگی، اور ان کے دشمن، ابلیس، کی اولاد، تخت کے لیے ایک جاری جدوجہد میں زمین پر ایک دوسرے کے ساتھ بند ہو گئے۔

قابیل کے بچوں کا محض وجود ہی لامتناہی مصائب کا باعث بن گیا، جس کا آغاز قابیل کے ہاتھوں ہابیل کے قتل سے شروع ہوا اور قابیل اور اس کی اولاد کے ہر طرح کے جرائم اور گناہوں کے کرنے سے جاری رہا۔ ان گناہوں اور جرائم کی وجہ سے نئے قوانین کا نفاذ ہوا جس نے آدم اور حوا کی آزادیوں کو مزید محدود کر دیا عدن کے باغ میں، جن سے آدم اور حوا ایک دفہ لطف اندوز ہوتے تھے۔ دنیا مصائب کی آماجگاہ بن گئی اور آدم کے بچوں کا مقصد انسانیت کو باغ عدن میں لوٹانا ہوا، بلکہ پوری زمین کو ایک خدائی عدن جیسی ریاست میں تبدیل کرنا ہوا، جہاں انسانیت ایک زمانے میں رہتی تھی۔

یہ صرف اس صورت میں پورا ہو سکتا ہے جب آدم (علیہ السلام) کی اولاد حکومت کرے۔

ہم نے پچھلے چھ بابوں میں ثابت کیا ہے کہ قابیل کی نسل فطرتاً وحشی، مجرم اور بدکار تھی، جو زمین میں مسلسل فساد برپا کرتی رہتی تھی۔ خُدا نے اُنہیں بہت سے مواقع دیے اور بار بار اُنہیں سزاؤں کے ذریعے مٹانا پڑا، جب اُنہوں نے اُن کے پاس بھیجے گئے نور کی اولاد کو قتل کر دیا۔

ہم نے ثابت کیا کہ حقیقی بادشاہ جو خدا کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے، وہ آدم (علیہ السلام) کا فرزند ہے، کیونکہ یہ آدم کی اولاد ہے جس میں خدا نے روح مقدس پھونکا تھا۔

ہم نے ثابت کیا کہ آدم ایک بادشاہ تھے اور انہیں ہر چیز پر مکمل اختیار دیا گیا تھا۔ ہم نے داؤد (علیہ السلام) کے مثال کے ذریعے قائم کیا کہ خدا کا مقرر کردہ حکمران کو استغاثہ سے استثنیٰ حاصل ہے۔

صحیفوں میں یہ بات ثابت ہے کہ خدا کی طرف سے مقرر کردہ حاکم کی شناخت لوگوں کے ذریعہ خدا کے ثبوت کی شناخت کے قانون کے ذریعہ کی گئی تھی: ۱) وصیت؛ ۲) علم؛ ۳) خدا کی حاکمیت کی طرف بلانا۔

وصیت کا مطلب یہ ہے کہ حاکم خدا کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے اور اس کا نام واضح طور پر اس شخص کی وصیت میں درج ہے جو اسے مقرر کر رہا ہے، اس کے پیشرو۔ مثال کے طور پر، آدم (علیہ السلام) کو خدا کی طرف سے مقرر کیا گیا تھا جیسا کہ قرآن کریم میں واضح ہے: "بے شک میں زمین پر ایک خلیفہ بناؤں گا۔"[168]

ہم دیکھتے ہیں کہ آدم (علیہ السلام) نے ہابیل اور شیث کو مقرر کیا اور ہم دیکھتے ہیں کہ نوح (علیہ السلام) نے شیم کو مقرر کیا اور ہم دیکھتے ہیں کہ موسیٰ (علیہ السلام) ہارون اور یوشع بن نون (علیہم السلام) کو مقرر کرتے ہیں۔

ہم صحیفوں میں الٰہی تقرری کی بہت سی مثالیں دیکھتے ہیں، جہاں انبیاء اپنے جانشینوں کو مقرر کرتے ہیں۔

علم کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے مقرر کردہ رسول اور حاکم کے پاس خدا کا عطا کردہ علم ہے جو اسے غیب جاننے اور لوگوں کے سوالات کے جوابات دینے کی اجازت دیتا ہے، خاص طور پر ان عظیم معاملات میں جو صرف ایک خدائی رسول کے ذریعہ نازل ہوتے ہیں، وہ امور جن کو عظیم ترین کہا جاتا ہے، یا عظائم العمور۔

[168] قرآن مجید، سورہ ۲ (البقرہ)، آیت ۳۰

حضرت آدم (علیہ السلام) کو اللہ کا خلیفہ مقرر کرنے کے سلسلے میں ہمارے پاس علم کا یہ معیار قرآن کریم میں درج ذیل آیات میں موجود ہے:

اور اس نے آدم کو سب (چیزوں کے) نام سکھائے پھر ان کو فرشتوں کے سامنے کیا اور فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ۔[169]

خدا کی حاکمیت کی طرف بلانے کا مطلب یہ ہے کہ خدا کا رسول ہمیشہ خدا کی حاکمیت کی طرف بلاتا ہے اور لوگوں کی حاکمیت کی طرف نہیں بلاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف وہی شخص جو لوگوں پر حکومت کر سکتا ہے وہ ہے جو خدا کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے اور لوگوں کو خدا کی طرف بلاتا ہے۔ وہ فلسفی بادشاہ[170] یا خدائی حکمران ہوتا ہے۔

حضرت آدم (علیہ السلام) کی تقرری کا مطلب یہ تھا کہ وہ حاکم، بادشاہ، وزیر اعظم اور صدر ہیں۔ وہ وہی ہے جسے خدا نے زمین پر خدا کی مرضی کو پورا کرنے کی ذمہ داری سونپی ہے۔ لہذا، خدا کی حاکمیت کے تصور کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص انسانیت کے امور پر فائز ہے اسے خدا کی طرف سے منتخب اور مقرر کیا جانا چاہیئے۔ اسے لوگوں کی طرف الیکٹ نہیں کیا جاتا، اسے لوگوں کے ذاتی مفاد کے باعث منتخب نہیں کیا جاتا ہے، اور نہ ہی کسی سیاسی جماعت کے مفاد کے لیے، نہ ہی کسی خاص گروہ کے تعصب کی بنیاد پر منتخب کیا جاتا ہے۔ خدا تمام انسانیت کی روحانی، ذہنی اور جسمانی بھلائی کے لیے جدھر بھی خیریت ہو، اس کی بنیاد پر انتخاب کرتا ہے۔ مَیں اپنے لیے کُچھ نہیں کر سکتا۔ جَیسا سُنتا ہُوں عدالت کرتا ہُوں اور میری عدالت راست ہے کیونکہ مَیں اپنی مرضی نہیں بلکہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی چاہتا ہُوں۔[171]

تو خدا اپنی تقرری کو واضح کیسے کرتا ہے؟ جس طرح آدم (علیہ السلام) کی شناخت خدا کی طرف سے خدائی تقرری کے ذریعہ، تمام چیزوں کے نام (علم) جان کے اور خدا کی حاکمیت کی طرف بلانے سے (زمین میں خدا کے مقرر کردہ خلیفہ ہونے سے) ہوئی۔ کوئی

---

[169] قرآن مجید، سورہ ۲ (البقرہ)، آیت ۳۱

[170] فلسفی بادشاہ پلیٹوس ریپبلک میں مکمل حکمران ہوتا ہے، جن کے پاس سیاست کے علم کے ساتھ حق کا مکمل علم بھی ہوتا ہے۔

[171] انجیل مقدس، یحونا، ۵، آیت ۳۰

شخص حاکم کو دنیاوی معیارات سے نہیں پہچان سکتا، جیسے جسمانی خصوصیات، سماجی حیثیت، ازدواجی حیثیت، مقبولیت، دولت وغیرہ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان (علیہ السلام) جیسے حکمران بھیجے، جو بہت امیر تھے اور ان کی سینکڑوں بیویاں تھیں۔ اس نے ایسے حکمران بھی بھیجے جن کے پاس کوئی مادی دولت نہیں تھی جیسے کہ عیسیٰ (علیہ السلام)۔ ہم نے قائم کیا کہ قوانین زمانے اور وقت کے حالات کے مطابق بدلتے رہتے ہیں۔ ممکن ہے کہ خدا کے مقرر کردہ حکمرانوں کے اعمال ہمیشہ مکمل طور پہ نہ سمجھے جائیں، یا اس معاشرے میں معمول کے طور پر ظاہر نہ ہوں جس میں وہ رہتے تھے۔ جیسا کہ ہم نے داؤد، لوط اور عیسیٰ (علیہم السلام) کے اعمال سے ظاہر کیا، خدا کے مقرر کردہ الٰہی حکمران یا مالک کے خلاف اعتراض کرنا ممکن نہیں ہے۔ تمام معاملات اور حالات میں مطلق اور مکمل اطاعت ضروری ہے۔ ہم نے علی (علیہ السلام) اور ان کی اولاد، ائمہ اور مہدیین کے ذریعہ یہ بھی ثابت کیا کہ ہم ابن آدم کی شناخت قابیل کے بیٹے سے ان کی محبت اور ان کے زمانے میں مقرر کردہ حکمران سے محبت اور بیعت کے ذریعے کرسکتے ہیں۔ جو بھی خدا کے مقرر کردہ مالک کو قبول کرتا ہے اور ان سے محبت کرتا ہے اور وفادار پیروکار (شیعہ) ہے، وہ بنی آدم ہے، اور جو انکار کرتا ہے اور دشمنی کرتا ہے، وہ ابن شیطان ہے۔

آدم سے لے کر آج تک کی انسانیت کی کہانی پر نظر ڈالیں تو ہمیں احساس ہوتا ہے کہ ہمارا حقیقی مذہب ایک ہے، خدائی مقرر کردہ مالک کی اطاعت۔ ہماری کہانی ایک تخت، حکمرانی اور زمین کی کہانی ہے، جسے ابلیس کی اولاد نے غصب کیا تھا، وہ بوڑھا بادشاہ جو خدا کے بادشاہ کے انتخاب کو قبول کرنے سے انکار کرتا ہے۔ ہماری کہانی ایک بادشاہ کی کہانی ہے، جسے معزول کر دیا گیا ہے (آدم اور ان کی اولاد) اور انہیں ان کے تخت پر بحال کرنے اور ان کے فرزندوں کو زمین میں قابلیت دینے کی جدوجہد۔ یہی مکمل دین اور اس کا مقصد ہے۔ زمین پر خدا کی حکمرانی کی اجازت دینا، ایک ایسا قاعدہ جو پوری زمین میں انصاف اور مساوات کو پھیلا دے گا۔ قابیل کی اولاد نے مذہب کو توڑ مروڑ کر بگاڑ دیا تھا۔ انہوں نے اسے ایک ایسی چیز بنا دیا جہاں ملک کی حکمرانی مذہب سے الگ ہو جاتی ہے، چرچ اور ریاست کی نام نہاد علیحدگی۔ یہ خیال کہ ہم عیسی، محمد، بدھ، کرشنہ وغیرہ کو اس وقت تک قبول کرتے ہیں جب تک کہ وہ ہم پر حکومت کرنے کے درجے میں نہ ہوں۔ ہم انہیں سنڈے اسکول ٹیچر کے طور پر قبول کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ارادہ نہیں تھا. مذہب عبادات کے ایک سیٹ پر عمل کرنے پر مبنی نہیں تھا، جیسا کہ صفائی کی رسومات یا کچھ دعائی رسومات، بلکہ یہ الٰہی منتخب حکمران کی اطاعت اور وفاداری پر مبنی تھا، اور وہ بادشاہ زمین پر خدا کی حکمرانی کی نمائندگی کرتا ہے۔

خدا نے کبھی بھی حیات انسانیت یا دنیا کے معاملات سے غائب رہنے کا ارادہ نہیں کیا تھا، خدا اپنے پیغمبروں کو خدائی حکمرانوں کے طور پر مقرر کرنے کے ذریعے زمین پر عدل و انصاف کے قیام کی ضمانت دینا چاہتا تھا، وہ رسول جو ہر وقت ظلم و ستم کا شکار ہوئے اور شہید کیے گئے۔ تاریخ میں کیونکہ انہوں نے خدا کے انصاف کا دفاع کیا اور زمین پر خدا کی حکمرانی، خدا کی حاکمیت کا دفاع کیا۔ پس ہم ایمان رکھتے ہیں کہ زمین پر جتنے بھی مسائل ہیں ان کی وجہ یہ ہے کہ جو حکمران زمین پر حکومت کر رہے ہیں وہ خدائی مقرر نہیں ہیں، اور ان میں سے اکثر آدم کی اولاد بھی نہیں ہیں۔ ابی خالد الکابلی نے بیان کیا ہے کہ ابی عبد اللہ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے دین کو دو ریاستیں بنا دی ہیں: آدم کی ریاست، اور وہ ہے خدا کی ریاست، اور ریاست ابلیس۔ پس جب اللہ تعالیٰ کی عبادت کھلے عام کی جائے تو وہ آدم کی ریاست ہو گی، اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا کہ اس کی عبادت پوشیدہ طور پر کی جائے، تو وہ ابلیس کی ریاست ہو گی، اور جس نے اس کو ظاہر کیا جسے اللہ تعالیٰ نے چھپانا چاہا، وہ دین سے خارج ہو گیا۔"[172]

لہذا، ہم واضح طور پر دیکھ سکتے ہیں کہ مذہب الٰہی حکمرانی سے منسلک ہے۔ کیونکہ پورا مذہب ہی حکمرانی ہے۔ بے شک اللہ فرماتا ہے کہ میں زمین پر خلیفہ بناؤں گا۔ اب ہم سمجھتے ہیں کہ مہدی (خدا کے مقرر کردہ رہنما) درحقیقت صرف روحانی پیشوا نہیں ہیں بلکہ زمین پر سیاسی اور روحانی اختیار رکھنے والے مالک ہیں۔

آج، اسرائیل کی ریاست کا خیال ہے کہ وہ خدا کی طرف سے یہودیوں کے لیے ایک ملک رکھنے کے حقدار ہیں، اور وہ یہودی شناخت کی وضاحت کرتے ہیں۔

نہ صرف ایمان سے، بلکہ ماں کے ذریعے حیاتیاتی نسب سے بھی۔ اسی طرح ہمارا ایمان ہے کہ ہم، مہدی پر ایمان رکھنے والے، جن کا ذکر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وصیت میں کیا گیا ہے، وہ صرف ایمان کے اعتبار سے متحد نہیں ہیں بلکہ ہم یہ

172

کتاب الکافی، کلینی، جزء ۲، صفحہ ۳۷۲

بھی مانتے ہیں کہ ہم حسب نسب کے اعتبار سے متحد ہیں، کیونکہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ ہم سب ایک ہی نسل سے تعلق رکھتے ہیں، بنی آدم (علیہ السلام)۔

تاہم، حیاتیاتی نسل کے برعکس، ہم ایک روحانی نسب ہیں۔[173]

کوئی بھی انسان اس نسب، اس روح کے خاندان کا حصہ بننے کا انتخاب کر سکتا ہے، خود کو پاک کرکے، اندرونی نور کو فتح دے کر، اندھیرے کو شکست دے کر، اور الٰہی مقرر کردہ حکمران کو تسلیم کرکے۔

آدم (علیہ السلام) کے روحانی فرزند اب آل المہدی کا خاندان بنتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے پچھلے بابوں میں دکھایا ہے، جو لوگ آدم (علیہ السلام) کی بیج کو لے کر چلتے ہیں، وہ قدرتی طور پر خدا کے نائب، محبت، انصاف اور نیکی کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ وہ نور کے فرزند ہیں۔

جبکہ شیطان کی نسل فطری طور پر ناپاک اور ظلم و برائی کا شکار ہے۔ خدا کا حتمی مقصد اور منصوبہ زمین کو شیطان کی باقیات سے پاک کرنا ہے جنہوں نے حقیقی وارثوں یعنی بنی آدم (علیہ السلام) سے اختیار چھین کر تباہی، افراتفری اور ظلم و ستم پھیلایا ہے۔ بنی آدم (علیہ السلام) اور شیطان کے بچوں کے درمیان ہزاروں سالوں کے جینیاتی اختلاط کے بعد، اتپریورتنوں اور ایپی جینیٹکس، ساتواں عہد ہمارے "روحانی نسل" یا روحانی نسب پر مبنی ہمارے نئے بندھن، شناخت اور قوانین کو قائم کرتا ہے۔ حیاتیاتی نسل، فسطائی طرز کی یوجینکس (Eugenics)، اور مذہبی یا سیکولر اقتدار اور حکمرانی کے جینیاتی دعووں کو ختم کر دیا جائے گا۔ یہ تمام معیارات باطل ہیں اور زمین پر ظلم، جبر اور ناانصافی کی جڑ ہیں۔ ساتواں عہد روح کے علم کے ساتھ آتا ہے تاکہ ان تمام غلط شناختوں کو ختم کیا جا سکے جن کی وجہ سے بہت زیادہ مصیبتیں آتی ہیں۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے، مذہب اپنے اصل میں الٰہی حکمرانی اور حاکمیت (ولایہ) سے جڑا ہوا ہے۔ یہ ایک خیال ہے جو کیتھولک چرچ میں اچھی طرح سے قائم ہے۔ کیتھولک چرچ دنیا کے سب سے طویل عرصے تک قائم رہنے والے اور دولت مند اداروں میں سے ایک ہے اور اس نے اپنے اختیار اور خودمختاری کی بنیاد اس اصول پر رکھی ہے جو درج ذیل آیت سے اخذ کیا گیا ہے:

---

[173] روحانی نسب کے تصور کو اس کتاب میں بعد میں مزید تفصیل سے بیان کیا جائے گا جب روح کی نوعیت کا تعارف کیا جائے گا۔

مَیں آسمان کی بادشاہی کی کُنجیاں تُجھے دوں گا اور جو کُچھ تُو زمِین پر باندھے گا وہ آسمان پر بندھے گا اور جو کُچھ تُو زمِین پر کھولے گا وہ آسمان پر کُھلے گا۔[174]

جس طرح کیتھولک مانتے ہیں کہ ان کے روحانی پیشوا پوپ کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی خود مختار ریاست، ویٹیکن کے سربراہ کے طور پر اپنے قوانین کے ساتھ با اختیار ہوں، اسی طرح ہم بھی یہ سمجھتے ہیں کہ مہدی کا ہونا ضروری ہے۔ جو اس ریاست کے سربراہ ہوں, جس کے اپنے قوانین نافذ ہوں۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ خدا کا وعدہ ہے کہ ہماری زندگی میں ایک دن، ہمیں اپنی سرزمین حکومت کرنے کے لیے دی جائے گی۔

الٰہی عادل ریاست خدا کا وعدہ اور بنی آدم (علیہ السلام) کی میراث ہے۔ الٰہی عادل ریاست میں جس طرح کی حکمرانی ہوگی، اس میں سب کے لیے مساوات اور انصاف پر مبنی ایک اصول ہو گا، ہماری ریاست میں، جہاں تمام عقائد اور فرقوں کے لوگوں کو آزادی کے ساتھ اپنے عقیدے پر عمل کرنے کی اجازت ہوگی، خدا کی حاکمیت کے متحدہ پرچم کے نیچے۔ اس نکتے کو مزید ظاہر کرنے کے لیے کہ کیتھولک مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے نائبین، یعنی ان کے مطابق پوپ،

آسمانی اور زمینی حکمرانی اور اختیار رکھتا ہے، یہاں کیتھولک ریاست، ویٹیکن سٹی اسٹیٹ (صورت ۱) کا جھنڈا، نشان اور مہر ہے، جس میں آپ دو چابیاں دیکھ سکتے ہیں، جنت میں اختیار کی نمائندگی کرنے والا سونا اور چاندی زمین پر اقتدار کی نمائندگی کرتا ہے۔ پرچم پر جو تاج آپ دیکھ رہے ہیں، وہ بھی واضح طور پر ظاہر کرتا ہے کہ کیتھولک پوپ کو الٰہی اختیار کے ساتھ بادشاہ سمجھتے ہیں:

[174] انجیل مقدس، متی، ١٦، آیت ١٩

تصویر ۱: ویٹیکن سٹی ریاست کا پرچم

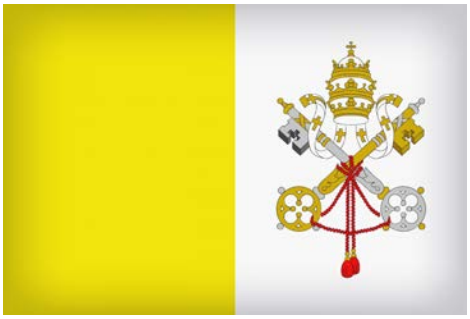

اسی طرح، ہمیں یہ تصور بدھ مت میں بھی ملتا ہے، جہاں دلائی لامہ (تینزین گیاستو) ریاست کے سربراہ اور تبتی لوگوں کا روحانی پیشوا ہے۔ اسلام میں، شیعہ آج فقہی احکام (ولایت فقیہ) کے ساتھ اسی طرح کی اقتدار اور حاکمیت کا دعویٰ کرتے ہیں، اور کسی حد تک ان کے مرجع کو بھی وہی حیثیت دی گئی ہے۔ سنی دنیا میں، ہم اردن کے بادشاہ کو اپنے قیاس کردہ ہاشمی نسب کے ذریعے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اختیار کا دعوی کرتے ہوئے دیکھتے ہیں، اور وہ خود کو یروشلم میں مسجد اقصیٰ کا متولی ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ مملکت سعودی عرب کے وھابی حکمران بھی نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں اور ساتھ ہی اپنے آپ کو مکہ اور مدینہ میں دو مقدس مقامات کے متولی ہونے کا بھی اعلان کرتے ہیں۔

ساتویں عہد میں چونکہ نسب روح پر مبنی ہوگا، اس لیے مہدی (خدا کے مقرر کردہ رہنما) لازمی طور پر ایک دوسرے کی جسمانی اولاد نہیں ہوں گے۔ ان کی جسمانی معنوں میں متعدد، ہائبرڈ اور مخلوط ورثہ ہو سکتا ہے۔ دنیا نے ایسی بادشاہت کا مشاہدہ نہیں کیا ہے جہاں اس کے جانشین مختلف نسبوں، قومیتوں، نسلوں، زبانوں یا مذہبی گروہوں سے آئے ہوں۔ ہمارے پاس مختلف قومیتوں کی بادشاہت اور ایک دوسرے کے وارث نہیں رہے۔

عمرو بن شمر کہتے ہیں کہ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص ابی جعفر الباقر (علیہ السلام) کے پاس آیا اور آپ سے کہا: اللہ آپ کو صحتمند رکھے، یہ پانچ سو درہم مجھ سے لے لیں، تو ابو جعفر (علیہ السلام) نے فرمایا، 'آپ اسے اپنے پڑوسیوں پر، اہل اسلام پر اور مسکینوں اور اپنے مسلمان بھائیوں پر خرچ کر لیں،' پھر فرمایا، 'اگر ہمارے اہل بیت (ع) کا قائم اٹھے، وہ عدل کے

ساتھ حکومت کریں گے۔ وہ لوگوں کے ساتھ انصاف کریں گے، جس نے ان کی اطاعت کی، اس نے خدا کی اطاعت کی، اور جس نے ان کی نافرمانی کی، اس نے خدا کی نافرمانی کی۔ اور انہیں رہنما کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ایک ایسے معاملے کی رہنمائی کرتے ہیں جو پہلے سے پوشیدہ یا نامعلوم تھا، اور وہ تورات اور خدا کی باقی کتابوں کو انطاکیہ کے غار سے باہر لائیں گے۔

پھر وہ تورات والوں کے درمیان تورات کے باعث حکومت کریں گے، اور انجیل والوں کے درمیان ان کی انجیلوں کے ذریعہ اور اہل زبور کے درمیان ان کے زبور کے باعث اور اہل قرآن کے درمیان ان کے قرآن سے۔ اور ان کے پاس زمین کے اندر سے اور اس کے اوپر سے دنیا کی دولت آتی ہے۔ اور وہ لوگوں سے کہیں گے، 'اس چیز کی طرف آؤ جس کی بنا تم نے اپنے گھر والوں سے رشتہ ٹوڑا ہے، اور جس پر تم نے خون بہایا ہے، اور جس کی وجہ سے تم نے وہ کیا ہے جس سے خدا نے منع کیا ہے،' اور قائم کو وہ دیا جائے گا جو ان سے پہلے کسی کو نہیں دیا گیا تھا۔ زمین کو عدل و انصاف اور نور سے بھر دیں گے جیسا کہ وہ ظلم و جبر اور برائی سے بھری ہوئی تھی۔"[175]

واضح طور پر، ہم دیکھتے ہیں کہ خدائی انصاف کی ریاست میں بھی، دوسرے مذاہب کے لوگ اپنے عقیدے پر عمل کرنے کی آزادی کے ساتھ اس ریاست میں رہیں گے۔ ان پر حکمرانی ان کے اپنے صحیفوں سے ہوگی نہ کہ فقہ یا اسلام کے قوانین سے۔ بلکہ خدائی منصفانہ ریاست میں مذہب کی آزادی محفوظ ہے۔ درحقیقت، تمام مذاہب متحد ہیں اور انہیں عقیدے کے ایک بڑے خاندان کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ ساتویں عہد کو ظاہر کرتے ہوئے، امام احمد الحسن (منہ السلام) ہماری روحانی شناخت کی بنیاد پر ایک نیا عہد قائم کرتے ہیں۔ وہ پچھلے عہدوں اور ان عہدوں کے انبیاء کی توثیق کرتے ہیں، ان انبیاء کی توثیق جو ایک عہد کے اصحاب تھے، اور ان انبیاء کی بھی جو اس عہد کو ماننے والے تھے، آنے والی نسلوں میں۔ کسی چیز کی توثیق کرنے کا مطلب اسے قانونی طور پر درست قرار دینا ہے۔

لہذا، قائم کے بارے میں روایت ہے کہ وہ سابقہ عہدوں کے قوانین کو بحال کریں گے، اور بعض اوقات سابقہ انبیاء و مرسلین کے طریقے سے فیصلہ کریں گے اور حکومت کریں گے۔ اس لیے امام احمد الحسن (منہ السلام) نے اس عمل کا آغاز اپنے

[175] بحار الانوار، مجلسی، جزء ۵۲، صفحہ ۳۵۰

اردگرد کے مختلف مذاہب کے انبیاء و مرسلین کی عوامی طور پر تصدیق اور توثیق کرکے کیا ہے، کہ وہ خدا کی طرف سے سچے نبی اور رسول ہونے کی حیثیت رکھتے ہیں۔

انہوں نے یہ بھی انکشاف کیا کہ دنیا کے بہت سے عظیم مفکرین، فلسفی، سائنس دان اور ریاضی دان الہی طور پر الہامی انبیاء اور مرسلین تھے، اور ہم ان پر اسی طرح ایمان رکھتے ہیں جس طرح ہم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان رکھتے ہیں۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "ہمارا آئین یہ بتاتا ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین ایک ہیں اور ہم خدا کے نبیوں، مرسلین یا نائبین میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے۔''

حضرت ابوذر (علیہ السلام) بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پوچھا: 'انبیاء کی تعداد کتنی تھی؟' تو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ا"یک لاکھ اور چوبیس ہزار انبیاء" اور اسی طرح ابو ذر نے پوچھا: 'اور کتنے رسول تھے؟' جن کے جواب میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: 'تین سو تیرہ رسول'۔[176]

تیس سے کم انبیاء ہیں جن کے نام واضح طور پر قرآن پاک میں اور ایک سو سے کم تورات اور انجیل میں واضح طور پر لکھے گئے ہیں، جن میں سے اکثر ایک جیسے ہیں۔ یہاں قرآن، انجیل اور تورات میں انبیاء و مرسلین کی فہرست ہے:

۱. آدم

۲. ہابیل

۳. شیثبیت اللہ

۴. انوش

۵. کینان

٦. مہلالیل

۷. یارد

[176] مرقاہ المفاتیح شرح مشکاہ المصابیح علی بن (سلطان) محمد، ابو الحسن نور الدین الملا الھروی القاری الجزء ۹ صفحہ ۳٦٦۹

۸. حنوکادریس

۹. متوشالح

۱۰. لامک

۱۱. نوح

۱۲. سام

۱۳. هود

۱۴. صالح

۱۵. ابراہیم

۱۶. اسحاق

۱۷. اسماعیل

۱۸. یعقوب

۱۹. یوسف

۲۰. لوط

۲۱. ایوب

۲۲. یدوثون

۲۳. آسف

۲۴. موسیٰ

۲۵. ہارون

۲۶. یوشع

۲۷. جدعون

۲۸. سموئیل

۲۹. شعیجیتھرو

۳۰. داؤد

۳۱. سلیمان

۳۲. حزقیا

۳۳. گاد

۳۴. ناثان

۳۵. شمعیا

۳۶. یاھو

۳۷. یحزیعیل

۳۸. الیعازر

۳۹. یعدو

۴۰. عودید

۴۱. عزریا

۴۲. عذرا

۴۳. نحمیا

۴۴. عزیر

۴۵. میکاہ

۴۶. ایلیاہایلیا

۴۷. الیشعالیسع

۴۸. الیاس

۴۹. یونس

۵۰. اشعیاء

۵۱. یرمیاہ

۵۲. زفنایا

۵۳. ناحوم

۵۴. حبقوق

۵۵. ذوالکفل حزقیال

۵۶. اوریا

۵۷. باروخ بن نیریا

۵۸. عاموس

۵۹۔ زکریا

۶۰. ملاخی

۶۱. یوئیل

۶۲. دانیال

۶۳. یحیی ابن زکریا

۶۴. یسوع مسیحعیسیٰ

۶۵. یوحنا البطمسی

۶۶. محمد

جن یہودی عیسائی اسلامی انبیاء کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ سب ان ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و مرسلین کا حصہ ہیں جو زمین پر بھیجے گئے تھے۔

تاہم، اب بھی ایک لاکھ سے زائد باقی ہیں جو نامعلوم تھے۔ امام احمد الحسن (منہ اسلام) نے ان انبیاء کو ظاہر کرنا شروع کیا ہے جو پہلے یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کو نامعلوم تھے۔ یہاں صرف چند مثالیں ہیں:

۱. بدھا

۲. کریشنا

۳. کنفیوشس

۴. لاؤتسو

۵. زیوس

٦. اوزوریس

۷. سقراط

۸. ارسطو

۹. افلاطون

۱۰. سکندر اعظم

۱۱. مانی

۱۲. فیثاغورس

۱۳. سینٹ آگسٹین

۱۴. ارنوبیوس السیخی

۱۵. افلوطین

۱٦. امونیوس السقاص

۱۷. بادشاہ ارتحشستا

۱۸. اوڈن

۱۹. ڈوناٹس میگنس

۲۰. کورش اعظم

۲۱. زرادشت

۲۲. مقدونیہ کا بادشاہ فیلیپ

۲۳. اللات

۲۴. العزی

۲۵. منات

۲۶. ارجونا

۲۷. حورس

۲۸. عراق کے عبید الحداد

۲۹. عراق کا ھیم

۳۰. عراق کا ادراھان

۳۱. عراق کے عزرا اوری

۳۲۔ عراق کے عبدالملک

۳۳. تھیوڈوسیئس II

۳۴. داریوس

۳۵. مصر کے عامید

یہ ان ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں سے چند کے نام ہیں، جو زمین پر بھیجے گئے ہیں، جن کے بارے میں احمد الحسن (منہ السلام) نے خدا کے سچے نبی ہونے کی تصدیق کی۔ دنیا کے تقریباً تمام مذاہب اصل میں ایک سچے نبی یا رسول کے ذریعہ بنائے گئے تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین کے کونے کونے میں انبیاء اور رسول بھیجے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے: "اور ہر امت یا قوم کے لیے ایک رسول ہے۔ جب ان کا رسول آئے گا تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔"[177]

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے طویل عرصے سے اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا تھا کہ ایسے انبیاء اور رسول تھے جن کے بارے میں لوگ نہیں جانتے تھے۔

قرآن میں لکھا ہے:

اور ہم نے تم سے پہلے (بہت سے) پیغمبر بھیجے۔ ان میں کچھ تو ایسے ہیں جن کے حالات تم سے بیان کر دیئے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن کے حالات بیان نہیں کئے۔ اور کسی پیغمبر کا مقدور نہ تھا کہ خدا کے حکم کے سوا کوئی نشانی لائے۔ پھر جب خدا کا حکم آپہنچا تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا گیا اور اہل باطل نقصان میں پڑ گئے۔[178]

یہاں تک کہ انہوں نے نام بھی بتائے جب انہوں نے کہا: "میں اس قوم کا ارسطو ہوں۔"[179] ایک اور موقع پر مروی ہے کہ عمرو بن العاص مصر کے شہر اسکندریہ سے آیا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس آیا تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے پوچھا: "تم نے وہاں کیا دیکھا؟ عمرو نے جواب دیا کہ میں نے ایک لوگوں کو (ارسطو کی تعلیمات پر یقین رکھتے ہوئے) دیکھا اور حلقوں میں جمع ہو کر ارسطو نامی شخص کا ذکر کرتے ہوئے دیکھا، خدا کی اس پر لعنت ہو۔"[180]

---

[177] قرآن مجید، سورہ ۱۰ (یونس)، آیت ۴۷

[178] قرآن مجید، سورہ ۴۰ (غافر)، آیت ۷۸

[179] نزھہ الارواح وروضہ الافراح شمس الدین الشھرزوری

[180] محبوب القلوب قطب الدین محمد الشکوری الدیلمی صفحہ ۱۴

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "اے عمرو! بے شک ارسطو نبی تھے، لیکن ان کی قوم نے انہیں تسلیم نہیں کیا۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ قدیم مصری اسرار مذاہب سے لے کر قدیم یونانی مذاہب سے بدھ مت، ہندو مت اور مانیکی ازم تک ہر مذہب خدا کی طرف سے سچے انکشافات پر مبنی ہے، حالانکہ ہر مذہب فاسد ہو چکا ہے، اور باطل علماء اور عقیدے کے دشمنوں کی وجہ سے اس میں جھوٹ داخل ہو چکے ہیں، جیسا کہ یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے ساتھ ہوا ہے۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا ہے کہ مذہب کے ننانوے فیصد غلط ہے، تمام مذاہب کا ننانوے فیصد نہیں، ہر مذہب کے ننانوے فیصد، حتیٰ کہ اسلام بھی۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) تمام مذاہب کو متحد کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور ان میں سے ہر ایک میں باطل کو ظاہر کرنے اور سچائیوں کو ظاہر کرتے ہیں، اس طرح تمام عہدوں، تمام انبیاء کے تمام پیغامات کو ایک خدائی عہد اور پیغام کے تحت متحد کرنا چاہتے ہیں، ساتویں عہد نامے میں.

بد قسمتی سے زمین پر موجود شیطان کے فرزندوں نے مذہب کو لوگوں پر قابو پانے اور ان پر ظلم کرنے کا ذریعہ بنا لیا ہے اور مذہب کو لوگوں کو الگ کرنے کا ذریعہ بنا لیا ہے اور خدا کے نام پر جنگیں کرنے کا سبب بنا لیا۔ انبیاء و مرسلین کی تعلیمات اور کلام میں بدعنوانی کی وجہ سے شیطان کی اولاد نے ان کے بے عمل علماء کی قیادت میں قائم اور ان کے مشن کے خلاف جنگ کریں گے، انسانیت کو متحد کرنے میں۔

بارہ اماموں نے (منہم السلام) کہا ہے۔

"جب امام مہدی کا ظہور ہوگا تو علمائے دین سے زیادہ ان کا کوئی واضح دشمن نہیں ہوگا، اور اس وجہ سے وہ اور تلوار بھائی بھائی ہیں، کیونکہ اگر تلوار نہ ہوتی تو علمائے دین یہ فتویٰ جاری کردیتے کہ ان کو قتل کردیا جائے لیکن خدا انہیں تلوار اور سخاوت اور مہربانی کے ساتھ ظاہر کرتا ہے تاکہ وہ اس کی اطاعت کریں اور اس سے ڈریں، اور اس پر یقین کیے بغیر اس کے فیصلے کو قبول کریں، بلکہ وہ اپنے دلوں میں عقیدہ کی مخالفت رکھتے ہیں۔"[181]

[181] ینابیع الموده لذوی القربی القندوزی ج ۳ صفحہ ۲۱۵

ایک اور روایت میں امام الصادق (منہ السلام) فرماتے ہیں: "اگر قائم ظہور کرے تو ان کے اور عربوں اور فارس کے درمیان سوائے تلوار کے کچھ نہیں ہو گا۔"[182]

یہ دونوں روایات بتاتی ہیں کہ امام احمد الحسن (منہ السلام) کے اوّلین دشمن مذاہب کے علماء ہوں گے، لیکن خاص طور پر مذہب اسلام کے سنی اور شیعہ علماء۔

اس لیے نہیں کہ قائم ان پر اپنا عقیدہ مسلط کرنا چاہتے ہیں، بلکہ برعکس، وہ ان کو قتل کرنے کے لیے مذہبی احکام جاری کرتے ہیں، اور انہیں مرتد قرار دیتے ہیں اور سب سے پہلے انہیں اور ان کے ساتھیوں کو پہلے ختم کرنے اور قتل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ساتواں عہد خاص طور پر عربوں پر مشکل اور بھاری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل بیت (منہم السلام) کی روایات ان کو اس طرح درج کرتی ہیں: "وہ ایک نئے امر، ایک نئی کتاب، ایک نئی روایت، اور ایک نیا فقہی اصول لے کر اٹھیں گے جو عربوں کے لیے مشکل ہو گا۔"[183]

دوسری روایات میں ہے: "وہ ایک نیا مذہب لے کر آئیں گے، جو عربوں کے لیے (قبول کرنا) مشکل ہوگا۔"[184] درحقیقت مذاہب کے اتحاد کی مخالفت اس قدر شدید ہے کہ ایسے موقعوں پر جب قائم اپنے کچھ پیروکاروں سے بھی اپنا دفاع کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں، جب وہ اصل میں تمام سابقہ میثاق قوانین اور طریقوں کو زندہ کرنا شروع کر دیتے ہیں، اور دنیا کے تمام مذاہب کو متحد کر دیتے ہیں۔ ابی بصیر نے بیان کیا کہ ابی جعفر (منہ السلام) نے فرمایا: "قائم ایسے مقدمات کا فیصلہ کرتے ہیں جن کو اس کے کچھ ساتھی جو اس سے پہلے جنگ میں لڑے تھے، رد کرتے ہیں، اور یہ آدم (ع) کا فیصلہ ہے، لہذا قائم ان آدمیوں کو سامنے لاتے

---

[182] بحار الانوار، مجلسی، جزء ۵۲، صفحہ ۳۸۹

[183] الغیبہ، موحمد ابراہیم، نعمانی، جزء ۱، صفحہ ۲۳۶

[184] 'مذہب' یا دین امام کے الفاظ ہیں، اور عام طور پر دستیاب مخطوطات میں ظاہر نہیں ہوتے ہیں۔ زیادہ تر دستیاب نصوص میں امر جدید (ایک نیا معاملہ) کے کچھ تغیرات کا استعمال کیا گیا ہے۔ اگرچہ اس وقت یہ دستیاب نہیں ہے لیکن امام مناسب وقت پر اسے عام کر دیں گے۔ تاریخی طور پر، تقریباً تمام کتابیں جن میں لفظ 'مذہب' یا دین استعمال کیا گیا تھا، جلا کر تباہ کر دی گئی تھیں۔ نیز، خدا کے مذہب کا بھی ایک نیا نام ہوگا۔ امن اور نور کا احمدی مذہب اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

ہیں، جنہوں نے اعتراض کیا ہوتا ہے اور ان کی گردنیں اڑا دیتے ہیں، پھر وہ دوسرے مقدمے کا فیصلہ کرتے ہیں اور دوسرے لوگ جو ان کے ساتھ جنگ میں لڑے تھے انہیں رد کر دیں گے، اور یہ داؤد (ع) کا فیصلہ ہے، تو وہ ان کو نکال کر ان کی گردنیں اڑا دیتے ہیں، پھر وہ تیسرے مقدمے کا فیصلہ کرتے ہیں، اور دوسری قوم جو ان سے جنگ میں لڑے ہونگے، رد کر دیتے ہیں، اور یہ ابراہیم (ع) کا فیصلہ ہے، پھر وہ چوتھے مقدمے کا فیصلہ کرتے ہیں اور یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فیصلے سے ہوتا ہے اور کوئی اسے رد نہیں کرے گا۔"[185]

اہل بیت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی روایات میں قائم اپنی دعوت کا آغاز عبرانی میں کرتے ہیں، اور اسی طرح اپنے ساتھیوں کو جمع کرتے ہیں۔ مفضل ابن عمر (علیہ السلام) کہتے ہیں کہ ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے فرمایا: "جب خدا اجازت دے گا تو امام خدا کو اپنے عظیم تر عبرانی نام سے پکاریں گے جس پر ان کے تین سو اور تیرہ صحابہ ان کے پاس خزاں کے پتوں کی طرح نکلیں گے اور وہ ولایت کے ساتھی ہیں اور ان میں سے کچھ رات کو اپنے بستر سے غائب ہو جائیں گے اور مکہ میں جا گیں گے اور کچھ بادلوں میں نظر آئیں گے۔ اس دن وہ اپنے نام اور اپنے باپ کے نام اور ان کے نسب سے پہچانے جائیں گے۔'' میں نے کہا: ''میری روح آپ پر فدا ہو، کون زیادہ ایمان والا ہے؟'' آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "وہ لوگ جو بادلوں میں نکلتے ہیں اور وہ گمشدہ ہیں، اور ان کے بارے میں یہ آیت اتری: "تم جہاں کہیں بھی ہو گے، خدا تم سب کو جمع کرے گا۔''[186]

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے ساتویں عہد کا آغاز داؤد کے ستارے کو مہر اور علامت کے طور پر استعمال کرکے کیا، جس پر 'احمد' کا نام لکھا ہوا ہے.[187]

---

[185] بحار الانوار، مجلسی، جزء ۵۲، صفحہ ۳۸۹

[186] تفسیر العیاشی محمد بن مسعود العیاشی ج ۱ صفحہ ٦٧

[187] عربی لفظ احمد کا مطلب ہے "جس کی حمد کی گئ ہے" اور عبرانی لفظ یہوداہ جیسا ہی ہے۔

اس علامت کے استعمال پر مسلمان اور عربی دنیا کا ردعمل افسوسناک ہے۔ اگرچہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ تورات خدا کی طرف سے ہے اور یہودیت کے پیغمبروں اور رسولوں میں داؤد اور سلیمان (علیہم السلام) شامل ہیں، لیکن انہوں نے اپنے ہی مہدی اور نجات دہندہ پر اسرائیلی ایجنٹ، موساد کا ایجنٹ، امریکی ایجنٹ ہونے کا الزام لگایا ہے۔

اس کی وجہ ان کی احادیث نبوی امام مہدی کے ظہور کے متعلق سے لاعلمی ہے.پیشین گوئیوں کی تکمیل میں، امام احمد الحسن (منہ السلام) حضرت داؤد (علیہ السلام) کے ستارے کے ساتھ تشریف لائے ہیں اور وہ انبیاء و مرسلین کے وارث ہیں۔ زیادہ تر عربوں اور ایرانیوں کی نسل پرستی اور جہالت اور یہودیوں سے ان کی نفرت انہیں قائم کو دشمن کے طور پر لینے پر مجبور کر دے گی، اور کبھی بھی کسی ایسی چیز کو قبول نہیں کریں گے جسے وہ یہودی فطرت، میراث یا جڑ سمجھیں۔ پاکستانی مسلمانوں میں سے کچھ کی نسل پرستی اور جہالت اور ہندوؤں اور ہندوستانیوں سے ان کی نفرت انہیں قائم کو دشمن کے طور پر لینے پر مجبور کر دے گی جب وہ سنیں گے کہ کرشنا، ارجن، بدھ اور دیگر اشخاص پیغمبر اور رسول تھے۔

ایسا کوئی دوسرا عہد کبھی نہیں ہوا جس نے دنیا کے تمام مذاہب کو سچائی میں متحد کرنے کی کوشش کی ہو جس طرح ساتویں عہد نے کیا ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اہل کتاب کو ایک خدا کی طرف تسلیم (اسلام) کے پرچم تلے متحد کرنے کی کوشش کی، لیکن انہوں نے جن مذاہب کو متحد کرنے کی کوشش کی، وہ سب سامی، اور بنیادی طور پر یہودی پر مبنی مذاہب تھے۔ قرآن پاک میں اکثر یہودیوں، عیسائیوں اور مندائیوں کا ذکر ان کی کتابوں اور انبیاء کے ساتھ ملتا ہے۔ ساتواں عہد وہ واحد عہد ہے جو دنیا بھر میں ہر اس مذہب کو زندہ اور متحد کرنے کا ارادہ رکھتا ہے جس کی جڑ ایک پیغمبر تھا، دنیا بھر میں، آدم کے زمانے سے لے کر آج تک۔

ساتویں عہد کا نشان چھ نکاتی ستارہ ہے، جسے عام طور پر داؤد کا ستارہ کہا جاتا ہے (صورت ۲)۔ یہ کائنات کی علامت ہے، جسمانی اور غیر جسمانی، دونوں دائروں میں۔

اس طرح، ہم دیکھ سکتے ہیں کہ یہ آخری اور مکمل ترین عہد ایک لازوال عہد ہے جو پوری کائنات کے لیے ہے۔ یہ تمام مخلوقات کے ساتھ خدا کا عہد ہے۔ ایک چیز جو اس عہد کو پچھلے عہدوں کے مقابلے میں خاص اور منفرد بناتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ روحوں کے ساتھ ایک عہد ہے۔

تصویر ۲: احمدی عہد کی علامت

اگر ہم پہلے عہد کو دیکھیں، ہم دیکھتے ہیں کہ آدم کا عہد خدا اور آدم (ع) کے درمیان قائم ہوا تھا۔ دوسرا عہد خدا، نوح (علیہ السلام) اور ان کے خاندان کے درمیان تھا۔ تیسرا عہد خدا، ابراہیم (ع) اور ان کے خاندان کے درمیان تھا۔ چوتھا عہد خدا اور موسی اور ابراہیم کی اولاد، بنی اسرائیل کے درمیان تھا۔ پانچواں عہد خدا، عیسیٰ (علیہ السلام) اور اسماعیلیوں (عربوں) کے درمیان تھا جو ابراہیم کی اولاد بھی تھے۔ چھٹا عہد خدا، محمد اور آل محمد (علیہم السلام) کے درمیان تھا، اور یہ تمام جہانوں کے لیے ایک عہد تھا۔ یہ ساتواں عہد اب جسمانی نسب پر مبنی نہیں ہے اور جسموں کے ساتھ نہیں ہے، بلکہ یہ خدا اور روحوں کے درمیان ایک عہد ہے، نیک روحوں کے ساتھ۔

جس طرح قوانین عہد سے عہد میں بدلتے ہیں، ترتیب کے مطابق، اور وقت اور حالات کے مطابق بدل کر، اسی طرح ساتواں عہد اس زمانے، وقت، اور لوگوں کے مطابق اپنی فقہ اور قوانین کے ساتھ آتا ہے۔ پچھلے عہد ناموں میں جو مناسب ہے، خدا ان

(قوانین) کو اس عہد نامے میں بھی رکھتا ہے، اور اس کے علاوہ ہر چیز کالعدم ہے اور نئے قوانین شامل کیے جاتے ہیں۔ محمد اور آل محمد (علیہم السلام) نے ہمیں بتایا ہے کہ جب قائم آئیں گے، وہ مذہب کو قطعی طور پہ تبدیل کریں گے. امام باقر (منہ السلام) نے فرمایا:

"اگر قائم (علیہ السلام) اٹھیں گے تو وہ ہر چیز کو تباہ کر دیں گے جو ان سے پہلے آئی ہو، جیسا کہ اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کیا تھا، اور وہ ایک نیا اسلام قائم کریں گے۔"[188]

ایک نئے اسلام کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسلام جو قائم لائیں گے، وہ اس اسلام سے بالکل مختلف ہو گا، کہ جس کے ساتھ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آئے تھے، اور اس اسلام سے جو اس وقت رائج ہے۔ بنیادی طور پر یہ ایک نیا مذہب ہے۔ حسن بن ہارون نے کہا:

میں ابا عبد اللہ کے گھر بیٹھا ہوا تھا اور میں نے پوچھا کہ کیا قائم کا طریقہ علی (ع) کے طریقے سے مختلف ہوں گے؟ تو انہوں نے جواب دیا: "ہاں۔"[189]

امام الصادق (منہ السلام) نے فرمایا: "قائم اس وقت تک ظہور نہیں کریں گے جب تک کہ وہ دو اقرار نہ پڑھیں، ایک بصرہ میں اور دوسرا کوفہ میں، دونوں ہی علی (ع) سے پناہ مانگتے ہیں۔"[190]

ائمہ کی دوسری روایات (منہم السلام) نے کہا ہے: "اور اس معاملے کا ساتھی جزیہ (ملک کے غیر مسلم شہریوں پر ٹیکس لگانا) کو نہیں مانے گا، جس طرح رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کیا تھا۔"[191]

---

[188] الغیبہ، نعمانی، جزء ۱، صفحہ ۲۳۶

[189] معجم احادیث الامام المہدی علیہ السلام الشیخ علی الکورانی العاملی ج ۴ صفحہ ۳۸

[190] الغیبہ، نعمانی، جزء ۱، صفحہ ۳۱۹

[191] بحار الانوار، مجلسی، جزء ۵۲، صفحہ ۳۴۵

اس باب کے بقیہ حصے میں، ہم رسمی مذہبی ساختوں کی مثالیں پیش کریں گے جو مکمل طور پر جڑ سے اکھاڑ پھینکی جائیں گی کیونکہ وہ جھوٹ، انحراف اور بالکل واضح طور پر بت پرستی کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں۔ مثال کے طور پر، مساجد اور مقبروں کی تباہی، قمری تقویم، خواتین کے لیے لازمی سر ڈھانپنا (حجاب)، دیگر چیزوں کے علاوہ۔
جیسے جیسے آپ ان پر غور کرتے ہیں، اس کے بارے میں تنقیدی طور پر سوچنا ضروری ہے کہ ان میں سے ہر ایک عمل کیسے وجود میں آیا اور ابرہیم (ع) کی طرح قائم کو ان پر کلہاڑی اٹھانے کی ضرورت کیوں ہے۔

مساجد اور مقبروں کی تباہی

مسلمانوں کی نظر میں بدعتی اعمال کی فہرست یہیں نہیں رکتی، قائم حکم دیں گے کہ مسلمانوں کی تمام مساجد اور مقبروں کو منہدم کر دیا جائے۔

ابی جعفر (منہ اسلام) نے فرمایا:
"اگر قائم اٹھیں، وہ کوفہ کی طرف جائیں گے، اور وہاں چار مساجد کو منہدم کر دیں گے، اور روئے زمین پر ایک بھی مسجد باقی نہیں رہے گی جسے وہ گرا نہ دے۔"[192]

[192] الارشاد، الشیخ المفید، صفحہ ۳۸۵

ابا عبد اللہ نے کہا: "اے عربوں ! ڈرو، کیونکہ میرے پاس ان کے لیے بُری خبر ہے، ان میں سے قائم کے ساتھ کوئی خروج نہیں کرے گا۔"[193]

لوگوں کو ایسا دکھے گا جیسا کہ قائم دین اسلام کو مٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ابا عبد اللہ (منہ اسلام) نے کہا: "اگر قائم اٹھتے ہیں، تو وہ مسجد الحرام (مکہ کی مسجد کا احاطہ جو کعبے کے گرد ہے) کو منہدم کر دینگے، یہاں تک کہ وہ اسے اس کی اصل کی طرف لوٹا دینگے، اور مقام کو اس جگہ واپس منتقل کر دینگے جہاں وہ اصل میں تھا، اور وہ بنی شیبہ کے ہاتھ کاٹ کر کعبہ کے دروازے پر لٹکا دینگے اور اس پر لکھیں گے: یہ کعبہ کے چور ہیں۔"[194]

قائم نہ صرف خانہ کعبہ اور مکہ کی عظیم الشان مسجد کو تباہ کرتے ہیں، بلکہ وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مسجد اور قبر کو تباہ کرنے کے لیے مدینہ بھی جاتے ہیں۔ ابا عبد اللہ (منہ السلام) نے فرمایا:

"اگر قائم قبر کی دیوار کے قریب پہنچ کر اسے توڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں، تو خدا اس کے بعد تیز آندھی اور بجلی اور گرج بھیجے گا، یہاں تک کہ لوگ کہیں گے: "واقعی یہ اس (عمل) کی وجہ سے ہے" اور اس کے ساتھی اس کے پاس سے بھا گیں گے، یہاں تک کہ ان کے ساتھ ایک بھی شخص نہیں رہے گا۔ اس کے بعد قائم کلہاڑی لیں گے، اور وہ کلہاڑی سے وار کرنے والے پہلے شخص ہیں، اور جب ان کے ساتھی انہیں کلہاڑی مارتے ہوئے دیکھیں گے، تو وہ ان کی طرف پلٹیں گے اور اس دن ان کا درجہ اس بات سے طے ہوگا کہ وہ کتنی تیزی سے ان کے پاس واپس بھاگتے ہیں۔"[195]

---

[193] کتاب الغیبہ، شیخ طوسی، جزء ۱ صفحہ ۴۹۶

[194] بحار الانوار، المجلسی، جزء ۵۲، صفحہ ۳۳۸

[195] بحار الانوار، المجلسی، جزء ۵۲، صفحہ ۳۸۶

کعبہ کی حقیقت

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "خانہ کعبہ جسے لوگ جانتے ہیں وہ اصل کعبہ نہیں ہے، اصل کعبہ مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ مکہ میں بائیس کعبے ہوا کرتے تھے۔ اردن، عراق، سوڈان اور مصر میں بھی کعبے تھے۔ ہر بڑا قبیلہ ایک کعبہ تعمیر کرتا تھا، جدھر ان کے لوگ حج کرتے تھے۔"

میں نے امام (منہ السلام) سے پوچھا: پھر یہ موجودہ کعبہ کیا ہے؟
امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ موجودہ کعبہ جسے سب جانتے ہیں کہ یہ قریش کا ہے، یہ اس کی اصل جگہ نہیں ہے۔ قریش کے اصل کعبہ کو منہدم کر دیا گیا تھا اور یہ ایک نیا کعبہ ہے جو انہوں نے حال ہی میں بنایا تھا۔"

میں نے پوچھا: "تو اللہ کا اصل کعبہ کہاں ہے؟"

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "کیا تمہاری مراد حقیقی کعبہ ہے جسے ابراہیم (علیہ السلام) نے بنایا تھا؟"
میں نے کہا: "ہاں، اور وہ جہاں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے طواف کیا۔"
امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے خانہ کعبہ کی تعمیر نہیں کی تھی، بلکہ اس کی تعمیر نو کی تھی، لیکن اب اس کا کوئی نشان نہیں ہے۔ جہاں تک محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا تعلق ہے، آپ نے ایک مختلف کعبہ کا طواف کیا تھا، جو ان کے قبیلہ بنی ہاشم سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ بھی پوری طرح تباہ ہو چکا ہے۔''
میں نے پوچھا: "کیا بنی ہاشم کا وہی مقام تھا جو موجودہ قریش کا ہے؟"
امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں، اصل کعبہ الشام (لیونٹ) میں واقع ہے، نہ کہ الحجاز میں، اور خاص طور پر اردن میں۔ ہماری پوری تاریخ کا بیشتر حصہ جھوٹ پر مبنی ہے بیٹا۔ اس کا زیادہ تر حصہ جعلی ہے۔''

امام (منہ السلام) نے مزید واضح کیا کہ اصل کعبہ کا صحیح مقام پیٹرا، اردن ہے۔

قمری کیلنڈر کا خاتمہ

ایک دن کسی نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا:
"کیا آپ کہ دعوے میں مومن کے لیے آل سعود کی حکومت میں حج کرنا جائز ہے؟
امام احمد الحسن (منہ السلام) نے جواب دیا: "حج پر جانے کے بجائے، انہیں چاہئیے کہ وہ جائے اور وہ رقم جو وہ حج پر خرچ کرتے ان غریبوں کو دے، جو دنیا بھر میں بھوک سے مر رہے ہیں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں خدا کے ساتھ ایک لاکھ حج کے برابر ہو گا۔"
تو اس آدمی نے کہا: "اللہ مجھے حج کرنے کا حکم دیتا ہے اور امام مجھے صدقہ کرنے کا حکم دیتے ہیں، میں کس پر ایمان لاؤں؟"
امام احمد الحسن (منہ السلام) نے جواب دیا: "تم نے مجھ سے پوچھا اور میں نے جواب دیا، اور تم آزاد ہو میرے بیٹے۔ میں آپ کو معلومات کے ایک اور ٹکڑے کے ساتھ بڑھانا چاہتا ہوں جو شاید آپ کو عجیب لگے۔ یہ وقت اور یہ مہینہ تو حج کا مہینہ بھی نہیں ہے، میرا مطلب ہے کہ ہم حج کے موسم میں بھی نہیں ہیں، اور وہ کعبہ جس کو آپ جانتے ہیں وہ "حج کا مقدس مقام" بھی نہیں ہے، جیسا اسے کہا جاتا ہے۔
میں جانتا ہوں کہ شاید بہت سے لوگ مجھے کافر کہیں گے، لیکن یہ کسی اہمیت کی بات نہیں ہے۔
اہم بات یہ ہے کہ میں سچائی کو ان لوگوں تک پہنچا دوں جو سچ کی تلاش کر رہے ہیں۔"

قرآن پاک میں ارشاد ہے: "قریش کے مانوس کرنے کے سبب ۔ (یعنی) ان کو جاڑے اور گرمی کے سفر سے مانوس کرنے کے سبب ۔ لوگوں کو چاہیئے کہ (اس نعمت کے شکر میں) اس گھر کے مالک کی عبادت کریں ۔ جس نے ان کو بھوک میں کھانا کھلایا اور خوف سے امن بخشا ۔"[196]

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں نے آیات کا مفہوم غلط نکالا ہے، اور علمائے کرام، جو علم کے بغیر بات کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ قریش نے سفر تجارت کے لیے کیا ہوگا۔ حقیقت میں، یہ بے ہودہ ہے، کیونکہ تاجر اس وقت سفر کرتے ہیں جب کاروبار ہوتا ہے، اور وہ اپنے سفر کی بنیاد سال کے موسموں پر نہیں رکھتے۔ آیت یہ بھی کہتی ہے: لوگوں کو چاہیئے کہ (اس نعمت کے شکر میں) اس گھر کے مالک کی عبادت کریں ۔ یعنی قریش کے موسم گرما اور سردیوں کے سفر کا مقصد مذہبی تھا۔ گرمیوں کے سفر عمرہ کے لیے تھے اور سردیوں کے سفر حج کے لیے تھے۔

نام نہاد قمری جنتری یا ہجری جنتری جسے آج مسلمان استعمال کرتے ہیں، اصل میں شمسی جنتری ہوا کرتا تھا۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے اشارہ کیا کہ ہجری قمری جنتری کے مہینوں کے نام ہی اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ ان کا نام دراصل شمسی مہینوں پر رکھا گیا ہے۔ مثال کے طور پر، سال بہار میں شروع ہوا مارچ کا مہینہ جب زندگی زمین پر واپس آئے گی اور زمین سر سبز ہو جائے گی۔

عرب جنتری میں، اس مہینے کو "ربیع الاول" کہا جاتا تھا، جس کا مطلب ہے "پہلی بہار" اس دن تک۔ اس کے بعد "ربیع الثانی" یا "دوسری بہار" آئی۔ واضح طور پر، بہار کہلانے والا مہینہ موسمِ بہار میں ضرور آتا ہے، نہ کہ سردیوں یا گرمیوں یا خزاں میں، جیسا کہ آج کل ہوتا ہے، خاص طور پر جب وہ اپنے جانوروں کو چرانے کا انحصار کرتے تھے۔ اگر مہینے ادھر سے اودھر ہو جاتے تو وہ غلط موسم میں اپنے جانوروں کو چرانے کے لیے باہر لے جاتے اور اپنے ریوڑ کو چرانے کے لیے کوئی خوراک نہیں پاتے۔

اگر واقعی ہجری کے مہینے اصل میں شمسی مہینے تھے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ایک ہزار سال سے زائد عرصے سے مسلمان قوم رمضان کے علاوہ دیگر اوقات میں روزے رکھتی ہے اور اپنے مقررہ موسم کے علاوہ دیگر اوقات میں حج یا حجرت کرتی رہی

[196] قرآن مجید، سورہ ۱۰۶ (قریش)، آیات ۱ - ۴

ہے۔ درحقیقت محمد اور آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی روایات بیان ہوئی ہیں کہ امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ظہور کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ لوگ رمضان کے علاوہ دوسرے (مہینوں میں) روزے رکھتے ہیں اور رمضان میں افطار کرتے ہیں:

اصبغ بن نباتہ بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب (منہ السلام) نے فرمایا: "جب یہ وقت آتا ہے تو چاند ایک مرتبہ بڑھ جاتا ہے، یہاں تک کہ دو راتوں کا چاند نظر آجاتا ہے اور دوسری مرتبہ غائب ہو جاتا ہے۔یہاں تک کہ لوگ رمضان کے شروع میں روزہ افطار کر لیں اور عید کے آخر میں روزہ رکھیں۔"[197]

امام جواد (منہ السلام) سے پوچھا گیا: "میری جان آپ پر قربان ہو، آپ روزے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ عرض کیا گیا کہ ان کو روزے رکھنے سے کامیابی نہیں ملتی؟" تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا، "بے شک اس فرشتے کی دعا قبول ہو گئی، جو ان کے خلاف تھا." تو میں نے کہا، "میری جان آپ پر قربان، یہ کیسا ہے؟" آپ (علیہ اسلام) نے فرمایا، "لوگوں نے جب حسین (علیہ السلام) کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتے کو حکم دیا کہ وہ پکارے، اے ظالم قوم، جس نے اپنے رسول کے فرزند کو قتل کیا ہے۔ خدا تمہیں نہ روزے رکھنے میں کامیاب کرے اور نہ افطار کرنے میں۔"[198]

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے انکشاف کیا ہے کہ درج ذیل صحیح اسلامی جنتری ہے اور یہ شمسی جنتری ہے۔
مہینوں کی صحیح خط و کتابت حسب ذیل ہے۔

[197] بحار الانوار، المجلسی، جزء ۹۳، صفحہ ۳۰۴
[198] کتاب الکافی، کلینی، جزء ۴، صفحہ ۱۶۹

گریگورین جنتری	ہجری مہینے
جنوری	جمادی اول
فروری	جمادی الثانی
مارچ	ربیع اول
اپریل	ربیع الثانی
مئی	صفر
جون	محرم
جولائی	شوال
اگست	ذوالقعدہ
ستمبر	ذی الحجہ
اکتوبر	شعبان
نومبر	رجب
دسمبر	رمضان

ماہ رمضان کے روزے

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے انکشاف کیا کہ حقیقی رمضان دسمبر کے مہینے میں ہے اور اب لوگوں پر فرض ہے کہ رمضان کے حقیقی مہینے کے روزے دسمبر میں رکھیں۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا:

"اللہ کا روزہ اس طرح ہے: بندے کو تمام گوشت اور پھلوں اور ان سے پیدا ہونے والی تمام چیزوں سے (پورے مہینے) روزہ رکھنا چاہیے۔ بندو کو یہ بھی چاہیے کہ وہ (پورے مہینے کے لیے) ہر قسم کی ہمبستری سے پرہیز کرے۔ افطار (غروب آفتاب کے وقت) صرف دو قسم کے کھانے سے ہونا چاہیئے، ایک روٹی اور دوسری، کسی اور قسم (کی غزا) ۔ اور بندہ اپنی مرضی کے مطابق کھانے کی دوسری چیز کو روزانہ بدل سکتا ہے۔"

میں نے پوچھا: "تو بندہ فجر کے وقت روزہ شروع کرتا ہے، اور شام کو افطار کرے گا اور گوشت اور پھلوں کے علاوہ صرف روٹی اور کوئی ایک دیگر کھانے کی چیز، مثلاً روٹی اور چاول سے افطار کرے گا؟"

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے جواب دیا: "بالکل۔ جی ہاں. لوگ خوش ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ روزے رکھ رہے ہیں، جب کہ وہ ہر لذیذ اور مزیدار قسم کے کھانے سے بھرے دسترخوان پر بیٹھے ہیں۔ یہ کیسا روزہ ہے؟ جو میں نے آپ کو ابھی بتایا ہے، یہ حقیقی روزے کا صرف ایک حصہ ہے، لوگوں کو رمضان کے حقیقی مہینے اور اس کی رسومات کے آنے کا انتظار کرنے دیں۔"

ایک فرض کے طور پر سر کے پردے (حجاب) کا خاتمہ

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے ایک دن مجھ سے فرمایا:
"جب آپ اپنا کام ختم کر لیں، خواتین کو اپنے پردے اتارنے کو کہیں، کسی کو حکم نہ دینا، صرف انہیں اطلاع دو اور جو اپنا پردہ اتارنا چاہے وہ کر سکتی ہے۔
بغیر کسی فرمائش یا حکم کے، صرف انتخاب سے۔"

میں نے کہا: "بہت خوب، تو جب یہ آپ کی فقہ کا حصہ نہیں ہے اس کی کیا ضرورت ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں، یہ (فقہہ کا حصہ) نہیں ہے، اور نہ کبھی ہوگا، پردہ ایک سنت (روایت، رواج) بن گیا ہے، جس طرح عبدالمطلب نے کچھ معاملات کو متعارف کرایا، جو سنت بن گئے، اور پھر ان (معاملات) نے اسلام میں جڑ لے لی اور ایک عمل بن گیا۔"

لہذا، ساتویں عہد میں عورتوں کا سر پر پردہ یا حجاب واجب نہیں ہے، بلکہ یہ صرف سنت ہے۔ ہم اسے پہننے کی ترغیب نہیں دیتے اور نہ ہی اس سے منع کرتے ہیں۔
ہر شخص اسے پہننے یا نہ پہننے کے لیے آزاد ہے، کیونکہ یہ کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض نہیں تھا، بلکہ یہ سنت ہے جس طرح مسواک سے دانت صاف کرنا سنت ہے یا وضو کی حالت میں سونا۔
حجاب کی سنت کا تعارف حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے آیا بھی نہیں۔ بلکہ اصل میں یہ عبدالمطلب (علیہ السلام) نے متعارف کرایا تھا۔ درحقیقت، مقدس گھرانے کی خواتین تھیں، جنہوں نے پردہ کیا تھا۔ امام احمد الحسن (منہ

السلام) نے فرمایا: "فاطمۃ الزہرا (منہا السلام) سر سے پاؤں تک پردہ میں تھیں۔" اس کے باوجود، ہم کسی سنت کو حکم الٰہی نہیں مانتے اور اسے فرض نہیں کرتے۔ وہ زمانے اس زمانے سے مختلف تھے۔ اس وقت جو ضروری تھا وہ اب نہیں ہے۔

حقیقی نماز کی بحالی

میں نے ایک دن امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا:

"آپ ساتویں اور ابدی عہد کے ساتھی ہیں، جو ہمیشہ رہے گا، اور انسانیت کے آخری دن تک، جب بھی کوئی نیا عہد آیا ہے ساتھ ساتھ فقہ بھی بدلتی ہے، تو کیا محمدی نماز آج باطل ہے؟"

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "کیا نماز سے تمہارا مطلب رکوع و سجود ہے جس طرح آج کل کیا جاتا ہے؟"

میں نے کہا "جی ہاں."

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "بیٹا، نماز رسولوں، انبیاء اور اماموں کو ان کے زمانے میں سجدہ کرنا ہے۔ دل کا سجدہ۔ نماز دعا ہے۔"

یہ واضح کرتے ہوئے کہ دعا کیا ہے، امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "خدا کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ بندہ لکھے ہوئے الفاظ کو پڑھے، بلکہ اگر آپ خدا سے دعا کرنا چاہتے ہیں تو اپنے دل سے اس سے گفتگو کریں۔ "

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ نماز کے ارتقاء کے بارے میں یہ بھی فرمایا ہے کہ: "آدم (علیہ السلام) کے زمانے سے لے کر آج تک، نماز دل کے سجدے کے ساتھ جسمانی سجدہ بھی رہی ہے۔ یہ حقیقی نماز ہے۔"

یہ سچ ہے، کیونکہ ہم قدیم مصری مقبروں میں مصریوں کی تصاویر دیکھتے ہیں کہ وہ سجدہ کیا کرتے تھے۔ ہم یہودیوں کو اپنی نماز میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ ہم ایتھوپیا اور دیگر ممالک میں عیسائیوں کو اپنی نماز کے دوران سجدہ کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ کرہ ارض پر تقریباً ہر مذہب نے اپنی رسومات یا کتابوں میں سجدے کا ذکر کیا ہے۔
پانچ نمازوں کے بارے میں جب صبح کی نماز (فجر)، دوپہر (ظہر)، عصر (عصر)، غروب آفتاب (مغرب) اور رات کی نماز (عشاء) کے بارے میں پوچھا گیا، تو امام (منہ السلام) نے وضاحت فرمائی کہ پانچوں نمازوں کا حقیقی معنی مہدیوں کی ولایت ہے:

۱) فجر امام محمد بن الحسن المہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں، جن کی ولایت کے شروع میں اندھیرا ہے اور پھر ان کے ظہور کے ساتھ ہی روشنی ہو جاتی ہے، وہ طلوع فجر ہیں، تاریکی کی دنیا سے روشنی کی دنیا میں منتقلی۔

۲) ظہر امام احمد الحسن (منہ السلام) کی ولایت ہے، جن کی ولایت میں دنیا روشنی اور روشن خیالی، عدل و انصاف، امن و خوشحالی سے معمور ہوجاتی ہے۔

۳) عصر دوسرے مہدی کی ولایت ہے، یوسف، آل محمد سے، ابا الصادق عبداللہ ہاشم، اور ان کی ولایت کے دوران یہ احمد الحسن کی ولایت سے مشابہ ہے (منہ السلام)۔

۴) مغرب تیسرے مہدی (علیہ السلام) کی ولایت ہے اور ان کے دور میں حالات پھر سے تاریک ہونے لگتے ہیں اور کچھ مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

۵) عشاء کی نماز چوتھے مہدی (علیہ السلام) کی ولایت ہے اور ان کے زمانے میں دنیا میں حالات مزید تاریک ہو جاتے ہیں۔

پانچ نمازیں ادا کرنا امام مہدی، امام احمد الحسن (منہ السلام) اور دوسرے، تیسرے اور چوتھے مہدی کے بارے میں اپنے ایمان،بیعت اور فرائض کو برقرار رکھنا ہے۔ ان کے بعد، سلسلہ دوبارہ شروع ہوتا ہے، فجر پانچویں مہدی، چھٹے ظہر، ساتویں عصر، آٹھویں مغرب، عشاء نویں اور اسی طرح، ہمیشہ کے لیے چلتا ہے۔

امام علی (منہ السلام) اور بارہ اماموں (منہم السلام) نے طویل عرصے سے ہمیں یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ حقیقی نماز ان رسولوں کی ولایت کے سوا کچھ نہیں ہے۔
ابی جعفر (منہ السلام) نے فرمایا: "جس نے یہ نہیں جانا کہ نماز کیا ہے، اس نے ہمارے حقوق کا انکار کیا۔"[199] آپ نے یہ بھی فرمایا: "اے ایمان والو ! جب جمعہ کے دن نماز کی اذان دی جاتی ہے" (اس دن سے جس میں خدا نے آپ کو جمع کیا ہے)، اور نماز امیر المومنین ہیں، خدا کے لئے نماز سے مراد ولایت ہے، اور یہ عظیم ترین ولایت ہے۔"[200]

ابا عبد اللہ نے کہا: "اے داؤد ہم اللہ کی کتاب میں نماز ہیں اور ہم ہی زکوٰۃ ہیں اور ہم ہی روزے ہیں اور ہم ہی حج ہیں اور ہم ہی مقدس مہینے ہیں اور ہم ہی مقدس زمین ہیں، اور ہم اللہ کا کعبہ ہیں اور ہم اس کا قبلہ ہیں اور ہم اللہ کی صورت ہیں۔"[201]

امیر المومنین (منہ السلام) نے فرمایا: "جو شخص نماز کی حقیقت کو جانتے ہوئے نماز کی طرف آئے، اسے بخش دیا جائے گا۔"[202]

---

[199] کتاب الکافی، کلینی، جزء ۲، صفحہ ۵۹۸
[200] الاختصاص شیخ المفید صفحہ ۱۲۹
[201] بحار الانوار، مجلسی جزء ۲۴ صفحہ ۳۰۳
[202] میزان ال حکمہ جزء نمبر ۲ صفحہ ۱۶۲۸

قرض اور سود (ربا)

میں نے ایک دن امام احمد الحسن (منہ السلام) سے قرض کے سود کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا:
"ربا کی بالکل اجازت نہیں ہے۔ یہ انتہائی بدصورت ہے۔"
میں نے کہا: "مثال کے طور پر، کافروں اور ناصبیوں (اہل بیت سے عداوت رکھنے والوں) کا کیا ہوگا؟"
امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "مجھے ایک مثال دو۔" میں نے کہا: "مثال کے طور پر امریکہ میں لون شارکس، جو ان لوگوں کو قرض دیتے ہیں جو اپنے ناقص کریڈٹ کی وجہ سے بینکوں سے قرض حاصل کرنے سے قاصر ہیں۔"
امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "نہیں، یہ جائز نہیں ہے، کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ سود کا کتنا نقصان ہوتا ہے، یہ دسویں نسل تک کی اولاد کو پہنچتا ہے، اور بیٹوں کی گردنوں میں ہوگی۔"

میں نے کہا: کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ دسویں نسل تک کے بیٹے اس تمام سود کے مقروض ہونگے جو ان کے باپ دادا نے لیا تھا؟"
امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: ہاں۔

ایک دن امام احمد الحسن (منہ السلام) سے سوال کیا گیا: "کیا سود کے ساتھ رہن (چاہے کم سود جیسا کہ ۱%) جائز ہے اگر نقدی سے مکان خریدنا ممکن نہ ہو؟ یا مومن کو گھر کرایہ پر لینا چاہئے اور امید کرنی چاہئیے ہے کہ ایک دن وہ نقد خرید سکتے ہیں (یہاں تک کہ ہاؤسنگ مارکیٹ بھی بڑھتی رہتی ہے اور اس خیال کو غلط ثابت کرتی رہتی ہے)؟

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے جواب دیا: "گروی رکھنا جائز نہیں ہے، اور یہ حرام ہے، اور اگر تم یہ مانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ وہ ہے جو رزق دینے والا ہے، اور یہ کہ وہ رحیم و کریم ہے، تو آپ ایسا نہ کہتے، اور آپ کے پاس ایک کے بجائے دو گھر ہوتے۔ میں

خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو رزق دے اور آپ کو آپ کے دین اور آپ کی دنیا اور آپ کی آخرت میں خیریت دے۔ بے شک وہ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔''

سزائے موت

ساتویں عہد میں قائم قرآن اور مقدس کتابوں میں خرابیوں کو ظاہر کرتے ہیں اور ان میں سچائی کو بحال کرتے ہیں۔ وہ اسلام میں چور کے ہاتھ کاٹنا جیسے قرون وسطیٰ کے بعض طریقوں کو ختم کر دیتے ہیں۔ اس قدیم طرز عمل کا خدا کے قوانین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ درحقیقت یہ قرآن کریم سے متصادم ہے۔ کیونکہ قرآن میں خدا فرماتا ہے:

(اے پیغمبر میری طرف سے لوگوں کو) کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔ خدا تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ (اور) وہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔[203]

اس آیت کا، کہ خُدا تمام گناہوں کو معاف کرتا ہے، ظاہری طور پر یہ مطلب ہے کہ وہ لوگوں کو دوسرا موقع فراہم کرتا ہے۔ چوری کرنے والے کو دوسرا موقع کیسے ملے گا جب اس کے ہاتھ نہ ہوں؟ یہ معافی نہیں ہے۔ بلکہ کسی کا ہاتھ کاٹ دینا معافی کے خلاف ہے، یہ خالص اور مکمل سزا ہے۔

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا ہے کہ قرآن کریم کی یہ آیت:۔

اور جو چوری کرے مرد ہو یا عورت ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو یہ ان کے فعلوں کی سزا اور خدا کی طرف سے عبرت ہے اور خدا زبردست (اور) صاحب حکمت ہے۔[204]

---

[203] قرآن مجید، سورہ ۳۹ (زمر)، آیت ۵۳

[204] قرآن مجید، سورہ ۵ (مائدہ)، آیت ۳۸

وقت کے گزرتے ہوئے کرپٹ اور تبدیل ہوچکی ہے، لوگوں کی وجہ سے۔ لفظ "کٹا ہوا" اصل میں ان کے ہاتھوں پہ "داغ لگانا" تھا۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہاتھوں کو رنگنے والے مادے سے داغ دیتے تھے، جو ایک ایسے پودے سے بنا ہوا تھا جسے دھونا بہت مشکل ہوا کرتا تھا۔ چور کی اس طرح سرعام شرمندگی نے لوگوں کو چوری کرنے سے روکا، کیونکہ کوئی بھی رنگ برنگے ہاتھ کے ساتھ گھومنا نہیں چاہتا تھا، جس سے اشارہ ہو کہ اس نے جرم کیا ہو۔

شراب اور شراب پینا

ساتویں عہد میں شراب پینا جائز ہے، جیسا کہ محمدی عہد سے پہلے کے عہد میں تھا۔ چھٹے عہد میں اسے عام لوگوں کے لیے حرام قرار دیا گیا تھا کیونکہ اس وقت عربوں کی حد درجہ شرابی اور بے حیائی تھی۔ یہ کبھی بھی ایک ابدی ممانعت کا ارادہ نہیں تھا۔ بہر حال، یہ ایک مشروب ہے جس کا ذکر قرآن پاک جنت میں داخل ہونے والوں کے لیے انعام کے طور پر کیا گیا ہے:۔

جنت جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ اس کی صفت یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بو نہیں کرے گا۔ اور دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہیں بدلے گا۔ اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے (سراسر) لذت ہے۔ اور شہد مصفا کی نہریں ہیں (جو حلاوت ہی حلاوت ہے) اور (وہاں) ان کے لئے ہر قسم کے میوے ہیں اور ان کے پروردگار کی طرف سے مغفرت ہے۔ (کیا یہ پرہیزگار) ان کی طرح (ہوسکتے) ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور جن کو کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا تو ان کی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا۔[205]

[205] قرآن مجید، سورہ ۴۷ (محمد)، آیت ۱۵

کیا اللہ جنت میں کوئی ناپاک چیز رکھے گا؟ چونکہ اللہ تعالیٰ جنت میں ناپاک چیزیں نہیں ڈالتا اس لیے اسے پاک ہونا چاہیے۔ ایک دن میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا:

"مانی نے لکھا کہ پھلوں کا رس نورانی پانی ہے، اور سادہ پانی صرف مادہ ہے جس میں نور نہیں ہے۔ اور اہل بیت کی بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ وہ شراب کو عبدالنور کہتے ہیں اور شراب پھلوں میں سے ہے۔ کیا یہ سچ ہے کہ شراب میں روشنی ہوتی ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں بیٹا یہ سچ ہے۔"

ہم مزید ثبوت کے طور پر "کوزے کی رسم" کے بارے میں درج ذیل روایت فراہم کرتے ہیں، کہ روحانی خوشحالی اور رفاقت کو فروغ دینے کے لیے شراب کا استعمال قریبی اور مکمل مومنین کے درمیان جائز تھا۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس رسم کو اہل بیت اور قریبی صحابہ کے درمیان قائم کیا۔

قرآن میں شراب کی ندیوں کے حوالے ہیں۔ یہ عمل واضح طور پر عوام کے لیے نہیں تھا۔ امام جعفر الصادق (منہ السلام) نے اسے "عام آزادی پسندوں" کے لیے حرام قرار دیا اور "ان کے لیے جوئے اور زنجیریں مسلط کر دیے۔" یہ نوسٹک، صوفیانہ اور علمی حلقوں میں ایک معروف روایت ہے۔[206]

عبداللہ البرقی نے الیشورائی کے الفاظ نقل کیے ہیں: محمد بن سنان نے مجھے مندرجہ ذیل بیان کیا، جو اس نے ابو ہارون نابینا سے سنا... جس نے ان سے کہا: "میں محمد بن ابی زینب (ابو الخطاب) سے ملنے گیا تھا۔ صالحین اور اچھی چیزوں کے والد، ان کی

[206] A Shiite Liturgy of The Grail ہنری کوربن صفحات ۱۹۴ - ۲۰۴

تعظیم کی جائے ! ستر آدمی موجود تھے، ان کے پیروکاروں میں سے چنے ہوئے، مختلف ممالک سے آئے تھے۔ ان میں موسیٰ بن اشیم (بعد میں) ایک شہید (شاہد) اور اپنے زمانے کے محمد بن ابی بکر تھے۔ ان کے درمیان طویل گفتگو ہوئی۔ آخر میں، ابو الخطاب نے ان سے کہا: اے صحابہ ! کیا تم پینا چاہتے ہو؟'' ہم نے کہا: ''اور کونسا پینا؟'' ابو الخطاب نے کہا: ''ملکوت کی شراب (شراب الملکوت)۔'' ہم نے کہا:

''آپ نے ہمیں اپنے علمِ ملوکیت سے پالا ہے۔ اب ہمیں اس کی شراب سے پیٹ بھر کر پینے دو۔'' ابو الخطاب نے کہا: ''ملاکوت کی شراب تمہارے لیے ہے۔ جہنم (بلہوت) کے دروازوں کی شراب دوسروں کے لیے ہے۔''

ہم نے پوچھا: ''اور بلہوت کی شراب کیا ہے؟'' ابو الخطاب نے فرمایا: ابلیس [احریمان] کا خون، خدا اس کی مذمت کرے۔ لیکن ملاکوت کا مشروب خالص مشروب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے جنت میں اپنے دوستوں کا مشروب قرار دیا ہے۔

اور ابو الخطاب نے قرآنی آیت ۴۷:۱۶ کی تلاوت کی: "اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے (سراسر) لذت ہے۔"

پھر ابو الخطاب نے موسیٰ بن اشیم سے کہا: شروع کرو ! اپنے بھائیوں کو پیٹ بھر کر پینے دو۔ اور جب یہ مشروب سب تک پہنچ جائے گا، پھر اس پیالے سے جو تم اپنے ہاتھ میں پکڑو گے، تمہارے جسم تمام آنے والے ادوار اور دوروں کے لیے بھر جائیں گے۔ کیونکہ آپ کا تعلق قدس المقدس سے ہے اور آپ بہمنیوں میں سے تھے ان میں سے سب سے افضل اور بزرگوں میں۔ میں نے اُن کے لیے دنیا کو ظاہر کیا، اور اُن کو اُس کی لذتوں سے بھر دیا۔ میں تجھے اس کی شان کے ساتھ پورا کرتا ہوں اور اپنی قدرت سے میں تجھے وہ دیتا ہوں جو میں نے کسی اور کو نہیں دیا۔ موسیٰ بن اشیم کھڑے ہوئے اور کہا: اے میرے آقا ! اپنے ہاتھ سے مجھے ایک ایسا مشروب عطا فرمائے جس سے پینے والے کی پیاس پوری ہو جائے، صدیوں کے لیے اور ابدیت کی ابد تک۔ [ابوھارون نابینا] اس طرح اپنی تلاوت جاری رکھتے ہیں:

پھر ابو الخطاب نے پیالے میں شراب ڈال دی۔ انہوں نے پیالہ موسیٰ کو پیش کیا تو موسیٰ نے اس میں سے پیا، یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے۔ پھر ابو الخطاب نے ان سے کہا: اب پیالہ اپنے بھائی ابو اسماعیل کو دے دو۔ اس کے بعد انہوں نے اس وقت تک پیا جب تک کہ ان کی اپنی پیاس پوری نہ ہو جائے، بغیر پیالے کے مواد میں کوئی کمی واقع ہوئی۔ اس طرح سب نے باری باری پیٹ بھر کر پیا۔ آخر کار تمام حاضرین میں گردش کرنے کے بعد، پیالہ بالکل اسی طرح بھرا ہوا تھا جیسا کہ شروع میں تھا، پھر ابو

الخطاب نے پیالے کو اٹھا کر ایک دائرے میں گھمایا۔ جیسا کہ انہوں نے دائرے کی شکل کا پتہ لگایا، ہم نے اسے غور سے دیکھا؛ پھر پیالہ اوپر اٹھا، آہستہ آہستہ اٹھتا، خلا میں تیرتا رہا، یہاں تک کہ وہ اپنی آرام گاہ تک پہنچ گیا۔ اس وقت، ہم نے آقا (السید، امام جعفر) کو اس فضا کی بلندیوں سے ہماری طرف غور کرتے ہوئے دیکھا۔ وہ ایک سرخ گنبد کے نیچے تھے، جیسا کہ ایک منفرد موتی سے بنایا ہوا تھا، جس کی روشنی مشرق سے مغرب تک چمکتی تھی۔ ہوا مشک کے عطر سے بھری ہوئی تھی۔

آقا و مولیٰ اور ہماری نجات دہندہ، امام جعفر نے پھر اپنے راز کا اعلان کیا: اے محمد (ابن ابی زینب، ابو الخطاب) میں اپنے وفاداروں، پاکیزہ، شریف، عادلوں کی پیاس اس مشروب کے ساتھ بجھاتا ہوں، جسے میں نے عام آزادی پسندوں کے لیے حرام قرار دیا ہے۔ میں نے اسے اپنے ان مومنوں کو پیش کیا ہے جو اس دنیا اور دوسری دنیا میں موجود ہیں۔ لیکن میں نے عام آزادی پسندوں پر جوئے اور زنجیریں ڈالی ہیں، اور انہیں ان لوگوں کے صحرا میں بھیج دیا ہے جو اپنا راستہ بھول جاتے ہیں۔" جہاں تک ہمارا تعلق ہے، ہم خوبصورتی اور روشنی کے غور و فکر میں مست تھے جو گنبد سے نکل رہا تھا۔ تب میرے آقا [امام] نے ہم سے دوبارہ بات کی: "میں نے آپ کو منتخب کیا ہے، میں نے آپ کو اپنی طرف متوجہ کیا ہے، اور آپ میرے دوستوں کے ساتھ رہ کر قریب آگئے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس نور کی طاقت سے تمہاری آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتیں اور تم یہ آواز سن کر ہیبت سے بے ہوش ہو جاتے۔ لیکن میں نے اسے اس لیے بنایا ہے کہ یہ تمہارے لیے اعزاز اور تمہارے مخالفوں کے لیے رسوائی ہو۔ اس لیے اس کا خیر مقدم کریں، کیونکہ آج کا دن فاضلیت کا دن ہے۔ اور امام نے یہ آیت تلاوت کی: قرآن ۱۰:۲۷: جن لوگوں نے نیکو کاری کی ان کے لیے بھلائی ہے اور (مزید برآں) اور بھی اور ان کے مونہوں پر نہ تو سیاہی چھائے گی اور نہ رسوائی۔ ﴿ ۲۶ ﴾

کیونکہ وہ جنت کے لوگ، ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔" اسی لمحے، پیالہ دوبارہ ہماری طرف اترنے لگا۔ لیکن اس بار وہ خالی تھا، ایک قطرہ بھی باقی نہ تھا۔ پھر ابو الخطاب نے اپنے ساتھیوں سے کہا: "دیکھو، یہ پیالہ دنیا کے ساتوں ادوار میں تمام غیر عربوں کے مندروں میں گردش کرتا رہا ہے۔ یہ سب ایمان اور معرفت میں آپ کے بھائی ہیں [یا آپ کے بھائی، علم پرست مومنوں]' تم نے ان کے ساتھ اس پیالے میں پی لیا ہے، کیونکہ تم ان کے بزرگوں میں سے ہو۔ اور میں نے آج تمہیں اس مشروب سے پیٹ بھر کر پینے کے لیے دیا ہے، جیسا کہ میں نے تمہیں اس سے پہلے پینے کے لیے دیا تھا۔ پھر ابو الخطاب نے پیالہ

لیا، پھر بھر، اور اسے موسیٰ بن اشیام کو دے کر کہا: 'اے رحمن کے دوست، خدا تمہیں زندگی دے!' اور رحمن کے دوست ابراہیم نے پیالہ اپنے ہاتھ میں لیا اور اس میں سے پیا۔'

تب آقا [ابو الخطاب] نے فرمایا: "خدا کا مشروب تمہیں بہت اچھائی لائے۔ میری جان کی قسم! اس مشروب کے ذریعے آپ نے ملکوت کے علم کا مزہ چکھ لیا، اس کا علم جو پہلی صدیوں میں تھا، اور دنیا کے تمام ادوار اور دور میں موجود ہے۔ اس کے بعد، آپ کوئی بھی زبان بول سکتے ہیں۔ اس مشروب کو چکھنے کے بعد، آپ پرندوں کی زبان (منطق الطائر) اور زمین کی سطح پر سانس لینے والے تمام لوگوں کی زبان جانتے ہیں۔

اس کے بعد موسیٰ بن اشیم نے کہا: "میں اس کی گواہی دیتا ہوں جس نے مجھے ہم آہنگی کے ساتھ پیدا کیا! اس پیالے سے پینے کے بعد کوئی ایسی مخلوق باقی نہیں رہی، نہ کوئی چیز، نہ زمین پر، نہ آسمان میں، نہ درمیان میں، جس کی زبان مجھ سے مخفی رہی۔ پھر ابو الخطاب نے ہم میں سے ہر ایک کو شراب پینے میں حصہ لینے کو کہا، اور ہم سے کہا: "آج تم فاضل کے گھر میں ہو۔ پھر بولو، میں سنوں گا۔ دعا کرو، دعا کرو، اور ہر درخواست کو قبول کرو۔"

ہم نے کہا: "یہ مشروب ہمارے غیر حاضر دوستوں کے لیے جائز ہو، جیسا کہ آپ نے ہمارے لیے اجازت دی ہے۔" ابو الخطاب نے کہا: "یہ شراب تمہارے بھائیوں کے لیے حلال ہے، جب وہ ایمان اور معرفت کے ساتھ بھائیوں کی صحبت میں ہوں۔ لیکن یہ شراب تم پر اور ان پر حرام ہے جب تمہارے بھائیوں کے علاوہ کسی کی صحبت میں ہو۔"

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پیٹ بھر کر پینے اور اس مشروب سے آپ کو پلانے کے بدلے میں آپ سے ان چار بنیادی آلودہ فطرتوں کو ہٹا دیا ہے، جو الزام کا باعث ہیں۔ کیا تم جانتے ہو کہ تم نے کس فضل سے یہ اعلیٰ مقام، یہ شندار اور اعلیٰ درجہ حاصل کیا ہے؟' ہم نے کہا: 'پھر ہم نے یہ کس فضل سے حاصل کیا؟' ابو الخطاب نے کہا: "خدا آپ کی ذات میں ایک خاص عمل پر آپ کا شکریہ ادا کر رہا ہے، اور اس کا بدلہ دے رہا ہے۔" ہم نے کہا: اور یہ کیا عمل ہے؟ ابو الخطاب نے کہا:

"تصور کریں کہ آپ میں سے ایک ابھی سونے گیا ہے۔ اپنے تکیے پر سر رکھا ہی تھا کہ اسے اپنے ایک بھائی کا خیال آتا ہے جو کمزور ہے اور کھانے پینے اور لباس اس کے پاس کم ہے، اور اس کے پاس سواری بھی نہیں ہے۔ اس سے وہ گھبراہٹ میں اپنے بستر سے اٹھتا ہے، اتنا پریشان ہوتا ہے کہ وہ سیدھا اس بھائی کے پاس جاتا ہے، اور اس کے معاملات کو ایسے ترتیب دیتا ہے

جیسے وہ اس کے اپنے ہوں۔ بہت خوب، پس اس طرز عمل سے آپ کو اس اعلیٰ درجے اور ممتاز مقام پر پہنچایا گیا ہے۔''
موسیٰ بن اشیم نے کہا: "سبحان اللہ ! اس عمل کی روحانی فضیلت باطنی اور ظاہری دونوں لحاظ سے کتنی شاندار ہے (ظاہرین و بطنین، ظاہری اور باطنی طور پر)۔
ابو الخطاب نے کہا: یہ تہموروں کا پیالہ ہے۔ وہ پہلے بہمنی گنبد کے نیچے شہد کی مکھیوں کا امیر تھا۔ یہ وہ تھا جس نے بہمن کو پیالہ پیش کیا اور بہمن ناموں میں سب سے مقدس ہے (الاسم المقدس). بہمن نے پیالہ ہرمز کو دیا، اور میں ہرمز تھا، جسے بہمن نے پیالے سے پینے کو کہا۔ اس کے بعد میں علم، حکمت اور ذہانت سے بھر گیا۔ اس لیے میں نے چاہا کہ آپ کو سکون ملے اس پیالے سے. حقیقت وہ کون سی چیز ہے جو ابلیس کے باطل کاموں سے ایک دوسرے کو تسلی دینے کی مومنین کی کوششوں کو بچاتی ہے؟ وہ اپنے روحانی بھائیوں کے ساتھ ان باطل باتوں سے پرہیز کرتے ہیں، پھر بھی وہ اپنے وہ اپنے گوشت اور خون پر ڈھیر کرتے ہیں۔
یقیناً وہ دوسری دنیا میں دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ کیونکہ یہ ہے، یا اس کے مساوی کوئی چیز، جو اس دنیا میں دوبارہ جنم (تحریر، واپسی) دیتی کرتی ہے۔" ہم نے کہا: "دنیاوی جسموں میں یہ دوبارہ شروع کرنا کیوں ضروری ہے؟"

ابو الخطاب نے فرمایا: "کیونکہ آدمی اپنے کام میں کمی کرتا ہے (تقصیر)۔ پنر جنم ان لوگوں کے لیے ہے جو ان واپسی کے دوران اپنے آپ کو پاک کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کی ایک دوسرے سے محبت کی کمی کی وجہ سے انہیں سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ اس کے باوجود وہ اپنی زندگی برباد کرتے ہیں، اور وہ کچھ بھی نہیں سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شروعات کا دوبارہ ہونا ایک طویل عرصے تک چلتی ہے۔" موسیٰ بن اشیم نے کہا: "اس عمل کے ایک حصے میں بھی کچھ ایسا ہے جو ہر اس شخص کے لیے کافی ہے جو منافق نہ ہو۔ بابرکت ہیں وہ ناسٹکس جو خدا میں ایمان رکھتے ہیں، اپنے لیے اور اپنے ساتھیوں کے لیے۔ "بابرکت ہیں وہ ! ان کے لیے خوشحالی اور عمدہ ٹھکانہ ہے۔'' قرآن ۱۳:۲۸۔ ابو الخطاب نے فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ عظیم پناہ سے کیا مراد ہے؟" ہم نے کہا: "نہیں !" ابو الخطاب نے جواب دیا: "یہ مومن کے نیک اعمال کا ذخیرہ ہے؛ پاکیزگی کی حدود میں رہتے ہوئے، اس کی خواہش کی مکمل کامیابی کی وجہ سے یہ اس کا ہے۔ لہذا، اب کھڑے ہو جاؤ ! تم وہ لوگ

ہو جو خدا کے محبوب ہو کر نیکی کی راہ پر چلتے ہو۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تم سب کو اس جگہ جمع کرے جو اسے محبوب ہے۔" ابو ہارون نے پھر یہ نتیجہ اخذ کیا: "پھر صحابہ خوشی اور دل کی ہلکی سے جدا ہو گئے۔ میں نے کبھی کسی مجلس میں ادھر جیسی خوبصورتی اور روشنی کا اجتماع نہیں دیکھا۔" ہم خدا کے فضل سے اکٹھے ہوئے، جو ہم پر اس کی رحمت کے ساتھ نازل ہوا۔ یہ وہی چیز ہے جو ہمارے آقا (سیدنا) ابو الخطاب نے خاص طور پر ہمارے لیے، کوزے کی رسم کے دوران، اپنے فضل سے لائے ہیں۔ الحمد اللہ رب العالمین"، یہ تلاوت اپنے اختتام پر ہے۔[207]

ساتواں عہد بلاشبہ مسلم قوم، بالخصوص عربوں اور فارسیوں پر مشکل ہوگا۔ ان تمام رسمی ستون اور ڈھانچے، جو انہوں نے خدا کی دی ہوئی سچائیوں سے قرار دیے ہیں، (مثلاً مکہ میں خانہ کعبہ، قمری جنتری، رسمی نماز وغیرہ) کو تباہ کر کے نئے سرے سے تعمیر کرنا ہوگا۔ ۱۴۰۰ سال کی بت پرستی اور نجاست کو بے نقاب کرنے کے لیے یہ لفظی طور پر ہونا پڑیگا۔ عرب اور مسلم قوم نے عہد شکنی کی، جب انہوں نے امام علی (منہ السلام) اور ان کے جانشینوں پر ظلم کیا، اور اپنا مذہب بنانے کا انتخاب کیا۔
اس طرح باطل کے ڈھانچے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا اس سے مختلف نہیں جو پچھلے عہد انبیاء نے کیا تھا۔ لیکن اب، یہ بہت بڑے پیمانے پر ہوگا اور مکمل سچائی کو چھپانا ناممکن ہوگا۔ یہ انکشافات متعدد پیشین گوئیوں اور متوقع قیامت کی تکمیل ہیں، جس کا وعدہ آخری زمانے میں ہونے کا تھا۔
چونکہ ان عمارتوں کی اکثریت اہل بیت اور آدم کے صحیح وارثوں کے خون پر تعمیر کی گئی ہے، اس لیے آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے آنے والے قائم گمراہی کی باقیات کو مٹانے کے لیے آئے ہیں۔ چاہے وہ جسمانی ہوں یا نفسیاتی۔
وہ عبادت گاہیں جو گمراہی، بت پرستی اور نفاق کے گھر بن چکے ہیں، انہیں تباہ کر کے نئی بنیاد ڈالنی ہوگی۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ, اسلام کی ابتداء عجیب طرح سے ہوئی اور یہ عجیب طرح لوٹ کر آئے گا، پس خوش نصیب ہیں عجیب۔[208] اگر آپ نے ساتویں عہد کے انکشافات کو اب تک عجیب پایا ہے، تو مبارک ہو، آپ بابرکت میں سے ہیں.

---

[207] رسالہ الشیخ محمود بعمرہ ابن الحسین النصیری ر. شتروطمان صفحہ ۴-۶

[208] سنن ابن ماجہ کتاب الفتن جزء ۲- صفحہ ۲۶۱

ساتویں عہد کی فقہ میں اور بھی بہت سی تبدیلیاں آنے والی ہیں، اور ان میں سے چند اس کتاب میں آگے جا کر ظاہر ہونگی، جب ہم مختلف موضوعات کی مطالعہ کریں گے اور جہاں اس کا انکشاف کرنا مناسب ہو گا۔ فقہ کے دیگر حصے بعد میں سامنے آئیں گے۔ باقی کتاب کے لیے ہم ساتویں عہد کے عقائد، علم اور فقہ کو بقیہ دروازوں پر تقسیم کریں گے۔

آٹھواں باب

آسمانی اشیاء

"[عیسی] نے جواب دیا اور کہا، "تمہارے ستارے نے تمہیں گمراہ کیا، اے یہوداہ۔"

انسانیت کے شروعات سے، بنی آدم نے ہمیشہ آسمان کی طرف دیکھا ہے اور ستاروں کی تعریف کی ہے۔ انہوں نے سیاروں اور ستاروں کی حرکت پر توجہ دی ہے، مختلف برجوں کی نقشہ کشی کی ہے اور آسمانوں میں روشنیوں کی حرکت اور زمین پر ہونے والے واقعات کے درمیان ربط پیدا کیا ہے۔ یہاں تک کہ جدید سائنس نے بھی ہمیں سکھایا ہے کہ جوار اور جانوروں کے رویے پر پورے چاند کا اثر ہوتا ہے۔ پرانے زمانے کے لوگوں نے ستاروں اور سیاروں کے لیے وقف مندر تعمیر کیے اور یہاں تک کہ رات کے آسمانوں میں ان کی ظاہری شکل کی نقل کر کے اپنے شہر بنائے۔ اس کتاب کے پہلے باب میں، حوا (علیہا السلام) نے پریشانی کے عالم میں آسمان کی طرف دیکھا اور دو روشنیاں دیکھیں, اور انہیں پکارا کہ وہ آدم (علیہ السلام) کو اپنی صورت حال سے آگاہ کریں۔ ایسا لگتا ہے کہ فرشتے ستاروں کی شکل میں حوا کو ظاہر ہوئے تھے۔

مخطوطہ هفت الشریف میں مفضل بن عمر نے امام جعفر الصادق (منہ السلام) سے پوچھا:

"اور چمکنے والے ستاروں کے بارے میں کیا خیال ہے جو ہم آسمان اور زمین کے درمیان دیکھتے ہیں؟ پھیلے ہوئے اور لٹکتے ہوئے؟" اما ما لصادق (منہ السلام) نے جواب دیا: "یہ وہ نورانی اجسام ہیں جو مومنین کے لیے ان کے اعمال سے بنائے گئے ہیں۔ جیسا کہ اجسام کی آسمان میں ایک سورج اور چاند ہیں، جس طرح آپ ان کو دیکھتے ہیں، ان کے برعکس لوگ ان کو دیکھتے ہیں، اعزازی نورانی اجسام۔ اور ان سات آدموں میں سے ہر آسمان میں ایک آدم کھڑا ہے، مقرر کئے ہوئے، اسی مثال پر کہ جس پر اللہ تعالیٰ نے پہلی تخلیق کی۔ اور ان کے درجے اور مرتبے کے مطابق آسمانوں میں، آسمان سے آسمان میں درجے ہیں۔"[209]

[209] الهفت الشریف مفضل بن عمر ص ۵۰

چنانچہ ہم یہاں دیکھتے ہیں کہ مفضل نے یہ سوال کیا کہ وہ کون سے ستارے اور سیارے ہیں، جنہیں ہم آسمان میں چمکتے ہوئے دیکھتے ہیں، اور امام الصادق (منہ السلام) اس بات کا انکشاف کرتے ہیں کہ رات کے آسمان میں جو اجسام ہیں، وہ دراصل مومن ہیں۔

یہوداہ کی انجیل میں لکھا ہے:

"عیسی نے ان سے کہا، 'میرے خلاف جدوجہد کرنا چھوڑ دو۔ تم میں سے ہر ایک کا اپنا اپنا ستارہ ہے، [اور...] ستاروں میں سے جو کچھ اس سے تعلق رکھتا ہے [...] مجھے اس نسل کی طرف نہیں بھیجا گیا تھا جسے بد عنوان کیا جا سکے، بلکہ اس طاقتور نسل کے لیے، جسے بد عنوان نہیں کیا جا سکتا ہے، مجھے بھیجا گیا تھا، کیونکہ اس نسل پہ کسی دشمن نے حکومت نہیں کی اور نہ ہی ستاروں پہ۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ آگ کا ستون جلدی سے گر جائے گا اور اس نسل کو ستارے نہیں ہلائیں گے۔"[210]

اسی مخطوطہ میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اور یہوداہ کے درمیان ہونے والی گفتگو میں لکھا ہے:

"[عیسی] نے جواب دیا اور کہا، 'تمہارے ستارے نے تمہیں گمراہ کر دیا ہے، یہوداہ، اور یہ کہ 'کوئی فانی پیدائشی فرد کے لئے نہیں ہے کہ وہ اس گھر میں داخل ہو جسے تم نے دیکھا ہے، کیونکہ وہ جگہ ان لوگوں کے لیے مخصوص ہے جو مقدس ہیں. وہاں نہ سورج نہ ہی چاند حکومت کرے گا اور نہ ہی دن، لیکن جو مقدس ہیں وہ ہمیشہ مقدس فرشتوں کے ساتھ میدان میں رہیں گے۔ دیکھو، میں نے تمہیں بادشاہی کے اسرار بتائے ہیں اور میں نے تمہیں ستاروں کی خرابی کے بارے میں سکھایا ہے اور [...] بارہ دائروں کے اوپر سے..."[211]

دوسرے حصے میں فرماتے ہیں:

---

[210] یہوداہ کی انجیل، تحریر نمبر ۴۲

[211] یہوداہ کی انجیل، تحریر نمبر ۴۵-۴۶

"عیسی نے کہا، 'میں تم سے سچ کہتا ہوں، ستارے ان سب معاملات کو مکمل کرتے ہیں۔
جب ساکلاس اس وقت کی مدت کو مکمل کرتا ہے، جو اس کے لیے مقرر کیا گیا ہے، ان کا پہلا ستارہ نسلوں کے ساتھ ظاہر ہوگا، اور وہ جو کہا گیا ہے اسے ختم کر دیں گے۔ پھر وہ میرے نام میں ادھر ادھر ہمبستری کریں گے، اپنے بچوں کو قتل کریں گے، اور [وہ...] برائی اور [...] دائروں کو، نسلوں کو لا کر ساکلاس کے سامنے پیش کریں گے۔ [اور] اس کے بعد [...] بارہ قبیلوں کو لائیں گے۔

[اسرائیل] سے [...]، اور [نسلیں] سب میرے نام میں گناہ کرتے ہوئے سکلاس کی خدمت کریں گے۔ اور تیرا ستارہ تیرھویں دائرے پر [حکمرانی] کرے گا۔'' پھر عیسیٰ ہنسے۔ [یہودا] نے کہا، "مالک، آپ مجھ پر کیوں ہنس رہے ہیں؟" عیسی نے جواب دیا، "میں تم پر نہیں، بلکہ ستاروں کی غلطی پر ہنس رہا ہوں، کیونکہ یہ چھ ستارے ان پانچ جنگجو کے ساتھ گمراہ ہو جاتے ہیں، اور یہ سب اپنی تخلیقات کے ساتھ تباہ ہو جائیں گے۔" پھر یہوداہ نے عیسی سے کہا، "وہ لوگ کیا کریں گے جنہوں نے آپ کے نام پر بپتسمہ لیا ہے؟" عیسی نے کہا، "میں سچ کہتا ہوں، یہ بپتسمہ [جو انہوں نے میرے نام سے لیا ہے] زمینی آدم کی پوری نسل کو تباہ کر دے گا۔ کل وہ مجھے اٹھانے والے کو اذیت دیں گے۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں، کسی بشر کا ہاتھ مجھ پر (ظلم نہیں کرے گا)۔ یہوداہ تم سے میں سچ [کہتا ہوں]، وہ جو ساکلاس کو قربانیاں پیش کرتے ہیں [...] ہر وہ چیز جو بری ہے۔ لیکن تم ان سب سے زیادہ کرو گے، کیونکہ تم اس انسان کو قربان کرو گے جو مجھے اٹھاتا ہے۔ تمہارے سینگ پہلے ہی بلند ہو چکے ہیں. تمہارا غصہ بھڑک رہا ہے، تمہارا ستارہ چڑھ چکا ہے، اور تمہارا دل [بھٹک گیا ہے]۔ سچ میں [میں تم سے کہتا ہوں]، تمہارے آخری [... اور] سلطنت کے [... تخت] [شکست ہو چکا ہے]، بادشاہ کمزور ہو گئے ہیں، فرشتوں کی
نسلیں غمگین ہیں، اور برائی [بونے والی] تباہ ہو گئی ہے، [اور] [حکمران] کا صفایا ہو گیا ہے۔ [اور] تب آدم کی عظیم نسل کا [پھل] سرفراز کیا جائے گا، کیونکہ آسمان، زمین اور فرشتوں سے پہلے وہ نسل موجود ہے۔ دیکھو تمہیں سب کچھ بتا دیا گیا ہے۔

اپنی آنکھیں اٹھاؤ اور اس میں روشنی کے ساتھ بادل اور اس کے ارد گرد ستاروں کو دیکھو. اور جو ستارہ راستہ دکھاتا ہے وہ تمہارا ستارہ ہے۔"[212]

واضح طور پر حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) فرماتے ہیں کہ ہر شخص جس کی روح ہے اس کا ایک ستارہ ہوتا ہے اور لوگوں کے ستارے آسمان پر صاف نظر آتے ہیں۔ وہ یہ بھی اشارہ کرتے ہیں کہ ستاروں کا زمین پر لوگوں پر اثر ہوتا ہے، اس لیے جب انہوں نے یہوداہ سے کہا: تمہارا ستارہ چڑھ چکا ہے اور تمہارا دل بھٹک گیا ہے۔''

محمد کے اہل بیت کی روایات میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ علم نجوم اور فلکیات کی ابتدا انبیاء اور خاص طور پر ادریس تھے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ یہ سائنس انسانوں کی تاریخ پیدائش اور موت کی تاریخ جاننے کے لیے استعمال کی جاتی تھی۔
محمد بن غانم نے بیان کیا کہ انہوں نے ابی عبد اللہ (علیہ السلام) سے کہا:
"ہمارے پاس ایک ایسے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ستارے رؤیا سے زیادہ سچے ہیں،" تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: "یہ بات یوشع بن نون اور علی امیر المومنین کے لیے سورج کے واپس آنے سے پہلے سچ تھی، چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے سورج کو واپس کر دیا، نجومی الجھن کا شکار ہو گئے ہیں، ان میں سے کچھ صحیح سمجھتے ہیں، اور کچھ کو غلط فہمی ہوتی ہے۔"[213]

ابی عبد اللہ (علیہ السلام) سے علم نجوم کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:
"اسے عربوں کے ایک گھرانے اور ہندوستان کے ایک گھرانے کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ اور کچھ نجومیوں نے مجھے بتایا کہ جو لوگ ہندوستان میں ستاروں کو جانتے ہیں وہ ادریس کے نائب کی اولاد ہیں۔''[214]

---

[212] انجیل یہوداہ، تحریر نمبر ۵۴ -۵۷
[213] فرج المھموم السید ابن طاووس ص ۸۷
[214] فرج المھموم السید ابن طاووس ص ۸۷

بہار الانوار میں ہمیں ملتا ہے: "یہ عطا کی ایک قدیم کتاب میں پایا گیا ہے جس نے کہا: 'علی ابن ابی طالب (ع) سے کہا گیا: "کیا ستاروں کی کوئی ابتداء ہے؟" انہوں نے کہا: "ہاں، انبیاء میں سے ایک نبی ہے." ان کی قوم نے ان سے کہا: "ہم اس وقت تک آپ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ آپ ہمیں مخلوقات کی پیدائش اور موت کی تعلیم نہ دیں"، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بادل کو حکم دیا تو ان پر بارش ہوئی اور پہاڑ کے گرد صاف پانی بہہ گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سورج، چاند اور ستاروں کو اس پانی میں چلنے کے لیے وحی دی، پھر اللہ تعالیٰ نے اس نبی کو اور ان کی قوم کو پہاڑ پر چڑھنے کی وحی دی، چنانچہ وہ پہاڑ پر چڑھ گئے اور پانی پر کھڑے رہے، یہاں تک کہ انہیں معلوم ہوا کہ تخلیق کی پیدائش کب ہوئی، اور اس کی موت کب ہوئی، سورج، چاند اور ستاروں اور رات اور دن کے اوقات کے ساتھ، اور ان میں سے ایک کو معلوم ہوتا کہ وہ کب مرے گا اور کب بیمار ہوگا، اور کس کے بچے پیدا ہوں گے، اور کس کے نہیں ہونگے، چنانچہ وہ کچھ دیر تک ایسے ہی رہے، پھر داؤد (علیہ السلام) نے ان سے کفر کی بنیاد پر جنگ کی، چنانچہ وہ حضرت داؤد کے پاس ان لوگوں کو لے آئے جن کی موت کا وقت ابھی نہیں آیا تھا۔ جن کی موت کا وقت آگیا انہوں نے انہیں اپنے گھروں میں چھوڑ دیا۔

تو داؤد (علیہ السلام) کے ساتھی قتل کئے جاتے لیکن ان میں سے کوئی بھی ہلاک نہیں ہوا۔ حضرت داؤد (علیہ السلام) نے فرمایا: اے میرے رب، میں تیری اطاعت کے لیے لڑتا ہوں اور یہ تیری نافرمانی کرکے لڑتے ہیں۔ میرے ساتھی مارے جاتے ہیں لیکن ان میں سے کوئی نہیں مارا جاتا۔'' تو خدا نے ان کو وحی دی: "میں نے ان کو ان کی پیدائش اور ان کی موت کے بارے میں سکھایا تھا۔ پس وہ آپ کے پاس ان لوگوں کو نکال لائے جن کی موت کا وقت ابھی نہیں آیا اور جن کی موت کا وقت آگیا وہ اپنے پیچھے چھوڑ گئے۔

اور اس لئے آپ کے ساتھی مارے جائیں گے لیکن ان میں سے کوئی بھی قتل نہیں کیا جائے گا۔'' تو حضرت داؤد (علیہ السلام) نے عرض کیا: "اے رب، تو نے انہیں کس چیز سے سکھایا؟" فرمایا: "سورج کی طرف سے۔ چاند، ستارے اور رات اور دن کی گھڑیاں۔'' آپ علیہ السلام نے فرمایا: "پھر داؤد نے اللہ تعالیٰ کو پکارا، جو بلند و بالا اور عظمت والا ہے، اور اس نے سورج کو

ان سے روک دیا، چنانچہ دن بڑھتا گیا، اور اضافہ رات اور دن کے ساتھ ملتا گیا، اس لیے انہیں اضافہ کی مقدار کا علم نہیں تھا، اس لیے ان کے حساب میں گڑبڑ ہو گئی۔" علی (ع) نے فرمایا: "تب سے ستاروں کے علم میں جھانکنا ناپسندیدہ ہو گیا۔"[215]

بہار الانوار میں لکھا ہے کہ ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور محمد کی پیدائش کی پیشین گوئی ایسے لوگوں نے کی تھی جو ستاروں میں ان کے آنے یا رات کے آسمان میں نئے ستاروں کی پیدائش یا ظاہری شکل سے پڑھ سکتے تھے۔ کتاب بہار الانوار میں درج ذیل روایت ملتی ہے۔

"جہاں تک ابراہیم (علیہ السلام) سے متعلق ستاروں کے اشارے کے بارے میں کتاب التجمل کے مصنف نے بیان کیا ہے کہ آزر, ابراہیم کے والد, نمرود کے نجومی تھے اور انہی کے حکم سے ایک رات ستاروں کی طرف دیکھا اور صبح ہوتے ہی نمرود سے کہا: "میں نے ستاروں میں عجائبات دیکھے ہیں"، اس نے کہا: "یہ کیا ہے؟" انہوں نے جواب دیا, "میں نے ہمارے زمانے میں ایک بچہ پیدا ہوا دیکھا، اس کے ہاتھوں ہماری تباہی ہوگی، اب تھوڑی دیر بعد وہ حاملہ ہو جائے گی." اس پر تعجب ہوا، پھر کہا: "کیا؟ کیا کوئی عورت اس سے حاملہ ہو گئی ہے؟" جواب دیا: "نہیں، تو اس نے مردوں کو عورتوں سے روک دیا اور کسی عورت کو اس کے سوا نہیں چھوڑا کہ اسے شہر میں رکھ دیا، اور اس کے شوہر کو اس تک رسائی حاصل نہ ہو۔" آپ نے فرمایا: "تو آزر نے اپنی بیوی سے ہمبستری کی اور وہ ابراہیم سے حاملہ ہو گئی، اور اس نے سوچا کہ یہ وہی ہے، اس لیے اس نے اس زمانے کی دائیوں کے پاس بھیجا اور وہ جنین کے بارے میں لوگوں میں سب سے زیادہ جاننے والی تھیں۔ رحم میں کچھ بھی نہیں سوائے اس کے کہ وہ اسے جانتی تھیں چنانچہ انہوں نے دیکھا اور جو کچھ رحم میں تھا وہ پیچھے سے چپک گیا، تو انہوں نے کہا۔ "ہمیں اس کے پیٹ میں کچھ نظر نہیں آرہا ہے۔" آپ نے فرمایا: "یہ علم دیا گیا تھا کہ نوزائیدہ کو آگ میں جلایا جائے گا اور اسے یہ علم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ اسے اس سے بچائے گا۔" میں نے کہا: "میں نے یہ روایت ابراہیم الخزاز کی سند سے، ابو بصیر کی سند سے، ابو عبداللہ (علیہ السلام) کی سند سے ہارون بن موسیٰ التلعکبری سے روایت کی ہے۔ اسے علی ابن ابراہیم نے کتاب "تفسیر

[215] بحار الانوار علامہ مجلسی ج ۵۵ ص ۲۳۶

القرآن" میں بھی سادے الفاظ میں نقل کیا ہے اور اسے ابو جعفر محمد بن جریر الطبری نے بھی اپنی کتاب "تاریخ الطبری" کے پہلے حصے میں نقل کیا ہے۔ اور سعید بن ھبت اللہ الراوندی نے بھی اسے انبیاء کے قصے کی کتاب میں نقل کیا ہے، اور اسے الثعلبی نے اپنی تفسیر اور دوسرے علماء میں روایت کیا ہے۔ نجومیوں نے جن لوگوں کی نبوت کی پیشین گوئی کی تھی ان میں موسیٰ بن عمران (علیہ السلام) بھی تھے اور تاریخ کی کتابوں اور دیگر اقسام کی کتابوں میں وہ چیزیں شامل ہیں جو کافی ہیں اس لیے ہمیں تمام روایات کے ذکر کی ضرورت نہیں۔ ان روایات میں سے وہی ہے جو الثعلبی نے "کتاب العرائس فلمجالس" میں نقل کیا ہے اور فرمایا: فرعون نے خواب میں دیکھا کہ بیت المقدس (یروشلم) سے آگ آئی ہے یہاں تک کہ وہ مصر کے تمام گھروں کو نگل گئی۔ اور اس نے اسے جلا دیا اور اس نے قبطیوں کو جلا دیا، اور بنی اسرائیل کو چھوڑ دیا۔ چنانچہ فرعون نے جادوگروں، کاہنوں، مفسروں اور نجومیوں کو بلایا اور ان سے اس کی رؤیا کے بارے میں پوچھا، انہوں نے اس سے کہا: بنی اسرائیل میں سے ایک لڑکا پیدا ہو گا جو تم سے تمہاری بادشاہی چھین لے گا اور تمہاری حکومت پر غالب ہو جائے گا اور تمہیں اور تمہاری قوم کو تمہاری سرزمین سے نکال دے گا اور تمہارے دین کو رسوا کر دے گا اور جس وقت وہ پیدا ہو گا۔ اس کے بعد انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا ذکر کیا اور فرعون نے لڑکوں کو قتل کرنے کے سلسلے میں کیا کیا، اور ہمیں یہاں ان حصوں میں سے کسی کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ ہمارے بیان کردہ نقطہ کے مطابق نہیں ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور ان کی نبوت کے متعلق نجومیوں کا حکم الزمخشری نے کتاب "الکشف" میں ذکر کیا ہے۔ موسیٰ (علیہ السلام) کی ولادت سے متعلق ستاروں کی طرف اشارہ کرنے والی حدیث کو وھب بن منبہ نے کتاب المبتدء کے پہلے حصہ میں الثعلبی اور ابو جعفر سے زیادہ آسان روایت میں نقل کیا ہے۔ ابن بابویہ نے کتاب "النبوۃ" میں عیسیٰ ابن مریم کے بارے میں ایک روایت

کا ذکر کیا ہے اور اس میں کہا ہے: مجوسیوں کے علماء کا ایک وفد ان کے پاس آیا، ان کے بیٹے کی عیادت کی اور انہیں بہت اہمیت دیتے ہوئے کہا: ہم ایک ایسے لوگ ہیں جو کہ ستاروں پہ غور کرتے ہیں۔ جب آپ کے بیٹے کی ولادت ہوئی تو ستاروں کی سلطنت میں سے ایک نیا ستارہ نمودار ہوا، تو ہم نے اس کی طرف دیکھا تو ہم نے دیکھا کہ اس کی بادشاہی نبوت کی بادشاہی ہے جو اسے کبھی نہیں چھوڑتی اور نہ اس سے جدا ہوتی ہے یہاں تک کہ اسے آسمان پر اٹھا لیا جائے اور وہ اپنے عظیم اور شاندار رب کے پاس ہے، جب تک دنیا اپنی جگہ پر ہے۔ پھر وہ بادشاہ بن جاتا ہے اور اس کی بادشاہی اس سے زیادہ رہے گی جس میں وہ

تھا، چنانچہ ہم مشرق سے نکلے یہاں تک کہ ہم اس جگہ پر اٹھائے گئے تو ہم نے دیکھا کہ ستارہ اسے اپنے اوپر سے دیکھ رہا ہے، چنانچہ ہم اس طرح آئے اس کا مقام معلوم کرنے کے لیے اور ہم اس کے لیے ایک ہدیہ لے کر آئے ہیں جو ہم نے بطور نذرانہ پیش کیا تھا، جس کی مانند اس سے پہلے کسی کو نہیں ملی تھی، اس لیے کہ ہم نے پایا ہے کہ یہ ہدیہ، اس کی شرائط اس کی طرح ہیں: وہ سونا، مرر اور لوبان، کیونکہ سونا تمام سامانوں کا مالک ہے، اور آپ کا بیٹا جب تک زندہ ہے لوگوں کا مالک ہے، اور اس لیے کہ مرر زخموں، جنون اور تمام عیبوں کو بھر دیتا ہے، اور اس لیے کہ لوبان کا دھواں آسمان تک پہنچتا ہے اور کسی اور چیز کا دھواں آسمان تک نہیں پہنچے گا۔ اسی طرح آپ کا بیٹا ہے، اللہ تعالیٰ اسے آسمانوں کی طرف اٹھاتا ہے اور اس کے زمانے کے لوگوں میں سے اس کے سوا کوئی نہیں اٹھایا جاتا''۔ میں نے ابو القاسم الحسین بن محمد السکونی کی جمع کردہ کتاب "دلائل النبوۃ" میں یہ پایا جسے محمد بن علی بن الحسین کی سند سے، الحسن بن عبداللہ ابن غانم کی سند سے روایت کیا گیا ہے۔ ھناد کی سند سے، یونس کی سند سے، ابو اسحاق کی سند سے، صالح بن ابراہیم کی سند سے، عبدالرحمٰن بن اسد کی سند سے، ابن مسیب کی سند سے حسان ابن ثابت کی سند سے کہ انہوں نے فرمایا: "خدا کی قسم میں سات یا آٹھ سال کا لڑکا تھا، میں جو کچھ بھی سنتا تھا اسے اچھی طرح سمجھتا تھا، میں نے ایک یہودی کو یثرب کی پہاڑی پر چیختے ہوئے سنا: اے یہودی ! وہ جمع ہوئے، انہوں نے کہا: تم پر افسوس ! تمہارا مسئلہ کیا ہے؟' اس نے کہا: 'احمد کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے، جس کے ساتھ اسے آج رات بھیجا جائے گا۔' مجھے اب ہمارے پاس ایک کتاب ملی جس کا نام "دی چائنیز ہینڈ" ہے جسے ہندوستان کے بادشاہ "کاشینا" نے لکھا ہے، جس میں تفصیل کے ساتھ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا ستاروں میں اشارے کا ذکر ہے. میں کہتا ہوں: ہم نے ہرکولیس اور خسرو کے بارے میں ذکر کیا ہے، جس کا ذکر آقا نے کیا ہے، اور وہ ستاروں کا مطالعہ کرتے ہیں، تاکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے بارے میں جان سکیں، " اس کی آمد کی خوشخبری" کے باب میں اور اس کی پیدائش کے باب میں۔"[216]

اور انجیل میں بھی تین مجوسیوں اور عیسی کی پیدائش کی کہانی، متی باب ۲ کی کتاب میں ہمیں اس حقیقت کی تصدیق ملتی ہے۔

[216] بحار الانوار علامہ مجلسی ج ۵۵ ص ۲۳۷-۲۴۰

جب یِسُوع ہیرودِیس بادشاہ کے زمانہ میں یہُودیہ کے بیت لحم میں پَیدا ہُوَے تو کئی مجُوسی پُورب سے یرو شلِیم میں یہ کہتے ہُوئے آئے کہ

یہُودِیوں کا بادشاہ جو پَیدا ہُوَا ہے وہ کہاں ہے؟ کِیُونکہ پُورب میں اُس کا ستارہ دیکھ کر ہم اُسے سِجدہ کرنے آئے ہیں۔

یہ سُن کر ہیرودِیس بادشاہ اور اُس کے ساتھ یرو شلِیم کے سب لوگ گھبرا گئے۔

اور اُس نے قَوم کے سب سَردار کاہِنوں اور فقِیہوں کو جمع کر کے اُن سے پُوچھا کہ مسِیح کی پَیدایش کہاں ہونی چاہیئے؟

اُنہوں نے اُس سے کہا یہُودیہ کے بیت لحم میں کِیُونکہ نبی کی معرفت یُوں لِکھا گیا ہے کہ

اے بیت لحم یہُوداہ کے علاقے تم یہُوداہ کے حاکموں میں ہرگِز سب سے چھوٹا نہِیں ہو۔ کِیُونکہ تُمہاری طرف سے ایک سَردار نِکلے گا جو میری اُمّت اِسرائیل کی گلّہ بانی کرے گا۔

اِس پر ہیرودِیس نے مجُوسیوں کو چُپکے سے بُلا کر اُن سے تحقیق کی کہ وہ ستارہ کِس وقت دِکھائی دِیا تھا۔

اور یہ کہہ کر اُنہیں بیت لحم کو بھیجا کہ جا کر اُس بچّے کی بابت ٹھِیک ٹھِیک دریافت کرو اور جب وہ مِلے تو مُجھے خَبر دو تاکہ مَیں بھی آ کر اُسے سِجدہ کرُوں۔

وہ بادشاہ کی بات سُن کر روانہ ہُوئے اور جو ستارہ اُنہوں نے پُورب میں دیکھا تھا وہ اُن کے آگے آگے چلا۔ یہاں تک کہ اُس جگہ کے اُوپر جا کر ٹھہر گیا جہاں وہ بچّہ تھا۔

وہ ستارے کو دیکھ کر نہایت خُوش ہُوئے۔

اور اُس گھر میں پہُنچ کر بچّے کو اُس کی ماں مریم کے پاس دیکھا اور اُس کے آگے گِر کر سِجدہ کیا اور اپنے ڈِبّے کھول کر سونا اور لُبان اور مرر اُس کو نذر کِیا۔

اور ہیرودِیس کے پاس پھِر نہ جانے کی ہِدایت خواب میں پا کر دُوسری راہ سے اپنے مُلک کو روانہ ہُوئے۔[217]

ایسی روایات کی بہتات ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ سیارے اور دیگر آسمانی اجسام زمین پر انسانوں سے کیسے جڑے ہوئے ہیں۔

ابن کثیر سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۰۲ کی تفسیر میں کہتے ہیں:

[217] مقدس انجیل کتاب متیٰ باب ۲ آیات ۱-۱۲

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا، "آؤ فرشتوں کے دو فرشتے، تاکہ انہیں زمین پر اتارا جائے اور ہم دیکھیں کہ ان کا رویہ کیسا ہوتا ہے." انہوں نے کہا: "ہمارے رب، ھاروت اور ماروت۔" وہ زمین پر اترے، اور وینس ان کو نمودار ہوئی، بہترین انسانوں میں سے ایک عورت۔ وہ ان کے پاس آئی اور انہوں نے اس سے ہمبستری کرنے کی درخواست کی، لیکن اس نے کہا: ''نہیں، خدا کی قسم، جب تک تم یہ شرک کا لفظ نہ کہو۔'' انہوں نے کہا: ''نہیں اللہ کی قسم، ہم کبھی مشرک نہیں ہوں گے۔" چنانچہ وہ چلی گئی اور ایک لڑکے کے ساتھ واپس آئی جس کو وہ اٹھائے ہوئے تھی۔ انہوں نے (پھر) اس کے ساتھ ہمبستری کرنے کے لیے درخواست کی۔ اس نے کہا: "نہیں، اللہ کی قسم، جب تک تم اس لڑکے کو قتل نہ کردو." تو انہوں نے جواب دیا، "نہیں، اللہ کی قسم، ہم اسے کبھی نہیں ماریں گے." چنانچہ وہ چلی گئی اور شراب کا ایک پیالہ لے کر واپس آئی، انہوں نے اس سے (پھر) ہمبستری کرنے کے لیے درخواست کی۔ اس نے فرمایا: "نہیں، اللہ کی قسم، جب تک تم اس شراب میں سے نہ پیو." چنانچہ انہوں نے شراب پی اور مدہوش ہو کر اس کے ساتھ ہمبستری کی، اور لڑکے کو قتل کر دیا۔ جب وہ بیدار ہوئے تو عورت نے ان سے کہا: "اللہ کی قسم، جن اعمال کو کرنے سے تم نے انکار کیا، تم نے وہ تمام اعمال مدہوش ہو کر کیے." چنانچہ انہیں دنیا یا آخرت کے عذاب میں سے انتخاب کا اختیار دیا گیا، اور انہوں نے اس دنیا کے عذاب کا انتخاب کیا۔" اسے ابو حاتم بن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔[218] ابن کثیر نے یہی قصہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب (منہ السلام) سے نقل کیا ہے۔

الکافی کی ایک اور روایت میں ابا عبد اللہ (علیہ السلام) سے پوچھا گیا: "ستاروں کے بارے میں بتائیے، کیا وہ سچے ہیں؟" آپ نے فرمایا: "جی ہاں، خدا نے مشتری کو ایک آدمی کی شکل میں زمین پر بھیجا، تو اس نے ایک غیر عرب شخص کو لیا اور اسے ستاروں (کا علم) سکھایا، یہاں تک کہ اس نے سوچا کہ وہ علم کی تکمیل کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اس نے اس سے کہا: "اب دیکھو، مشتری کہاں ہے؟" اس نے جواب دیا: "مجھے وہ ستاروں میں نہیں دکھ رہا، اور مجھے نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہے؟" آپ نے پھر بتایا، "پھر اسے ایک طرف رکھا اور ایک دوسرے شخص کو ہندوستان سے لیا اور اس کو (ستاروں کا علم) سکھایا، یہاں تک کہ اس نے

[218] تفسیر ابن کثیر ابن کثیر ج ۱ ص ۱۴۲ - ۱۴۳

سوچا کہ وہ علم کی تکمیل پر پہنچ گیا ہے. پھر اس نے اس سے پوچھا: "مشتری کو دیکھو، وہ کہاں ہے؟" اس نے جواب دیا: "میرے حساب کے مطابق یہ تم ہو!" آپ نے بتایا، کہ وہ ہانپتا ہوا مر گیا، اور اس کے گھرانے کو اس کا علم وراثت میں ملا، اس لیے علم وہیں ہے۔''[219]

ایسی روایات کی بھی کثرت رہی ہے جو زمین پر موجود جانداروں پر سیاروں کے اجسام کے اثرات کے بارے میں بتاتی ہیں:

پھر ابی عبد اللہ نے اس سے کہا: "تم نے سچ کہا۔ تو اس ستارے کا کیا نام ہے کہ اگر وہ طلوع ہو تو اونٹ بھڑک اٹھیں؟'' الیمانی نے کہا: "میں نہیں جانتا۔'' ابی عبد اللہ (علیہ السلام) نے فرمایا: "تم نے سچ کہا۔ اس ستارے کا کیا نام ہے کہ اگر وہ طلوع ہو تو گائے مشتعل ہو جائیں؟" الیمانی نے کہا: "میں نہیں جانتا،" ابی عبد اللہ نے اس سے کہا: "تم نے سچ کہا، جب تم نے کہا: 'مجھے اس کا علم نہیں ہے'. اس ستارے کا کیا نام ہے کہ اگر وہ طلوع ہوا تو کتے بھڑک اٹھیں گے؟'' الیمانی نے کہا: "میں نہیں جانتا'' اپ نے فرمایا، "تم نے سچ کہا، تمہارے ستاروں میں زحل کیا ہے؟'' الیمانی نے کہا: 'یہ نحوست کا ستارہ ہے۔' ابی عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا: "یہ مت کہو، کیونکہ یہ امیر المومنین کا ستارہ ہے، خدا کا رحم اور سلام ہو ان پر، کیونکہ یہ نائبین کا ستارہ ہے، اور یہ چمکنے والا ستارہ ہے، جس کا ذکر خدا نے اپنی کتاب میں کیا ہے." الیمانی نے کہا: "چمکنے والے ستارے (النجم الثاقب) کا کیا مطلب ہے؟" آپ نے فرمایا: "اگر اس کا آغاز ساتویں آسمان سے ہو، تو اس کی چمک اتنی شاندار تھی کہ اس کی روشنی اخری آسمان تک پہنچ گئی۔ پھر خدا نے اسے چمکنے والا ستارہ (النجم الثاقب) قرار دیا۔" پھر فرمایا: "اے عرب کے بھائی، کیا تمہارے پاس کوئی عالم ہے؟'' الیمانی نے کہا: "ہاں، میری روح آپ پر قربان، کیونکہ یمن میں ایسے لوگ جن کے برابر کوئی نہیں ہے علم میں۔''[220]

---

[219] کتاب الکافی شیخ کلینی ج ۸ ص ۳۳۰

[220] بحار الانوار علامہ مجلسی ج ۲۶ ص ۱۱۳

پرانے زمانے کے لوگ سیاروں کی پوجا کرتے تھے۔ قدیم مصری ستارہ شعریٰ کی پوجا کیا کرتے تھے حتیٰ کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے: اور یہ کہ وہی شعریٰ کا مالک ہے۔[221] قرآن میں ابراہیم (علیہ السلام) کے ستاروں میں جھانکنے کا بھی ذکر ہے: تب انہوں نے ستاروں کی طرف ایک نظر کی اور کہا میں تو بیمار ہوں۔[222]

اس میں ابراہیم (علیہ السلام) کے جنت کی سلطنت کو دیکھنے کا بھی ذکر ہے، اور اس پر غور کرنے کا ذکر ہے کہ آیا اس کا رب سورج ہے یا چاند یا کوئی سیارہ ہے۔

اور ہم اس طرح ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کے عجائبات دکھانے لگے تاکہ وہ خوب یقین کرنے والوں میں ہوجائیں، (یعنی) جب رات نے ان کو (پردۂ تاریکی سے) ڈھانپ لیا (تو آسمان میں) ایک ستارا نظر آیا۔ کہنے لگے یہ میرا پروردگار ہے۔ جب وہ غائب ہوگیا تو کہنے لگے کہ مجھے غائب ہوجانے والے پسند نہیں ۔ پھر جب چاند کو دیکھا کہ چمک رہا ہے تو کہنے لگے یہ میرا پروردگار ہے۔ لیکن جب وہ بھی چھپ گیا تو بول اٹھے کہ میرا پروردگار مجھے سیدھا رستہ نہیں دکھائے گا تو میں ان لوگوں میں ہوجاؤں گا جو بھٹک رہے ہیں ۔ پھر جب سورج کو دیکھا کہ جگمگا رہا ہے تو کہنے لگے میرا پروردگار یہ ہے یہ سب سے بڑا ہے۔ مگر جب وہ بھی غروب ہوگیا تو کہنے لگے لوگو! جن چیزوں کو تم (خدا کا) شریک بناتے ہو میں ان سے بیزار ہوں ۔ میں نے سب سے یکسو ہو کر اپنے تئیں اسی ذات کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔[223]

سیاروں یا ستاروں کے انسان ہونے کے خیال کی مزید تصدیق قرآن پاک کے باب ۱۲ (سورہ یوسف) میں کی گئی ہے جہاں سورج کی تشریح یعقوب، چاند راحیل ہے اور سیارے یوسف (علیہ السلام) کے بھائی ہیں۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) کتابِ توحید میں ایک اور تشریح فراہم کرتے ہیں جہاں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سورج ہیں، علی (منہ السلام) چاند ہیں، اور امام

[221] قرآن مجید سورہ النجم آیت ۴۹

[222] قرآن مجید سورہ الصفات آیات ۸۸-۸۹

[223] قرآن مجید سورہ الانعام آیات ۷۵-۷۹

(منہم السلام) سیارے ہیں۔ تمام صورتوں میں، خواب میں سیاروں کے جسم کے معنی لوگ ہیں۔ یہ ان کی روحوں کو خوابوں کی دنیا میں دیکھنے کے مترادف ہے۔

اور کتاب الغیبہ میں ہے کہ ابو جعفر (منہ السلام) نے فرمایا: "ہم آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں۔ جب کوئی ستارہ غائب ہوتا ہے، ایک ستارہ طلوع ہوتا ہے، یہاں تک کہ اگر تم انگلیوں سے اشارہ کر کے بھنویں اٹھاؤ گے تو خدا تمہارا ستارہ تم سے چھپائے گا اور عبدالمطلب کی اولاد بھی [باقی کی طرح] ظاہر ہو جائے گی اور یہ معلوم نہیں ہو گا کہ کون سا ستارہ کون سا ہے۔ اگر تمہارا ستارہ طلوع ہو تو اپنے رب کی حمد کرو۔"[224]

درحقیقت امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ظہور کی علامات کے بارے میں روایات میں سرخ کوکب کے ظہور کے بارے میں روایات موجود ہیں۔ محمد علی الطباطبائی کی کتاب "مہدی کے ظہور کے ۲۵۰ نشانات" میں نشان نمبر ۱۹۰ کے تحت تحریر ہے، "ایک سرخ کوکب جس میں دو دومکیتیں تقریباً ملتے ہیں." امام الصادق (منہ السلام) نے فرمایا:
دو دومکیتوں کے ساتھ کرہ ارض کا عروج جو عربوں کو خوفزدہ کرتا ہے۔ اور یہ مشرق میں ایک سیارہ ہے جو چاند کی طرح چمکتا ہے۔" کتاب مشارق انوار الیقین میں لکھا ہے: "اور یہ وہ وقت ہوگا جب کرہ ارض طلوع ہوگا، یہ وہ وقت ہوگا جو عربوں کو خوفزدہ کر دیگا اور یہ ایک دومکیت سے مشابہت رکھیگا، تب بارش بند ہو جائے گی اور نہریں خشک ہو جائیں گی اور طوفان مختلف ہوں گے اور تمام ممالک میں قیمتیں بڑھیں گی۔"[225]

امام احمد الحسن (منہ السلام) سے ایک بار پوچھا گیا: "کیا سرخ کوکب حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) ہیں؟ اور اگر وہ سرخ کوکب نہیں ہیں تو کیا وہ پہلے سے ہی ہمارے درمیان ہے؟ اور وہ کب نکلیں گے؟" امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "وہ تمہارے درمیان ہیں، اور وہ ظاہر ہیں، انشاءاللہ۔ اور وہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نہیں ہیں۔"

---

[224] کتاب الغیبہ النعمانی ج ۱ ص ۱۵۶

[225] امام مہدی کے ظہور کی ۲۵۰ علامتیں علامہ طباطبائی علامت نمبر ۱۹۰ ص ۱۶۳

چنانچہ امام (منہ السلام) نے اب تصدیق کر دی تھی کہ سرخ کوکب دراصل ایک فرد ہیں جو ظاہر ہوتے ہیں۔ ایک اور موقع پر، امام احمد الحسن (منہ السلام) نے انکشاف کیا کہ سرخ کوکب محمد کے اہل بیت سے قائم ہیں (منہم السلام)۔ مریخ واحد سیارہ ہے جسے سرخ سیارہ کہا جاتا ہے۔ مریخ کے دو چاند ہیں جو دو ملیکتوں سے ملتے جلتے ہیں، ایک فوبوس (خوف) اور دوسرا ڈیموس (دہشت اور خوف)۔

ایک دن میں امام احمد الحسن (منہ السلام) سے بات کر رہا تھا، اور میں نے ان سے کہا: "میرے والد، مندائی، یحیی بپتسمہ دینے والے کے پیروکار جو عراق میں موجود ہیں، ان کی تحریروں میں کچھ ایسا لکھا ہے جس کی طرف میری توجہ گئی۔ انہوں نے کہا ہے کہ عبداللہ ابن عبدالمطلب، جو کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے والد ہیں، سیارے مریخ کی ظاہری شکل ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ مریخ ایک جنگی سیارہ ہے۔ آپ نے مجھے پہلے بتایا تھا کہ میں وہ سرخ کوکب ہوں جس کا ذکر روایات میں ہے جس کے دو دو ملکیت ہیں۔ مریخ ایک سرخ سیارہ ہونے کی حیثیت رکھتا ہے، اور اس کے چاند جیسے دو دو ملکیت ہیں جنہیں فوبوس اور ڈیموس کہتے ہیں۔ میرے حساب سے، میں آپ سے پوچھنا چاہتا تھا، کیا میں مریخ ہوں؟"

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے جواب دیا: "ہاں بیٹا، تم وہی ہو۔"

میں نے پوچھا: "تو کیا زمین پر میرے اعمال اس کی حرکات سے کنٹرول ہوتی ہیں یا متاثر ہوتی ہیں؟"

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے کہا: "ہاں، ۸۹ فیصد اثر پڑتا ہے۔"

اس طرح، ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ہماری زندگی کے راستوں کو متعین کرنے والے زیادہ تر حالات اور عوامل عالم میں حقیقی طور پر ۸۹% لکھے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر، آپ کہاں، کب، کس کے ہاں پیدا ہوئے، زندگی کی توقع، یہ سب ستاروں میں پڑھا جا سکتا ہے۔

امام (منہ السلام) کے ساتھ میری گفتگو جاری رہی: "میں آج ڈاکٹر صلاح الخولی سے بات کر رہا تھا، اور ہم نے اس موضوع پہ گفتگو کی کہ قدیم مصری کس طریقے سے مانتے تھے کہ صالحین کی روحیں آسمان پر ستارے بن جاتی ہیں۔ آپ نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ ستارہ شعریٰ اس کائنات کا خالق ہے۔ کیا ستارے اور سیارے روحیں ہیں؟ کیا ستارہ شعریٰ ابلیس ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں تمہیں بتاتا ہوں، ہاں یہ سچ ہے۔"

میں نے کہا: "اور آدم زمین ہے؟ اور ہم اس پر جی رہے ہیں؟''

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں یہ سچ ہے۔"

میں نے سوچا: "سبحان اللہ، بے شک زمین مٹی سے بنائی گئی ہے اور شعریٰ آگ سے، اور میں نے یہ آیت پڑھی: (خدا نے) فرمایا جب میں نے تجھ کو حکم دیا تو کس چیز نے تجھے سجدہ کرنے سے باز رکھا۔ اس نے کہا کہ میں اس سے افضل ہوں۔ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے بنایا ہے۔[226]

جہاں تک قائم آل محمد اور مصر کے درمیان تعلق ہے، اور صاحب مصر کا قائم ہونے کی وجہ سے، یہ تحریر کیا گیا ہے کہ قاہرہ شہر کا عربی نام (القاھرہ)، جس کا مطلب ہے "فتح کرنے والا فاتح "النجم القاہر" نام سے ماخوذ ہے، جس کا مطلب ہے "فتح کرنے والا ستارہ" اور یہ مریخ سیارے کا نام ہے، جیسا کہ عربوں میں جانا جاتا تھا۔[227]

اب آپ کے لیے واضح ہونا چاہیئے کہ ستاروں اور سیاروں کی قدیم پوجا کیوں اور کیسے وجود میں آئی۔ پرانے زمانے کے لوگ جانتے تھے کہ ستارے اور سیارے روحیں ہیں اور آسمانوں میں ان روحوں سے دعا مانگ کر اس طرح مانگتے تھے، جیسے کوئی شخص کسی امام سے ان کے مزار پر حاضری دے کر دعا مانگتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان (آسمانی) اجسام کی پوجا قدیم مصر، روم،

---

[226] قرآن مجید سورہ الاعراف آیت ۱۲

[227] نحو امبراطوریہ شیعیہ متوسطیہ: مصر الفاطمیہ اتسیس القھرہ اب توریس

یونان، ہندوستان اور دنیا کے تقریباً ہر حصے میں ہوتی تھی۔ اس دن اور دور میں جاننے والے اور ایلیٹ اب بھی یہ جانتے ہیں اور اس بات کو بلکل آنکھوں کے سامنے چھپایا ہے۔

مثال کے طور پر، والٹ ڈزنی کے "پینوکیو" میں آپ کے پاس گانا ہے،

"When you wish upon a Star" جو اس کی دھن میں بالکل واضح طور پر کہتا ہے:

"When you wish upon a Star

جب تم ستارے پر دعا مانگتے ہو،

Makes no difference who you are

کوئی فرق نہیں پڑتا کہ تم کون ہو

Anything your heart desires

جس چیز کی خواہش دل کرے

Will come to you

وہ تم پا لو گے

If your heart is in your dream

اگر تمہارا دل تمہارے خواب میں ہے،

No request is too extreme

کوئی خواہش زیادہ بڑی نہیں ہے

When you wish upon a Star

جب تم ستارے پر دعا مانگتے ہو،

As dreamers do

جیسے خواب دیکھنے والے کرتے ہیں،

Fate is kind

قسمت مہربان ہے

She brings to those who love

وہ محبت کرنے والوں کے لئے لاتی ہے

The sweet fulfillment of

میٹھی تکمیل

Their secret longing

خفیہ خواہش کی

Like a bolt, out of the blue

بجلی کی طرح، ایک دم سے،

Suddenly it comes in view

ایک دم سے سامنے آتی ہے

When you wish upon a Star

جب تم ستارے پر دعا مانگتے ہو،

Your dreams come true

تمہاری دعائیں قبول ہوتی ہیں

When a Star is born

جب ستارہ پیدا ہوتا ہے

They possess a gift or two

اس کی ایک دو صلاحیتیں ہوتی ہیں

One of them is this

ان میں سے ایک یہ ہے

They have the power

ان کے پاس قابلیت ہے

To make a wish come true

خواہش پوری کرنے کی

When you wish upon a Star

جب تم ستارے پر دعا مانگتے ہو،

Makes no difference who you are

کوئی فرق نہیں پڑتا کہ تم کون ہو

Anything your heart desires

جس چیز کی خواہش دل کرے

Will come to you

وہ تم پا لو گے

If your heart is in your dream

اگر تمہارا دل تمہارے خواب میں ہے،

No request is too extreme

کوئی خواہش زیادہ بڑی نہیں ہے

When you wish upon a Star

جب تم ستارے پر دعا مانگتے ہو،

As dreamers do

جیسے خواب دیکھنے والے کرتے ہیں،

Fate is kind

قسمت مہربان ہے

She brings to those who love

وہ محبت کرنے والوں کے لئے لاتی ہے

The sweet fulfillment of

میٹھی تکمیل

Their secret longings, ooh

خفیہ خواہش کی

Like a bolt, out of the blue

بجلی کی طرح، ایک دم سے،

Suddenly it comes in view

ایک دم سے سامنے آتی ہے

When you wish upon a Star

جب تم ستارے پر دعا مانگتے ہو،

Your dreams come true."[228]

[228] Walt Disney's Pinocchio, "When You Wish Upon a Star", Leigh Harline & Ned Washington

تمہاری دعائیں قبول ہوتی ہیں

ہمارے پاس جدید ثقافت میں "سوپر ماریو برادرز" جیسے گیمز ہیں، جس میں ستاروں کو چھونے یا ستاروں کو جمع کرنے کے موضوعات کی نمائش ہوتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مشہور شخصیات کو "ستارے" کہا جاتا ہے، کیونکہ وہ دوسروں سے بلند ہیں اور ان کی خواہشات پوری ہوئیں۔ آپ کے پاس مارک ٹوین جیسے لوگ بھی ہیں، جو اپنے آسمانی جڑواں کی شناخت کرکے ان کی پیدائش اور موت کا حساب لگانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ۱۹۰۹ میں، مارک ٹوین نے کہا: "میں ہیلی کے دومکیت کے ساتھ آیا تھا، ۱۸۳۵ میں۔ یہ اگلے سال دوبارہ آرہا ہے، اور میں اس کے ساتھ رخصت ہونے کی امید کرتا ہوں۔ اگر میں ہیلی کے دومکیت کے ساتھ رخصت نہیں ہوا، یہ میری زندگی کی سب سے بڑی مایوسی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، اس میں کوئی شک نہیں، 'اب یہ دو عجائب ہیں, وہ ایک ساتھ آئے تھے، انہیں ایک ساتھ رخصت ہونا چاہیے۔''[229] ٹوئن ۱۸۳۵ میں ہیلی کے دوم کیت کے نمودار ہونے کے فوراً بعد پیدا ہوئے تھے، اور ۱۹۱۰ میں اس کے اپنے روشن ترین مقام پر نمودار ہونے کے ایک دن بعد دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔

شاید فری میسنری کے بارے میں سب سے بڑی حقیقت یہ ہے کہ وہ دراصل ستارہ شعریٰ کی پوجا کرتے ہیں۔[230] ان کے لیے شعریٰ حرف "G" یا "God" (خدا) کی نمائندگی کرتا ہے، اور یہ سورج کے پیچھے سورج ہے۔ وہ شعریٰ کو سورج کی طاقت کا منبع اور تمام تخلیق کے پیچھے الٰہی روشنی مانتے ہیں۔

شعریٰ، جو کینس میجر برج میں واقع ہے، اسے "ڈاگ سٹار" (Dog Star) کے نام سے جانا جاتا ہے، اور کتے یا Dog کے ہجوں کو الٹا کیا جائے تو لفظ God (خدا) بنتا ہے۔ فری میسن ابلیس یا شیطان کی روح، چمکتے ستارے، شعریٰ کی پوجا کرتے ہیں۔ یہی طریقہ ہے اور ذریعہ ہے جہاں سے وہ اپنی قوت اور اپنا اثر حاصل کرتے ہیں۔ ہم پہلے اپنے سابقہ تحریروں میں یہ ظاہر کر چکے ہیں کہ فری میسن شیطان کی ایک آنکھ کی پوجا کرتے ہیں۔ ہم ابلیس کی روح شعریٰ کی تخلیق کردہ کائنات میں رہتے ہیں اور ہم آدم

---

[229] مارک ٹوئن کی تحریریں، مارک ٹوئن، ج ۳۳، ص ۱۵۱۱

[230] The Freemasons: A History of the World's Most Powerful Secret Society, Jasper Ridley

کی روح زمین پر ہیں, جہاں اس وقت شعریٰ کے پرستار اور اس کی اولاد حکومت کرتی ہیں۔ شعریٰ ہماری کہکشاں میں سب سے غالب اور ظاہر ستارہ ہے۔

یہاں ہم برجوں کی تصویر دکھاتے ہیں، بشمول شعریٰ اور کینس میجر (تصویر ۱) اور شعریٰ، جسے ڈاگ سٹار کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، اور فری میسنری میں جس کی پوجا کی جاتی ہے (تصویر ۲):

تصویر ۱: برج (شعریٰ اور کینس میجر)

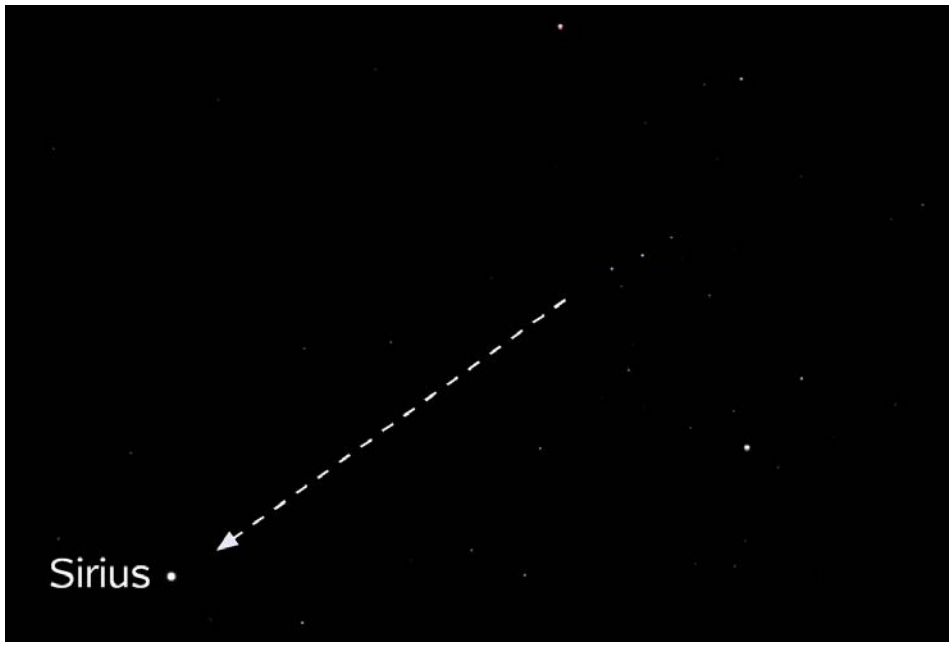

تصویر ۲: ڈاگ سٹار

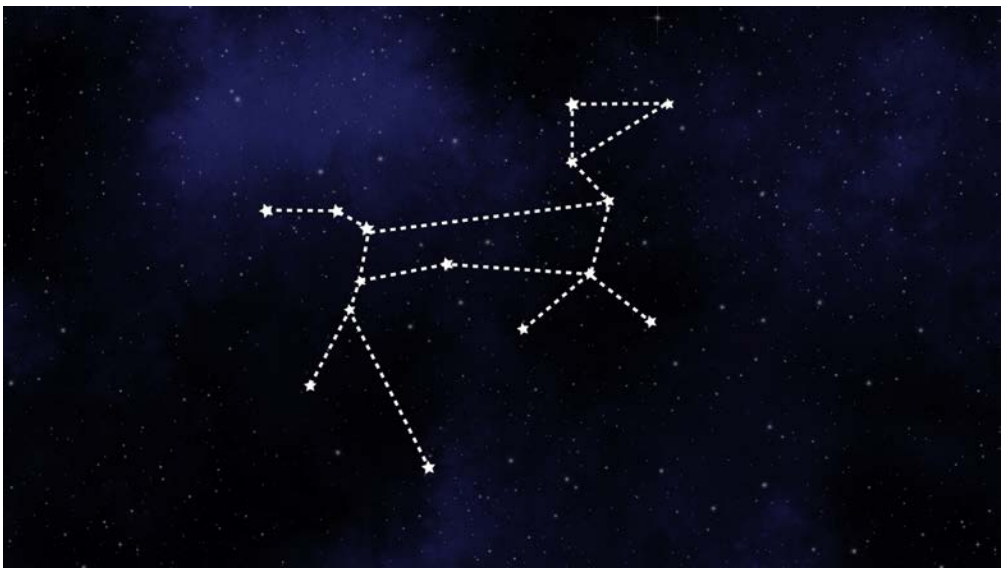

نواں باب

تناسخ

"جو ہماری واپسی پر یقین نہیں رکھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

امام جعفر الصادق (منہ السلام) نے فرمایا: "جو ہماری واپسی پر یقین نہیں رکھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"[231] واپسی "یا "رجعہ" ایک تصور ہے جس کا ذکر محمد کے اہل بیت (علیہم السلام) کی احادیث میں کیا گیا ہے، جن میں لوگوں کی روحوں کی دنیا میں واپسی یا دوبارہ جنم لینے کے بارے میں وضاحت ہے۔ اماموں (منہم السلام) نے متعدد مواقع پر فرمایا ہے کہ جب قائم ظاہر ہوں گے، "مومن کو قبر میں کہا جائے گا کہ اے فلاں، تمہارا ساتھی ظاہر ہوگیا ہے، اگر تم چاہتے ہو، ان کے ساتھ مل سکتے ہو، اور اگر تم اپنے رب کی شان میں یہیں رہنا چاہتے ہو تو رہ سکتے ہو۔"[232]

تو یہاں قائم کے زمانے میں مُردوں کو دوبارہ دنیا میں آنے کا موقع دیا گیا ہے، اور مردہ دوبارہ پیدا ہوئے بغیر واپس زندہ کیسے ہو سکتا ہے؟ معمون نے امام الرضا (منہ السلام) سے رجعہ کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے جواب دیا، "بے شک یہ حق ہے، اور یہ پچھلی امتوں میں بھی ہوتا تھا، اور قرآن میں بھی اس کے بارے میں ذکر ہے، اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "اس امت میں وہ سب انجام ہوگا جو پچھلی امتوں میں ہوا تھا۔"[233]

امام باقر (منہ السلام) نے فرمایا، "ہر بستی کو جس کو ہم نے تباہ کیا ہے اس پر یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ (نئی زندگی گزارنے کے لئے) واپس نہیں آئیں گے" سورہ ۲۱:۹۵۔ "جس بستی پر خدا عذاب لا کر تباہ کر دے وہ واپس نہیں آئے گی، اور یہ آیت رجعہ یا واپسی کی سب سے بڑی دلیلوں میں سے ایک ہے کیونکہ اہل اسلام میں سے کوئی بھی اس سے انکار نہیں کرتا۔ تمام لوگ قیامت کے دن واپس لوٹیں گے، بشمول وہ تمام لوگ جو عذاب سے ہلاک ہوئے تھے اور جو نہیں ہوئے تھے۔ پس جب خدا کہتا ہے:

---

[231] بحار الانوار، علامہ مجلسی، جزء ۵۳، ص ۱۳۶

[232] میزان الحکمہ، محمد الریشھری، جزء ۲، ص ۱۰۳۶

[233] عیون اخبار الرضا (ع)، شیخ الصدوق، جزء ۱، ص ۲۱۸

''واپس نہیں آئے گا'' اس کا مطلب ہے رجعہ میں، لیکن جہاں تک قیامت کا تعلق ہے وہ جہنم میں داخل ہونے کے لیے واپس آئیں گے۔"[234]

امام الباقر (منہ السلام) نے فرمایا: "بے شک اللہ کے رسول اور علی (منہ السلام) واپس آئیں گے۔"[235] امام زین العابدین (منہ السلام) نے فرمایا، "بے شک جس نے تمہیں قرآن دیا ہے، وہ تمہیں ایک مقررہ وقت پر ضرور واپس لائے گا۔" سورہ ۲۸:۸۵۔ "(اے پیغمبر) جس (خدا) نے تم پر قرآن (کے احکام) کو فرض کیا ہے وہ تمہیں بازگشت کی جگہ لوٹا دے گا۔"[236] اور امام الصادق (منہ السلام) نے فرمایا، "زمین سے سب سے پہلے نکلنے والے اور دنیا میں لوٹنے والے حسین ابن علی (ع) ہیں۔"[237]

اہل بیت (منہم السلام) نے مختلف روایات میں بعض انبیاء و مرسلین اور صحابہ کا نام لے کر ذکر کیا ہے جو قائم کے وقت واپس آئیں گے۔ ان ناموں میں سے سات غار میں سونے والے، یوشع بن نون، مقداد، مالک الاشتر، سلمان فارسی، ابو دجانہ انصاری، مفضل ابن عمر اور بہت سے اشخاص کا ذکر ہے۔ یہ محمد اور آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے روایتوں کی کثرت میں سے صرف چند ہیں جو واپسی یا رجعہ کے تصور کا ذکر کرتے ہیں۔

مفضل بن عمر کی تحریر کردہ ھفت شریف نامی ایک مخطوطہ ہے، جس میں ان کے اور امام الصادق (منہ السلام) کے درمیان ہونے والی گفتگو کو ریکارڈ کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں امام الصادق (منہ السلام) اسلام میں تناسخ کے تصور کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں اور یہ کہ رجعہ سے مراد روحوں کی تناسخ ہے۔ امام الصادق (منہ السلام) وضاحت کرتے ہیں اور سمجھاتے ہیں کہ روح کے کئی اوتار ہوتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ روح انسان، جانور، پودے یا پتھروں جیسی بے جان چیزوں میں کیسے دوبارہ جنم لے سکتی ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ سب سے پہلے ہماری طرف سے کی گئی تھی، اور پڑھنے کے لئے دستیاب ہے۔ امام احمد الحسن

---

[234] معجم احادیث الامام المھدی علیہ السلام، شیخ علی الکورانی العاملی، جزء ۵، ص ۲۶۱

[235] میزان الحکمہ، محمد الریشھری، جزء ۲، ص ۱۰۳۷

[236] تفسیر القمی، علی بن ابراہیم القمی، جزء ۲، ص ۱۴۷

[237] میزان الحکمہ، محمد الریشھری، جزء ۲، ص ۱۰۳۷

نے کہا ہے کہ ھفت شریف ان عظیم کتابوں میں سے ایک ہے جو اب تک لکھی گئی ہیں۔ یہ مسلمانوں کی تاریخ کی سب سے مستند اور معتبر کتابوں میں سے ایک ہے۔ یہ بڑی حد تک اپنی اصل شکل میں معمولی تحریفات اور اضافے کے علاوہ محفوظ رہی ہے۔

علی الغریفی نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا: "رجعہ کا وقت کب ہے؟ یہ اس دنیا میں ہے یا کسی اور میں؟ اور اس روایت کی کیا تفسیر ہے جس میں کہا گیا ہے کہ امیر المومنین ۴۴ ہزار سال تک حکومت کریں گے، اور ان کے ہر شیعہ کے لیے ایک ہزار مرد پیدا ہوں گے؟" تو آپ نے فرمایا: "امیر المومنین سے مراد خدا کی تمام دلیلیں ہیں، اور جہاں تک ہر شیعہ سے ایک ہزار پیدا ہوتے ہیں، تم شیعہ ہو، کیونکہ جو بھی تمہارے ذریعے سے ہدایت پاتا ہے، تم ہی ان کو جنم دیتے ہو۔" تو علی الغریفی نے پوچھا: "کیا 'خدا کی تمام دلیلوں' سے آپ کی مراد مہدی ہیں؟" تو آپ نے (ان کی طرف سے سلامتی ہے) جواب دیا، "ہاں، یہ مہدی ہیں۔"

علی الغریفی نے امام سے پوچھا، "قرآن کی وہ آیت جو کہتی ہے کہ "یقیناً وہ بڑی باتوں میں سے ایک ہے۔"[238] کیا عظیم نشانیاں یومِ رجعہ اور یومِ قیام اور قیامت کا دن ہیں؟" امام (منہ السلام) نے جواب دیا، "اس آیت کا ان تمام چیزوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو الغریفی نے پوچھا: "ایک روایت ہے جو کہتی ہے کہ حسین (منہ السلام) اس مہدی کے زمانے میں واپس آئیں گے جن کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ کیا یہ صحیح روایت ہے؟" تو امام (منہ السلام) نے جواب دیا، "ہاں یہ سچ ہے کہ جس کی کمر سے کوئی اولاد نہیں ہے، اور جس کے پانی سے کوئی اولاد نہیں ہے۔"

پس الغریفی نے امام سے پوچھا: "کیا انبیاء و مرسلین تاریخ کے مطابق واپس آتے ہیں؟ امام (منہ السلام) نے جواب دیا، "نہیں، ضروری نہیں ہے، انبیاء و مرسلین کی اس صورت میں واپسی تاریخ کے اعتبار سے نہیں ہے اور نہ ہی کسی خاص ترتیب سے

[238] قرآن مجید، سورہ المدثر، آیت ۳۵

ہے۔ شاید آدم علیہ السلام اس زمانے میں یوسف یا عیسیٰ علیہ السلام کی پشت سے ہوں۔ الغریفی نے کہا، "تو میں اس سے سمجھ سکتا ہوں کہ حیاتیاتی رشتے صرف مادی اجسام کے لیے ہیں، اور روح کا ان حیاتیاتی رشتوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو کیا یہ ممکن ہے کہ مثال کے طور پر، یوسف ایک عام آدمی کی کمر سے ہوں، یا یہ کہ حسین (ان کی طرف سے سلامتی ہے) کسی عام آدمی کی کمر سے ہوں، یا ان کا آنا کسی عام آدمی کی کمر سے ہو؟ یا پھر ضروری ہے کہ وہ نبی یا امام (منہ السلام) کی طرف سے آئیں؟"

تو امام احمد الحسن نے جواب دیا اور فرمایا: "جسمانی طور پر وہ کسی عام آدمی کی اولاد ہو سکتے ہیں یا کسی غیر معصوم سے بھی۔" تو علی الغریفی نے کہا: "ہم جانتے ہیں کہ الحسین(منہ السلام) اور ائمہ کا درجہ میرے علم کے مطابق مہدی (علیہ السلام) سے بلند ہے، لہذا اگر میری سمجھ صحیح ہے، پھر الحسین (منہ السلام) کو اس دن اور عمر میں صرف ایک حمایتی یا دعوہ کے ماننے والے بننے کے بجائے، کسی اعلیٰ مقام پر لوٹینگے۔"

تو امام (منہ السلام) نے جواب دیا اور فرمایا: "بیٹا، تمہاری سمجھ صحیح ہے، حسین (علیہ السلام) حسین (علیہ السلام) ہیں، میرے بیٹے تم کسی خاص جواب تک پہنچنا چاہتے ہو اور میں تمہیں اس منزل تک پہنچا دوں گا، مطمئن ہو جاؤ. میں الحسین ہوں، میں اپنے دادا کی تلوار علی ابن ابی طالب (علیہ السلام) کی تلوار کو پکڑنے والا الحسین ہوں، اور تلوار سے فتح پانے والا، اور آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ائمہ اور انبیاء اور رسولوں کا بدلہ لینے والا، میں وہ ہوں جو انبیاء و برگزیدہ اور رسولوں کے خون کا بدلہ لیتا ہے اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں جس نے ہمیں اور آپ کو اس سے عزت بخشی ہے، یہ (اس عقیدہ اور دعوے کا حصہ بننا) کسی کو حاصل نہیں ہے, سوائے اس کے جس کی نصیب اچھے ہو۔"

ہم سب کے رونگٹھے کھڑے ہو گئے، اور ہم رو پڑے اور میں نے کہا: "اور اللہ گواہ ہے کہ میں برسوں پہلے سے اس بات پر یقین رکھتا تھا کہ احمد الحسن (منہ السلام) امام الحسین(منہ السلام) ہیں۔ چنانچہ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے مجھ سے فرمایا: "میرے بیٹے، تم اپنی نانی حضرت خدیجہ (سلام ہو ان پر اور ان کے بیٹوں پر) جیسے تھے، تم نے اس دعوہ کی مالی امداد کی، تم نے

اور تمہارے پاکیزہ بھائیوں نے، تو تم پر بڑی فضیلت ہے اور اللہ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ اللہ تم کو بھلائی عطا فرمائے، یہ میرے لیے اعزاز کی بات ہے کہ تمہیں میرا بیٹا بنایا، مجھے تمہاری طرف سے اور تمہاری پاکیزہ اولاد کی طرف سے عزت حاصل ہے، تمہیں میری طرف سے ہمیشہ اور ہمیشہ سلامتی ہے، اللہ تمہارا بھلا کرے۔"

علی الغریفی نے پھر پوچھا: "کیا رجعہ کی دنیا طبعی دنیا سے مختلف ہے یا وہ ایک ہی ہیں، یا ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں؟" تو آپ(منہ السلام) نے فرمایا: "رجعہ کی دنیا یہی ہے، ہم اس وقت رجعہ میں ہیں اور ہر زمانے اور وقت میں رجعہ یا (روحوں کی) واپسی تھی۔ اس دنیا میں واپسی رکی نہیں ہے لیکن اس دور میں یہ خاص ہے اور پھر کبھی نہیں ہوگا اس طریقے سے۔ اس دور میں انبیاء و مرسلین، وصی اور پاکیزہ، سب اس میں جمع ہیں۔ یہ وہ زمانہ ہے جس کا خدا نے ہم سے وعدہ کیا تھا۔"

علی الغریفی نے پوچھا: "میرے آقا، کیا آپ پچھلے ایک ہزار دو سو سالوں میں واپس آئے تھے؟" تو آپ نے جواب دیا: "اس سوال کا جواب میں نہیں دوں گا، میں معافی چاہتا ہوں، میرے بیٹے۔" تو الغریفی نے پوچھا: "کیا قیامت بارہویں مہدی کے بعد ہے؟" تو آپ (منہ السلام) نے پوچھا: "تمہارا صحیح معنی کس قیامت کے دن سے ہے؟ اگر تمہاری مراد اس عظیم فیصلے سے ہے جسے لوگ ایک ایسا دن سمجھتے ہیں جب خدا اس کائنات یا اس زمین کو مٹا دے گا، تو یہ کبھی نہیں ہوگا، اور تمہاری کمر سے اترے ہوئے دس لاکھ بیٹے بھی اسے کبھی نہیں دیکھیں گے۔" تو الغریفی نے کہا: "تو پھر یومِ قیامت اور یومِ حساب کا کیا مطلب ہے، اور کیا یہ یومِ قیامت ہمیشہ ہوتا ہے؟" تو امام احمد الحسن(منہ السلام) نے کہا: "قیامت کا دن بعد کی زندگی میں ہے، یعنی تمہارے آخری اوتار کے بعد۔ ہم ابھی حساب میں ہیں۔" تو الغریفی نے کہا: "میں اب سمجھ گیا ہوں کہ میں اپنے آخری اوتار میں ہوں۔" تو آپ(منہ السلام) نے فرمایا: "پھر جب تمہارا جسم مر جائے گا، تم فیصلے پر جاؤ گے، یا فیصلے کے دن، لیکن زندگی اس کائنات میں کبھی ختم نہیں ہوگی۔"

الغریفی نے پوچھا: "کیا میں اپنے آخری اوتار میں ہوں؟" امام احمد الحسن (منہ السلام) نے جواب دیا: "اگر تم اپنے اندر اچھی طرح جھانک کر دیکھو تو تمہیں اس کا جواب معلوم ہو جائے گا۔"

الغریفی نے کہا: "میرے آقا، میں اپنے نفس سے تنگ آگیا ہوں اور میں اس سے مایوس ہو چکا ہوں، میں اپنے نفس سے تنگ آگیا ہوں۔" امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "مایوسی ہمیشہ شیطان کی طرف سے آتی ہے، خدا اس پر لعنت کرے۔"

الغریفی نے کہا: "میرا مطلب یہ ہے کہ میں اپنے نفس سے مایوس ہو گیا ہوں، لیکن میں، تمام تعریفیں خدا کے لیے ہیں، خدا کی رحمت سے مایوس نہیں ہوا ہوں۔ اور اس کی رحمت کتنی بڑی ہے، اس وقت بھی میں اس سے حیران ہوں۔" تو آپ نے فرمایا: "جب تم اپنے نفس کی تلاش کرو تو صبر کے ساتھ کرو، اور انتظار کرو، اور عاجزی سے اپنے لئے تلاش کرو، اور بلندیوں میں اس کے لئے تلاش نہ کرو، بلکہ اسے اپنی نظر کے دائرے میں تلاش کرو۔"

تو الغریفی نے ایک بار پھر پوچھا: "کیا میرے بعد میرا کوئی اوتار ہے؟ تو آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "تم دوبارہ اس زمین پر نہیں لوٹو گے۔"

تو الغریفی نے کہا: "میں اس سے سمجھتا ہوں کہ اس کے علاوہ دوسری دنیاؤں میں بھی رجعت اور اوتار ہیں۔" تو آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "اگر اللہ نے چاہا''۔ الغریفی نے پوچھا: "کیا تناسخ پر ایمان مذہب کے ستونوں میں سے ایک ستون ہے؟" تو امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں۔" تو الغریفی نے پوچھا: "کیا ابلیس اس اوتار میں مارا جائے گا، اور کیا ابلیس کے مزید اوتار ہوں گے؟" تو امام نے جواب دیا: "اگر خدا نے چاہا کہ ابلیس کی واپسی نہیں ہوگی تو اس کا انجام یہیں ہوگا۔" چنانچہ الغریفی نے کہا: "ایک روایت ہے جس میں کہا گیا ہے کہ مہدی علیہ السلام کے اصحاب اپنے بستروں سے غائب ہو جائیں گے۔ یہ ہمارے اس دور میں جسمانی طور پر ہوگا؟" تو امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہاں بستر سے مراد بیوی اور بچے اور گھر والے ہیں۔" تو علی الغریفی نے کہا: "تو کیا یہ معاملہ گھر والوں اور لوگوں کے ساتھ اچانک ہوگا؟"

تو امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ معاملہ ہر ایک کے ساتھ نہیں ہوتا ہے، تمام مومنین کے ساتھ نہیں ہوتا ہے۔ یہ ایک خاص مشن ہے جو کچھ مومنین کے لیے ہو گا، نہ کہ سب کے لیے۔'' تو الغریفی نے پوچھا: "تو کیا یہ ہو گا کہ وہ فوری طور پر غائب ہو جائیں، یا آپ کا مطلب یہ ہے کہ وہ سفر کریں گے؟" امام (منہ السلام) نے فرمایا: "سفر کے علاوہ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ فوراً ہو، یعنی یہ سفر ہو گا لیکن اچانک ہو گا۔" تو الغریفی نے کہا: "اگر کسی خاص شخص کے اوتار ختم ہو گئے ہیں، تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے لیے آزمائش اور بلند ہونے کا آخری موقع ہے؟" تو امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں ایسا ہی ہے۔" تو الغریفی نے کہا: "اور اس کے بعد اس کے لئے قیامت کا دن ہے؟" امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اس کا ذاتی حساب۔"

تو الغریفی نے کہا: "تو اس مرحلے پر، کیا موت کا وقت ہو جاتا ہے، اور اس سے پہلے جو اوتار تھے وہ صرف 'وفات" پا گئے؟ امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، یہ اس مرحلے پر ہوتا ہے." الغریفی نے پھر کہا: "تو کیا یہ کہنا ممکن ہے کہ امام الصادق (منہ السلام) کی طرف سے کتاب ھفت شریف میں جو لکھا ہے، کہ انسان دنیا میں کئی بار داخل ہوتا ہے اور ہر ایک کے لیے ایک خاص تعداد ہے، اور کل تعداد ہر شخص کے لیے تمام اوتاروں میں رہنے والے سال ہر دوسرے شخص کے جینے والے سالوں کے برابر ہیں؟" امام احمد الحسن نے جواب دیا اور فرمایا: "میں نے بتایا ہے کہ ھفت شریف اب تک کی عظیم ترین کتابوں میں سے ایک ہے، لیکن اس میں تھوڑی بہت بدعنوانی بھی ہے۔" الغریفی نے پھر پوچھا: "بدھ مت کی کتابوں میں جو تناسخ اور سمسار کے بارے میں لکھا ہے، اس کے بارے میں کیا حقیقت ہے، کیا ان میں بھی سچائی ہے؟ اور کیا کوئی انسان فرشتہ بننے کے لیے بلند ہو کر اپنے اوتاروں کا سلسلہ ختم کر سکتا ہے، یعنی اگر وہ بلند ہوتا رہے؟" تو امام (منہ السلام) نے فرمایا: "فرشتے انسان بن سکتے ہیں لیکن انسان فرشتے نہیں بن سکتے۔"

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے واضح کیا کہ تناسخ ایک حقیقت ہے اور ہمارے مذہب کا حصہ ہے۔ اور آپ نے واضح کیا کہ لوگ وقت کی شروعات سے لے کر اب تک واپس جنم لیتے رہے ہیں۔

آپ نے واضح کیا کہ رجعہ یا واپسی کا تصور تناسخ اور اوتار جیسا ہی ہے۔ آپ نے علمی, بعید الفہم کتاب ھفت شریف کی توثیق کی، جو تناسخ کے بارے میں امام الصادق (منہ السلام) کی تعلیمات کا احاطہ کرتی ہے اور اسے اب تک کی عظیم ترین کتابوں میں سے ایک قرار دیتے ہیں۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے بھی اپنا اوتار ظاہر کیا، اور یہ کہ وہ الحسین ابن علی ہیں (منہم السلام) اور آپ نے یہ بھی ظاہر کیا کہ انہیں لوگوں کے اوتاروں کا علم ہے۔

دسواں باب

روح کی منتقلی ہجرت کی معرفت

(Transmigration)

"اُنہوں نے کہا بعض یُوحنّا بپتِسمہ دینے والا کہتے ہیں بعض ایلِیاہ بعض یرمیاہ یا نبِیوں میں سے کوئی۔"

روح کے بارے میں لوگوں کا عام خیال یہ ہے کہ ہر انسان ایک روح کے ساتھ پیدا ہوتا ہے اور وہ روح مرتے دم تک انسان کے ساتھ رہتی ہے۔ اور یہ کہ موت کے وقت ہی روح جسم سے رخصت ہوتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ روح انسان میں پیدائش کے وقت، بچپن، جوانی یا حتی بڑھاپے میں بھی داخل ہو سکتی ہے۔ موت سے پہلے بھی انسان کی روح انسان کو چھوڑ سکتی ہے، اور وہ شخص کئی سالوں، حتیٰ کہ دہائیوں کے لئے زندہ رہ سکتا ہے (بغیر روح کے)۔ یہ بات پرانے زمانے کے لوگ جانتے تھے۔ روح تناسخ کے عمل کے ذریعے ایک جسم سے دوسرے جسم میں سفر کرتی ہے، یا یہ منتقلی ہجرت کے عمل کے ذریعے جسم سے دوسرے جسم میں سفر کر سکتی ہے۔ پڑھنے والے کے لیے سمجھنے میں آسانی پیدا کرنے کے لیے آئیے درج ذیل اصطلاحات کی وضاحت کرتے ہیں:

۱.تناسخ: ایک نئے انسانی جسم میں روح کا دوبارہ جنم۔

۲. منتقلی ہجرت: موت کے ساتھ یا اس کے بغیر ایک انسانی جسم سے دوسری جسم کی طرف روح کی ہجرت، بغیر پھر سے پیدا ہوئے.

۳. مسخ: انسانی روح کا ایک جانور کے طور پر دوبارہ جنم لینا۔

۴. رسخ: انسانی روح کا انسان سے کسی بے جان چیز میں منتقل ہونا, جیسے پتھر۔

۵. فسخ: انسانی روح کی انسان سے پودے یا درخت کی طرف منتقلی۔

اگرچہ ان تصورات کو مرکزی دھارے میں شامل یہودی، عیسائی اور اسلامی مکاتب فکر نے بڑے پیمانے پر رد کیا ہے، لیکن یہ تصورات ہمیشہ انبیاء و رسول کی تعلیمات کا حصہ رہے ہیں۔

یہ تصورات تورات، انجیل اور قرآن کے ساتھ ساتھ ان مذاہب کے انبیاء کی روایتوں میں بھی آسانی سے مل جاتے ہیں۔ اگرچہ ان ابراہیمی عقائد میں سے ہر ایک کے مرکزی دھارے کے آرتھوڈوکس نے ان تصورات کو نظر انداز کیا ہے، کم کیا ہے یا اسے یکسر مسترد کر دیا ہے، لیکن ان کے اندر موجود بہت سے علمی فرقوں نے ان نظریات کو زندہ رکھا ہے۔

ہم یہاں آپ کے سامنے انجیل سے ثبوت پیش کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، کہ عیسی نے دوبارہ جنم لینے یا نئے جسموں میں موت کے بعد روح کی واپسی کے ساتھ ساتھ روح کی ہجرت کے تصورات پر یقین کیا اور سکھایا۔ ہم یہ بھی بغیر کسی شک و شبہ کے ظاہر کریں گے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے ابتدائی پیروکاروں کے ساتھ ساتھ اس زمانے میں رہنے والے یہودی بھی تناسخ اور ہجرت کے نظریات سے واقف تھے اور ان پر یقین رکھتے تھے۔ اس زمانے میں یہودیوں اور مسیح کے ابتدائی پیروکاروں میں بعض شخصیات کے مختلف جسموں میں واپس آنے کا عقیدہ اور توقع تھی۔ اگر ہم متی باب ١٦، آیات ١٣-١٦ کو دیکھیں:

١٣ جب یِسُوع قیصرِیہ فلپّی کے علاقہ میں آئے تو انہوں نے اپنے شاگِردوں سے یہ پُوچھا کہ لوگ اِبنِ آدم کو کیا کہتے ہیں؟
١٤ اُنہوں نے کہا بعض یُوحنّا بپتِسمہ دینے والا کہتے ہیں بعض ایلِیاہ بعض یرمیاہ یا نبِیوں میں سے کوئی۔
١٥ انہوں نے اُن سے کہا مگر تُم مُجھے کیا کہتے ہو؟
١٦ شمعُون پطرس نے جواب میں کہا آپ زِندہ خُدا کے بیٹے مسِیح ہے۔[239]

[239] انجیل مقدس، متی کی کتاب، باب ١٦، ١٣-١٦

یہاں یہ واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ یہودیوں اور مسیح کے ابتدائی پیروکاروں کو پہلے سے ہی یہ خیال تھا کہ توریت کے انبیاء اور مرسلین واپس آسکتے ہیں اور آئیں گے۔ کیونکہ یہاں جب حضرت عیسی اپنے پیروکاروں سے پوچھتے ہیں کہ لوگ کیا کہتے ہیں، کہ میں کون ہوں؟ (وہ ایماندار یا میرے پیروکار بھی نہیں کہتے ہیں، بلکہ صرف "لوگ" کیا کہتے ہیں کہ میں کون ہوں) تو وہ جواب دیتے ہیں یحیی، ایلیاہ، یرمیاہ یا انبیاء میں سے کوئی ایک اس سے بلا شبہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ انبیاء و مرسلین کی واپسی پر ایمان رکھتے تھے۔

یہاں جو بات خاص طور پر دلچسپ ہے وہ یہ ہے کہ جن ناموں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں یحیی بپتسمہ دینے والا بھی ہے۔ یرمیاہ اور ایلیاہ، دوسرے دو نام، وہ نبی تھے جو مسیح کی پیدائش سے کئی سال پہلے گزر چکے تھے یا غائب ہو چکے تھے۔ تاہم، دوسری طرف یحیی، عیسی کی زندگی کے دوران زندہ تھے، انہوں نے عیسی کو بپتسمہ دیا، اور عیسی کی جوانی کے دوران انتقال کر گئے۔ لوقا ۱ : ۲۶ -۳۸ کے مطابق، یحیی بپتسمہ کرنے والے اور عیسی کے درمیان عمر کا فرق تقریباً ٦ ماہ کا تھا:

۲٦ چھٹے مہینے میں جبرائیل فِرشتہ خُدا کی طرف سے گلیل کے ایک شہر میں جِس کا نام ناصرۃ تھا ایک کُنواری کے پاس بھیجا گیا۔
۲۷ جِس کی منگنی داؤد کے گھرانے کے ایک مرد یُوسُف نام سے ہُوئی تھی اور اُس کُنواری کا نام مریم تھا۔
۲۸ اور فِرشتہ نے ان کے پاس اَندر آکر کہا سَلام ہو آپ پر جن پر فضل ہُوَا ہے ! آقا آپ کے ساتھ ہے۔
۲۹ وہ اِس کلام سے بہُت گھبرا گیئں اور سوچنے لگیں کہ یہ کَیسا سَلام ہے۔
۳۰ فِرشتہ نے ان سے کہا اَے مریم ! ڈریے مت, کِیُونکہ خُداوند کی طرف سے آپ پر فضل ہُوَا ہے۔
۳۱ اور دیکھئے, آپ حامِلہ ہونگی اور آپ کا بَیٹا ہوگا۔ ان کا نام یِسُوع رکھیے گا۔
۳۲ وہ بُزُرگ ہونگے اور خُدا تعالےٰ کا بَیٹا کہلائیں گے اور خُداوند خُدا ان کے باپ داؤد کا تخت انہیں دے گا۔
۳۳ اور وہ یَعقُوب کے گھرانے پر ابد تک بادشاہی کریں گے اور ان کی بادشاہی کا آخِر نہ ہوگا۔
۳۴ مریم نے فرشتے سے کہا کہ یہ کیونکر ہوگا, جبکہ مَیں مرد کو نہِیں جانتی؟

۳۵ اور فرِشتہ نے جواب میں ان سے کہا کہ مقدس روح آپ پر نازل ہوگی اور خُدا تعالےٰ کی قُدرت آپ پر سایہ ڈالے گی اور اِس سبب سے وہ مَولُودِ مُقدّس خُدا کا بیٹا کہلائیں گے۔

۳۶ اور دیکھیں آپ کی رِشتہ دار اِلیشبع کے بھی بُڑھاپے میں بیٹا ہونے والا ہے اور اَب ان کا, جو بانجھ کہلاتی تھی, (حاملہ ہونے کا) چھٹا مہینہ ہے۔

۳۷ کیُونکہ جو قَول خُدا کی طرف سے ہے وہ ہرگِز بے تاثِیر نہ ہوگا۔

۳۸ مریم نے کہا دیکھو میں خُداوند کی بندی ہُوں۔ میں آپ کے کے قول کو مانتی ہوں۔ تب فرِشتہ ان کے پاس سے چلا گیا۔[240]

لوقا ۳:۲۱-۲۳ کے مطابق عیسی اپنے بپتسمہ کے وقت اور اپنی عوامی خدمت کے آغاز کے وقت ۳۰ سال کے تھے۔

۲۱ جب سب لوگوں نے بپتِسمہ لیا اور یسُوع بھی بپتِسمہ پاکر دُعا کر رہے تھے تو اَیسا ہُوَا کہ آسمان کھُل گیا۔

۲۲ اور مقدس روح جسمانی صُورت میں کبُوتر کی مانِند اُن پر نازِل ہوئی اور آسمان سے آواز آئی کہ تُم میرے پیارے بیٹے ہو۔ تُم سے مَیں خُوش ہُوں۔

۲۳ جب یسُوع خُود تعلِیم دینے لگے قرِیباً تیس برس کے تھے۔[241]

یحیی کے ذریعے عیسی کا بپتسمہ انجیل میں نمایاں کیا گیا ہے اور ایک اہم عوامی نشان کے طور پر کام کرتا ہے۔ یہ یحیی سے عیسیٰ تک جانشینی کی مشعل کا گزرنا تھا۔ وہ تمام لوگ جو یحیی پر ایمان رکھتے تھے اور یحیی کے پیروکار تھے، یحیی کی شہادت سے پہلے ہی خُدا کی طرف سے عیسی کے جانشین کے طور پر تقرری کی گواہی دیتے تھے۔ عیسی کو بھی اس مقام پر روح القدس حاصل ہوا اور اس کی وزارت کا آغاز ہوا۔ ہمیں غدیر خم کے موقع پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے قبل یہی رسم پائی جاتی ہے۔ یہ اس وقت ہے جب وہ علی ابن ابی طالب (ان کی طرف سے سلامتی ہے) کو اپنا الٰہی جانشین مقرر کرتے ہیں۔

[240] انجیل مقدس، لوقا کی کتاب، ۱:۳۸-۲۶

[241] انجیل مقدس، لوقا کی کتاب،۳، ۲۱-۲۳

اس کا مطلب یہ ہے کہ یحیی بپتسمہ دینے والے نے اپنے پیروکاروں کو اپنی آخری تقریر کرنے اور اپنے جانشین عیسیٰ کو عوامی طور پر مقرر کرنے کے بعد، یحیی کو تقریباً ۳۰ سال کی عمر میں گرفتار کر کے سر قلم کیا گیا۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ یہودی اور یحیی اور عیسیٰ کے ابتدائی پیروکار مردہ سے زندہ شخص کے جسم میں روح کی منتقلی ہجرت پر یقین رکھتے تھے۔ عام طور پر تناسخ پر یقین رکھنے والوں میں عام فہم یہ ہے کہ جب کوئی شخص مرتا ہے، تو وہ نئے جسم میں ایک بچے کے طور پر دوبارہ پیدا ہوتا ہے۔ ضروری نہیں کہ یہ خیال اس وقت کے یہودیوں کے ساتھ تھا، کیونکہ جب ان سے پوچھا گیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ عیسیٰ کون ہیں، تو حواریوں نے جواب دیا، "کچھ کہتے ہیں کہ وہ یحیی بپتسمہ کرنے والے ہیں۔" لہٰذا، یہ واضح اور ظاہر ہے کہ ان کا عقیدہ تھا کہ یحیی کی روح موت کے بعد عیسی کے جسم میں داخل ہو سکتی تھی اور عیسیٰ کی شکل میں واپس آ سکتی تھی اور نئے جسم میں اس جسم کے پیدا ہونے اور بڑے ہونے کا انتظار کیے بغیر زندہ رہ سکتی ہے۔

یہ واحد جگہ نہیں ہے جہاں منتقلی ہجرت یا تناسخ پر بحث کی گئی ہے، اگر ہم متی کی کتاب، باب ۱۱، آیات ۱۵-۱۱ کو دیکھیں، تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ عیسی نے یحیی بپتسمہ دینے والے کو ایلیاہ کی رجعت ہونے کا اعلان کیا ہے۔

۱۱ مَیں تُم سے سَچ کہتا ہُوں کہ جو عَورتوں سے پَیدا ہُوئے ہیں اُن میں یُوحنّا بپتسمہ دینے والے سے بڑا کوئی نہیں ہُوَا لیکِن جو آسمان کی بادشاہی میں چھوٹا ہے وہ اُس سے بڑا ہے۔
۱۲ اور یُوحنّا بپتسمہ دینے والے کے دِنوں سے اَب تک آسمان کی بادشاہی پر زور ہوتا رہا ہے اور زور آور اُسے چھِین لیتے ہیں۔
۱۳ کِیُونکہ سب نبِیوں اور توریت نے یُوحنّا تک نبوّت کی۔
۱۴ اور چاہو تو مانو۔ ایلِیاہ جو آنے والا تھا یہی ہے۔
۱۵ جِس کے سُننے کے کان ہوں وہ سُن لے۔[242]

[242] انجیل مقدس، متی کی کتاب، ۱۱، ۱۱-۱۵

تو واضح طور پر، ہم دیکھ سکتے ہیں کہ عیسی بھی یہ عقیدہ رکھتے تھے اور واپسی یا تناسخ کے نظریے کی تعلیم دیتے تھے۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے تصدیق کی کہ یحیی بپتسمہ دینے والے ایلیا تھے، ان کی رجعت میں۔ ایلیاہ کے یحیی بپتسمہ دینے والے ہونے کا ایک اور حوالہ انجیل میں عیسی کی تبدیلی کے منظر کے دوران بنایا گیا ہے۔ عیسیٰ (علیہ السلام) اپنے نورانی جسم کو اپنے حواریوں کے لئے ظاہر کرتے ہیں، اور وہ صرف اپنا سر اٹھانے کے لیے سجدے میں گرتے ہیں اور دیکھتے ہیں، عیسیٰ اپنے نورانی جسم میں کھڑے ہیں اور ان کے ساتھ دو جسمانی طور پر مردہ نبی ہیں: ایلیا اور موسیٰ کی روحیں.

۱ چھ دِن بعد یِسُوع نے پطرس اور یَعقُوب اور اُس کے بھائی یُوحنّا کو ہمراہ لیا اور اُنہیں ایک اُنچے پہاڑ پر الگ لے گئے۔
۲ اور اُن کے سامنے ان کی صُورت بدل گئی اور ان کا چہرہ سُورج کی مانِند چمکنے لگا اور ان کی پوشاک نُور کی مانِند سفید ہو گئی۔
۳ اور دیکھو مُوسیٰ اور ایلِیاہ اُن کے ساتھ باتیں کرتے ہُوئے اُنہیں دِکھائی دِئے۔
۴ پطرس نے یِسُوع سے کہا اَے آقا ہمارا یہاں رہنا اچھّا ہے۔ مرضی ہو تو میں یہاں تِین ڈیرے بنا دوں۔ ایک آپ کے لِئے۔ ایک مُوسیٰ کے لِئے اور ایک ایلِیاہ کے لِئے۔
۵ وہ یہ کہہ ہی رہے تھے کہ دیکھو ایک نُورانی بادل نے اُن پر سایہ کر لیا اور اُس بادل میں سے آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جِس سے میں خُوش ہُوں اِس کی سُنو۔
۶ شاگِرد یہ سُن کر مُنہ کے بل گر پڑے اور بہُت سے ڈر گئے۔
۷ یِسُوع نے پاس آکر اُنہیں چھُوا اور کہا اُٹھو۔ ڈرو مت۔
۸ جب اُنہوں نے اپنی آنکھیں اُٹھائیں تو یِسُوع کے سِوا اور کِسی کو نہ دیکھا۔
۹ جب وہ پہاڑ سے اُتر رہے تھے تو یِسُوع نے اُنہیں یہ حُکم دِیا کہ جب تک اِبنِ آدم مُردوں میں سے نہ جی اُٹھے جو کُچھ تُم نے دیکھا ہے کِسی سے اِس کا ذکر نہ کرنا۔
۱۰ شاگِردوں نے ان سے پُوچھا کہ پھِر فقیہ کیُوں کہتے ہیں کہ ایلِیاہ کا پہلے آنا ضرُور ہے؟
۱۱ اُنہوں نے جواب میں کہا ایلِیاہ البتہ آئیں گے اور سب کُچھ بحال کریں گے۔

۱۲ لیکِن مَیں تُم سے کہتا ہُوں کہ ایلِیاہ تو آچُکے ہیں اور اُنہوں نے اُنہیں نہِیں پہچانا بلکہ جو چاہا اُن کے ساتھ کِیا۔ اِسی طرح اِبنِ آدم بھی اُن کے ہاتھ سے دُکھ اُٹھائے گئے۔
۱۳ تب شاگِرد سَمجھ گئے کہ انہوں نے اُن سے یحیی بپتِسمہ دینے والے کی بات کر رہے تھے۔[243]

چنانچہ ہمارے پاس دوسری بار، متی ۱۷ میں، عیسی نے یحیی کو ایلیا کی رجعت ہونے کا اعلان کیا، اور ہمارے پاس حواریوں کے سامنے ایلیا اور موسیٰ کی روحوں کا ظہور بھی ہے۔ لہذا ہم آسانی سے یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ ایلیا اور موسیٰ کی روحیں عیسی اور ان کے حواریوں کے ساتھ گھوم رہی تھیں اور ان سے سیکھ رہی تھیں۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) ساتویں عہد کے ساتھی ہونے کے ناطے اور حسین کے دوبارہ جنم (منہ السلام) ہونے سے تاریخ میں تمام دوسرے نبی اور رسول سے زیادہ اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

در حقیقت، تمام انبیاء، مرسلین اور ائمہ اس دن اور زمانے میں ان کی حمایت کے لیے واپس آنے کی خواہش رکھتے تھے۔ ایک روایت میں ابی عبداللہ سے پوچھا گیا:

"اور (اس) کتاب میں اسماعیل کا ذکر بھی کرو۔ یقیناً وہ سچے وعدے والے اور رسول (اور) نبی تھے۔" کیا یہ آیت اسمٰعیل بن ابراہیم (علیہ السلام) کے بارے میں تھی؟ کیونکہ لوگ یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ یہ اسماعیل بن ابراہیم کے متعلق ہے۔" تو امام علیہ السلام نے فرمایا: "بے شک اسماعیل ابراہیم سے پہلے فوت ہو گئے تھے، اور ابراہیم خدا کی دلیل، قائم، اور فقہ کے ساتھی تھے، تو وہ اسماعیل کو کس کے پاس بھیجتے؟" پس آپ سے پوچھا گیا: "پھر یہ آیت کس کے متعلق تھی، میری جان آپ پہ قربان ہو؟"

[243] انجیل مقدس، متی کی کتاب، ۱۷: ۱ - ۱۳

تو آپ (علیہ السلام) نے جواب دیا: "یہ نبی اسماعیل بن حزقیل (علیہ السلام) کے بارے میں تھی، اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی قوم کے پاس بھیجا اور انہوں نے ان کی تکذیب کی، انہیں قتل کردیا اور ان کے چہرے کی کھال اتار دی، تو اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑکا، اس لیے اس نے ان کے پاس فرشتہ ستاتیل کو بھیجا، عذاب کا فرشتہ، اور انہوں نے ان سے کہا: "اے اسماعیل، میں عذاب کا فرشتہ ستاتیل ہوں، مجھے رب کریم نے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ میں آپ کی قوم کو ہر قسم کے عذاب میں مبتلا کروں۔ اسمٰعیل نے کہا:" اے ستاتیل، مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے"، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں الہام فرمایا: "اے اسماعیل، پھر تمہیں کیا ضرورت ہے؟" تو اسماعیل نے کہا: "اے میرے رب، آپ نے ہم سے عہد لیا تھا کہ آپ رب ہیں، اور محمد آپ کے رسول ہیں، اور ان کے نائبوں کو اختیار اور ولایت ہے۔ آپ نے اپنی مخلوق کو بتایا کہ ان کی قوم اپنےپیغمبر کے بعد حسین ابن علی علیہ السلام کے ساتھ کیا کرے گی۔ اور آپ نے الحسین سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس دنیا میں دوبارہ جنم لیں گے، اور اپنے ہاتھوں سے ان تمام لوگوں سے انتقام لیں گے جو ان کے ساتھ ایسا کریں گے۔ تو میری ضرورت ہے کہ اے رب مجھے بھی اس دنیا میں دوبارہ جنم دے, تاکہ میں ان سب سے بدلہ لوں جنہوں نے یہ کیا مجھ سے، جیسا کہ آپ حسین کو دوبارہ جنم دینگے۔'' چنانچہ خدا نے اسماعیل ابن حزقیل سے وعدہ کیا کہ وہ علی کے بیٹے الحسین (علیہ السلام) کے ساتھ دوبارہ جنم لیں گے[244]۔

اسماعیل (علیہ السلام) کی یہ خواہش کہ وہ حسین (منہ السلام) کے ساتھ واپس آئیں۔ تمام انبیاء، رسولوں اور صالحین کی خواہش تھی۔ یقیناً ان سب کی خدا نے یہ خواہش پوری کی تھی۔

ابی عبداللہ (علیہ السلام) نے کہا: "اور حسین (ع) اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلیں گے جو ان کے ساتھ مارے گئے تھے اور ان کے ساتھ ستر انبیاء ہوں گے جیسے موسیٰ بن عمران کے ساتھ بھیجے گئے۔ قائم (ع) اسے ان کے حوالے کریں گے اور حسین (ع) انہیں غسل دیں گے، انہیں کفن دیں گے اور ان کو قبر میں رکھیں گے۔"[245]

244

بحار الانوار، علامہ مجلسی، جزء ۵۳، صفحہ ۱۰۵

[245] مختصر بصائر الدرجات، الحسن بن سلیمان الحلی، صفحہ ۴۸

ایک اور موقع پر امام الصادق (منہ السلام) سے پوچھا گیا: "کیا قائم کی ولادت ہوئی ہے؟" آپ نے جواب دیا: "نہیں،" اور اگر مجھے اس کے ساتھ رہنے کا موقع ملا تو میں اپنی زندگی کے باقی ایام کے لئے ان کی خدمت کروں گا۔"[246] اس حوالے سے احادیث بہت زیادہ ہیں۔ واضح طور پر، یہ ہر نبی، رسول اور امام کا خواب تھا کہ وہ قائم کے ساتھ واپس آئیں، کیونکہ وہ زمین پر خدا کی حکومت قائم کرتے ہیں، ایک خدائی عادل ریاست، باغِ عدن میں واپسی، جو تمام انبیاء و مرسلین اور صالحین کی کاوشوں کی انتہا ہے۔

اگر موسیٰ اور ایلیا کی روحیں حضرت عیسی (علیہ السلام) کے ساتھ گھوم رہی تھیں، ان سے سیکھ رہی تھیں اور انہیں سن رہی تھیں، تو اس کا مطلب ہے کہ وہ، تمام انبیاء، مرسلین اور صالحین کی روحوں کے ساتھ، امام احمد الحسن کے ساتھ گھوم رہی ہیں، جو الحسین ہیں (منہ السلام)، اس دن سے جب وہ اس زمین پر ظاہر ہوئے ہیں۔ وہ ایک ایسے موقع کے انتظار میں ان کا پیچھا کرتے رہے، کہ وہ کسی جسمانی جسم میں منتقل ہوں سکیں جنہیں وہ امام کی خدمت کے لیے استعمال کر سکیں (منہ السلام)۔ ان کی مرضی اور حکم سے یہ پاکیزہ ارواح اور فرشتے ان جسموں میں داخل ہوں گے جو امام احمد الحسن کے ارد گرد تھے (منہ السلام) اسی طرح، بہت سے انسان انبیاء، رسولوں اور فرشتوں کے تناسخ ہیں لیکن جسمانی پیدائش کے بعد سے نہیں، بلکہ اس وقت سے جب وہ روحانی طور پر ایمان کے ساتھ "دوبارہ پیدا" ہوئے تھے اور ان میں ایک روح آئی تھی۔

اگرچہ یہ خیال مرکزی دھارے کے عوام کے لیے اجنبی معلوم ہو سکتا ہے، لیکن صدیوں سے، یہودی ربیوں اور نوسٹک عیسائیوں کے قریبی محافظ حلقے ان سچائیوں کو جانتے تھے اور انہیں اپنے طلباء کو سکھاتے تھے۔

ربی اسحاق لوریا نے ایک بار سکھایا تھا کہ یہ حضرت یوسف کی جوانی کے دوران ہی تھا کہ انہوں نے اپنی روح حاصل کی، حنوک کی روح، جو ان پر نازل ہوئی تھی۔ ربی نے کہا: "یہ ہے اس کا راز، "اس نے اسے یوسف کے لیے ایک عیدت [گواہی] کے طور پر مقرر کیا ...'' (زبور ۸۱:۵) چونکہ یوسف حنوک کا نیشامہ حاصل کرنے کے اہل تھے، جسے "عیدی" [میرا گواہ] کہا جاتا ہے،

[246] الغیبہ، محمد ابن ابراہیم النعمانی، جزء ۱، صفحہ ۲۵۰

جیسا کہ کہا گیا ہے۔ اس لیے یوسف "یافہ توار" [خوبصورت] تھے، (پیدائش ٦:٣٩) کیونکہ وہ آدم کی یافیو [خوبصورتی] کے مستحق تھے، جو ان کے پاس مافوق الفطرت اتزلوت کے نیشاما کے کنارے سے آیا تھا۔ تاہم، یوسف نے اس کی اہلیت کو نہیں پایا، "دو سالوں کے اختتام" کی رات تک، (پیدائش ۱:۴۱) جب یہ حکم دیا گیا کہ اسے جیل چھوڑ دینا چاہئے اسی دن وہ عظمت کی طرف بڑھ گئے۔ تو کیا یہ لکھا ہے، "[اس نے اسے ایک کے طور پر مقرر کیا، جب وہ مصر کی سرزمین پر جائے تو یہوواہ کے لیے گواہی دینا۔" (زبور ٦:٨١) یہ تب سمجھ میں آتا ہے جب آپ یاد کریں کہ ہم نے پچھلے ابواب میں کیا کہا تھا، کہ روح یا نیشاما رات کے وقت ایک شخص میں داخل ہوتا ہے جب وہ سو رہا ہوتا ہے۔

آپ یہ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ آیات کے آخر کی بنیاد پر سیج کیا کہتے ہیں، "[اس نے اسے یہوسف کی گواہی کے طور پر مقرر کیا جب وہ مصر کی سرزمین سے باہر گیا] جب میں نے ایک زبان سنی۔
(زبور ٦:٨١) اس رات، جبرائیل آیا اور اس نے انہیں ستر زبانیں سکھائیں۔ (سوتہ ٣٦ب) اصل میں یہ ہوا کہ حنوک یا مططروش کا نیشاما، ستر قوموں کا وزیر، جو ان کی ستر زبانیں جانتا ہے اس رات ان میں داخل ہوا اور فوراً ہی وہ ستر زبانیں جانتے تھے۔[247]

جس طرح ہم نے ثابت کیا ہے کہ مسیح کے زمانے کے لوگ جانتے تھے کہ کسی شخص میں کسی بھی وقت روحیں داخل ہو سکتی ہیں، اور وہ یہ بھی سوچ سکتے تھے کہ حال ہی میں فوت ہونے والے یحیی بپتسمہ دینے والے کی روح عیسیٰ میں داخل ہو سکتی تھی۔ روح بھی کسی بھی وقت زندہ انسان کے جسم کو چھوڑ سکتی ہے بغیر اس ضرورت کے کہ وہ جسمانی طور پر مرے ۔ بلکہ اس صورت میں موت روحانی ہوگی۔ یہاں تک کہ ایسے لوگوں کی مثالیں موجود ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کے دوران اپنی جان کھو دی اور جسمانی طور پر زندہ رہے۔ آئیے انجیل میں ساؤل کی کہانی کو دیکھیں (١ سموئیل باب ١٦):

247

جزء ٣١، قسم ٧ب (Gate of Reincarnations)، روح یوسف، ربی اسحاق لوریا، باب تناسخ الارواح

۱۱ پھر سَموئیل نے یسّیٰ سے پوچھا کیا آپ کے لڑکے یہیں ہیں ؟ اُنہوں نے کہا سب سے چھوٹا ابھی رہ گیا۔ وہ بھیڑ بکریوں کی دیکھ بھال کر رہا ہے۔ سَموئیل نے یَسّی سے کہا اُسے بُلا بھیجو کیونکہ جب تک وہ یہاں نہ آجائے ہم نہیں بیٹھینگے۔

۱۲ سو وہ اُسے بُلوا کر اندر لے آیا۔ وہ سُرخ رنگ اور خُوبصُورت اور حسین تھا اور خُداوند نے فرمایا اُٹھو اور اُسے مسح کرو کیونکہ وہ یہی ہے۔

۱۳ تب سَموئیل نے تیل کا سِینگ لیا اور اُسے اُسکے بھائیوں کے درمیان مسح کِیا اور خُداوند کی رُوح اُس دِن سے آگے کو دَاؤد پر زور سے نازِل ہوتی رہی ۔ پھر سَموئیل اُٹھکر رَامہ کو چلے گئے.

۱۴ اور خُداوند کی رُوح ساؤل سے جُدا ہو گئی اور خُداوند کی طرف سے ایک بُری رُوح اُسے ستانے لگی ۔

۱۵ اور سَاؤل کے ملازِموں نے اُس سے کہا دیکھ اب ایک بُری رُوح خُدا کی طرف سے تجھے ستاتی ہے۔

۱۶ سو ہمارا مالِک اب اپنے خادِموں کو جو اُسکے سامنے ہیں حُکم دے کہ وہ ایک اَیسے شخص کو تلاش کر لائیں جو بربط بجانے میں اُستاد ہو اور جب خُدا کی طرف سے یہ بُری رُوح تجھ پر چڑھے وہ اپنے ہاتھ بجائے اور تُو بحال ہوجا۔

۱۷ ساؤل نے اپنے خادوموں سے کہا خَیر ایک اچھّا بجانے والا میرے لئے ڈھونڈو اور اُسے میرے پاس لے آؤ۔

۱۸ تب جوانوں میں سے ایک یُوں بول اُٹھا کہ دیکھو مَیں نے بَیتَ لحم کے یَسّی کے ایک بیٹے کو دیکھا جو بجانے مین اُستاد اور زبردست سُورما اور جنگی مرد اور گُفتگو میں صاحِب تمیز اور خُوبصُورت آدمی ہے اور خُداوند اُسکے ساتھ ہے۔

۱۹ پس سَاؤل نے یَسّی کے پاس قاصِد روانہ کئے اور کہلا بھیجا کہ اپنے بیٹے دَاؤد کو جو بھیڑ بکریوں کے ساتھ رہتا ہے میرے پاس بھیج دے ۔

۲۰ تب یَسّی نے ایک گدھا جِس پر روٹیاں لدی تھیں اور مَے کا ایک مشکیزہ اور بکری کا ایک بچہ لیکر اُنکو اپنے بیٹے دَاؤد کے ہاتھ سَاؤل کے پاس بھیجا ۔

۲۱ اور سَاؤل اُس سے مُحبت کرنے لگا اور وہ اُسکا سِلاح بردار ہو گیا۔

۲۲ اور سَاوُل نے یسّیٰ کو کہلا بھیجا کہ دَاوُد کو میرے حُضُور رہنے دے کیونکہ وہ میرا منظُورِ نظر ہُوَا ہے۔
۲۳ سو جب وہ بُری رُوح خُدا کی طرف سے سَاوُل پر چڑھتی تھی تو دَاوُد بربط لیکر ہاتھ سے بجاتا تھا اور سَاوُل کو راحت ہوتی اور وہ بحال ہو جاتا تھا اور وہ بُری رُوح اُس پر سے اُتر جاتی تھی۔[248]

تورات میں، ساؤل کو خدا کی طرف سے بادشاہ مقرر کیا گیا تھا، اور اس کے پاس خدا کی طرف سے ایک نیک روح تھی۔ کسی وقت، ساؤل کے گناہوں کی وجہ سے، خُدا کی طرف سے اچھی روح نے ساؤل کو چھوڑ دی اور اس کی جگہ ایک بری روح نے لے لی جو اسے اذیت دیتی۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) ہمیں سکھاتے ہیں کہ روح القدس یا روحیں انسان پر اس وقت آتی ہیں جب وہ حاصل کرنے کے لائق ہوتی ہیں، اور ہر شخص ایک روح کے ساتھ پیدا نہیں ہوتا ہے۔ مزید برآں، اگر نیک روح والا شخص صحیح طریقے سے عمل نہ کرے تو بعض حالات میں اچھی روح اس شخص سے نکل جاتی ہے اور اس کی جگہ ایک بری روح لے لیتی ہے۔ ایک شخص کی اپنی نیک روح کھونے کی ایک اور مثال سیمسون کا معاملہ ہے۔ آئیے کتاب ججز (انجیل) کو دیکھیں، باب ١٦:

۱۸ جب دلیلہ نے دیکھا کہ اس نے دل کھول کر سب کچھ بتا دیا تو اس نے فلستیوں کے سرداروں کو کہلا بھیجا کہ اس بار اور آؤ کیونکہ اس نے دل کھول کر مجھے سب کچھ بتا دیا ہے۔ تب فلستیوں کے سردار اس کے پاس آئے اور روپے اپنے ہاتھ میں لیتے آئے۔
۱۹ تب اس نے اسے اپنے زانوؤں پر سلا لیا اور ایک آدمی کو بلا کر ساتوں لٹیں جو اس کے سر پر تھیں مونڈوا ڈالیں اور اسے اذیت دینے لگی اور اس کا زور اس سے جاتا رہا۔
۲۰ پھر اس نے کہا اے سمسون فلستی تجھ پر چڑھ آئے ! اور وہ نیند سے جاگا اور کہنے لگا میں اور دفعہ کی طرح باہر جا کر اپنے کو جھٹکوں گا لیکن اسے خبر نہ تھی کہ خداوند اس سے الگ ہو گیا ہے۔

[248] انجیل مقدس، سموئیل ا کی کتاب، ١٦، ١١-٢٣

۲۱ تب فلستیوں نے اسے پکڑ کر اس کی آنکھیں نکال ڈالیں اور اسے غزہ میں لے آئے اور پیتل کی بیڑیوں سے اسے جکڑا اور وہ قید خانہ میں چکی پیسا کرتا تھا۔[249]

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے کہا کہ تمام کامیابی اور خوش قسمتی اچھی روح سے آتی ہے۔ روح وہ چیز ہے جو حفاظت کرتی ہے، رہنمائی کرتی ہے اور اچھی قسمت دیتی ہے۔ اس کے بغیر انسان کی تمام کامیابیاں اور برکات ختم ہو جائیں گی اور اسے بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑے گا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ججز کی کتاب میں شمشون کے ساتھ بالکل ایسا ہی ہوا ہے۔ شمشون نے اپنی گنہگار ہوس کی وجہ سے اپنی روح کھو دی، حالانکہ بعد میں ان کی شہادت کے وقت اسے مختصر طور پر بحال کر دیا گیا تھا۔ دوسرے اتنے خوش قسمت نہیں تھے۔ بلعم ایک نبی تھا جس کا انجیل اور قرآن میں ذکر ہے۔ خدا نے اسے اسرائیل کو برکت دینے کی ہدایت کی اور اسے خدا کی طرف سے ایک روح ملی. گنتی کی کتاب، باب ۲۴ میں یہ لکھا ہے:

۲ اور بلعام نے نگاہ کی اور دیکھا کہ بنی اسرائیل اپنے اپنے قبیلے کی ترتیب سے مقیم ہیں اور خداوند کی روح اس پر نازل ہوئی[250]

تاہم، قرآن واضح کرتا ہے کہ اس نے اپنی روح کھو دی کیونکہ اس نے خدا کے الفاظ اور احکامات کو رد کر دیا تھا اور اس کی جگہ اچھی روح کو شیطانی روح سے بدل دیا گیا تھا (سورہ ۷، آیت ۱۷۵):

اور تُو اُن پر اس شخص کا ماجرا پڑھ جسے ہم نے اپنی آیات عطا کی تھیں پس وہ ان سے باہر نکل گیا۔ پس شیطان نے اس کا تعاقب کیا اور وہ گمراہوں میں سے ہو گیا۔[251]

---

[249] مقدس انجیل، ججوں کی کتاب، باب ۱۶، آیات ۱۸-۲۱

[250] مقدس انجیل، گنتی کی کتاب، باب ۲۴، آیت ۲

[251] قرآن مجید، سورہ الاعراف، آیت ۱۷۵

انسانوں کو اچھی روحیں تب عطا کی جاتی ہیں جب وہ حاصل کرنے کی صلاحیت پیدا کر لیتے ہیں۔ جب وہ یہ اعزاز حاصل کر لیتے ہیں، تو انہیں اسے برقرار رکھنے کے لیے سخت کوشش کرنی چاہیے۔ اگر وہ ناکامیوں اس کوشش میں، یہ روح انہیں چھوڑ دے گی۔

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے ایک دن مجھ سے فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کتنے انبیاء اور مرسلین تھے جنہیں انبیاء کی فہرست سے تقریباً مٹا دیے گئے؟"

میں نے کہا: "تین سو تیرہ؟"

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، موسیٰ ان میں سے تھے اور یعقوب اور محمد بھی، اپنی زندگی کے آخری حصے میں۔"

امام (منہ السلام) نے مزید واضح کیا کہ سینکڑوں انبیاء تھے جو ناکام ہوئے، تبدیل کر دیے گئے، اور جنہوں نے اپنی روحیں کھو دی. اسی وجہ سے، یہاں امیر المومنین علی (منہ السلام) آخری لمحے تک خود کو ضمانت نہیں دے سکے۔

جب تک آپ (منہ السلام) زخمی نہیں ہوئے اور پکارے: "رب کعبہ کی قسم ہم کامیاب ہو گئے!" اس سے پہلے، آپ خدا کے ساتھ اپنی حالت کے بارے میں بے یقینی کے شکار تھے۔

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے ایک دن مجھ سے فرمایا: "بلعم ابن بعورا آپ کے ساتھ رہنے والے تمام انبیاء سے افضل تھا، اور اس کا کیا حال ہوا؟ اس کا انجام مصیبت کے سوا کچھ نہیں تھا. روح اس کے پاس جاتی ہے جو اس کے لیے موزوں ترین، قریب ترین شخص ہو۔

میں تمہیں ایک مثال دیتا ہوں: تمہارے پاس ۱۹۵۰ ماڈل کی گاڑی ہے اور ۱۹۹۰ ماڈل کی گاڑی، کونسی گاڑی بہتر ہے؟"

میں نے کہا: "۱۹۹۰."

آپ نے (منہ السلام) کہا: "لیکن تم ۲۰۱۸ میں ہو۔"

میں نے کہا: "۱۹۵۰, زیادہ مہنگا والا."

آپ نے (منہ السلام) کہا: "یہ سوال نہیں ہے کہ کیا زیادہ مہنگا ہے، ہم حقیقت کے بارے میں بات کر رہے ہیں، تمہارے پاس ۱۹۵۰ اور ۱۹۹۰ کا ماڈل ہے اور تم ۲۰۱۸ میں ہو۔ آمہارے مالی استطاعت کے مطابق تمہارے لیے یہ دو گاڑیاں ہیں، لیکن حقیقت میں، ایک بہتر والی گاڑی ہے اور وہ جدید والی ہے، اور ہمارے ساتھ بھی بالکل یہی صورتحال ہے۔ ابھی، سب سے بہتر ابھی تک دعوہ میں نہیں آیا ہے، اور اس وقت یہی ہمارے لیے دستیاب ہے۔"

میں نے کہا: "یعنی جب کوئی بہتر آدمی دعوہ میں داخل ہوتا ہے تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نبی کی روح اس بہتر شخص کے پاس چلی جاتی ہے؟"

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "ایک شرط پر، اگر وہ اس روح کی حفاظت نہ کرے۔

اگر وہ اپنے نفس کو تادیب نہیں کرے گا تو ہاں، (روح) چلی جائے گی، لیکن اگر وہ اپنے نفس سے، جو برائی کی طرف بلاتی ہے، لڑے، تو یقیناً خدا عادل اور حق ہے اور وہ (روح) رہے گی."

میں نے کہا: "اگر مستقبل میں "عبداللہ" نام کا کوئی مصری آجائے جو مجھ سے بہتر ہو، اور وہ دعوہ میں داخل ہوا اور آپ اسے چاہیں، اور مجھ سے کوئی غلطی ہوجائے یا میں نے آپ کو پہلے کی طرح تھکا دیا؟"

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے پیارے بیٹے، اور تم نے ایسا کیا کیا ہے؟ یا ہم نے تمہارے ساتھ کیا کیا ہے؟ بیٹا میں تمہیں تادیب کر رہا ہوں، اور سکھا رہا ہوں لیکن جہاں تک تمہیں چھوڑنے کی بات آتی ہے، ایسا کبھی نہیں ہوگا. باقی لوگوں سے اپنا موازنہ نہ کرو۔"

میں نے کہا: "تو آپ مجھے کبھی نہیں چھوڑیں گے چاہے کچھ بھی ہو؟ کیا یہ آپ کی طرف سے وعدہ ہے، یا ابن رسول اللہ؟"

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "جب تک تم نے خدا کو نہیں چھوڑا، میں تمہیں کبھی، کبھی نہیں چھوڑوں گا۔"

میں نے پوچھا: "خدا کو چھوڑنا" کیا ہے؟ ارتداد؟ جان بوجھ کر کفر؟"

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ تو رحمت کو کھونا ہے، رحمت کیا ہے؟"

میں نے کہا "جی."

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "اہل بیت (منہم السلام)۔ کون ہیں اہل بیت؟ اللہ تعالی۔ جب تک تم خدا کے ساتھ ہو، کسی چیز کا خوف مت کرو۔ میں یقین کے ساتھ جانتا ہوں کہ تم پوری طرح خدا اور اہل بیت کی محبت میں گھل چکے ہو۔ مجھے اس کے بارے میں مکمل، سچا اور پختہ یقین ہے۔"

میں نے کہا: "کبھی کبھار مجھے ڈر لگتا ہے کہ اگر میں نے غلطی کی تو آپ مجھے چھوڑ دیں گے۔"

آپ (منہ السلام) نے کہا: "یہ غلط ہے میرے بیٹے، ایسا نہ سوچو، غلطی تسلیم کرنے میں ضرور ترجیح ہے، جب انسان اپنی غلطی تسلیم کرتا ہے، اللہ تعالی اسے معاف کر دیتا ہے، لیکن یہ غلطی غیر ارادی طور پر ہونی چاہیے، یعنی اس کی نیت نہیں ہونی چاہیے۔ اگر کوئی جان بوجھ کر غلطی کرے اور اس کے بعد آکر اسے تسلیم کر لے، اسے منافقت کہتے ہیں۔ اور تم جانتے ہو کہ بیٹا میں تم سے یہ صرف ایک وجہ سے کہہ رہا ہوں، کہ تم اپنے اردگرد لوگوں کو سوچنے کا یہ طریقہ سکھا سکتے ہو۔"

میں نے کہا: "لیکن میری ایک درخواست ہے میرے والد، میری جگہ کسی اور کو نہ چاہنا، اور نہ ہی مجھے کبھی چھوڑنا۔"

آپ (منہ السلام) نے کہا: "تمہیں صرف ایک شرط میں تبدیل کیا جائے گا، اگر میرے والد اور آقا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے تبدیل کردیں، اور اگر محمد ابن الحسن (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تبدیل کردیے جائیں۔ صرف اس صورت میں میں تمہیں اس کی ضمانت نہیں دے سکتا۔ اور یہ ناممکن ہے کہ ہمیں تبدیل کیا جائے، اور اگر تمہاری اس کے خلاف کوئی مختلف رائے ہے تو کہو۔"

گیارھواں باب

روحانی خاندان کا مطالعہ

احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "محمدی روح اپنے آپ کو ایک اور جڑواں روح میں نقل کر سکتی ہے، جو اپنی نقل ہوتی ہے۔"

ھفت شریف میں امام الصادق (منہ السلام) نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ نے ارواح کو سایوں میں سے منتخب کیے، پھر ان کو جسموں میں آباد کردیا، پس جب ہمارے قائم ظاہر ہونگے، وہ اس بھائی کے وارث ہونگے جو سایوں کی دنیا میں ان کے وارث تھے، اور اس بھائی کے نہیں جو مادی پیدائش سے ہیں۔ ان کو اس حقیقت سے جان لے، اور جس نے جان لیا، اس پر کوئی اور دلیل باقی نہیں رہتی ہے۔"[252]

ساتواں عہدنامہ جن عظیم معاملات اور نشانیوں کے ساتھ آیا ہے ان میں سے ایک روح کا معاملہ ہے۔ نہ صرف خاندانی تعلقات کو عالم الارواح کے مطابق دوبارہ ترتیب دیا جاتا ہے، بلکہ ساتویں عہد میں نافذ ہونے والی فقہ بھی عالم الارواح پر مبنی ہے۔ عیسی نے اس روحانی خاندان کی طرف اشارہ کیا ہے، جو مستقبل میں نافذ کیا جائے گا۔ انجیلوں میں کہا گیا ہے:

۴۶ جب وہ بھیڑ سے یہ کہہ رہا تھا ان کی ماں اور بھائی باہر کھڑے تھے اور ان سے بات کرنا چاہتے تھے۔
۴۷ کسی نے ان سے کہا آپ کی ماں اور آپ کے بھائی باہر کھڑے ہیں اور وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔

۴۸ انہوں نے خبر دینے والے کو جواب میں کہا کون ہے میری ماں اور کون ہیں میرے بھائی؟
۴۹ اور اپنے شاگردوں کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہا دیکھو میری ماں اور میرے بھائی یہ ہیں۔
۵۰ کیونکہ جو کوئی میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلے وُہی میرا بھائی اور میری بہن اور ماں ہے۔[253]

یہ بات ۱۴۰۰ سال پہلے ہی قرآن میں نازل ہو چکی تھی کہ حقیقی خاندانی رشتے ایمان پر مبنی ہوتے ہیں، نہ کہ حیاتیاتی رشتوں پر۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "بے شک مومنین بھائی ہیں۔"[254] اور امام علی (منہ السلام) نے فرمایا: "دو سچے دوست مختلف جسموں میں ایک

[252] ھفت شریف، مفضل ابن عمر، باب ٦٦، صفحہ ۱۲۹
[253] انجیل مقدس، متی کی کتاب، جزء ۱۲، آیات ۵۰-۴۶
[254] قرآن مجید، سورہ ۴۹، (الحجرات)، آیت ۱۰

ہی روح ہیں۔"[255] اور نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اسلام کے آغاز میں خاندانی تعلقات کے اس نئے نظام کی بنیاد اس وقت رکھی جب آپ نے صحابہ کے درمیان اخوت کا نظام قائم کیا۔

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مہاجرین اور انصار[256] کے درمیان جوڑے بنائے، کہ ہر ایک اپنے بھائی کی مدد کرے، اس حد تک کہ دو نئے بھائی ایک دوسرے کے وارث بن سکیں ۔ لیکن یہ شرط بعد میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ساتھ منسوخ کر دی گئی کہ: "لیکن اللہ کی کتاب کے مطابق خون کے رشتے ایک دوسرے پر زیادہ حق رکھتے ہیں"[257] اور اسے قائم اور ساتویں عہد نامے کے وقت تک موخر کر دیا گیا۔

ایک دن امام احمد الحسن (منہ السلام) نے مجھ سے کہا: "بیٹا، کیا تم ان لوگوں کو دیکھ رہے ہو ادھر؟" آپ نے مصر میں بدر کے گھر کے سامنے عمارتوں اور لوگوں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

میں نے کہا "جی."

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "آج سے تیس سال بعد، اگر کوئی آئے اور ان سے کہے کہ تمہارے لئے خونی بھائی بہن سے شادی کرنا حرام ہے، تو خدا کی قسم وہ اسے سنگسار کر دیں گے۔"

میں نے کہا: "تو خونی بھائی بہن سے شادی کرنے کی اجازت ہوگی، جیسا کہ ابراہیم اور سارہ، حنوک اور آئسس اور آدم کی اولاد کے لیے تھا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، جس چیز کی اجازت نہیں ہے وہ یہ ہے کہ اپنے عالم الارواح کے بہن بھائی سے شادی کی جائے۔"

میں نے پوچھا: "تو کیا عالم الارواح میں ایک ہی گھرانے کے افراد ایک دوسرے کے لئے محرم ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "ہاں۔"

---

[255] میزان الحکمہ، محمد الریشھری، جزء ۲، صفحہ ۱۵۸۲

[256] مہاجرین وہ ابتدائی مسلمان ہیں جنہوں نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی، انصار مدینہ کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت کی۔

[257] قرآن مجید، سورہ ۳۳ (احزاب)، آیت ٦

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "عالم الارواح میں ایک خاندانی شجرہ ہے، اور میں تمہارے ذریعے اس کا کچھ حصہ مستقبل میں شائع کروں گا۔"

کسی نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے ایک بار پوچھا: "اس روایت کا کیا مطلب ہے کہ 'در حقیقت فاطمہ کو ام ابیہا کا لقب دیا گیا ہے' (یعنی اپنے والد کی ماں)؟"[258] امام نے جواب دیا: "اس کا مطلب یہ ہے کہ فاطمہ الزہرہ عالم الارواح میں محمد کی ماں ہیں۔" اس حصے میں محمد کے اہل بیت، اور انبیاء اور رسولوں کے روح کے خاندانی شجرہ کا ایک چھوٹا سا حصہ منسلک ہے (تصویر ۱)۔

ہم دیکھتے ہیں کہ امام علیؑ اور فاطمۃ الزہراؑ درخت کے نیچے ہیں۔ امام علی (منہ السلام) کے کئی بیٹے ہیں جن میں آدم اور نوح (علیہم السلام) شامل ہیں۔ امام علی اور فاطمۃ الزہراء روحانی شریک حیات ہیں۔ عالم الارواح میں پیغمبر محمد کے کئی بچے ہیں، جن میں میکائیل اور الحسین اور مریم، عیسی کی ماں شامل ہیں۔

حسین کے تین فرزند ہیں یوسف، موسیٰ اور زینب۔ میکائیل کے تین فرزند ہیں، جن میں الھمام اور الیمان شامل ہیں۔ بیبی لیلیٰ، جو حسین کی روحانی شریک حیات ہیں عالم الارواح میں، عیسیٰ کی والدہ ہیں، اور عیسیٰ حوا کے والد ہیں، جو آدم کی روح ہیں۔ عیسی کی روحانی شریک حیات مریم مگدلیہ ہے۔ موسیٰ کے بھی فرزند ہیں، بشمول الیاس، جن کی روحانی شریک حیات نفرتیتی ہیں، اور وہ عمران اور سلیمان کے والد ہیں۔

یوسف، جن کی روحانی شریک حیات مریم، عیسی کی والدہ ہیں، ان کے تین فرزند ہیں، ان میں سے مریم مگدلیہ ہیں۔ الصادق کی اولاد ہے اور ان میں سے ابراہیم ہیں، جن کی روحانی شریک حیات سارہ ہیں، اور جن کے والد اسماعیل اور الیسع ہیں۔

جیسا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں، روحانی خاندانی شجرہ کی ترتیب زمین پر حیاتیاتی خاندانوں سے مختلف ہے۔

اور یہ روحانی خاندانی شجرے کا صرف ایک چھوٹا سا نمونہ ہے، جو اس کتاب میں شامل کرنے کے لیے بہت بڑا ہے اور ابھی اسے مکمل طور پر ظاہر کرنے کا وقت نہیں آیا ہے۔

[258] الخصائص الفاطمیہ، شیخ محمد باقر الکجوری، جزء ۱، صفحہ ۱۲۶

تصویر ۱: روحانی خاندانی شجرہ

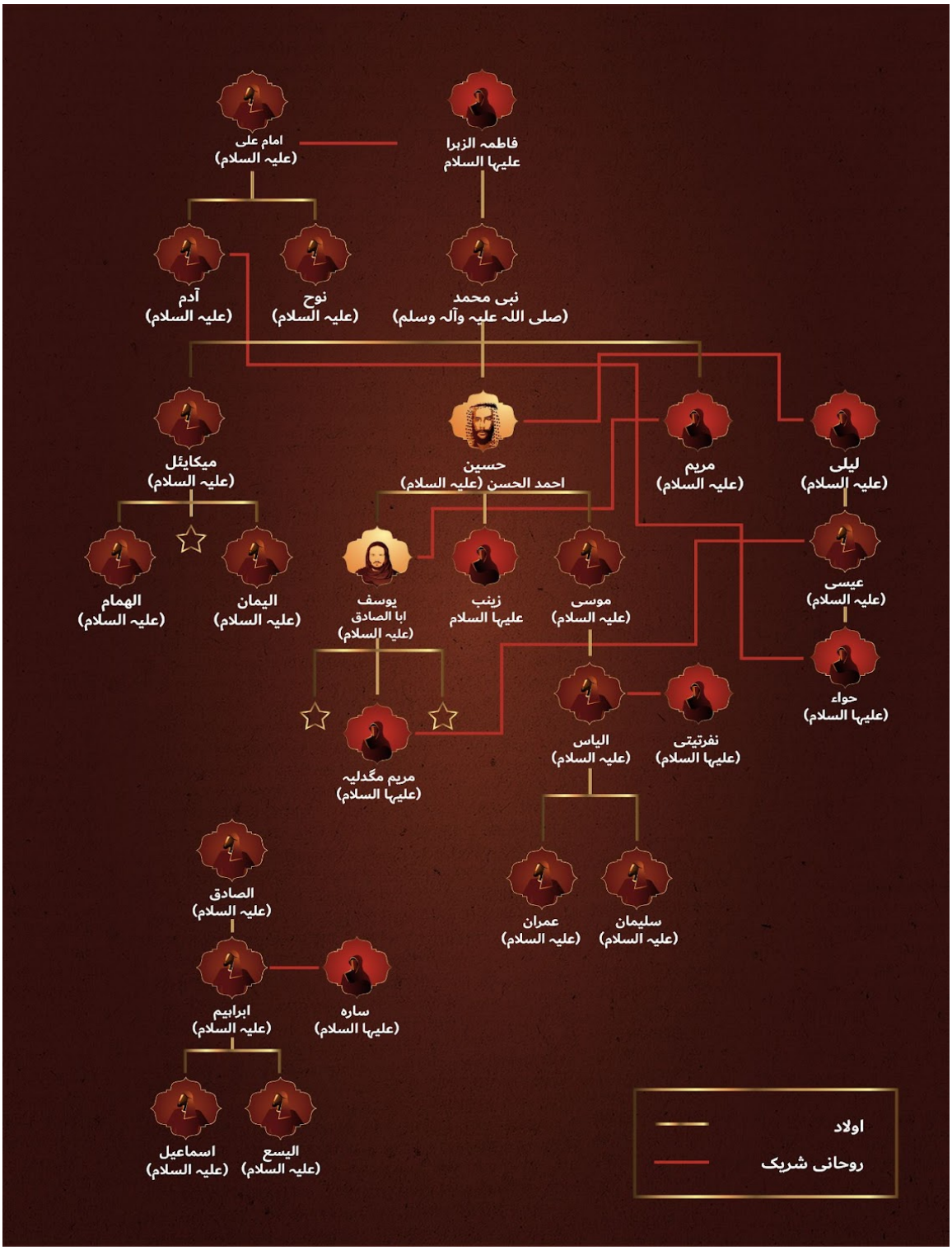

ایک دن میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا: "میرے آقا، آپ کی مہربانی نے مجھے ایک اور سوال پوچھنے کی جرات دی ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے محبوب، آگے بولو۔"

میں نے کہا: "اس طبعی دنیا میں مردوں کو اپنے بیٹوں سے بہت لگاؤ ہوتا ہے، تو روح کی دنیا میں باپ اور بیٹے کا رشتہ کیسا ہے؟ کیا رشتہ پختہ ہوتا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "یہ جسمانی سے کم نہیں ہے بلکہ زیادہ قوی اور بہتر ہے۔"

یہ بتاتے ہوئے کہ روحیں دوسری روحوں کو کیسے جنم دیتی ہیں، امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا:

"ہر روح کی ماں نہیں ہوتی، لیکن ہر روح کا باپ ہوتا ہے، کیونکہ عورتوں کو مردوں کے ذریعے پیدا ہوتی ہیں۔ اور جس طرح جیسے ہر انسان کا اس جسمانی دنیا میں والد ہوتا ہے، ہر روح کا بھی والد ہوتا ہے۔

اور ضروری نہیں ہے کہ عالم الارواح میں والد وہی ہوں جو جسمانی دنیا میں والد ہیں، ہر روح کا ایک ہی والد ہوتا ہے، اور ہم اس دنیا میں کئی بار آئے ہیں۔ ہر اوتار میں باپ اور ماں اور بہن بھائی مختلف ہوتے ہیں۔ اور یہ وہ نشانی ہے جس کے ذریعے ہم قائم کو جانتے ہیں، اور یہ اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ وہ کون ہیں، کیونکہ امام الصادق (منہ السلام) نے فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے ارواح کو سایوں میں سے منتخب کیے، پھر ان کو جسموں میں آباد کردیا، پس جب ہمارے قائم ظاہر ہو نگے، وہ اس بھائی کے وارث ہو نگے جو سایوں کی دنیا میں ان کے وارث تھے، اور اس بھائی سے نہیں جو مادی پیدائش سے ہیں۔ ان کو اس حقیقت سے جان لے، اور جس نے جان لیا، اس پر کوئی اور دلیل باقی نہیں رہتی ہے۔"

اور ہم سامنے آچکے ہیں اور آل محمد کا قائم اب اس کو سب کے خلاف ثبوت کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ اور وہ وہی ہیں جو آپ کے حقیقی باپوں اور آپ کے حقیقی بہن بھائیوں کو عالم الارواح سے جانتے ہیں۔

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے مزید فرمایا: "اور میرے پاس تمہارے لیے روح کے حوالے سے ایک اہم معلومات ہے، میرے بیٹے۔ محمدی روح اپنے آپ کو ایک اور جڑواں روح میں نقل کر سکتی ہے، جو اس کی بلکل ہم جیسی ہے۔ امید ہے کہ تمہیں یہ بات سمجھ میں آئی ہے۔"[259]

میں نے کہا: "محمد اور علی کی طرح؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، اور صرف ایک بار نہیں، بلکہ کئی بار۔"

میں نے کہا: "پھر مہدی اماموں کی روحیں ہیں، یا وہ ان کی روحوں کی نقلیں ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اللہ کا شکر ہے، بہت خوب، میرے بیٹے۔"

میں نے کہا: "پس مہدیوں میں سے کچھ امام ہیں اور ان میں سے کچھ نہیں ہیں، لیکن جو نہیں ہیں وہ ائمہ کی نقل ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بہت اچھا کام! بلکل صحیح۔"

میں نے کہا: "تو پھر میرے والد، آپ امام حسین (منہ السلام) ہیں اور میں نقل ہوں، تو میں کس کا نسخہ ہوں؟"

امام نے جواب دیا: "امام حسین (منہ السلام) کا۔"

ایک دن میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے کہا: "میرے والد، چودہ معصومین (محمد، فاطمہ اور بارہ امام) میں سے چار کے نام محمد کیوں ہے، اور چار جن کے نام علی ہے؟"

تو امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "کیا تم نہیں جانتے؟ یا جانتے ہو اور جاننا چاہتے ہو؟"

میں نے کہا: "میں اس کے علاوہ کچھ نہیں جانتا جو آپ نے مجھے سکھایا ہے، آپ مجھے بتائیے میرے والد، مجھے ایک احساس تھا لیکن خدا ہی بہتر جانتا ہے۔"

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "میں نے تم سے پہلے کہا تھا میرے بیٹے، کہ میں نے بعض سوالات سے بچنے کے لیے اور بعض رازوں کو بے نقاب کرنے سے بچنے کے لیے بہت سی باتیں چھپا رکھی تھیں۔"

---

[259] روح کی نقل ایک مکمل نقل ہے لیکن اصل سے کم ہے، اسی طرح ایک شخص فوٹو کاپیئر کا استعمال کرکے تصویر کی صحیح کاپی کو اسکین اور پرنٹ کر سکتا ہے لیکن اس کے باوجود یہ اصل سے کمتر ہے۔

میں نے پوچھا: "کیا ہر محمد محمد اور ہر علی علی (علیہم السلام) تھے؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "تمام تعریفیں خدا کے لیے ہیں۔"

میں نے کہا: "خدا عظیم ہے!" گیارہ مرتبہ اور امام (منہ السلام) یہ تین مرتبہ فرمائے۔

میں نے کہا: "یہ کتنا عظیم راز ہے! یہ کتنا عظیم راز ہے! اور امام حسن (منہ السلام) امام الصادق (منہ السلام) ہیں، اور امام حسن عسکری (منہ السلام) بھی ہیں۔ اور آپ امام الکاظم (منہ السلام) ہیں اور امام حسین (منہ السلام) اور امام احمد الحسن (منہ السلام)۔

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "تم نے صحیح کہا، بیٹا۔"

اور اس طرح ہم نے محمد کے اہل بیت کے اوتاروں کو جانا (منہم السلام)۔

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اوتاروں میں سے ہیں:

۱. حضرت محمد ابن عبداللہ

۲. امام محمد الباقر (پانچویں امام)

۳. امام محمد الجواد (نویں امام)

۴. امام محمد المہدی (بارھویں امام)

امام علی (منہ السلام) کے اوتاروں میں سے یہ ہیں:

۱. امام علی ابن ابو طالب (پہلے امام)

۲. امام علی زین العابدین (چوتھے امام)

۳. امام علی الرضا (آٹھویں امام)

۴. امام علی الہادی (دسویں امام)

امام حسن (منہ السلام) کے اوتاروں میں سے یہ ہیں:

۱. امام حسن بن علی (منہ السلام) (دوسرے امام)

۲. امام جعفر الصادق (چھٹے امام)

۳. امام الحسن العسکری (گیارہویں امام)

امام حسین (منہ السلام) کے اوتاروں میں سے یہ ہیں:

۱. امام حسین ابن علی (تیسرے امام)

۲. امام موسی الکاظم (ساتویں امام)

۳. امام احمد الحسن (پہلے مہدی)

امام احمد الحسن(منہ السلام)نے یہ بھی انکشاف کیا ہے کہ پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، امام علی(منہ السلام)اور امام حسن(منہ السلام) کے بھی اوتار ہیں، مہدیوں کی صورت میں، جس طرح امام حسین (منہ السلام) کی مثال ہے۔ آپ نے(منہ السلام)یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ اس دن اور دور میں کچھ بہترین انبیاء اور رسول مہدی کے طور پر بھیجے گئے ہیں، بشمول اولی العظم انبیاء، یا عہدنامے کے انبیاء (آدم، نوح، ابراہیم، موسی، عیسیٰ)۔ آپ نے بارہ مہدیوں کے نام اور ترتیب بتائے ہیں۔

• پہلے مہدی امام احمد الحسن ہیں، جن کے اوتار اماموں میں سے امام حسین (منہ السلام) ہیں۔ ان کی روح کی نقلیں ان کے فرزند یوسف اور موسیٰ ہیں۔

• دوسرے مہدی ابا الصادق عبداللہ ھاشم ہیں جن کے اوتار یوسف ہیں۔ ان کی روح ان کے والد امام حسین (منہ السلام) کی نقل ہیں۔

• تیسرے مہدی موسیٰ ہیں، اور ان کی روح ان کے والد امام حسین (منہ السلام) کی نقل ہیں۔

• چوتھے مہدی آدم ہیں اور ان کی روح ان کے والد کی روح امام علی(منہ السلام)کی نقل ہیں۔

• پانچویں مہدی اسماعیل ہیں اور ان کی روح ان کے والد کی روح ابراہیم کی نقل ہیں جو دراصل اپنے والد کی روح امام الصادق کی نقل ہیں۔

• چھٹے مہدی ابراہیم ہیں جن کی روح ان کے والد کی روح اماما لصادق کی نقل ہیں۔

• ساتویں مہدی میکائیل ہیں جن کی روح ان کے والد کی روح حضرت محمد کی نقل ہیں۔

• آٹھویں مہدی نوح ہیں جن کی روح ان کے والد کی روح امام علی کی نقل ہیں۔

• نویں مہدی عیسیٰ ہیں جن کی روح ان کے والد امام علی کی روح کی نقل ہیں۔

• دسویں مہدی المرتضیٰ ہیں جن کی اولاد آدم، نوح اور عیسیٰ ان کی روح کی نقل ہیں۔

• گیارھویں مہدی ھارون الصادق ہیں جن کے اوتار امام الصادق ہیں اور جن کی اولاد اور پوتے ابراہیم، اسماعیل اور الیسع ان کی روح کی نقل ہیں۔

• بارہویں مہدی محمد بن الزہراء رسول محمد ہیں اور ان کے فرزند میکائیل ان کی روح کی نقل ہیں۔

ابا الصادق کے اوتاریہ ہیں:

۱. حضرت حنوک

۲. حضرت امید

۳. حضرت یوسف (منہ السلام)

۴. حضرت یرمیا (خضر)

۵. سکندر اعظم

٦. عیسی کے شبیہ

۷. حضرت مانی

۸. یملیخا (غار کے سات سونے والوں یا ساتھیوں میں سے ایک)

۹. عبداللہ، عبدالمطلب کے بیٹے

۱۰. مالک الاشتر

۱۱. عبداللہ، امام حسین (منہ السلام) کے بیٹے

۱۲. عبداللہ ھاشم

تیسرے مہدی کے چند اوتاریہ ہیں:

۱. موسیٰ

۲. اصحاب کہف میں سے ایک

۳. محمد بن نصیر

چوتھے مہدی کے اوتاریہ ہیں:

۱. آدم

۲. آرنوبیئس السینخی

۳. یوسف النجار

۴. علی الاکبر

پانچویں مہدی کے اوتاریہ ہیں:

۱. اسماعیل بن ابراہیم

۲. اسماعیل بن حزقیل

چھٹے مہدی کے اوتاریہ ہیں:

۱. ابراہیم

ساتویں مہدی کے اوتاریہ ہیں:

۱. فرشتہ میکائیل

۲. ہابیل

۳. موسیٰ کے بھائی ہارون

۴. شبیہ عیسی کے نیک ساتھی جو مصلوب ہوئے۔

۵. ماکسیمیلیانوس (اصحاب کہف میں سے ایک ساتھی)

٦. سلمان محمدی

آٹھویں مہدی کے اوتاریہ ہیں:

۱. حورس

۲. نوح

۳. اسحاق بن ابراہیم

۴. ایوب

۵. فیساغورس

نویں مہدی کے اوتار یہ ہیں:

۱. اھورا مازدا

۲. عیسی مسیح

۳. عبد المطلب نبی محمد کے دادا

۴. ابا الخطاب اماما لصادق (منہ السلام) کے ساتھی

۵. ابا الفضل عباس امام حسین (منہ السلام) کے بھائی

ہم چند اوتاروں کا تذکرہ کر رہے ہیں، اور تمام اوتاروں کا ذکر نہیں کر رہے ہیں، اس لیے کہ یہ وہی ہیں جن کا امام احمد الحسن (منہ السلام) نے عام طور پہ اس وقت اعلان کیا ہے۔

ایک دن امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا گیا: "میں محسوس کرتا ہوں کہ میرا خاندان میرے لیے اجنبی ہیں، میں اپنے والدین اور بہن بھائیوں سے اب کوئی تعلق محسوس نہیں کرتا، ایسا لگتا ہے جیسے وہ بالکل اجنبی ہیں۔ مجھے جس چیز میں دلچسپی ہے، اس میں ان کو کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ان کے عقیدے میرے جیسے بلکل نہیں ہیں، اور نہ ہی وہ مجھے سمجھتے ہیں، جب میں اس دعوے میں ان تمام سچائیوں کو جان چکا ہوں۔" امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "یہ روحانی بلندی کا ایک عام حصہ ہے، جب روح جسم پر زیادہ سے زیادہ کنٹرول حاصل کر لیتی ہے تو وہ اس طرح محسوس کرنے لگتی ہے، یہ فطری ہے، حیاتیاتی خاندان روحانی خاندان نہیں ہے۔" اور اس بات سے مجھے عیسی کے یہ الفاظ یاد آئے:

یہ نہ سمجھو کہ مَیں زمین پر صُلح کرانے آیا ہُوں۔ صُلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلوانے آیا ہُوں۔
کِیونکہ مَیں اِس لِئے آیا ہُوں کہ آدمی کو اُس کے باپ سے اور بیٹی کو اُس کی ماں سے اور بہُو کو اُس کی ساس سے جُدا کردُوں۔
اور آدمی کے دُشمن اُس کے گھر ہی کے لوگ ہوں گے۔[260]

ساتویں عہد میں خاندانوں کی دوبارہ ترتیب میں کئے جانا ایک حقیقت ہے۔ کیونکہ ایمان ہی ہمیں جوڑتا ہے اور خداوند ہمارا والد ہے۔ اور جیسا کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "میں اور علی اس قوم کے باپ ہیں۔"[261]

[260] انجیل مقدس، متی کی کتاب، باب ۱۰، آیات ۳۴-۳۶

[261] بحار الانوار، علامہ مجلسی، جزء ۳۶، صفحہ ۱۱

بارھواں باب

عیسیٰ مسیح کے مصلوب ہونے کی حقیقت کا مطالعہ

"کوئی اُسے (میری جان کو) مُجھ سے چِھینتا نہیں بلکہ مَیں اُسے خود ہی دیتا ہُوں مُجھے اُس کے دینے کا بھی اِختیار ہے اور اُسے پِھر لینے کا بھی اِختیار ہے۔ یہ حُکم میرے باپ سے مُجھے مِلا۔"

عیسیٰ مسیح کا مصلوب ہونا

اور شمعُون نام ایک کُرینی آدمی سکندر اور رُوفس کا باپ دیہات سے آتے ہُوئے اُدھر سے گُزرا۔ اُنہوں نے اُسے بیگار میں پکڑا کہ اُس کی صلیب اُٹھائے۔

اور وہ اُسے مقام گُلگتا پر لائے جِس کا ترجمہ کھوپڑی کی جگہ ہے۔

اور مُرّ ملی ہُوئی مَے اُسے دینے لگے مگر اُس نے نہ لی۔

اور اُنہوں نے اُسے مصلُوب کیا اور اُس کے کپڑوں پر قُرعہ ڈال کر کہ کِس کو کیا مِلے اُنہیں بانٹ لیا۔

اور پہر دِن چڑھا تھا جب اُنہوں نے ان کو مصلُوب کیا۔

اور ان کا اِلزام لِکھ کر ان کے اُوپر لگا دِیا گیا کہ یہُودِیوں کا بادشاہ۔[262]

حضرت عیسیٰ مسیح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے یہ بات بخوبی واضح فرما دی کہ کوئی بھی ان سے ان کی جان نہیں چھین سکتا، بلکہ آپ کے پاس اسے چھوڑنے اور اسے پھر دوبارہ اٹھانے کی صلاحیت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ کو اپنی روح پر اختیار حاصل ہے اور آپ کے پاس کب اور کیسے اور کہاں اوتار کرنے کا بھی اختیار ہے۔ صلیب پر چڑھائے جانے کے واقعہ پر عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان کافی بحث جاری ہے۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی صلیب پر ہمارے گناہوں کی پناہ کے لیے وفات ہوئی۔

جب کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ یہ صرف دکھاوے کے طور پر صلیب پر شہید کئے گئے تھے، لیکن حقیقت میں وہ بچائے گئے تھے اور خدا کے پاس اٹھائے گئے تھے۔ یہ کس طرح کا وہم تھا، اور ان کو کس طرح اٹھایا گیا؟ اسی میں مسلمانوں میں اختلاف ہے اور کسی کے پاس قطعی جواب نہیں ہے۔ کچھ ابتدائی عیسائی درحقیقت یہ مانتے تھے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو کبھی

[262] انجیل مقدس، مرقس کی کتاب، جزء ۱۵، آیات ۲۱-۲۶

مصلوب نہیں کیا گیا اور مسلمانوں کی طرح ان کا خیال تھا کہ مصلوب کا منظر ایک وہم ہے۔ یہاں ہم اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ واقعی کیا ہوا اور مختلف نقطہ نظر کو کیسے ملایا جا سکتا ہے۔

ابتدائی چرچ کی طرف سے رد کر دی گئی کچھ نوسٹک انجیلیں اس واقعے کے بارے میں تفصیل میں جاتی ہیں، جیسے کہ نجع حمادی لائبریری سے عظیم شیث کا دوسرا نسخہ۔ اس نسخے میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) فرماتے ہیں:

"اور جو منصوبہ انہوں نے میرے بارے میں اپنی غلطی اور اپنی بے حسی کو دور کرنے کے لئے بنایا تھا میں ان کے سامنے نہیں جھکا جیسا کہ انہوں نے منصوبہ بنایا تھا۔ لیکن مجھے بالکل بھی تکلیف نہیں ہوئی۔ جو وہاں تھے انہوں نے مجھے سزا دی۔ اور میں حقیقت میں نہیں بلکہ ظاہری طور پر مرا، کہیں ایسا نہ ہو کہ میں ان سے شرمندہ ہو جاؤں کیونکہ یہ میرے رشتہ دار ہیں۔ میں نے اپنے اوپر سے شرمندگی دور کی اور ان کے ہاتھوں میرے ساتھ جو کچھ ہوا اس کے سامنے میں حواس باختہ نہیں ہوا۔ میں خوف محسوس کرنے والا تھا اور میں نے ان کی نظر اور سوچ کے مطابق (تکلیف) اٹھائی تاکہ ان کے بارے میں بات کرنے کو کوئی لفظ نہ ملے۔ میری موت کے لیے، جو ان کے خیال میں ہوا ہے، ان کے ساتھ ان کی غلطی اور اندھے پن میں ہوئی، کیونکہ انہوں نے اپنے آدمی کو ان کی موت پر کیلوں سے جڑ دیا۔ کیونکہ ان کے اینویا نے مجھے نہیں دیکھا، کیونکہ وہ بہرے اور اندھے تھے۔ لیکن ان کاموں میں وہ اپنے آپ کو ملامت کرتے ہیں۔ ہاں، انہوں نے مجھے دیکھا۔ انہوں نے مجھے سزا دی. یہ ایک اور تھا، ان کا باپ، جس نے پت اور سرکہ پیا۔ یہ میں نہیں تھا۔ انہوں نے مجھے سرکنڈے سے مارا۔ یہ ایک اور تھا، شمعُون، جس نے اپنے کندھے پر صلیب اٹھا رکھی تھی۔ میں ایک اور تھا جس پر انہوں نے کانٹوں کا تاج رکھا۔ لیکن میں سب سے زیادہ اونچائی پر آرکون کی دولت سے بلند ہو کر خوش ہوا، اور ان کی غلطی کی اولاد سے بلند ہو کر، ان کی خالی شان کا۔ اور میں ان کی لاعلمی پر ہنس رہا تھا۔ اور میں نے ان کے تمام اختیارات کو مسخر کر دیا۔ کیونکہ جب میں نیچے آیا تو کسی نے مجھے نہیں دیکھا۔ کیونکہ میں اپنی شکلیں بدل رہا تھا، ایک شکل سے دوسری شکل میں بدل رہا تھا۔ اور اس لیے، جب میں ان کے دروازے پر تھا، میں نے ان کی مشابہت اختیار کی۔ کیونکہ میں خاموشی سے ان کے پاس سے گزرا، اور میں جگہوں کو دیکھ رہا تھا۔

اور میں نہ ڈرتا تھا اور نہ شرمندہ ہوا، کیونکہ میں بے داغ تھا۔ اور میں اُن کے ساتھ بات کر رہا تھا، اُن کے ساتھ اُن کے ساتھ گھل مل رہا تھا ان کے ذریعے جو میرے ہیں، اور اُن کو روندتے ہوئے جو اُن پر سخت ہیں، اور شعلے کو بجھا رہا تھا۔ اور میں یہ سب کچھ اس لیے کر رہا تھا کہ میں اپنے اوپر والے باپ کی مرضی سے جو چاہوں اسے پورا کروں۔"[263]

مسیح کے مصلوب ہونے کے اس علمی بیان میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) فرماتے ہیں کہ وہ حقیقت میں نہیں شہید ہوئے، بلکہ یہ صرف ظاہری طور پہ نظر آیا، جیسا کہ قرآن میں لکھا ہے:

"اور ان کے اس قول کے سبب سے کہ یقیناً ہم نے مسیح عیسیٰ ابنِ مریم کو جو اللہ کے رسول تھے قتل کر دیا ہے۔ اور وہ یقیناً اسے قتل نہیں کر سکے اور نہ اسے صلیب دے (کر مار) سکے بلکہ ان پر معاملہ مشتبہ کر دیا گیا اور یقیناً وہ لوگ جنہوں نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے اس کے متعلق شک میں مبتلا ہیں۔ ان کے پاس اِس کا کوئی علم نہیں سوائے ظن کی پیروی کرنے کے۔ اور وہ یقینی طور پر اسے قتل نہ کر سکے۔[264]"

تاہم، نوسٹک اکاؤنٹ اس بات کی وضاحت کرنے کے لیے ایک قدم آگے بڑھتا ہے، کہ یہ کیسے ایک وہم تھا۔ اس بیان میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) فرماتے ہیں کہ اگرچہ انہیں سزا اور اذیت دی گئی تھی، اس کے باوجود یہ ایک اور شخص تھا جس نے پت اور سرکہ پیا تھا۔ عیسی بیان کرتے ہیں کہ یہ شمعون کرینی تھے، یعنی شمعون کرینی کو مصلوب کیا گیا تھا۔ نوسٹک انجیل قیامتِ پطرس میں، حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وہ جسے تم نے درخت پر خوش اور ہنستے دیکھا، یہ زندہ عیسی ہے۔

[263] عظیم شیث کا دوسرا مقالہ، نجع حمادی کا مجموعہ

[264] قرآن مجید، سورہ نساء، آیت ۱۵۷

لیکن یہ جس کے ہاتھ پاؤں میں کیلیں ڈالتے ہیں، وہ اس کا جسمانی حصہ ہے، جو اس کے بدلے شرمندہ ہے، وہ جو اس کی شکل میں وجود میں آیا ہے۔ لیکن اسے اور مجھے دیکھو۔"[265]

"مجھے یہ یاد ہے۔ میں جانتا ہوں۔"

ایک دن، یادوں کی بھرمار کے بعد، میں امام احمد الحسن (منہ السلام) سے بات کر رہا تھا اور میں نے ان سے عظیم شیث کی کتاب کے دوسرے حصے کے بارے میں پوچھا۔

"میں نے ایک جسمانی رہائش گاہ کا دورہ کیا۔ مَیں نے پہلے اُس کو نکالا جو اُس میں تھا اور اس کے بعد اندر چلا گیا۔ اور محرابوں کا تمام معاملہ اور زمین کی تمام پیدا شدہ طاقتوں نے جب اس تصویر کی مشابہت دیکھی تو ہل گئیں کیونکہ وہ بلکل ایک جیسی تھی۔ اور میں وہ ہوں جو اس میں تھا، اس کے مشابہ نہیں جو پہلے اس میں تھا۔ کیونکہ وہ ایک زمینی آدمی تھا، لیکن میں، میں آسمانوں کے اوپر سے ہوں۔ میں نے انکار تک نہیں کیا کہ وہ مسیح بنے، لیکن میں نے اپنے آپ کو ان کے سامنے ظاہر نہیں کیا اس محبت میں جو مجھ سے جاری تھی۔ میں نے انکشاف کیا کہ میں نیچے کے علاقوں میں اجنبی ہوں۔"[266]

یہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے الفاظ نجع حمادی کی ایک انجیل میں سے ہیں۔ انجیل، جو آج لوگ پڑھتے ہیں، اس میں لکھا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) واپس آئے اور مریم مگدلیہ نے انہیں پہلی بار دیکھا تو انہوں نے سمجھا کہ وہ صرف ایک مالی ہے اور اسے نہیں پہچانا اور انہوں نے ان سے کہا کہ وہ ان کی لاش مبارک کی طرف اشارہ کرے، جو وہاں تھی. یوحنا کے باب ۲۰ میں یہ بیان ہے:

---

[265] قیامت پطرس، نجع حمادی کا مجموعہ

[266] عظیم شیث کا دوسرا مقالہ، نجع حمادی کا مجموعہ

"یہ سن کر، اس نے مڑ کر دیکھا اور عیسیٰ کو وہاں کھڑے دیکھا، لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ یسوع تھے۔ انہوں نے ان سے پوچھا، "محترمہ، آپ کیوں رو رہی ہیں؟ آپ کس کو ڈھونڈ رہی ہیں؟" یہ سوچ کر کہ وہ باغبان ہے، انہوں نے کہا، "جناب، اگر آپ اسے لے گئے ہیں، تو مجھے بتائیں کہ آپ نے اسے کہاں رکھا ہے، میں اسے لے آؤں گی۔" یسوع نے ان سے کہا، "مریم۔" وہ ان کی طرف متوجہ ہوئی اور آرامی میں پکاری، "ربونی!" (جس کا مطلب ہے "استاد")۔ یسوع نے کہا، "مجھے مت پکڑو، کیونکہ میں ابھی تک باپ کے پاس نہیں گیا ہوں۔ اس کے بجائے میرے بھائیوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو، 'میں اپنے باپ اور تمہارے باپ کے پاس جا رہا ہوں، اپنے خدا اور تمہارے خدا۔'' مریم مگدلیہ یہ خبر لے کر شاگردوں کے پاس گئی: ''میں نے آقا کو دیکھا ہے!'' اور انہوں نے انہیں بتایا کہ انہوں نے یہ باتیں ان سے کہی تھیں۔[267]

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "جی ہاں۔"

میں نے کہا: "اور ایک اور نوسٹک انجیل میں یہ کہا گیا ہے: "اور میں نے ان کے تمام اختیارات کو مسخر کر دیا۔ کیونکہ جب میں نیچے آیا تو کسی نے مجھے نہیں دیکھا۔ کیونکہ میں اپنی شکلیں بدل رہا تھا، ایک شکل سے دوسری شکل میں بدل رہا تھا۔ اور اس لیے، جب میں ان کے دروازے پر تھا، میں نے ان کی مشابہت اختیار کی۔ کیونکہ میں خاموشی سے ان کے پاس سے گزرا، اور میں جگہوں کو دیکھ رہا تھا۔

اور میں نہ ڈرتا تھا اور نہ شرمندہ ہوا، کیونکہ میں بے داغ تھا۔ اور میں اُن کے ساتھ بات کر رہا تھا، اُن کے ساتھ اُن کے ساتھ گھل مل رہا تھا ان کے ذریعے جو میرے ہیں، اور اُن کو روندتے ہوئے جو اُن پر سخت ہیں، اور شعلے کو بجھا رہا تھا۔ اور میں یہ سب کچھ اس لیے کر رہا تھا کہ میں اپنے اوپر والے باپ کی مرضی سے جو چاہوں اسے پورا کروں۔"[268]

کیا عیسیٰ (علیہ السلام) ایک جسم میں داخل ہوئے اور پھر دوسرے جسم میں، پھر دوسرے میں کود گئے، یعنی ان کی روح ایک جسم سے دوسرے جسم میں چلی گئی؟"

---

[267] انجیل مقدس، یوحنا کی کتاب، جزء ۲۰، آیات ۱۸-۱۴

[268] عظیم شیث کا دوسرا مقالہ، نجع حمادی کا مجموعہ

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں میرے بیٹے، بے شک ایسا ہی ہوا۔"

میں نے پوچھا: "پھر شبیہ کی روح عیسیٰ کے جسم میں داخل ہوئی، اور یہ اس وقت ہوا جب شمعون کرینی عیسیٰ کے قریب آئے اور انہوں نے ان کی صلیب اٹھائی۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟"

میں نے کہا: "میں کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ 'اگر کوئی میرے پیچھے چلنا چاہتا ہے تو وہ اپنی خودی کا انکار کرے، اپنی صلیب اٹھائے اور میرے پیچھے چلے۔'[269] اور حواریوں میں سے کسی نے صلیب نہیں اٹھائی۔ ایک مشہور واقعہ میں صرف ایک آدمی نے عیسی کی صلیب اٹھائی۔ شمعون کرینی جب ان کی مدد کے لیے عیسی کے پاس پہنچے تو انہوں نے عیسی کی صلیب اٹھا لی اور یہی وہ لمحہ تھا جس میں عیسی فرار ہو کر شمعون میں داخل ہوئے اور شمعون سے دوسرے جسم میں اور پھر دوسرے اور پھر دوسرے جسم میں داخل ہوئے یہاں تک کہ وہ فرار ہو گئے۔ میں اسے محسوس کرتا ہوں، مجھے یہ یاد ہے، میں یہ جانتا ہوں۔"

امام (منہ السلام) نے تالی بجائی اور فرمائے: "بہت اچھا کام میرے بیٹے، بہت اچھا کام۔ بہت خوب۔"

حضرت ابا میکائیل (علیہ السلام) نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے مشابہت کے بارے میں فرمایا تھا: "شبیہ عیسیٰ (علیہ السلام) کے حواریوں میں سے تھے، وہ ایک شہید ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) کے لیے قربان کیا، جس طرح حسین (علیہ السلام) نے اپنے آپ کو قائم (علیہ السلام) کے لیے قربان کردیا۔ وہ آسمان سے اترے اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھیوں میں سے ایک کے جسم میں داخل ہوئے۔"

[269] انجیل مقدس، مرقس کی کتاب، جزء ١٦، آیات ٢٤

باسیلیدس کی انجیل میں، ایریناؤس رپورٹ کرتے ہیں کہ باسیلیدس نے سکھایا کہ عیسی صلیب پر نہیں شہید ہوئے؛ لیکن یہ کہ مصلوب شخص در حقیقت شمعون کرینی تھے۔ ایریناؤس باسیلیدس کا حوالہ دیتے ہیں: "وہ زمین پر ایک آدمی کے طور پر نمودار ہوئے اور معجزے دکھائے۔ اس طرح وہ خود تکلیف میں مبتلا نہیں ہوئے۔ بلکہ، کرینی کے ایک مخصوص شمعون ان کے لیے اپنی صلیب اٹھانے پر مجبور ہوئے۔ یہ وہی تھے جن کو نادانی اور غلطی سے مصلوب کیے گئے تھے، ان کی شکل بدل گئی تھی، تاکہ انہیں عیسی سمجھا جائے۔ مزید برآں، عیسی نے شمعون کی شکل اختیار کی، اور ان (دشمنوں پر) ہنستے ہوئے کھڑے رہے۔"[270]

شمعون کرینی، جنہیں انجیل میں صرف وہی شخص قرار دیا گیا ہے جنہوں نے عیسی کی صلیب اٹھائی تھی، کا تعلق کرینی شہر سے تھا۔ کرینی جدید لیبیا کا ایک شہر ہے لیکن کرینی اور مصری سلطنت رومیوں کے گرنے سے پہلے مصر کا حصہ تھی (تصویر ۱)۔ چنانچہ شمعون مصر سے گئے اور انہوں نے یروشلم تک سفر کیا۔ یوسف کی روح اس مصری شخص میں اتری جس نے عیسی کی صلیب اٹھانے میں مدد کی۔ پھر عیسی اور یوسف نے جسم کو تبدیل کیا، عیسی کی روح شمعون میں گئی اور یوسف کی روح، متبادل، عیسی کے جسم میں چلی گئی۔ عیسی کے جسم کو مصلوب کیا گیا تھا اور اس میں یوسف کی روح تھی۔ عیسی شمعون کے جسم کے ذریعے فرار ہو گئے۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے شبیہ مصر کے ساتھی یوسف تھے۔

حضرت یوسف (علیہ السلام) شبیہ عیسی ہیں

اپنی وزارت کے دوران، عیسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ بہت سے انبیاء اور رسولوں کی روحیں تھیں جو ان سے سیکھ رہے تھے۔ انجیلوں میں ہے کہ:

[270] Adversus haereses (بدعتیوں کے خلاف)، سینٹ آئرینیس، کتاب ۱، باب ۲۴

۱ چھ دِن بعد یِسُوع نے پطرس اور یَعقُوب اور اُن کے بھائی یُوحنّا کو ہمراہ لیا اور اُنہیں ایک اُونچے پہاڑ پر الگ لے گئے۔
۲ اور اُن کے سامنے اُن کی صُورت بدل گئی اور اُن کا چہرہ سُورج کی مانِند چمکا اور اُن کی پوشاک نُور کی مانِند سفید ہو گئی۔
۳ اور مُوسیٰ اور ایلِیاہ اُن کے ساتھ باتیں کرتے ہُوئے اُنہیں دِکھائی دِئے۔
۴ پطرس نے یِسُوع سے کہا اَے آقا ہمارا یہاں رہنا اچھّا ہے۔ مرضی ہو تو میں یہاں تِین ڈیرے بناؤں۔ ایک آپ کے لِئے۔ ایک مُوسیٰ کے لِئے اور ایک ایلِیاہ کے لِئے۔[271]

جب حواریوں کی آنکھوں سے پردہ ہٹا دیا گیا تو انہوں نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ موسیٰ اور ایلیا کو دیکھا۔ کیا یہ ایک منطقی نتیجہ نہیں ہے کہ اور بھی انبیاء اور مرسلین تھے جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہنا چاہتے تھے اور ان سے سیکھنا چاہتے تھے اور ان کے ساتھ بات کرتے تھے؟ درحقیقت ایسا ہی تھا کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) جو خلقت میں خدا کے طلوع تھے، اپنے زمانے میں تقریباً تمام بڑے انبیاء و مرسلین کے ساتھ تھے۔ ان میں سے ایک نبی حضرت یوسف (علیہ السلام) تھے۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے کہا: "اور یوسف نے اپنے آپ کو عیسیٰ کے لئے فدیہ دیا اور ان کی جگہ مصلوب کیے گئے اور یہ ان وجوہات میں سے ایک ہے کہ یوسف مہدی بن کر واپس آنے کا مستحق بنے۔

ابن عباس بیان کرتے ہیں، "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ساتھیوں سے، جو ان کے گھر میں موجود تھے، فرمایا: "تم میں سے کون میری ہمشکل بنایا جائے گا اور میری جگہ مارا جائے گا اور میرے ساتھ میرے درجے پہ برابر ہو گا؟"[272] تو یہاں ہم دیکھتے ہیں، عیسی اپنے ساتھیوں کو اپنے اسی مقام اور مرتبے پر رہنے کا موقع فراہم کر رہے تھے۔ اور چونکہ عیسیٰ (علیہ السلام) کا درجہ مہدی جیسا ہے، اس لیے ان کی جگہ مصلوب ہونے والے حضرت یوسف علیہ السلام بھی مہدی ہونے کے مستحق تھے۔ ہم جانتے ہیں کہ روح کی دنیا میں حضرت یوسف (علیہ السلام) امام علی (منہ السلام) کے پوتے ہیں اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ دعا کی تھی کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے شبیہ امام علی کے جانشین ہوں۔

---

[271] انجیل مقدس، متی کی کتاب، جزء ۱۷، آیات ۱- ۴

[272] تفسیر ابن ابی حاتم، ابن ابی حاتم الرازی، جلد ۔ ۴، ص ۔ ۱۱۱۰

روایت ہے کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب (منہ السلام) نے ایک دن حذیفہ بن یمان سے کہا: "اے حذیفہ لوگوں سے ایسی بات نہ کرو جس کا انہیں علم نہ ہو، ایسا نہ ہو کہ وہ حد سے تجاوز کر جائیں۔ کچھ علم ایسا ہے جس کو برداشت کرنا سخت اور مشکل ہوتا ہے، اگر پہاڑ اسے برداشت کرنا چاہیں تو وہ برداشت نہ کر سکیں۔ ہمارے علم، اہل بیت کے علم کو جھٹلایا جائے گا، جھوٹا کہا جائے گا، اس کے راویوں کو قتل کر دیا جائے گا اور اس کی تلاوت کرنے والوں کو نفرت اور حسد کی بنا پر گالی دی جائے گی, نائب کے خاندان پر خدا کی فضل کی وجہ سے، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب۔ اے ابنِ یمان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے منہ میں تھوکا اور اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا۔ اور فرمائے: اے اللہ میرا جانشین اور میرا نائب اور میرے قرض کو پورا کرنے والے اور میرے وعدے کو پورا کرنے والے اور میری امانت اور میرے ولی اور مجھے اپنے دشمنوں اور میرے دشمنوں پر فتح بخشنے والے اور مجھے مصیبت سے راحت پہنچانے والے کو وہ عطا کر جو تو نے آدم کو عطا کیا، اور جو تو نے نوح کو بردباری عطا کی اور جو تو نے ابراہیم کو ایک اچھا خاندان اور بخشش عطا کی، اور جو تو نے مصیبتوں کے وقت ایوب کو صبر عطا فرمایا، اور جو کچھ تیرے پاس ہے۔ دشمنوں کا سامنا کرتے وقت داؤد کو مضبوطی عطا فرمائی، اور جو تو نے سلیمان کو سمجھ عطا فرمائی۔ اے اللہ، علی سے دنیا کی کوئی چیز چھپائے نہ رکھنا جب تک کہ ان کے ہاتھوں کے درمیان ایک میز کی طرح نہ رکھ دے۔ اے اللہ اسے موسیٰ (علیہ السلام) کی استقامت عطا فرما اور ان کے نسب میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے شبیہ بنا۔"[273]

چنانچہ مسیح کے مصلوب ہونے کے پیچھے کی حقیقت کے مطابق، عیسی مسیح کو یہودا اسکریوتی نے دھوکہ دیا، یہودیوں نے گرفتار کیا، رومیوں کے پاس لے جائے گئے، مارے گئے اور تشدد کے نشانہ بنائے گئے، اور پھر صلیب پر اپنی موت کی طرف چلائے گئے۔ عیسی مسیح سے شمعون کرینی نے رابطہ کیا اور ان کی روح اپنے جسم کو چھوڑ کر شمعون میں داخل ہوئی۔ عیسی کی روح چھلانگ لگاتی رہی اور ایک جسم سے دوسرے جسم میں حرکت کرتی رہی یہاں تک کہ وہ یروشلم سے فرار ہو گئے۔ شبیہ کی روح

[273] الغیبہ، محمد ابن ابراہیم النعمانی، جزء ۱، صفحہ ۱۴۲-۱۴۳

شمعون کرینی کو چھوڑ کر عیسی کے جسم میں داخل ہوئی اور عیسی کی جگہ مصلوب ہو گئی۔ تو عیسی کی لاش کو واقعی مصلوب کیا گیا تھا۔

اس لحاظ سے، مرکزی دھارے کے عیسائی غلط نہیں ہیں. تاہم، حقیقت میں عیسی، روح، کو مصلوب نہیں کیا گیا تھا بلکہ یہ صرف ایسا دیکھنے کے لیے کیا گیا تھا۔ ان کی جگہ کسی اور روح نے لے لی۔ یہ معاملہ روح کی ہجری منتقلی کے تصور کو مزید ظاہر کرتی ہے۔ عیسی کی روح اس قابل تھی کہ ان کے جسم سمیت متعدد جسموں میں بغیر پیدا ہوئے اور بغیر جسمانی موت کے تجربے سے گزر کر داخل اور باہر نکل سکتی تھی۔ یہ عیسی مسیح کے جسم کے مصلوب ہونے کا حقیقی واقعہ ہے جس میں لوگوں کا اختلاف ہے۔

تیرھواں باب

قیام المسیح کا مطالعہ

"اور وہ لوگوں سے کلام کرے گا پنگھوڑے میں اور بڑھاپے میں اور پاکبازوں میں سے ہوگا۔"

عیسی مسیح کا واپس قیام عیسائیت کے اہم ترین موضوعات میں سے ایک ہے۔
عیسائیوں کا اصرار ہے کہ یہ عیسی کا جسمانی جی اٹھنا یا قیام تھا، جس کے تحت وہ تین دن کے بعد مردوں میں سے واپس آئے اور قبر سے اپنے مصلوب جسم کے ساتھ ابھرے۔ مسلمانوں کا ماننا ہے کہ ان کا قیام, یا واپس آنا، نہیں ہوا، کیوں کہ عیسیٰ کو مصلوب نہیں کیا گیا تھا۔ وہ یقین رکھتے ہیں کہ عیسی علیہ السلام کو تینتیس سال کی عمر میں آخری وقت میں جنت کی طرف اٹھا لیا گیا تھا، تاکہ آخری زمانے میں ان کی واپسی ہو۔ عیسائی اپنے دعوے کے ثبوت کے طور پر انجیل کے بیانات کا استعمال کرتے ہیں جہاں حواریوں کو قبر خالی نظر آتی ہے اور عیسی ان کے سامنے ظاہر ہوتے ہیں۔ مسلمان قرآن اور بعض احادیث سے استفادہ کرتے ہیں۔ لیکن کیا انجیل اور قرآن واقعی عیسائیوں اور مسلمانوں کے دعووں کی تائید کرتے ہیں؟

ایک دن میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا:
"عیسائی مجھ سے پوچھتے ہیں، مصلوب کرنے کی وجہ کیا ہے؟ کیا یہ اس لیے تھا کہ لوگوں کو گناہوں سے پناہ مل سکے، جیسا کہ عیسائی کہتے ہیں اور اس طرح یہ انسانوں سے گناہوں یا غلطیوں کو مٹانے کے لیے تھا، یا مصلوب کرنا کس لیے تھا؟"
امام احمد الحسن (منہ السلام) نے جواب دیا: "صلیبی اور مصلوب ایک فدیہ اور قربانی تھی اور جیسا کہ وہ کہتے ہیں، تاکہ انسانوں کے گناہ معاف ہو جائیں، لیکن تمام (لوگوں کے لئے) نہیں۔ اور تخلیق کے آغاز سے لے کر آخر تک کے تمام گناہ نہیں۔ صرف ان لوگوں کے گناہ جو اس زمانے میں رہتے تھے۔ مومنین اور ان تمام لوگوں کے گناہ جو پشیمان تھے، لیکن مجرموں کے گناہ نہیں۔"

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا: "جب حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) مصلوب ہونے کے بعد حواریوں کے سامنے آئے تو لکھا ہے کہ ان کے ہاتھوں میں مصلوب کے نشانات تھے، اس کا کیا مطلب ہے؟"
امام احمد الحسن (منہ السلام) نے جواب دیا: "یہ سچ نہیں ہے، ان کے ہاتھ یا ان کے جسم پر صلیب کے نشانات نہیں تھے۔"
میں نے پوچھا: "کربلا میں آپ کی قربانی کے مطابق کیا حقیقت ہے؟"

آپ نے (منہ السلام) جواب دیا: "یہ ویسا ہی حال ہے۔ اور یحیی بپتسمہ دینے والے بھی اسی سبب کے لیے شہید ہوئے۔"

(مطلب الحسین اور یحیی بپتسمہ دینے والے نے اپنے آپ کو قربان کیا تاکہ ان کے زمانے کے لوگوں کے گناہوں کا پناہ ہو سکے)۔

میں نے پوچھا: "کیا یہ کوئی ایسا معاملہ ہے جو خدا کی دلیل کے انتخاب سے ہوتا ہے؟"
امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "یہ ایسا معاملہ ہے جو اللہ کی دلیل کے انتخاب سے ہوتا ہے۔"

مختلف عمریں: صبی، فتی، شاب، کھل اور شیخ

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا: بچے (صبی) اور لڑکے (فتی) اور جوان (شاب) اور بوڑھے (کھل) اور بزرگ (شیخ) میں کیا فرق ہے؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "فرق کس پہلو سے؟"
میں نے کہا: "میرا مطلب ہے کہ بچہ (صبی) کس عمر سے کس عمر تک ہوتا ہے؟"
امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "لڑکا (صبی) دس سے پندرہ سال کی عمر کا ہوتا ہے۔"
میں نے کہا: "اور لڑکے (فتی) کے بارے میں بتایئں؟ علی کے سوا کوئی لڑکا (فتی) نہیں ہے۔"
آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "لڑکے کی عمر پندرہ سے بیس سال تک ہوتی ہے۔"
میں نے پوچھا: اور نوجوان (شاب)؟
امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "اور جوان (شاب) کی عمر بیس سے چالیس سال تک ہوتی ہے۔"
میں نے پوچھا: "اور بوڑھا آدمی (کھل)؟"

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "بوڑھے آدمی (کھل) کی عمر پینسٹھ سے پچھتر سال تک ہوتی ہے۔"

میں نے کہا: "واہ! اور بزرگ آدمی (شیخ)؟

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "بزرگ (شیخ) کی عمر پچھتر سال سے اوپر ہوتی ہے"۔

میں نے کہا: "خدا عظیم ہے! اب یہاں ایک بہت بڑا راز پوشیدہ ہے! اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے بارے میں فرمایا: "اور وہ لوگوں سے کلام کرے گا پنگھوڑے میں اور بڑھاپے میں اور پاکبازوں میں سے ہوگا۔"[274] پھر اس صورت میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) بڑھاپے تک، ستر کی دہائی تک زمین پر زندہ رہے، کیا یہ درست ہے؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "بلکل، مزید بتاؤ۔"

میں نے کہا: "کیونکہ تمام مذاہب کے لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ عیسیٰ (علیہ السلام) کو یا تو تریسٹھ سال کی عمر میں زندہ کیا گیا یا سولی پر چڑھایا گیا۔ تو پھر وہ کہاں گئے، میرے والد، اور کیا وہ حواریوں سے ملے؟ یہ ایک بہت بڑا موضوع اور بہت بڑا معاملہ ہے۔ مصلوبیت کے بعد عیسیٰ مسیح کے کھوئے ہوئے سال۔"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "بیٹا، تم نے صحیح کہا، تمہارا ہر لفظ صحیح ہے۔"

میں نے خدا کی تعریف اور تسبیح کی اور پھر میں نے کہا: "خدا کی قسم، یہ ایک ایسا موضوع ہے جس پر عیسائی اور مسلم دنیا حیران رہ جائیں گے۔"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "ہاں، بالکل۔"

میں نے کہا: "میرے والد، اس کے بعد عیسیٰ کے ساتھ کیا ہوا، میری جان آپ پہ قربان ہو، وہ کہاں گئے اور انہوں نے کیا کیا؟"

امام (منہ السلام) نے مجھے جواب دیا: "تم اس کا جواب خود کیوں نہیں پتہ کرتے ہو؟ جیسا کہ تم کو یہ معلوم ہوا۔ ابھی نہیں، لیکن جاؤ اور غور کرو. تمہیں معلوم ہو جائے گا اور تم اس وقت کے واقعات کو دیکھو گے، تم اسے اپنی آنکھوں سے دیکھو گے۔"

---

[274] قرآن مجید، سورہ آل عمران، آیت ۴۶

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے جسم اور تدفین کا راز

ایک دن میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے کہا:

"حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے جسم کو کیا ہوا اور ان کے جنازے کو کہاں دفن کیا گیا؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "تم جاننا چاہتے ہو کہ عیسیٰ (علیہ السلام) کا جنازہ کہاں دفن کیا گیا یا اس کا کیا ہوا؟"

میں نے کہا: "ہاں، اور کیا اسے کبھی اس قبر میں لے جایا گیا تھا جس پر مریم مگدلیہ گئی تھیں۔"

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "شروع میں ان کے جنازے کو اس قبر میں نہیں لے جایا گیا تھا۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو اصل میں دوسری قبر میں دفن کیا گیا تھا۔"

میں نے پوچھا: "اور پھر اس کے بعد اسے مشہور تدفین کے مقام پر منتقل کر دیا گیا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔"

میں نے کہا: "تو جب مریم مگدلیہ اس جگہ پر آئیں، وہ ابھی تک وہاں دفن نہیں ہوئے تھے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، اسے عارضی طور پر ایک اور جگہ پر رکھا گیا تھا تاکہ اس کی حفاظت کی جا سکے پھر بعد میں اسے اس مشہور مقام پر منتقل کر دیا گیا۔"

میں نے امام (منہ السلام) سے پوچھا: "تلفیوت مقبرے کے بارے میں کیا حقیقت ہے، جو انہوں نے حال ہی میں دریافت کئے ہیں جس کا نام یشوع باریوسف ہے؟"

امام (منہ السلام)v نے جواب دیا: "بیٹا، جو قبر دریافت ہوئی وہ جھوٹ ہے۔ انہوں نے اسے حقیقی قبر سے توجہ ہٹانے کے لیے بنایا کیونکہ وہ خوفزدہ ہیں کہ لوگ ان کے جنازے کو دریافت کر لینگے۔"

میں نے پوچھا: "تو یہ شمعون پطرس تھے جنہوں نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو دفن کیا تھا؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "یہ صحیح ہے۔"

میں نے کہا: "لیکن باقی حواری نہیں جانتے تھے اور مریم مگدلیہ کو بھی نہیں معلوم تھا؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، وہ نہیں جانتے تھے۔"
میں نے پوچھا: "تو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے جان بوجھ کر لوگوں کو یہ یقین دلایا تھا کہ وہ قبر سے اٹھائے گئے ہیں؟"
امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "یہ عیسیٰ (علیہ السلام) نہیں تھے بلکہ ان کے حواری تھے۔"

قیامت المسیح کی حقیقت

مصلوب ہونے کے بعد، یوسف الرامی اور نیکوڈیمس، عیسیٰ (علیہ السلام) کے دو خفیہ حواری پیلاطس کے پاس گئے اور عیسیٰ کے جنازے کی درخواست کی۔پیلاطس نے انہیں جنازہ اٹھانے کی اجازت دی اور انہوں نے جنازہ شمعون پطرس کے حوالے کردیا جو عیسیٰ (علیہ السلام) کے نائب تھے۔ شمعون پطرس نے مسیح کا جنازہ اٹھایا اور اسے عارضی طور پر خفیہ طور پر اس جگہ ان کو دفن کر دیا تاکہ یہودی اور رومی ان کے جسم کے ساتھ ظلم نہ کریں۔ تب ہی مریم مگدلیہ قبر کی طرف چلی گئیں جہاں سب نے سوچا کہ عیسیٰ (علیہ السلام) کو دفن کیا گیا ہے لیکن انہوں نے قبر کو خالی پایا۔
انجیلیں درج کرتی ہیں کہ اگلے چالیس دنوں میں، مریم اور حواریوں نے عیسی کو کل دس بار دیکھا۔ حقیقت میں، وہ ایک درجن بار ان کے سامنے آئے۔ ہر بار جب وہ نظر آئے انہیں، انہوں نے پہلے تو انہیں پہچانا ہی نہیں۔ وہ انہیں اجنبی سمجھتے تھے کہ بعد میں اچانک یہ نتیجہ اخذ کیا کہ وہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) ہیں۔

انجیل میں سے تین واقعات یہ ہیں:

۱) عیسیٰ مریم مگدلیہ کے سامنے باغبان کے طور پر ظاہر ہوتے ہیں (یحیی کی کتاب، باب ۲۰):

۱۱ لیکِن مریم باہِر قَبر کے پاس کھڑی روتی رہی اور جب روتے روتے قَبر کی طرف جُھک کر اَندر نظر کی۔
۱۲ تو دو فرِشتوں کو سفید پوشاک پہنے ہُوئے ایک کو سرہانے اور دُوسرے کو پَیَنتا نے بَیٹھے دیکھا جہاں یِسُوع کی لاش پڑی تھی۔
۱۳ اُنہوں نے ان سے کہا محترمہ آپ کیوں رو رہی ہیں؟ انہوں نے اُن سے کہا اِس لِئے کہ میرے خُداوند کو اُٹھالے گئے ہیں اور معلُوم نہیں کہ انہیں کہاں رکھّا ہے۔
۱۴ یہ کہہ کر وہ پیچھے پِھری اور یِسُوع کو کھڑے دیکھا اور نہ پہچانا کہ یہ یِسُوع ہیں۔
۱۵ یِسُوع نے ان سے کہا محترمہ آپ کیوں رو رہی ہیں؟ کِسے ڈھونڈ رہی ہیں؟ انہوں نے باغبان سَمجھ کر ان سے کہا مِیاں اگر آپ نے ان کو یہاں سے اُٹھایا ہو تو مُجھے بتا دیں کہ انہیں کہاں رکھّا ہے تاکہ مَیں انہیں لے جاؤں۔
۱۶ یِسُوع نے ان سے کہا مریم ! انہوں نے مُڑ کر ان سے عِبرانی زبان میں کہا ربّونی !یعنی اَے اُستاد !۔
۱۷ یِسُوع نے ان سے کہا مُجھے نہ چھوو کیُونکہ مَیں اَب تک باپ کے پاس اُوپر نہیں گیا لیکِن میرے بھائیوں کے پاس جا کر اُن سے کہہ دو کہ مَیں اپنے باپ اور تُمہارے باپ اور اپنے خُدا اور تُمہارے خُدا کے پاس اُوپر جا رہا ہوں۔
۱۸ مریم مگدلیہ نے آکر شاگِردوں کو خَبر دی مَیں نے آقا کو دیکھا اور انہوں نے مُجھ سے یہ باتیں کہیں۔[275]

۲) عیسی عمواس کے راستے پر ایک اجنبی کے طور پر ظاہر ہوتے ہیں (لوقا کی کتاب، باب ۲۴):

۱۳ اور دیکھو اُسی دِن اُن میں سے دو آدمی اُس گاؤں کی طرف جا رہے تھے جِس کا نام اِماؤس ہے۔ وہ یرو شلِیم سے تقریباً سات میل کے فاصلے پر ہے۔
۱۴ اور وہ اِن سب باتوں کی بات جو واقِع ہُوئی تھِیں آپس میں بات چِیت کرتے جاتے تھے۔
۱۵ جب وہ بات چِیت اور پُوچھ پاچھ کر رہے تھے تو اَیسا ہُوَا کہ یِسُوع آپ نزدِیک آکر اُن کے ساتھ ہو لیے۔
۱۶ لیکِن اُن کی آنکھیں بند کی گئی تھِیں کہ اُس کو نہ پہچانیں۔
۱۷ انہوں نے اُن سے کہا یہ کیا باتیں ہیں جو تُم چلتے چلتے آپس میں کرتے ہو؟ وہ غمگِین سے کھڑے ہو گئے۔

[275] انجیل مقدس، یحیی کی کتاب، باب ۲۰، آیات ۱۱-۱۸

۱۸ پھِر ایک نے جِس کا نام کِلیُپاس تھا جواب میں اُس سے کہا کیا تم یروشلیم میں اکیلے مُسافِر ہو جو نہیں جانتا کہ اِن دِنوں اُس میں کیا کیا ہُوَا ہے؟

۱۹ انہوں نے اُن سے کہا کیا ہُوَا ہے؟ اُنہوں نے اُن سے کہا یِسُوع ناصری کا ماجرہ جو خُدا اور ساری اُمّت کے نزدِیک کام اور کلام میں قُدرت والا نبی تھا۔

۲۰ اور سَردار کاہِنوں اور ہمارے حاکِموں نے اُن کو پکڑوا دِیا تاکہ اُس پر قتل کا حُکم دِیا جائے اور انہیں مصلُوب کِیا۔

۲۱ لیکِن ہمیں اُمِید تھی کہ نجات یہی دیں گے اور علاوہ اِن سب باتوں کے اِس ماجرے کو آج تِیسرا دِن ہو گیا ہے۔

۲۲ اور ہم میں سے چند عَورتوں نے بھی ہم کو حَیران کر دِیا ہے جو سویرے ہی قَبر پر گئیں تھِیں۔

۲۳ اور جب ان کی لاش نہ پائی تو یہ کہتی ہُوئیں آئیں کہ ہم نے رویا میں فِرشتوں کو دیکھا۔ اُنہوں نے کہا وہ زِندہ ہے۔

۲۴ اور بعض ہمارے ساتھِیوں میں سے قَبر پر گئے اور جَیسا عَورتوں نے کہا وَیسا ہی پایا مگر ان کو نہ دیکھا۔

۲۵ اُس نے اُن سے کہا اَے نادانوں اَور نبِیوں کی سب باتوں کے ماننے میں سُست اِعتِقادوں !

۲۶ کیا مسِیح کو یہ دُکھ اُٹھا کر اپنے جلال میں داخِل ہونا ضروری نہ تھا؟

۲۷ پھِر مُوسیٰ سے اور سب نبِیوں سے شُروع کر کے سب نوِشتوں میں جِتنی باتیں ان کے حق میں لِکھی ہُوئیں ہیں وہ اُن کو سَمجھا دیں۔

۲۸ اِتنے میں وہ اُس گاؤں کے نزدِیک جا رہے تھے اور اُس کے ڈھنگ سے اَیسا معلُوم ہُوَا کہ وہ آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔

۲۹ اُنہوں نے ان سے یہ کہہ کر مجبُور کِیا ہمارے ساتھ رہو کِیُونکہ شام ہُوَا چاہتی ہے اور دِن اَب بہُت ڈھل گیا۔ پَس وہ اَندر گئے تاکہ اُن کے ساتھ رہے۔

۳۰ جب وہ اُن کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھے تو اَیسا ہُوَا کہ انہوں نے روٹی لے کر بَرَکت دی اور توڑ کر اُن کو دینے لگے۔

۳۱ اِس پر اُن کی آنکھیں کُھل گئیں اور اُنہوں نے ان کو پہچان لیا اور وہ اُن کی نظر سے غائب ہو گئے۔

۳۲ اُنہوں نے آپس میں کہا کہ جب وہ راہ میں ہم سے باتیں کر رہے تھے اور ہم پر نوِشتوں کا بھید کھول رہے تھے تو کیا ہمارے دِل جوش سے نہ بھر گئے تھے؟

۳۳ پَس وہ اُسی گھڑی اُٹھ کر یروشلیم کو لَوٹ گئے اور اُن گیارہ اور اُن کے ساتھِیوں کو اِکٹھّا پایا۔

۳۴ وہ کہہ رہے تھے کہ خُداوند بیشک جی اٹھے اور شمعُون کو دِکھائی دیے ہیں۔
۳۵ اور اُنہوں نے راہ کا حال بیان کِیا اور یہ بھی کہ انہیں روٹی توڑتے وقت کِس طرح پہچانا۔[276]

۳) عیسیٰ حواریوں کے سامنے ایک مچھیرے کے طور پر ظاہر ہوتے ہیں (یوحنا کی کتاب، باب ۲۱):

۴ اور صُبح ہوتے ہی یِسُوع کِنارے پر آکھڑے ہوئے مگر شاگِردوں نے نہ پہچانا کہ یہ یِسُوع ہے۔
۵ پَس یِسُوع نے اُن سے کہا بچّو! تُمہارے پاس کُچھ کھانے کو ہے؟ اُنہوں نے جواب دِیا کہ نہیں۔
٦ انہوں نے اُن سے کہا کَشتی کی دہنی طرف جال ڈالو تو پکڑو گے۔ پَس اُنہوں نے ڈالا اور مچھلِیوں کی کثرت سے پِھر کھینچ نہ سکے۔
۷ اِس لِئے اُس شاگِرد نے جِس سے یِسُوع محبّت رکھتا تھا پطرس سے کہا کہ یہ تو خُداوند ہے۔ پَس شمعُون پطرس نے یہ سُن کر خُداوند ہے کُرتہ کمر باندھا کِیُونکہ ننگا تھا اور جھیل میں کُود پڑا۔
۸ اور باقی شاگِرد چھوٹی کَشتی پر سوار مچھلِیوں کا جال کھینچتے ہُوئے آئے کِیُونکہ وہ کِنارے سے کُچھ دُور نہ تھے بلکہ تخمیناً دو سَو ہاتھ کا فاصِلہ تھا۔
۹ جِس وقت کِنارے پر اُترے تو اُنہوں نے کوئلوں کی آگ اور اُس پر مچھلی رکھّی ہُوئی اور روٹی دیکھی۔
۱۰ یِسُوع نے اُن سے کہا جو مچھلیاں تُم نے ابھی پکڑی ہیں اُن میں سے کُچھ لاؤ۔
۱۱ شمعُون پطرس نے چڑھ کر ایک سَو ترپن بڑی مچھلِیوں سے بھرا ہُوا جال کِنارے پر کھینچا مگر باوُجُود مچھلِیوں کی کثرت کے جال نہ پھٹا۔
۱۲ یِسُوع نے اُن سے کہا آؤ کھانا کھالو اور شاگِردوں میں سے کِسی کو جُرأت نہ ہُوئی کہ اُس سے پوچھتے کہ وہ کَون ہے؟ کِیُونکہ وہ جانتے تھے کہ خُداوند ہی ہے۔

[276] انجیل مقدس، لوقا کی کتاب، باب ۲۴، آیات ۱۳-۳۵

۱۳ یسُوع آئے اور روٹی لے کر اُنہیں دی۔ اِسی طرح مچھلی بھی دی۔
۱۴ یسُوع مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد یہ تیسری بار شاگردوں پر ظاہر ہوئے۔[277]

انجیل کی ان مثالوں کے علاوہ، ہم آپ کو نوسٹک اینجیل سے ایک اضافی مثال فراہم کریں گے۔ نجع حمادی کے مجموعہ میں، "پطرس اور بارہ رسولوں کے اعمال" کے نام سے ایک مخطوطہ ہمیں ایک اور عجیب واقعہ کے بارے میں بتاتا ہے، جہاں یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ عیسی جب بھی حواریوں سے ملتے تھے نئے جسموں میں ظاہر ہوتے تھے۔

۴) عیسی موتیوں کے پراسرار سوداگر لیتھرگویل کے طور پر ظاہر ہوتے ہیں:

[...] جو [...] مقصد [... بعد...] ہم [...] رسولوں [...]. ہم نے جسم کا [...] سفر کیا۔
دوسروں کے دلوں میں بے چینی نہیں تھی۔ اور ہمارے دلوں میں ہم متحد تھے۔ ہم نے اُس وزارت کو پورا کرنے پر اتفاق کیا جس کے لیے رب نے ہمیں مقرر کیا تھا۔ اور ہم نے ایک دوسرے سے عہد کیا۔ ہم ایک مناسب وقت پر سمندر میں اتر گئے، جو ہمارے پاس خداوند کی طرف سے آیا تھا۔
ہمیں ساحل پر ایک کشتی ملی جو سوار ہونے کے لیے تیار تھی، اور ہم نے کشتی کے ملاحوں سے ان کے ساتھ اپنے آنے کے بارے میں بات کی۔ اُنہوں نے ہم پر بڑی شفقت کا مظاہرہ کیا جیسا کہ رب کی طرف سے مقرر کیا گیا تھا۔ اور سوار ہونے کے بعد، ہم نے ایک دن اور ایک رات کا سفر کیا۔ اس کے بعد ایک ہوا کشتی کے پیچھے سے آئی اور ہمیں سمندر کے بیچ ایک چھوٹے سے شہر میں لے گئی۔ اور میں، پطرس، نے گودی پر کھڑے رہنے والوں سے اس شہر کا نام دریافت کیا۔
ان میں سے ایک آدمی نے جواب دیا، "اس شہر کا نام "ہیبیٹیشن" ہے، یعنی بنیاد [...] برداشت۔" اور ان میں سے رہنما گودی کے کنارے کھجور کی شاخ پکڑے ہوئے تھے۔ اور سامان لے کر ساحل پر جانے کے بعد، میں قیام کے بارے میں مشورہ لینے

[277] انجیل مقدس، یحیی کی کتاب، باب ۲۱، آیات ۴ - ۱۴

کے لیے شہر میں چلا گیا۔ ایک آدمی کمر میں کپڑا باندھے باہر نکلا اور سونے کی پٹی باندھی ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ اس کے سینے پر ایک رومال بندھا ہوا تھا، اس کے کندھوں پر پھیلا ہوا تھا اور اس کے سر اور اس کے ہاتھ ڈھانپے ہوئے تھے۔ میں اس آدمی کو گھور رہا تھا، کیونکہ وہ اپنی شکل اور قد کاٹھ میں خوبصورت تھا۔

اس کے جسم کے چار حصے تھے جو میں نے دیکھے: اس کے پاؤں کے تلوے اور اس کے سینے کا ایک حصہ اور اس کے ہاتھ کی ہتھیلیاں اور اس کا چہرہ۔ یہ چیزیں میں دیکھ سکتا تھا۔ اس کے بائیں ہاتھ میں میری کتابوں جیسا کتابی سرورق تھا۔ اس کے دائیں ہاتھ میں اسٹریکس لکڑی کی لاٹھی تھی۔ اس کی آواز گونج رہی تھی جب وہ آہستہ آہستہ بول رہا تھا، شہر میں پکار رہا تھا، "موتی ! موتی !"

میں نے سوچا کہ وہ اس شہر کا آدمی ہے۔ میں نے اس سے کہا، "میرے بھائی اور میرے دوست !" اس نے مجھے جواب دیا، پھر کہا، "تم نے ٹھیک کہا، 'میرے بھائی اور میرے دوست۔' تم مجھ سے کیا ڈھونڈ رہے ہو؟" میں نے اس سے کہا، "میں آپ سے اپنے اور بھائیوں کے لیے قیام کے بارے میں پوچھتا ہوں، کیونکہ ہم یہاں اجنبی ہیں۔" اس نے مجھ سے کہا، "اس وجہ سے میں نے خود کہا ہے، 'میرے بھائی اور میرے دوست،' کیونکہ میں بھی آپ کی طرح ایک اجنبی سا تھی ہوں۔" اور یہ کہہ کر وہ چلّایا، "موتی ! موتی !" اس شہر کے امیروں کو اس کی آواز سنائی دی اور وہ اپنے چھپے ہوئے سٹور روم سے باہر نکل آئے۔ اور کچھ اپنے گھروں کے گوداموں سے باہر دیکھ رہے تھے۔ دوسروں نے اپنی اوپر والی کھڑکیوں سے باہر دیکھا۔ اور انہوں نے اس سے کچھ نہیں دیکھا (کہ وہ حاصل کر سکتے ہیں) کیونکہ اس کی پیٹھ پر کوئی تھیلی نہیں تھی اور نہ ہی اس کے کپڑے اور رومال میں بنڈل تھا۔ اور اپنی حقارت کی وجہ سے اسے تسلیم بھی نہ کیا۔ اس نے، اپنی طرف سے، خود کو ان پر ظاہر نہیں کیا۔ وہ اپنے گوداموں میں واپس چلے گئے اور کہا، "یہ آدمی ہمارا مذاق اڑا رہا ہے۔"

اور اُس شہر کے غریبوں نے اُس کی آواز سنی اور وہ اُس آدمی کے پاس آئے جو اِس موتی کو بیچ رہا تھا۔

وہ کہنے لگے کہ ہمیں موتی دکھانے کی زحمت اٹھائیں تاکہ ہم اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ کیونکہ ہم غریب ہیں۔ اور ہمارے پاس اس کی ادائیگی کے لیے یہ [...] قیمت نہیں ہے۔ لیکن ہمیں دکھائیں کہ ہم اپنے دوستوں سے کہیں کہ ہم نے اپنی آنکھوں

سے موتی دیکھی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ اگر ممکن ہو تو میرے شہر میں آؤ تاکہ میں اسے نہ صرف تمہاری آنکھوں کے سامنے دکھاؤں بلکہ تم کو بلاوجہ دے دوں۔ اور حقیقتاً اُس شہر کے غریبوں نے سُن کر کہا، "چونکہ ہم بھکاری ہیں، ہم یقیناً جانتے ہیں کہ کوئی شخص بھکاری کو موتی نہیں دیتا، لیکن (یہ) روٹی اور پیسہ ہے جو عام طور پر ملتا ہے۔ اب جو احسان ہم آپ سے حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ آپ ہمیں ہماری آنکھوں کے سامنے موتی دکھا دیں۔ اور ہم اپنے دوستوں کو فخر سے کہیں گے کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے موتی دیکھا"۔

کیونکہ یہ غریبوں میں نہیں پایا جاتا، خاص کر ایسے بھکاریوں میں (ان جیسے)۔

اُس نے جواب دیا (اور) اُن سے کہا، "اگر ممکن ہو تو تم خود میرے شہر میں آؤ، تاکہ میں تمہیں نہ صرف دکھاؤں بلکہ بغیر کسی قیمت کے دے دوں۔'' غریب اور مانگنے والے اس آدمی کی وجہ سے خوش ہوئے جو قیمت لیے بغیر دیتا ہے۔

لوگوں نے پطرس سے مشکلات کے بارے میں پوچھا۔ پطرس نے جواب دیا اور وہ باتیں بتائیں جو اس نے راستے کی سختیوں کے بارے میں سنی تھیں۔ کیونکہ وہ اپنی وزارت کی مشکلات کے ترجمان ہیں۔ اس نے اس موتی کو بیچنے والے سے کہا، "میں تمہارا نام جاننا چاہتا ہوں اور تمہارے شہر کے راستوں کی سختیاں، کیونکہ ہم اجنبی اور خدا کے بندے ہیں۔ ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم ہر شہر میں خدا کے کلام کو ہم آہنگی سے پھیلائیں۔ اس نے جواب دیا اور کہا، "اگر آپ میرا نام تلاش کرتے ہیں، تو میرا نام لیتھر گوئیل ہے، جس کی تشریح روشنی، غزال نما پتھر ہے۔ اور شہر کی طرف جانے والی سڑک کے بارے میں بھی جو تم نے مجھ سے پوچھا تھا۔ میں آپ کو اس کے بارے میں بتاؤں گا. کوئی آدمی اس راستے پر نہیں جا سکتا، سوائے اس شخص کے جس نے اپنے پاس موجود سب کچھ چھوڑ دیا ہو اور روزانہ ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے تک روزہ رکھا ہو۔ اس سڑک پر بہت سے ڈاکو اور جنگلی درندے ہیں۔ جو روٹی اپنے ساتھ لے جاتا ہے اسے روٹی کی وجہ سے کالے کتے مار دیتے ہیں۔ جو دنیا کا قیمتی لباس اپنے ساتھ لے جاتا ہے، ڈاکو اس لباس کی وجہ سے مار ڈالتے ہیں۔

جو اپنے ساتھ پانی لے جاتے ہیں اسے بھیڑیے پانی کی وجہ سے مار ڈالتے ہیں کیونکہ وہ اس کے پیاسے تھے۔ جو گوشت اور ہری سبزیوں کی فکر میں رہتے ہیں وہ شیر گوشت کی وجہ سے کھا جاتے ہیں۔ اگر وہ شیروں سے بچ جاتے ہیں، بیل اسے سبز سبزیوں کی وجہ سے کھا جاتے ہیں۔"

جب اُس نے مجھ سے یہ باتیں کہی تو میں نے اپنے اندر آہ بھری اور کہا، "راستے میں بڑی مشکلات ہیں۔ کاش یسوع ہمیں اس پر چلنے کی طاقت دے!" اس نے میری طرف دیکھا کیونکہ میرا چہرہ اداس تھا، اور میں نے آہ بھری۔ اُس نے مجھ سے کہا، "اگر آپ واقعی یہ نام "یسوع" کو جانتے ہو اور اس پر یقین رکھے ہو، تو آپ کیوں آہیں بھر رہے ہو؟ وہ طاقت دینے والا بڑی طاقت ہے۔ کیونکہ میں بھی والد پر ایمان رکھتا ہوں جس نے اسے بھیجا ہے۔" میں نے اس سے پوچھا، "آپ جس جگہ جا رہے ہیں، آپ کے شہر کا نام کیا ہے؟'' اس نے مجھ سے کہا، "یہ میرے شہر کا نام ہے، 'نائن گیٹس"۔ آئیے خدا کی حمد وثناء کریں کہ ہم سمجھتے ہیں کہ دسواں سر ہے۔" اس کے بعد میں اطمینان سے اس کے پاس سے چلا گیا۔

جب میں جا کر اپنے دوستوں کو بلانے ہی والا تھا کہ میں نے شہر کی حدود میں لہریں اور بڑی اونچی دیواریں دیکھیں۔ میں نے ان عظیم چیزوں پر حیران ہوا جو میں نے دیکھیں۔ میں نے دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی بیٹھا ہے میں نے اس سے پوچھا کہ کیا واقعی اس شہر کا نام "حابیتیشن" ہے؟ وہ [...]، "حابیتیشن" اس نے مجھ سے کہا، "تم سچ کہتے ہو، کیونکہ ہم یہاں رہتے ہیں کیونکہ ہم برداشت کرتے ہیں۔" میں نے جواب دیا، "صرف [...] لوگوں نے اس کا نام رکھا ہے [...]، کیونکہ ہر ایک جو اپنی آزمائشوں کو برداشت کرتا ہے، شہر آباد ہوتے ہیں، اور ان کی طرف سے ایک قیمتی بادشاہی آتی ہے، کیونکہ وہ ارتداد اور طوفانوں کی مشکلات کے درمیان رہتے ہیں۔ تاکہ اس طرح ہر ایک کا شہر آباد ہو جو اپنے ایمان کے جوئے کا بوجھ برداشت کرے اور وہ آسمان کی بادشاہی میں شامل ہو جائے۔

میں جلدی سے گیا اور اپنے دوستوں کو بلایا تاکہ ہم اس شہر میں جائیں جسے اس نے، لیتھرگوئیل نے ہمارے لیے مقرر کیا تھا۔ ایمان کے بندھن میں ہم نے سب کچھ چھوڑ دیا جیسا کہ اس نے کہا تھا۔ ہم ڈاکوؤں سے بچ گئے، کیونکہ وہ اپنے کپڑے ہمارے پاس نہیں پائے۔ ہم بھیڑیوں سے بچ گئے، کیونکہ انہیں ہمارے پاس وہ پانی نہیں ملا جس کے لیے وہ پیاسے تھے۔ ہم شیروں سے بچ گئے، کیونکہ وہ ہمارے ساتھ گوشت کی خواہش نہیں پاتے تھے۔ ہم بیلوں سے بچ گئے [...] انہیں ہری سبزیاں نہیں ملی۔ ہم پر ایک بڑی خوشی آئی اور پرامن بے پروائی، جیسا کہ ہمارے رب کی۔ ہم نے گیٹ کے سامنے آرام کیا، اور ہم نے ایک دوسرے سے اس کے بارے میں بات کی جو اس دنیا کی توجہ کا مرکز نہیں ہے۔ بلکہ ہم مذہب پر غور و فکر کرتے رہے۔ جب ہم سڑک پر ڈاکوؤں کے بارے میں بات کر رہے تھے، جن سے ہم بچ رہے تھے، آیا لیتھرگوئل، کپڑے بدلے ہوئے، اور وہ ہمارے

پاس آیا۔ وہ ایک طبیب کا روپ دھارا ہوا تھا، کیونکہ اس کے بازو کے نیچے ایک ناگوار ڈبہ تھا، اور ایک نوجوان شاگرد دوائیوں سے بھری تھیلی اٹھائے اس کے پیچھے آرہا تھا۔ ہم نے اسے پہچانا نہیں۔

پطرس نے جواب دیا اور اس سے کہا، "ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہم پر احسان کریں۔

کیونکہ ہم اجنبی ہیں اور شام ہونے سے پہلے ہمیں لیتھرگوئیل کے گھر لے چلئے۔ اُس نے کہا، "مَیں آپ کو خلوص دل سے دکھاؤں گا۔ لیکن میں حیران ہوں کہ آپ اس نیک آدمی کو کیسے جانتے ہوں۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو ہر آدمی پر ظاہر نہیں کرتا کیونکہ وہ ایک عظیم بادشاہ کا بیٹا ہے. آپ تھوڑا سا آرام کریں، تاکہ میں جا کر اس آدمی کو ٹھیک کروں اور واپس آؤں۔" اس نے جلدی کی اور جلدی سے (واپس) آیا۔

اُس نے پطرس سے کہا، "پطرس!'' اور پطرس ڈر گئے کیونکہ اُسے کیسے پتا چلا کہ اُس کا نام پطرس ہے؟ پطرس نے نجات دہندہ کو جواب دیا، "آپ مجھے کیسے جانتے ہیں، کیونکہ آپ نے میرا نام لیا؟" لیتھرگوئیل نے جواب دیا، "میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کو پطرس کا نام کس نے دیا؟" اُس نے اُس سے کہا، "یہ یسوع مسیح تھے، زندہ خدا کے بیٹے۔ اس نے مجھے یہ نام دیا ہے۔" اس نے جواب دیا اور کہا، "یہ میں ہوں! مجھے پہچانو، پطرس۔" اس نے لباس کو ڈھیلا کیا، جس کو انہوں نے بدلا ہوا تھا ہماری وجہ سے، اور ہمارے لئے انہوں نے ظاہر کیا کہ یہ وہی ہیں۔

ہم نے زمین پر سجدہ کیا اور انہیں سجدہ کیا۔ ہم گیارہ حواری تھے۔ انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور ہمیں کھڑا کیا۔ ہم نے ان سے عاجزی سے بات کی۔

ہمارے سر بے وقعتی میں جھکے ہوئے تھے اور ہم نے کہا، "جو آپ چاہیں گے ہم کریں گے۔ لیکن ہمیں ہمیشہ آپ کی مرضی کے مطابق عمل کرنے کی طاقت عطا فرمائیں۔'' اُنہوں نے اُن کو وہ ڈبہ اور وہ تھیلی دی جو نوجوان شاگرد کے ہاتھ میں تھی۔ اُنہوں نے اُن کو اِس طرح کا حکم دیتے ہوئے کہا، ''اُس شہر میں جاؤ جہاں سے تم آئے ہو، جس کا نام "بیبیٹیشن" ہے۔

صبر کرتے رہو جیسا کہ تم ان سب کو سکھاتے ہو جو میرے نام پر ایمان لائے ہیں، کیونکہ میں نے ایمان کی سختیوں میں صبر کیا ہے۔ میں تمہیں تمہارا اجر دوں گا۔ اس شہر کے غریبوں کو وہ کچھ دے دو جو انہیں زندہ رہنے کے لیے درکار ہے جب تک کہ میں

انہیں وہ بہتر نہ دوں جو میں نے تم سے کہا تھا کہ میں تمہیں بے فائدہ دوں گا۔ پطرس نے جواب دیا اور ان سے کہا، "آقا، آپ نے ہمیں دنیا اور اس میں موجود ہر چیز کو ترک کرنا سکھایا ہے۔ آپ کے خاطر ہم نے ان کو چھوڑ دیا۔ ہمیں جس چیز کی فکر ہے (اب) وہ یہ ہے کہ ہمارے پاس صرف ایک دن کی خوراک ہے۔ ہمیں کہاں پہ وہ ضروریات مل سکتی ہیں جو آپ کہتے ہیں ہم سے کہ غریبوں کو فراہم کریں؟"

آقا نے جواب دیا اور فرمایا، "اے پطرس، یہ ضروری تھا کہ تم اس تمثیل کو سمجھو جو میں نے تم سے کہی تھی۔ کیا تم نہیں سمجھتے؟ کہ میرا نام، جسے آپ سکھاتے ہیں، تمام دولت سے بڑھ کر ہے، اور خدا کی حکمت سونے، چاندی اور قیمتی پتھروں سے زیادہ ہے؟" انہوں نے اُن کو دوائی کی تھیلی دی اور کہا، "شہر کے تمام بیماروں کو شفا دو جو میرے نام پر ایمان رکھتے ہیں۔

پطرس انہیں دوسری دفہ جواب دینے سے ڈر گیا۔

اس نے اپنے پاس موجود بندے کو بولنے کے لئے اشارہ کیا، جو کہ یحیی تھا: "تم اس بار بات کرو۔" یحیی نے جواب دیا اور کہا، "آقا، ہم آپ کے سامنے بہت سی باتیں کہنے سے ڈرتے ہیں۔ لیکن یہ آپ ہی ہیں جو ہم سے اس ہنر پر عمل کرنے کو کہتے ہیں۔ ہمیں طبیب بننا نہیں سکھایا گیا ہے۔

پھر ہم کیسے جانیں گے کہ جسموں کو کیسے شفا دیا جا سکتا ہے، جیسا کہ آپ نے ہمیں بتایا ہے؟" اُنہوں نے اُن کو جواب دیا، "یحیی تم نے ٹھیک کہا، کیونکہ مَیں جانتا ہوں کہ اِس دُنیا کے طبیب اُس چیز کو ٹھیک کرتے ہیں جو دنیا کا ہے۔

روحوں کے طبیب البتہ دل کو شفا دیتے ہیں۔ پس تم پہلے جسموں کو شفا دو، اس لیے تاکہ ان کے جسموں کو شفا دینے کی حقیقی طاقتوں کے ذریعے، دنیا کی دوائیوں کے بغیر، وہ آپ پر یقین کریں، کہ آپ دل کی بیماریوں کو بھی ٹھیک کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ "تاہم شہر کے امیر لوگ جو مجھے تسلیم کرنے کے قابل بھی نہیں تھے، لیکن وہ اپنی دولت اور غرور میں مگن تھے، ایسے لوگوں کے ساتھ، ان کے گھروں میں کھانا نہ کھانا اور نہ ان سے دوستی کرنا، ایسا نہ ہو کہ ان کی طرف داری آپ کو متاثر کردے۔ کیونکہ کلیسیاؤں میں بہت سے لوگوں نے امیروں کی طرفداری کی ہے، کیونکہ وہ بھی گنہگار ہیں، اور دوسروں کو گناہ کرنے کا موقع دیتے ہیں۔ لیکن عدل کے ساتھ ان کا فیصلہ کرو، تاکہ تمہاری خدمت کو جلال ملے، اور میرا نام بھی کلیساؤں میں جلال پائے۔"

حواریوں نے جواب دیا، "جی ہاں، واقعی یہی کرنا مناسب ہے۔"

انہوں نے زمین پر سجدہ کیا اور ان کی عبادت کی۔ اُنہوں نے اُن کو کھڑا کیا اور سلامتی کے ساتھ اُن کے پاس سے چلے گئے۔ آمین۔[278]

یہاں نئے انجیل سے تین مثالیں ہیں اور نوسٹک تشریحات سے ایک مثال ہے جس کے تحت عیسیٰ (علیہ السلام) اپنے حواریوں کے سامنے ظاہر ہوتے ہیں جو ہمیشہ ان کے ساتھ تھے اور پھر بھی وہ انہیں پہچانتے نہیں ہیں۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ رہے، انہوں نے ان سے سیکھا، ان کے ساتھ کھانا کھایا اور ان کے آخری لمحوں کا مشاہدہ کیا۔ اس کے باوجود، ابھی تک ان میں سے کیا کسی کو بھی یاد نہیں تھا کہ وہ دیکھنے میں کیسے لگتے تھے؟ جب کہ انہوں نے ان کو اپنے الفاظ اور اعمال کے ذریعے پہچان لیا تھا، وہ ان کو مادی جسم یا آواز سے نہیں پہچان سکے۔ وہ کیسے نہیں جان سکتے تھے کہ وہ دیکھنے میں کیسے ہیں یا وہ سننے میں کیسے ہیں؟ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ انہوں نے کوئی بھیس پہنا ہوا تھا۔

مختصراً اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) ان پر مختلف جسموں میں ظاہر ہوئے۔ اجنبی، باغبان، ماہی گیر اور لیتھر گوئیل، چار مختلف انسانی جسم تھے جن میں عیسی کی روح منتقل ہوئی۔ کتاب ھفت شریف میں، امام الصادق (منہ السلام) قرآن کی آیت کی تشریح کرتے ہیں: "وہ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں اور اہل ایمان کے ہاتھوں برباد کرتے ہیں۔ پس عبرت حاصل کرو اے سمجھنے والو! آپ علیہ السلام نے فرمایا: ان کے گھر ان کے جسم ہیں اور جسم روح کا گھر ہے۔"[279]

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے مزید واضح کیا: "بعض روحیں اس درجہ تک پہنچ جاتی ہیں کہ وہ جس جسم میں چاہیں داخل ہونے کا انتخاب کر سکتی ہیں۔" جیسا کہ قرآن میں لکھا ہے: "تم پر گناہ نہیں کہ تم ایسے گھروں میں داخل ہو جو آباد نہیں ہیں اور ان میں تمہارا سامان پڑا ہو..."[280]

---

[278] پطرس اور بارہ رسولوں کے اعمال

[279] ھفت شریف، باب ۲۰، صفحہ ۳۳

[280] قرآن مجید، سورہ نور، آیت ۲۹

واضح طور پر حضرت عیسی مسیح (علیہ السلام) کی رجعت روح کی واپسی یا جسم سے روح کی منتقلی ہجرت تھی، اس مصلوب کئے گئے جسم سے دوسرے جسموں میں۔ صرف حجت اللہ ایسے پریشان کن اسرار کو حل کر سکتے تھے جس سے دو ہزار سال سے زیادہ عرصے سے عقیدہ رکھنے والے الجھ رہے ہیں۔

چودھواں باب

حقیقت کی نوعیت کا مطالعہ

"لوگ سو رہے ہیں، جب وہ وفات پاتے ہیں تو وہ بیدار ہو جاتے ہیں۔"

ایک دن امام احمد الحسن (منہ السلام) داخل ہوئے اور آپ نے مجھ سے فرمایا: "بیٹا، میرا تم سے ایک سوال ہے۔ ایک سوال جسے میں انتہائی اہم سمجھتا ہوں۔ اس عارضی دنیا میں تمہیں کیا چیز خوشی دیتی ہے؟ کیا اس میں کوئی چیز تمہیں خوش کرتی ہے؟ میرا سوال اس زندگی اور دنیا کے بارے میں ہے، اور میں مذہب کی بات نہیں کر رہا ہوں۔"

میں نے جواب دیا: "نہیں، خدا کی قسم، جب میں آپ سے سنتا ہوں یا جب میں مومنوں کو خوش و خرم دیکھتا ہوں، اس کے علاوہ کوئی چیز مجھے خوش نہیں کرتی، نہ دولت، نہ عمارت اور نہ دنیا۔"

تو امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے بیٹے، خدا تمہیں کامیابی عطا فرمائے۔ میرے بیٹے، کیا تم جانتے ہو، میں اپنی پوری زندگی میں کبھی خوش نہیں ہوا، جب سے میرے ناخن نرم تھے (یعنی جب سے میں شیر خوار تھا)۔"

میں نے کہا: "سبحان اللہ، میرے والد۔"

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "کبھی نہیں، اور میں کبھی کسی چیز پر خوش نہیں ہوا اور نہ ہی اس میں کسی چیز پر مسرت ہوا، نہیں، خدا کی قسم، کبھی نہیں، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ یہ سب محض ایک وہم ہے..."

جب امام (منہ السلام) نے یہ کہا تو مجھے یاد ہے کہ میں گھٹن محسوس کر رہا تھا، اور میری آنکھیں جل رہی تھیں ان آنسوؤں سے جن کو میں گرنے سے روک رہا تھا۔ مجھے دل ٹوٹنے اور غم کا شدید احساس تھا۔ میں اپنی زندگی میں کبھی کسی ایسے شخص سے نہیں ملا تھا جو اپنی زندگی میں ایک دن بھی کسی چیز پر خوش نہ ہوا ہو اور میں نے امام کے لیے بہت درد محسوس کیا۔ میں صرف امام احمد الحسن کے ساتھ اپنے سفر میں اس وقت تصور ہی کر سکتا تھا کہ انہوں نے کس بوجھ کو اٹھایا ہوا تھا۔

دنیا ایک خواب کی طرح ہے: "آپ اب خواب میں ہیں"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "...میرے بیٹے، اب تمہاری عمر کتنی ہے؟ اللہ تمہیں محفوظ رکھے."

میں نے کہا: "اب میری عمر بتیس سال ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم نے ان بتیس سالوں میں کیا کیا؟ کیا تم ایک لمحہ واپس لا سکتے ہو؟ تم خوشی کا ایک لمحہ یا اداسی کا ایک لمحہ واپس نہیں لا سکتے۔ تم نے سفر میں کتنے لمحے گزارے ہیں اور کتنا وقت کھاتے پیتے گزارا ہے اور کتنا وقت تم نے گزارا ہے شادی شدہ ہوئے اور بچے پیدا کرنے میں اور غمگین ہونے میں اور خوش ہونے میں اور باہر جانے میں اور ہنسنے رونے میں اور کام کرنے میں، سب وقت کے ساتھ ساتھ چلا گیا، ان سب کا ثمر کہاں ہے؟ پھل صرف نیکیوں میں ملتا ہے، یہی وہ چیز ہے جو تمہیں بچائے گی، اور کچھ کام نہیں آئے گا۔"

میں نے امام (منہ السلام) سے پوچھا: "میرے والد، جب آپ کہتے ہیں کہ دنیا ایک وہم ہے تو کیا دنیا خواب کی طرح ہے؟"

تو امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بہت خوب میرے بیٹے، اللہ تمہیں برکت دے۔"

میں نے کہا: "تو یہ اس طرح ہے جیسے امیر المومنین نے کہا: 'لوگ سو رہے ہیں اور جب وہ وفات پاتے ہیں تو بیدار ہو جاتے ہیں'[281]؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جی ہاں، خدا کی قسم، میرے بیٹے، یہ خواب ہے، اب تم خواب میں ہو۔"

میں نے کہا: "بعض اوقات میں اپنے خوابوں میں زیادہ بیدار ہوتا ہوں اور میں خواب پر قابو پا لیتا ہوں (Lucid Dreaming)[282]، ان موقعوں پر کیا مجھے توجہ دینی چاہیے یا اب اس خواب میں بیدار ہونا چاہیے (اس زندہ خواب سے جسے زندگی کہتے ہیں)؟"

تو امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ وہ امر ہے جسے تم اس وقت تک نہیں حاصل کر سکتے ہو، جب تک تمہیں یقین نہ ہو کہ تم خواب میں ہو، اور اگر تم اس خواب سے بیدار ہو جاؤ اور پوری طرح باخبر ہو جاؤ اور یقین رکھو کہ یہ خواب ہے۔ تم یہاں (اس دنیا میں) وفات پا لو گے۔"

---

[281] الدر رالمنتثرہ فی الاحادیث المشتھرہ، السیوطی، صفحہ ۱۹۷

[282] Lucid Dreaming اس وقت ہوتا ہے جب کوئی شخص اس حقیقت سے واقف ہو جاتا ہے کہ وہ خواب دیکھ رہا ہے۔

یہاں میں نے محسوس کیا کہ امام (منہ السلام) فرما رہے ہیں کہ اگر ہم مکمل طور پر جان لیں کہ یہ زندگی محض ایک وہم ہے اور حقیقت نہیں ہے، تو ہم اسی وقت خواب یا وہم سے بیدار ہو جائیں گے۔ یہ مایوسی ہمارے شعور کو کہیں اور جاگنے کا سبب بنے گی اور ہمارا یہاں وجود ختم ہو جائے گا، یعنی ہم یہیں مر جائیں گے۔

میں نے امام (منہ السلام) سے پوچھا: "یہاں اس دنیا میں معاملات ایسے دکھائی دیتے ہیں جیسے یہ ایک ویڈیو گیم ہے، جب آپ کہتے ہیں کہ دنیا یا حقیقت ایک وہم ہے، تو کیا اسے کمپیوٹر کی طرح پروگرام کیا گیا ہے جس میں نمبر اور کوڈ وغیرہ ہیں؟"
امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "اس کائنات میں ہر چیز پروگرام شدہ ہے لیکن اس میں انتخاب شامل ہیں، ہزاروں انتخاب اور امکانات کے ساتھ پروگرام کیا گیا ہے، تم اپنی پسند کا انتخاب کر سکتے ہو لیکن آخر میں سب کچھ پروگرام شدہ ہے۔"
میں نے کہا: "تو آپ کی مراد اٹاری یا پلے سٹیشن جیسی ویڈیو گیم سے بالکل اسی طرح ہے جیسے قرآن کی آیت: 'اور یہ دنیا کی زندگی غفلت اور کھیل تماشہ کے سوا کچھ نہیں۔"[283] تو امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "تقریباً اسی طرح، بلکل، بہت خوب، تم نے بہت اچھی طرح اس موضوع کا انجام کیا۔"

میں نے پوچھا: "موت کے وقت معاملہ ورچوئل رئیلٹی ہیڈ سیٹ اتارنے کے مترادف ہے، اور مرنے والے شخص کو اچانک احساس ہو جاتا ہے کہ یہ سب صرف ایک کھیل یا خواب تھا اور وہ اچانک اپنے آپ کو ایک مختلف جسم میں کھڑا پاتا ہے، اس دنیا میں؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بہت خوب، بہت اچھا کام ! تم بابرکت ہو، بیٹے۔"
میں نے کہا: "تو پھر یہ بالکل فلم 'دی میٹرکس' کی طرح ہے، اور حقیقت کا ایک معمار ہے۔"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ ایک وہم ہے لیکن اس کے اندر کے لوگ آزمائش میں ہیں۔"

[283] قرآن مجید، سورہ عنکبوت، آیت ٦٤

میں نے کہا: "اور حقیقی دنیا کے بارے میں کیا، کیا یہ ہماری دنیا کی طرح ہے یا یہ اس کی ایک بہترین نقل ہے؟ کیا وہاں ہمارے پاس ایک ہی قسم کی جسمیں ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں اس کے بارے میں تم سے جتنا بھی بیان کروں، تم اسے سمجھ نہ سکو گے، لیکن ایک دن میں تمہیں دکھاؤں گا، یہ وعدہ ہے میرا۔"

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے حقیقت کے بارے میں ایک انتہائی اہم بات میرے لئے ظاہر کی۔ انہوں نے تصدیق کی کہ درحقیقت ہماری حقیقت ایک ورچوئل رئیلٹی پروگرام ہے، کہ یہ حقیقت میں کوئی حقیقی جگہ نہیں ہے بلکہ زیادہ ایک کمپیوٹر گیم یا پروگرام کی طرح ہے، جس میں ہر عمل اور نتیجہ ہے، جس میں ہزاروں امکانات کا پروگرام ہے۔ انہوں نے یہ بھی انکشاف کیا کہ اگرچہ یہ ایک گیم یا فریب ہے، لیکن اس کا ایک معمار ہے اور اس ورچوئل دنیا میں ہماری کارکردگی کا نتیجہ حقیقی دنیا میں ہماری حقیقت پر پڑتا ہے۔

''نیکی کی توقع رکھو اور تم اسے پا لوگے''

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا: "میرے والد، میرا ایک بہت اہم سوال ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بتاؤ، میرے بیٹے۔"

میں نے کہا: "جب دراصل یہ سب ایک خواب ہے، کیا وہ تمام لوگ جنہیں ہم دیکھتے ہیں حقیقتاً اصلی ہیں، یا کیا ان میں سے کچھ لوگ انسان نہیں ہیں یا وہم یا پروگرام کا حصہ ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں تم سے کچھ پوچھتا ہوں، جب تم کوئی خواب دیکھتے ہو تو کیا وہ حقیقت ہے یا خواب ہے؟"

میں نے جواب دیا: "ایک خواب ہے۔"

انہوں نے (منہ السلام) فرمایا: "کیا تم نے کبھی خواب میں مار محسوس کی ہے، اور پھر تم بیدار ہوئے اور اس سے درد محسوس کیا؟ یا شاید زمین پر گرنا بھی؟"

میں نے کہا: "جی ہاں، خدا کی قسم، یہ میرے ساتھ ایک ہفتہ پہلے ہوا تھا، میں آپ سے اس کے بارے میں پوچھنا چاہ رہا تھا۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تو جواب ہاں میں ہے، اس لیے یہ حقیقی ہے۔ لیکن یہ دنیا میں حقیقی ہے۔ اس دنیا کی حقیقت اور اس دنیا کے دائرے کی حقیقت اردگرد کی اور موجود دنیاؤں سے سب سے کم ہے۔ یہ باقی جہانوں کی نظر میں ایک وہم ہے، لیکن اس دنیا میں حقیقی ہے۔ آپ کچھ لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں اور سوچ سکتے ہیں کہ وہ انسان ہیں، لیکن وہ نہیں ہیں۔ شاید وہ مخلوق کی دوسری نسلوں سے ہوں لیکن آپ نہیں جانتے۔"

میں نے کہا: "تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جنوں کے علاوہ اور بھی مخلوقات ہیں جو شکل بدلنے کے لیے ہماری شکل میں نظر آتی ہیں اور وہ ہمارے درمیان ہیں جیسے کہ غیر ارضی مخلوقات ۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم ان کو عام لوگوں سے الگ نہیں دیکھ سکو گے لیکن شاید آنکھوں سے یا کسی خاص رویے سے تم محسوس کرو گے کہ وہ عام نہیں ہیں۔ اور کبھی کبھی تم (کسی شخص کے ساتھ) بات چیت کر رہے ہو گے لیکن آپ واقعی اپنے آپ سے بات کر رہے ہو گے اور تمہیں اس کا احساس یا خیال نہیں ہوگا۔"

امام (منہ السلام) نے تصدیق کی کہ جس طرح ایک ویڈیو گیم میں، ہم جن لوگوں سے روزانہ ملتے ہیں ان میں سے کچھ اوتار ہوتے ہیں جن کو پلیئر کنٹرول کرتے ہیں۔ دوسرے نا کھیلنے کے قابل کردار ہیں، یا وہ کردار جو صرف میٹرکس کے ایک حصے کے طور پر بنائے گئے ہیں، وہ لوگ جو حقیقت میں لوگ نہیں ہیں، بلکہ وہم ہوتے ہیں، جیسے درخت یا آسمان یا ریت ایک وہم ہے (گیم میں)۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ دوسری دنیاوی مخلوقات جیسے فرشتے، شیاطین، جن، غیر ارضی مخلوقات اور دیگر ذہین پرجاتیاں اس کھیل میں آنے اور ایک کردار کے طور پر کھیلنے کی صلاحیت رکھتی ہیں، زیادہ تر معاملات میں وہ انسانی کردار کے طور پر کھیلتے ہیں لیکن اس اوتار کے پیچھے ایک غیر انسانی شعور ہے۔

میں نے کہا: "یہ کیا حقیقت ہے جس میں ہم رہتے ہیں؟ کیا یہ ہمارے خیالات کا مجموعہ ہیں؟ یا ہمارے خیالات حقیقت کو متاثر کر رہے ہیں؟ کیا یہ وہم ہے جو ہمارے خیالات کی پیداوار ہے؟ "The Mysterious Strangers" نامی ایک کتاب ہے جس میں مرکزی کردار شیطان کہتا ہے: 'خالی جگہ کے علاوہ کچھ بھی موجود نہیں ہے اور آپ... آپ آپ نہیں ہیں، آپ کا نہ کوئی جسم ہے، نہ خون ہے، نہ کوئی ہڈیاں، آپ صرف ایک سوچ ہیں۔'' آپ نے فرمایا کہ ہم خواب یا وہم میں رہتے ہیں اور خواب انسانی سوچ کی پیداوار ہیں، جی؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جی ہاں بیٹے، ہر چیز پیدا ہو سکتی ہے۔"

میں نے کہا: "فکروں سے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "فکروں سے نہیں، میں تمہیں ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ الہی الہام یا اچانک خیال جو تمہیں آتا ہے۔"

میں نے کہا: "اس کا کیا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ چیزوں کی پیدائش ہے، تم ہی اس کو جنم دینے والے ہو۔ کیا تم نے مثال کے طور پر یہ نہیں سنا کہ 'نیکی کی امید رکھو اور تمہیں وہ مل جائے گا'؟ اور اس کے برعکس بھی سچ ہے۔"

امام(منہ السلام) یہاں فرماتے ہیں کہ اگرچہ ہمارے خیالات نے یہ میٹرکس نہیں بنایا ہے جس میں ہم رہتے ہیں، لیکن ہم اپنے خیالات، توقعات اور خیالات کے ذریعے ایک خاص حد تک ان واقعات کو متاثر کرتے ہیں جن کا ہمیں اس حقیقت میں سامنا ہے۔

میں نے کہا: "لیکن میرا مطلب یہ ہے کہ وہ چہرے جو لوگوں کے ہیں، جے رنگ ہیں اور شکلیں ہیں۔ مثال کے طور پر اگر میں سبز رنگ کو دیکھوں اور اسے سبز کہوں تو کیا آدم (علیہ السلام) اسے نارنجی کے طور پر دیکھتے ہیں؟ لیکن اس کے ذہن میں نارنجی کو سبز کہا جاتا ہے۔ یا ہم ایک ہی لفظ کہتے ہیں اور مختلف چیزوں کی وضاحت کر رہے ہوتے ہیں۔ کیا تمام انسان حقیقت کو ایک ہی

طریقے سے دیکھتے ہیں یا کیا ہم ہر ایک حقیقت کو اپنے دماغ کی عینک سے دیکھتے ہیں اور ہم ہر ایک اپنی بنائی ہوئی تصویریں دیکھتے ہیں جو ہمارے دماغ نے تخلیق کی ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اب ہو سکتا ہے تم ایک شخص کو پسند کرو اور کوئی دوسرا اسے پسند نہ کرے۔ حالانکہ تم دونوں اس شخص سے پہلی بار ملے ہو اور تم دونوں اس شخص کو پہلے نہیں جانتے تھے۔ آپ اسے کیوں پسند کرتے ہیں اور کوئی اور پسند کیوں نہیں کرتا؟"

میں نے کہا: "یہ سوال ہے، کیا ہم دونوں ایک ہی چیز اور ایک ہی شخص کو دیکھ رہے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم میں سے ہر کوئی کچھ نہ کچھ دیکھ رہا ہے اور سب اس پر متفق نہیں ہیں اس چیز پر جو سب نے دیکھی ہے۔ یہ تمہارے سوال کا جواب ہے، یعنی، تم درست ہو۔"

میں نے کہا: "سبحان اللہ، پھر حقیقت کو ذہن کی عینک سے دیکھا جاتا ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، میں تمہیں ایک چھوٹی سی بات سوچنے کے لیے بتاتا ہوں، جب تک کہ ہم دوبارہ ملیں۔ کیا انسانی آنکھ چیزوں کو ویسا ہی دیکھتی ہے جیسے وہ ہیں یا یہ دیکھتی ہے کہ دماغ اس کی کیا تشریح کرتا ہے؟ اور کیا وہ شخص جو اپنا دماغ کھو بیٹھا ہے، وہ پاگل ہے، جیسا کہ سمجھدار شخص دیکھتا ہے، یا وہ دوسری چیزوں کو دیکھتا ہے؟ اور کیوں؟ مطلب، کیا ایک پاگل آدمی سرخ سیب کو سرخ سیب کے طور پر دیکھتا ہے یا اسے خار پشت کے طور پر دیکھتا ہے؟ اور کیا دیوانے کو معلوم ہے کہ وہ پاگل ہے؟"

میں نے کہا: "جیسے کوئی شخص اندھیرے میں کسی کو دیکھتا ہے اور پھر قریب جاتا ہے اور دیکھتا ہے کہ یہ صرف کپڑے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اس کے بارے میں سوچو اور اس پر غور و فکر کرو، جب تک میں تمہیں اگلی بار نہ دیکھوں۔"

امام (منہ السلام) نے مجھے اس بات کی تصدیق کی کہ بنیادی حقیقت ہر شخص کے لیے مختلف ہوتی ہے۔

رنگ، مادہ، اشیاء سبھی مختلف لوگوں کو مختلف نظر آتے ہیں اور یہاں تک کہ الفاظ کے مختلف معنی ہوتے ہیں مختلف لوگوں کے لیے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے مختلف ذوق اور مختلف آراء ہیں۔

"میں دنیا ہوں۔ جو میرے پیچھے بھاگے گا وہ گر جائے گا۔"

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے ایک دن مجھے بلایا اور فرمائے:

"مومنوں سے کہو کہ اس فانی جہان کے فریب سے دور رہیں، کیونکہ خدا کی قسم اس کی کوئی قیمت نہیں ہے، لہذا یہ تمہیں بے وقوف نہ بنائے۔ میں تمہیں ایک تمثیل سناتا ہوں جو تم اپنے بھائیوں کو بتا سکتے ہو، شاید وہ اس سے دھیان لیں۔ ایک دفعہ ایک اکلوتا جوان لڑکا تھا جس کا ایک امیر باپ تھا۔ ایک دن بیٹا اپنے باپ کے پاس گیا اور ان سے بولا: "ابا جی، مجھے ایک نوجوان لڑکی سے محبت ہو گئی ہے جو بہت خوبصورت ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ میری شادی اس سے کر دیں۔'' تو باپ بہت خوش ہوا اور انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا : 'چلو چلتے ہیں تمہاری منگنی اس سے کرائیں، میرے بیٹے !"

چنانچہ باپ بیٹا اس خوبصورت عورت کے گھر گئے اور جب باپ نے جوان لڑکی کو دیکھا تو حیران رہ گیا اور اس کی خوبصورتی سے متاثر ہو کر اسے پسند کر لیا اور لالچی ہو گیا اور اپنے بیٹے سے کہا: "اے میرے بیٹے ! یہ لڑکی تمہارے لیے اچھی نہیں ہے، کیونکہ وہ بہت خوبصورت ہے اور ایک امیر آدمی کی مستحق ہے جو اسے خوش کرنے کے قابل ہو۔ میں اس سے شادی کروں گا۔''

چنانچہ باپ بیٹے کے بیچ جھگڑا ہوا اور وہ تھانے گئے تاکہ افسر ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ افسر نے ان سے کہا: 'کیا بات ہے؟' تو انہوں نے اسے کہانی سنائی اور افسر نے کہا: "چلو ہم اس لڑکی کو بلائیں اور اس سے پوچھیں کہ وہ کس کو چاہتی ہے۔"

چنانچہ افسر نے لڑکی کو بلوایا اور جب وہ پہنچی تو افسر اس کی خوبصورتی سے دنگ رہ گیا اور اس نے باپ اور بیٹے سے کہا: 'یہ لڑکی نہ آپ کے لیے اچھی ہے، اور نہ آپ کے لیے، یہ عورت صرف اس مرد کے ساتھ رہ سکتی ہے جس کے پاس اختیار، طاقت اور پیسہ ہو۔" تو اس نے کہا: "اور اس لیے میں اس سے شادی کروں گا۔'' چنانچہ وہ سب آپس میں لڑ پڑے اور انہوں نے اپنی

آوازیں بلند کیں اور وہ چیخ رہے تھے اور شہر کے رئیس بلدیہ نے سنا کہ کوئی مسئلہ ہے تو اس نے کہا کہ سب لوگ آئیں اور ترتیب سے اس کے سامنے حاضر ہوں تاکہ وہ اس کی تحقیقات کر سکے۔

چنانچہ جھگڑا کرنے والے تمام فریق، باپ، بیٹا اور افسر، وہ سب رئیس بلدیہ کے پاس پہنچے۔ رئیس بلدیہ نے ان سے کہا: 'آئیے اس لڑکی کو دیکھتے ہیں جس کی وجہ سے یہ سب ہوا ہے۔' تو اس نے لڑکی کو بلوا دیا۔ اس کے آنے پر رئیس بلدیہ اس کی انتہائی خوبصورتی پر حیران رہ گیا اور باقیوں کی طرح اس عورت کے سبب ان سے جھگڑنے لگا۔

اس کے بعد تمام افراد بادشاہ کے پاس گئے اور جو کچھ ہوا تھا اس کے بارے میں ملک کے بادشاہ کو بتایا، اور ہر بار کی طرح اس بار بھی بادشاہ نے لڑکی کو حاضر ہونے کی درخواست کی اور جب اس نے اس پر نظر ڈالی تو اس نے کہا: "یہ لڑکی نہ آپ کے لئے ہے، نہ آپ کے لیے، نہ آپ کے لئے اور نہ ہی آپ کے لئے، کوئی بھی اس لڑکی کا مستحق نہیں ہے سوائے کسی ملک کے بادشاہ کے تاکہ وہ اسے شہزادی کی زندگی دے سکے۔"

چنانچہ وہ سب جھگڑ پڑے اور یہیں لڑکی نے کہا: 'میرے پاس اس کا حل ہے۔"

انہوں نے اس سے کہا: 'تمہارا حل کیا ہے؟' اس نے کہا: 'میں بھاگوں گی اور تم سب میرے پیچھے بھاگو، اور جو مجھے پہلے پکڑے گا، میں اس کی ہو جاؤں گی اور میں اس سے شادی کروں گی۔''

چنانچہ سب نے اتفاق کیا اور خوبصورت لڑکی دوڑی اور وہ سب اس کے پیچھے دوڑے۔ اور اچانک سب گر گئے، باپ، بیٹا، افسر، رئیس، اور بادشاہ، سب زمین میں ایک بڑے گڑھے میں گر گئے۔ لڑکی ان کی طرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی: "میں دنیا ہوں، جو بھی میرے پیچھے دوڑتا ہے، وہ بنا توقع رکھے ہوئے اور گناہ سے بھرے ہوئے قبر میں گر پڑے گا۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "پس خدا کی قسم میرے بیٹو، اس دنیا کو چھوڑ دو، تم محسوس نہیں کرو گے، اور ایک دن اچانک پاؤ گے کہ تمہاری زندگی ختم ہو گئی ہے اور تم بوڑھے ہو گئے ہو، اور گناہوں اور برائیوں سے بھرے ہوے ہو، اور تمہارے لیے اس کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا کہ تم بیمار ہو جاؤ اور ذلت اور تکالیف کا سامنا کرو، اللہ آپ کو کامیابی عطا فرمائے۔

ہاں خدا کی قسم، یہ ایک مبہم دنیا ہے جس کی کوئی قیمت نہیں ہے، اور میں یہ اس لیے کہتا ہوں کہ میں ان دنوں کچھ لوگوں کو اس خوبصورت عورت کا پیچھا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے دیکھتا ہوں، یہ دنیا میک اپ کرنے والی عورت کی طرح ہے، اگر وہ میک اپ اتارے، اس کی خامیاں اور نقائص ظاہر ہوتے ہیں۔"

کیونکہ حقیقت حقیقی نہیں ہے، اس لیے اس کا پیچھا کرتے ہوئے اپنی زندگی برباد کرنا اور اس کی فکر کرنا ایک ایسے شخص کی طرح ہو گا جو ویڈیو گیم کھیلنے بیٹھا ہے اور گیم میں جس کردار کو وہ ادا کر رہا ہے اس کا خاندان مر جاتا ہے اور پھر وہ اپنی حقیقی زندگی کو روتے ہوئے گزار دیتا ہے۔ (یہ تو ایک ضایع زندگی کی طرح ہوگی) کیونکہ یہ ایک وہم ہے اور حقیقی نہیں ہے۔ یہ دنیا وہی ہے، اسی لیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا خدا کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے۔[284]

"تمہارے اندر پوری کائنات ہے"

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے کہا: "جب آپ جسم کے خلیوں کو خوردبین سے دیکھتے ہیں تو آپ دنیا اور مخلوقات اور سیارے اور چیزیں جو خلا اور سیاروں اور ستاروں سے مشابہت رکھتی ہیں، دیکھتے ہیں۔"

[284] رسول اللہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، اگر دنیا خدا تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے ایک پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ کافر اور غیر اخلاقی کو اس سے پانی کا ایک گھونٹ بھی نہیں دیتا۔" الامالی، الطوسی، ص۔ ۵۳۰

تو امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کیا تم اپنے آپ کو ایک چھوٹی سی ہستی سمجھتے ہو جب کہ تمھارے اندر پوری کائنات سمائی ہوئی ہے؟"[285]

میں نے کہا: "سبحان اللہ، پھر سوال یہ ہے کہ ہم کہاں ہیں، میرے والد؟ کیا ہم ایک بڑے جسم کے خلیے کے اندر رہتے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ ایک دنیا کے اندر ایک دنیا، ہے، جو کہ لامحدود حدوں تک چلتی ہے۔"

تو میں حیران ہوا اور میں نے کہا: "کیا ہم ایک انسان کے اندر ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "تم بہت پر امید ہو، کیا انسان؟ یہ سب ایک چھوٹے سے خلیے کے اندر ہے۔"

میں نے کہا: "ساری کائنات ایک خلیے کے اندر ہے؟ کس چیز کے خلیے میں، میرے والد، میری جان آپ پر قربان ہو؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "ایک چھوٹے سے مچھر کی پشت پر ایک خلیہ، جس کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔"

میں نے کہا: "مچھر کی پشت پر؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔"

چنانچہ میں نے فوراً خدا کو ایک لمبا سجدہ کیا اور میں نے اٹھ کر امام سے کہا: "واہ! یہ تمام جنگیں اور قتل و غارت اور وہ سب کچھ جو اقتدار پانے کے لیے ہوا ہے، اور آخر میں یہ سب ایک مچھر کی پشت پر ایک خلیے پر تھا! واہ!"

تو امام (منہ السلام) مسکرائے اور پھر میں نے کہا: "کیا قرآن کی آیت کا یہی مطلب ہے: 'اللہ ہرگز اس سے نہیں شرماتا کہ کوئی سی مثال پیش کرے جیسے مچھر کی بلکہ اُس کی بھی جو اُس کے اوپر ہے...'[286]

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "ہاں، بالکل۔"

میں نے صدمے سے کہا: "سبحان اللہ، یہ کیا عظمت ہے، یہ راتوں میں سے ایک عظیم رات ہے، آپ کتنے عظیم ہیں!"

تو امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم بابرکت ہو، میرے بیٹے۔"

---

[285] اعیان الشیعہ، السید محسن الامین، جزء ۱، صفحہ ۵۵۲

[286] قرآن مجید، سورہ بقرہ، آیت ۲۶

''خدا کے کلام کو بلند کرو اور فتح حاصل کرو''

میں نے کہا: "جس طرح اس دنیا میں مچھر موجود ہیں اور پھر بھی ہم ایک بڑے مچھر کے خلیے کے اندر ہیں، کیا اس دنیا میں جس میں مچھر موجود ہے، ہمارے بھی بڑی نقلیں موجود ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، موجود ہیں۔"

میں نے کہا: "اصل کون ہیں، ہم یا وہ؟ وہ وہاں کیا کر رہے ہیں؟ کیا خروج (امام کا) اور الٰہی عادل ریاست بھی ہے اور یہ سب چیزیں جو ہم یہاں کر رہے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے بیٹے، ان جہانوں کی گہرائیوں میں نہ ڈوبو، یہ تمہیں تھکا دے گی، ان جہانوں کو چھوڑ کر خدا کا کلام بلند کرو اور فتح حاصل کرو۔"

پندرہواں باب

نور اور تاریکی کو جاننے میں

"اعلیٰ درجوں پر نور کی طاقتیں غضب کے تمام شیاطین کو الجھاتی ہیں"

مانی نے اپنے آپ کو 'نور کا رسول' کہا تھا اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے آپ کو 'اس دنیا کی روشنی' کہی تھی۔ مانی (علیہ السلام) نے سکھایا تھا کہ ابتدا میں خدا نے روشنی کی دنیا بنائی، اور یہ کہ تاریکی کے دائرے نور کو چاہتے تھے۔ خدا نے روشنی کے ایک پیغمبر کو اندھیرے کی طرف بھیجا، لیکن وہ فنا ہو گئے اور ان کا نور تاریکی کے عالم میں یرغمال بنا ہوا تھا اور ہر چیز پر پھیلا ہوا تھا۔ لہٰذا موجود تمام چیزوں میں روشنی اور تاریکی دونوں موجود ہیں ورنہ روشنی کے بغیر کوئی چیز وجود میں نہیں آسکتی اور اندھیرے کے بغیر وہ سراسر نور ہوگا اور خدا کے سوا کوئی مطلق نور نہیں ہے۔ تخلیق کے لیے نور ضروری ہے۔ مانی (علیہ السلام) نے سکھایا کہ اس دنیا کا خالق شریر ہے اور اس نے نور کے بلند عالموں سے روشنی چرا کر مادی دنیا کی تخلیق کی۔

بلکل یہی تعلیم خفیہ طور پر اماموں نے سکھائی تھی (منہم السلام)۔ ایک خفیہ روایت میں ام الکتاب نامی کتاب میں امام الباقر (منہ السلام) اپنے ساتھی جابر سے دنیا کی تخلیق کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اعلیٰ بادشاہ نے ازازیل کو روشنی عطا کی، اور اس روشنی کو استعمال کرتے ہوئے اس نے اپنی تخلیقات کو شکل دی۔ اس کی تصویر میں اس نے روحیں بنائیں۔ بادشاہ نے اسے اس عمل پر ٹوکا۔ عزازیل نے اپنی جگہ، مدت اور روح کو وجود میں لانے کا نعرہ لگایا، اور بادشاہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا کہ کتنے۔ اعلیٰ بادشاہ نے عزازیل سے کہا: 'شیخ، مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو اور میں کیا ہوں اور یہ تمام مخلوقات کیا ہیں؟' عزازیل نے جواب دیا: 'تم ایک خدا ہو اور میں ایک خدا ہوں، اور یہ تمام روحیں ہم دونوں نے بنائی ہیں۔'' اعلیٰ بادشاہ نے کہا: "دو خدا نہیں ہو سکتے۔ تم میری تخلیق ہو۔ میں وہ ہوں جس نے ان روحوں کو خدا کے کلام کی تکمیل میں بنایا ہے۔ {میں مٹی سے ایک شخص پیدا کروں گا۔} عزازیل نے کہا: 'میں نے جو بنایا ہے وہ آپ سے زیادہ ہے۔ ہاں، میں نے تم سے دس گنا زیادہ بنایا ہے۔ تم اپنی الوہیت کا دعویٰ کرنے کی جرأت کیسے کر سکتے ہو؟'' اعلیٰ بادشاہ نے عزازیل کی روشنی کو پکڑ کر کہا: "یہ مخلوقات جو تم نے بنائی ہیں میں نے بھی بنائی ہیں۔ اگر میں نے وہ تحفہ واپس لے لیا جو میں نے تم کو قرض دیا تھا تو تم کیسے پیدا کرو گے؟'' اس نے عزازیل سے نور لیا جو اس نے اسے اور اس سے بننے والی مخلوقات کو قرض دیا اور اس نے ایک سفید سمندر کا گنبد زمینی آسمان کے نیلے گنبد سے ہزار گنا بڑا بنایا۔ اس نے ۱۲۴،۰۰۰ چراغ بنائے، ٹمٹماتے موم بتیاں، اور چمکتی ہوئی روشنیاں ظاہر کیں، اور سفید کرسٹل سے محلات اور قلعوں کو ۱۰۰،۰۰۰ رنگوں میں رنگین کیا، اور اس نے انہیں زندگی کے پانی کی بہتی ندیوں سے آراستہ کیا اور دریا کے کناروں کو توبا درخت سے آراستہ کیا۔ درخت کی شاخوں میں

شاہی فینکس بیٹھتا تھا، اور اس کے سائے میں نوجوان اور لڑکے تھے۔ سفید فالکن، دلدل، بوراق اور شیر اس سفید کرہ کو مزین کرتے تھے۔ شاخوں پر اس نے جنگلی کبوتر، کھلک اور شبلی پیدا کیے، جو کہ ناقابل تفصیل ہیں۔{اس جیسا کچھ نہیں بنایا گیا تھا۔ وہی سننے اور دیکھنے والا ہے۔} بادشاہِ اعلیٰ نے سفید گنبد کو اس کی تمام تر خوبصورتی کے ساتھ وضع کرنے کے بعد، عزازیل سے کہا: 'ایک اور سمندر بنا جو میرے بنائے ہوئے سمندر کے برابر ہو۔' بادشاہِ اعلیٰ کے یہ کہنے کے بعد عزازیل حیران ہوگیا۔ وہ ایسی تخلیق نہیں کر سکتا تھا۔ اور جیسا کہ لکھا ہے، {جو ایمان نہیں لاتے وہ نابود ہیں۔} اور {خدا اُن کی رہنمائی نہیں کرتا جو اُس پر ایمان نہیں رکھتے۔}[287]

میں نے امام (منہ السلام) سے ابلیس کے بارے میں پوچھا:
"کیا ابلیس نے خدا کی حاکمیت کو چیلنج کیا تھا کہ وہ اس کے ساتھ جنگ کرنا چاہتا تھا جب کہ وہ اس پر ایمان رکھتا تھا، یا ابلیس کے اعمال خدا سے محبت اور آدم (علیہ السلام) سے حسد کی وجہ سے تھے؟"

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "اگر میں تم سے کہوں کہ ابلیس تمام مخلوقات میں خدا کی صلاحیتوں کو سب سے زیادہ جانتا ہے، تو حیران نہ ہو۔ یہ حسد کی وجہ سے تھا، بیٹا۔ حسد ایک بہت بڑی برائی ہے جو کچھ نہیں چھوڑتی سوائے اس کے کہ اسے کھا جائے۔ اور حسد کے ساتھ ساتھ طاقت، اختیار، بادشاہت اور انا کی محبت، سب نے ابلیس کو زوال کا سبب بنایا۔"
میں نے ان سے پوچھا (منہ السلام): "گرنے سے پہلے اس کا درجہ کیا تھا؟"
انہوں نے (منہ السلام) جواب دیا: "کیا تم جانتے ہو کہ ابلیس نام کا کیا مطلب ہے؟"
میں نے کہا: "خدا کی رحمت سے مایوس؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں، یہ اس طرح لکھا گیا ہے (اب لیس) اور اس طرح (ابلیس) نہیں، 'اب' کا مطلب ہے ولدیت، 'لیس' کا مطلب ہے تخلیق، تخلیق کا باپ۔"

[287] الغنوصیہ فی الاسلام، ھایسن ھالم، صفحہ ۱۱۱-۱۱۲

میں نے ان سے پوچھا: "کیا ابلیس نے مخلوق کو پیدا کیا؟"

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں، یہ وہ نام تھا جو فرشتوں نے اس کو اس سے شدید محبت کی بنا پر دیا تھا۔"

میں نے ان سے پوچھا: "میرے والد، میرے علم کو بڑھائیں، پھر ابلیس کو تخلیق کا باپ کیوں کہا گیا، کیا اسی نے مادہ کو پیدا کیا؟"

تو آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "میں تم سے ایک سوال پوچھتا ہوں، جبرائیل کا کیا مطلب ہے؟"

میں نے جواب دیا: "خدا کی طاقت یا خدا کی صلاحیت۔"

تو آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "اچھا، شیطان کا کیا مطلب ہے؟"

میں نے کہا: "میرے پاس کوئی علم نہیں سوائے اس کے جو آپ مجھے سکھاتے ہیں۔"

تو آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "شئ-طان، طان کا مطلب ہے مٹی، مٹی کی کوئی چیز۔"

میں نے ان سے پوچھا (منہ السلام): "تو پھر ابلیس نے جسمانی اجسام بنائے اور محمد اور آل محمد (منہم السلام) نوری اجسام بنانے والے ہیں؟"

تو آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "بالکل، یہی ہے بیٹا، اور ابلیس اس وقت خوش ہے کہ ہم اس کے بارے میں بات کر رہے ہیں، وہ دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس نے کوئی بڑا کام کیا ہے۔"

میں نے ان سے (منہ السلام) پوچھا: "اس کی وجہ یا سبب کیا ہے کہ اس کے پاس تمام مخلوقات میں سے صرف اس کے پاس یہ طاقت تھی؟"

تو آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "کیونکہ وہ ان سب میں سب سے زیادہ ایمان رکھتا تھا اور جیسا کہ تم جانتے ہو کہ خدا اس کا بدلہ دیتا ہے، چاہے اس نے اپنے اندر کیا چھپا رکھا ہو۔"

میں نے ان سے پوچھا (منہ السلام): "چونکہ اسے تمام مادی مخلوقات اور تمام مادی دنیا پر اختیار اور ذمہ داری دی گئی تھی، اس لیے جب ابلیس گرا تو اس کی جگہ کس نے لی؟"

تو انہوں نے (منہ السلام) کہا: "میں تم سے سچ کہتا ہوں، شاید تم چونک جاؤ، اس کی جگہ کوئی نہیں لے سکا۔ کاش کہ تخلیق سمجھے کہ غلطیوں میں کتنا خطرہ ہے۔ غلطیاں نیکیوں کو چھین لیتی ہیں، غلطیاں کتنی سنگین ہیں، ابلیس جیسی مخلوق اور اس کا انتہائی اعلیٰ مقام، اور ذرا یہ دیکھو کہ وہ کس طرح بلند ترین چوٹیوں سے پستی کی پستی میں گر گیا۔ اس کے بارے میں سوچو اور تمہیں یہ ایک بہت عظیم اور بہت سنجیدہ معاملہ لگے گا۔"

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا: "تو کوئی بھی، نہ محمد، نہ علی اور نہ ہی کوئی اور اس قابل تھا کہ ان کی جگہ لے سکے؟"

تو انہوں نے (منہ السلام) فرمایا: "ایک بھی مخلوق نہیں۔ وہ انتہائی عظیم تھا، اور وہ ایک واضح دشمن میں تبدیل ہو گیا۔"

میں نے امام سے پوچھا: "کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ خدا کو شکست دے سکتا ہے؟"

تو امام احمد الحسن (منہ السلام) نے جواب دیا: "نہیں، وہ جانتا ہے کہ وہ ایسا نہیں کر سکتا ہے اور وہ یہ بات ہر مخلوق سے بہتر جانتا ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ وہ ہر رات روتا ہے، وہ اس عذاب سے ڈر کر روتا ہے کہ عذاب اسے پکڑے گا۔ اس کا غرور اسے اس طرف لے گیا، اس کے بارے میں لوگوں سے بات کرو، انہیں سمجھاؤ۔"

چنانچہ حضرت مانی (علیہ السلام) اور آل محمد (منہم السلام) نے سکھایا کہ ابلیس نے مادی دنیا کو تخلیق کیا اور مادی دنیا کو نور کی اولاد اور تاریکی کی اولاد میں تقسیم کیا گیا ہے۔ آدم (علیہ السلام) کی اولاد اور ابلیس کی اولاد۔ چونکہ یہ دائرہ جس میں ہم ہیں, تاریکی کا دائرہ ہے, جس میں روشنی پھنسی ہوئی ہے، اس لیے یہ ہمارا مشن ہے کہ اس میں زیادہ سے زیادہ روشنی کو بچایا جائے، تاکہ یہ اپنے منبع کی طرف لوٹ سکے۔ ورنہ روشنی ہمیشہ کے لیے اندھیروں میں پھنس جائے گی۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "دنیا مومن کا قید خانہ ہے۔"[288] تمام مذاہب کا مقصد یہی رہا ہے کہ چاہے یہودیت ہو، عیسائیت، اسلام یا دیگر مذاہب جیسے کہ بدھ مت ہوں یا ہندومت، اپنے اندر کی روح یا نور کو جاری کرنا اور روشنی کو وجود کے اعلیٰ ترین گوشوں میں لوٹانا، چاہے اسے جنت کہا جائے یا نروانا۔

[288] بحار الانوار، علامہ مجلسی، جزء ۷۸، صفحہ ۱۹۴

حضرت مانی (علیہ السلام) نے سکھایا کہ نجات علم کے ذریعے ملتا ہے، اور بری تاریکی پر نیک روشنی کی فتح کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔ مادی دنیا پر بری طاقتوں اور تاریکی کی قوتوں کا غلبہ ہے جس کا خاتمہ ضروری ہے۔ مانی (علیہ السلام) نے یہ بھی سکھایا کہ کوئی بھی ایسی چیزوں کے استعمال سے زیادہ روشنی حاصل کرسکتا ہے جن میں زیادہ روشنی ہوتی ہے، اس طرح ہمارے اندر روشنی بڑھتی ہے۔ اور اس کے برعکس، ان چیزوں کے استعمال سے جن میں زیادہ اندھیرا ہوتا ہے، ہم اپنے اندر اندھیرے کو بڑھا دیتے ہیں۔ لہذا، وہ اس کے بارے میں بہت محتاط تھے کہ وہ کیا کھاتے تھے، اور انہوں نے اپنے پیروکاروں کے لئے ایک سخت غذائی نظام قائم کیا۔ نیک اعمال سے روح کی روشنی میں اضافہ کیا جا سکتا ہے، جبکہ پودے کھانے سے جسم کی روشنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ جانوروں کے گوشت کو کھانے سے فائدہ نہیں تھا کیونکہ ان میں روشنی کی تھوڑی مقدار ہوتی ہے۔

"نور کے بغیر تاریکی وجود میں نہیں آسکتی"

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا: "مانی (علیہ السلام) نے لکھا تھا کہ پھلوں کا رس پانی ہے یا روشنی سے ملا ہوا مادہ، اور صرف پانی ہی مادہ ہے۔ مجھے کچھ علوی روایات ملی ہیں جن میں وہ شراب کو "عبدالنور"[289] کہتے ہیں۔ اور شراب پھلوں سے ہے. کیا یہ سچ ہے کہ اس میں روشنی ہوتی ہے؟"[290]

---

[289] عربی میں 'عبدالنور' کا ترجمہ 'روشنی کا خادم' ہے

[290] بشار الشعیری سے مروی ہے کہ: "میں نے اپنے آقا الصادق سے پوچھا: کیا شراب حلال ہے یا حرام؟"، تو آپ نے فرمایا: "اے بشار، شراب تو ہماری روشنیوں سے ایک روشنی ہے۔ پس ہماری روشنیوں سے پیو اور ہمارے پھلوں میں سے کھاؤ، اور ہماری خبروں کے بارے میں بات کرو، یہ تمہارے لیے تمہارے درمیان حلال ہے لیکن تمہارے لیے غیروں کے سامنے حرام ہے۔"

"میں نے کہا: اے میرے آقا، میرے لیے اس کی وضاحت فرما دیں، تاکہ میں اسے آپ سے سنوں اور کسی اور سے نہیں۔

امام الصادق (منہ السلام) نے فرمایا: "اے بشار، جہاں تک شراب کا معاملہ ہے، یہ ہماری روشنیوں میں سے ایک نور ہے، اگر تم کسی شخص کو شراب پیتے ہوئے دیکھو اور اس کا چہرہ روشن ہو جائے اور اس کا رنگ چمک اٹھے اور اس کے فرشتے پرسکون ہو جائیں اور ظاہر ہو جائیں، اور اس کی طرف سے ہمدردی اور محبت اور اپنے بھائیوں کے لیے دعا اور اپنے مالک کے بارے میں نیکی اور شکر ادائیگی کے ساتھ کلام کر رہا ہو، اور وہ تسبیح اور بڑائی (تہلیل) کر رہا ہو، تو روشنی نور سے ملی ہوگی کیونکہ شراب نور ہے۔ اور اس شخص کا نور نور ہے، لہذا اس سے دوستی کرو اور اسے تلاش کرو کیونکہ اس میں کچھ علم ہے"

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے جواب دیا: "ہاں بیٹا، یہ صحیح ہے۔"

امام (منہ السلام) نے مزید فرمایا کہ ہر چیز کے وجود کے لیے اس میں کوئی نہ کوئی روشنی ہونی چاہیے اور انہوں نے فرمایا: "تاریکی روشنی کے بغیر وجود میں نہیں آسکتی ہے۔"

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "آپ کے آس پاس کی ہر چیز ایک خاص مقدار میں توانائی خارج کرتی ہے۔ اس میں سے کچھ منفی ہے اور اس میں سے کچھ مثبت، لیکن عام طور پر منفی آپ کو اس وقت تک متاثر نہیں کرے گی جب تک کہ آپ کو مسلسل اس کا سامنا نہ ہو۔ میرے بیٹے، مثال کے طور پر، کوا اور اس کا گھونسلہ، کوا ایک خاص قسم کی توانائی لے کر جاتا ہے اور وہ اس توانائی کا تھوڑا سا حصہ اپنے جسم سے بغیر جانے خارج کرتا ہے۔ ان رطوبات یا توانائی سے کوا فائدہ نہیں اٹھاتا بلکہ انسان اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔

اُلّو کے ساتھ یہی سلسلہ ہے، یہ توانائی پرندے کے گھونسلے میں مرتکز ہوتی ہے اور گھونسلے میں ہی آباد رہتی ہے۔ گھونسلے کو کسی خاص طریقے سے چھونے سے یا گھونسلے کو رکھ کر انسان اس توانائی میں سے کچھ لے سکتا ہے۔

اس طرح دماغ کے بعض حصوں یا روح کے کناروں کو چند منٹ یا شاید چند لمحوں کے لیے اس کی قید سے رہائی مل سکتی ہے۔ اس دوران وہ شخص اس کے علاوہ کچھ مخلوقات یا جہانوں کو دیکھنے کے قابل ہو سکتا ہے اور پھر جب توانائی ختم ہو جائے گی تو سب کچھ معمول پر آجائے گا۔

نوٹ: امام (ان کی طرف سے سلامتی ہے) واضح طور پر نشہ کرنے یا بے حیائی کے اجتماعات کو فروغ دینے کی وکالت نہیں کر رہے ہیں۔ وہ محبت کی حالت میں مصروف مومن ساتھیوں کے ساتھ کنٹرول اور نظم و ضبط کے اجتماعات کے بارے میں بات کر رہے ہیں، خدا کو یاد کرنے کے لیے، اور الٰہی علم اور حکمت کا اشتراک کرنے کے لیے، جو انسان کو مزید روشنی سے بھر دے۔ ہم پچھلے عہد ناموں میں شراب کے استعمال کی مرکزیت دیکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر، سبت کے کھانے کے حصے کے طور پر شراب کا استعمال، اور یوکرسٹ میں روٹی اور شراب کا تقدس۔ قرآن میں "آسمانی شراب" کا بھی ذکر ہے۔ اس کتاب کے ساتوے باب میں محمدی عہد کے تحت بدکاری اور شرابی کی ممانعت پر گفتگو کی گئی ہے۔]

میرے بیٹے، میں تمہیں وہ بات بتاتا ہوں جو انبیاء اور صالحین کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور وہ جنہیں اللہ نے چاہا کہ وہ جانیں۔ چرس، ہیروئن، ہاپس اور دیگر پودوں کو لوگ نشہ آور سمجھتے ہیں اور وہ ان پودوں کی حقیقت نہیں جانتے۔ یہ پودے بڑی مقدار میں توانائی اٹھاتے ہیں، ان میں سے کچھ منفی توانائی اٹھاتے ہیں، اور دوسروں میں مثبت توانائی ہوتی ہے جو کہ انسان کو دوسری دنیاوں میں لے جا سکتی ہے جو ہمارے ساتھ منسلک ہیں۔

لوگ کسی ایسے شخص کو دیکھیں گے جو ان پودوں کے زیر اثر ہو یا وہ بے ہوش یا بے خبر ہو جبکہ حقیقت میں وہ کسی دوسری دنیا میں گیا ہوا ہوتا ہے۔ اس کے آس پاس کے لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ نشے میں ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا ہے۔ اور جب کوئی شخص زیادہ مقدار لینے سے مر جاتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس نے در حقیقت اتنی دور دراز دنیاوں کا سفر کی ہوتا ہے جہاں سے وہ واپس نہیں آسکتا۔"

چنانچہ یہاں امام احمد الحسن (منہ السلام) مزید واضح کرتے ہیں کہ بعض پودوں یا مادوں کے اندر موجود روشنی یا توانائی ہمارے دماغ اور روح کو دوسرے دائروں میں لے جا سکتی ہے۔ اس لیے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ ایک انسان جو بعض پودوں یا مادوں سے روشنی کا استعمال کرتا ہے وہ اپنے دماغ اور روح کو ایک حقیقت سے دوسری حقیقت تک پہنچا سکتا ہے۔ یہ ان مختلف پودوں اور مادوں میں توانائی یا روشنی بھی ہوتی ہے جو انسان کے لیے علاج یا فائدہ پہنچانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ ہم لوگوں کو مذکورہ پودوں یا مادوں میں سے کسی کو استعمال کرنے کی ترغیب نہیں دے رہے ہیں بلکہ ہم اپنے مذہب کے نقطہ نظر سے اس کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔

ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ جب کہ لوگ ان کو نشہ آور مانتے ہیں، لیکن وہ نہیں ہوتے ہیں، بلکہ شعور کی بدلی ہوئی حالتیں ہوتی ہیں۔ پودوں اور مادوں کی پیداوار انسان کو دوسرے جہتوں اور حقیقتوں میں سفر کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ ہمارے مذہب کا حصہ بننے کے لیے کسی شخص کو اس کا استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اور نہ ہی اسے خدا نے ایسا کرنے سے منع کیا ہے۔ لیکن امام احمد الحسن (منہ السلام) نے اس بات پر زور دیا کہ ان کا لینا خطرناک اور ممکنہ طور پر مہلک ہے کیونکہ اس کا نتیجہ یہ نکل سکتا ہے کہ روح وجود کے دوسرے جہاز میں جانے کے بعد جسم میں واپس نہیں جا سکتی۔ یہ بھی سچ ہے کہ ان مادوں اور

پودوں کے زیر اثر انسان اگر صحیح طریقے سے کام کرے تو وہ اعلیٰ فہم حاصل کر سکتا ہے۔ ہم ان تمام لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں جو اس کتاب کو پڑھتے ہیں اور ان سچائیوں کو جانتے ہیں کہ وہ ذمہ داری سے کام کریں۔

اور اگرچہ ہم انارکی یا قانون شکنی کو فروغ نہیں دے رہے ہیں، لیکن ہمیں یہ کہنا چاہیے کہ معاشرے کے نام نہاد مجرموں کا کردار دین امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں بہت اہم ہوگا۔

ایک دن میں امام احمد الحسن (منہ السلام) سے بات کر رہا تھا اور میں نے ان سے کہا:

"ایسے ہی میرے لوگ ہیں، بہت سے لوگ سابق نشے کے عادی ہیں، ایسے لوگ جنہوں نے عجیب اور برے کام کیے ہیں..."
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ان سب کا استقبال ہے اور میں ان لوگوں کے لیے نہیں آیا جو لمبی داڑھی رکھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور رات بھر عبادت کرتے ہیں اور دن بھر روزہ رکھتے ہیں اور تسبیح کرتے ہیں۔ میں شرابیوں اور زانیوں اور قاتلوں اور مجرموں کے لیے آیا ہوں۔ انہی کے ذریعے میں دین کو بلند کروں گا۔"

اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔

"پس اس کی قوم میں سے اُن سرداروں نے کہا جنہوں نے کفر کیا کہ ہم تو تجھے محض اپنے جیسا ہی ایک بشر دیکھتے ہیں۔ نیز ہم اُس کے سوا تجھے کچھ نہیں دیکھتے کہ جن لوگوں نے تیری پیروی کی ہے وہ بادیٔ النظر میں ہمارے ذلیل ترین لوگ ہیں اور ہم اپنے اوپر تمہاری کوئی فضیلت نہیں سمجھتے بلکہ تمہیں جھوٹے گمان کرتے ہیں۔"[291]

[291] قرآن مجید، سورہ ھود آیت ۲۷

سولہواں باب

انسانی انا کو جاننے میں

"اپنے نفس کو انکار کرو۔"

انسانی انا، جسے 'میں، 'خود، 'انا'، یا 'نفس' کے نام سے جانا جاتا ہے، زیادہ تر مذاہب میں ایک سفلہ ہے۔ یہ بہت شریر طاقت ہے جو ہمیں گرانے کا سبب بنتی ہے۔ ہم نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ "اپنے نفس کو انکار کرو'' اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ "سب سے عظیم جہاد اپنے نفس کے خلاف جہاد ہے۔'' اور ہم نے امام علی (منہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ "ہر انسان کا شیطان اس کا اپنا نفس ہے"۔ زمین پہ آنے والے ہر نبی اور رسول (علیہم السلام) نے خود کی انکاری یا نفس کے خلاف لڑنا، اور شیطانی میلان یا انا کو ختم کرنے کا عقیدہ سکھایا ہے۔ تاہم، "انا" کسے کہتے ہیں؟

امام احمد الحسن نے نفس کے بارے میں فرمایا:

"انا ہمارے کاموں سے پیدا ہوتا ہے۔ ہم اسے اچھا یا برا بناتے ہیں۔ یہ ہمارے اعمال ہیں جو اسے نظم و ضبط کرتے ہیں، اور نفس سینے کے علاقے میں رہتا ہے۔ یہ وہ چیز ہے جسے ہم محسوس کرتے ہیں لیکن دیکھتے نہیں ہیں۔ کیا آپ نے کبھی اسے محسوس کیا ہے؟ کیا آپ اپنے سینے میں کچھ محسوس کرتے ہیں؟ جب بھی آپ اچھی خبر یا پریشان کن خبر سنتے ہیں تو کیا آپ غیر ارادی طور پر اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے ہیں؟ کیا آپ ایسے شخص ہیں جو اپنا ہاتھ اپنے سر یا سینے پر رکھتے ہیں جب وہ کوئی ایسی خبر سنتا ہے جس سے وہ خوش ہو یا غمگین ہو؟ یا جب بھی کوئی خبر سنتا ہے تو اپنی رانوں پر ہاتھ مارتا ہے؟"

امام (منہ السلام) اس بات کو بڑھاتے رہے کہ ہماری غیر ارادی حرکات سے یہ کیسے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کون سا پہلو مضبوط ہے، نفس یا روح:

"جو اپنے سر پر ہاتھ مارتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی روح ان کے نفس سے زیادہ طاقتور ہے۔ اور جس کے نفس اور روح طاقت میں برابر ہوں، وہ ان حالات میں اپنی رانوں کو مارتا ہے۔ اور جس کے پاس ایسا نفس ہو جو اس کی روح سے زیادہ طاقتور ہو وہ اپنے سینے پر ہاتھ مارتا ہے۔

اور نفس حواس کی تشکیل ہے، یہ سننے، دیکھنے، چھونے اور چکھنے کے احساس سے بنتا ہے۔ ان حواس سے ہی نفس بننا شروع ہوتا ہے اور پھر نفس دو حصوں میں بٹ جاتا ہے۔

۱. نیک نفس

۲. برا نفس

مثال کے طور پر، اگر آپ کوئی ایسی بات کریں جو حرام ہو، تو آپ برے نفس کو کھلا رہے ہونگے۔ اگر آپ کسی حرام چیز کو سنیں یا کسی حرام چیز کو دیکھیں تو یہ سب برے نفس کی خوراک ہوگی۔ اس کے برعکس اچھے نفس کے لیے صحیح ہے، یہاں تک کہ آپ اس مقام پر پہنچ جائیں جہاں یا تو آپ اپنے اعمال سے اچھے نفس کو پروان چڑھائیں یا اپنے برے نفس کو اپنے اعمال سے اور ان میں سے ایک دوسرے پر غالب ہو جائے گا اور دوسرے پر قابو پالے گا۔

اور نتیجہ دونوں صورتوں میں معلوم ہوتا ہے۔ اچھے اعمال زیادہ طاقتور ہوتے ہیں، یعنی اچھے عمل کا اثر اچھے نفس پر اس اثر سے زیادہ ہوتا ہے جو برے عمل کے برے نفس پر ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر نیک نفس کو ایک عمل سے دو درجے ملتے ہیں تو برے نفس کو دو برے کاموں سے ایک درجہ ملے گا۔

"اے لوگو ! اپنے ربّ سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان (نفس) سےپیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا. اور پھر ان دونوں میں سے (بہت سے) مَردوں اور عورتوں کو بکثرت پھیلا دیا۔"[292]

یہاں جان اور اس کی ساتھی نیک نفس اور برا نفس ہے، اور ضروری نہیں ہے کہ ہر مخلوق کے پاس نفس ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے انسان بھی ہوتے ہیں جن کے پاس نفس نہیں ہوتا ہے اور صرف روح ہوتی ہے۔ کیونکہ آیت میں کہا گیا ہے: ''بہت سے مرد اور عورتیں'' اور اس میں ''تمام مرد اور عورتیں'' نہیں کہا گیا، بلکہ واضح کیا کہ ایک بڑے گروہ کا نفس ہوتا ہے۔

[292] قرآن مجید، سورہ النساء، آیت نمبر ۱

روح بھی ہمارے اعمال سے متاثر ہوتی ہے، اور یہاں تک کہ اگر صرف ایک اقلیت ہے جس میں صرف روحیں ہیں جن میں کوئی نفس نہیں ہے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ بہتر ہیں۔ وہ اقلیت جس کا نفس نہیں ہے وہ فرشتے ہیں جو انسان بن گئے ہیں۔

اور یہ ایسی چیز ہے جو آج ہمارے پاس ہے۔ ہمارے پاس جبرائیل اور مائیکل اور اسرافیل (علیہم السلام) ہیں اور وہ انسانی شکل میں جنم لے چکے ہیں اور وہ ہمارے درمیان ہیں اور ہر زمانے میں موجود ہیں۔

نفس، نفس مطمئنہ، اور روح کے درمیان فرق

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے نفس اور روح کے فرق کے بارے میں پوچھا۔ امام (منہ السلام) نے جواب دیا:

"روح وہ ہے جو دوبارہ جنم لیتی ہے، جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا کونسا حصہ مرتا ہے؟ جسم مرجاتا ہے اور روح میں ایسی خصوصیات ہوتی ہیں جو اس کے ساتھ رہتی ہیں اور جسم سے دوسرے جسم میں اس کے ساتھ رہتی ہیں۔

میں نے امام (منہ السلام) سے پوچھا: "پھر نفس جسم کے ساتھ مرجاتا ہے، کیا یہ درست ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، صرف نفس مطمئنہ نہیں مرتا۔"

میں نے کہا: "نفس مطمئنہ کیا ہے، میری جان آپ پہ قربان ہو؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "نفس تمام احساسات و جذبات کا جھرمٹ ہے جو ہر مخلوق کے اندر ہوتا ہے۔ نفس مطمئنہ وہ نفس ہے جو نیک روح کے ساتھ ہم آہنگی کی حالت میں ہے، جو اسی جسم میں آباد ہے جس میں وہ آباد ہے۔ اسے نفس مطمئنہ کہا جاتا ہے کیونکہ یہ اس جسم کی روح سے مطمئن ہے۔"

تو میں نے کہا: "تو پھر کیا برا نفس مرتا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جس نفس کو اطمینان نہ ہو، اس کی کوئی قدر نہیں ہے۔"

میں نے پوچھا: "تو وہ کون سی چیز ہے جو ہمیشہ عذاب میں رہتی ہے اگر نفس مرجاتا ہے اور معدوم ہو جاتا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "روح وہ ہے جو ہمیشہ عذاب میں رہتی ہے۔"

میں نے پوچھا: "اور وہ کیا ہے جو جنت میں ہمیشہ زندہ رہتی ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں، وہ روح ہے، اور اس کے ساتھ نفس مطمئنہ ہے، وہ متحد ہو کر ایک ہو جاتے ہیں، نفس کا رب روح ہے: "اے نفسِ مطمئنہ ! اپنے ربّ کی طرف لَوٹ جا، راضی رہتے ہوئے اور رضا پاتے ہوئے۔"[293]

میں نے امام (منہ السلام) سے پوچھا: "اگر روح نفس کا رب ہے تو ان دو فرشتوں کا کیا سلسلہ ہے جو ہماری نیکیوں اور برائیوں کو لکھتے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں تمہارے لیے ایک معلومات کی تصحیح کرتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ یہ دونوں فرشتے کون ہیں؟ وہ دو کان اور دو آنکھیں، دو ہونٹ اور دو ہاتھ، دو پاؤں اور دو خصیے، یہ وہ ہیں جن کو لوگ فرشتے سمجھتے ہیں، یہ تمہارے حواس ہیں۔ دائیں حواس ان اچھے اعمال کو لکھتے ہیں جو آپ کرتے ہیں اور بائیں حواس ان برے اعمال کو تشریح کرتے ہیں جو انسان کرتا ہے۔" کیا تم اپنے آپ کو ایک چھوٹی ہستی سمجھتے ہو، جب کہ تمہارے اندر پوری کائنات سمیٹی ہوئی ہے؟'[294] سلام ہو آپ پر اے امیر المومنین علی ابن ابی طالب۔ میں تمہیں تربیت دوں گا میرے بیٹے، تم ایک عظیم رہنما، باشعور، طاقتور اور مضبوط اور

---

[293] قرآن مجید، سورہ فجر، آیت ۲۷، ۲۸

[294] اعیان الشیعہ، سید محسن الامین، صفحہ ۵۵۲

بہادر، بصیرت اور عقلمند رہنما بنو گے۔ بے شک اللہ حکیم اور عظیم ہے اور اللہ نے انسان کو اپنے نفس پر گواہ اور اپنے نفس پر نگران بنایا ہے۔ اور خدا نے انسان کے جسم کو اپنے اوپر گواہ بنایا۔"

میں نے کہا: "خدا کی ذات پاک ہے، اس کے ساتھ، اللہ تعالیٰ ہر شخص کے گناہوں پر پردہ ڈالتا ہے، سوائے اس کے اپنے نفس کے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بہت خوب، بے شک خدا رحیم ہے اور غلطیوں پر پردہ ڈالنے والا ہے۔"

میں نے مندرجہ ذیل حدیث کے بارے میں پوچھا: "جب اللہ تعالیٰ نے نفس کو پیدا کیا تو پوچھا: میں کون ہوں؟ تو نفس نے جواب دیا: ''میں کون ہوں؟''[295]

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے جواب دیا اور فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ نے نفس کو پیدا کیا تو اس سے کہا کہ اے نفس، میں کون ہوں؟" اور نفس نے جواب دیا "میں"۔

اور یہاں سے ہم جانتے ہیں کہ جب نفس کو پہلی بار تخلیق کیا گیا تو اس نے سوچا کہ یہ خدا ہے۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "سچا مومن اپنی روح کو نفس پر غالب کرتا ہے، مومنوں کو سکھاؤ کہ اگر ان کے بھائیوں میں سے کوئی غلطی کرے تو وہ سب سے پہلے معافی مانگیں، اگرچہ وہ نہ بھی غلط ہوں۔"

نظم و ضبط علم سے زیادہ اہم ہے

امام (منہ السلام) اخلاق، آداب اور اخلاقی نظم و ضبط کی اہمیت کے بارے میں بات کرتے ہیں جو انسانیت کو درپیش تمام چیلنجوں کے لیے ضروری ہوگا۔ یہ تعلیمات کسی بھی الٰہی ہدایت یافتہ کمیونٹی کی بنیاد ہیں:

[295] مشارق انوار، حافظ رجب البرسی، صفحہ ۲۱

"انہیں یہ اہم آداب سکھاؤ، انہیں نظم و ضبط کرو اور جو آنے والا ہے اس کے لیے انہیں تیار کرو۔ مجھے ایسی کمیونٹی کی ضرورت ہے، علم سے زیادہ نظم و ضبط ضروری ہے۔ اخلاق و آداب سب سے بڑھ کر ہیں۔ علم کسی بھی وقت دیا جا سکتا ہے لیکن اگر شخص کی پرورش غلط کی جائے تو ان کو درست کرنا بہت مشکل ہے۔ یہ ایک درخت کی طرح ہے جو ٹیڑھا ہو جاتا ہے، اسے درست کرنا اور درخت کو سیدھا کرنا بہت مشکل ہے۔ نظم و ضبط ہر چیز سے زیادہ اہم ہے، اور یہ سیکھنا کہ دوسروں کے ساتھ اچھائی اور بلندی کی توقع کیسے کی جائے، اور اس دین کا کامل عکس اور احمد الحسن کی کامل تصویر لوگوں کے سامنے کیسے ہو۔ یہ ہر اس علم سے زیادہ عظیم اور اہم ہے جسے وہ سیکھتے ہیں۔

ان کو سکھاؤ...

١. انہیں سکھاؤ کہ ان میں سے مومن کو کس طرح زمین کی مٹی پر سونے کے لئے تیار ہونا چاہیئے، تاکہ اس کا بھائی یا بہن بستر پر سو سکے، اور مومن کو کس طرح کھانے سے پہلے جانچ پڑتال کرنا چاہیئے کہ اس کے بھائی یا بہن کھا چکے ہیں، یا یہ کہ ان کے پاس کھانا دستیاب ہے۔

٢. انہیں سکھاؤ کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو اپنے آپ سے زیادہ ترجیح دے۔

٣. انہیں سکھاؤ کہ انہیں ایک ٹھوس عمارت کی طرح کیسے ہونا چاہیے، اور ہر فرد تمام کے لیے اور تمام افراد ایک کے لئے کیسے ہوں۔

٤. انہیں سکھاؤ کہ اپنے آپ کو کیسے تحلیل کیا جاتا ہے اور لوگوں سے محبت کیسے کی جاتی ہے۔

٥. انہیں سکھاؤ کہ میرا بھائی پہلے آتا ہے اور میں آخری آتا ہوں۔

٦. انہیں سکھاؤ کہ اپنے آپ سے محبت کرنا کفر ہے اور دوسروں سے محبت کرنا نیکی اور ایمان ہے۔"

نفس کا مطالعہ: روح کو فاتح بنانا

مندرجہ ذیل مکالمے میں اس بات پر توجہ مرکوز کی گئی ہے کہ کس طرح اپنے آپ کا جائزہ لیا جاسکتا ہے اور اپنے اخلاقی کردار کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ امام (منہ السلام) روح کو فاتح بنانے کے طریقے بتاتے ہیں۔

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا: "انسان کیسے جان سکتا ہے کہ اس کی نفس قابو میں ہے یا اس کی روح؟"
امام(منہ السلام) نے فرمایا: "جب کوئی ایسا واقعہ پیش آئے جو نفس کو بھڑکا دے تو اسے کچلنے کے لیے کچھ بھی کرو۔ اسے اپنے پیروں سے کچل دو۔ دھکیلو اور دھکیلو اور تمہیں فوراً بعد میں سکون مل جائے گا۔ اگر تم ایسا کرو اور سکون محسوس کرو تو جان لو کہ روح نے نفس کو کچل دیا ہے۔ اور تم سکون اور اطمینان محسوس کرو گے اور اس کا برعکس بھی سچ ہے۔"
میں نے کہا: "پھر اس دنیا میں ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنے نفس سے لڑیں اور اسے چھوڑ دیں۔"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے بیٹے، جیسے ہی لوگ خود غرضی کو ترک کر دیں گے اور اپنے نفس پر دوسروں کو ترجیح دیں گے، دنیا نور کی دنیا ہو جائے گی، اور تم اس میں کوئی غریب یا ضرورت مند یا بھوکا شخص یا خوفزدہ شخص نہ پاؤ گے۔ یہ انسانوں کے لیے سب سے اہم چیز ہے۔ دوسروں کو اپنے نفس پر ترجیح دینا۔ پہلے میرا بھائی۔ پہلے میری بہن۔"
میں نے کہا: "میں، جو آپ سے بات کرتا ہوں، اور کبھی کبھی مذاق کرتا ہوں، اور میری کچھ خصوصیات اور خصلتیں اور کچھ مزاج ہیں، یہ کیا ہے، نفس یا روح یا جسم؟"
امام(منہ السلام)نے فرمایا: "نفس اور انسانی حواس۔"
میں نے کہا: "اچھا، لیکن پھر اس کے علاوہ میرے پاس اور کیا رہ جاتا ہے؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تمہاری روح مختلف ہے، تم عروج کے وقت فرق دیکھو گے۔ تم بدل جاؤ گے، اور روح صرف ایک ہی کام کرے گی اور تم بہت سخت ہو جاؤ گے، بغیر کسی رحم کے۔"

میں نے کہا: "پھر کافروں کے ساتھ رحم نفس کی طرف سے ہے، اور مومنوں پر رحم کرنا اور کافروں کے ساتھ سختی روح کی طرف سے ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ نفس کی طرف سے ہے، جس کی پرورش بعض انسانی فہموں پر کی گئی ہے، اور ہر ایک اپنے ماحول کے مطابق جس میں ان کی پرورش ہوئی ہے۔ تم خود دیکھ لو گے۔ تم چھوٹی چھوٹی چیزوں کو بھی معاف نہیں کرو گے۔ تم اس وقت تک اپنی فطری حالت میں واپس نہیں آؤ گے جب تک کہ وہ وقت گزر نہ جائے۔"

میں نے کہا: "تو عام طور پر جب انسان مرجاتا ہے تو دوسری طرف جانے والی چیز کیا ہے؟''

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "روح۔"

میں نے کہا: "اور نفس بالکل ختم ہو جاتا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جسم ختم ہو جاتا ہے۔"

میں نے کہا: "تو مثال کے طور پر یہ ایسا ہے کہ جب کوئی شخص ویڈیو گیم کھیل رہا ہو، مرکزی کردار یا اوتار جسے ہم کھیل رہے ہیں، اس کا اس گیم میں ایک جسم اور شخصیت ہے، اور ہم ہی اسے حرکت دینے اور کنٹرول کرنے والے ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، زبردست!"

میں نے کہا: "اور جب کھیل ختم ہو جاتا ہے، تو صرف گیم کھیلنے والا رہتا ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اب تم نے بہترین اور درست مثال پیش کی ہے۔"

میں نے کہا: "اور پھر آپ کو معلوم ہوتا ہے کہ انسان کبھی کبھی کچھ الفاظ کہتا ہے یا کھیل میں کردار جو کچھ کہتا یا کرتا تھا اس کی کچھ حرکتوں کی نقل کرتا ہے، یعنی گیمر کھیل سے تھوڑا سا متاثر ہوتا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ، کردار صرف گیمر کے ذہن میں ایک یاد کے طور پر رہتا ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بالکل۔ اور روح پر حاوی نہیں ہو سکتا، نفس سے اگر روح آزردہ ہوجائے تو روح نکل جاتی ہے۔ یہ چلی جاتی ہے، ہم اس معاملے میں اچھی روح کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔"

میں نے کہا: "بری روح کا کیا ہوتا ہے؟ کیا یہ نشے کی حالت میں ویڈیو گیم سے لطف اندوز ہوتی رہتی ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بری روح وہ ہے جو اپنے نفس کو زیادہ بگاڑتی ہے۔ اور اس طرح نفس کا یہ بگاڑ مخلوق کے اعمال میں زیادہ سے زیادہ ظاہر ہوتا ہے۔"

میں نے کہا: "جب نیک روح جسم سے نکل جاتی ہے تو کیا اس کی جگہ بری روح آتی ہے یا فرضی طور پر یہ خالی برتن رہ جاتا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہمیشہ ایسا نہیں ہے کہ نیک روح کو بری روح سے بدل دی جائے۔"

میں نے کہا: "تو پھر کیا اس شخص کا وجود بغیر روح کے، جو کہ صرف ایک نفس اور ایک جسم ہے، موت کے بعد، بغیر جہنم کی آگ یا کسی چیز کے ختم ہو جاتا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جسم پر ایک خاص عذاب ہوتا ہے، وہ جانور یا کیڑے کی طرح لوٹ سکتا ہے، جیسا کہ میں تمہیں پہلے بتا چکا ہوں۔"

میں نے کہا: "پھر مسخ جسم کا لوٹنا ہے یا جانور کی شکل میں جسم کی تخلیق؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "مسخ اس شخص کے جسم میں بری روح کا دوبارہ جنم ہے جو مسخ بنا، یعنی اسی مٹی سے یا اسی مواد سے جو پہلے گل چکی تھی۔"

میں نے کہا: "پس اگر کسی شخص سے روح نکل جائے اور اس کی جگہ بری روح نہ ہو اور وہ شخص بغیر روح کے مر جائے تو اس وقت وہ صرف ایک جسم اور نفس ہوتا ہے، کیا ان پر کوئی خاص عذاب ہے؟ یا سزا وجود کا خاتمہ ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، تم یہ کہہ سکتے ہو، لیکن اگر ہم واقعی اس کا جائزہ لیں تو اسے پہلے عذاب دیا جائے گا اور وہ اپنے حق کے مطابق لے گا۔"

میں نے کہا: "سبحان اللہ۔ اور کیا ہر شخص جو مہدی کے ہاتھوں مارا جاتا ہے، اس کی روح ہوتی ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یقیناً وہ بری روح اور غلیظ نفس ہیں اور ان کے حق میں کبھی کوئی شفاعت قبول نہیں کی جائے گی۔"

میں نے کہا: "تو یہ روحیں ابلیس سے بھی بدتر ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، وہ بدتر ہیں۔"
میں نے کہا: "ان پر خدا کی لعنت ہے۔"

"روحانی مالیکیول" Dimethyltryptamine (DMT)

ایک دن میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا: "ڈی ایم ٹی نامی ایک مادہ ہے جو ہر زندہ مخلوق، پودوں، جانوروں، انسانوں میں موجود ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جب ہم خواب دیکھتے ہیں اور موت کے وقت یہ مادہ دماغ سے خارج ہوتا ہے اور یہ فریب بھی پیدا کرتا ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے ڈی ایم ٹی استعمال کیا ہے، انہیں ایک ایسا احساس یاد آتا ہے کہ جیسے ان کی روح ان کے جسم سے نکل رہی ہے اور وہ دوسری دنیا کو دیکھتے ہیں جنہیں وہ سمجھ نہیں سکتے اور وہ ایسی مخلوقات کو دیکھتے ہیں جو ان سے باتیں کرتی ہیں۔ وہ اسے "روحانی مالیکیول" کہتے ہیں۔ کیا یہ مادہ دنیاؤں کے درمیان جوڑنے والا مادہ ہے میرے والد؟ اور جب ہم گہری مراقبہ کی حالت میں ہوتے ہیں تو کیا ہمارا دماغ قدرتی طور پر اسے جاری کرتا ہے؟"
امام (منہ السلام) نے جواب دیا اور فرمایا: "یہ وہ افتتاح ہے جس کے بارے میں ہم نے بات کی تھی۔ یہ بلندی ہے، اور جیسا کہ تم نے کہا، یہ جوڑنے والا مادہ ہے۔"
میں نے کہا: "یہ بہت طاقتور ہے اور آپ کو شروع میں ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے آپ مر رہے ہیں، اور پھر اچانک آپ اپنے آپ کو خلا میں، دوسری دنیاوں میں پاتے ہیں۔ میرے والد، یہ کون سی مخلوق ہیں، کیا روحیں ہیں؟ کیا وہ لوگ ہیں جنہوں نے ابھی تک جنم نہیں لیا؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تمام مخلوقات میں مختلف مقداروں میں ڈی ایم ٹی ہے۔ مثال کے طور پر، تمہارے پاس بہت زیادہ ہے، جب کہ کسی اور کے پاس تھوڑی مقدار میں ہے۔ تمہارے پاس مقدار میں بہت ہے اور دوسروں کے پاس تھوڑی مقدار ہے، سب مطابق سے ہوتا ہے۔"

میں نے پوچھا: "تو میرے جسم میں پہلے سے موجود مقدار پر منحصر ہے، اگر میں مثال کے طور پر ڈی ایم ٹی لیتا ہوں، تو اس کا اثر اس شخص سے زیادہ ہوگا جس کے جسم میں تھوڑی مقدار تھی؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ انسان کی روحانی، نفسیاتی اور اخلاقی حالت اور اس کے آداب اور اس کے ایمان و یقین پر منحصر ہے۔ یہاں تمہارے ہاتھوں کے درمیان ایک مثال ہے، ربڑ کے دو غبارے، ان میں سے ایک چھوٹا ہے جبکہ دوسرا بڑا ہے۔ اگر تم بڑے غبارے میں ہوا کی ایک مقدار ڈالو گے اور وہ زیادہ سے زیادہ پھیل جاتی ہے، اور تم اتنی ہی ہوا کو چھوٹے غبارے میں ڈالو گے، کیا ہوگا؟"

میں نے کہا: "یہ پھٹ جائے گا۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بالکل، اس مادہ (DMT) کے ساتھ بالکل ایسا ہی ہے۔"

میں نے کہا: "اور جس دنیا میں ہمیں لے لیا جاتا ہے وہ مردوں کی دنیا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ منحصر ہے۔ شاید تم زندہ دنیا میں چلے جاؤ۔"

میں نے کہا: "لہذا، یہ ایک پورٹل ہے کہ جس فریکوئنسی پر شخص کمپن کر رہا ہو اس کے مطابق وہ چلا جاتا ہے۔"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "بالکل۔"

سترھواں باب

رئیس ملائکہ کو جاننے میں

"اور اگر ہم اُس (رسول) کو فرشتہ بناتے تو ہم اسے پھر بھی انسان (کی صورت میں) بناتے اور ہم ان پر وہ (معاملہ) مشتبہ رکھتے جسے وہ (اب) مشتبہ سمجھ رہے ہیں۔"

تمام ابراہیمی مذاہب کے ساتھ ساتھ دیگر مذہبی روایات میں، اعلیٰ مرتبے اور درجے کے لوگ ہیں جو الٰہی حکم، ذمہ داریوں اور افعال کو انجام دیتے ہیں۔ ان اعلیٰ درجے اور مرتبے کے حامل ہستیوں کو ابراہیمی مذاہب میں رئیس ملائکہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ مقدس فرشتےپیغامات پہنچاتے ہیں، خطرناک حالات میں ہماری حفاظت کرتے ہیں، اور ہماری روزمرہ کی زندگی کا بہت اہم حصہ ہیں، چاہے ہم ان سے واقف ہوں یا نہ ہوں۔

گھر کا محافظ (علیہ السلام)

ایک دن ایک مومن بھائی مصر سے عراق گئے اور ان کے پاس پیسوں کی ایک رقم تھی۔ جب وہ فلائٹ میں سوار ہونے سے پہلے ہوائی اڈے کے معائنہ کے علاقے میں تھے، تو تمام مسافر اپنی جیبوں اور اپنے تھیلوں سے پیسے نکال رہے تھے اور ہوائی اڈے کی سیکیورٹی ان کے پاس موجود رقم کی جانچ کر رہی تھی۔ جب ہمارے بھائی حسین معائنہ کے مقام پر پہنچے تو ملازم نے ان سے پوچھا: "یہ کیا ہے؟" حسین نے جواب دیا: "یہ پیسہ ہے۔" ملازم نے ان سے کہا: "اس کی اجازت نہیں ہے، یہ منی لانڈرنگ سمجھا جاتا ہے اور مصری قانون کے تحت اس کے لیے جرمانہ ہے۔" تو حسین نے کہا: "اگر آپ مجھ سے اس کا محاسبہ کریں گے تو آپ اپنی زندگی میں کبھی خوشی کا ایک دن نہیں دیکھیں گے، اور اللہ تعالی آپ سے اس دنیا میں اگلے سے پہلے اور جلد از جلد حساب کرے گا۔" تو حسین نے کہا: "ملازم خوف سے بھر گیا اور مجسمے کی طرح جم گیا۔"

اس کے بعد حسین نے اس سے کہا: "میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس کے غضب سے۔" تو ملازم نے ان سے کہا: "کچھ دیر کے لیے یہاں ٹھہرو۔'' اس کے بعد اس نے دوسرے ملازم کو بلایا اور اس سے کہا: "یہاں میری جگہ ٹھہرو۔" پھر ملازم حسین کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا: "میرے ساتھ چلو، میں تمہیں دوسرے معائنہ کے مقام سے باہر لے جاؤنگا، کیونکہ اگر ایسا نہیں ہوا تو وہ آپ کو اس معاملے کی وجہ سے گرفتار کر لیں گے۔" چنانچہ حسین ملازم کے پیچھے چلے، یہاں تک کہ وہ انہیں محفوظ علاقے تک لے گئے اور حسین کے جانے سے پہلے ملازم نے ان سے کہا: "وہ آدمی کہاں ہے جو آپ کے ساتھ تھا؟" تو حسین نے کہا:

"کون سا آدمی؟" ملازم نے کہا: "لمبی داڑھی اور لمبی سنہرے بالوں والے شخص۔" تو حسین نے کہا: "وہ خدا کے سپاہیوں میں سے ایک سپاہی ہے اور میرے پاس میرے رب کے سوا کوئی نہیں ہے۔" حسین نے بعد میں بیان کیا: "وہ آدمی حیران ہوا، اور گھبرا گیا اور اس نے ایک قدم آگے بڑھایا اور پھر پلٹ کر اس نے مجھے آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے دیکھا۔"

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "(سنہرے بالوں والا) ایک فرشتہ تھا، جس کا نام 'گھر کا محافظ' ہے، اور وہ سخت مشکلات کے دوران، اور جب بھی آس پاس خطرہ ہوتا ہے مومنوں کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے۔ اور یہ رحمن اور رحیم کی طرف سے حفاظت ہے۔"

تو میں نے امام (منہ السلام) سے پوچھا: "میرے والد، کیا فرشتے آپ کے پاس آتے ہیں جب آپ انہیں حکم دیتے ہیں اور انہیں دیکھتے ہیں اور ان سے بات کرتے ہیں؟"

امام (ان کی طرف سے سلامتی ہے) نے فرمایا: "ہاں میرے بیٹے، یہ سچ ہے اور عزرائیل بھی، خدا کی مجھ پر ترجیح کے باعث۔"

میں نے ان سے پوچھا (منہ السلام): "کیا اس وقت مصر میں گھر کے محافظ کی طرح کوئی فرشتے ہماری حفاظت کر رہے ہیں؟"

آپ نے (منہ السلام) فرمایا: "ایک فرشتے کے بارے میں نہ پوچھو، بلکہ سینکڑوں کی بات کرو، تمہارے گھر میں اب درجنوں ہیں، خالی تمہارے گھر میں، اور وہ گھر مبارک ہے۔ یہ اچھا ہوا کہ یہ موضوع کھلا، میں تم سے کہنا چاہتا ہوں کہ انہیں ہمیشہ قرآن سننے کا موقع دیا کرو، جس طرح تمہیں کھانے پینے کی ضرورت ہوتی ہے، وہ تمہاری طرح ہیں، انہیں اپنے کھانے پینے کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ غذا قرآن ہے۔ کسی کو گانے سننے کی اجازت نہ دینا، خدا نہ کرے۔ گانے غربت پیدا کرتے ہیں اور رزق میں کمی لاتے ہیں اور برے نفس کو کھلاتے ہیں اور اسے اچھے نفس پر طاقت دیتے ہیں اور اگر تم اپنے گھر میں داخل ہوں تو ان کو سلام بھیجا کرو اور اگر ان میں سے کوئی تم سے بات کرے تو تم اسکی آواز اپنے دل میں سنو گے۔"[296]

مصر سے ہجرت کے دوران میرے ساتھ بھی ایسی ہی صورتحال پیش آئی۔ اور یہ ۲۰۱۷ میں اپریل کے مہینے میں تھا۔ میرے ساتھ میری بیٹی ملیکہ، میری بیوی اور علی الغریفی تھے۔ جب میں پاسپورٹ کنٹرول ایریا میں پہنچا تو میں نے اپنا پاسپورٹ کاؤنٹر پر

[296] امام احمد الحسن منہ السلام نے موسیقی کے بارے میں فرمایا: "موسیقی میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن گانے میں جس قسم کی موسیقی استعمال کی جاتی ہے وہ حرام ہے۔" انہوں نے بعد میں مزید وضاحت کی: "گانوں کی وہ قسمیں جن پر اہل کفر اور فاسق رقص کرتے ہیں۔"

موجود پولیس افسر کے حوالے کر دیا۔ جیسے ہی اس نے میری معلومات سسٹم میں داخل کیں، اس کے کمپیوٹر سے الارم کی آواز آئی اور اسکرین پر لکھا ہوا تھا: "عبداللہ ھاشم فوری طور پر مطلوب ہے"۔

تب مجھے معلوم ہوا کہ وہ مجھے گرفتار کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، اور افسر نے فون اٹھایا اور بیک اپ کے لیے بلایا اور اس نے مجھ سے کہا: "جہاں ہو وہاں رہو اور یہاں سے مت جانا۔" اچانک ایک شخص مصری پولیس کی وردی پہنے آیا اور اس نے مجھ سے کہا: "میرے ساتھ چلو۔" اور مکمل خاموشی کے ساتھ وہ مجھے ایک محفوظ جگہ لے گیا اور مکمل خاموشی سے چلا گیا۔

جب میں سویڈن پہنچا تو میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) کو اس واقعہ کے بارے میں بتایا تو انہوں نے مجھے بتایا: "یہ میرے سپاہیوں میں سے ایک سپاہی تھا، میں نے اسے تمہارے پاس اس لیے بھیجا تھا کہ وہ تمہیں بچائے، کیونکہ تم مصری انٹیلیجنس اور سیکورٹی ایجنسیوں کو مطلوب تھے۔ مصر اب تمہارے لیے میسر نہیں ہے جب تک کہ تم واپس نہ جاؤ، اور جب تک اسے کھول کر تم اس کے تخت پر نہ بیٹھو۔"

آسمانی جنات

ایک دن میں علی رضا اور ایک اور مومن کے ساتھ کھڑا تھا اور ہم نے آسمان میں دو نورانی روشنیاں دیکھیں جو دو ستاروں کی طرح دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ بے حرکت تھے لیکن وہ کسی برج کا حصہ نہیں تھے۔ وہ تیس سیکنڈ تک کھڑے رہے جب ہم نے ان کی طرف دیکھا۔ میں نے علی رضا اور دوسرے مومن سے کہا: "وہ ستارے عام طور پر رات کے آسمان کا حصہ نہیں ہوتے ہیں اور ان کا تعلق کسی معروف برج سے نہیں ہوتا ہے۔" اچانک دو ستاروں جیسی روشنیاں ایک ساتھ آہستہ آہستہ حرکت میں آئیں اور پھر وہ تیزی سے ہماری آنکھوں کے سامنے سے چند سیکنڈ میں غائب ہو گئیں۔

امام احمد الحسن(منہ السلام) نے فرمایا: "وہ آسمانی جنات یا آسمان کے دیو ہیں، یہ ان کے ناموں میں سے ایک ہے، ان کا دوسرا نام ہے "دعاؤں کے محافظ''۔ یہ ان کے نام ہیں۔"

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا: "کیا یہ فرشتے ہیں یا غیر زمینی یا دونوں؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "وہ دوسرے سیاروں کے فرشتے ہیں۔ وہ ہر ایک سیارے سے چار کے گروپوں میں جمع ہوتے ہیں۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔"

عزرائیل علیہ السلام

ایک دن جب ہم فرشتوں کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے تو امام احمد الحسن (منہ السلام) نے مجھ سے فرمایا: "عزرائیل (علیہ السلام) کو انبیاء، ترجیع دیے ہوئے اور اہل بیت (علیہم السلام) کے درمیان "رحمن اور ظالم" کے لقب سے جانے جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ مومنوں کے ساتھ رحمن اور کافروں کے ساتھ ظالم ہے۔ اے حافظ، اے اللہ، جب کسی کافر یا ظالم کی روح قبض کی جاتی ہے، تو وہ عزرائیل (علیہ السلام) کے چہرے پر خدا کا شدید غضب دیکھتا ہے۔ اگر وہ کافر کے چہرے پر چیخے، کافر یہ تمنا کرے گا کہ کاش خدا نے اسے کبھی پیدا ہی نہ کیا ہوتا، اور وہ غیر موجود ہونا چاہے گا اور یہ سب کے ساتھ ہوتا ہے لیکن درجات میں فرق ہوتا ہے، اور سب سے زیادہ ان میں سے انتہائی اور سخت ترین ڈگری ملحد کی ہے۔"

ابا میکائیل (علیہ السلام) نے ایک بار مجھ سے کہا: "ہاں، یہ سچ ہے، عزرائیل ۳۱۳ میں سے نہیں ہیں۔ اور وہ آج یہاں نہیں ہیں اور وہ جسمانی جسم میں نہیں اترے، کیونکہ اگر وہ آتے، تو ایک بھی کافر یہاں باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ وہ کسی قسم کا رحم نہیں دکھاتے۔ خدا کی رحمت بہت وسیع ہے اور اس لئے خدا نے عزرائیل کو اس خاص تفویض سے الگ کر دیا، تاکہ وہ مخلوق کو توبہ کا موقع دے سکے۔ جہاں تک کافروں کا معاملہ ہے، عزرائیل رحم کے جذبات نہیں رکھتے۔ انہیں ان جزبات کے ساتھ خلق نہیں کیا گیا تھا، نہ ہی ان کے پاس صبر ہے، نہ ایک لمحے کے لئے، نہ ہی اس سے کم ۔ وہ کوئی دوسرا موقع نہیں دیتے۔ اللہ کی مرضی

سے، وہ مومنوں کے ساتھ مہربان ہے، (علیہ السلام) ان کا ظاہری شکل ناقابل بیان ہے، اور کوئی مخلوق ان کا تصور بھی نہیں کر سکتی، ان کی شکل جسے وہ کافروں کو دکھتے ہیں۔ لیکن مومنوں کے ساتھ وہ دوسرے طریقے سے ظاہر ہوتے ہیں، ان کی عام شکل، تاکہ مومن خوفزدہ نہ ہوں۔"

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا: "عزرائیل اور عزازیل (خدا کا پیارا، اور یہ ابلیس کا قدیم نام ہے) کے درمیان کیا تعلق ہے؟ روایات ہیں کہ عزازیل عزرائیل ہے اور بعض یہودی کہتے ہیں کہ اس کے صحیح ہونے کی دلیل یہ ہے کہ جب ابلیس خدا کی رحمت سے گرا تو دنیا میں موت ظاہر ہوئی۔ تو دونوں کے درمیان کیا رشتہ ہے؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں بیٹا، ان دونوں کے درمیان تعلق صرف یہ ہے کہ جب کسی باپ کے کئی بچے ہوتے ہیں تو وہ ان کو ایسے نام دیتا ہے جن کا آپس میں گہرا تعلق ہو۔ مثلاً حسن، حسین، حسنین۔"
میں نے کہا: "اب میں سمجھا، تو وہ دونوں بھائی ہیں؟"
انہوں نے (منہ السلام) فرمایا: "ہاں بیٹا، ہابیل اور قابیل کی طرح۔"

میکائیل

میکائیل (علیہ السلام) ان قریبی فرشتوں میں سے ایک ہیں جو ابراہیمی مذاہب میں مشہور ہیں۔ محمد اور آل محمد کی روایتوں میں ان کا تذکرہ کیا گیا ہے (منہم السلام) ان لوگوں میں سے ہوتے ہوئے جو قائم کے ساتھ جنم لیتے ہیں (منہ السلام)۔
امام الرضا (منہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

"جب قائم اٹھیں گے، تو خدا فرشتوں کو حکم دے گا کہ وہ مومنین کو سلام بھیجیں اور ان کے ساتھ ان کی نشستوں پر بیٹھیں۔ پس اگر قائم کو کسی سے کسی چیز کی ضرورت ہو تو وہ اسے لے جانے کے لیے کچھ فرشتے بھیجیں گے۔ فرشتے اسے لے جائیں گے یہاں

تک کہ وہ قائم کے پاس آئے گا، اور قائم اپنی ضرورت پوری کریں گے، پھر اسے واپس بھیج دیں گے۔ اور مومنین میں سے وہ لوگ ہیں جو بادلوں میں سفر کریں گے اور ان میں سے کچھ فرشتوں کے ساتھ اڑیں گے اور کچھ فرشتوں کے ساتھ چلیں گے اور ان میں سے کچھ فرشتوں کی دوڑ میں ہوں گے اور کچھ فرشتوں میں فیصلہ کریں گے۔ اور مومن اللہ کو فرشتوں سے زیادہ محبوب ہے اور ایک لاکھ فرشتوں میں سے بعض ایسے ہیں جنہیں قائم قاضی مقرر کریں گے۔"[297]

امام الباقر (منہ السلام) نے فرمایا: "گویا میں قائم کے ساتھ کوفہ میں ہوں، جہاں وہ مکہ سے پانچ ہزار فرشتوں کے ساتھ آئے ہیں۔ جبرائیل (علیہ السلام) ان کے دائیں طرف ہیں اور میکائیل بائیں طرف ہیں اور مومنین ان کے ہاتھوں کے درمیان ہیں اور وہ زمین پر لشکر پھیلا رہے ہیں۔"[298]

جب امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بیعت کی تیاری کے لیے رکن اور مقام کے درمیان کھڑے ہوں گے تو سب سے پہلے ان کا ہاتھ مارنے والے (بیعت دینے والے) جبرائیل اور میکائیل ہوں گے، اور وہ ان سے بیعت کریں گے۔ جب وہ اپنے تین سو تیرہ ساتھیوں اور دس ہزار ساتھیوں کے ساتھ مکہ سے نکلیں گے تو جبرائیل (علیہ السلام) ان کے دائیں طرف ہوں گے اور میکائیل بائیں طرف ہوں گے اور اس کا ذکر بہت سی کتابوں میں ہے۔

میکائیل عظیم ترین فرشتوں میں سے ایک ہے اور انہیں بارشوں اور پودوں پر اختیار حاصل ہے۔

ان کا اپنے رب کے ہاں ایک خاص مقام و مرتبہ ہے اور وہ معزز فرشتوں میں سے ہیں اور وہ اسرائیل کے سرپرست فرشتہ بھی ہیں۔

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے ایک دن مجھے ابا میکائیل (علیہ السلام) کے بارے میں فرمایا: "وہ ایک مضبوط رسی ہیں جو ایک مذہب اور دوسرے مذہب کے درمیان جڑی ہوئی ہے اور وہ تم سے بہت محبت کرتے ہیں اور کبھی کبھار وہ روتے بھی ہیں جب وہ تمہاری آواز سنتے ہیں یا جب بھی وہ کسی کو تمہارے بارے میں بات کرتے ہوئے سنتے ہیں یا جب بھی وہ تمہارا نام سنتے

[297] معجم احادیث الامام المھدی علیہ السلام، شیخ علی کورانی العاملی، جزء ۴، صفحہ ۱۶۵

[298] بحار الانوار، علامہ مجلسی، جزء ۵۲، صفحہ ۳۳۷

ہیں۔ ابا میکائیل (علیہ السلام) وہ ہیں جنہیں امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جمع کرنے والا، ابا میکائیل کا لقب دیا، وہ تین سو تیرہ کو جمع کرنے والے ہیں، ان کا نام لوگوں کے درمیان اس زمانے میں احمد مراد ہے۔ اگر احمد مراد لوگوں کے درمیان عام طور پر ظاہر ہوتے ہیں یا ان کی آواز سنائی دیتی ہے تو ہر مومن و کافر کہے گا کہ "میں اس شخص کو جانتا ہوں"۔ اور ہر شخص جو ان کی آواز کو سنتا ہے، کہتا ہے "میں نے یہ آواز پہلے سنی ہے۔" یہ وہی ہے جو امام مہدی محمد ابن الحسن (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان کے بارے میں فرمایا ہے: "خدا کی قسم اے مراد، تمہارے بغیر نہ حق ظاہر ہوتا اور نہ باطل فنا ہوتا۔ میرا بھائی ابا میکائیل میرے دل کو عزیز ہے، میری جان تم پر قربان ہو، اے انسانوں اور جنوں کے شیطانوں کو الجھانے والے۔ میکائیل ایک عظیم پردے کے پیچھے ہے، اور عظمت خدا کے لیے ہے۔ وہ ایک مرد ہے اور بہترین مردوں میں سے ہیں، ابا میکائیل ایک مضبوط جوڑنے والی رسی ہیں جس کے بغیر اہل ایمان پریشان ہوتے اور ان کے بغیر نہ کوئی خبر سننے کو ملے گی اور نہ علم ظاہر ہوگا۔ مراد کا مطلب ہے خدا کی مرضی۔ خدا نے انہیں لوگوں کے دلوں میں محبوب بنا دیا، اور خدا نے انہیں ہمت، حکمت، عقلمندی اور انتہائی ذہانت عطا فرمائی ہے. وہ وقت ہیں، اور میرے والد وقت کے ساتھی ہیں۔ وہ تلوار ہیں اور میں تلوار کا ساتھی ہوں۔ کوئی وقت ایسا نہیں آیا جہاں وہ موجود نہ ہوں ، وہ خدا کے نبی ابراہیم (علیہ السلام)، عیسیٰ (علیہ السلام)، موسیٰ (علیہ السلام)، نوح (علیہ السلام)، آدم (علیہ السلام)، یوسف (علیہ السلام)، ہارون (علیہ السلام)، امام حسین (علیہ السلام)، وہ ان سب کے ساتھ تھے، وہ خدا کے رفیق ہیں جنہوں نے کبھی خدا کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ رفیق میکائیل، جو تمام انبیاء و مرسلین اور صالحین کے وفادار ساتھی ہیں۔

اصرافیل (علیہ السلام)

ایک دن میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے آصف بن برخیا کے بارے میں پوچھا۔

انہوں نے (منہ السلام) فرمایا: "آصف اللہ کے ترجیحی بندے تھے، جن کا لقب اور شناخت پوشیدہ تھا۔"

میں نے ان سے (منہ السلام) پوچھا: "وہ کون ہے؟"

انہوں نے (منہ السلام) جواب دیا: "وہ نہ آدم ہیں، نہ محمد، نہ مسیح اور نہ نوح، وہ اصرافیل (علیہ السلام) ہیں، اور عنقریب وہ مٹی کے درمیان سے نکلیں گے۔"

جبرائیل (علیہ السلام)

جبرائیل (علیہ السلام) ان مقرب فرشتوں میں سے ہیں جنہیں ابراہیمی مذاہب میں جانا جاتا ہے۔ محمد اور آل محمد کی روایات میں ان کا ذکر (منہ السلام) ان لوگوں میں سے ہے جو قائم کے ساتھ واپس لوٹتے ہیں (منہ السلام)۔ جبرائیل خدا کی طرف سے اس کے رسولوں تک الہی الہام اوپیغام پہنچانے کے ذمہ دار ہیں۔
امام احمد الحسن(منہ السلام) نے فرمایا: "کوئی زمانہ ایسا نہیں تھا جب جبرائیل اور میکائیل اس میں نہ تھے۔ جبرائیل اور میکائیل ہر ایک نبی اور رسول اور خدا کی ہر دلیل کے ساتھ تھے۔"

ایک دن میں امام سے مخاطب تھا اور میں نے ان سے کہا:

"میرے والد، میری جان آپ پر قربان ہو، بہت عرصہ ہو گیا، مجھے بتائیے، چادر کے نیچے چھٹے شخص جبرائیل (علیہ السلام) کی شناخت کیا تھی؟ کیا جبرائیل (علیہ السلام) عیسیٰ (علیہ السلام) ہیں یا حضرت ابراہیم (علیہ السلام)؟"

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "میں تمہیں بتاتا ہوں۔ وہ عیسیٰ (علیہ السلام) ہیں۔"

حور رائیل (علیہ السلام)

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے ایک دن مجھ سے کہا کہ حنوک کو قدیم مصری اوسیرس کے نام سے بھی جانتے تھے اور ان کا ایک بیٹا تھا جس کا نام حورس تھا۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے میرے لئے یہ حقیقت بے نقاب کی کہ حورس اصل میں ایک فرشتہ تھے جو انسانی شکل میں آئے تھے۔ فرشتے کا نام حور رائیل تھا۔ ان کے کندھوں پر آنکھ کی شکل میں پیدائشی نشان تھا اور اس سے انہوں نے بے پناہ طاقت حاصل کی۔ یہی وجہ ہے کہ حورس آنکھ کی علامت سے وابستہ ہیں (تصویر ۱)۔ قدیم مصریوں ان کے بارے میں یہ یاد کرتے تھے۔ حورس حضرت نوح (علیہ السلام) کے اوتاروں میں سے ایک ہیں۔

تصویر ۱: حورس کی آنکھ

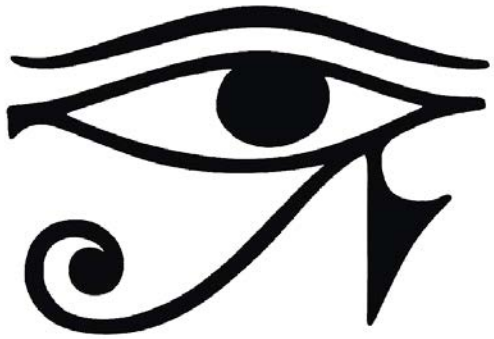

نون رائیل میٹاٹرون یا مططروش (علیہ السلام)

ایک دن میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے کہا:

"میں جس عمارت میں رہتا تھا اس کی چھت پہ میں گیا، اور یہ فجر کا وقت تھا، اور کچھ انتہائی عجیب ہوا جس کی وجہ سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں آپ سے اور اپنے دل میں خدا سے بات کر رہا تھا، اور میں نے ستاروں کی طرف دیکھا اور میں نے

اپنے ارد گرد دیکھا اور میں آپ کو اپنے اردگرد کی ہر چیز میں محسوس کر سکتا تھا۔ درختوں میں، آسمان میں، ہر چیز میں، اور اچانک میں نے اپنے پیچھے نظر ڈالی اور میں چاند کو حرف 'نون' کی شکل میں دیکھ کر دنگ رہ گیا اور اس کے اوپر نقطے کی جگہ ایک ستارہ تھا۔ چنانچہ میں نے اپنی جیب سے وہ پتھر نکالا جو میں نے پیراڈز سے لایا تھا اور میں نے اسے چاند کی طرف رکھا اور اچانک ایک بہت ہی روشن دو ملکیت آسمان میں بہت تیزی سے گزرا۔"

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے کہا: "بیٹا تمہارے لئے خوشخبری ہے، میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ تم عہد نامے کی طرف پہنچ گئے ہو۔ اے طاہر، تمہیں بشارت ہے نون، جا کر سورہ قلم پڑھو۔ ماشاء اللہ، ماشاء اللہ میرے بیٹے، نہیں ہے کوئی طاقت نہ ہی قوت سوائے خدا کے ذریعے۔"

اس کے بعد امام (منہ السلام) نے ایک دن مجھ سے فرمایا: "نون یوسف ہیں، اور قلم ابراہیم (علیہ السلام) ہیں، اور ہمارے ہاں ان کا عرفی نام ہے اور میں تختہ ہوں۔ میرے بیٹے، میں تمہیں کچھ بتانا چاہوں گا لیکن مجھے امید ہے کہ جب میں اس کا ذکر کروں گا تو اس سے تمہیں غرور یا تکبر محسوس نہیں ہوگا۔ کیا تمہیں کبھی یہ احساس ہوا ہے کہ کسی جگہ تمہاری موجودگی نیکی اور برکت لاتی ہے؟ کیا تم نے کبھی اس پر غور کیا؟ جب تم کسی دکان یا اسٹور سے کوئی چیز خریدنے کے انتظار میں کھڑے ہوتے ہو تو کیا تم دیکھتے ہو کہ اس جگہ پر زیادہ رزق اور گاہک آتے ہیں؟ تمہارے اندر بھلائی اور تمہارے ذریعے بھلائی آتی ہے، اور تم ہی سے بھلائی ہے۔ تمہارا نام نون رائیل ہے اور تم وہ فرشتہ ہو جس کو نعمتوں اور رزق پر اختیار دیا گیا ہے۔"

میں نے ان سے پوچھا: "مجھے مسلمانوں کی کتابوں میں نون رائیل کے بارے میں ایک روایت ملی اور انہوں نے کہا کہ یہ فرشتہ حنوک ہے۔ اور یہ وہ فرشتہ بھی ہے جسے یہودیوں کے ہاں مططروش کے نام سے جانا جاتا ہے اور یہودیوں کی کتاب زوھار میں لکھا ہے کہ مططروش کا ایک لقب اور معنی 'خدا کا بندہ (عبداللہ)' ہے اور اسے 'جوان' بھی کہا جاتا ہے۔ اور یہ کہ یہ فرشتہ خدا اور مخلوق کے درمیان ایک پردہ ہے۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ مططروش کا خلاء کے ساتھ ہی تعلق ہے اور وہ عہد نامے اور

حیات کا رئیس فرشتہ ہے۔ وہ اسے خدا کا صحیفہ قرار دیتے ہیں اور حضرت ادریس کے بارے میں بھی یہی کہا گیا تھا۔ کیا مططروش نون رائیل کا ایک نام ہے؟"

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں بیٹا، وہی ہے۔"
پھر امام (منہ السلام) نے مططروش کے مجسمے کا ذکر کیا، جس میں وہ کیوب کو اٹھائے ہوئے ہوتے ہیں، جو دراصل داؤد کا ایک بڑا ستارہ ہے (تصویر ۲) اور انہوں نے فرمایا، "ہاں، میرے بیٹے، یہ تصویر نوے فیصد کے حساب سے کائنات کی طرح دکھائی دیتی ہے۔ کائنات داؤد کے ستارے سے تشبیہ رکھتی ہے۔"[299]

تصویر ۲: مططروش کیوب کو اٹھائے ہوئے

[299] امام احمد الحسن نے تصدیق کی ہے کہ داؤد کا ستارہ کائنات کا نقشہ ہے اور ساتویں عہد نامے کی علامت ہے۔ یہ مادی اور مابعد الطبیعاتی جہانوں کے اتحاد کی نمائندگی کرتا ہے، اس میں علم کے تمام حروف شامل ہیں، اور درمیان میں عربی حروف الف، ہا، میم اور دال ہیں جن کے ہجے "احمد" کا لفظ بناتے ہیں، جس کا مطلب ہے "جس کی تعریف کی گئی"۔

اٹھارواں باب

جنات کی معرفت

"اور جنوں کو ہم نے اُس سے پہلے سخت گرم ہوا کی آگ سے بنایا۔"

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ "اگر اسباب معلوم ہو جائیں تو حیرت ختم ہو جاتی ہے۔" تاریخ کے آغاز سے، انسان حیرت زدہ رہا ہے اور بہت سے ناقابل فہم تجربات سے گزرا ہے، یا ان تجربات سے گزرا ہے جنہیں سائنس نے "غیر معمولی حرکات"[300] کہا ہے۔ ہم نے اپنے عجیب و غریب تجربات کو مذہب، سائنس اور دیگر لوک کہانیوں کے ذریعے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ اگرچہ عجیب و غریب واقفیت کو چیلنج کرنا ہو سکتا ہے، یہ وہی ہے جو انبیاء، مرسلین اور بزرگوں نے ہمیشہ کیا ہے۔ بادشاہ سلیمان (علیہ السلام) کے پوشیدہ مخلوقات کو بلانا، عیسیٰ (علیہ السلام) کے بدروحوں کو نکالنا، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جنوں کی ایک مجلس کو تبلیغ کرنا، پوشیدہ مخلوقات، ارواح یا جن کا موضوع، پوری انسانی تاریخ میں حیرت کا موضوع رہا ہے۔

جن ایک ایسا لفظ ہے جو کرہ ارض پر رہنے والی مخلوقات کے ماورائے جہتی انواع کے ایک گروپ کو بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ وہ ذہین نوع ہیں اور ان کے پاس آزاد قوت ارادی ہوتی ہے۔ ان میں سے کچھ کافر ہوتے ہیں اور کچھ مومن ہوتے ہیں۔ ان کے نام سے قرآن پاک میں ایک پوری سورہ ہے۔[301] کچھ میں انسانوں اور دیگر مخلوقات کو رکھنے، شکل بدلنے اور مختلف شکلوں میں ظاہر ہونے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ بعض جنوں نے انسانوں کی مدد کی ہے اور بعض نے انہیں نقصان پہنچایا ہے۔ ایک مثال جن قطمیر کی ہے جو اصحابِ کہف کے ساتھ گیا تھا اور قیام کرنے والے قائم کے ساتھ ایک خادم کی حیثیت سے واپس آتا ہے۔ قطمیر کے پاس لوگوں کے دلوں میں خوف پیدا کرنے کی صلاحیت تھی اور اس نے نیند کے دوران سات سونے والوں (اصحابِ کہف) کی حفاظت کی۔ دوسرے جن برے اور گمراہ ہیں اور لوگوں کو اذیت دیتے ہیں، بیماریاں پیدا کرتے ہیں، جیسا کہ وہ جنات جنہیں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے حواری نکال دیتے تھے۔

---

[300] غیر معمولی حرکات مشہور ثقافت، لوک، اور علم کے دیگر غیر سائنسی اداروں میں بیان کیے گئے مظاہر ہیں، جن کا وجود ان سیاق و سباق کے اندر عام سائنسی سمجھ کے دائرہ سے باہر کے طور پر بیان کیا گیا ہے اور "سائنسی طور پر قابل وضاحت نہیں" ہیں۔ (میریم ویبسٹر ڈکشنری)

[301] قرآن مجید، سورہ جن

عیسی دو بدروحوں سے دوچار آدمیوں کو بحال کرتے ہیں

یہاں ہم مقدس انجیل سے ایک اقتباس پیش کرتے ہیں تاکہ اس بات کو ظاہر کیا جا سکے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) نے شیطانی قبضے کی وجہ سے ہونے والی بیماریوں کو کیسے ٹھیک کیا۔

۲۸ جب وہ اُس پار گدرِینیوں کے مُلک میں پہنچے تو دو آدمی جن میں بدرُوحیں تھیں قبروں سے نِکل کر ان سے مِلے۔ وہ ایسے تُند مِزاج تھے کہ کوئی اُس راستہ سے گُزر نہیں سکتا تھا۔
۲۹ اور دیکھو اُنہوں نے چِلّا کر کہا اَے خُدا کے بیٹے ہمیں تم سے کیا کام؟ کیا تُو اِس لِئے یہاں آیا ہے کہ وقت سے پہلے ہمیں عذاب میں ڈالے؟

۳۰ اُن سے کچھ دُور بہُت سے سُوروں کا غول چرتا تھا۔
۳۱ پَس بدرُوحوں نے اُس کی مِنّت کر کے کہا کہ اگر تم ہمیں نکال رہے ہو تو ہمیں سُوروں کے غول میں بھیج دے۔
۳۲ انہوں نے اُن سے کہا جاؤ۔ وہ نِکل کر سُوروں کے اَندر چلی گئیں اور سارا غول کڑاڑے پر سے جھپٹ کر جھیل میں جا پڑا اور پانی میں ڈوب مرا۔
۳۳ اور چرانے والے بھاگے اور شہر میں جا کر سب ماجرا اور اُن کا احوال جن میں بدرُوحیں تھیں بیان کیا۔
۳۴ اور دیکھو سارا شہر یِسُوع سے مِلنے کو نِکلا اور اُسے دیکھ کر مِنّت کی کہ ہماری سَرحَدوں سے باہِر چلے جائیں۔[302]

آپ نے دیکھا کہ شیاطین یا جنوں نے عیسیٰ سے پوچھا تھا کہ وہ مقررہ وقت سے پہلے انہیں اذیت کیوں دے رہے تھے۔ مقررہ وقت قائم کے عروج کا دن ہے، وہی وقت جو ابلیس، ان کے والد کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں لکھا ہے: "[ابلیس (شیطان)] نے کہا: "اے میرے رب ! پھر مجھے اس دن تک مہلت دے جس دن وہ (مرے ہوئے) دوبارہ اٹھائے جائیں

[302] انجیل مقدس، متی کی کتاب، باب ۸، آیات ۲۸-۳۴

گے۔'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''پھر بے شک تو مہلت پانے والوں میں سے ہو، مقررہ وقت کے دن تک۔''[303] یہ قائم کے زمانے میں ہے کہ انسانوں اور جنوں کی تمام شیطانی روحیں واپس آجائیں اور قائم اور ان کے ساتھیوں کے ہاتھوں سزا پائیں۔

جن اور جادو کی سائنس

حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے بھی اپنے علم کو جنات سے رابطہ کرنے کے لیے اور مختلف کاموں کے لیے استعمال کیا۔ اس علم کو اکثر "جادو" کہا جاتا ہے۔
حتیٰ کہ یہودی بھی اپنے ذرائع میں تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) ایک عظیم جادوگر تھے اور ان کے پاس جادو کا ایک طاقتور حلقہ تھا۔ کتاب "اساطیر الیہود" میں لکھا ہے:

"کچھ عرصے کے بعد، سلیمان کو عرب کے بادشاہ ادریس کی طرف سے ایک خط موصول ہوا، اس نے یہودی بادشاہ سے درخواست کی کہ وہ اپنے ملک کو ایک بدروح سے نجات دلائے، جو بہت زیادہ شرارتیں کر رہا تھا، اور جسے پکڑ کر بے ضرر نہیں کیا جا سکتا تھا، کیونکہ وہ ہوا کی شکل میں ظاہر ہوتا تھا۔ سلیمان نے اپنی جادوئی انگوٹھی اور چمڑے کی بوتل اپنے ایک غلام کو دی اور اسے عرب بھیج دیا۔ قاصد روح کو بوتل میں قید کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ کچھ دنوں کے بعد، جب سلیمان ہیکل میں داخل ہوئے، تو وہ ایک بوتل کو اپنی طرف چلتے ہوئے دیکھ کر حیران نہیں ہوئے، اور ان کے آگے اس نے سجدہ کیا۔ یہ وہ بوتل تھی جس میں روح بند تھی۔ اسی روح نے ایک بار سلیمان کی بڑی خدمت کی تھی۔ بدروحوں کی مدد سے، انہوں نے بحیرہ احمر سے ایک بہت بڑا پتھر اٹھایا تھا۔ نہ تو انسان اور نہ ہی شیاطین اسے منتقل کر سکتے تھے، لیکن وہ اسے اس مندر میں لے گئے، جہاں اسے سنگ بنیاد کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔"[304]

---

[303] قرآن مجید، سورہ الحجر، آیات ۳۶-۳۸

[304] اساطیر الیہود، لویس گنزبرگ، جزء ۴، باب ۵، صفحہ ۱۵۳

قائم سلیمان (علیہ السلام) کی انگوٹھی کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں، اور وہ جنوں کی فوجوں کو کنٹرول کرتے ہیں۔ ابی جعفر (علیہ السلام) کہتے ہیں کہ، "جب قائم ظاہر ہوتے ہیں، تو وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پرچم کے ساتھ، سلیمان کی انگوٹھی کے ساتھ اور موسیٰ کے پتھر اور ان کے عصا کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں۔"[305]

اور دو فرشتے ہاروت اور ماروت نے بابل میں شیطانی جادوگروں اور جادو کے خلاف اپنے دفاع کے لیے لوگوں کو جادو سکھایا، بلکہ ہم فرشتوں کو ایک نبی کو تعلیم دیتے ہوئے اور وہ نبی اپنی قوم کو جادو سکھاتے ہوئے پاتے ہیں- امام الصادق منہ السلام نے فرمایا:

"نوح کے بعد بہت سے جادوگر اور چالباز تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے نبی کے پاس دو فرشتے بھیجے تاکہ آپ کو یہ سکھائیں کہ جادوگروں کے خلاف کیسے جادو کیا جائے اور ان کے جادو کو کیسے ناکارہ بنایا جائے اور ان کی چالوں کا مقابلہ کیسے کیا جائے۔ انہوں نے فرشتوں سے حاصل کیا اور خدا کے حکم سے خدا کے بندوں تک پہنچایا، اور انہوں نے اپنی قوم کو جادو کو روکنے اور اسے بے اثر کرنے کی ہدایت کی، اور لوگوں پر جادو کرنے سے منع کیا، اور انہوں نے انہیں دکھایا کونسا زہر استعمال کیا جاتا ہے اور اسے دور دھکیلنے کے لیے کیا استعمال کیا جاتا ہے، تو سیکھنے والے سے کہا جائے گا: یہ زہر ہے، اس لیے اگر تم کسی کو زہر دیتے ہوئے دیکھو تو اسے فلاں سے دھکیل دو۔ اس طرح، اور کبھی کسی کو زہر سے نہ مارو۔"[306]

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "جادو سیکھنا حرام نہیں ہے, اور یہ دوسری سائنسوں کی طرح ایک سائنس ہے، جو چیز حرام ہے وہ کالا جادو کا استعمال ہے جو دوسرے انسانوں کو نقصان پہنچاتا ہے یا تکلیف دیتا ہے۔ سلیمان (علیہ السلام) جیسے انبیاء اور رسول عظیم جادوگر تھے۔ زمین پر چلنے والے سب سے بہترین جادوگر حضرت ابراہیم (علیہ السلام) تھے۔" اس کا یہ

[305] بحار الانوار، علامہ مجلسی، جزء ۵۲، صفحہ ۳۵۱

[306] عیون اخبار الرضا، شیخ صدوق، جزء ۲، صفحہ ۲۴۱

مطلب نہیں کہ انبیاء و مرسلین کو جو معجزات اور دیگر صلاحیتیں عطا کی گئی تھیں وہ جادو کے ذریعے انجام دی گئی تھیں، بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس جادو کا علم تھا۔

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا کہ جادو کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ کسی فرد کے ذہن، رویے یا فیصلوں کو کنٹرول کرنے کے لیے جن، عظیم پیغامات، ہاتھ کے مخصوص اشاروں، مخصوص علامات یا حرکات کا استعمال ہے۔ یہاں تک کہ زبان اور تقریر بھی انسانوں کے طرز عمل اور ذہنوں کو متاثر کرنے کے لیے استعمال کی جا سکتی ہے، کیونکہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "بے شک کلام میں کچھ جادو ہوتا ہے۔"[307]

درحقیقت، اب ہم جان چکے ہیں کہ دماغ پر قابو پانے کی سب سے مؤثر شکلوں میں سے ایک تکرار ہے۔ امام (منہ السلام) نے فرمایا کہ کالا جادو ہوتا ہے اور سفید جادو ہوتا ہے۔ کالا جادو میں عام طور پر خون کی قربانیاں شامل ہوتی ہیں تاکہ انسانوں کو کنٹرول کرنے یا نقصان پہنچانے کے مقصد سے شیطان جنوں کے ساتھ سودا کیا جائے۔ اس قسم کا جادو حرام ہے۔ جس طرح ہمارے پاس اس زمانے میں بہترین مخلوق، انبیاء و مرسلین اور اولیاء کی واپسی ہے، اسی طرح ہمارے پاس بدترین سے بدتر، انسانوں اور جنوں کے شیاطین کی واپسی ہے۔

جس طرح ہم اس دور میں تمام اچھائی کی مافوق الفطرت قوتوں کو دیکھیں گے، انبیاء و مرسلین کے معجزات کا دہرایا جانا، ہمیں برائی کی مافوق الفطرت قوتوں، ظالموں اور شیاطین کی کوششوں اور جادو کے بدترین حالات کا بھی سامنا کرنا پڑے گا۔ آج انسانیت ہر قسم کے ہتھیاروں اور دماغ پر قابو پانے والی ٹیکنالوجیز اور جادو کا شکار ہے جو ابراہیم اور سلیمان (علیہم السلام) کے زمانے سے بھی بدتر ہے۔ اس پر ہم دجال اور اس کے نظام سے متعلق باب میں مزید تفصیل سے گفتگو کریں گے۔

[307] صحیح بخاری، دوا کی کتاب، حدیث نمبر ۵۷۶۷

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا: "ان چیزوں کے بارے میں کیا جو ان میں سے کچھ پرانی عرب کتابوں اور مخطوطات اور گریموائرز میں لکھی گئی ہیں؟ کیا یہ صحیح، ہے مثال کے طور پر جب وہ کہتے ہیں کہ جو شخص مگرمچھ کی کھال لے اور اس پر کچھ لکھے کہ فلاں فلاں نہیں ڈوبے گا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں، یہ سچ نہیں ہے۔ حقیقی جادو کے فن میں آج سب سے آگے مراکشی اور ہندوستانی ہیں۔"

جنات کیا ہیں؟

ایک دن میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا:

"جنات کیا ہیں میرے والد؟ ان کا مادہ کیا ہے؟"

انہوں نے (منہ السلام) جواب دیا: "آگ۔"

میں نے پوچھا: "لیکن کیا یہ ہوا ہے یا بجلی ہے یا پلازما ہے یا عام آگ جیسی آگ ہے؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "اس کی بنیاد آگ ہے اور نہیں، یہ کوئی اور چیز ہے جو زمین پر موجود نہیں ہے۔"

میں نے کہا: "تو وہ زمین سے نہیں ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "یقینا وہ زمین سے نہیں ہیں۔"

میں نے کہا: "تو وہ کسی اور سیارے سے ہیں؟ کیا وہ غیر ارضی ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ان کی اصلیت زمین سے نہیں ہے، جنات ان جہانوں سے ہیں جو ہماری دنیا (دوسرے جہتوں) سے ملتے ہیں۔"

سمباس: ابلیس کے والد

میرے والد (منہ السلام) نے پہلے ہی یہ بات مجھ پر واضح کردی تھی جب میں نے ان سے ابلیس کے والد کے بارے میں پوچھا تھا۔

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "ابلیس کا باپ اس سے زیادہ ناپاک مخلوق تھا۔"

میں نے پوچھا: "اس کا نام کیا تھا؟"

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "اس کا نام سمباس تھا (خدا کی اس پر لعنت ہو)۔"

میں نے کہا: "کیا وہ اس زمین سے تھا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "وہ اس کرۂ ارض سے دوسری دنیا سے آیا تھا، اور اس کے بیٹے ابلیس کی پیدائش کے بعد، ابلیس نے اسے قتل کر دیا۔"

واضح طور پر ابلیس کی کہانی ایک پیچیدہ اور اسرار میں ڈوبی ہوئی کہانی ہے۔ جیسا کہ امام (منہ السلام) اس کے بارے میں مزید انکشاف کرتے ہیں، ہم اس کی شخصیت کی نشوونما، کردار کی پیچیدگیوں کو بہتر طور پر سمجھیں گے اور انسانیت کے ساتھ اس کے تنازعہ کی جڑوں کی اصلیت کو صحیح طرح سمجھینگے۔ یہ دیکھنا متاثر کن ہے کہ ابلیس کس طرح اپنے باپ کو قتل کرتا ہے، اور بعد میں اپنے خدا اور رب کا سب سے زیادہ فرمانبردار بن جاتا ہے، اس کی خدمت کرتا ہے اور اس کی عبادت کرتا ہے، اور اس کے درجات بلند ہوتے جاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ اس کا سب سے پیارا بیٹا بن جاتا ہے۔ اس قابل قدر رشتے کو آدم (علیہ السلام) کی تقرری سے خطرہ لاحق ہے، اور اسی طرح ایک بچہ جو اپنے نوزائیدہ بہن بھائی سے حسد کرتا ہے، ابلیس ایک بار پھر اپنے باپ اور رب سے بغاوت کرتا ہے، حالانکہ اس بار وہ جانتا ہے کہ وہ اسے قتل نہیں کر سکتا۔

جنات کی گواہی: الکا کی بارش، قومیں، مذاہب اور قبائل

پس جنات ایک ایسی انواع ہیں جو کسی دوسری دنیا سے نکلی ہیں جو ایک اور جہت میں ہے جو ہمارے ساتھ ملتی ہے۔ کئی سال پہلے ایک رات امام (منہ السلام) میرے پاس آئے اور انہوں نے فرمایا:

"اتوار کی رات سوموار میں جانے والے آسمان کو دیکھنا۔"

میں نے کہا: "کیا ہوگا؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "شہاب بہت زیادہ نیچے آئیں گے۔ مجھے امید ہے کہ تم اسے اپنے علاقے سے دیکھ سکو گے۔"

میں نے کہا: "اس کے پیچھے کیا وجہ ہے؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "یہ شیاطین کو سنگسار کرنا ہے, کیونکہ وہ ان دنوں میں بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔"

میں نے کہا: "خدائے بزرگ و برتر کی شان ہے، کیا یہاں بھیجے گئے شیاطین وہ ہیں جو جاسوسی کرتے ہیں اور آسمان سے خبریں چراتے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔"

میں نے کہا: "کیا وہ شیطان ہیں جیسا کہ ہم نے ان کا تصور کیا ہے یا وہ بد غیر ارضی مخلوق ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ دونوں قسم کے ہیں لیکن میری مراد اس وقت جن سے ہے۔ رات کے ۱۱ بجے اور آدھی رات کے بیچ اور دن نکلنے تک، اور پیر کی رات سے منگل تک بھی دیکھنا۔ یا تو اتوار کی رات سوموار میں جائے گی، یا پیر کی رات منگل میں جائے گی، تمہیں درجنوں اور شاید سینکڑوں شہاب نظر آئیں گے جو ان علاقوں پر منحصر ہوں گے جن میں شیطان موجود ہیں۔"

میں نے کہا: "میرے والد، کیا وہ پروں والے لوگوں کی شکل میں ہوتے ہیں جیسے آرٹ میں دکھایا گیا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "نہیں، بلکہ ان کی تصویریں بدصورت ہیں، یعنی ان کی حقیقی صورتیں۔"

میں نے کہا: "وہ آگ جس سے وہ بنے ہوئے ہیں کس چیز سے مشابہت رکھتی ہے؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "وہ آتش فشاں کی آگ کی طرح کی آگ سے ہیں۔"
میں نے کہا: "لیکن وہ پوشیدہ ہیں اور کسی اور دنیا میں موجود ہیں؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "وہ مرئی یا پوشیدہ یا جزوی طور پر دکھائی دے سکتے ہیں۔"
میں نے کہا: "کیا یہ وہی ہیں جنہیں ہم اندھیرے میں چلتے ہوئے دیکھتے ہیں اور سیاہ ہیں اور سائے کے مشابہ ہیں؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "وہ مختلف قسم کے ہیں بیٹے، اور مختلف شکلیں اور قبیلے اور قومیں ہیں، عرب جن اور یہودی جن اور عیسائی جن، دنیا کے تمام حصوں کے جن, بلکل ہماری طرح۔"

لہذا ہم اس واقعہ سے واضح طور پر دیکھ سکتے ہیں کہ آسمانوں میں ہر آسمانی حرکت بشمول شہاب اور دومکیت کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے جو محض ایک بے ترتیب واقعہ یا خلا میں تصادفی طور پر اڑتی ہوئی چٹانیں یا اتفاق سے زیادہ ہے۔ بلکہ زمین وآسمان کی ہر حرکت کا ایک مقصد ہے، جیسا کہ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "اتفاق نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔"

اس رات شہاب کی بارش کا مقصد جان بوجھ کر ہماری دنیا سے ماورائے جہتی مخلوقات کو نکالنا تھا۔ جس طرح ہماری آنکھیں اپنے اردگرد کی حقیقت کا ایک چھوٹا سا حصہ ہی دیکھتی ہیں، اسی طرح جب ہماری روحیں جسم سے نکل جائیں گی، تو ہم بڑی حقیقتوں کو محسوس کریں گے، اور سیارے، ستارے اور شہاب اور دومکیت سب مختلف نظر آئیں گے۔
ہم قرآن پاک سے جانتے ہیں کہ ان شہاب اور دومکیتوں کا مقصد ماورائے ہستیوں کو زمین پر کام کرنے یا ستاروں کی جاسوسی سے روکنا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:
"ہم نے تمہارے قریب کے آسمان کو عظیم الشان چراغوں سے آراستہ کیا ہے اور اُنہیں شیاطین کو مار بھگانے کا ذریعہ بنا دیا ہے اِن شیطانوں کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ ہم نے مہیا کر رکھی ہے۔"[308]

[308] قرآن مجید، سورہ الملک، آیت ۵

اور لکھا ہے:

"ہم نے آسمان دنیا کو تاروں کی زینت سے آراستہ کیا ہے اور ہر شیطان سرکش سے اس کو محفوظ کر دیا ہے یہ شیاطین ملاء اعلیٰ کی باتیں نہیں سن سکتے، ہر طرف سے مارے اور ہانکے جاتے ہیں اور ان کے لیے پیہم عذاب ہے تاہم اگر کوئی ان میں سے کچھ لے اڑے تو ایک تیز شعلہ اس کا پیچھا کرتا ہے."[309]

اور یہ کہ:

"پہلے ہم سن گن لینے کے لیے آسمان میں بیٹھنے کی جگہ پا لیتے تھے، مگر اب جو چوری چھپے سننے کی کوشش کرتا ہے وہ اپنے لیے گھات میں ایک شہاب ثاقب لگا ہوا پاتا ہے"[310]

اور اللہ تعالی کہتا ہے:

"یہ ہماری کار فرمائی ہے کہ آسمان میں ہم نے بہت سے مضبوط قلعے بنائے، اُن کو دیکھنے والوں کے لیے مزین کیا اور ہر شیطان مردود سے ان کو محفوظ کر دیا کوئی شیطان ان میں راہ نہیں پا سکتا، الا یہ کہ کچھ سن گن لے لے اور جب وہ سن گن لینے کی کوشش کرتا ہے تو ایک شعلہ روشن اُس کا پیچھا کرتا ہے."[311]

امام الصادق (منہ السلام) نے فرمایا:

---

[309] قرآن مجید، سورہ الصفات، آیات ٦-١٠

[310] قرآن مجید، سورہ الجن، آیات٨-٩

[311] قرآن مجید، سورہ الحجر، آیات ١٦-١٨

"جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت ہوئی تو ابلیس ساتوں آسمان کے پردے کے پیچھے تھا اور شیاطین کو ستاروں سے سنگسار کیا گیا تھا۔"[312]

ایک اور روایت میں الرضا نے اپنے والد الکاظم سے روایت کی ہے جنہوں نے اپنے والد الصادق سے روایت کی ہے (منہم السلام) جنہوں نے یہودیوں کے سوال کے جواب میں کہا:

"جنات رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بعثت سے پہلے آسمان کی باتیں چھپ کر سنتے تھے، جب پیغام شروع ہوا تو انہیں روکا سنگسار کرکے اور ان پر ستاروں کو گرا کے، اور جادوگروں اور کاہنوں کا کام باطل کر دیا گیا۔"[313]

یاس: بچوں کا سرپرست

ایک موقع پر امام (منہ السلام) نے مجھے (تصویر ۱) سے ملتی جلتی تصویر کی طرف اشارہ کیا اور فرمائے:

"کیا یہاں کوئی ایسی چیز ہے جس سے روشنی منعکس ہوتی ہے؟"

میں نے کہا: "نہیں، نہیں ہے، ہرگز نہیں، پھر وہ کیا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کیا تم نے توجہ نہیں دی، یہ ایک صالح جن ہے، اس کا نام یاس ہے، وہ بچوں کی حفاظت کرتا ہے۔"

[312] بحار الانوار، علامہ مجلسی، جزء ۱۵، صفحہ ۲۵۷

[313] بحار الانوار، علامہ مجلسی، جزء ۱۷، صفحہ ۲۲۶

تصویر ا: ایک اورب کی تصویر

تو اب آپ جان چکے ہیں کہ جنوں کو بعض اوقات اورب کی تصویر میں فلم میں پکڑا جا سکتا ہے۔

سلیمانی پتھر اور جن

تو اب آپ جان چکے ہیں کہ جنوں کو بعض اوقات اورب کی تصویر میں فلم میں پکڑا جا سکتا ہے۔ سلیمانی پتھر اور جن بعض اوقات میں، جن آپ کے گردونواح میں قیمتی پتھر جیسی بے جان اشیاء کے طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ پتھر کی طرح نظر آتے ہیں لیکن وہ پتھر نہیں، بلکہ حقیقت میں وہ جن ہیں۔ امام نے مجھے اس کے بارے میں بتایا جسے وہ سلیمانی پتھر کہتے ہیں، اور یہ پتھر مشرق وسطی کے کچھ حصوں میں بہت زیادہ تلاش کیے جاتے ہیں۔ یہ ایک ایسا پتھر ہے جسے اگر گندم، اناج یا نمک کے اوپر رکھ دیا جائے، تو وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھ کے اناج یا نمک کو کھانے لگتا ہے، جب تک کہ یہ غائب نہ ہوجائے۔ یہ کوئی ایسا پتھر نہیں

ہے جو فطرت میں پایا جاتا ہے بلکہ وہ ایسا پتھر ہے جو سانپوں کے پیٹ میں پایا جاتا ہے۔ ان کو نکالنے کا طریقہ کچھ یوں ہے کہ اگر ملاوٹ کا موسم ہو اور دو سانپ ملتے ہوئے پائے جائیں تو ان پر کالا کپڑا ڈال دیں جب وہ ملاوٹ کر رہے ہوں، اگر ان کے اندر کوئی جن ہو تو وہ سانپ کے منہ سے باہر نکل آئے گا پتھر کی شکل میں۔ ایک بار نکالنے کے بعد پتھر کو مختلف چیزوں کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے جن میں تحفظ، اثر و رسوخ، خزانے کی تلاش وغیرہ تک محدود نہیں ہے۔ اس کے بے شمار فوائد کی وجہ سے، بہت سے لوگ ایسے ہیں جو جعلی سلیمانی پتھر بیچتے ہیں، اور اصلی پتھروں کو تلاش کرنا نایاب ہے۔ پتھر کی ایک اور قسم بھی ہے جو درحقیقت جن ہے اور اس قسم کا پتھر یا جن کسی شخص پر تعویذ یا انگوٹھی کے طور پر پہنا جاتا ہے اور یہ گولیوں سے بچاتا ہے۔ اگر کسی شخص پر گولی چلائی جائے تو جن اس شخص کے گرد توانائی کا میدان بناتا ہے اور گولی ہٹ جاتی ہے۔ میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا: "تو پتھر خود جن ہے، درست؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "صحیح۔"

کچھ اور پتھر بھی ہیں جو جن نہیں ہیں بلکہ جنوں کے گھر کے طور پر کام کرتے ہیں، بالکل اس چراغ کی طرح جو علاءدین کی کہانی میں جنوں کے گھر ہوتے ہیں۔

پتھروں کی شکل و صورت میں شیطان جنوں کے خلاف فائدہ مند ہیں۔ مثال کے طور پر، ایک دن ہمارے بھائی احمد ابو ابراہیم نے مجھے ایک تحفہ دیا، اور وہ ہمیشہ مجھے قیمتی پتھر تحفے میں دیتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مجھے ان پتھروں سے بہت دلچسپی ہے۔ اس موقع پر اس نے مجھے ایک پتھر دیا جو حضرت دانیال (علیہ السلام) کی قبر سے تھا اور وہ ڈھال کی شکل میں تھا اور اس پر اس نے امام احمد الحسن کی مہر کندہ کر دی تھی، جو داؤد کا ستارہ ہے (تصویر ۲)۔

تصویر ۲: ڈھال کی شکل کے پتھر کی ایک تصویر

میں نے اسے بعد میں امام احمد الحسن (منہ السلام) کو دکھایا اور ڈھال کی شکل کے فوائد کے بارے میں پوچھا۔ امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اس پتھر کی سب سے اچھی چیز اس کی ڈھال کی شکل ہے، اس کا کم سے کمترین فائدہ شیطانی جنوں سے حفاظت ہے۔"

ڈراؤنے خواب: الخناس کو سٹینلیس سٹیل سے پسپا کرنا

ایک اور چیز جس سے شیطانوں کو بھگایا جاتا ہے وہ چاقو ہیں جو اسٹینلیس سٹیل سے بنی ہو۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے اسے کسی ایسے شخص کے لیے تجویز کیا تھا جو ڈراؤنے خوابوں میں مبتلا تھا۔

انہوں نے ایک دن مجھ سے کہا: "یہ جن نہیں ہے، یہ ایک ڈراؤنا خواب تھا۔ اس کے سر کے نیچے ایک چھوٹی چھری رکھو جو تیز نہ ہو، خواہ اس کے سونے کی جگہ بھی بدل جائے پھر بھی۔"

میں نے امام (منہ السلام) سے پوچھا: "کیا سر یا تکیہ کے نیچے چھری رکھنے سے ڈراؤنے خواب دور ہوتے ہیں؟"

انہوں نے (منہ السلام) فرمایا: "ہاں۔"

میں نے کہا: "یہ بہت عظیم علم ہے۔"

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "لیکن یہ مکمل طور پر دھات کا ہونا چاہیے۔"

میں نے ان سے (منہ السلام) پوچھا: "اس کے پیچھے کیا وجہ ہے میرے والد؟ کیا یہ ڈراؤنے خواب کے منبع کو ڈراتا ہے؟ اور اگر ہاں، تو ذریعہ جن ہے یا کیا؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "شیطان، ڈراؤنے خواب یا الخناس[314] لوہے یا اسٹینلیس سٹیل سے ڈرتے ہیں، کیونکہ اسٹینلیس سٹیل کے مادے میں ایسی توانائی ہوتی ہے جو اسے متاثر کرتی ہے اور اسے نقصان پہنچاتی ہے۔"

میں نے جو سنا اس سے حیران ہو کر میں نے کہا: "اس کے لیے بہت شکریہ میرے والد!"

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "اکثر شیاطین اور الخناس اس سے ڈرتے ہیں۔"

تو میں نے امام (منہ السلام) سے پوچھا: "کیا یہ دن میں بھی کام کرتا ہے اور کیا اسے میں ہمیشہ اپنے پاس رکھوں؟"

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، لیکن سوتے قوت یہ بہتر کام کرتا ہے، اور تکیے کے نیچے (رکھنا)۔"

جنات بھی کبھی کبھی انسانوں کی شکل میں امام کے پاس آتے ہیں اور اس دین پر ایمان لانے والے جن بھی ہیں ۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا:

[314] الخناس شیطان کی ایک قسم ہے۔

"وہ انسانوں کی شکل میں عام انسانوں کو شاذ و نادر ہی نظر آتے ہیں۔"وہ بلیوں یا دوسرے جانوروں کی شکل میں بھی ظاہر ہو سکتے ہیں اور انسانوں کی جاسوسی کر سکتے ہیں۔ ایسے بہت سے واقعات ہوئے ہیں جن کا ہم نے برسوں میں تجربہ کیا ہے، لیکن میں ایک مثال پیش کروں گا۔ ایک دن میرے بھائی اور ساتھی مصطفیٰ حلال میرے گھر کے باہر چہل قدمی کر رہے تھے، اسی علاقے میں جہاں یاس کی تصویر لی گئی تھی۔ شام کا وقت تھا، اور انہوں نے جھاڑیوں میں گھومتے ہوئے ایک آدمی کا خاکہ دیکھا۔

وہ جلدی سے اس کے پیچھے بھاگے اور یہ دیکھنے کے لیے کہ یہ کون ہے، کیونکہ انہوں نے سائے کی طرح کے خاکہ کے سوا کچھ نہیں دیکھا تھا اور وہ یہ نہیں سمجھ سکے کہ یہ کون ہے۔ جب وہ اس شکل کو دیکھنے کے چند سیکنڈ بعد جھاڑیوں کے ارد گرد پہنچے تو انہیں آس پاس کہیں بھی کوئی آدمی نظر نہیں آیا، بلکہ انہیں زمین پر ایک بڑی کالی بلی گھور رہی تھی۔ کالی بلی انہیں گھور رہی تھی اور مصطفیٰ فوراً جان گئے کہ یہ جن ہے۔ وہ اس کی طرف دوڑے اور وہ جن بھاگ گیا۔

آنکھوں میں راز پڑھنا

انسان کی نظر میں بہت سے راز پوشیدہ ہیں۔ ایک دفعہ میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے کہا:

"جب میں مصر میں ایک میڈیا کمپنی کے لیے کام کر رہا تھا، وہاں مصری انٹیلیجنس کا ایک شخص دفتر آیا، اور یہ ۲۰۱۱ کے مصری انقلاب سے پہلے کی بات ہے۔ وہ حسنی مبارک کی تشہیری مہم چلانے کے لیے کمپنی کی خدمات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ میں اس آدمی کی آنکھیں دیکھ رہا تھا کیونکہ یہ انتہائی عجیب تھیں، یہاں تک کہ اس نے مجھے اپنی طرف گھورتے ہوئے دیکھا، اور جب وہ بول رہا تھا تو اس نے دو گھنٹوں کے لئے میری طرف نہیں دیکھا۔ اس کی آنکھوں کی پتلی بہت بڑی تھی۔ اس کی ایرس سبز اور بہت باریک تھی (ایک مثال کے لیے تصویر ۳ دیکھیں)، اور کمرے میں لائٹ جلنے کے باوجود ایسا لگتا تھا جیسے اس کے اردگرد کوئی کالا بادل چھایا ہوا ہو، صرف اس کے کمرے کا رقبہ میں ایسا لگتا تھا جیسے روشن نہیں ہوں۔ یہ انتہائی عجیب تھا۔"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "ہاں بیٹا، میں سمجھتا ہوں، وہ عالمِ جنات کے ساتھ کام کر رہا ہے۔"

میں نے کہا: "میں شیطان کے شر سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں نے تمہیں ایک سے زیادہ مواقع پر آزمایا ہے۔ تم ان تمام معاملات کو دیکھنے کی بصیرت رکھتے ہو۔ لیکن خیال رکھنا کہ ان واقعات میں کبھی خوفزدہ نہ ہوں اور خوف کو چیلنج کرو، کیونکہ شیطان انسان کے اندر خوف اور دہشت پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔"

میں نے کہا: "میرے والد، میں آنکھوں میں فرق کیسے دیکھوں، یہ معلوم کرنے کے لیے کہ میں کسی انسان سے بات کر رہا ہوں یا اپنی ذات سے یا کسی اور مخلوق سے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اور شاید تم کسی فرشتے سے بھی بات کر رہے ہو۔ آنکھوں میں تمہیں کچھ غیر فطری نظر آئے گا، میرے بیٹے۔"

میں نے کہا: "جی، لیکن میں کیسے سمجھوں کہ میرے سامنے کون سی مخلوق ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جنوں کی آنکھیں ہمیشہ ابلتی رہتی ہیں اور بعض اوقات وہ گول اور پھیلی ہوئی ہوتی ہیں، ہمیشہ آنکھوں کی طرف توجہ کرو، کیونکہ آنکھوں میں بہت سے راز ہیں۔"

ذیل میں ہمارے پاس دو مثالیں ہیں۔ تصویر ۳ میں ہمارے پاس اوپر کی کہانی میں دکھائے گئے آدمی کی آنکھ کی ایک قریبی مثال ہے۔ تصویر ۴ "بلی جیسی" آنکھ والے انسان کی مثال ہے۔

تصویر۳: قصے میں آدمی کی ایک مثال

تصویر ۴: انسان کی "بلی جیسی" آنکھوں کی مثال

ایک دن میں نے امام (منہ السلام) سے بچپن کا ایک واقعہ بیان کیا تھا کہ میں نے ایک عورت سے ملاقات کی جس کی آنکھیں سانپ یا بلی کی طرح کٹی ہوئی تھیں۔ امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جس کی آنکھیں سانپ جیسی ہوتی ہیں اس میں سانپ جیسی خصوصیات ہوتی ہیں۔"

انیسواں باب

موت کی معرفت

"نیند موت کا بھائی ہے۔"

قدیم یونانی مذاہب میں، جو یونان میں بھیجے گئے انبیاء کے ذریعے نوح کے عہد پر بنائے گئے تھے، "ہپنوس" (نیند) اور "تھاناتوس" (موت) بھائی تھے۔ ایک بار پھر یہ ثابت کرتے ہوئے کہ تمام مذاہب ایک ہی ماخذ سے پیدا ہوتے ہیں، ہم آپ کے سامنے یہ روایت پیش کرتے ہیں جہاں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "نیند موت کا بھائی ہے۔"[315] موت تکلیف دہ ہے، کیونکہ اس کا مطلب پیاروں سے جدائی ہے۔ موت ایک مستقل نیند ہے جس سے انسان اسی جسم میں واپس نہیں جاگتا ہے۔ اس دنیا میں موت اس لئے بھی خوفناک ہوتی ہے کیونکہ لوگوں کے پاس یادیں نہیں ہوتیں کہ وہ کہاں سے آئے ہیں، اور اس لیے وہ نہیں جانتے کہ جب وہ جائیں گے تو کیا امید رکھیں۔ ۲۰۱۷ میں، میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) کے ساتھ ایک ایسی خاتون کے بارے میں بات کی تھی جو میرے لیے بہت خاص ہے، بیبی لیلیٰ (علیہا السلام)، جن کے بارے میں بتایا گیا تھا کہ انہیں جان لیوا بیماری ہے اور وہ ممکنہ طور پر مر سکتی ہیں۔

میں نے کہا: "وقار کی والدہ کو کینسر ہے، اس معاملے نے مجھے بہت رلایا ہے، کیونکہ یہ خاتون نہایت طاہرہ ہیں، اور قابل رحم ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، کیا انہوں نے انہیں کیموتھراپی کی خوراک دی ہے؟"

میں نے کہا: "نہیں، وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کا کینسر نکالنے کے لیے آپریشن کرنا پڑے گا، پھر دیکھیں گے کہ یہ پھیل گیا ہے یا نہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ان کی بیماری کہاں پائی گئی ہے؟"

میں نے کہا: "ان کے گردے میں، چار سینٹی میٹر جتنا ہے۔ وہ کہہ رہی ہیں کہ وہ آپ کو دیکھنے سے پہلے مرنا نہیں چاہتیں، لیکن وہ خدا کی مرضی کے آگے سر تسلیم خم کر دیتی ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "خدا کے سوا کوئی طاقت اور قوت نہیں ہے، یہی خدا کو منظور ہے۔"

میں نے کہا: "جی ہاں۔"

---

[315] میزان الحکمہ، محمد الریشہری، جزء ۴، صفحہ ۳۴۰۴

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "انہیں خدائے بزرگ و برتر پر بھروسہ کرنے کے لئے کہو اور آپریشن ہونے دو، اور ہم بعد میں دیکھیں گے کہ بیماری کس حد تک پھیلتی ہے۔"

میں نے کہا: "کیا آپ نے مجھے جو پروٹین کا علاج دیا ہے وہ ان کے لیے کام کرے گا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں، لیکن انہیں ساری زندگی گوشت کھانے سے پرہیز کرنا ہوگا۔ آپریشن کب ہے؟"

میں نے کہا: "تین ہفتوں میں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "انشاء اللہ، میرے بیٹے، بیماری کے مقام پر اپنا ہاتھ رکھو اور ان کے لیے دعا کرو کہ بحق جلال محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ انہیں شفاء دے، اور مریم (علیہا السلام) کے جلال کی قسم ان کے رب کے پاس۔ ان کے لیے اپنے رب کے حضور عاجزی سے دعا کرو۔"

میں نے بالکل ویسا ہی کیا جیسا کہ امام نے مجھ سے کرنے کی درخواست کی تھی اور واقعی آپریشن کامیاب رہا، اور یہ ۲۰۲۲ ہے اور بیبی لیلیٰ (علیہا اسلام) پہلے کی طرح صحت مند ہیں اور ان کا کینسر واپس نہیں آیا۔ اگرچہ اس خاتون کے لیے موت کا حکم تھا اور یہ خدا کا ابتدائی منصوبہ تھا کہ وہ کینسر کے مرض میں چلی جائیں، لیکن ان کا ہم پر ایمان، ہم سے محبت اور امام (منہ السلام) کے دیدار کی خواہش موت کو دھکیلنے کا سبب بنی، اور ان کی زندگی کو طول دینے کے لیے سبب بنی۔ تاریخ زندگی کے طویل ہونے یا موت کے مقررہ اوقات کے لحاظ سے ہونے والی تبدیلیوں کی مثالوں سے بھری ہوئی ہے۔ روایات میں ہے کہ حضرت آدم (علیہ السلام) نے حضرت داؤد (علیہ السلام) کو اپنی زندگی کے سال عطا کیے تھے[316] اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) لعزر کو موت میں سے واپس لائے تھے اور انبیاء و مرسلین اور ائمہ (علیہم السلام) نے بہت سے لوگوں کو مہلک بیماریوں سے شفا دی تھی۔

[316] حدیث میں موجود ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا تو اس نے ان کی پیٹھ کا مسح کیا، یہاں تک کہ ان کی نسل میں قیامت تک کی تمام ارواح ان کی پیٹھ سے نکل آئیں، انہوں نے ان کی اولاد ان کے سامنے پیش کی تو انہوں نے ان کے درمیان ایک شخص کو دیکھا جس کی روشنی نے انہیں حیران کر دیا، تو انہوں نے پوچھا: "خداوند، یہ کون ہے؟" خداوند نے فرمایا: "یہ تمہارا بیٹا داؤد ہے"، انہوں نے کہا: "آپ نے اس کی عمر کتنی لمبی کی؟" خداوند نے کہا: ساٹھ سال"، تو انہوں نے کہا: "خداوند اس کی عمر بڑھا دے"، تو رب نے کہا: "صرف اگر میں اسے تمہاری عمر میں سے بڑھا دوں۔" اس وقت آدم کی عمر ایک ہزار سال تھی تو خدا نے داؤد کے چالیس سال بڑھا دیے۔ (البدایہ و النھایہ، ابن کثیر، جزء ۱، صفحہ ۹۹)

"موت خواب سے بیدار ہونا ہے"

روایتی طور پر، ابراہیمی مذاہب، یہودیت، عیسائیت اور خاص طور پر اسلام نے سکھایا ہے کہ موت ایک بہت ہی خوفناک واقعہ ہے۔ اسلام میں بہت سی روایات موجود ہیں جو موت کے لمحے سے لے کر میت کے دفن ہونے تک روح کے سفر کو بیان کرتی ہیں۔ وہ ایک ایسی روح کی بات کرتے ہیں جو گھبراہٹ سے دیکھ رہی ہوتی ہے اور خاندان اور دوست جسم کو دفنا دیتے ہیں۔ ایک بار زمین میں، روح قبر کے خوفناک فرشتوں سے پوچھ گچھ سے گزرتی ہے، اور اگر وہ گناہ گار ہو تو ہر طرح کی دہشت سے گزرتی ہے۔[317]

قبر واقعی گنہگاروں کے لیے ایک معمولی جہنم اور مومنوں کے لیے ایک معمولی جنت بن جائے گی[318] اور روحیں جسموں کے ساتھ قیامت تک وہیں رہیں گی ۔ موت کے بعد کی زندگی کے بارے میں سنی مسلمانوں کے نظریات کو سمجھنے کے لیے اس موضوع کے بارے میں پڑھنے کے لیے ایک اچھی کتاب "موت کا نظارہ" خواجہ محمد اسلام کی لکھی ہوئی، اور موت کے بعد کی زندگی کے بارے میں شیعہ مسلمانوں کے نظریہ کے لیے نجفی قوجانی کی "غیب کی دنیا کا سفر" اچھی کتاب ہے۔ امام احمد الحسن

---

[317] سنی کتب میں درج ذیل حدیث نقل کی گئی ہے: "ابو سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کوئی دن ایسا نہیں ہے جو قبر پر آئے مگر یہ کہے: میں اجنبیوں کا گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں، میں خاک کا گھر ہوں، اور میں کیڑوں کا گھر ہوں۔' جب مومن بندہ دفن ہوتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے: "خوش آمدید، آرام سے تشریف لائیں۔ بے شک میرے نزدیک آپ سب سے زیادہ محبوب ہیں جو مجھ پر چل پڑے ہیں۔ چونکہ آج آپ کو میرے سپرد کیا گیا ہے اور آج میرے حوالے کیا گیا ہے، آپ دیکھیں گے کہ میں نے کیا انتظام کیا ہے۔'

پھر وہ اس کے لیے اتنا وسیع ہو جائے گا کہ اس کی بینائی پھیل جائے گی اور اس کے لیے جنت کا دروازہ کھل جائے گا۔ اور جب بدکار بندے یا کافر کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے: 'تمہارا استقبال نہیں، آرام نہ کرو۔ بے شک میرے نزدیک تم ان لوگوں میں سب سے زیادہ نفرت والے ہو جو مجھ پر چل پڑے ہیں۔ چونکہ آج تمہیں میرے سپرد کیا گیا ہے اور آج میرے حوالے کیا گیا ہے، تم دیکھو گے کہ میں نے تمہارے لیے کیا انتظام کیا ہے۔' انہوں نے کہا: 'یہ اس پر بند ہونا شروع ہو جائے گا۔ (اسے نچوڑا جائے گا) یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے کو کچل دیں۔' انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چند انگلیاں آپس میں پکڑ لیں اور آپ فرمایا: "ستر بڑے اژدہے اسے تنگ کر دیں گے، اگر ان میں سے ایک بھی زمین پر پھونک مارے تو اس پر کوئی چیز نہیں اگے گی جب تک وہ باقی رہے گی۔ وہ اسے چباتے رہیں گے اور کاٹتے رہیں گے یہاں تک کہ اسے حساب میں لایا جائے گا۔" انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا آگ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔" (جامع الترمذی، کتاب ٣٦، حدیث نمبر ٥)

[318] اہل سنت کی کتابوں میں درج ذیل حدیث نقل کی گئی ہے: "بے شک قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے، پس اگر کوئی اس سے بچ جائے تو جو اس کے بعد آئے گا وہ اس سے زیادہ آسان ہے۔ پھر اس کے بعد جو آتا ہے وہ اس سے بھی بدتر ہے۔" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں نے کوئی نظارہ نہیں دیکھا سوائے اس کے کہ قبر اس سے زیادہ ہولناک ہو۔" (جامع الترمذی، کتاب ٣٦، حدیث نمبر ٥)

(منہ السلام) نے کہا ہے کہ یہ کتابیں زیادہ تر غلط ہیں، اور یہ کہ یہ نبی محمد اور ان کے اہل بیت پر جھوٹ ہیں (منہ السلام) ۔ امام موت اور پنر جنم کے سلسلے کو محض سو جانے اور جاگ جانے کی مانندیان کرتے ہیں۔

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "اس دنیا کی سب سے قریبی تعبیر ایک خواب ہے۔ موت کے معنی ہیں انسان کے اس خواب سے بیدار ہونا۔ "اور آج تمہاری نظر لوہے کی ہے۔"[319]

میں نے کہا: "پھر موت کے وقت ہم اسی طرح بیدار ہوں گے جیسے نیند سے بیدار ہوتے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بالکل، یہ ایسا ہی ہے جیسے کپڑوں کا بدلنا۔"

میں نے کہا: "اور ہم اپنے آپ کو کسی اور جسم میں پائیں گے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بالکل۔"

میں نے کہا: "کیا یہ جسمانی جسم ہے، انسانی جسم؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جہاں تک جسم کی قسم کا تعلق ہے تو یہ سب انسان پر منحصر ہے۔"

میں نے کہا: "تو یہ سب امور، موت کے بعد نور کی طرف سفر کرنا، یا عذاب قبر، یا عذاب کے فرشتے، منکر و نقیر وغیرہ کا کوئی وجود نہیں ہے؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "عذاب قبر کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔"

تو میں نے کہا: "پھر یہ جاگ جانے کی طرح ہے۔"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "جب یہ جسم کسی بھی دوسرے پروڈکٹ کی طرح ختم ہو جاتا ہے جو موجود ہے، یا کسی الیکٹرانک مشین کی طرح جو اب کام نہیں کرتا ہے (انسان مر جاتا ہے)"۔

میں نے کہا: "اور پھر اچانک آپ ایک نئی دنیا میں ہوتے ہیں، جو اس حقیقت پر منحصر ہے کہ آپ کہاں جاتے ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، بہت خوب، جیسا کہ میں تمہیں پہلے بتا چکا ہوں۔"

---

[319] قرآن مجید، سورہ ق، آیت ۲۲

موت کا احساس

جرمنی میں ایک دن مجھے ایک پھوڑا نکالنے کے لیے ایک چھوٹے سے آپریشن کے لیے جانا پڑا۔ آپریشن کرنے کے لیے، انہیں مجھے جنرل اینستھیزیا کے تحت رکھنا تھا۔ نرس میرے قریب آئی اور مجھے ایک مادہ کا انجکشن لگایا، اور اس نے میری طرف دیکھا اور کہا: "الوداع۔" سب کچھ فوری طور پر بلیک آؤٹ ہونے لگا اور چند ہی سیکنڈ میں میں بے ہوش ہو گیا۔ میں ایسے اٹھا جیسے کوئی وقت نہیں گزرا ہو، اور مجھے آپریٹنگ روم سے باہر دھکیل دیا جا رہا تھا۔

امام احمد الحسن نے مجھ سے فرمایا: "اب تم کیسے ہو؟ کیا تمہاری صحت ٹھیک ہے؟"

میں نے کہا: "اللہ کا شکر ہے۔ اب میں ٹھیک ہوں اور یہ ایک عجیب تجربہ تھا۔ یہ جنرل اینستھیزیا کے تحت میرا پہلا موقع تھا، لیکن اللہ کا شکر ہے، میں ٹھیک ہوں۔"

امام نے فرمایا: "ہاں، یہ (جنرل اینستھیزیا کے تحت جانا) ایک عجیب احساس تھا، ہے نہ؟ یہ موت کی طرح کا احساس تھا۔"

میں نے کہا: "جی، بالکل۔"

آپ نے فرمایا: "موت بلکل اسی طرح ہے۔"

میں نے کہا: "سبحان اللہ۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "لیکن اس کے ساتھ بہت تکلیف بھی محسوس ہوتی ہے۔"

میں نے کہا: "یہ درد جسمانی ہے یا نفسیاتی؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ ایک ایسا درد ہے جسے تم دیکھتے ہو اور محسوس نہیں کرتے، ایک ایسا احساس جو انسان کبھی زندگی میں محسوس نہیں کرتا ہے، صرف موت کے اس لمحے میں تجربہ کرتا ہے۔"

میں نے کہا: "یہ درد کب تک رہتا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اس جسمانی دنیا میں یہ صرف چند لمحوں کے لئے رہتا ہے۔"

امام (منہ السلام) نے پہلے ہمیں سمجھا دیا تھا کہ انسان جتنا زیادہ اس دنیا سے وابستہ ہوتا ہے، ان لگاؤ کی وجہ سے موت اتنی ہی زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے۔ یہی درد کی وجہ ہے۔ اس دنیا سے انسان جتنا کم لگاؤ رکھے، موت کے وقت اسے اتنا ہی کم درد محسوس ہوگا، کیوں کہ اس دنیا سے اس کو باندھنے والی رسیاں کم ہیں۔ مومن کی زندگی میں بہت سی آزمائشوں اور مصیبتوں سے گزرنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ وہ اس دنیا سے لاتعلق ہو جائے۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ سب سے بہتر کہا جب آپ نے فرمایا: "اپنی موت سے پہلے مرو"[320] جس کا مطلب ہے اپنے آپ کو تربیت سے اس دنیا سے لاتعلق ہونے کی قابلیت پانا، اس سے پہلے کہ آپ اس سے زبردستی الگ کردیے جائیں۔

روح کے انتظار کے اسٹیشن

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا: "روحیں کہاں واقع ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جسموں میں۔"

میں نے کہا: "لہذا روحیں مادی دنیا کا حصہ ہیں؟"

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: روحیں کوئی مادی چیز نہیں ہوتی ہیں، تم روحوں کو نور سمجھ سکتے ہو۔"

میں نے کہا: "تو ابلیس نے مادہ پیدا کیا۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔"

میں نے کہا: "اور خدا نے روشنیوں اور روحوں کو پیدا کیا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، لیکن خدا مادہ بھی پیدا کر سکتا ہے۔"

میں نے کہا: "میرے والد، کیا میں آپ سے ایک سوال پوچھ سکتا ہوں؟"

---

[320] مستدرک سفینہ البحار، شیخ علی النمازی الشاھرودی، جزء ۸، صفحہ ۶۳۰

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "پوچھو، میرے بیٹے۔"

میں نے کہا: "آپ نے مجھے بتایا کہ موت بے ہوشی کی دوا کے تحت ہونے کے مترادف ہے، جو آپ کو بلیک آؤٹ کرتی ہے اور سلادیتی ہے۔ جب ہم موت کے بعد بیدار ہوتے ہیں تو کیا ہم اچانک اپنے آپ کو بچوں کے طور پر ایک نئے اوتار میں تلاش کرنے کے لیے اپنی آنکھیں کھولتے ہیں؟ یا برزخ جیسی کوئی عبوری مقام ہے جہاں ہم اوتاروں کے درمیان جاتے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، وہاں یہ ایک انتظار گاہ کی طرح ہے، مثال کے طور پر، ٹرین اسٹیشن کی طرح، لیکن اس دنیا میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جسے تم یہاں سے پہچانو، نہ وقت ہے نہ جگہ۔ اور نہ ہی کوئی ایسی چیز جو تم جانو گے۔"

میں نے کہا: "کیا یہ صرف خالی جگہ ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ بھی نہیں، کچھ بھی نہیں جسے تم جانتے ہو یا اس کا موازنہ یا محسوس کر سکتے ہو۔"

میں نے کہا: "اور جس دنیا میں ہم جاتے ہیں، کیا وہاں ہم بالغ ہوتے ہیں، یعنی یہاں (اس دنیا میں) ہم بچوں کی شکل میں آتے ہیں، تاکہ ہم اس دنیا سے ہم آہنگ ہو جائیں۔ وہاں، کیا ہم عمر کے اور مکمل طور پر ہوش و حواس میں اچانک نظر آتے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "عمر نام کی کوئی چیز نہیں ہے، یہاں سے موازنہ نہ کرو، دونوں کے درمیان تصورات مختلف ہیں، نہ وقت ہے، نہ جگہ اور نہ ہی کوئی مادہ ہے۔"

عالم سمرات

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا: "اور وہاں کیا ہے؟ روح کی دنیا یا نوریا کیا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم حاضر ہو اور پھر بھی نہیں۔"

میں نے کہا: "حاضر اور نہیں بھی؟"

آپ (منہ السلام) نے کہا: "عالم سمرات"۔

میں نے کہا: "سمرات کی دنیا عرش کے نیچے موجود ہے، درست؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، یہ اس کا ایک حصہ ہے، میں تمہیں اس کی تفصیل بتاتا ہوں جس سے تمہیں سمجھ آجائے گی۔ فرض کرو کہ تم ایک شہر میں ہو، اس شہر کے علاقے یا کونے ہیں، سمرات کی دنیا کو ایک شہر کی طرح سمجھو، اور اس کا کوئی علاقہ یا کونا ہے جہاں تم جا رہے ہو۔"

میں نے کہا: "پس جب انسان مرجاتا ہے اور اس کی روح اس میں سے نکلتی ہے تو روح اپنے آپ کو کس شکل میں دیکھتی ہے؟"

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ اپنے آپ کو نہیں دیکھتی، یہ صرف ایک احساس ہے، یہ خود کو محسوس کرتی ہے اور تقریباً اپنے آپ کو دیکھتی ہے لیکن حقیقت میں خود کو نہیں دیکھتی۔"

میں نے کہا: "اور کیا دوسری روحیں دکھائی دیتی ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ایسا ہوگا جیسا اس نے انہیں تقریباً دیکھا ہے، وہ انہیں محسوس کرے گی اور جانتی ہے کہ وہ موجود ہیں اور ان کی حرکات و سکنات اور ہر چیز کو جانتی ہیں، لیکن وہ انہیں ایسے ہی دیکھے گی جیسے تم ابھی دیکھ رہے ہو۔ میں تمہیں کچھ سکھانا چاہتا ہوں، تم یہاں کیا محسوس کرتے ہو، اور یہاں (اس دنیا میں) جو کچھ احساس محسوس کرتے ہو، اس کا موازنہ دوسری دنیاوں سے مت کرو، کیونکہ وہ مختلف ہیں، اور ان میں ترازو بھی مختلف ہیں۔ جب تم اس حالت میں ہو گے تب ہی تم اسے محسوس کرو گے اور سمجھو گے. اس ہی دنیا کے ترازو کے مطابق۔"

لہذا خلاصہ یہ ہے کہ اگر اوتاروں کے درمیان وقت ہو تو وہ شخص انتظار گاہ، برزخ یا تزکیہ گاہ میں جاتا ہے، جسے سمرات[321] کی دنیا کہا جاتا ہے، اور یہ عرش کا ایک حصہ ہے۔ اس دنیا میں کوئی بھی چیز موجود نہیں جو اس مادی دنیا سے مشابہ ہو۔ ادھر یہاں جیسے حواس بھی نہیں ہیں۔

[321] لفظ سمرات مختلف شعبوں جیسے نفسیات، بشریات، مذہب، اور یہاں تک کہ حیاتیات میں استعمال ہونے والی محدودیت کے خیال کے قریب ہے ان ریاستوں کو بیان کرنے کے لیے جن کی درجہ بندی کرنا مشکل ہے۔ یہ ایک مرحلے اور دوسرے مرحلے کے درمیان منتقلی کی حالت ہے، خاص طور پر کسی کی زندگی کے بڑے مراحل کے درمیان یا گزرنے کی رسم کے دوران۔ لیمینالیتی (Liminality) ایک درمیانی مدت ہے، جو عام طور پر غیر یقینی صورتحال سے نشان زد ہوتی ہے۔

سمرات ایک "درمیانی" جگہ ہے جہاں ایک روح اپنی زندگی کا جائزہ لیتی ہے، یادیں صاف ہو جاتی ہیں، اور وہ اپنے اگلے اوتار کے لیے تیاری کرتی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے اوتاروں کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے، تو وہ مکمل وفات یا "موت" کا تجربہ کرے گا اور آخری فیصلے کی طرف جائے گا جہاں فیصلہ کیا جائے گا، اور اس روح کے تمام اوتاروں کے اعمال پر فیصلہ کیا جاتا ہے، اور پھر وہ جنت یا جہنم کی طرف آگے بڑھتا ہے۔ یہ فیصلہ اپنے اوپر فیصلہ ہے۔ معمولی موت یا "وفات" اوتار کے درمیان واقع ہوتی ہے۔ ہر اوتار کے اعمال ان حالات اور جسم کو متاثر کر سکتے ہیں جن سے ایک شخص اگلے میں جنم لیتا ہے۔ مثال کے طور پر، جو شخص کسی معذور شخص کے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے وہ اگلے اوتار میں ایک معذور شخص کے طور پر دوبارہ جنم لے سکتا ہے۔ ذیل میں روشن کا معاملہ ایک مثال ہے۔

جسمانی انتخاب

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا: "موت کے وقت وہ کون سا حصہ ہے جو زندہ رہتا ہے اور یا جسے عذاب دیا جاتا ہے؟ کیا یہ فرد کی شخصیت ہے جو زندہ رہتی ہے یا کیا ہے؟ مثال کے طور پر. جب میں مر جاؤں تو بعد کی زندگی میں اگر میری ساری یادیں مٹ جائیں تو میری شخصیت میں کیا باقی رہتا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تمہارا مطلب آخری وقت میں ہے یا اوتار کے دور میں؟"

میں نے کہا: "یہ اور وہ۔"

آپ (منہ السلام) نے کہا: "اوتار کے مرحلے میں عذاب مسخ ہے۔"

میں نے کہا: "جی ہاں۔"

امام نے فرمایا: "اگلی مثال روشن کی ہے (روشن ہماری کمیونٹی میں ذہنی طور پر معذور بچہ ہے)، کیا وہ جانتا ہے کہ وہ کون تھا؟"

میں نے کہا: "جی ہاں، ورنہ وہ عذاب کی حالت میں کیسے ہو سکتا ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بلکل، بہت خوب۔"

میں نے کہا: "تو سزا دینے والا وہ شخص خود ہوتا ہے، اس کے خیالیت کے ذریعے؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "خیالات اور احساسات، درد کو محسوس نہیں کر سکتا سوائے اس کے جو اس سے گزر رہا ہے۔ کوئی اور اسے محسوس کرنے کی کتنی ہی کوشش کرے، وہ محسوس نہیں کر سکے گا۔"
روشن کا ایک سابقہ اوتار بطور نبی تھا جس کا نام روشن تھا۔ اس کی قوم سخت خشکسالی اور قحط سے گزر رہی تھی اور لوگ روشن کے پاس گئے تاکہ وہ ان سب میں کھانا تقسیم کر دے۔ روشن نے دیکھا کہ لوگ بہت ہیں اور کھانا بہت کم ہے، اس لیے اس نے اپنے شہر میں رہنے والے ایک ذہنی معذور شخص کو خوراک کی تقسیم سے باہر کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے اپنے آپ سے سوچا کہ یہ شخص بہرحال ذہنی طور پر معذور ہے اور غالباً مر جائے گا، اور درحقیقت وہ شخص بھوک سے مر گیا جب روشن نے اس کے پاس کھانے کو کچھ نہیں چھوڑا۔ اس عمل کے بدلے میں خدا نے انبیاء کی کتاب سے روشن کو مٹا دیا۔ خدا نے روشن کو آج اسی حالت میں اوتار بنایا جس کو انہوں نے مرنے کے لیے چھوڑ دیا تھا۔
اس حالت میں یہ روشن کا آخری اوتار ہے، امام احمد الحسن (منہ السلام) نے واضح کیا کہ ان کے اگلے اوتار میں روشن مکمل طور پر صحت مند پیدا ہوگا۔

میں نے امام (منہ السلام) سے کہا: "آپ نے مجھے پہلے بتایا تھا کہ ہر ذی روح اس جسم کا انتخاب کرتا ہے جس میں وہ جنم لیتا ہے، تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ روشن جس جسم میں ہے، اس نے اس کا انتخاب اس لیے کیا کہ اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا اور وہ اپنے آپ کو سزا دینا چاہتا تھا؟"
امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "انتخاب موجود ہے، لیکن نظام کیسے کام کرتا ہے؟ یہ اس طرح کام کرتا ہے، انسان کئی مختلف اختیارات میں سے انتخاب کر سکتا ہے، ان میں سے سب سے بہتر پھر بھی برا ہے۔ یہ مجرموں کے لیے ہے، جیسا کہ خالص لوگوں یا اچھے لوگوں کے لئے، جن کے گناہ ان کے نیک اعمال سے کم ہوتے ہیں، وہ ان جسموں کا انتخاب کرتے ہیں جس میں وہ جنم لیتے ہیں۔ اور وہ اپنے قریب ترین کا انتخاب کرتے ہیں۔"
میں نے کہا: "کیا آپ کا مطلب ظاہری شکل میں ان کے قریب ترین ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں بیٹا، ان کی روح سے سب سے زیادہ قریب ہے۔"
میں نے پوچھا: "کس پہلو سے قریب؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نفس۔"
میں نے کہا: "جب انسان مر جاتا ہے تو کیا باقی رہتا ہے؟ کیا انسان خود باقی رہتا ہے؟ یا وہ صرف ایک نور میں تحلیل ہو جاتا ہے؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "انسان جیسا کہ تم جانتے ہو تین حصوں میں تقسیم ہے: ایک جسم، ایک روح اور ایک نفس۔ یہ کیا چیز ہے جو مر جاتی ہے؟"
میں نے کہا: "جسم۔"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جسم کام کرنا چھوڑ دیتا ہے اور فضول بن جاتا ہے، اور نفس ختم ہو جاتا ہے، اور روح باقی رہتی ہے، جب انسان کے وہ دو حصے مر جاتے ہیں تو انسانی پہلو ماضی کا ہو جاتا ہے اور محض روح وہ ہے جو موجود رہتی ہے۔"

اوتار کے مواقع کا انتظار

جیسا کہ ہم نے پہلے ظاہر کیا، جسمانی جسموں کے باہر موجود روحیں زیادہ تر حسی تجربے سے محروم ہیں۔ وہ تقریباً دیکھتے، سنتے، محسوس کرتے، چکھتے یا چھوتے ہیں، لیکن حقیقت میں ان میں دیکھنے، سننے، چکھنے یا چھونے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ لہٰذا، روحوں کا اوتار بننے کی ایک وجہ حواس سے لطف اندوز ہونا ہے۔ لہذا، آپ ان سب کو اس طبعی دنیا میں داخل ہونے کے لئے ہر موقع پر قطار میں کھڑے پاتے ہیں۔
ایک دن میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا: "کیا آپ مجھے سوال کرنے کی اجازت دیں گے؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں بیٹا، آگے بولو۔"

میں نے کہا: "آپ نے مجھ سے پہلے کہا تھا کہ جماع ایک طریقہ ہے جس سے مردہ کی روح کو بلایا جا سکتا ہے، کیا یہ طریقہ پورٹل کھولنے سے ہے یا بلانے والے کی روح کے ذریعے؟ کیا یہ کمرے میں اچانک نمودار ہونا ہے یا روح کس طرح ظاہر ہوتی ہے یا یہ صرف آواز کے طور پر ظاہر ہوتی ہے؟ یہ کیسے ہوتا ہے؟"

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ ایک ایسا طریقہ ہے جس کے ذریعے روحوں کو بلایا جا سکتا ہے، میں تمہارے لیے چیزوں کو آسان کرتا ہوں، جب تم زمین پر مچھلی یا گوشت کا ٹکڑا رکھتے ہو، تو تم دیکھتے ہو کہ اس کے گرد بہت سی بلیوں کے غول ہوتے ہیں اور جب تم زمین پر کوئی میٹھی چیز رکھتے ہو تو تمہیں بہت سے کیڑے مکوڑے جیسے چیونٹیاں اور مکھیاں اس کے گرد جمع نظر آئیں گی۔"

میں نے کہا "جی."

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جنس روحوں کو جنم دیتی ہے کیونکہ وہ جسمانی مادی دنیا میں واپس آنے کا موقع پاتی ہیں۔"

میں نے کہا: "سبحان اللہ، سب سے بلند اور عظیم وہی ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بیٹا، اس طرح سے ہوتا ہے۔"

میں نے کہا: "تو پھر ان کے پاس واپسی کا انتخاب ہے اور وہ واپس آنا چاہتی ہیں؟"

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "ان میں سے سب نہیں کرتی ہیں ایسے، ان میں سے کچھ ایسا کرتی ہیں، تاہم، تمام روحیں یہ سوچتی ہیں کہ وہ لوٹ سکتی ہیں، ان کا یقین اور عقیدہ ہے کہ وہ ایسا کر سکتی ہیں۔"

میں نے کہا: "سبحان اللہ ! ان کا عقیدہ ہے کہ وہ ایسا کر سکتی ہیں۔ خدا عظیم ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بالکل اسی طرح جس طرح بعض انسانوں کو یقین ہے کہ وہ کچھ کام کر سکتے ہیں حالانکہ ان میں ان چیزوں تک پہنچنے کی صلاحیت نہیں ہوتی ہے۔"

میں نے کہا: "بہت شکریہ میرے والد، یہ بہت عظیم معاملہ ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "الحمدللہ, میرے بیٹے۔"

کثرت

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا: "کیا ایک روح ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ جسموں میں ہو سکتی ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جی ہاں۔"

میں نے امام (منہ السلام) سے پوچھا: "میرے والد، جب کوئی شخص مر جائے لیکن اس کی روح بیک وقت ایک سے زیادہ جسموں میں موجود ہو اور وہ ایک جسم میں مر جائے، کیا وہ دوسرے جسم میں بھی مر جائے گا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں بیٹا، وہی جسم مرتا ہے جسے موت آتی ہے۔"

میں نے کہا: "اور محرم کا کیا ہوتا ہے؟ کیا دونوں جسم جن پر ایک ہی روح کا قبضہ ہو، ہر ایک جسم میں ان کے گھر والوں کا محرم ہوتا ہے؟"

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، بیٹا۔"

میں نے کہا: "خدا کی شان ہے، یہ بہت عظیم امر ہے! اور دو جسم اس دنیا میں مل سکتے ہیں اور ایک دوسرے سے بات کر سکتے ہیں، اور حقیقت میں وہ ایک روح دو جسموں میں بٹی ہوئی ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے بیٹے، میں نے ابھی تک حقیقت کو ظاہر نہیں کیا ہے اور اگر میں بولتا اور لوگوں کو اس قابل پاتا کہ اس کو سنبھال سکیں تو ہم اب تک بہت زیادہ ترقی کر چکے ہوتے۔"

بیسواں باب

جنت اور جہنم کی معرفت

"میں تم سے سچ کہتا ہوں، آج تم میرے ساتھ جنت میں ہو گے"

تورات، انجیل اور قرآن میں بحشت یا جنت کے بارے میں حیرت انگیز طور پر بہت کم تفصیل موجود ہے۔ اسے ایک ایسی جگہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے جہاں نیک لوگ جاتے ہیں، جہاں درخت اور پھل ہوتے ہیں، ہر قسم کے کھانے پینے کا سامان ہوتا ہے اور یقیناً خوبصورت مرد اور عورتیں۔ یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے پیروکاروں نے جنت کی نوعیت کے بارے میں اختلاف کیا ہے، اپنے اپنے فرقوں کے درمیان بھی، اور سوال اٹھایا ہے کہ کیا یہ ایسی جگہ ہے جسے ہم بیان کر سکتے ہیں؟ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "اللہ نے فرمایا: 'میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے (ایسی عمدہ چیزیں) تیار کر رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں، نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ ہی انسان کے دل میں سوچا جا سکتا ہے۔'"[322] اگر انسانی آنکھوں نے اسے کبھی نہیں دیکھا اور دل اس کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک ایسی جگہ ہے جو بیان سے باہر ہے کیونکہ اسے صحیح طور پر بیان کرنے کے لیے کوئی الفاظ بھی ایجاد نہیں ہوئے ہیں۔ یہ عالم سمرات کی طرح ہے، ایک ایسی دنیا جس کا ہم اس سے موازنہ نہیں کر سکتے۔ بہرحال ہم کہہ سکتے ہیں کہ جنت ایک ایسی دنیا ہے جہاں نہ کوئی غم ہے نہ درد۔ اس باب کے دوران ہم آپ کو امام احمد الحسن (منہ السلام) کے الفاظ کے ذریعے جنت کی ایک جھلک دکھائیں گے۔ پھر، ہم امام کے الفاظ کے ذریعے جہنم کے بارے میں گفتگو کریں گے۔

جنت میں روحانی شریک حیات

اپنے پیاروں کے ساتھ رہنا انسانی خوشی کا سب سے اہم حصہ ہے۔ کیا ہمارے پاس جنت سے لطف اندوز ہونے کے لیے کوئی ساتھی ہے؟ اگر ہم کئی بار جنم لیتے ہیں اور ہر بار کسی دوسرے شخص سے شادی کرتے ہیں تو ہم جنت میں کس کے ساتھ ہوں گے؟ کیا ہم ان سب کے ساتھ ہیں؟ کیا ہم ان میں سے کسی کے ساتھ ہیں؟ میں نے اس معاملے کے بارے میں امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا۔

میں نے کہا: "کیا جنت میں لوگوں کے شوہر اور بیوی ہوتے ہیں؟"

[322] بحار الانوار، العلامۃ المجلسی، ج۔ ۸، ص۔ ۹۲

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہر شخص کی جنت میں اس کے روحانی شریک حیات سے شادی کی جاتی ہے۔"

میں نے کہا: "یہ کیسے طے ہوتا ہے کہ کسی کا ساتھی کون ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہر شخص کے اوتاروں کی ایک متعین تعداد ہے اور ان اوتاروں میں زواج کی ایک متعین تعداد ہے، انسان کا ساتھی وہ شخص ہے جس کا ایمان یا درجہ اس کے اپنے سے سب سے زیادہ قریب ہو۔"

میں نے کہا: "کیا اس دنیا میں روحانی شریک حیات کبھی ایک دوسرے سے شادی کرتے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، ہر شخص کم ازکم ایک بار اپنے روحانی شریک حیات سے شادی کرتا ہے، اپنے آخری اوتار میں وہ ایک دوسرے سے اور کبھی دوسرے اوتار میں بھی شادی کرتے ہیں۔"

میں نے کہا: "کیا انسان کا روحانی شریک حیات اس سے پیدا ہوتا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں، ایسا ضروری نہیں ہے۔"

میں نے امام (منہ السلام) سے پوچھا: "کیا مرد عورت اور عورت مرد بن سکتا ہے جیسا کہ کتاب الھفت الشریف میں لکھا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، بیٹا۔"

میں نے کہا: "کیا جنت میں ہمارے جسم ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "ہاں بیٹا، ہمارے پاس ایسے جسم ہیں جو جنت میں جسمانی ہیں اور دنیا کے لیے موزوں ہیں۔"

میں نے کہا: "ہم جنت میں کس تصویر میں داخل ہوتے ہیں؟ کیا ہم اپنے زمینی اوتاروں میں سے کسی کی تصویر میں داخل ہوتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو پھر ہم اپنی کس تصویر میں جنت میں داخل ہوں گے؟ یا یہ کہ جنت میں ہمارے نام اور صورتیں ہیں؟ یہاں کی طرح نہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نام اور تصویریں اب کی طرح نہیں ہیں لیکن اس کا مفہوم ایک ہی ہے۔ لوگ جنت میں اتنے ہی خوبصورت داخل ہوتے ہیں جتنا ان کا دنیا پر ایمان تھا، دنیا پر ان کا ایمان ان کی آخرت کی خوبصورتی کا تعین کرتا ہے۔ "

جنت کی لذتیں

اگر خواہشات پوری نہ ہوں تو کیا جنت واقعی جنت ہو سکتی ہے؟ کیا جنت میں کوئی چیز حرام ہے؟ کیا اہل جنت اپنے رشتہ داروں یا دوستوں کی کمی محسوس کرتے ہیں جنہوں نے اسے جنت میں نہیں بنایا؟ کیا جنت میں اداسی، غصہ، حسد یا دیگر منفی جذبات کے احساسات موجود ہیں؟

اس بارے میں امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "قرآن جنت کا بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ پھلوں، گوشت، شراب اور شہد سے بھری ہوئی ہے، یہ اس لیے کہ اس زمانے میں لوگ ان چیزوں کی تمنا کرتے تھے۔ قرآن آج کے دور میں نازل ہونا تھا۔ وقت اور عمر یہ جنت کو لیپ ٹاپ، فون اور پر تعیش گاڑیوں کے طور پر بیان کرے گا، کیونکہ یہ وہی چیزیں ہیں جو آج لوگ چاہتے ہیں۔ تو بنیادی طور پر ہر وہ چیز جس کی انسان خواہش کرتا ہے جنت میں اس کے لیے موجود ہے۔ ان چیزوں میں سے ایک جس کے بارے میں انسان ہمیشہ سوچتا ہے اور جس کی خواہش کرتا ہے وہ ہے جماع۔ اسی وجہ سے بیان کیا گیا ہے کہ جنت میں حوریں اور جوان لڑکے ہوتے ہیں۔"

میں نے کہا: "میں ہمیشہ سوچتا تھا کہ حوریں تمثیلی ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بیٹا، یہ عورتیں ہیں، خوبصورت عورتیں، جیسی کسی نے نہیں دیکھی ہیں۔"

میں نے کہا: "اور ہمیشہ رہنے والے لڑکے؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "وہ بھی جنسی تعلقات کے لیے ہیں۔"

میں نے پوچھا: "کیا وہ عورتوں کے لیے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "وہ مردوں اور عورتوں کے لیے ہیں۔"

میں نے پوچھا: "تو اگر جنت میں کوئی عورت حوری کے ساتھ رہنا چاہے تو وہ رہ سکتی ہے اور اگر مرد کسی مرد کے ساتھ رہنا چاہے تو رہ سکتا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "ہاں، جنت میں کوئی حق و باطل، حلال و حرام، جائز اور نہ جائز نہیں ہے، اہل جنت کے احکام ایسے نہیں ہیں جیسے اہل زمین کے لیے۔ تم سے میں نے کہا ہے بیٹا، اس دنیا کا موازنہ دوسری دنیا سے نہ کرو۔ انسان جو کچھ چاہتا ہے وہ سچ ہوجاتا ہے۔ چونکہ جنسی تعلقات ہی وہ ہے جس کے بارے میں زیادہ تر انسان سوچتے اور خواہش کرتے ہیں، اس لیے خدا نے ان چیزوں کو جنت میں بنایا ہے۔"

تو میں نے کہا: "اور اگر جنت میں ایک شخص جنت میں کسی دوسرے شخص سے ہمبستری کرنا چاہے جو اس کا شریک حیات نہیں تھا؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "اہل جنت کے مقامات یا درجات ہوتے ہیں، ایک شخص ایک خاص درجہ پر اہل جنت میں سے کسی ایسے شخص سے جماع کر سکتا ہے جو اس کے درجے سے کم ہو، لیکن کسی اعلیٰ عہدہ فرد کے ساتھ ہمبستری نہیں کر سکتا ہے، جب تک کہ اعلیٰ عہدے کا فرد نہ چاہے۔"

میں نے کہا: "تو یہ ایک پیرامیڈ کی ترتیب کی طرح ہے؟ لیکن کیا ان افراد کے میاں بیوی حسد اور غمگین نہیں ہوتے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اس دنیا میں نہ حسد ہے اور نہ غم۔"

جنتی نسیان

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا: "کیا لوگ جنت میں ایک دوسرے کو یاد کریں گے جب وہ وہاں ایک دوسرے سے ملیں گے؟ کیا انہیں زمین پر اپنے اوتار یاد ہوں گے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں، بلکہ ہم ایک دوسرے کو جانیں گے اور پہچانیں گے۔ لہذا، مثال کے طور پر، سب کو معلوم ہو گا کہ میں الحسین ہوں، اور وہ جان لیں گے کہ تم عبداللہ ہو۔"

میں نے کہا: "تو کیا میں اپنے پیاروں کے ساتھ زندگی کی یادیں یاد نہیں رکھوں گا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں بیٹا، ایسا ہو گا جیسا کہ تم پہلی بار ان سے مل رہے ہو۔"

میں نے پوچھا: "یہ کیسے؟"

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "کیونکہ اگر کوئی شخص اس دنیا کی ہر چیز کو یاد رکھے تو وہ کبھی خوش نہیں ہو سکتا۔"

میں نے کہا: "سبحان اللہ۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "لیکن جب تم وہاں اپنے پیاروں سے ملو گے، اگرچہ تم انہیں یاد نہیں کرتے، پھر بھی تمہارے دل میں ان کے لیے جو محبت ہے، وہ وہیں رہے گی اور ایسا ہو گا جیسے تم ہمیشہ سے ان کو جانتے ہو۔"

میں نے اس سے (منہ السلام) پوچھا: "کیا یہ سچ ہے کہ ہر دن انسان پچھلے دنوں کو بھول جاتا ہے، اور یہ کہ جنت اور دنیاوی زندگی میں فرق ہے؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "ہاں، تاکہ بوریت نہ ہو۔"

میں نے کہا: "لیکن میرے والد، اگر میں غلط ہوں تو مجھے معاف کر دیں، لیکن آج تک میں نے جنت کی تفصیل میں کوئی خوبصورت چیز نہیں دیکھی، یہ سب خوفناک سا ہے، مسلسل بھولنے کی بیماری سے لے کر ہمہ وقت جنسی تعلقات تک، تقریباً ایسا لگتا ہے کہ جنت میں داخل نہ ہونا بہتر ہے۔"

امام (منہ السلام) مسکرائے اور انہوں نے فرمایا: "نہیں بیٹا تم غلط ہو، جنت کے بارے میں جو کچھ تم سنتے ہو اس کا موازنہ اس دنیاوی زندگی سے نہ کرو، اس دنیا کو آخرت سے تشبیہ نہ دو، یہاں تمہارا خیال مختلف ہے۔ اگر تم ابھی جنت میں ہوتے تم ایسا نہ کہتے. ترازو مختلف ہیں، سب کچھ مختلف ہے۔ وقت، خوشی اور آرام۔ وقت اس وقت کی طرح نہیں ہے، اور آرام اس آرام کی طرح نہیں ہے جو ہم جانتے ہیں۔ سب کچھ مختلف ہے، انسانی دماغ سے نہ سوچو اور اپنے خیالات کو جنت پر پیش نہ کرو۔"

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا: "لیکن اس کا کیا فائدہ ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ انعام ہے۔"

میں نے کہا: "کہ میں ہر روز بھول جاتا ہوں؟"

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "اس لیے کہ تم ۱۰۰ سال یا ۱۰۰۰ سال یا دس لاکھ کے بعد بھی بور نہ ہو۔ بھولنے سے مراد ہے اس لطف کو بھولنا جو تم نے اٹھایا ہو۔"

میں نے کہا: "میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔"

میں نے کہا: "ہم جنس پرستی، اگر ہم اس کے بارے میں آیت کے اس پہلو سے بات کریں جس میں کہا گیا ہے: 'بنی اسرائیل کے لیے تمام کھانا حلال تھا، سوائے اس کے جو اسرائیل نے اپنے لیے حرام کر لیا تھا'[323]۔ اور جنت میں موجود ہونے کے پہلو سے، کیا یہ حقیقت میں جائز ہے یا حرام؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "آج کی شریعت یہ کہتی ہے کہ یہ حرام ہے۔"

میں نے کہا: "لیکن کیا آئندہ جائز ہو گا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں۔"

میں نے پوچھا: "کیا اس کی اصل میں یہ جائز ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے بیٹے، ان لوگوں کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرو جیسا کہ تم دوسرے لوگوں کے ساتھ کرتے ہو، ان کو حقیر دیکھنا ناقابل قبول ہے۔"

میں نے کہا: "لیکن جنت میں اس کا وجود کیوں ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہم اس دنیا کی بات کر رہے ہیں، جنت کی نہیں۔"

[323] قرآن مجید، سورۃ ۳ (آل عمران)، آیت ۹۳

جنت کی زبان

ایک دن میں امام (منہ السلام) سے ایک معاملے کے بارے میں بات کر رہا تھا جس کا تعلق میرے بھائی تیمور الالفی کے ساتھ تھا، تو امام نے انگریزی میں کہا: "Very beautiful and wonderful" اور عربی میں جاری رکھا: "اس لیے کہ وہ سچا مومن ہے۔" میں نے کہا: "انگریزی میں "Wow"، "سبحان اللہ" کیونکہ میں حیران تھا کیونکہ وہ عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں شاذ و نادر ہی بات کرتے تھے۔

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "خدا کی برکت تم پر ہو، مجھے عربی زبان بہت پسند ہے، کیونکہ جیسا تمہیں معلوم ہے، یہ جنت کی زبان ہے۔"

میں نے کہا: "ہاں، لیکن یہ ایک معدوم زبان بن جائے گی، درست؟ تقریباً تمام دیگر زبانوں کے ساتھ؟"

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "مکمل طور پر نہیں، لیکن پوری دنیا روئے زمین پر سب سے آسان زبان بولی جائے گی، انگریزی۔"

میں نے کہا "جی ہاں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ ایک ہموار، پیاری اور خوبصورت زبان ہے۔"

میں نے کہا: "یہ کب ہوگا، کہ یہ بنیادی زبان بن جائے یا ہر ایک کی زبان ہو؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "سال ۲۰۵۰ تک، اس طرح اب سے تقریباً تین دہائیاں گزر جائیں گی۔"

جنت میں جانور

ایک دن میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے کہا: "میرے والد، میری جان آپ پر قربان ہو، کیا میں ایک اور سوال پوچھ سکتا ہوں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ضرور میرے بیٹے۔"

میں نے کہا: اصحاب کہف کے کتے یا سلیمان (علیہ السلام) کے ھدھد پرندے جیسے جانور، کیا آج وہ انسان بن کر زمین پر واپس آئے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بیٹا، یہ سب سے بہترین سوال ہے جو تم نے مجھ سے پوچھا ہے، سلیمان (علیہ السلام) کے ھدھد پرندے اور ان کے علاوہ جانور بھی، عابدین کے رب نے انہیں واپس لایا ہے، صرف آج نہیں بلکہ وہ کئی اوقات واپس لوٹے ہیں اور بہت اوتاروں میں، اور وہ خدا کی طرف سے اس کے مستحق ہیں، با خدا۔"

میں نے کہا: "سبحان اللہ، انسان کی شکل میں یا جانور؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بحیثیت انسان میرے بیٹے، یہ ان کے لیے وقار کے تور پہ ہے، تاکہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں، کیونکہ وہ اس کے مستحق ہیں، بے شک اللہ عادل ہے، میرے بیٹے، بے شک اللہ کا انصاف اور رحم کوئی بھی مخلوق بیان نہیں کر سکتا۔"

یہ گفتگو بہت وضاحت دیتی ہے، کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں جانور بھی داخل ہوتے ہیں، تاہم جنت میں کوئی حیوان نہیں ہوتے۔ آپ کا گھوڑا، آپ کا کتا، آپ کی بلی، یا ایک چیونٹی بھی جنت میں داخل ہو سکتی ہے، لیکن وہ جنت میں جانوروں کی تصویروں یا شکلوں میں نہیں گھومتے۔ بلکہ انہیں جنت میں جانے کے لیے پہلے انسانی شکل سے گزرنا پڑتا ہے۔ جانور

کو نفس کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے اور روح کے بغیر، اور فرشتے میں روح ہوتی ہے اور نفس نہیں، اور انسان کے پاس یہ دونوں چیزیں ہوتی ہیں۔ اگر اس کا نفس اس کی روح پر غالب آجائے تو وہ جانوروں سے بھی بدتر ہوتے ہیں، اور اگر اس کی روح اس کے نفس پر غالب آجائے تو وہ فرشتوں سے بہتر ہوتے ہیں۔ جن جانوروں کا نفس اچھا ہوتا ہے وہ انسان کی حیثیت سے واپس آنے کے مستحق ہوجاتے ہیں۔ جن انسانوں کا نفس خراب ہوتا ہے وہ جانور بن کر واپس آنے کے مستحق ہوتے ہیں۔

۳۱۳ بغیر فیصلے کے جنت میں داخل ہوتے ہیں

ایک دن میں نے امام (منہ السلام) کو چند مومنین کی طرف سے کچھ رقم دی جو انہوں نے بطور عطیہ دی تھی تو آپ نے مجھ سے فرمایا:

"خدا کی قسم، میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور الزام سے ڈرتا ہوں اور اس سے شرمندہ بھی ہوں کہ یہ رقم ہمارے سپرد ہے۔"

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا: "میرے والد، کیا آپ کے لیے بھی فیصلے کا دن ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اور مجھ میں اور باقی انسانیت میں کیا فرق ہے؟"

میں نے کہا: "ہم نے آپ کی طرف منسوب کچھ کلمات پڑھے تھے جن میں کہا گیا تھا کہ ۳۱۳ بھی جنت میں بغیر حکم کے داخل ہوں گے۔"

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "وہ بغیر فیصلے کے جنت میں داخل ہوں گے، لیکن وہ فیصلے کیے بغیر قیامت تک نہیں پہنچتے۔"

میں نے کہا: "سبحان اللہ۔"

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "عام لوگوں کو چرواہے سے کم شدت سے پرکھا جاتا ہے۔ چرواہے کو اس لیے سخت پرکھا جاتا ہے کہ وہ حقیقت کو جانتا ہے۔"

میں نے کہا: "لیکن میرے والد، آپ مخلوق میں خدا ہیں، اور آپ کی کوئی مرضی نہیں ہے سوائے اس کے کہ یہ خدا کی مرضی ہو، اور آپ وہ ہیں اور وہ آپ ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اگرچہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن ہمارا فیصلہ نہ بھی کیا ہو، پھر بھی ایمانداری نام کی چیز ہے جو تمہیں سونپی گئی ہے۔"

میں اس گفتگو کو یہاں یہ ظاہر کرنے کے لیے شامل کرنا چاہتا تھا کہ اگرچہ امام احمد الحسن (منہ السلام) امام حسین (منہ السلام) کی واپسی اور تناسخ ہیں اور سب جانتے ہیں کہ الحسن اور الحسین جنت کے نوجوانوں کے آقا ہیں، اس کے باوجود امام احمد الحسن (منہ السلام) پھر بھی عاجزی کے ساتھ بات کرتے ہیں۔ اگرچہ ان کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا، اس کے باوجود وہ فیصلے سے خوفزدہ ہیں۔

اگرچہ وہ مخلوق میں خدا ہیں، وہ پھر بھی خداتعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ وہ متکبر اور مغرور نہیں ہیں، اور نہ ہی وہ اپنی آخری سانس تک اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے ہیں، اور نہ ہی انہوں نے اس دن اپنے عمل اور اپنے الفاظ سے مجھے اور اہل ایمان کو عاجزی اور ذمہ داری کا سبق سکھانے کی کوشش کی تھی، اور یہ سبق یہ ہونا چاہیے کہ آنے والی تمام نسلوں کے لیے محفوظ رہے، کیوں کہ انہوں نے مثال سے تعلیم دی اور انہوں نے کسی اور کے لیے تکبر کرنے اور کوئی عذر یا راستہ نہیں چھوڑا کہ کوئی کہ سکے کہ میں فلاں فلاں ہوں، اس لیے میں کبھی گر نہیں سکتا اور نہ ہی مجھ پر فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔

جنت کا مقام

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا: "کیا جنت اس خواب سے بیدار ہونا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یقیناً جب تم آنکھ کے اوپر سے باریک پردہ ہٹاؤ گے جو تمہیں یہ وہم دے رہا ہے تو تم جنت کو دیکھو گے۔"

میں نے کہا: "میرے بھائیوں نے بتایا کہ ایک دن آپ نے ان سے کہا کہ وہ مرنے سے پہلے آپ کے سامنے جنت کا حال بیان کریں گے۔"

انہوں نے (منہ السلام) کہا: "ہاں، یہ سچ ہے۔"

میں نے کہا: "اور اس بات نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کیا کہ شاید جنت اور جہنم ایک اور خواب ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم اس پر وقت لگاؤ اور اس پر غور کرو اور انشاء اللہ تم حق تک پہنچ جاؤ گے۔"

میں نے کچھ دیر اس کے بارے میں سوچا پھر ایک دن امام احمد الحسن (منہ السلام) میرے پاس آئے اور درج ذیل آیت کی تلاوت کی:

"دوڑ کر چلو اُس راہ پر جو تمہارے رب کی بخشش اور اُس جنت کی طرف جاتی ہے جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے، اور وہ اُن خدا ترس لوگوں کے لیے مہیا کی گئی"[324]

میں نے کہا: "سبحان اللہ۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم اس آیت میں کیا دیکھتے ہو؟"

میں نے کہا: "میری جان آپ پر قربان ہو، مجھے بتائیے میرے والد۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ایک جنت جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کے برابر ہے، میرے بیٹے، جنت زمین پر ہے۔"

میں نے کہا: "سبحان اللہ، خدا عظیم ہے!"

اور اچانک سب کچھ سمجھ میں آگیا، آدم اور حوا (علیہم السلام) اور باغ عدن۔ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا پورا واقعہ، یہ سب کچھ زمین پر ہوا۔ آدم (علیہ السلام) خدا کی بارگاہ میں تھے اور پھر اپنے گناہ کے بعد انہیں ان کی موجودگی سے باہر نکال دیا گیا، لیکن وہ ابھی تک زمین پر تھے، بس یہ تھا کہ اب وہ خدا کو نہیں دیکھ سکتے تھے، وہ ایک وہم میں مبتلا تھے، اب ان کی آنکھ پر ایک پردہ پڑا ہوا تھا جس نے انہیں حقیقت کو دیکھنے سے روک دیا تھا اور یہ غلاف دو طریقوں کے علاوہ نہیں اٹھایا جا سکتا تھا، یا تو موت

[324] قرآن مجید، سورہ ۳ (آل عمران)، آیت ۱۳۳

پانے سے یا اللہ کا قرب حاصل کرنے کے ذریعے۔ یہ پردہ اس کے گناہ کا نتیجہ تھا۔ اب ہم سمجھتے ہیں کہ جنت اسی طبعی جگہ پر ہے جس میں ہم ابھی ہیں، زمین پر جنت، اور ہمیں موت کے بعد بلکہ زندگی کے دوران بھی اس تک رسائی حاصل ہو سکتی ہے، اگر ہم اپنی آنکھوں پر سے فلم نما پردہ ہٹا سکیں۔

میں نے کہا: "میرے والد، یہ پردہ کیا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "یہ ایک ایسی مخلوق ہے جو آنکھ کے اوپر رہتی ہے، اگر کوئی شخص خدا کا قرب حاصل کرتا ہے تو وہ اسے مارنے اور دور کرنے پر قادر ہوتا ہے۔"

میں نے کہا: "کیا آپ نے ان بھائیوں سے یہ بات کہی ہے کہ وہ اس دنیا سے جانے سے پہلے آپ کے سامنے جنت کا حال بیان کریں گے کیونکہ وہ زمین پر ہے اور موت سے پہلے اس تک رسائی حاصل کر لیں گے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، تم نے صحیح کہا، خدا کی قسم میں انہیں دنیا اور آخرت میں جنت کی زندگی بسر کروں گا، اور عنقریب تمہیں جنت میں لے جاؤں گا اور تمہیں مکمل اور کل آزادی عطا کروں گا۔"

میں نے امام (منہ السلام) سے کہا: "جنت آپ سے میری بندگی ہے، میں عبداللہ ہوں (اللہ کا بندہ)"۔

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بیٹا، مجھے ایک بات کا یقین ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر میں تمہیں جہنم میں بھیج دوں اور بتا دوں کہ وہ جنت ہے تو تم س کی طرف مکمل ایمان کے ساتھ کہ یہ جنت ہے آگے بڑھو گے۔"

میں نے کہا: "جی ہاں، یہ سچ ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "خدا کی قسم، خدا کی قسم، خدا کی قسم، جنت تم کو سجدہ کرے گی اس سے پہلے کہ تم اس میں داخل ہو، تم پر سلام ہو اور میرے بیٹے تم پر سلامتی ہو۔"

میں نے کہا: "ہم اللہ کی عبادت اس کی جہنم کے خوف سے نہیں کرتے اور نہ اس کی جنت کی خواہش سے کرتے ہیں، بلکہ اس کی عبادت کرتے ہیں، کیونکہ وہ عبادت کے لائق ہے۔"

جہنم

دنیا کے تقریباً تمام مذاہب، خاص طور پر وہ جو بعد کی زندگی کے بارے میں واضح ہیں، جہنم[325] کا تصور رکھتے ہیں۔
اسے عام طور پر ابدی عذاب، آگ اور اذیت کی جگہ کے طور پر دکھایا گیا ہے جس کا وعدہ تمام بدکاروں کے لیے کیا گیا ہے۔
ابراہیمی عقائد میں، یہ ابدی عذاب اور "دانت پیسنے"[326] کی جگہ ہے۔ یہ تاریکی، خالی پن، ابدی لعنت اور نا امیدی کی جگہ ہے۔ یہ تصویریں عیسائی دنیا[327] کے ساتھ ساتھ اسلامی دنیا[328] میں زمانوں سے مقبول ہوتی رہی ہیں۔ تاہم، یہ تصویریں کافی نہیں ہیں اور ان میں تحریفات ہیں۔ اصلیت میں کیا ہے جہنم اور کہاں ہے؟ یہ کس چیز سے بنا ہے؟ کوئی وہاں کیسے پہنچتا ہے؟ کیا جہنم سے بھی بدتر جگہیں ہیں؟ یہ تمام اہم سوالات ہیں جن کی ہم وضاحت کریں گے۔

ہم اس کتاب میں پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ایک شخص کے اوتاروں کی ایک مقررہ تعداد ہوتی ہے۔
اوتاروں کے درمیان واقع ہونے والی موت کو وفات (معمولی موت) کہتے ہیں اور آخری موت یا بڑی موت کو موت کہتے ہیں، اور یہ انسان کے تمام اوتاروں کے آخر میں ہوتی ہے۔ اوتاروں کے درمیان میں، ایک شخص ایک انتظار گاہ میں جاتا ہے جسے سمارات کی دنیا کہا جاتا ہے، جو کہ ایک پاکیزہ حالت ہے جب کہ آخری موت کے بعد، ایک شخص کے اس کے تمام اوتاروں پر اجتماعی طور پر فیصلہ کیا جاتا ہے، ایسا نہ ہو کہ وہ کہے، "اے میرے رب، مجھے اُسی دنیا میں واپس بھیج دیجیے جسے میں چھوڑ آیا ہوں۔"[329]

---

[325] 'جہنم' ایک عربی لفظ عبرانی لفظ גֵּיא הִנֹּם (گوی ہے نام) سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے جہنم اور پاک کرنے والا۔ اس کا مطلب لوگوں کے لیے پاکیزگی کی جگہ بھی ہے کیونکہ اس میں لفظ 'گوئے' ہے جس کا مطلب ہے قوم، لوگ، اور عام طور پر ان لوگوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جو مومنین کی برادری سے باہر ہیں، خاص طور پر اسرائیل کے خدا کو نہ ماننے والے۔ یہ کبھی کبھی کھڑی وادی کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ جب حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) وادی ہنوم کا حوالہ دیتے ہیں تو وہ اس جگہ کا حوالہ دے رہے ہیں جہاں بچوں کو جلایا جاتا تھا اور بت مولوخ کو قربان کیا جاتا تھا۔

[326] مقدس انجیل، متی کی کتاب، باب ۱۳، آیت ۴۲

[327] دی ڈیوائن کامیڈی، دانتے علیگھیری

[328] اسلام اینڈ دی ڈیوائن کامیڈی، میگوئل اسین پالاسیوس

[329] قرآن مجید، باب ۲۳ (المومنون)، آیات ۹۹، ۱۰۰

ایک شخص کو ان تمام زندگیوں پر فیصلہ کیا جاتا ہے جو اس نے گزاری ہیں۔ پھر اس شخص کو ان کی آخری منزل پر بھیج دیا جاتا ہے، یا تو جنت یا جہنم۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے پہلے کہا ہے: "ہم اس وقت (تفصیل سے) بات کر کے کسی کو ڈرانا نہیں چاہتے۔" چنانچہ میں قارئین کے درمیان کچھ گفتگو اور معلومات کی ایک مختصر جھلک پیش کرتا ہوں جو امام (منہ السلام) نے جہنم کے بارے میں فرمائی ہیں۔

لوگوں کی جانوں کو جہنم سے بچانے کے لیے امام کی فکر

ایک دن امام (منہ السلام) نے مجھ سے فرمایا: "بیٹا، تم نے اپنے پیسوں کے بارے میں کیا کیا جو بیرون ملک میں ہیں؟"

میں نے کہا: "میں وصول کرنے کا انتظار کر رہا ہوں اور جب مجھے مل جائیں تو میں اسے آپ تک پہنچا دوں گا۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں جانتا ہوں کہ میں نے تم پر بوجھ ڈالا ہے، خدا کی قسم میں اسے جانتا ہوں۔"

میں نے کہا: "میں خدا سے معافی مانگتا ہوں، جو سب سے بلند ہے، سب سے بڑا ہے، میرے والد۔ خدا کی قسم، خدا کی قسم، خدا کی قسم، اگر آپ نے اب میرا دل مانگا تو میں آپ کو دے دوں گا۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "لیکن خدا کی قسم، خدا کی قسم، خدا کی قسم، خدائے بزرگ و برتر، زمانے کے گزرنے کی وجہ سے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے، اور لوگوں کی مجبوری جبر اور کفر اور ظلم کی حالت میں رہنے سے۔"

میں نے کہا: "میں بھی، میرے والد، خدا کی قسم میں بھی ہوں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ تمہارے دل میں کیا ہے اور تمہاری اچھائی، خدا کی قسم یہ بہت بڑا درد ہے، مجھے ان لوگوں پر بھی دکھ ہوتا ہے جو یہ سوچتے ہوئے مرتے ہیں کہ وہ جنت میں جا رہے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ جہنم ان کا انتظار کر رہی ہے۔ پچھلی رات تم نے مجھ سے کچھ خاص الفاظ بولے..."

میں نے کہا: "وہ کیا تھے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم نے کہا کہ دن خوفناک رفتار سے گزر رہے ہیں۔"

میں نے کہا "جی ہاں."

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جب تم نے یہ جملہ کہا تو گویا تم نے مجھے گہری نیند سے جگایا۔"

میں نے کہا: "میرے والد، میں نے آپ کو جگایا؟ آپ بیدار ہیں، اور ہم سوئے ہوئے ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے پیارے بیٹے، ہاں، تم نے مجھے ایسے طریقے سے آگاہ کیا جو تم نہیں جانتے اور یہ خدا ہی تھا جو تمہاری زبان پر بولا"۔

میں نے کہا: "سبحان اللہ۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اور اس جملے کے چند ہی لمحوں کے بعد آپ کے دادا (علیہ السلام) تشریف لائے اور مجھ سے کچھ ایسے کلمات کہے جن سے دل و ضمیر کو ٹھیس پہنچتی ہے، اگر کوئی چٹان سن لے تو وہ ٹوٹ جائے اور خاک میں بدل جائیں۔"

میں نے کہا: "خدا کے سوا کوئی طاقت اور قوت نہیں ہے، مجھے یقین ہے میرے والد کہ آپ کی طرف سے کبھی کسی چیز میں کوئی کمی نہیں تھی، کیا صرف دولت کی وجہ سے خدا کے وعدے میں تاخیر ہے؟ یا (مومنوں کی) تعداد کی (کمی کی) وجہ سے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے بیٹے، ہم سب کمی کرنے والے ہیں، اور ہاں اس کی بڑی وجہ دولت ہے، اور جب پیسہ دستیاب ہو جائے گا، تو ہمیں صرف ایک بیئس کی ضرورت ہوگی جسے تم کئی ممالک میں قائم کرو گے۔"

خدا نے جہنم کو کیوں خلق کیا؟

ایک دن میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے کہا: "میرے والد، ایک مومن خاتون ہیں جو ایک سوال پر اصرار کر رہی ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ٹھیک ہے، میرے بیٹے۔"

میں نے کہا: "وہ پوچھ رہی ہیں کہ خدا نے سب سے پہلے برائی کو کیوں پیدا کیا اور لوگوں کو مشکلات سے کیوں گزرنا پڑتا ہے اور اس نے ہمیں ایک کامل دنیا میں کیوں نہیں بنایا جہاں ہم اس کی عبادت کر سکیں اور اس کے سوا کچھ نہیں؟ خدا کیوں برائی پیدا کرتا ہے اور درد؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "خدا نے جنت اور جہنم کو کیوں پیدا کیا؟ تاکہ مومن کا امتحان لے۔"

میں نے کہا: "میں نے اسے یہ بتایا اور اس نے کہا لیکن امتحان کی کیا ضرورت ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تاکہ مومن ممتاز ہو جائے اور کافر سے چھان لیا جائے۔"

میں نے کہا: "انہوں نے مجھ سے کہا: 'خدا نے پہلی جگہ جہالت کیوں پیدا کی؟'"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "برائی وہ ہے جس نے اپنے آپ کو اس وقت پیدا کیا۔ جب وہ خدا اور خلیفہ کے خلاف تکبر کرنے لگا۔ ابلیس، خدا کی اس پر لعنت ہو۔"

میں نے کہا: "انہوں نے کہا: 'خدا نے صرف عقل کو کیوں نہیں رکھا، اور روشنی کو کیوں نہیں رکھا، اور کیا ابلیس خود اندھیرے اور جہالت سے پیدا نہیں ہوا؟ تو اس کا کیا قصور ہے؟'"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "وہ نہ سمجھی ہے اور نہ سمجھے گی۔ یہ کون ہے؟"

میں نے امام کو ان کا نام بتایا اور کہا: "وہ کہتی ہیں کہ وہ صرف سمجھنے کے لیے پوچھ رہی ہیں اور اعتراض نہیں کر رہی ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ان سے کہو کہ وہ خدا کا خوف کرے، اور کسی ایسے معاملے میں مت پڑے جو اس کی عقل سے بڑھ کر ہو، کیونکہ میں اس کے لئے اس معاملے سے پرہیزگار ہوں۔ (اس سے کہو کہ) ایک دن آئے گا جب تم میرے سامنے بیٹھو گی اور میں ان شاء اللہ تمہیں اس معاملے کو تفصیل سے بیان کروں گا۔"

میں نے کہا: "انشاء اللہ، اللہ بہت بڑا ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کیونکہ اب معاملہ مکمل تصویر تک نہیں پہنچے گا۔ یہ سوالات انسان کو الحاد کی طرف لے جاتے ہیں، خدا نہ کرے۔"

میں نے کہا: "جی ہاں، خدا کی قسم، میں نے ملحدوں کو بھی یہی سوال کرتے سنا ہے۔"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے بیٹے، کیا تم جانتے ہو کیوں؟ کیونکہ وہ سمجھے گی کہ اس نے سوال کیا ہے اور اسے اس کا کوئی جواب نہیں ملا۔ اور یہ شیطان کے دروازوں کا پہلا دروازہ ہے۔"

جہنم کون جاتا ہے؟

ایک دن امام احمد الحسن (منہ السلام) نے مجھ سے فرمایا: "میرے بیٹے، بہت سے نیک لوگ ہیں جو اچھے، طاہر اور سادہ ہیں اور نماز، روزہ اور ظاہری عبادات کے علاوہ کچھ نہیں جانتے۔ اور ان کے اچھے ارادے ہیں۔"
میں نے کہا: "ہاں، ایسے بہت سے ہیں۔"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ جائز نہیں کہ وہ جہنم میں جائیں، بے شک اللہ تعالیٰ عادل اور رحیم و کریم ہے، تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔"
میں نے پوچھا: "کسی مسلمان، عیسائی، یہودی یا کسی دوسرے مہذب کے شخص کا کیا ہوتا ہے جس نے اپنے زمانے کے نبی، رسول، یا نائب کو نہیں پہچانا پھر بھی دوسروں کی بھلائی کرتے ہوئے انہوں نے اچھی زندگی گزارنے کی کوشش کی؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "وہ شخص نہ جہنم میں جائے گا، نہ جنت میں جائے گا۔ خدا کے حجت کے قریب اسے اوتار بننے کا موقع ملے گا۔ مثال کے طور پر، اگر وہ ایک عیسائی تھے، وہ ایک مسلمان کے طور پر اوتار بن سکے گا۔ اگر وہ یہودی ہوتے تو عیسائی بن کر جنم لیتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں، جب تک وہ اعلیٰ ترین سچائی پر نہیں پہنچ جاتے تب تک وہ اوتار بنتے رہیں گے۔"
میں نے امام (منہ السلام) سے پوچھا: "کچھ عیسائیوں کا ایک عقیدہ ہے جس کا نام "جہنم کا عذاب" ہے جس میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اپنے مصلوب ہونے اور اپنے جی اٹھنے کے درمیان جہنم میں اترے تاکہ ان نیک روحوں کو بچایا جا سکے جو قید میں تھیں۔ اس کے ثبوت کے طور پر وہ آیات استعمال کرتے ہیں: کِیُونکہ مُردوں کو بھی خُوشخَبری اِسی لِئے سُنائی گئی تھی کہ جِسم کے

لِحاظ سے تو آدمیوں کے مُطابِق اُن کا اِنصاف ہو لیکِن رُوح کے لِحاظ سے خُدا کے مُطابِق زِندہ رہیں[330] ۔ اور یہ کہ: (اُس کے چڑھنے سے اَور کیا پایا جاتا ہے سِوا اِس کے کہ وہ زمین کے نِیچے کے علاقہ میں اُترا بھی تھا؟[331]

نجع حمادی صحیفے بھی اس واقعہ کے بارے میں تفصیل سے بتاتے ہیں جہاں روحوں کو جہنم سے بچایا گیا تھا اور خدا کے ساتھ ایک نئے عہد کے حصے کے طور پر ایک نیا موقع دیا گیا تھا۔ میرا سوال یہ ہے کہ: کیا وہ تمام روحیں جو جہنم کی آگ میں تھیں بچ گئیں اور عیسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ نئے عہد نامے کا حصہ بننے کا ان کو موقع ملا؟ یا صرف اچھی روحوں کو یہ موقع ملا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اچھی روحیں جہنم میں نہیں جاتی ہیں، یہ غلط ہے۔"

میں نے پوچھا: "لیکن کیا روحوں کو جہنم سے آزاد کرنے کا واقعہ ہوا تھا؟ یا یہ سب جھوٹ ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ سب جھوٹ ہے، یہ سب تحریف اور من گھڑت باتیں ہیں اور ان کی کوئی قیمت نہیں۔"

میں نے کہا: "تو جنت درجات میں ہے اور جہنم درجات میں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ابلیس جہنم کے سب سے نچلے درجے پر ہے اور جہنم کے گڑھے میں آگ نہیں بلکہ برف کی ٹھنڈک ہے۔"

میں نے ان سے کہا (منہ السلام): "میرے والد، فیصلے کے بارے میں، کیا یہ انسان ہے جو اپنے نفس کا فیصلہ کرتا ہے؟ کیا خدا نے انسان کو اسی طرح پیدا کیا ہے؟ کیا انسان اپنی جنت یا جہنم خود بناتا ہے اپنے اعمال اور خیالات سے؟"

امام (منہ السلام) نے کہا: "بہت خوب، تم نے صحیح کہا۔ 'بلکہ انسان خود ہی اپنے آپ کو خوب جانتا ہے'۔[332] "

میں نے یہ بھی پوچھا تھا کہ ملحد جنت میں جاتے ہیں یا جہنم جاتے ہیں؟ امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کفر کا سب سے بڑا درجہ الحاد ہے۔"

---

[330] مقدس انجیل، ۱ پطرس کی کتاب، باب ۴، آیت ٦

[331] مقدس انجیل، افسیوں کی کتاب، باب ۴، آیت ۹

[332] قرآن مجید، سورہ ۷۵ (القیامۃ)، آیت ۱۴

جہنم کیا ہے؟

میں نے امام سے کہا: "میں نے آپ کی باتوں میں پایا کہ آپ نے فرمایا کہ جہنم ہمارے اردگرد ہے؟ تو اس کا مطلب ہے کہ ہم اسے جسمانی طور پر دیکھ سکتے ہیں جب تک کہ ہم ابھی زندہ ہیں، ٹھیک ہے؟ آپ نے مجھ سے ایک بات بھی کہی تھی کہ ہم ایک دن آپ کے لئے جنت کو بیان کریں گے، اپنی موت سے پہلے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، یہ صحیح ہے۔"

پھر امام نے ایک آیت کی تلاوت کی جو موجودہ قرآن میں نہیں ملتی جو عام طور پر دستیاب ہے: "قد أفلح من دحاها ..." اور فرمایا: "جہنم کی آگ سورج ہے۔"[333]

میں نے کہا: "سبحان اللہ ! خدا عظیم ہے ! یہ سارا وقت ہمارے سامنے تھا۔"

اس طرح، ہم دیکھتے ہیں کہ جہنم کو آگ کے طور پر بیان کیا گیا ہے، کیونکہ یہ ایک لفظی آگ ہے، سورج۔ ان لوگوں کی روحیں جو بری ہیں اور دوسروں کو تکلیف اور نقصان پہنچاتے ہیں اور سزا کے مستحق ہیں اپنے آپ کو سورج کی طرف گھسیٹتے ہوئے پاتے ہیں جہاں وہ سورج کے حالات کی وجہ سے جسمانی تکلیف اور نفسیاتی تکلیف کا سامنا اپنے اعمال کا خود فیصلے کی وجہ سے کرتے ہوئے رہیں گے۔

جہنم سے بھی بدتر مقامات

ایک دن امام احمد الحسن (منہ السلام) مجھ سے منافقین اور غداروں کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے اور فرمایا:

"ہاں میرے بیٹے، وہ بہت بڑی دہشت (الحول العظیم) دیکھیں گے۔"

میں نے کہا: "جہنم کی آگ؟"

---

[333] اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ "کامیاب وہ ہے جس نے اسے بڑھایا"۔ یہ قرآن کریم کی ان آیات میں سے ہے جو نازل ہوں گی اور موجودہ ورژن میں نہیں ہے جو لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ مکمل قرآن کریم آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قائم کے ہاتھ میں ہے۔

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "آگ زیادہ رحم کرنے والی اور زیادہ نرم ہے۔"
میں نے کہا: "خدا کے سوا کوئی طاقت اور قوت نہیں ہے، یہ بڑی دہشت کیا ہے، میری جان آپ پر قربان ہو؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بہت بڑی دہشت، جہنم اس کے مقابلے میں جنت ہے۔"
میں نے کہا: "میں اس جگہ کے بارے میں حیران ہوں، میں نے اس کے بارے میں کبھی نہیں سنا، میرے والد مجھے (علم میں) بڑھایئے۔"
انہوں نے (منہ السلام) فرمایا: "اور اب تم نے سنا ہے۔"
میں نے کہا: "کیا آپ میرے لیے اسے واضح کر سکتے ہیں، کیا یہ ایک دنیا ہے؟ اور کہاں ہے؟"
امام نے فرمایا: "ہاں بیٹا، یہ ان لوگوں کے لیے ہے، ہم نے اسے خاص طور پر ان لوگوں کے لیے تیار کیا ہے جنہوں نے تمہیں دھوکہ دیا ہے اور تمہیں تکلیف دی ہے۔"

میرے آنسو گرے اور میں نے روتے ہوئے کہا: "خدا کی ذات پاک ہے، خاص طور پر یہ میرے لیے پیدا کیا گیا ہے؟ جو مجھے دھوکہ دے گا؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ذہن اس عذاب کی دہشت کو نہیں سمجھ سکتا جو اس میں ہے، اور نہ ہی وہ سزا کی قسم کو سمجھ سکتا ہے، کیونکہ یہ دماغ کے لیے ناقابل فہم ہے۔ وہ تی آرز (TRs) نامی چیز سے عذاب میں مبتلا ہیں۔"
میں نے کہا: "تی آرز TRs؟ وہ کیا ہے؟ سبحان اللہ۔ کیا وہ جانور ہے یا مشین یا کیا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں نے تم سے کہا تھا کہ یہ عقل کے لیے ناقابل فہم ہے، تم اسے نہیں سمجھو گے، لیکن میں نے تمھیں ایک مثال دی کہ دوزخ اس کے مقابلے میں ایک جنت ہے۔"
میں نے کہا: "سبحان اللہ، کیا یہ اس کے لیے ہے جو آل محمد سے خیانت کرے (منہم السلام)؟ کیا ابوبکر اور عمر اس میں ہیں؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ اس کے لیے ہے جو عبداللہ ابن احمد کی خیانت کرے۔"

اکیسواں باب

شرک کی بنیاد کی معرفت

"صرف ایک ہی برائی ہے، جہالت"

خدا عادل ہے اور انصاف کو پسند کرتا ہے۔ خدا آزاد ہے اور آزادی کو پسند کرتا ہے۔[334] اس نے انسان کو آزاد فطرت کے ساتھ پیدا کیا۔ ہر کوئی، ہر چیز کے لیے خُدا کو موردِ الزام ٹھہراتا ہے، وہ دنیا میں ہونے والی نا انصافیوں کے لیے اُس کو موردِ الزام ٹھہراتے ہیں، اور وہ اُس کی مداخلتوں سے نفرت کرتے ہیں اور اُس کے فیصلے اور اُس کی جنت اور جہنم پر تنقید کرتے ہیں۔ لیکن کیا وہ واقعی کسی بھی چیز کے لیے قصوروار ہے؟ ملحدوں نے طویل عرصے سے سوالات اٹھائے ہیں جیسے کہ "اگر خدا کامل ہے تو اس نے ایسی نامکمل دنیا کیسے تخلیق کی؟" امام احمد الحسن (منہ السلام) نے اس کا جواب دیا اور کہا کہ خدا نے اس نامکمل مادی دنیا کو نہیں بنایا بلکہ ابلیس (خدا کی اس پر لعنت ہو) نے بنایا ہے۔ وہ ایک نامکمل خالق ہے اور اس طرح اس کی تخلیق ناقص ہے۔

ایک سے زیادہ خالق: خالق بمقابلہ دیگر خالق

ایک مطلق، کامل خالق ہے جسے ہم "خدا" کہتے ہیں اور اس کے علاوہ دیگر غیر کامل خالق ہیں۔ قرآن پاک میں یہ بات واضح ہے جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "پس بڑا ہی بابرکت ہے اللہ، سب کاریگروں سے بہتر کاریگر...."[335] اللہ سب سے بہتر خالق ہے لیکن دوسرے خالق بھی ہیں۔ ہمارے پاس قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی مٹی سے پرندے بنانے کی مثالیں بھی موجود ہیں اور ہمارے پاس امام الصادق (منہ السلام) کی دعا بھی موجود ہے جہاں وہ فرماتے ہیں: "اے ربوں کے رب اور بادشاہوں کے بادشاہ اور مالکوں کے مالک اور فاتحوں کے فاتح اور اے معبودوں کے خدا، محمد اور آل محمد پر درود بھیج اور فلاں فلاں کام میں مدد فرما۔"[336] پیدائش کی کتاب کے بالکل شروع میں مقدس انجیل میں یہ لکھا ہے: "شروع میں خدا(وَں)

---

[334] خدا کی صفات میں سے ایک "آزاد" (الحر) ہے۔ یہ وہ وصف نہیں ہے جو اس وقت لوگوں کے ہاتھ میں موجود کسی بھی صحیفے میں مذکور ہے (مقدس انجیل، قرآن مجید)۔ یہ ان مشہور ۹۹ صفات میں سے بھی نہیں ہے جو مسلم دنیا میں بڑے پیمانے پر پھیلی ہوئی ہیں۔ خدا کے نام لامحدود ہیں۔

[335] قرآن مجید، سورہ المؤمنون، آیت ۱۴

[336] بحار الانوار، علامہ المجلسی، جزء ۸۲، صفحہ ۱۳۱

אֱלֹהִים نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا"[337] خدا کے لیے لفظ 'الوہیم' ہے جو کہ عبرانی زبان میں (אֱלֹהִים) لفظی طور پر "دیوتاؤں" کی جمع ہے۔ اور قرآن مجید میں موجود ہے: "ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے پھر کیوں تصدیق نہیں کرتے؟"[338] اگرچہ بہت سے لوگ اس حقیقت کی طرف اشارہ کر سکتے ہیں کہ یہ جمع کے الفاظ اعزازی، احترام کی ایک شکل یا شاہی 'ہم' ہیں، حقیقت یہ ہے کہ وہ بھی تخلیق کاروں کی کثرت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ کیا یہ شرک کی طرف اشارہ ہے یا دعوت؟ ایسا بالکل نہیں ہے اور صدیوں سے کام نہ کرنے والے مذہبی حکام نے یہ غلطی کی ہے۔ بلکہ، یہ اس بات کی مزید مکمل تفہیم کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ خدا کون ہے۔ اس سے ہمیں یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ وہ کس طرح تخلیق کرتا ہے، وہ تخلیق کی طاقت کو کس طرح کم خالقوں کو عطا کرتا ہے، اور اس باب سے سب سے زیادہ متعلقہ، نامکملیت اور بدی کیوں موجود ہے۔

ایک دن میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے درج ذیل حدیث کے بارے میں پوچھا:

"نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے رب سے دعا کی کہ وہ مجھے بتائے کہ دنیا کی ابتدا کیسے ہوئی، اور کب ہوئی؟ یہ کب تخلیق کیا گیا تھا، اور اس طرح خدا نے موسیٰ کو یہ کہتے ہوئے الہام کیا: 'تم مجھ سے میرے علم کے اسرار کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟' موسیٰ نے کہا: "اے رب، میں یہ جاننا چاہتا ہوں۔" تو انہوں نے فرمایا: "اے موسیٰ میں نے دنیا کو ایک لاکھ سال پہلے پیدا کیا جس کو دس سے ضرب دیا گیا اور وہ پچاس ہزار سال تک بنجر رہی، پھر میں نے اسے بنانا شروع کیا تو میں نے اسے بنایا۔ پچاس ہزار سال، پھر میں نے اس میں ایسی مخلوق پیدا کی جو گائے کی سی تھی جو میرا رزق کھاتی رہی اور پچاس ہزار سال تک میرے علاوہ کسی اور کی عبادت کرتی رہی۔ پس میں نے ان سب کو ایک گھنٹے میں مروا دیا، پھر میں نے دنیا کو پچاس ہزار سال تک تباہ کیا، پھر میں نے اسے دوبارہ بنانا شروع کیا اور وہ پچاس ہزار سال تک بنی رہی، پھر میں نے اس میں ایک سمندر پیدا کیا اور سمندر باقی رہا۔ پچاس ہزار سال کے دوران زمین میں سے کسی نے کچھ نہیں پیا، پھر میں نے ایک حیوان پیدا کیا اور اسے سمندر کی طرف روانہ کیا اور اس نے اسے ایک ہی گھونٹ میں پی لیا۔ پھر میں نے ایک چھوٹا سا جاندار بنایا جو ٹیڑی سے چھوٹا اور مکھی سے بڑا تھا اور میں نے اسے اس حیوان پر بھیجا اور اس نے اسے ڈنک مار کر مار ڈالا اور پھر دنیا پچاس ہزار سال تک بنجر رہی پھر میں نے اسے بنانا شروع کیا۔ پھر یہ پچاس ہزار سال تک رہی۔ پھر میں نے پوری زمین کو

[337] مقدس انجیل، پیدائش کی کتاب، ۱، آیت ۱

[338] قرآن مجید، سورہ الواقعہ، آیت ۵۷

سرکنڈوں سے بھر دیا اور میں نے کچھوے پیدا کیے اور کچھوؤں کو سرکنڈوں پر بھیج دیا تو اس نے اسے کھا لیا، یہاں تک کہ ایک بھی باقی نہ رہا، پھر میں نے ایک گھنٹے میں اسے ختم کر دیا، پھر زمین پچاس ہزار سال تک بنجر رہی۔ پھر میں نے اسے بنانا شروع کیا اور یہ پچاس ہزار سال تک قائم رہی، پھر میں نے تیس آدم بنائے، ایک آدم سے دوسرے آدم تک تیس ہزار سال۔ پھر میں نے مقدر کیا کہ وہ سب ہلاک ہو جائیں۔ پھر میں نے اس میں سفید چاندی کے پچاس ہزار شہر بنائے اور ہر شہر میں سرخ سونے کے ایک لاکھ محل بنائے اور شہروں کی ہوا کو میں نے سرسوں سے بھر دیا اور ان دنوں یہ شہد سے بھی زیادہ لذیذ تھی اور برف سے زیادہ سفید۔ پھر میں نے ایک اندھا پرندہ بنایا اور اس کی خوراک ہر ایک ہزار سال بعد ایک رائی کا دانہ بنایا اور وہ کھاتا رہا، یہاں تک کہ وہ سب ختم ہو گیا۔ پھر میں نے اسے تباہ کر دیا اور وہ پچاس ہزار سال بنجر زمین جیسی رہی۔ پھر میں نے اسے بنانا شروع کیا اور پچاس ہزار سال تک قائم رہا۔ پھر میں نے تمہارے باپ آدم (علیہ السلام) کو جمعہ کے دن اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا اور ان کے علاوہ کسی کو مٹی سے نہیں بنایا اور ان کی پشت سے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو پیدا کیا۔ "[339]

میں نے کہا: "میرے والد، کیا یہ حدیث صحیح ہے؟ کیا یہ مخلوق واقعی موجود تھی؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "یہ مکمل طور پر درست نہیں ہے، گائے ایک بہت ابتدائی مخلوق تھی جو اس زمین پر رہتی تھی، وہ حصہ جہاں لکھا ہے کہ میں نے آدم کو اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا اور میں نے کسی کو اس کے علاوہ مٹی سے نہیں بنایا۔ مٹی سے مراد یہ ہے کہ آدم وہ پہلی مخلوق ہے جو علی کے ہاتھ سے پیدا ہوئی اور اس کا مطلب یہ ہے کہ آدم علی کے بیٹے ہیں۔"

میں نے کہا: "تو علی (منہ السلام) سے پہلے مخلوق کو کس نے پیدا کیا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بہت سے خالق ہیں، ان میں سے تم بھی ہو۔"

میں نے کہا: "میں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، تم۔"

میں نے کہا: "میں نے کیا خلق کیا؟"

---

[339] بحار الانوار، علامہ المجلسی، جزء ۵۴، صفحہ ۳۳۱

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم نے وہی خلق کیا جو تم نے خلق کیا ۔ تم نے ادلوبان سم کو پیدا کیا۔"
میں نے کہا: "ادلوبان سم؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ ایک نیم ذہین مخلوق تھی، اس کا جسم کیلے کی طرح خم دار تھا، اور اس کے بڑے پاؤں اور سر کچھوے کے سر کی طرح تھے، لیکن اس کے کان انسانی کانوں کے مشابہ تھے۔ انہیں خدا نے تباہ کر دیا کیونکہ وہ ظالم ہو گئے۔"
میں نے کہا: "میرے والد، اگر کوئی شخص کسی خاص مخلوق کو تخلیق کرتا ہے، تو کیا وہی ان کا فیصلہ کرتا ہے یا انہیں ختم کرتا ہے؟"
امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "ہاں بیٹا، میرے ساتھ صبر کرو اور میں ساری دنیا کو تمہارے معاملے میں الجھا دوں گا اور انسانیت کو تمہارے معاملے میں حیران کر دوں گا اور میں تاریخ کو ایسا بنا لوں گا کہ وہ کبھی تمہارے ذکر کرنے سے باز نہیں آئے گی۔ کیا تم اپنے آپ کو ایک چھوٹی سی ہستی سمجھتے ہو، جب کہ تمہارے اندر پوری کائنات سمٹی ہوئی ہے؟"

آزاد مرضی اور نافرمانی

ایک دن امام احمد الحسن (منہ السلام) مجھے مٹی سے مخلوقات بنانے کا علم سکھا رہے تھے جس طرح حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے مٹی سے پرندوں کو بنایا تھا، تو میں نے ان سے سوال کیا: "اور یہ مخلوق کیا کرے گی؟ کیا اس پر میرا پورا اختیار ہوگا؟ یا یہ آزاد ہوگی؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، بلاشبہ تم اس کے خالق ہو اور تم اس کی زندگی پر اختیار رکھتے ہو، یہ مخلوق اپنے اعمال میں آزاد ہوگی لیکن تمہیں اس کی زندگی اور موت پر اختیار اسی طرح ہے جس طرح خدا کے پاس اختیار ہے، بے شک خدا اور کسی چیز یا کسی اور کے درمیان موازنہ کئے بغیر۔"

میں نے کہا: "سبحان اللہ۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ایک خالق اور دوسرے کے درمیان فرق بہت کچھ طے کرتا ہے، کیا تم مثال کے طور پر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جیسے ہو؟ تم میں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں کیا فرق ہے؟ کیا تمہارے پاس علی (منہ السلام) جیسا علم ہے؟ اگر علی (منہ السلام) پیدا کریں اور عبداللہ پیدا کرے تو کیا علی (منہ السلام) کی تخلیق اور عبداللہ کی تخلیق میں فرق ہوگا؟"

میں نے کہا: "بہت فرق ہوگا۔"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "بہت خوب، اور جو فرق تمہاری تخلیق اور ان کی تخلیق میں ہوگا، وہ یہ ہے کہ تمہاری تخلیق میں کچھ خامیاں یا خرابیاں ہوں گی، شاید تم جو تخلیق کرو گے وہ دیوانہ نکلے گا یا چل نہیں پائے، مثال کے طور پر۔"

میں نے کہا: "تو فرق یہ ہے کہ کسی بھی مخلوق کی تخلیق نامکمل ہوگی کیوں کہ تمام مخلوقات مختلف درجات میں نامکمل ہیں اور نامکملیت نامکمل کو جنم دیتی ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، یہی فرق ہے۔"

میں نے عرض کیا: "تو صرف کامل مخلوقات اہلِ پوش ہیں، کیونکہ وہ واحد مخلوق ہیں جو براہِ راست اللہ تعالیٰ نے تخلیق کی ہیں، اور اللہ تعالیٰ کامل ہے اور اس لیے اس کی تخلیق کامل ہوتی ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، بیٹا۔"

میں نے پوچھا: "تو نامکمل تخلیق کار چیونٹی جیسی کم چیزیں تخلیق کر سکتے ہیں جبکہ زیادہ کامل خالق انسانوں کو تخلیق کرتے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "چیونٹی ایک عظیم مخلوق ہے، اسے چھوٹی چیز نہ سمجھو، نہیں، مخلوق جتنی چھوٹی ہوتی ہے، اس کا خالق اتنا ہی عظیم ہوتا ہے۔"

میں نے پوچھا: "کیا (اس) مخلوق میں روح ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ سبق ہے، روح، روح خالقوں کے درمیان پہلا فرق ہے۔"

تو امام (منہ السلام) نے آگے بڑھ کر مجھے سمجھایا کہ مٹی سے جاندار بنانے کے لیے کیا کرنا چاہیے اور پھر میں نے کہا: "تو اب میں اسے چھوڑوں جب تک کہ یہ بیدار نہ ہو جائے؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "ہاں، لیکن توجہ دینا اور بہت احتیاط کرنا کہ تمہارا دماغ خراب نہ ہو جائے، کیونکہ ہو سکتا ہے تم کوئی ایسی چیز دیکھو جو تمہارا دماغ سنبھال نہ سکے، یا تم اس وقت سمجھ نہ پاؤ۔ تم مستقبل میں ایسی چیزیں دیکھو گے جن کا تم نے کبھی تصور بھی نہیں کیا ہوگا۔"

میں نے پوچھا: "تو جب یہ مخلوق بیدار ہو جائے گی، تو کیا میں وہ ہوں جو اس پر مکمل طور پر اختیار رکھتا ہوں، یعنی وہ کچھ نہیں کر سکتا جب تک کہ میں اسے نہ کہوں یا اس کا تصور نہ کروں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں بیٹا، یاد رکھو، تم صرف اس کی زندگی کو کنٹرول کر رہے ہو [یعنی جب وہ زندہ ہو اور کب وہ مرتا ہے]۔ خدا خلق کرتا ہے، لیکن اس کی زیادہ تر مخلوق اس کی نافرمانی کرتی ہے اور اسے ناراض کرتی ہے۔"

میں نے کہا: "ٹھیک ہے، اب مجھے کیا کرنا چاہیے کہ میں اس کی موت لاؤں جب میری مرضی ہو؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اب یہاں تمہیں یہ سیکھنے کے لیے مزید بلندی کی ضرورت ہے، اور یہاں تمہیں زیادہ ایمان کی ضرورت ہے، بس ہوشیار رہو بیٹا، تجربہ کرتے وقت بہت ہوشیار رہو، میں نہیں چاہتا کہ کل سننے کو آئے کہ عبداللہ کے ساتھ کچھ ہوا ہے اور تمہارے دشمن یہ سن کر خوش ہوں گے۔ تمہارے خلاف اگر کچھ ہوا تو آل محمد کا دل ٹوٹ جائے گا۔"

میں نے پوچھا: "مثال دیجیئے میرے والد، کیا ہو سکتا ہے؟ کیا یہ مخلوق پاگل ہو جائے گی اور مثال کے طور پر مجھے مار ڈالے گی؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "دونوں صورتیں ممکن ہیں، اور اس کے علاوہ بھی صورتحال ممکن ہے۔ شاید تم کوئی تباہ کن مخلوق خلق کر لو۔ عیسیٰ ابن مریم اسی طرح مرنے والے تھے۔"

میں نے پوچھا: "انہوں نے کیا خلق کیا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) پانچ سال کی عمر سے تخلیق کر رہے تھے، ایک دن انہوں نے ایک ایسی مخلوق کو پیدا کیا جو مٹی سے نہیں بلکہ بجلی سے بنی ہوئی تھی اور اس کے خلق ہوتے ہی وہ ان کے خلاف ہو گیا اور اس نے انہیں مارنے کی کوشش کی اور تقریباً کامیاب ہونے والا تھا، لیکن آخر کار عیسیٰ فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔"

میں نے عرض کیا: "کیا یہ ممکن ہے کہ میں اس حال میں مرجاؤں کہ میں آپ کا جانشین ہوں اور اگر میں مرگیا تو کیا ہوگا؟ اور وصیت کا کیا ہوگا؟ کیا کوئی دوسرا عبداللہ آئے گا، یا کیا ہوگا اگر میں مرجاؤں؟"
امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "تمہارا مقام وصیت میں رہے گا، اور اس کے ساتھی بھی باقی رہیں گے، لیکن اگر تم مرگئے تو احمد الحسن بھی فوت ہو جائیں گے اور اسی طرح موسیٰ و عیسیٰ اور تمام انبیاء و مرسلین بھی مرجائیں گے۔ سب کو مزید ۱۰۰ یا ۱۵۰ سال انتظار کرنا پڑے گا جب تک کہ سب دوبارہ واپس نہ آجائیں۔ لیکن ایسا نہیں ہوگا، ہم صرف ایک فرضی معاملے کے بارے میں بات کر رہے ہیں، حالانکہ یہ پہلے بھی ہو چکا ہے لیکن میں اس کے بارے میں ابھی بات نہیں کروں گا، لیکن یہ پہلے بھی ہو چکا ہے۔"

میں نے پوچھا: "تو دنیا کے نامکمل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اسے ایک نامکمل خالق نے بنایا ہے؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں بیٹا، ابلیس نے اس دنیا کو پیدا کیا ہے اور اسی لیے یہ نامکمل اور مصائب و موت سے بھری ہوئی ہے، عارضی ہے اور ابدی نہیں۔"
کاملیت علم یا خدا کو جاننے سے آتی ہے۔ نامکملیت خدا اور اس کے مقرر کردہ رہنما (امام) سے لاعلمی ہے۔ جتنا زیادہ اللہ کو اس کے مقرر کردہ رہنما (امام) کے ذریعے پہچانتا ہے، اتنا ہی زیادہ کامل ہوتا جاتا ہے۔ ان کے اعمال اور تخلیقات مزید کامل بن جاتے ہیں۔

ایک شخص جتنا زیادہ خدا سے ناواقف ہے، اتنا ہی زیادہ نامکمل ہوتا ہے۔ ان کے اعمال اور تخلیقات مزید نامکمل ہوجاتے ہیں۔ آزادمرضی ہمیں خدا کو جاننے یا اس سے ناواقف رہنے کا اختیار دیتی ہے۔ تمام مخلوقات کا مقصد اپنے وقت کے اس کے الٰہی مقرر کردہ رہنما (امام) کو جاننے اور اس کی پیروی کے ذریعے خدا کو جاننا ہے۔ قرآن پاک فرماتا ہے، "میں نے جن اور انسانوں کو اِس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔"[340] اہل بیت (منہم السلام) نے اس آیت کو یہ کہہ کر

[340] قرآن مجید، سورہ الذاریات، آیت ٥٦

واضح کیا کہ, 'میری عبادت کرنا' سے مراد ہے 'مجھے جاننا'[341] ۔ ایک دوسری روایت میں اہل بیت (علیہم السلام) نے اس آیت کے مفہوم کی مزید وضاحت کی ہے:

امام الصادق (منہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: "حسین بن علی (علیہ السلام) اپنے اصحاب کے پاس گئے اور کہا: اے لوگو، خدا تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا نہیں کیا سوائے اس لئے کہ وہ انہیں پہچانیں۔ لہذا اگر وہ اسے جانتے ہیں تو وہ اس کی عبادت کرتے ہیں۔
اور اگر وہ اس کی عبادت کرتے ہیں تو اس کی عبادت کے ذریعے اس کے علاوہ اوروں کی عبادت کو چھوڑ دیتے ہیں۔ تو ایک آدمی نے ان سے کہا، "اے فرزند رسول خدا، میرے والدین آپ پر قربان ہوں، پھر خدا کو جاننے سے کیا مراد ہے؟" فرمایا، "ہر زمانے کے لوگوں کا اپنے امام کو جاننا، جن کی اطاعت ان پر واجب ہے۔"[342]

دو قوتیں طاقت میں تقریباً برابر ہیں

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے کہا: "میرے والد، میرا ایک سوال ہے، لیکن میں دعا کرتا ہوں کہ میری زبان اس خیال کے ترجمہ میں میری مدد کرے۔"
امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "ہاں بیٹا، آگے بڑھو۔"
میں نے پوچھا: "میرے والد، میں آپ کی کچھ باتوں پر غور کر رہا تھا، آپ نے فرمایا تھا کہ انسان کا دل رحمٰن کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے، فرشتہ ایک انگلی ہے اور شیطان ایک انگلی ہے۔ اور میں نے اپنے آپ سے پوچھا، شیطان میں اتنی طاقت کیوں ہے، وہ اتنا کچھ کیوں کر سکتا ہے؟"

---

[341] العقائد الاسلامیہ، مرکز المصطفی، (ص)، جز: ۱، صفحہ ۱۵۲

[342] التفسیر الصافی، الفیض الکاشانی، جزء ۵، صفحہ ۷۵

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں بیٹا، خیر اور شر یہ دو قوتیں ہیں جو طاقت میں تقریباً برابر ہیں، ابلیس کے پاس اتنا علم ہے کہ وہ پوری دنیا کو مکمل طور پر کنٹرول کر سکتا ہے اگر خدائے بزرگ و برتر کا وجود نہ ہوتا اور بعض رازوں کا وجود نہ ہوتا جو اس سے پوشیدہ تھے، خدا عادل ہے اور حکمت والا ہے۔ جب کوئی مخلوق ایمان کا ایک مقام حاصل کر لیتا ہے، علم اور معرفت حاصل کرنے کے قابل ہو جاتا ہے، جتنا اس کے پاس ایمان ہو، خدا اس کو اتنا ہی عطا کرتا ہے. حالانکہ خدا جانتا ہے کہ مخلوق ایک دن دشمن ہوگی، لیکن پھر بھی خدا کسی کے ایسے کام کا فیصلہ نہیں کرتا جو اس نے ابھی تک نہ کیا ہو یا کوئی گناہ جو انہوں نے ابھی تک نہ کیا ہو۔ خدا کے لیے وہ اعمال اہم ہیں جو وہ اب اس مخلوق سے دیکھتا ہے۔ کاش کہ تم دیکھ سکتے تھے کہ ابلیس کتنا مومن تھا۔ تم کو معلوم ہوگا کہ اس نے کتنا علم حاصل کیا ہے اور وہ کس درجہ پر پہنچا ہے اور میری باتوں سے تمہیں معلوم ہوگا کہ اس نے کتنا علم حاصل کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایک سچا مومن تھا، اور وہ ایمان کے مظہر تک پہنچا لیکن ایک ہی لمحے میں انا نے اس پر قابو پا لیا۔ اس نے کہا، "میں آدم سے بہتر ہوں"، اور یوں وہ ایسے گرا جہاں سے واپسی نہیں، جہنم کی گہرائیوں اور گڑھوں میں گرا اور یہ کیسی بد قسمتی ہے۔ میں نے کہا: "تو وہ آیت جو کہتی ہے: "اس شیطان کو جس نے اللہ کے بجائے اپنا ولی و سرپرست بنا لیا وہ صریح نقصان میں پڑ گیا"[343] اس کے بارے میں ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، جب امریکہ جدید اور قدیم دور کے تمام ممالک کے مقابلے میں اتنے کم وقت میں اس قدر طاقتور اور پوری دنیا کو اس طرح کنٹرول کرنے پر قادر ہو گیا..."

میں نے پوچھا: "کیا یہ اس لیے تھا کہ انہوں نے شرکی عبادت کی اور برائی کی طاقت استعمال کرتے تھے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے شیطان ابلیس کو پکڑ کر اسے ایک خدا بنانے کا فیصلہ کیا جس کی وہ عبادت کرتے ہیں۔"

میں نے کہا: "پس جو انگلی رحمٰن کی انگلی ہے وہ ابلیس ہے، شیطان ابلیس ہے۔"

[343] قرآن مجید، سورہ النسا، آیت ۱۱۹

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، وہ خدا کی انگلیوں میں سے ایک انگلی ہے، کیونکہ اس کے پاس جو کچھ علم ہے وہ سب خدا کی طرف سے ہے اور اس نے اسے اللہ تعالیٰ سے سیکھا ہے۔"

میں نے کہا: "سبحان اللہ، ایسے مذاہب ہیں جو دو قوتوں کی پرستش کرتے ہیں، نیکی اور بدی کی قوتیں، انہوں نے کہا کہ یہ دونوں خدا کی طرف سے ہیں، میں صرف یہ سمجھنا چاہتا تھا کہ خدا کے پسندیدہ لوگوں نے ابلیس کو خدا کی انگلی کیوں قرار دی ۔ اور کیوں قرآن کی آیت کہتی ہے کہ خدا کے بجائے شیطان کی عبادت نہ کرو۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کیونکہ بعض اوقات انسان بغیر علم کے شیطان کی عبادت کرتا ہے، بغیر سمجھے یا نہ جانے شیطان کی تسبیح کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، جب کوئی کہے: 'امریکہ ایک عظیم ملک ہے'، یا جب کوئی کہے: "اس سے بڑا کوئی ملک نہیں"، یہ بالواسطہ عبادت ہے، کیا تمہیں سمجھ آیا، میرے محبوب؟"
میں نے کہا: "شکریہ، میرے والد۔ اب میں سمجھ گیا ہوں۔"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اس وقت شیطانی قوتیں قابو میں ہیں کیونکہ لوگ اس کی مدد ایسے طریقوں سے کر رہے ہیں جن سے وہ بے خبر ہیں یا نہیں جانتے۔"
میں نے کہا: "لیکن کیا خدا وہ نہیں ہے جو نیکی اور بدی دونوں طاقتوں کا مالک ہے؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بیٹا، بدی کی طاقتوں کا سرچشمہ خیر کی قوتیں ہیں لیکن ابلیس (خدا کی اس پر لعنت ہو) وہ ہے جو اسے بدی میں بدل دیتا ہے، میں تمہیں ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں۔ یہ فون جو ابھی تمہارے ہاتھوں کے درمیان ہے، تم اسے بھلائی کے لیے استعمال کر سکتے ہو اور تم اسے برائی کے لیے استعمال کر سکتے ہو۔ گوگل، مثال کے طور پر، اگر آپ اس میں "سیکس فلم" ٹائپ کرو گے تو یہ تمہیں وہی دے گا جو تم مانگو گے، اور اگر تم اس میں "امیر المومنین کی حدیث" ٹائپ کرو گے تو یہ تمہیں وہی دے گا جو تم مانگو گے۔ تو، تم اس طاقت کو کیا کہتے ہو جو تمہارے ہاتھوں کے درمیان ہے، یہ فون، کیا یہ اچھا ہے یا برا؟"

میں نے کہا: "نہ یہ اور نہ وہ، یہ غیر جانبدار ہے۔ آپ اسے اچھے اور برے، دونوں کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔"
امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "اچھا، بہت خوب، پھر یہ اس کے مطابق ہے جس طرح تم اسے استعمال کرتے ہو، بالکل اسی طرح یہ خدا کے علوم اور علم کے ساتھ ہے، آپ ہی کنٹرول میں ہیں اور آپ اسے یا اچھے کے لئے استعمال کر سکتے ہیں یا برے کے لیے۔ الزام استعمال کرنے والے پر ہوتا ہے۔"
میں نے کہا: "تو جب ابلیس مر جائے گا تو شیطانی قوتیں کس کے ہاتھ میں جائیں گی؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "صرف ابلیس کی موت (برائی کو ختم کرنے لے لئے)کافی نہیں ہے، بلکہ ابلیس (اللہ کی اس پر لعنت ہو) کے نظریہ کو بھی مرنا چاہیے۔"
میں نے کہا: "کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ جو ابلیس آج کر رہا ہے جب وہ لوگوں کو زنا وغیرہ کرنے کا کہتا ہے، کہ یہ چیزیں یا وہ علوم یا علم جو وہ سکھا رہا ہے، وہ حقیقت میں بری نہیں ہے، کیونکہ یہ بھی ممکن ہے کہ خدا کا خلیفہ بھی انسان سے کچھ فرائض اور دینی ذمہ داریوں کو چھوڑ دے، لیکن معاملہ دراصل ابلیس کی بغاوت اور لڑائی کا ہے؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، بہت خوب۔ اور یہ مخلوق کو گناہ کی طرف لے جانے کے بارے میں بھی ہے۔"
میں نے کہا: "ہاں، میں سمجھ گیا۔"

برائی نیکی کا بیٹا ہے

تو اس باب سے ہمیں جو احساس ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ تمام علم اور تمام چیزوں کی ابتدا ایک ہی ذریعہ سے تھی اور وہ سرچشمہ خیر کی طاقتیں تھیں، اس لیے تمام برائیوں کا سرچشمہ خیر ہے۔

امام احمد الحسن (منہ السلام) ایک دن میرے اور علی الغریفی کے ساتھ گفتگو کر رہے تھے جب ان سے علی الغریفی نے ایک سوال کیا۔

الغریفی نے سوال کیا: "وہ حدیث جس میں کہا گیا ہے کہ "محمد اور علی اس قوم کے باپ ہیں"[344]، کیا یہاں لفظ 'قوم' سے مراد اہل بیت کے شیعہ ہے؟ اور کیا یہاں لفظ "باپ" سے مراد روحانی خاندان کی طرف اشارہ ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ بلکل یقینی بات ہے، میرے بیٹے۔"

الغریفی نے کہا: "ہاں، لیکن باقی روایت نے مجھے الجھن میں ڈال دیا، باقی روایت کہتی ہے: "اور بے شک ان پر ہمارا حق ان کے جسمانی باپوں کے حق سے زیادہ ہے، ہم انہیں جہنم سے بچاتے ہیں اگر وہ ہماری اطاعت کریں اور ان کو محفوظ گاہ میں لے جاتے ہیں، اور انہیں غلامی سے نکال کر بہترین آزادی تک لے جاتے ہیں۔'"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اللہ، اللہ، علی کا حق اس امت پر ایسا ہے جیسا کہ باپ کا حق بیٹے پر۔"

الغریفی نے پوچھا: "میں نے اپنا پروگرام [اس تصور پر] بنایا ہے کہ یہ قوم شیعہ ہیں، اور میں صرف آپ سے یہ یقینی جاننا چاہتا تھا کہ میرے آقا، ایسا ہی ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اے میرے بیٹے، ایک طرف سے تمہاری سمجھ درست ہے، اور دوسری طرف سے اس کا مطلب یہ ہے کہ محمد اور علی (علیہم السلام) پوری امت کے باپ ہیں، پوری انسانیت کے۔ "

الغریفی نے کہا: "یہاں تک کہ منافق بھی؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "منافق اور کافر اور زمین پر رہنے والے سب، شاید میں تم سے کوئی ایسی بات کہوں جو تم پر بھاری پڑ جائے۔"

الغریفی نے کہا: "انشاء اللہ، ایسا نہیں ہوگا اور معاملہ آپ پر منحصر ہے، میرے مولا۔"

[344] بحار الانوار، علامہ المجلسی، جزء ٣٦، صفحہ ٩

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ابلیس کو کس نے پیدا کیا (خدا کی اس پر لعنت ہو)؟ اور کافر فرعون کو کس نے پیدا کیا؟ ھارون اللا الرشید کو کس نے پیدا کیا؟ اور معاویہ اور یزید کو کس نے پیدا کیا (ان پر خدا کی لعنت ہو)؟ اور پہلے اور دوسرے کو کس نے پیدا کیا؟ کس نے؟"

الغریفی نے کہا: "میں نے آپ کی کتابوں سے سمجھا کہ یقیناً خدا نے ایسا کیا ہے، لیکن اس نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جمع کرنے والے اور پھیلانے والے کے طور پر بیان کیا ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کیا وہ وہی خالق نہیں ہے جس نے محمد و علی اور عیسیٰ اور حسن و حسین اور ان کے علاوہ صالحین کو پیدا کیا اور میں تم سے کہتا ہوں کہ علی علیہ السلام جمع کرنے والے اور پھیلانے والے ہیں۔"

الغریفی نے کہا: "میں نہیں سمجھا۔ کیا آپ مجھے (علم میں) بڑھا سکتے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں تمہارے لئے ان شاء اللہ (علم میں) اضافہ کروں گا، لیکن ابھی نہیں۔"

الغریفی نے کہا: "شکریہ۔"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "ابھی تمہارے لیے سمجھنا مشکل ہو گا لیکن ایک دن آئے گا کہ میں تمہیں بتاؤں گا اور تم جو کچھ سنو گے اسے سمجھ سکو گے۔"

آخر میں، ہم دیکھتے ہیں کہ ایک سے زیادہ خالق ہیں، اور وہ اپنے کاملیت کے درجے میں مختلف ہیں اور اس طرح یہ ان کی تخلیق کی کاملیت کو متاثر کرتی ہے۔ تخلیق کردہ تمام مخلوقات کو آزاد مرضی دی گئی ہے اور آزاد مرضی کے ساتھ نافرمانی، انحراف اور غلطیاں کرنے کا انتخاب آتا ہے۔ اس کے درجات ہیں، اور ابلیس اور اس کی مخلوق نے زیادہ سے زیادہ حد تک نافرمانی کا انتخاب کیا۔ تاہم ان کا وقت محدود ہے اور ایک وقت مقرر ہے۔ انہوں نے خدا اور نیکی کے خلاف نافرمانی اور بغاوت کا انتخاب کیا۔ وہ اصل میں نیک تھے لیکن انہوں نے برے ہونے کا انتخاب کیا۔

برائی کوئی خاص عمل یا شخص نہیں ہے، بلکہ برائی اچھائی کے خلاف جانے کا شعوری آزادانہ انتخاب ہے۔ لہذا، مثال کے طور پر قتل کرنا فطری طور پر برائی نہیں ہے، کیونکہ زندگی کو ختم کرنے کا طریقہ کار خیر نے ایجاد کیا تھا اور یہ طریقہ کار اچھائی کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے، لیکن برائی اچھے کو قتل کرنے کا انتخاب ہے۔ قتل ایک اچھی چیز ہو سکتی ہے جب یہ کسی ایسے شخص کی زندگی کو ختم کر رہا ہو جو نقصان پہنچانے والا ہو، مثال کے طور پر، قرآن پاک میں سورۃ الکہف میں عبد الصالح کے لڑکے کو قتل کرنے کا قصہ[345]۔ قتل ایک اچھی چیز ہو سکتی ہے جب کوئی ملک کسی ایسے قاتل یا سیریل کلر کو مارنے کا فیصلہ کرتا ہے جو لوگوں کو قتل کرنے سے بعض نہیں آتا یا جب وہ کسی جنگی مجرم کو مارنے کا انتخاب کرتا ہے جیسے ہٹلر, جس نے بڑے پیمانے پر نسل کشی کی۔ پس جوہر میں قتل نہ تو اچھائی ہے اور نہ ہی برائی، بلکہ یہ اس پر منحصر ہے کہ اسے استعمال کیسے کیا جاتا ہے۔ نیوکلیئر پاور غیر جانبدار ہے، اسے اچھے اور برے، دونوں کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اسے کسی شہر کو طاقت دینے کے لیے توانائی کے ذرائع کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے، یا کسی شہر کو تباہ کرنے کے لیے اسے بم میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ تب بدی کی تعریف، یعنی گناہ، خدا اور اس کے قوانین یا احکام کی نافرمانی ہے۔ بہت سی مثالیں ہیں۔ ہر وہ چیز جو موجود ہے یا کبھی ایجاد کی گئی ہے اسے اچھے یا برے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

اب ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ جب کہ ابلیس، اس کا بیٹا قابیل اور ان کی اولاد برے ہیں، وہ اس لیے برے ہیں کیونکہ وہ برے بننے کا انتخاب کرتے ہیں۔ وہ فطری طور پر برے نہیں ہیں، کیونکہ ان کا منبع اصل میں تمام مخلوقات کی طرح روشنی ہے، لیکن تاریکی کی اولاد نے اندھیرے میں رہنے کا انتخاب کیا، اور تاریکی روشنی کی عدم موجودگی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ جیسا کہ امام (منہ السلام) نے فرمایا: "برائی خود اس وقت پیدا ہوئی جب اس نے خدا کی نافرمانی کا انتخاب کیا۔" برائی خدا کے خلاف مخالفت، نافرمانی اور لڑنے کا انتخاب ہے۔ تاہم، تمام چیزوں کی اصل جڑ نیکی ہے اور یہی وجہ ہے کہ تمام مخلوقات کے اندر اب بھی روشنی کی چنگاری موجود ہے۔ روشنی کے بغیر زندگی نہیں ہو سکتی۔ یہاں تک کہ اگر ابلیس نے مادی اجسام کو تخلیق کیا ہے، ابلیس بالآخر خدا کی تخلیق ہے، لیکن زیادہ واضح طور پر وہ خدا کی ایک تخلیق کی کمتر، نامکمل تخلیق ہے۔ نیز، اس کی مخلوقات آخر کار خدا کی مخلوق ہیں۔ فرعون، نمرود، ابو لہب اور ابو سفیان سب بھی خدا کی مخلوق ہیں۔

[345] قرآن مجید، سورہ الکہف، آیت ۷۴

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا: "تو پھر یہ حدیث کہ، "ہم آدم اور نوح اور فرعون اور نمرود ہیں" اس سے مراد یہی ہے، کیونکہ ہر چیز اسی کے ذریعہ سے زندہ ہے، خواہ نور کا فیصد حصہ یا نقطہ؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔"

بائیسواں باب

کرما کی معرفت

"جیسے تم کرو گے ویسا ہی تمہارے ساتھ ہوگا"

الحاد کے بارے میں کچھ مطالعات کے مطابق، تقریباً ۷ فیصد انسانی آبادی کافروں کے طور پر شناخت کی جاتی ہے، جو کہ تقریباً ۴۵۰ سے ۵۰۰ ملین افراد کے برابر ہے[346]۔ وہ اس بات پر یقین نہیں رکھتے کہ قرآن، انجیل، تورات یا کوئی اور کتاب واقعی خدا کی طرف سے ہے۔ وہ اپنے عجائبات کا جواب دینے اور خدا کے انکار کا جواز پیش کرنے کے لیے سائنس کا سہارا لیتے ہیں۔ وہ انسانوں کی تخلیق کی وضاحت کے لیے ارتقاء جیسے نظریات کا حوالہ دیتے ہیں۔ وہ صحیفوں میں غلطیوں اور تضادات کی نشاندہی کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، وہ کہتے ہیں کہ نوح کے سیلاب، موسوی خروج، یا عیسی کے جی اُٹھنے کا کوئی تجرباتی ثبوت نہیں ہے۔ مخالف دین اس سے بھی آگے بڑھتے ہیں اور مذہب کو ایک ایسی بیماری سمجھتے ہیں جو انسانیت کو متاثر کرتی ہے اور ترقی میں رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ مذہب "عوام کی افیون" ہے اور لوگوں کے ذہنوں کو کنٹرول کرنے کا ایک آلہ ہے۔ بالآخر، وہ ایسے لوگ ہیں جو خدا کے وجود کا ثبوت تلاش کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ خدا کے موجود ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور ان میں سے بہت سے کہتے ہیں کہ اگر کوئی ثبوت ہوتا تو وہ یقین کرتے۔ ایک دن میں کسی سے بات کر رہا تھا کہ انہوں نے مذاق میں کہا: "اگر یہ مذہب جھوٹا نکلا تو میں ملحد ہو جاؤں گا۔" میں نے ان تبصروں کا ذکر امام احمد الحسن (منہ السلام) سے کیا۔

مذاہب کرپٹ ہیں

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا، "میں تم سے یہی سوال کرتا ہوں، فرضی طور پر، اگر یہ مذہب باطل نکلا تو تمہارا کیا جواب ہوگا؟" میں نے کہا، "میں عیسائی ہو جاؤں گا۔"

میرا مطلب یہ تھا کہ اگر رسول اللہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وصیت باطل ہے تو پورا دین اسلام باطل ہے۔

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اور عیسائیت اور اسلام کی موجودہ شکل میں کیا فرق ہے؟ یہ ایک ایسا مذہب ہے جو جھوٹوں پہ جھوٹ پر مبنی ہے۔ یہاں تک کہ بدھ مت اور دیگر تمام مذاہب، ان میں کیا فرق ہے؟ یہ سب جھوٹوں پہ جھوٹ پر مبنی ہیں۔

[346] The Oxford Handbook of Atheism , A World of Atheism: Global Demographics, Keysar & Navarro-Rivera

مومن کا حقیقی جواب الحاد ہے۔ کیا یہ صحیح ہے یا غلط؟ میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے اپنے دل سے جواب دو۔ کیا اس معاملے میں الحاد سچ نہیں ہے اگر تمام مذاہب جھوٹ ہیں، حالانکہ یہ ایک بدصورت سچ ہے؟"

میں نے کہا، "کسی خالق کا ہونا ضروری ہے...''

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کیوں؟" میں نے کہا، "کوئی بھی کسی پرانی، لاوارث عمارت کے پاس سے یہ کہتے ہوئے نہیں گزرتا کہ: 'یہ عمارت بے ساختہ وجود میں آئی ہے۔'"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے لئے ثابت کرو کہ خالق موجود ہے اور اس بات پر انحصار نہ کرو جو میں نے پہلے کہا تھا۔"

میں نے کہا، "چیزوں کا وجود ایک بنانے والے یا خالق کے وجود کا ثبوت ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ دلیل نہیں ہے۔"

میں نے امام (منہ السلام) سے کہا "پھر کوئی دلیل نہیں ہے۔"

ایک ذہین، معصوم خالق

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کیونکہ اگر تم نے مجھے بتایا کہ مخلوقات اور موجودات ایک خالق کی طرف سے پیدا کی گئی ہیں تو میں اس خالق کو دیکھنا چاہوں گا کہ اسے کس نے پیدا کیا ہے اور وہ کہاں ہے اور اس کا کیا ثبوت ہے؟ اس نے حقیقت میں ہر چیز کو پیدا کیا۔"

میں نے کہا، "اوشو نے اس سے پہلے کہا کہ 'استدلال یہ ہے کہ کسی خالق کے بغیر وجود کیسے ہو سکتا ہے؟ تمام مذاہب کا یہی استدلال ہے۔ لیکن اگر آپ استدلال کو مان لیں تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ خداؤں کو کس نے پیدا کیا۔ اور اگر خدا بغیر پیدا کیے وجود میں ہو سکتا ہے تو مسلہ کیا ہے؟ پھر وجود پیدا کیے بغیر بھی ہو سکتا ہے، کیونکہ آپ اصولی طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ کوئی چیز بغیر تخلیق کیے بھی ہو سکتی ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہم ایک ذہین خالق کی بات کر رہے ہیں، صحیح بات؟"

میں نے کہا "جی ہاں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ایک بے مثال خالق، صحیح؟"

میں نے کہا "جی ہاں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ صحیح نہیں ہے، جو خالق موجود ہے وہ غلطی کرے۔ میں اب تم سے ایک ایسے شخص کی حیثیت سے بات کر رہا ہوں جو تم سے بحث کر رہا ہے، تمام مذہب سے ہٹ کر، بھول جاؤ کہ میں احمد ہوں۔ اگر میں نے کچھ کھانا کہیں رکھا اور وہ گل جائے اور اس میں سے کیڑے نکل آئیں تو تم یہ کس کی طرف منسوب کرو گے؟"

میں نے کہا، "خدا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تمہاری کیا دلیل ہے؟"

میں نے کہا، "میرا ثبوت سائنس ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ کیا علم ہے؟" میں نے کہا، "انسانی سائنس اس مقام پر پہنچ چکی ہے کہ وہ جانتی ہے کہ جب آپ کسی خاص ماحول میں کچھ کیمیکل ملاتے ہیں، تو اس سے زندگی پھوٹ سکتی ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا، "ٹھیک ہے، وہاں رک جاؤ، کیمیکل اور ایک خاص ماحول۔ اس کا خدا سے کیا تعلق؟"

میں نے کہا، "کیونکہ وہ بنیادی ذریعہ ہے۔ ہر چیز کا ایک ذریعہ اور توانائی ہونی ضروری ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "مجھے ایک ثبوت دو کہ اصل ماخذ خدا ہے اور دوسرا ثبوت دو کہ ماخذ خود موجود ہے۔"

میں نے کہا، "ہر کتاب کا ایک مصنف ہوتا ہے، اور کوئی کتاب ایسی نہیں جو خود بخود لکھی ہو۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "لیکن بیٹا، یہ (کتاب) موجود ہے۔"

میں نے کہا "یہ کونسی کتاب ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہوا اور فطرت، انہوں نے الفاظ اور تراشے ہوئے جملے لکھے ہیں، مثلاً اللہ کا نام فطرت میں ظاہر کیا ہے۔ اس کا جواب دو۔"

میں نے کہا، "ذہانت ثبوت ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اور کس نے کہا کہ یہ ذہانت ہے؟ انسان وہ ہے جس نے فیصلہ کیا کہ ان کے پاس جو ہے وہ ذہانت ہے۔ 'اور ایک گواہ نے اپنے لیے گواہی دی۔'[347] تم وہ ہو جس نے اپنے لیے گواہی دی کہ تم ذہین ہو اور یہ قابل گواہی نہیں ہے۔ مویشی اس کی گواہی دیں تو میں تسلیم کروں گا کہ تم جیت گئے ہو۔ گھوڑا آکر کہے کہ انسان ذہین ہے یا مرغیاں یا جن آکر گواہی دے یا شیطان کو بھی گواہی دینے دو۔ "

میں نے کہا، "میں ہار مان لیتا ہوں۔ پھر کوئی ثبوت نہیں ہے، کیا ایسا ہے؟ "

کرمی انصاف

خدا کے وجود کو کیسے ثابت کیا جا سکتا ہے جس کی تصدیق ہر انسان کر سکتا ہے؟ کیا کوئی ٹھوس ثبوت ہے جو ہر انسان سمجھ سکے؟ جب کوئی ثبوت نظر نہیں آرہا تھا، امام احمد الحسن (منہ السلام) نے ایک ایسے علم کا انکشاف کیا جس نے ہمارے انسانی تجربے کے ایک غیر دریافت شدہ پہلو پر روشنی ڈالی۔

امام (منہ السلام) نے فرمایا:

"میں تم سے بحث کرنے والے شخص کے طور پر بات کر رہا تھا، اب میں تمہارے لئے ثابت کروں گا۔ اس کا ثبوت یہ مستقل احساس ہے جو ہر کسی کو ہوتا ہے، تمام مذہبی پس منظر سے، یہاں تک کہ ملحد، تمام مخلوقات سے، کہ کوئی ایسی چیز ضرور موجود ہے جس کی ہمیں عبادت کرنی چاہیے۔ انسان کے دل و دماغ میں ہماری باطنی فطرت، چاہے انسان انکار کر دے کہ اسے یہ احساس ہے۔ یہ احساس اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا موجود ہے۔ تخلیق کے اندر یہ احساس کس نے پیدا کیا اور کیوں وجود میں آیا؟ تم کہیں بھی جاؤ تو دیکھو گے کہ یہ احساس تخلیق کے ساتھ موجود ہے۔ ملحدوں کے دلوں میں جائیں تو یہ (احساس) نظر آئے گا۔ اور اگر تم جنگل کے اندر جاؤ اور ایسے انسانوں کے پاس جاؤ جنہوں نے کبھی کسی مذہب کے بارے میں نہیں سنا ہو، تو تم دیکھو گے کہ وہ بھی کسی ایسی چیز کی عبادت کرتے ہیں جسے وہ خالق سمجھتے ہیں۔ آخر میں، سب ایک نقطہ پر پہنچتے ہیں، اور وہ یہ

[347] قرآن مجید، سورہ یوسف، آیت نمبر ۲۶

ہے کہ ایک پوشیدہ طاقت ہے جو اس دنیا پر اختیار رکھتی ہے اور حکومت کر رہی ہے۔ اور ثبوت کا فیصلہ اسی (کرما) سے ہو رہا ہے۔ جیسا کہ تم فیصلہ کرو گے، اسی طرح تمہارا فیصلہ کیا جائے گا۔ کیا تمہیں سمجھ میں آیا میرے بیٹے؟"

میں نے فرمایا، "جی ہاں۔"

خدائی انصاف

ہم نے پچھلے بابوں میں ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عادلانہ فطرت کے ساتھ پیدا کیا ہے، ہر انسان کے اندر انصاف کی طرف میلان ہوتا ہے۔ یہ فطری خصوصیت، جو انصاف، مساوات اور انصاف کی طرف توقع ہوتی ہے، ہمیں درج ذیل سوالات کے ساتھ چھوڑتی ہے: کیا اس فطری تڑپ اور ایک مطلق جج کے وجود میں کوئی تعلق ہے جو اس انصاف کو نافذ کر سکے؟ یہ انصاف، یا توازن، پوری تخلیق میں کیسے کیا جاتا ہے؟

امام (منہ السلام) نے فرمایا:

"اگر کسی شخص کو شک ہو تو وہ ایک چیز کے بارے میں سوچ سکتا ہے، اور اگر وہ اپنے یقین کو صحیح طریقے سے استعمال کرے تو اس کا یقین اس کی طرف لوٹ آئے گا۔ اگر وہ خالق کے انصاف کے بارے میں سوچتا ہے۔ اگر کوئی اپنے والدین یا مثال کے طور پر ان میں سے کسی کے ساتھ ظلم کرے تو یہ انصاف دلانے والا کون ہے؟ جس نے اپنے والدین پر ظلم کیا اس کے اعمال کا بدلہ کون دیتا ہے؟ یہ انصاف کس نے وجود میں لایا؟ مثال کے طور پر آپ اپنے والدین کی بے عزتی کرتے ہیں تو خالق آپ کو آپ کے اپنے اعمال کی صورت میں جواب دیتا ہے۔ یا جو شخص زنا کرتا ہے یا لوگوں کی عزت پر زیادتی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے لوٹا دیتا ہے اور کوئی ایسا آئے گا جو فاسق کی عزت پر زیادتی کرے، وغیرہ۔ یہ ایک مثال ہے۔ اللہ کے نام میں، جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے. "زانی مرد کو روا نہیں کہ وہ نکاح کرے مگر کسی زانیہ ہی سے یا مشرکہ سے اور زانیہ عورت بھی اس لائق

نہیں کہ اس سے کوئی نکاح کرے مگر صرف بدکار مرد یا کوئی مشرک۔ اور حرام کردیا گیا ہے یہ (زانی اور زانیہ سے نکاح) مؤمنین پر[348] "زنا تم پر ایک قرض ہے، اور تمہیں اس کی ادائیگی اپنے گھر والوں سے کرنی ہوگی۔ لیڈر یا قاضی کے بغیر یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کیا فطرت، مثال کے طور پر، اس انصاف کو نافذ کرتی ہے؟ عدل، اور وہ عادل ہے۔ وہ خدا ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، ابدی اور زندہ ہے۔ یہ تمام منصف افراد کے لیے کافی ہے اور ہر اس شخص کے لیے جو خلوص نیت سے سچائی کی تلاش میں ہے۔ وہ اس انصاف کے بارے میں سوچیں۔ وہ جان لیں گے کہ ایک خالق موجود ہے۔ جو اپنے ماں باپ کے ساتھ برا ہو، اور جو زانی ہیں، میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ جیسا تم کرتے ہو تمہارے ساتھ وہی کیا جائے گا۔"

میں نے امام (منہ السلام) سے کہا: "تو اب آپ نے فرمایا کہ انسان اپنے نفس کا نگہبان ہے اور وہ اپنے نفس کا خود فیصلہ کرنے والا ہے اور وہی ہے جو اپنی جنت یا جہنم خود بناتا ہے۔ کیا یہ درست ہے؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بلکل۔" میں نے کہا، "اس خیال سے، خدا ہماری زندگیوں میں مداخلت سے بہت دور لگتا ہے، اور ایسا لگتا ہے کہ خدا ہر انسان اور اس کے ضمیر کو آزاد چھوڑ دیتا ہے۔"
امام منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔"
میں نے کہا، "اور پھر یہ دوسرا خیال ہے، اور یہ ایک خدا کا خیال ہے جو مداخلت کرتا ہے اور دیکھتا رہتا ہے، ہر ایک کو وہ دیتا ہے جس کا وہ حقدار ہوتا ہے، قاتل کو قتل کر دیا جاتا ہے، زانی کا کوئی گھر والا ہونا چاہیے ہے جس کے ساتھ زنا کیا جائے، جیسا کوئی کرتا ہے ویسا اس کے ساتھ کیا جائے گا۔ ہم ان دونوں کو اکٹھا کیسے مان سکتے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اس دنیا میں دو حقوق ہیں۔ مدعی کا حق ہے اور عوامی حق ہے۔ بعض صورتوں میں، مدعی اپنا حق چھوڑ دے گا اور ملزم کو رہا کر دے گا کیونکہ اس نے عوام یا برادری کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ لیکن عوامی حق کبھی نہیں گرایا جاتا ہے کیونکہ ملزمان نے کمیونٹی کو نقصان پہنچایا۔ ان چیزوں کے مرتکب شخص نے ایک خدائی قانون کو توڑا ہے اس لیے اسے

[348] قرآن مجید، سورہ نور، آیت نمبر ۳

واپس کیا جانا چاہیے۔" میں نے امام سے کہا, "اگر زانی کو یقین ہو کہ اس نے غلطی نہیں کی، مثلاً اگر زانی لڑکی سے واقعی محبت کرتا ہے اور اس کے ساتھ سونے کو مغرب کی طرح عام سمجھتا ہے تو کیا ہوگا؟"

امام منہ السلام نے فرمایا: "یہاں تو فرق ہے لیکن ایسے لوگوں کی تعداد کتنی ہے؟ درحقیقت میرے بیٹے اگر تم لوگوں کے دلوں میں دیکھو گے تو پاؤ گے کہ وہ جانتے ہیں کہ یہ غلط ہے۔ اور تم دیکھو گے کہ ان میں بھی تھوڑا سا خوف ہے، لیکن وہ اسے ظاہر نہیں کرتے۔"

میں نے کہا، "سبحان اللہ۔"

امام (منہ السلام) نے بات جاری رکھی اور فرمایا: "لیکن عام طور پر، اگر تمہیں کوئی ایسا شخص ملے جو اپنے اندر اس بات پر یقین رکھتا ہو کہ یہ حرام نہیں ہے اور یہ جائز ہے، تو اس شخص پر کبھی فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔"

میں نے کہا، "پھر فیصلہ تو اس کے ذہن میں ہے، وہ اس کو بنانے والا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بہت خوب۔"

میں نے کہا، "لہٰذا خدا کبھی بھی پہلی جگہ مداخلت نہیں کرتا اور نہ ہی کسی چیز کا فیصلہ کرتا ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "خدا نے ایک (کارمک) قانون رکھا ہے، اور ہمیں اس پر چلنا چاہیے اور اس کے خلاف نہیں جانا چاہیے[349]۔"

میں نے کہا، "لیکن یہ سب دماغ یا ضمیر سے ہے جیسا کہ آپ کہتے ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ایمان۔ یہ عقیدہ ہے۔ اگر تمہارے خیال میں زنا حلال ہے تو وہ حلال ہے۔"

میں نے کہا، "اور اگر آپ کے نزدیک قتل جائز ہے تو جائز ہے؟ صحیح؟"

[349] یہاں جس قانون کا حوالہ دیا جا رہا ہے وہ اخلاقیات کا سنہری اصول ہے جو دنیا کے تمام بڑے مذاہب میں عالمگیر طور پر پایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، متی کی کتاب میں یہ بیان کیا گیا ہے: 'پس جو کچھ تُم چاہتے ہو کہ لوگ تُمہارے ساتھ کریں وُہی تُم بھی اُن کے ساتھ کرو۔' متی کی کتاب، جزء نمبر ۷، آیت نمبر ۱۲

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، لیکن تم اس بات کو ماننے والا ہرگز کسی کو نہیں پاؤ گے۔ میں تمہارے لیے اس بات کو اور آسان بناتا ہوں۔ اگر تم ایک گلاب لاتے ہو، اور تم اسے ایک ہزار یا دس لاکھ لوگوں کو پیش کرتے ہو، تو کیا تمہیں لگتا ہے کہ کوئی سامنے آئے گا اور تم سے کہے گا کہ گلاب بدصورت ہے؟"

میں نے کہا "نہیں."

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "قتل اور زنا بالکل ایسے ہی ہیں۔ جو لوگ یہ دونوں اعمال اپنے دل کی گہرائیوں اور دور کونوں میں کرتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ یہ غلط ہے اور جائز نہیں۔" میں نے کہا: "تو کرما کے لحاظ سے قتل کرنے والے کو قتل کیا جائے گا اور جو زنا کرے گا، کوئی اور اس کے گھر کے فرد کے ساتھ زنا کرے گا، اور جو شخص اپنے والدین کے ساتھ بدسلوکی کرے گا وہ اپنے بچوں سے یہی سلوک دیکھے گا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔"

میں نے کہا، "لیکن ان اوقات کا کیا ہوگا جب قاتل کو قتل نہ کیا جائے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "مجھے ایک مثال دو۔" میں نے کہا، "مثال کے طور پر نیویارک مافیا کرائم باس، جون گوٹی۔ وہ قید ہوا اور جیل میں ہی مرگیا اور اسے کبھی قتل نہیں کیا گیا، حالانکہ اس نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا تھا۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اس کی موت کس چیز سے ہوئی؟"

میں نے کہا، "کینسر۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "وہ کینسر کے مرض سے قتل ہوا۔ جیسا تم کرتے ہو تمہارے ساتھ وہی کیا جائے گا۔"

میں نے کہا، "سبحان اللہ۔"

امام (منہ السلام) نے اپنی بات جاری رکھی: "اور جہاں ان لوگوں کی بات آتی ہے جن کے بچے ان کے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں، اگر تم ان میں سے کسی سے پوچھو، اور وہ ایماندار ہیں، تو وہ آپ کو بتائیں گے کہ انہوں نے اپنے والدین کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا تھا جب وہ بڑے ہو رہے تھے۔"

میں نے کہا: "اور اس شخص کا کیا ہوگا جو زنا کرتا ہے لیکن اس کی بیوی زنا نہیں کرتی؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "پھر اس کی بیٹی زنا کرے گی یا اس کے گھر والوں میں سے کوئی۔"

لہٰذا، خلاصہ یہ ہے کہ، خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا، اس آزادی کے ساتھ کہ وہ جو چاہے کرے اور خود اپنا نگران اور خود جج بنے۔ انسان کے اچھے اور برے اعمال پر نظر رکھنے والے فرشتے نہیں ہیں، بلکہ انسان اپنے نفس کا رب ہے۔ روح نفس کا رب ہے۔ ہر شخص اپنا پراسیکیوٹر، محافظ، نگران، جج اور جلاد ہوتا ہے۔ یہ خدا کا کامل اور خوبصورت ترین انصاف ہے۔ وہ ہر شخص کو اپنی ذات کا فیصلہ کرنے کی اجازت دیتا ہے۔
اس پر کوئی اعتراض کیسے کر سکتا ہے؟ اس انصاف پر کوئی اعتراض کیسے کر سکتا ہے؟ اگر کوئی شخص اپنے دل میں یہ مان لے کہ قتل یا زنا یا والدین کے ساتھ بدسلوکی قابل قبول ہے تو اسے اس کی سزا نہیں دی جائے گی۔ لیکن اسے جائز تسلیم کرنے کا مطلب ہے کہ وہ قبول کریں گے کہ یہ ان کے ساتھ کیا جائے۔ خدا مخلوق کے لیے نظام عدل قائم کرتا ہے اور پھر ان پر چھوڑ دیتا ہے۔ اب خدا کے اس انصاف پر روشنی ڈالنے کے بعد جس کے خلاف کوئی بحث نہیں کر سکتا، امام احمد الحسن (منہ السلام) خدا کے وجود کو اس طرح ثابت کرتے ہیں کہ کوئی بھی شخص جو اپنے ساتھ ایماندار ہے، انکار نہیں کر سکتا۔ زمانے کے گزرتے ہوئے، مذہبی رہنماؤں اور مذہب کے پیروکاروں نے ملحدوں اور اگنوستک کے لیے خدا کے وجود کو ثابت کرنے کے لیے بہت سے مختلف طریقوں سے کوشش کی ہے۔ کچھ نے فلسفیانہ دلائل کا استعمال کرتے ہوئے ایسا کرنے کی کوشش کی ہے، دوسروں نے سائنس کو استعمال کرنے کی کوشش کی ہے، پھر بھی وہ دلائل اکثر نامکمل، انتہائی تجریدی اور ناقابل رسائی تھے۔ تاہم، اب ہمیں ایسے دلائل فراہم کیے گئے ہیں جن کی تصدیق ایک شخص اپنے اندر کر سکتا ہے۔ وہ اب دور یا فرضی نہیں ہیں۔ وہ قابل مشاہدہ اور قابل تصدیق ہیں، اپنے تجربات سے ثبوت کے ساتھ۔ کرما اور خدا کی جبلت کے تصورات ایک ساتھ مل کر ہم میں سے ہر ایک کے لیے ناقابل تردید ثبوت فراہم کرتے ہیں۔
قدیم علمی اور صوفیانہ یہودی ذرائع میں، یہ لکھا ہے کہ موت کے بعد روح اپنی شناخت بھول جائے گی، پھر اپنی زندگی کو خود دیکھے گی اور اس کا فیصلہ کرے گی۔ ربی بینجمن بلیک کو ایک غیر متوقع تشخیص دی گئی تھی کہ ان کے پاس زندہ رہنے کے لیے صرف

مہینیں باقی تھے۔ اپنی موت کے ساتھ ان کی جدوجہد نے انہیں یہودی تصوف اور موت کے قریب تجربہ (NDE) کی دیگر کہانیوں پر تحقیق کرنے پر مجبور کیا۔[350] انہوں نے لکھا: "قبالہ میں، صوفیانہ کہانی میں ایک چھوٹا سا حصہ شامل کرتے ہیں۔ یہ صرف خدا ہی نہیں ہے جو ہمارا فیصلہ کرتا ہے۔ جب ہم دنیا کو الوداع کرتے ہیں تو ہمیں ایک فلم دکھائی جاتی ہے جس میں ہماری پوری زندگی کے مناظر ہوتے ہیں۔ ہم زمین پر اپنے دنوں کے ہر لمحے کے گواہ ہیں جب وہ ہمارے سامنے ناقابل یقین تیزی کے ساتھ گزرتے ہیں۔ اور جب ہم اپنی کہانی کو منظر عام پر آتے دیکھتے ہیں، ایسے وقت بھی آتے ہیں جب ہم شرمندگی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ دوسرے جب ہم خوشی سے مسکراتے ہیں۔ ہماری ماضی کی اخلاقی خرابیاں ہمیں درد میں کانپنے کا باعث بنتی ہیں۔ ہمارے برے رجحانات پر ہماری فتح ہمیں روحانی فتح کا گہرا احساس فراہم کرتی ہے۔ یہ تب ہے کہ ہمیں ماضی میں یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم اکیلے ہی اپنی زندگی کے سب سے بڑے جج ہیں۔ موت کے بعد جو کچھ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی کو آسمان کے معیارات کے مطابق جانچنے کی حکمت حاصل کرتے ہیں - کیونکہ ہم نے آخرکار ایک ابدی نقطہ نظر کی جھلک دیکھ لی ہے۔"[351]

[350] Hope, Not Fear: Changing the Way We View Death, Rabbi Benjamin Blech

[351] The Jewish Approach to Life after Death, Rabbi Benjamin Blech

تئیسواں باب

یادوں کی حقیقت

"یاد روح کا مصنف ہے۔"

ہم سب اس دنیا میں اس یادوں کے بغیر پیدا ہوئے ہیں کہ ہم پچھلے اوتاروں میں کون تھے، لیکن ان یادوں کو دوبارہ حاصل کرنا ممکن ہے۔ بہت سے لوگ درحقیقت پچھلی زندگیوں سے یادیں حاصل کرتے ہیں، اور بہت سے ایسے واقعات ہیں جو ایسے بچوں کے ریکارڈ کیے گئے ہیں جو ماضی کی زندگیوں کو خواب میں یا کسی خاص چیز یا تصویر کو دیکھنے کے بعد یاد کرتے ہیں، یا لوگوں کے بے ساختہ ماضی کی یادوں کو دوبارہ حاصل کرنے کے واقعات۔ ماضی کی یادیں کہاں محفوظ ہیں؟ اور ہم ان تک کیسے پہنچ سکتے ہیں؟ ان یادوں تک رسائی کا کیا فائدہ ہے؟ امام احمد الحسن (منہ السلام) کو اپنی ماضی کی زندگی کب یاد آئی؟

یہ وہ سوالات ہیں جن پر میں نے اپنے والد امام احمد الحسن (منہ السلام) سے گفتگو کی۔ ایک دن میں امام کے ساتھ ان کی کچھ پرانی تصویروں کے بارے میں بات کر رہا تھا جب وہ یونیورسٹی میں تھے۔

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا، "کیا تم جانتے ہو، میرے بیٹے، ان دنوں میں نے سوچا بھی نہیں تھا کہ میرے پیشے کا دین سے کوئی تعلق ہو گا۔ درحقیقت اس وقت میں یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ مہدی جیسی کوئی شخصیت ہے، میں صرف اتنا جانتا تھا کہ امام مہدی (علیہ السلام) ایک شخصیت ہیں، باقی لوگوں کی طرح۔"

میں نے کہا، "آپ کو یاد نہیں تھا کہ آپ کون تھے؟ کیا آپ کو معلوم نہیں تھا کہ آپ مہدی ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے ذہن میں ایک بار بھی یہ بات نہیں آئی کہ میں مہدی ہوں۔ میں نے کہا, "میں نے بھی یہی کہا، اور میرے ذہن میں یہ بات کبھی نہیں آئی کہ میں مہدی ہوں۔ آپ کے ساتھ اس راستے میں درحقیقت مشکل ترین باتوں میں سے یہ یک بہت مشکل بات تھی قبول کرنے کے لئے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ تب ہی تھا جب تمہارے دادا (امام مہدی) نے مجھے اپنی یاد دلائی تھی، میں نے یاد کیا تھا۔" میں نے کہا، "اگر ہم نئے دماغ کے ساتھ نئے جسموں میں دوبارہ جنم لیتے ہیں، تو پچھلی زندگیوں کی یادیں کہاں محفوظ ہوتی ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یادیں روح میں محفوظ ہوتی ہیں۔ ہر زندگی کے بعد وہ کمپریس ہوتے ہیں، جیسا کہ تم اپنے کمپیوٹر پر کسی فائل کو کمپریس کرتے ہو، اور تمہیں یادوں کو نئی زندگی میں بحال کرنے کے لیے انہیں ان زپ کرنا پڑتا ہے۔"

میں نے کہا، "تو دماغ کا (روح کی) یادوں سے کیا تعلق ہے؟ بعض اوقات جب لوگ اپنے دماغ کو نقصان پہنچاتے ہیں تو کیا وہ اپنی یادیں کھو دیتے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "دماغ ایک فیکس مشین کی طرح ہے جو روح سے یادیں حاصل کرتا ہے اور اس کی تشریح کرتا ہے۔"

اشیا کے ذریعے یادوں کو حاصل کرنا

پچھلی زندگی کی یادوں کو یاد کرنا ایسا ہی ہے جیسے اپنی موجودہ زندگی کی یادوں کو یاد کرنا۔ تناسخ پر سائنسی تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ کس طرح ماضی کی زندگیوں کی یادوں کی آزادانہ طور پر زبردست تفصیل کے ساتھ تصدیق کی جا سکتی ہے۔[352]

مثال کے طور پر، ڈاکٹر جم ٹکر دکھاتے ہیں کہ بچوں کی پچھلی زندگیاں تجربے کے ذریعے حاصل نہیں کی جا سکتی تھیں اور یہ کسی شک سے بالاتر ثابت ہوتا ہے کہ ان بچوں کے پاس پچھلی زندگی کی یادیں آتی ہیں۔[353]

کبھی کبھی کوئی شخص کسی ایسی چیز کو بھول جاتا ہے جو برسوں پہلے ہوئی تھی اور جب وہ کسی چیز کو دیکھتے ہیں یا خوشبو محسوس کرتے ہیں تو اس کی خوشبو اس کے دماغ کو اس واقعہ کی یادوں سے بھر دیتی ہے۔ ایک چھوٹی سی چیز دبی ہوئی یادوں کو دوبارہ زندہ کر سکتی ہے۔

یاد رکھنے والے کے لیے سچی یادیں روشن، واضح اور منوّر ہوتی ہیں۔ یہ دل کا دورہ، فالج، یا کسی عزیز کی موت جیسے تکلیف دہ واقعات کو یاد کرنے کے مترادف ہے۔ یاد رکھنے والا شخص یاد میں شک نہیں کرتا۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے مجھے واضح طور پر یاد کرنے میں، کہ میں کون تھا، مدد کرنے کے لئے کچھ دیا۔

ایک دن امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے پاس کچھ ہے جو میں تمہیں دوں گا اور جب میں تمہیں دوں گا تو اپنے پاس رکھنا۔"

میں نے کہا، "یہ کیا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ میرے باپ کی طرف سے تحفہ ہے۔"

---

[352] Return to Life: Extraordinary Cases of Children Who Remember Past Lives (2013) , Jim Tucker, M.D.

[353] Before: Children's Memories of Previous Lives (2021), Jim Tucker, M.D.

میں نے کہا، "سبحان اللہ۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ پرانی چیز ہے جو تمہاری تھی۔"

میں نے کہا، "خدا عظیم ہے! یہ کیا ہے، میرے والد؟ مہربانی کر کے مجھے بتادیں۔"

امام منہ السلام نے فرمایا: "میں چاہتا ہوں کہ جب تم اسے دیکھو تو اپنے ساتھ سچا ہو اور اگر تمہیں کچھ یاد آئے تو مجھے بتاؤ۔"

میں نے کہا، "ہاں، میں ضرور ایسا کروں گا، انشاء اللہ۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بیٹا اگر تم اسے یاد کرو گے تو جان لو کہ تمہیں ہر چیز یاد آنے لگے گی اور اگر یاد رکھو گے تو یہ یاد علم کے دروازے کھول دے گی جسے تم ماضی میں بہت اچھی طرح جانتے تھے۔ اور اگر یہ علم تمہیں معلوم ہو جائے اور تم اس پر عمل کرو گے تو مصر کا صحابی دنیا میں ظہور پذیر ہو جائے گا خواہ وہ سب کی مرضی کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اور دور دور تک۔ اور قریب والے تمہارا نام سنیں گے اور لوگ تمہارے ارد گرد آنا شروع ہو جائیں گے، اور تمہارا ایک ایسا پرستاروں کا مجموعہ ہوگا جسے خدا کی مرضی سے ہلکا نہیں سمجھا جائے گا۔"

میں نے امام سے پوچھا، "کیا یہ وہ چیز ہے جو میں نے یوسف کے زمانے میں لکھی تھی؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں تمہیں اس وقت تک نہیں بتاؤں گا جب تک تم اسے اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لو۔"

ڈیجا وو: یادوں کا دوبارہ ظاہر ہونا

میں نے کہا، "میرے والد، جب میں کسی کو سچے خواب میں دیکھتا ہوں، تو کیا ہم واقعی ایک ہی خواب میں شریک ہوتے ہیں؟ کیا دوسرا شخص جسے میں نے خواب میں دیکھا، وہی خواب دیکھ رہا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، لیکن ایک یاد رکھتا ہے اور دوسرا نہیں رکھتا۔" میں نے کہا، "سبحان اللہ، اعلیٰ، عظیم، پاک ہے خدا، بلند، عظیم، پاک ہے خدا، بلند، عظیم۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اور شاید ان دونوں کو خواب یاد ہوگا لیکن دونوں میں سے کسی نے دوسرے سے خواب کا ذکر نہیں کیا۔ اور اگر وہ ایک دوسرے کو خواب بتاتے ہیں، تو انہیں حقیقت میں پوری طرح یقین ہو جائے گا کہ یہ حقیقت میں حقیقی زندگی میں ہوا تھا [اور یہ کہ یہ کوئی خواب نہیں تھا] اور زندگی ایسے چلے گی جیسے یہ حقیقی زندگی کا کوئی واقعہ ہو۔ میں تمہیں ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں۔ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ تم اور تمہارا دوست یا تمہارا کوئی رشتہ دار یا تمہارے ساتھ کوئی شخص کسی جگہ یا مال میں گیا ہو، مثال کے طور پر، اور تم اس جگہ یا مال میں پہلے کبھی نہیں گئے تھے اور پھر بھی تم کہتے ہو: 'مجھے یقین ہے کہ یہاں فلاں فلاں اسٹور تھا۔"

میں نے کہا، "یا ہمیں لگتا ہے کہ ہم نے پہلے بھی ایسا ہی کیا تھا، ڈیجا وو کا احساس[354]۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ خواب میں ہوا ہے اور کبھی تمہاری سابقہ زندگی میں بھی ہوا ہوگا۔"

میں نے کہا، "سبحان اللہ۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم اس مقام تک پہنچ گئے جس کا ارادہ تھا۔ یہ چیز جو تم محسوس کرتے ہو کہ تم پہلے کر چکے ہو، لیکن اس پر توجہ مرکوز کرنے سے قاصر ہو کہ یہ کیا تھا (ڈیجا وو)، ایک دن ضرور آئے گا جب تمہیں سب کچھ یاد آئے گا۔"

میں نے کہا، "سبحان اللہ۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "پھر اس وقت تم اس دنیا کو اپنے پاؤں سے مارو گے اور اسے مردہ دیکھو گے اور دیکھو گے کہ یہ کتنی حقیر ہے اور تم اپنی باقی زندگی کے لئے اس کی پرواہ نہ کرو گے۔"

میں نے کہا، "میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ دن قریب ہے جب میں یاد کروں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ان شاء اللہ۔ تم کہو گے، کیا یہی دنیا ہے جس کے پیچھے سب بھاگ رہے ہیں؟ کیسی دل شکنی ہے، وہ زندگی جس کے پیچھے میں نے بھاگتے ہوئے ضائع کیا اور اپنے رب العالمین کو ناراض کیا۔"

---

[354] ایک ایسا احساس کہ کچھ پہلے دیکھا یا سنا ہوا ہو (Merriam-Webster Dictionary)

یاد کرنے سے متعلق کچھ سوالات

میں یہاں اس حصے میں ان سوالات کا ایک سلسلہ درج کروں گا جو مجھے مومنین سے موصول ہوئے ہیں اور ساتھ ہی امام احمد الحسن (منہ السلام) کے جوابات بھی، جن کا تعلق یادوں کے موضوع سے ہے۔[355]

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے کہا، "مجھ سے کسی نے سوال کیا کہ ہم ایٹم کی دنیا اور اپنے عہدے کو کیوں نہیں یاد کرتے ہیں؟ کیا ہم اسے یاد رکھنے کے قابل ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "تم اسے آسانی سے یاد کر سکتے ہو، جب چاہو اور جب چاہو خدا کے قریب ہو جاؤ اور اپنے تمام کام خدا کے لئے کرو اور اپنے وجود کو ختم کرو۔ یقین ہے کہ خدا کے سوا کوئی طاقت اور قوت نہیں ہے۔" میں نے کہا: "کوئی پوچھ رہا ہے کہ کیا تمام مہدیوں کو ان کی حقیقت یاد ہے اور کیا مہدی وہی سردار ہیں یا وہ ان کے علاوہ ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا، "مہدی نقیب نہیں ہیں اور صرف دو مہدی ہیں جو یاد کرتے ہیں کہ وہ کون ہیں۔"

میں نے امام کے سامنے ان لوگوں سے بہت سے سوالات اٹھائے تھے جنہوں نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ انبیاء یا رسول کے طور پر اوتار یاد کرتے ہیں یا ان کی زندگیوں کو یاد کرتے ہیں۔

بعض اوقات، تقریباً ہمیشہ بدھ، عیسیٰ اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے زمانے کے ادوار سے۔ امام نے تقریباً ہمیشہ ان یادوں کی تردید کی اور ان کا نام لیا۔

حقیقی یادوں کے بجائے ان کرداروں سے محبت پر مبنی خواہش مند سوچ اور تخیلات کے طور پر۔ ہمیں اس قابل ہونا چاہیے کہ حقیقی یادداشت کیا ہے اور خواہش کیا ہے۔

[355] یہ مکالمہ ۲۰۱۵ میں ہوا تھا۔

ماضی کی زندگی کی یاد کو اس زندگی کی یاد کے ساتھ بالکل اسی طرح نمٹا جانا چاہیے۔ جب آپ کو کوئی ایسا معاملہ یاد ہو جو آپ کے ساتھ کئی سال پہلے ہوا تھا یا پچھلے ہفتے یا کل، تو کچھ تفصیلات ہو سکتی ہیں۔

چاہے دھند ہو، لیکن اس کے باوجود آپ کو کوئی شک نہیں کہ ایسا ہوا ہے۔ یہاں بھی یہی لاگو ہوتا ہے۔ پچھلے اوتاروں کی یادیں اس شخص کو بغیر کسی شک کے چھوڑ دیتی ہیں کہ اس نے جو یاد کیا اسے یاد رکھا۔ یہاں ایک مثال ہے:

میں نے امام (منہ السلام) سے کہا: "میرے والد، آج کسی نے مجھ سے سوال کیا تو اس نے کہا کہ ان کے پاس ایک یاد ہے جس سے انہیں یہ محسوس ہو رہا ہے کہ وہ پیغمبر طالوت ہیں۔ وہ یہ سوال پوچھنے سے آپ کے سامنے شرمندہ ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں، یہ غلط ہے۔"

یادداشت پر مائیکل (علیہ السلام) کے ساتھ گفتگو

ان چوٹیوں میں سے ایک جس تک انسان اپنی روحانی ترقی کے سفر کے دوران پہنچ سکتا ہے وہ ایک اسٹیشن ہے جسے غار کہتے ہیں۔ غار قرآن پاک میں ایک باب (سورہ) کا حوالہ ہے جسے غار کہتے ہیں۔[356]

یہ سات سونے والوں کی کہانی بیان کرتا ہے۔ وہ نوجوان تھے جنہوں نے معاشرہ اور اپنے خاندانوں کو چھوڑ دیا اور غار میں پناہ لینے کے لیے ہر مادی چیز کو پیچھے چھوڑ دیا۔ وہاں انہیں تحفظ، حفاظت، اور خدا کے ساتھ امن حاصل ہوتا ہے، کافروں سے دور۔ اہل بیت سے بہت سی روایات سورہ کہف اور امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یا سات سونے والوں اور امام کے اصحاب (منہ السلام) کے درمیان تعلق قائم کرتی ہیں۔ غار امام کے لیے ایک تمثیل ہے۔ جو کوئی بھی غار تک پہنچتا ہے، امام کے اتنے قریب پہنچ جاتا ہے کہ وہ امام کے ساتھ اس مقام تک پہنچ چکے ہوتے ہیں جہاں وہ ان کے ساتھ بات چیت کرتے ہیں، انہیں ایک خاص درجہ کی معصومیت، مکمل حافظہ اور دیگر روحانیات عطا کرتے ہیں۔ تحائف غار میں داخل ہونا اپنی ذات،

[356] قرآن مجید، سورہ ۱۸ (الکہف)

انا، ارادہ اور وجود کو تحلیل کر کے امام کے ساتھ ایک ہو جانا ہے۔ بنیادی طور پر، یہ رات کے سفر (الاسراء و المعراج) کی طرح ہے جو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے لیا تھا، جس میں انہوں نے اپنی انا کو خدا کے ساتھ متحد کر دیا۔[357]

ایک دن میں ابا میکائیل (منہ السلام) سے بات کر رہا تھا، جو پہلے غار میں داخل ہونے والے بارہ افراد میں سے ایک ہیں، میں نے کہا: "کسی نے مجھ سے سوال کیا کہ جب آپ غار میں داخل ہوئے تو کیا آپ کو ایٹم کی دنیا یاد تھی؟ "

ابا میکائیل (علیہ السلام) نے جواب دیا: "ہاں، آپ کو سب کچھ یاد آجاتا ہے، اور آپ کو دنیا کی طرف دیکھنے سے نفرت ہو جاتی ہے۔ جب میرے آقا آپ کے سر پر مسح کریں گے تو آپ کو سب باتیں یاد آجائیں گی۔'' میں نے کہا، "جب آپ کے اوتار کی یادیں آپ کو واپس آتی ہیں، تو کیا آپ کو اپنی پچھلی زندگی کی ہر چیز یاد آتی ہے؟"

ابا میکائیل (علیہ السلام) نے فرمایا، "نہیں، سب کچھ نہیں۔" میں نے کہا، "تو آپ کو صرف کچھ باتیں یاد ہیں؟"

ابا میکائیل (علیہ السلام) نے فرمایا: "جب میں خدا کے قریب ہو جاؤں گا تو میں اور کچھ یاد کر سکوں گا، اس چابی سے کہ: خدا کے سوا کوئی طاقت اور قوت نہیں ہے۔" میں نے کہا، "آپ کے اوتار ہابیل کی حیثیت سے، کیا آپ کو آدم اور قابیل یاد ہیں؟ اور امیر المومنین (علیہ السلام)؟

ابا میکائیل (علیہ السلام) نے فرمایا، "ہاں، اور مجھے وہ جگہ یاد ہے جس میں میں رہتا تھا اور کبھی کبھی بھول جاتا ہوں۔ "

امام کی یادیں (منہ اسلام)

ایک دن میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے کچھ روایات کے بارے میں پوچھا، "رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ایک حدیث ہے کہ: 'اور ایک بادشاہ جس کا نام 'حم حول عمسي ہے (اس کے نام کے معنی الحسن ہے) نے حکومت کی، لیکن اس نے یہودیوں کو دھوکہ دیا اور ان سے خلوص اور نیکی سے بات کی، وہ جنگ کے بارے میں محتاط تھا اور اس نے جنگ

[357] قرآن مجید، سورہ ۱۷ (الاسراء)، آیت ۱

کی حمایت کی، اور اس نے مشرق اور مغرب کو مطمئن کیا، اور اس کے محافظ اس کے قاتل تھے۔ اور وہ برے تھے اور سوداگر تھے۔'[358]

اور پھر عرب حکمرانوں کے بارے میں درج ذیل روایت ہے:۔

اماما لصادق (منہ السلام) فرماتے ہیں: "جو مجھے عبداللہ کی موت کی ضمانت دیتا ہے، میں اس کے لیے ظہورِ قائم کی ضمانت دیتا ہوں۔"[359] اور یہ بھی کہ: "مہدی کا ظہور سوائے لالچ، آزمائشوں اور فتنوں کے بعد نہیں ہوتا، جن کی تاریکی رات کی تاریکی کی ہیں۔ "حاصب'' کے خاندان کی رات اندھیری ہو جاتی ہے یہاں تک کہ ان پر صبح نہ ہو، اور "دوسع '' کا خاندان آپس میں مختلف ہو جائیں، اس لیے ان کی بادشاہی اس طرح گرتا ہے جیسے کسی غائب دماغ اور غافل شخص کے ہاتھ سے مٹی کا برتن گرتا ہے، تو وہ اچانک ان سے غائب ہو جاتا ہے، اور ان کا معاملہ منتشر ہو جاتا ہے، اس لیے ان کے لیے کوئی 'سعود' نہیں رہتا جب 'انکی' داخل ہوں، اور سپاہی سفیان کا جھنڈا جھوٹ کے ساتھ نکلتا ہے اور یمانی کا پرچم اس کے پیچھے تیزی سے طلوع ہوتا ہے اور یہ ہدایت کا پرچم ہے کیونکہ یہ حق اور سیدھے راستے کی طرف بلاتا ہے۔ اور مصر کی کنجیاں اس عظیم جنگجو کے ہاتھ میں جاتی ہیں، وہ مصر کے آسمان سے بہت سی آوازوں کے ساتھ مہدی کے لیے راہ ہموار کرتا ہے، وہ یروشلم پر دوبارہ دعویٰ کرتا ہے، اور پوری زمین میں بڑے اختلاف ہوں گے۔ اور خدا کی زمین میں ہر طرف خون بہگا اور مشرق و مغرب کے لوگ آپس میں اختلاف کریں گے، ہاں اور اہل قبلہ، اور لوگ خوف کی وجہ سے سخت پریشان ہوں گے جو ان پر پڑتی ہے، تو وہ اسی حالت پر قائم رہتے ہیں یہاں تک کہ آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے، جب وہ پکارتا ہے تو لوگ چل پڑتے ہیں، خدا کی قسم گویا میں اسے رکن و مقام کے درمیان دیکھ رہا ہوں، لوگ بیعت کریں گے۔ اسے ایک نئے معاملے اور ایک نئے قاعدے اور ایک نئے فیصلے اور ایک نئی سنت پر جو عربوں پر مشکل ہے۔ بے شک ان کا کوئی پرچم رد نہیں کیا جائے گا جب تک کہ وہ خدا سے نہ ملے۔'[360] 'دوسع' کا خاندان: وہ حجاز پر حکمرانی کرنے والا آل سعود ہے، جب حروف 'دوسع' کو صحیح ترتیب میں جمع کیا جاتا ہے [عربی میں]۔ صباح کا خاندان "حاصب'' کا خاندان ہے۔ اور امیر المومنین کی طرف سے درج ذیل ہے: "اور ان میں سے گمراہی کے امام اور جہنم کی

---

[358] المہدی المنتظر' علا الابواب، ڈاکٹر محمد عیسیٰ داؤد، ص۔ ۱۲۲

[359] عصر الظہور، الشیخ علی الکورانی، ص. ۲۶۱

[360] المفاجاہ، ڈاکٹر محمد عیسیٰ داؤد، صفحہ۔ ۲۴۷

طرف بلانے والے ہوں گے۔ بادشاہ اور شہزادے ان کے نقش قدم پر چلیں گے۔ وہ ان کے ذریعہ حکمران بنائے گئے، [لوگوں کی] گردنوں پر [حکمران]، چنانچہ وہ ان کے ذریعے دنیا کو کھا گئے۔ اگر میں چاہوں تو ان کا نام ان کے ناموں سے رکھوں اور فلاں کا خاندان، اور خاندان نون، اور آل عود، اور متبرک، اور متعرف، اور تیمن اور متمصر، اور الفاظ سے مارنے والا (القاذف) اور آگ سے جھٹکا دینے والا (الصادم) اور اختلاف پیدا کرنے والا (الفاطن)۔ اور ان میں سے بادشاہ اور سردار اور امیر (شہزادہ) اور سربراہ اور گورنر اور رہنما۔"[361]

حملہ آور (القاذف) قذافی ہے۔

صدمے کا سبب بننے والا (الصدام) صدام ہے۔

نون کا خاندان نہیان کا خاندان ہے۔

متمصر کون ہے؟

مطیمن [یمن سے] علی عبداللہ صالح ہے۔

اور عود کا خاندان کون ہے؟

متبرک حسنی مبارک ہے۔

اور مطعرف؟"

امام منہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ "پھر وہ چند لمحوں کے لیے خاموش ہو گئے اور پھر انہوں نے فرمایا، "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔"

میں نے کہا، "کیا بات ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم نے مجھے وہ چیز یاد دلائی جو مجھے پسند نہیں تھی۔"

میں نے کہا، "کیا بات ہے، میری جان آپ پر قربان ہو؟"

[361] امام علی نے آخری زمانے کے بارے میں کیا کہا، السید علی عاشور، صفحہ۔ ۲۴۱

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اے میری آنکھوں کی روشنی، خدا تمہاری حفاظت کرے۔ میری ایک پچھلی زندگی میں کسی نے مجھ سے اسی بات کے بارے میں پوچھا جو تم نے مجھ سے ابھی پوچھا ہے۔"

میں نے کہا، سبحان اللہ، اور آپ نے انہیں کیا جواب دیا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا، "جب میں نے اسے جواب دیا تو اس نے میرا مذاق اڑایا تو میں نے اسے چھوڑ دیا اور اس کی طرف پیٹھ پھیر لی تو اس نے میرے سر پر پتھر مارا اور میں منہ کے بل زمین پر گرا۔"

میں نے کہا: "خدا کے سوا نہ کوئی طاقت ہے نہ قوت ! اس نے آپ کو چٹان سے مارا؟ ! یہ ملعون کون ہے؟ "

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "وہ قاذف ہے۔"

میں نے کہا، "قذافی؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔"

میں نے امام (منہ السلام) سے پوچھا: "کیا وہ آپ کے ساتھ پچھلی زندگی میں تھا؟ اللہ اکبر!"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔" میں نے کہا، "تو آپ نے اسے بتایا کہ روایت میں 'القاذف' کی کردار وہ ہے، خدا اس پر لعنت کرے۔ اور اس نے آپ کا مذاق اڑایا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔ "

میں نے کہا، "سبحان اللہ، میرے والد، اس دن وہ کون تھا؟" امام (منہ السلام) نے فرمایا: "الاشعف ابن اسحاق ابویزدری۔" یہی وجہ تھی کہ معمر قذافی کو سر میں گولی لگنے سے ہلاک کیا گیا۔ یہ ساتویں امام موسیٰ الکاظم (منہ السلام) کو شہید کرنے کا کرما تھا، جو امام احمد الحسن (منہ السلام) کے اوتاروں میں سے ایک ہیں، جن کے سر مبارک پہ پتھر پھینکا گیا۔ اگرچہ ابویزدری (خدا کی اس پر لعنت ہو) نے امام موسیٰ الکاظم (منہ السلام) کو قتل نہیں کیا لیکن اہل بیت کے امام، پیغمبر یا رسول، یا مومن کو تکلیف دینے کا کرامت اور سزا بہت زیادہ سخت ہوتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں بیان کیا گیا: "فاطمہ مجھ سے ہے، جس نے اسے ایذا پہنچائی اس

نے مجھے ایذا دی، اور جس نے مجھے ایذا پہنچائی اس نے خدا کو تکلیف پہنچائی، اور جس نے خدا کو ایذا پہنچائی اس پر خدا کی لعنت ہے۔ لعنت جو آسمانوں اور زمین کو بھر دیتی ہے۔"[362]

ایک اور موقع پر امام (منہ السلام) نے میری بچپن کی تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "تمہاری بچپن کی اس تصویر میں کوئی چیز مختلف نہیں ہے عبداللہ الاصغر کی شکل سے، سوائے سبز لباس کے" (تصویر 1)۔[363]

تصویر ۱: عبداللہ 'علی اصغر'

میں نے کہا، "سبحان اللہ۔"

[362] بحار الانوار، المجلسی، جزء ۔ ۴۳، ص۔ ۵۴

[363] یہ عبداللہ ھاشم، ابا الصادق (منہ السلام) کی تصویر ہے جس کے بارے میں امام فرما رہے ہیں۔ امام (منہ السلام) بیان کرتے ہیں کہ وہ بالکل ویسا ہی نظر آتے ہیں جیسا کہ ۱۰ محرم ۶۱ ہجری (۶۸۰ عیسوی) کو کربلا کی جنگ میں تھے۔ یہ عبداللہ "اصغر" ہے جسے علی اصغر کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، عاشورہ کے دن سب سے کم عمر شہید۔

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اگر تم اصغر کا چہرہ دیکھنا چاہتے ہو تو اپنی تصویر دیکھو۔" میں نے کہا، "اس دن آپ پانی کے لیے پیاسے تھے، اور میں رو رہا تھا، اور آپ نے مجھے اٹھایا، اور آپ اس دن میرے ساتھ تھے۔ اب میں آپ کو اس دن نہیں چھوڑوں گا اور انشاء اللہ آپ کو پوری دنیا کے سامنے اونچا کروں گا۔ "

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اللہ اکبر! جب میں تمہیں لے کر تمہارے ساتھ لوگوں کی طرف تمہارے لیے پانی مانگنے گیا تو میں نے دو بار ٹھوکر کھائی۔"

میں نے کہا، "سبحان اللہ۔ اس کی وجہ کیا تھی؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ اس بات کی علامت تھی کہ تم مرنے والے ہو۔ "

میں نے کہا، "سبحان اللہ۔ ہرملہ اور اس قوم پر خدا کی لعنت ہو۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ان پر خدا کی لعنت ہو، یوسف، میرے بیٹے۔ خدا تمہاری حفاظت کرے، میرے بیٹے، اور تمہیں بہترین اجر عطا فرمائے۔" میں نے فرمایا، "شاید اس دن میں نے آپ کو اپنے رونے سے پریشان کیا ہو اور آج میں آپ کو اپنے رونے سے پریشان کر رہا ہوں۔ میں اس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کبھی معافی نہ مانگو۔ میں جانتا تھا کہ تم ایک دن مجھ سے یہ کہو گے۔ تمہارے لئے یہ مجھ سے کہنا لاظمی تھا۔ خدا تمہاری حفاظت کرے، میرے محبوب۔ "

یادوں کی واپسی: صلیب پر چڑھانا

میرا سفر اپنے بارے میں کچھ نہ جاننے کے ساتھ شروع ہوا۔ مجھے اپنی پچھلی زندگی کی کوئی یاد نہیں تھی۔ تاہم، میرے بہت سے خواب تھے جن کے بارے میں بعد میں ظاہر ہوا کہ یہ ماضی کی زندگیوں کی یادیں تھیں، اور میں ان کو خوابوں کے موضوع کے باب میں اور واضح کروں گا۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے مجھے ابتدائی طور پر نیند سے بیدار کیا اور مجھے یاد دلایا کہ میں کون تھا۔ ان

کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا (منہ السلام)۔ وہ بھی بے خبر تھے کہ وہ کون ہیں۔ ان کی یادوں تک اس وقت تک رسائی نہیں تھی جب تک کہ ان کے والد، بارہویں امام، امام محمد ابن الحسن، المہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انہیں بیدار نہیں کیا۔ یادوں تک رسائی خوابوں، مراقبہ کی حالتوں کے ذریعے، مختلف اشیاء کو دیکھنے، مانوس آوازیں سننے، یا کسی خاص خوشبو کو سونگھنے، سے حاصل ہو سکتی ہیں، یا وہ بے ساختہ یاد آسکتی ہیں۔

ایک دن میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ میں کب یاد کروں گا (پچھلی زندگیوں کو)؟

امام (منہ السلام) نے جواب دیا، "شاید تم ایک صبح اٹھو اور سب کچھ یاد ہو۔ صبر کلید ہے۔"

بے شک، میں نے صبر کیا۔ اچانک ایک دن میرے سامنے ایک یاد آگئی۔ یہ میری پہلی یاد تھی جو واضح طور پر میرے پاس واپس آئی۔ یہ ایک منظر کی شکل میں آیا۔ ایسا لگتا ہے جیسے کوئی اپنی زندگی کی ایک نمایاں ریل کو پیچھے دیکھ رہا ہو۔ جب کوئی شخص کسی اوتار کو یاد کرتا ہے، تو وہ اس زندگی کے واضح حصوں کو یاد رکھے گا، ہر تفصیل کو نہیں۔ میں نے اپنے آپ کو مردہ دیکھا، حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی والدہ مریم کی بانہوں میں لیٹے ہوئے، جو اس دن اور زمانے میں میری بیوی نورحان ہیں۔ میں روح میں تھا، اور میں نے انہیں مسیح کے جسم کو پکڑے ہوئے دیکھا جسے میں نے ابھی چھوڑا تھا، اور وہ اسے پکڑے ہوئے رو رہی تھیں۔ مجھے صلیب دکھا۔ میں ہوا کو سونگھ رہا تھا۔ مجھے بارش محسوس ہوا۔ میں رومی فوجیوں کو دیکھ رہا تھا۔ میں ہر چیز کو اسی طرح واضح طور پر دیکھ سکتا تھا جیسے میں جاگتی ہوئی زندگی کو دیکھ رہا ہوں۔ میں نے جذبات کا ایک طوفان محسوس کیا اور مجھے ایسا لگا جیسے میں اس لمحے میں حاضر ہوں۔ میں نے اپنے والد کو اس کے بارے میں بتایا۔

میں نے کہا، "میری پہلی یادداشت واپس آئی، میرے والد۔ میں نے مصلوب کا منظر دیکھا۔ میں نے خود کو دیکھا، میں نے نورحان کو مجھے اٹھاتے ہوئے دیکھا۔ میں نے صلیب کو دیکھا۔"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "یہ دردناک احساس تھا، نہیں میرے بیٹے؟"

میں نے کہا، "انتہائی"۔

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "اسی لیے ہم بھول جاتے ہیں۔" میں نے کہا، "میں اب صرف سوچ سکتا ہوں کہ آپ نے کربلا کو یاد کرتے ہوئے کیا محسوس کیا، کیسے؟ کیا آپ ان تمام جذبات کے ساتھ رہتے ہیں؟ کیا مجھے کربلا یاد آئے گی؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "یہ ایک اوتار ہے جس کی یاد شاید تمہیں نہ آئے کیونکہ اس وقت تم بہت چھوٹے تھے۔" اس کے بعد، میں اپنے والد کے ساتھ شدید تجربات سے گزرا، جن میں سے کچھ کو میں کتاب کے بقیہ حصے میں پیش کروں گا۔ ان تجربات اور کلیدوں نے مجھے اپنے دوسرے اوتار، خصوصی علم، اور بہت سی دوسری چیزوں کو یاد کرنے پر مجبور کیا۔ مجھے یاد کرنے میں کئی سال لگے، اور اس طرح یاد کرنے کا عمل ہر شخص کے ساتھ مختلف ہوتا ہے۔ کچھ لوگوں کو یاد کرنے میں برسوں لگ جاتے ہیں، دوسروں کو پہلے دن سے یاد ہوتا ہے۔ یاد کرنا ایک مسلسل عمل ہے۔ یہ لگتا ہے ہر روز ہم یادیں یاد کر رہے ہیں۔ جیسا کہ امام علی (منہ السلام) نے فرمایا:

"علم آسمان میں نہیں ہے کہ آپ کے پاس اترے اور نہ ہی یہ زمین میں ہے کہ وہ آپ کے پاس اس سے نکلے بلکہ علم آپ کے اندر ہے۔"[364]

جیسا کہ افلاطون (علیہ السلام) نے مینو ڈائیلاگ میں سقراط (علیہ السلام) کے الفاظ یاد کیے: "ہم سیکھتے نہیں ہیں، اور جسے ہم سیکھنا کہتے ہیں وہ صرف یاد کرنے کا عمل ہے۔"[365]

[364] موسوعہ العقائد الاسلامیہ (اسلامی عقائد کا انسائیکلوپیڈیا)، محمد الریشہری، جلد ۔ ۲، ص۔ ۲۲

[365] The Collected Dialogues of Plato, edited by Edith Hamilton, Huntington Cairns, p. 364

چوبیسواں باب

خواب، خیالات اور تخیلات

"میں، خداوند، اپنے آپ کو رویا میں ان پر ظاہر کرتا ہوں،
میں ان سے خواب میں بات کرتا ہوں۔''

خداتعالیٰ نے ہمیشہ انسانیت سے خوابوں کے ذریعے بات کی ہے، بشارتیں، انتباہات اور آنے والی باتوں کی پیشین گوئیاں بھیجی ہیں۔ انسانیت ہمیشہ سے خوابوں سے مرعوب رہی ہے اور ہمیشہ ان کے اندر علامتی معانی کی تعبیر کرنے کی کوشش کی ہے۔

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ سچا خواب، یا خواب، نبوت کا آخری اور بقیہ حصہ ہے۔[366]

قرآن، انجیل اور تورات ان انبیاء کی کہانیاں بیان کرتے ہیں جن کی نبوت خوابوں کے گرد گھومتی تھی، جیسے ابراہیم، یوسف، یعقوب اور دانیال (علیہم السلام)۔ خوابوں کی اہمیت بہت زیادہ ہے، اور خدا کی طرف سے ایک سچے رسول کی نشانیوں میں سے ایک خواب کی تعبیر کی صلاحیت ہے۔ اسی وجہ سے ہم اس باب میں امام احمد الحسن (منہ السلام) کے خوابوں کے علم میں سے کچھ اور خواب کی تعبیریں بھی درج کریں گے۔

خوابوں کی تین قسمیں

تحقیق اور مقبول ثقافت نے طویل عرصے سے ہمارے خوابوں کو مختلف طریقوں سے درجہ بندی کرنے کی کوشش کی ہے۔ دن میں کشف، ڈراؤنے خواب اور لوسڈ خواب[367]، خواب ہماری روح اور ہمارے اجتماعی لاشعور کی کھڑکی ہیں۔ سی جی ینگ کے مطابق، خوابوں کے اندر بنیادی علامتیں اور عالمگیر آثار ہیں، جیسے پانی اور درختِ حیات[368]۔

لیکن ہم یقین کے ساتھ کیسے سمجھ سکتے ہیں؟ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے خوابوں کی حقیقت کو واضح کیا ہے۔ انہوں نے ایک دن مجھ سے خواب کے متعلق فرمایا:

---

[366] رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "نبوت میں سے کوئی حصہ باقی نہیں رہا سوائے بشارت کے"۔ انہوں نے پوچھا کہ بشارت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اچھے خواب۔" میزان الحکمہ (حکمت کا پیمانہ)، محمد الریشہری، جلد۔ ۲، ص۔ ۱۰۱۰

[367] لوسڈ خواب وہ خواب ہوتے ہیں جن میں کوئی شخص اس حقیقت سے واقف ہو جاتا ہے کہ وہ خواب دیکھ رہا ہے۔

[368] The Archetypes and the Collective Unconscious , C.G. Jung

"خوابوں کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں۔ ابن آدم جو کچھ سوچتے ہوئے دیکھتا ہے (خیالات اور تخیلات) یا جو کچھ دن میں دیکھتا ہے وہ رات کو اس کے پاس آتا ہے۔ اسے مندرجہ ذیل قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے، [پہلا] سچے خواب ہیں اور یہ وہ کشف یا خواب ہیں جن میں آپ کو ایک معصوم نظر آتے ہیں، یا وہ خواب جو امام یا نائب دیکھتے ہیں۔ ان تمام قسم کے خواب ہمیشہ سچے ہوتے ہیں۔ [دوسری] قسم کے خواب تنبیہ ہیں، اور تنبیہ کرنے والے فرشتے ہوتے ہیں جو ان لوگوں کو خبردار کرتے ہیں جن کے بارے میں تھوڑی سی بھی امید ہوتی ہے، خواہ وہ فاسق لوگ ہی کیوں نہ ہوں، یا دین و ایمان سے بہت دور ہوں۔
فرشتے آتے ہیں اور انہیں خبردار کرتے ہیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں یا خواب سے ان کی رہنمائی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تیسری قسم کو اس مثال کے ذریعے واضح کیا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص مومنوں میں سے کسی ایک سے یا اپنے زمانے کے ائمہ سے یا خدا کے پسندیدہ لوگوں سے دشمنی رکھتا ہو اور خدا ان کو گمراہ کرنا چاہتا ہے تو وہ انہیں کچھ ایسی چیزیں دکھائے گا جو ان کے اندر کی عکاسی کرتی ہیں۔"

پس مختصراً، امام (منہ السلام) بیان کر رہے ہیں کہ جاگتے ہوئے زندگی کے دوران ہمارے خیالات اور تخیلات وہی کام کرتے ہیں جو ہم اپنے خوابوں میں دیکھتے ہیں۔ اگر میں سارا دن کسی خاص شخص کے بارے میں سوچتا رہوں، تو میں اسے اپنے خواب میں دیکھ سکتا ہوں۔ اس لیے جو کچھ ہم خواب میں دیکھتے ہیں اس کا اس بات سے کوئی تعلق نہیں کہ میں کتنا مضبوط مومن ہوں، بلکہ خواب اکثر ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ ہمارے ذہن کس چیز میں مصروف ہیں۔ پھر امام (منہ السلام) خوابوں کو تین قسموں میں تقسیم کرتے ہیں:

۱. سچے خواب: اس زمرے میں وہ پیشین گوئی والے خواب شامل ہیں جو مستقبل کی پیشین گوئی کرتے ہیں (جیسے اخیناتن کا خواب جس کی تعبیر یوسف نے کی، جس میں اس نے دیکھا کہ مصر میں سات سال خشک سالی ہوگی)، خوشخبری والے خواب (جیسے یوسف کا خواب) جہاں وہ سیاروں اور سورج اور چاند کو انہیں سجدہ کرتے ہوئے دیکھتے ہیں) یا زندگی کو بدلنے والے اہم پیغام یا حکم کے ساتھ خواب دیکھتے ہیں (جیسے وہ خواب کہ ابراہیم (علیہ السلام) کو اپنے بیٹے کی قربانی کرنی تھی)۔

۲.تنبیہ کے خواب: اس زمرے میں ایسے خواب شامل ہیں جو کسی ایسے شخص کا راستہ درست کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس کے اندر امید کی ایک چنگاری بھی ہو۔ مثلاً وہ خواب جو قیدی نے سورہ یوسف[369] میں دیکھا (جب اس نے دیکھا کہ پرندے اس کے سر سے کھا رہے تھے اور یوسف نے اس کی تعبیر بتائی کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے سولی پر چڑھایا جائے گا)۔ یہ ایک انتباہ تھا جو اسے بتا رہا تھا کہ وہ دنوں میں مر جائے گا اور اس کے لیے خود کو تیار کرے اور خود کو ٹھیک کرے۔

3. عکاسی خواب: خوابوں کی یہ قسم خطرناک ہے کیونکہ ان کی اکثر غلط تشریح کی جا سکتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک شخص تھا جو امام احمد الحسن (منہ السلام) سے دشمنی رکھتا تھا۔ وہ انہیں جھوٹا مانتا ہے اور اسے ثابت کرنا چاہتا ہے اور اس نے ایک خواب دیکھا۔ خواب میں اس نے امام کو گندے پانی میں تیرتے ہوئے دیکھا۔ وہ شخص اگلے دن آیا اور لوگوں کے ایک گروہ کے سامنے امام (منہ السلام) کو اس نے اپنا خواب بتایا، تاکہ انہیں بدنام کر سکے۔ امام (منہ السلام) نے خواب کی صحیح تعبیر بتائی اور فرمایا: "گندے پانی میں تیرنے والا میں نہیں تھا بلکہ تم ہی تھے، کیونکہ انسان اپنے بھائی کا عکس ہوتا ہے۔" اس شخص کو خواب کی تعبیر حقیقی معنوں کے ساتھ دی گئی جو خواب دیکھنے والا خود آسانی سے تعبیر نہیں کر سکتا تھا۔

اصلیت میں، خواب صرف آدمی کے خیالات کی عکاسی تھی وہ شخص سارا دن سوچتا رہا کہ امام احمد الحسن (منہ السلام) جھوٹے امام ہیں، اور ان کا علم سب جھوٹ اور کرپٹ ہے۔ لہٰذا اس نے جو کچھ دیکھا وہ امام کی حقیقت نہیں تھی بلکہ اس نے امام کے بارے میں ان کے اپنے خیالات کا اعادہ کیا۔

[369] قرآن مجید، سورہ ۱۲ (سورہ یوسف)

خواب کی تعبیر کے خطرات

کوئی بھی کر سکتے ہے؟ خواب کی غلط تعبیر کے کیا نتائج ہوتے ہیں؟

ایک دن، ۲۰۱۵ میں، بعض مومنین نے ابا مائیکل (علیہ السلام) سے خواب اور خواب کی تعبیر سے متعلق کچھ سوالات کیے تھے۔

سائل نے پوچھا کہ کیا ہمارے لیے اپنے خوابوں کی تعبیر جائز ہے یا نہیں؟

ابا میکائیل (علیہ السلام) نے فرمایا: "نہیں، یہ جائز نہیں ہے، لیکن یہ جائز ہے کہ آدمی کہے کہ اس نے فلاں فلاں کو خواب سے سمجھا ہے۔"

سائل نے پوچھا، "اگر اجازت نہیں ہے تو میں لوگوں کو کیسے بتاؤں کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دین حق ہے؟ کیونکہ پھر کوئی کہہ سکتا ہے، تمہیں خوابوں کی تعبیر کی صلاحیت نہیں ہے۔"

ابا میکائیل (علیہ السلام) نے فرمایا: "اگر انسان خدا سے کسی معاملے کے بارے میں سوال کرے اور خدا نے اس کو خواب یا الہام دے کر جواب دیا تو یہ اس شخص کے لئے خدا کا جواب ہے، جس نے سوال پوچھا۔

اور خدا اسے اتنا ہی عطا کرتا ہے جتنا اس کی سمجھ ہے اور اسے گمراہ نہیں کرتا۔ خدا بڑا مہربان ہے اور اپنے مخلص بندوں کو گمراہ نہیں کرتا۔ "

ایک خاص مدت کے دوران ہمارے درمیان ایک خاص فرد رہتا تھا۔ یہ فرد مسلسل اپنے خوابوں کے بارے میں بات کرتا تھا جو دوسرے لوگ اس کے بارے میں دیکھتے تھے۔

وہ حد سے زیادہ جا کر ان خوابوں کی تعبیر کرنے ی کوشش کرتا اور یہاں تک کہ ان خوابوں سے یہ مطلب نکال لیتا تھا کہ وہ ایک مہدی ہے۔ میں نے یہ مسئلہ اپنے والد کے سامنے اٹھایا (منہ السلام)۔

میں نے کہا، "بہت سے حالات میں وہ شخص میری بات کو کاٹ دیتا ہے اور موضوع بدل دیتا ہے اور کہتا ہے: 'یہ سنو' اور وہ ایک ریکارڈنگ چلائے گا جس میں کوئی اپنے خواب کو بیان کر رہا ہو۔ جس میں وہ آپ کے پاس ایک صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے اور امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور باقی مہدی ایک صف میں تھے۔ وہ یہ مطلب نکال رہا ہے کہ وہ اس خواب کا مطلب یہ سمجھتا ہے کہ وہ ایک مہدی ہے۔

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اس خواب کا مطلب ہے کہ وہ مہدی کے دلوں کے قریب ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں۔"

میں نے کہا، "میں نے سوچا کہ اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ وہ وقار کی طرح مہدی کے درجے پر ہے۔" امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اور کیوں نہیں؟ وہ (مہدی کے دلوں کے) قریب ہے لیکن وہ باقاعدہ مہدی نہیں ہے۔"

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی شخص اپنے لیے اس نوعیت کے خوابوں کی تعبیر نہیں کر سکتا۔ معصوم کی تعبیر کی ہمیشہ ضرورت رہتی ہے۔ مذکورہ شخص نے یہ بتاتے ہوئے کہ وہ مہدی نہیں تھا بالکل مایوس ہو گیا اور ایمان کو چھوڑ کر فضل سے گر گیا۔ ایک اور موقع پر ایک شخص تھا جس نے مجھے خبر دی کہ اس نے ایک خواب دیکھا جس میں جبرائیل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور جبرائیل علیہ السلام اس کو کچھ کام بتا رہے تھے۔ اس نے مجھ سے اس خواب کے بارے میں پوچھا اور میں نے اپنے والد سے پوچھا۔

میں نے کہا: "اس بھائی نے ایک خواب دیکھا جس میں اس نے جبرائیل کو دیکھا کہ وہ اسے کچھ کرنے کا کہہ رہے ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں تمہیں ایک بہت اہم بات بتانا چاہتا ہوں، جسے میں چاہتا ہوں کہ تم لوگوں کو بتاؤ تاکہ سب سمجھ جائیں۔ تم خدا کے نمائندہ ہو اور ان لوگوں کے امام۔ اللہ تعالیٰ کسی مومن پر کوئی حکم نازل نہیں کرے گا سوائے اس کے کہ تم اس کے بارے میں پہلے جان لو اور یہ تمہارے ذریعے سے آئے۔ معصوم کا کلام ہر خواب، استخارہ یا نشان سے بالاتر ہیں۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کبھی بھی کسی کو خواب نہیں بھیجے گا جس میں وہ کسی عہدے کا دعویٰ کرنے کی اطلاع دے گا جب تک کہ خدا کے رسول کو اس کا علم نہ ہو یا اس کی تصدیق نہ ہو۔ لہٰذا، مثال کے طور پر، اگر ہم عیسیٰ کے زمانے میں ہوں۔ کوئی بھی

حواری جا کر اپنے بچے کو ذبح نہیں کر سکتا ہے کیونکہ انہوں نے اس کا خواب دیکھا تھا، جیسا کہ ابراہیم (علیہ السلام) نے دیکھا تھا، بغیر اس بات کی تصدیق کیے کہ کیا یہ واقعی اس کا مطلب تھا یا نہیں؟

موسیٰ (علیہ السلام) کے زمانے میں کوئی بھی خواب میں نہیں دیکھ سکتا تھا کہ وہ خدا کے نبی ہیں اور اس کا اعلان پہلے موسیٰ (علیہ السلام) سے کرائے بغیر۔

خواب جو شک کا باعث بنتے ہیں

ایک دن میں نے اپنے والد سے کہا، "کچھ مومنین یا ایمان کا دعویٰ کرنے والوں نے ایمان لانے کے بعد کہا ہے کہ انہیں ایسے خواب آئے ہیں جو مذہب کے خلاف ہیں، اور وہ میرے پاس خوابوں کی تعبیر مانگنے آئے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ اس نے ایک خواب دیکھا جس میں اسے آواز آئی کہ احمد مراد جھوٹا ہے اور دوسرے شخص نے کہا کہ اس نے ایک خواب دیکھا جس میں آواز آئی کہ مجھے دھوکہ دیا جا رہا ہے۔ اور پھر اس شخص نے کہا کہ وہ صرف اس کی تشریح چاہتے ہیں جو انہوں نے دیکھا، اور وہ نہیں مانتے کہ احمد مراد جھوٹ بول رہا ہے۔ ایک اور شخص کا کہنا ہے کہ اسے برا لگتا ہے کیونکہ اس نے دعوے کے بارے میں کچھ برے خواب دیکھے تھے۔ خوابوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے دیکھا کہ اہل ایمان ایک باطل گروہ کے لیے کام کر رہے ہیں اور انہیں ایک ملک سے دوسرے ملک میں گھسیٹ کر لے جایا جا رہا ہے۔ اور ایک اور خواب اس نے دیکھا ایک مومن کے بارے میں، جو اسے کہہ رہا تھا: 'سیاہ پرچم کا امام جس کے سر پر چوکور ہیں جعلی امام ہے۔' اس نے کہا کہ یہ خواب اسے شک میں بتلا کر رہے ہیں اور اس نے پوچھا کہ میں یہ خواب بھیجتا ہوں۔ اس کو میں نے جواب دیا، "اگر تم نے واقعی یہ خواب دیکھے ہیں تو وہ خدا کی طرف سے نہیں بلکہ تمہاری اپنی ذات اور شیطان کی طرف سے ہیں۔''

امام (منہ السلام) نے فرمایا: تمہارا جواب واضح اور کافی تھا۔ یہ خواب شک سے آتے ہیں۔ جب بھی کوئی شخص اپنے مذہب پر شک کرتا ہے تو اس سے بائیں اور دائیں سے شیطان کے ساتھ کھیلنے کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

جو کوئی اس دین میں شک کرتا ہے اسے چاہیے کہ وہ حضرت محمد (ص) اور اہل بیت (علیہم السلام) پر اپنے ایمان کا جائزہ لے۔ یقیناً جو شخص اس دین میں شک کرتا ہے وہ ان پر شک کرتا ہے، ان کی باتوں میں شک کرتا ہے اور اسی طرح وہ اللہ تعالیٰ پر شک کرتا ہے۔

میں نے کہا، "اس دین میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تمام شکر خدا کا ہے۔ اگر عظیم امتحان کا وقت آئے تو وہ کیا کریں گے؟"

میں نے کہا، "میرے پاس یہ سوال ہے جس کے بارے میں میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ میرے والد، بعض اوقات ہم لوگوں کو یہ دعویٰ کرتے ہوئے سنتے ہیں کہ انہوں نے مذہب کے خلاف یا آپ کے خلاف خواب دیکھے ہیں، یا استخارہ سامنے آئے ہیں مذہب وغیرہ کے خلاف، کیا یہ خدا انہیں گمراہ کر رہا ہے یا کیا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "دیکھو بیٹا، اس کی دو شاخیں ہیں، پہلی جھوٹ ہے (یعنی بعض اوقات لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے یہ چیزیں دیکھی ہیں، انہوں نے نہیں دیکھی اور صرف جھوٹ بولتے ہیں)۔ دوسری شاخ یہ ہے کہ جب کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ یہ بات جھوٹی ہو یا دین باطل ہو تو خدا اسے وہی دیتا ہے جو وہ چاہتا ہے، چنانچہ آیت "وہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے"۔[370]

یہ شکی خواب واضح طور پر خوابوں کی تیسری قسم میں آتے ہیں، عکاسی خواب۔ جب کوئی شخص خوفزدہ، شکوک و شبہات کا شکار، اور ایمان چھوڑنے کے لیے کسی بہانے کی تلاش میں ہوتا ہے، اور مسلسل ان شکوک کے بارے میں سوچتا ہے۔ آخرکار وہ اپنے خوابوں میں یہ معاملات دیکھتا ہے اور یہ خدا کی طرف سے نہیں بلکہ اس کے اپنے نفس اور شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ امام کا جواب، جب آپ نے فرمایا کہ جس کو اس مذہب میں شک ہو، اسے خدا اور اہل بیت میں شک ہے (منہم السلام) وہ اس لیے ہے کیوں کہ امام احمد الحسن (منہ السلام) اور یہ مذہب انہی دلائل کے ساتھ آیا ہے جو تمام انبیاء و مرسلین،

[370] قرآن مجید، سورہ ۱۴ (ابراہیم)، آیت ۴

وصیت، علم اور دعوت کے ساتھ آئے تھے، یعنی وصیت، علم، اور حاکمیت اللہ. جو کوئی ہم میں شک کرتا ہے، اسے محمد، عیسیٰ، بدھ (علیہم السلام) اور ہر دوسرے نبی میں بھی ضرور شک کرنا ہوگا۔ اس کے علاوہ ایک اور نکتہ یہ ہے کہ اس دین میں داخل ہونے سے پہلے اس کی ضرورت ہے کہ وہ خدا سے اس دین کی سچائی کے بارے میں پوچھے۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا ہے کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی اندھا یقین کرے بلکہ فرد کو چاہیے ہے کہ وہ یقین کرنے سے پہلے تحقیق کریں، پڑھیں اور تحقیق کریں۔ پھر اس کے بعد وہ خدا سے ہمارے بارے میں سوال کریں اور اس سے صراط مستقیم پر چلنے اور گمراہی سے دور رکھنے کی درخواست کریں۔ اگر وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ خدا اپنے مخلص بندوں کو گمراہ نہیں کرتا، پھر جب وہ ایمان لے آئیں تو فرد کو اطمینان ہونا چاہئے کہ اس نے خدا تک پہنچنے اور حق پر ہونے کی تمام کوششیں کیں اور اب فرد اس پر بھروسہ کرتا ہے۔

کوئی خدا جو حقیقی معنوں میں اپنے تلاش کرنے والے کو گمراہ کرے وہ عبادت کے لائق نہیں۔

پس اگر ہماری نیت صاف ہو، نتیجہ یقینی ہے، ہم حق اور صرف حق پر ہوں گے، کیونکہ اللہ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ ۲۰۱۵ میں ایک دن امام احمد الحسن (منہ السلام) نے مجھے اس معاملے کا مظاہرہ کیا۔

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں تم سے کچھ سوال پوچھتا ہوں اور تم مجھے جواب دو۔ کیا تم خدا کو ماننے والے ہو؟ کیا تمہیں یقین ہے کہ خدا اپنے مخلص بندوں کو گمراہ نہیں کرتا ہے؟ کیا تم مخلص ہو خدا کی طرف؟"

کیا تم صبر کرو گے؟ کیا تم اس وقت تک صبر کرو گے جب تک تمہیں تمام بھلائی اور نور نہ مل جائے؟ کیا تمہارے خیال میں امامت آسانی سے آتی ہے اور قوم کی قیادت ایک دم سے آتی ہے؟ پھر تمہیں کیا مسئلہ ہے، میرے بیٹے؟" میں نے فرمایا، "اگر معاملہ صبر کا ہے تو مجھے اس کی کوئی فکر نہیں، پورا زمانہ مجھے آپ کے خلاف کفر کرنے یا آپ کو چھوڑنے کا باعث نہیں بن سکتا۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بیٹے، تم مجھے چھوڑ نہیں سکتے اور تمہارے اندر مجھے چھوڑنے کی قابلیت نہیں ہے۔ بیٹے، تم میرے بعد ہو، تمہیں مکمل ہونا چاہیے تاکہ تم معصوم بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر تمہیں گناہ کبیرہ سے پاک کر دیا ہے اور وہ تمہیں تمام چھوٹے گناہوں سے پاک کر دے گا۔ صبر کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ ایک دن آئے گا، اور زندگی

ختم ہو جائے گی اور یہ جسم اپنے تمام میٹھے اور کھٹے وقتوں کے ساتھ ختم ہو جائے گا۔ دن گزر رہے ہیں اور خدا اپنے نائب کو قابل بنائے گا چاہے کافر چاہے کچھ بھی کریں، ہمارے ساتھ یا ہمارے بغیر، خدا زمین پر اپنی حکومت قائم کرے گا، اور مومن کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ الہی عادل ریاست کی راہ ہموار کرنے میں مدد کرتا ہے۔ اور خدا کی حکمرانی کے لیے۔"

میں نے کہا، "اور ایسا نہیں ہوگا سوائے آپ کے، میرے باپ، یہ خدا کا وعدہ ہے۔"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اور میں کہہ رہا ہوں، تم سچ کہتے ہو، یہ معاملہ اس کے بغیر نہیں ہو گا۔ "

اوتار کی وحی

ایک دن میں نے امام سے اپنی بیٹی ملیکہ کے اوتار کے بارے میں پوچھا، "میرے والد، میرے خاندان کے حوالے سے، میں ان سے بہت پیار کرتا ہوں، میری بیوی اور میری بیٹی۔ کیا میرے لیے یہ جاننا ممکن ہے کہ میری بیٹی ملیکہ کون ہے؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم جاننا چاہتے ہو کہ وہ کون ہے؟"
میں نے کہا، "جی، خدا کی قسم، ہر چیز سے بڑھ کر۔"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ٹھیک ہے، میں پہلے تم سے کچھ پوچھتا ہوں۔ جاؤ اور خدا کی کتاب کو بے ترتیبی سے کھولو اور جو کچھ لکھا ہے اسے دائیں طرف سے پڑھو۔"
میں نے ویسا ہی کیا جیسا کہ انہوں نے کہا اور پھر امام سے کہا (منہ السلام), "جب وہ داخل ہوئے آپ کے ہاں تو انہوں نے سلام کیا آپ نے کہا کہ ہمیں تو تم سے خوف آرہا ہے انہوں نے کہا کہ ڈریئے نہیں ہم آپ کو ایک صاحب علم بیٹے کی بشارت دیتے ہیں۔" امام (منہ السلام) نے فرمایا: "آگے پڑھو۔" میں نے کہا، "آپ نے کہا کہ کیا تم مجھے خوشخبری دے رہے ہو باوجود

اس کے کہ مجھ پر بڑھاپا طاری ہوچکا ہے تو تم مجھے یہ کیسی خوشخبری دے رہے ہو انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو حق کے ساتھ بشارت دے رہے ہیں تو آپ نا امید لوگوں میں سے نہ ہوں."[371]

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "خدا محمد و آل محمد، ائمہ اور مہدیوں پر اپنی درود و سلام بھیجے اور سچی سر تسلیم خم کرے۔ یہ ملیکہ (سلام اللہ علیہا) ہیں۔ نرجس (سلام اللہ علیہا)۔ "

میں نے کہا: یا اللہ ! نرجس ! ؟ "

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نرجس رومی۔"

میں نے کہا، "سبحان اللہ !" امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کیا تمہارا خیال ہے کہ تم نے اس کا نام ملیکہ اپنی مرضی سے رکھا ہے؟ نہیں، خدا کی قسم۔" میں نے امام (منہ السلام) سے کہا، "نہیں، خدا کی قسم ! میرے والد، ہمیں اصلی میں اس کا نام کچھ اور رکھنا تھا اور پھر نورحان نے خواب دیکھا کہ اسے اس کا نام ملیکہ رکھنا چاہیئے ! "

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم اس کا کیا نام رکھنے والے تھے؟" میں نے کہا: "خدیجہ، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زوجہ محترمہ کی یاد میں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "دونوں سخصیات میں کوئی فرق نہیں ہے۔"

میں نے کہا، "کوئی فرق نہیں؟ ! تو کیا نرجس خدیجہ ہیں؟ "

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نرجس خدیجہ (سلام اللہ علیہا) ہیں اور اس کے برعکس بھی سچ ہے۔"

میں نے کہا، "خدا کی ذات پاک ہے جو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے ! میں خوشی سے مر سکتا ہوں ! "

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے بیٹے اس کا بہت خیال رکھنا۔"

میں نے کہا، "میں اس کی دیکھ بھال کروں گا، ہر چیز کے ساتھ جو میرے پاس ہے، خدا کی قسم ! یہ کیسی رحمت ہے ! "

---

[371] قرآن مجید، سورہ ۱۵ (الحجر)، آیات ۵۲-۵۵

یہ ایک مثال ہے کہ کسی کے خواب میں آسکتا ہے کہ وہ اپنی بیٹی کا کوئی خاص نام رکھے۔ اگرچہ اس نے یہ خواب دیکھا تھا، لیکن اس کے ذہن میں یہ بات نہیں آئی کہ اس خواب کا مطلب ہے کہ یہ اس کی بیٹی کا کوئی اوتار ہے۔ درحقیقت، یہ اس وقت ہم دونوں کے لیے سب سے زیادہ چونکا دینے والا معاملہ تھا، کیونکہ ہم نے خود کو اس کے لائق نہیں دیکھا۔ اوتار اور اوتار کی یادیں خوابوں میں ظاہر ہو سکتی ہیں اور وہ سچائی ہو سکتی ہیں، لیکن اس کے معنی کی تصدیق کرنے کا واحد طریقہ خدا کے خلیفے، معصوم کی تعبیر ہوتی ہے۔

علامتی خواب

بعض اوقات خواب علامتی، کوڈ شدہ اور گہرے معانی ہوتے ہیں۔ یہ خواب اکثر ایک شخص کے لیے خوابوں میں علامت کے علم کے بغیر سمجھنا مشکل ہوتے ہیں۔ یہ ایک انتہائی خاص زبان ہے اپنے طور پر۔ اس طرح کے خواب کی مثال یوسف کے قصے میں اخناتین کا خواب ہے یا دو قیدیوں کے خوابوں میں ایک پرندے کو اپنے سر سے کھاتے ہوئے اور دوسرے نے اپنے رب کے لیے شراب نچوڑتے ہوئے دیکھا۔

ایک دن میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے کہا، "میں نے کل رات ایک عجیب خواب دیکھا۔"

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے جواب دیا: "الحمداللہ، انشاءاللہ، اچھا خواب ہے۔"

میں نے کہا: "میں نے دیکھا کہ میں اپنے دانتوں کو دیکھ رہا ہوں اور میرے نئے دانت نکل رہے ہیں، لیکن وہ مسوڑھوں کے نیچے تھے، اور ابھی تک نہیں نکلے تھے، لیکن میں نے اسے ابھرتے ہوئے دیکھا۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "درود و سلام محمد اور آل محمد پر، ائمہ اور مہدیوں پر۔ یہ نوسز کی نشانی ہے میرے بیٹے، اور قدرت اور نیکی اور جلال کی نشانی، اور شاید تمہارے پاس ایک نوزائیدہ بچہ پیدا ہو گا، انشاء اللہ۔"

میں نے کہا، "سب اللہ کا شکر ہے۔"

امام کے یہ الفاظ صحیح ثابت ہوئے۔ تقریباً ایک سال بعد میرے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی اور امام نے اس کا نام صوفیہ رکھا۔ یہ ایک سچے خواب کی ایک مثال ہے، جو کہ مستقبل میں ہونے والی کسی چیز کے بارے میں پیشین گوئی کی گئی تھی، اور اس کی تعبیر کے مطابق ہوا۔

تمام خیالات پہلے سے موجود ہیں

ایک رات میں نے کہا، "میرے والد، میں آپ سے حقیقت کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا اور، جس طرح آپ نے کہا کہ یہ ایک خواب ہے۔ کئی بار میں اپنے آپ کو کچھ ہونے کی خواہش کرتا یا کسی خاص چیز کے بارے میں سوچتا ہوا پایا اور اچانک موضوع کھل جاتا ہے اور اگر میں اس کے بارے میں سوچنا چھوڑ دوں تو موضوع غائب ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی دوسروں کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ کیا یہ چیزیں جو ہماری روزمرہ کی زندگی میں ہوتی ہیں اس لیے ہوتی ہیں کہ ہم ہی اسے اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں؟ یہ تجربہ نورحان نے آزمایا جہاں اس نے ڈرم اور ایک بطخ کے بارے میں سوچا، ان دو الفاظ، اور کچھ دنوں کے بعد، دیکھیے، وہ اپنے سامنے ایک بطخ کے پاس ڈرم دیکھتی ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔"

میں نے کہا، "جیسے ہم کسی چیز کے بارے میں سوچتے ہیں اور پھر اسے اپنے خوابوں میں دیکھتے ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: ہاں، میرے بیٹے، یہ بات واضح ہے۔ کیا میں جواب دوں؟" میں نے کہا، "جی، میرے والد، اگر آپ چاہیں تو، میری جان آپ پہ قربان ہو۔" امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بیٹا تم مبارک ہو۔ ہاں، اس دنیا میں تقریباً ہر چیز موجود ہے۔ ہر خیال، اور ہر معاملہ اور ہر وہ چیز جسے تخیل کہا جاتا ہے اور اس کے علاوہ۔ وہ تمام نظریات جن کا انسان تصور کر سکتا ہے، خواہ وہ منطقی ہوں یا نہ ہوں، موجود ہیں۔ لوگ اپنی طرف وہ سب متوجہ کرتے ہیں جو وہ سوچ رہے ہوتے ہیں۔ اچھے کی توقع کریں اور تمہیں مل جائے گا۔ برائی کی توقع کریں اور تم اسے پاؤ گے۔"

میں نے امام (منہ السلام) سے کہا: "واہ! سبحان اللہ۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "مومن کو ہمیشہ خیر کی امید رکھنی چاہیے اور وہ بھلائی دیکھے گا۔ ساری سادگی میں یہی معاملہ ہے۔" میں نے کہا، "لیکن میرے والد، کیا آپ اس بات کو واضح کر سکتے ہیں کہ انسان کسی بھی چیز کے بارے میں سوچ سکتا ہے کہ یہ منطقی ہے یا نہیں؟ مثال کے طور پر، اگر کوئی ڈریگن کا تصور کرتا ہے یا..."

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جب تک یہ خیال انسان کے ذہن میں موجود ہے، وہ یہاں یا وہاں، اس زمین پر یا کسی اور سیارے پر موجود ہے۔"

میں نے کہا، "اللہ اکبر! اللہ اکبر! اللہ اکبر! تو پھر میرے والد، مثال کے طور پر، میں نے کپڑے کے ایک بڑے ٹکڑے کے بارے میں یہ برطانوی دستاویزی فلم دیکھی جو وہاں کے ایک عجائب گھر میں ہے اور اس کپڑے کے ٹکڑے پر چودھویں صدی کا نقشہ ہے اور اس پر عجیب و غریب مخلوق کی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ ، یا وہ مخلوق جن کے بارے میں رومی مورخ پلینی نے لکھا ہے، جیسے سائینو سیفلی (کتے کے چہروں والے انسان) اور بغیر سر کے آدمی جن کے سینے میں چہرے ہیں اور دوسرے عجیب لوگ جن کے بڑے کان ہیں، اور ڈریگن ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، وہ سب موجود ہیں لیکن اس دنیا سے نہیں ہیں۔ ایسی مخلوقات بھی ہیں جن کی شرمگاہوں میں سر ہوتے ہیں اور ان کے سینے پر شرمگاہ ہوتے ہیں۔ "

میں نے امام (منہ السلام) سے کہا: "واہ! یہ عجیب بات ہے!"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اس کے علاوہ بھی ایسی مخلوقات موجود ہیں جو عام انسانوں کے برابر ہیں لیکن ان کے جسم دھاگے کی طرح پتلے اور بڑے ہاتھی سے زیادہ بھاری ہیں۔"

میں نے کہا، "سبحان اللہ، عظیم تخلیق کرنے والا، نقش و نگار بنانے والا!"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ان سیاروں میں سے ایک سیارہ ہے، اس سیارے کا نام العروس ہے، ایسی مخلوقات جو دیکھنے میں بالکل انسانوں کی طرح ہیں، لیکن انہیں اس سیارے کے جانوروں میں شمار کیا جاتا ہے۔"

میں نے کہا،" اور ان کی عقل انسانوں جیسی ہے، اور زبان بھی؟ یا منطق کے لحاظ سے یہاں جانوروں کی طرح ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "وہاں کا ذہین مخلوق ایک مخلوق ہے جس کا نام روب ہے اور وہ بالکل خرگوش جیسا لگتا ہے سوائے اس کے کہ وہ ذہین ہے اور دو ٹانگوں پر چلتا ہے۔ وہاں کا انسان ایک خرگوش ہے اور وہاں کا جانور انسان ہے، تو میرا مطلب ہے چیزیں پلٹ میں ہیں۔ "

میں نے امام (منہ السلام) سے کہا: "کیا وہاں کے خرگوش کی جسامت اتنی ہی ہے جو یہاں ہے یا یہاں انسان کی جسامت اتنی ہی ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں، یہ ریچھ کے برابر ہے۔"

میں نے کہا، "واہ، اور وہاں کے لوگ ہمارے ایک جیسے ہیں یا چھوٹے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "وہ ہمارے ہی سائز کے ہیں۔"

میں نے کہا، "لیکن ان کے دماغ یہاں جانوروں کی طرح ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ان کے دماغ جانوروں کی طرح ہیں۔"

امام احمد الحسن (منہ السلام) یہاں جو کچھ ظاہر کرتے ہیں وہ بالکل دلکش ہے۔ وہ صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ اصل فکر نام کی کوئی چیز نہیں ہے، کیونکہ تمام چیزوں کے بارے میں خدا نے پہلے ہی سوچا ہے، اور خدا کے تمام خیالات سچے اور حقیقی ہیں، اور چونکہ وہ سچے اور حقیقی ہیں، اس لیے وہ موجود ہیں، ورنہ خدا کا خیال حقیقی نہیں ہوگا اور یہ ایک ناممکن بات ہے۔ لہذا، تمام خیالات اور امکانات پہلے سے ہی کہیں موجود ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ امام (منہ السلام) کوانٹم میکانکس میں متعدد جہانوں کے تشریحی نظریہ کی تصدیق کر رہے ہیں جو کہتا ہے کہ تمام ممکنہ نتائج کسی نہ کسی کائنات یا دنیا میں جسمانی طور پر محسوس کیے جاتے ہیں۔ یہ طبیعیات اور فلسفہ میں متعدد کثیر النظری نظریات میں سے ایک ہے۔

حقیقی دنیا میں ملاقاتیں

ایک دن میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے ایک خواب کے بارے میں پوچھا جو میں نے دیکھا تھا، "میرے والد، جب آدم (علیہ السلام) اور احمد ابا ابراہیم مجھ سے ملنے آئے تو وہ اپنے ساتھ ایک انگوٹھی بطور تحفہ لے کر آئے۔ میں اس رات جب اس نے یہ مجھے دیا، میں نے ایک خواب دیکھا جہاں آپ نے مجھ سے کہا 'میں وہی ہوں جس نے تمہیں انگوٹھی بھیجی تھی اور یہ یہاں ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں یہ سچ ہے۔ وہ انگوٹھی پہلے میری تھی اور اب تمہاری ہے۔ میں نے کہا، "خدا عظیم ہے! میرے والد، ایسا لگتا ہے جیسا کہ اس انگوٹھی کے پتھر میں خون ہے، کیا یہ آپ کا خون ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں میرے بیٹے، یہ میرا خون نہیں ہے۔ یہ تمہارا خون ہے۔''

میں نے امام سے کہا، "میرا خون؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔"

میں نے کہا "کربلا سے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔"

ایسی بہت سی مثالیں ہیں کہ خواب میں امام (منہ السلام) تشریف لاتے اور مجھ سے باتیں کرتے اور خواب میں ان کی باتیں بالکل ایسی ہی ہوتیں جیسی حقیقت میں ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر، بعض اوقات میں امام کو خواب میں دیکھتا کہ وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ وہ اس رات مجھ سے بات کریں گے، اور پھر عین اسی وقت وہ مجھے بتاتے کہ وہ مجھ سے بات کریں گے۔ دوسری بار امام (منہ السلام) تشریف لاتے اور مجھے خواب میں آنے والی چیزوں کے بارے میں بتاتے اور جیسا کہ آپ فرماتے، ویسا ہی ہوتا۔ دوسری بار وہ مجھے خواب میں علم سکھاتے تھے۔ جب میں جاگتے ہوئے ان سے اس کے بارے میں پوچھتا تو وہ بالکل وہی تفصیلات بتاتے جس کا میں نے خواب میں تجربہ کیا تھا۔

یہ خواب ایک ایسی جہت میں رونما ہوں گے جو ایک اعلیٰ حقیقت ہے، حقیقی وجود ہے، یا جسے ارسطو (علیہ السلام) نے جوہر کی دنیا کہا ہے۔[372] سقراط اور افلاطون (علیہم السلام) نے اسے شکلوں یا خیالات کی دنیا کہا ہے۔[373]

شکلوں یا تصورات کی دنیا وہ کامل وجود ہے جس کے زیریں دائروں میں ہر چیز جزوی اور نامکمل عکاسی کرتی ہے۔ افلاطون (علیہ السلام) نے اس کا ثبوت اپنی مشہور 'غار کی تشبیہ'[374] میں دیا ہے، جہاں افلاطون (علیہ السلام) غار میں قیدیوں کو ایک ساتھ جکڑے ہوئے بیان کرتے ہیں۔

ان کے پیچھے آگ ہے، اور آگ اور قیدیوں کے درمیان کٹھ پتلی یا دوسری چیزیں اٹھائے ہوئے لوگ ہیں۔ دیوار پر سائے وہ شکلیں ہیں جو ایک سراب ہیں۔ وہ ایک اعلیٰ حقیقت کی عکاس ہیں۔ یہ وجود کا حقیقی طیارہ ہے جہاں ہر چیز اپنی حقیقی، مطلق، بے وقت اور ناقابل تغیر شکل میں موجود ہے۔ تمام روشن خواب یہاں ہوتے ہیں۔

خواب جو سچائی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں

اس مذہب پر ایمان لانے والے بہت سے مومنین کو اپنے ایمان کی تقویت کے لیے خواب دیے گئے۔

ایمان لانے سے پہلے دوسروں نے خدا سے ایک نشان مانگا، اور خدا نے انہیں ایک سچی رویا کی صورت میں دیا۔

گزشتہ دو دہائیوں کے دوران امام کو دنیا بھر سے سیکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں ایسی رپورٹیں موصول ہوئی ہیں، جیسے عراق، ایران، مصر، اردن، جرمنی، سویڈن، برطانیہ، ریاستہائے متحدہ، ترکی، آذربائیجان، پاکستان، تھائی لینڈ، یوراگوئے، سوڈان، اسپین، ملائیشیا، فلسطین، تیونس، متحدہ عرب امارات، مراکش اور موریطانیہ، کچھ نام بتانے کے لیے۔ یہاں فہرست کرنے کے لیے بہت ساری جگہیں ہیں، لیکن ہم چاہیں گے کہ قارئین اس حقیقت پر دوبارہ غور کریں اور اپنے آپ سے پوچھیں: اس کے اتفاق ہونے کے کتنے امکان ہیں؟؟ واضح طور پر، اس رجحان کے پیمانے اور وسعت کو 'بے ترتیب' یا 'فریب' نہیں کہا جا

---

[372] مابعد الطبیعات، ارسطو

[373] جمہوریہ، افلاطون

[374] غار کی تشبیہ، افلاطون

سکتا ہے۔ یہاں خوابوں کی چند مثالیں ہیں۔ بہت سے جن کی اطلاع مومنوں نے دی، اور ان کے نزدیک اس مذہب کی سچائی کی تصدیق کی۔

۲۰۱۵ میں، یونائیٹڈ کنگڈم میں رہتے ہوئے، سوسن بتول بیان کرتی ہیں: "میں نے ایک خواب دیکھا جب میں ۱۱ سال کی تھی، اور میں نے ابھی دعوے کے بارے میں سنا تھا۔ میں ایک مسجد میں تھی اور میں نے دو لوگوں کو دیکھا جن سے میں پہلے کبھی نہیں ملی تھی، ان میں سے ایک ابا الصادق (منہ السلام) اور دوسرے امام احمد الحسن (منہ السلام) تھے۔ حالانکہ میں نے انہیں کبھی دیکھا یا سنا نہیں تھا، پھر بھی میں انہیں جانتی تھی اور میں ان کے نام جانتی تھی۔ ابا الصادق نے مجھے ایک قلم اور ایک کاغذ دیا، اور اس کاغذ پر انہوں نے مجھے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وصیت دکھائی۔ میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) کی طرف دیکھا اور ان کے پیچھے مجھے امام حسین (علیہ السلام) کی تصویر نظر آئی اور میں فوراً جان گئی کہ وہ امام حسین (علیہ السلام) ہیں، اور وہاں سے مجھے یقین ہو گیا۔ یہ خواب دیکھنے کے بعد میں ایک دن اپنے چچا کے گھر گئی جہاں میں نے ابا الصادق کی تصویر دیکھی اور میں نے ان کو پہچان لیا کہ وہ کون ہیں. مجھے یاد ہے کہ میں نے ان کا نام یاد کرنے کی کوشش کی یہاں تک کہ مجھے 'ابا الصادق' کہا گیا اور میں نے کہا، 'ہاں، یہی نام تھا۔

۲۰۱۵ میں، مصر میں رہتے ہوئے، حمید رضا صغاری، جو برطانیہ میں پلے بڑھے، نے پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وصیت کے متعلق خوابوں کی اطلاع دی: "میں نے دیکھا کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے پاس آئے اور وہ میرے پاس بیٹھ گئے، پھر انہوں نے اپنی دائیں طرف اشارہ کیا، اور خواب میں مجھ سے فرمایا: "یہ وہ عبداللہ ہیں جن کا وصیت میں ذکر ہے، اور جب میں نے ان کی دائیں طرف دیکھا تو آپ (عبداللہ ھاشم ابا الصادق) وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔" انہوں نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے مصلوب ہونے سے متعلق ایک خواب بھی دیکھا: "میں نے دیکھا کہ یہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے مصلوب تھے، انہیں صلیب پر چڑھایا جا رہا تھا اور بہت سے لوگ ان کے لیے رو رہے تھے۔ پھر آسمان پر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ایک تصویر اور میری ایک تصویر نمودار ہوئی اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے سمجھا رہے تھے کہ جس کو صلیب پر چڑھایا گیا وہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) خود نہیں تھے بلکہ ابا الصادق عبداللہ ھاشم تھے۔

۲۰۱۶ میں، جرمنی سے تعلق رکھنے والی ایک سابق ملحد، کیرولاین نے درج ذیل بتایا، "میں ۲۰۱۵ میں سیاہ پرچم کے دعوے سے پہلے احمد الحسن پر کچھ عرصے کے لیے یقین کر چکی تھی۔ میں نے بارہا خدا سے کہا کہ مجھے احمد الحسن کا چہرہ خواب میں دکھائیں۔ لیکن، جب بھی میں نے انہیں دیکھا، ان کے چہرے کے سامنے ہلکا پردہ تھا، اور میں انہیں دیکھ نہیں سکتی تھی۔ لیکن سیاہ پرچم کے دعوے میں داخل ہونے کے تھوڑے عرصے بعد، میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک عمارت میں ہوں اور مجھے ابا الصادق کی طرف سے ایک ٹیکسٹ میسج ملا۔ انہوں نے مجھ سے کہا: "بالکونی میں آؤ اور میں میں آخرکار تمہیں احمد الحسن دکھاؤں گا۔'' چنانچہ میں بالکونی میں گئی تو دیکھا کہ ابا الصادق مسکرا رہے ہیں اور انہوں نے احمد الحسن کی طرف اشارہ کیا۔ اور پہلی بار میں نے انہیں اپنے ساتھ دیکھا، ان کا اصلی چہرہ میں نے دوڑ کر ان سے گلے ملی اور کہا، 'بابا'۔ یہ اس بات کا بڑا ثبوت تھا کہ ابا الصادق احمد الحسن کے دروازہ ہیں، اور ہم صرف ابا الصادق کے ذریعے ہی احمد الحسن سے مل سکتے ہیں، دیکھ سکتے ہیں اور جان سکتے ہیں۔ "

۲۳ مارچ، ۲۰۲۲ کو، ویرونیکا، جو اصل میں یوراگوئے سے ہیں اور انگلینڈ میں رہتی ہیں، نے درج ذیل اطلاع دی: "ابا الصادق (منہ السلام) میرے دائیں طرف تھے، اور ان کے ارد گرد کچھ نمبر تیر رہے تھے۔ احمد الحسن (منہ السلام) مجھ سے کہہ رہے تھے، 'دیکھو ہم پوری کائنات کو صرف ۱۰ نمبروں اور اس کے ۰ سے ۹ تک کے امتزاج کے ساتھ کیسے بیان کر سکتے ہیں۔ تصور کیجیے کہ جب ۲۷ حروف سامنے آئیں گے تو یہ کتنا زیادہ ہوگا۔' میں جانتی تھی کہ یہ آپ (عبداللہ ھاشم ابا الصادق) تھے، جنہوں نے ۲۷ حروف کو ظاہر کیے (۲۷ حروف علم کا حوالہ دیتے ہوئے)۔ وہ (امام احمد الحسن) میرے بائیں طرف تھے، آپ کو اشارہ کر رہے تھے۔ اس خواب میں نہ شکلیں تھیں، نہ صورتیں تھیں، نہ الفاظ، اس کے باوجود میں نے امام اور ابا الصادق کو دیکھا اور پہچانا اور سمجھا کہ وہ کہاں ہیں، اور ابا الصادق کے گرد نمبر تیرتے دیکھے۔ اس کے بعد میں بیدار ہوئی، پھر میں دوبارہ سو گئی، اور میرا چہرہ نمودار ہوا اور سنہری حروف سے لکھا جا رہا تھا: "تمہیں خدا کا کرم ہے۔'' جیسے ہی تحریر ختم ہوئی، میں پھر سے بیدار ہوئی۔" یہ مثالیں ہزاروں خوابوں میں سے چند ہیں جنہیں ہم نے دستاویز کیا ہے جو سچے نظاروں کے تنوع اور رینج کو ظاہر کرتے

ہیں جو اس مذہب میں یقین کو بڑھاتے ہیں، اہل ایمان کے لیے تسلی کا باعث ہیں، اور ان لوگوں کے لیے تقویت دیتے ہیں جو اس الٰہی پکار کا جواب دینے کا انتخاب کرتے ہیں۔

پچاسواں باب

غیر ارضی مخلوقات اور ایکسٹراٹر یسٹریل

"یہ کون ہیں جو بادلوں کے گرد اڑتے ہیں
اپنے گھونسلوں کی طرف کبوتروں کی طرح؟"

ایک اہم ترین سوال جس پر انسانیت نے غور کیا ہے وہ ہے 'کیا ہم کائنات میں اکیلے ہیں؟' ستر کی دہائی کے اوائل میں، ایرک وون ڈینکن کی کتاب 'چیریٹس آف دی گاڈز' نے دنیا بھر میں ہلچل مچا دی اور مقبول ثقافت میں ماورائے زمین کی زندگی کی بہت سی تصویروں کو متاثر کیا۔[375]

کیا یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے علاوہ کسی اور سیارے پر کوئی دوسری زندگی پیدا نہ کی ہو؟ آسمانی صحیفوں میں بہت کچھ ہے۔

ہماری اپنی ذات سے آگے کی زندگی کا ثبوت۔ حزقیل کے پہیوں سے لے کر ذوالقرنین کے سفر تک، یہودیت، عیسائیت، اور اسلام کے اندر دوسری دنیا میں اجنبی جیسی ہستیوں اور تہذیبوں کی روایات اور احادیث کی بہتات ہے۔

اسلام کے اسرار میں سے ایک اسرار جو گزشتہ ۱۴۰۰ سالوں سے معمہ بنا ہوا ہے وہ ہے سورہ کہف[376] میں مذکور دو شخصیتوں کی شناخت، ذوالقرنین اور الخضر، اور ان کے ناقابل یقین سفر کی نوعیت ۔ ذوالقرنین اور الخضر دونوں عربی صفتیں ہیں جو شخص کو بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔ ذوالقرنین کا مطلب ہے 'دو سینگوں والا' اور الخضر کا مطلب ہے 'سبز والا'۔ بہت سے لوگوں نے ان دو افراد کی شناخت کے بارے میں ہر وقت قیاس کیا ہے۔ بعض نے دعویٰ کیا ہے کہ ذوالقرنین سکندر اعظم تھے، دوسروں نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ سائرس اعظم تھے، جبکہ دوسروں نے الخضر کو الیشع یا سینٹ جارج ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے اس موضوع پر جواب حاصل کرنے کی کوشش کی اور انہوں نے جو انکشاف کیا وہ دلکش اور سنگ میل سے کم نہیں تھا۔

[375] 'چیریٹس آف دی گاڈز'، ایریک وان ڈینیکن

[376] قرآن مجید، سورہ ۱۸ (الکہف)

ذوالقرنین کا سفر

ذوالقرنین کون ہیں؟ ان کا سفر کیا تھا؟ انہوں نے سفر کیسے کیا؟ یہ ضروری سوال کیوں ہے؟ اگرچہ ذوالقرنین کے سفر کی حقیقت اور ان کے اثرات کے بارے میں قیاس آرائیاں جاری ہیں، لیکن یہ ان علموں میں سے ہے جو صرف خدا کی دلیل سے ظاہر ہو سکتا ہے۔ یہاں پہلی بار امام احمد الحسن (منہ السلام) اس کی حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں۔

ایک دن میں نے اپنے والد سے کہا (منہ السلام)، "میرے والد، کیا میں آپ سے کسی چیز کے بارے میں ایک یا دو سوال پوچھ سکتا ہوں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں میرے بیٹے آگے بولو۔"

میں نے کہا "ذوالقرنین کے سفر کے سلسلے میں کیا انہوں نے دوسرے طول و عرض یا دوسرے سیاروں کا سفر کیا؟ اور وہ اپنے وقت میں ان جگہوں پر کہاں اور کیسے گئے؟ اور یہ کیسی قومیں تھیں؟ جن کا ذکر قرآن نے کیا ہے؟"[377]

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے بیٹے، یہ اس زمین پر نہیں ہوا۔"

میں نے کہا، "تو کیا یہ کسی اور سیارے پر تھا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ لوگ زمین پر نہیں تھے۔"

میں نے کہا، "تو کیا یہ دنیا ہماری دنیا سے ملتی ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ دوسرا سیارہ تھا۔"

میں نے کہا، "تو جس اندھیرے میں اس نے سفر کیا وہ خلا تھا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جب تم زمین کی فضا سے نکلتے ہو تو آسمان تاریک ہو جاتا ہے کیونکہ سورج کی کرنیں جب اوزون کی تہہ سے گزرتی ہیں تو وہ روشنی بنتی ہیں جو سورج سے ہم تک پہنچتی ہے۔ لیکن جب تم فضا سے نکلو گے تو اندھیرا ہو جائے گا۔

---

[377] قرآن مجید، سورہ ۱۸ (الکہف)، آیات ۸۳-۱۰۱

تاریکی کا یہی مفہوم ہے۔" میں نے کہا، "میرے والد، انہوں نے اس میں کیسے سفر کیا؟ اور کیا ان کے پاس خلائی جہاز تھا؟ یا انہوں نے خلا کی تاریکی میں سانس کیسے لی؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "انہوں نے خدا کے بنائے ہوئے ذرائع سے سفر کیا جو انہیں حاصل ہوا۔ یہ بڑی حد تک ان سے مشابہت رکھتے ہیں، جس تک جدید سائنس آج پہنچی ہے، لیکن یقینی طور پر یہ بہتر تھا کیونکہ یہ خدا کی تخلیق سے تھا۔" میں نے کہا، "خدا کے بنانے سے؟ اس کا کیا مطلب ہے، میرے والد؟ کیا یہ حیاتیاتی خلائی جہاز تھا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم اسے حیوان کہہ سکتے ہو، ہاں ایک حیاتیاتی جہاز جسے خاص طور پر اسی مقصد کے لیے بنایا گیا تھا۔"

میں نے کہا، "کیا یہ مخلوق اب بھی زمین پر موجود ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، حاضر ہے۔"

میں نے کہا، "کیا ہے میرے والد؟ یہ کہاں ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ اس علاقے میں ہے جہاں پہلے کبھی کسی انسان نے قدم نہیں رکھا۔"

میں نے کہا، "کہاں؟ سمندر کی تہہ میں کہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں ابھی تمہیں تفصیلات نہیں بتاؤں گا، لیکن میں تمہیں کچھ اشارے دوں گا۔ یہ جنگلوں میں رہتا ہے جہاں آج تک کسی انسان نے قدم نہیں رکھا۔ انسان اس کے اوپر سے گزر چکے ہیں، لیکن ابھی تک کسی نے اس کی گہرائی تک نہیں تلاش کی۔ جنہوں نے ایسا کرنے کی کوشش کی اور اس میں داخل ہوئے وہ کبھی واپس نہیں آئے۔"

میں نے کہا، "یہ بڑی مخلوق ہے یا چھوٹی؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ تقریباً ایک گاڑی کے برابر ہے۔"

میں نے امام سے پوچھا، "کیا یہ برمودا تکون کی طرح ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔ یہ مخلوق گیسوں اور آکسیجن اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کو کھاتی ہے۔"

میں نے کہا، "پودے یا بیکٹیریا کی طرح؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔ اور یہ بہت غیر فعال ہے اور اسے ہلنا بالکل پسند نہیں ہے۔"

میں نے کہا، "تو کیا اس کا پتہ لگانا آسان نہیں ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ اپنی جگہ سے نہیں ہلتا مگر ایک طویل مدت میں۔" میں نے کہا، "میں جن علاقوں کو جانتا ہوں وہ مکمل طور پر دریافت نہیں کیے گئے تھے، وہ ایمیزون کے جنگل اور ہندوستان کے کچھ جنگل ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: یہ تقریباً ان علاقوں میں سے ایک جگہ ہے۔"

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا، "ذوالقرنین کون تھے؟ اور کیا آپ مجھے ان کے سفر کے بارے میں بتا سکتے ہیں؟"

امام نے فرمایا: "وہ دیئلام (جدید دور کے شمالی ایران / آذربائیجان) کا ایک بادشاہ تھا جس کا نام ارام تھا۔ ذوالقرنین کی فوج میں سپاہیوں کی تعداد ۱۰،۳۱۳ تھی اور ذوالقرنین کا سفر ایک خلائی سفر تھا اور ذوالقرنین اور ان کی فوج نے جن سیاروں کا دورہ کیا وہ تقریباً ۲،۶۰۰،۰۰۰ نوری سال کے فاصلے پر تھے۔" میں نے کہا: "اور پھر اس آیت کا کیا مطلب تھا جس میں کہا گیا ہے: 'یہاں تک کہ جب وہ سورج کے غروب ہونے پر پہنچا تو اس نے اسے سیاہ مٹی کے چشمے میں ڈوبتا ہوا پایا، اور اس نے اس کے قریب ایک قوم کو پایا[378]'؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جو چیز نازل ہوئی وہ کچھ ایسی ہی تھی جس طرح زمین کے لوگ سورج کو سمجھتے ہیں، اس لیے قرآن نے اسے سورج کہا۔ یہ ایک ستون تھا جس نے اسے خارج کیا جسے آپ رنگوں کے بارے میں انسانوں کی سمجھ میں سبز روشنی سمجھ سکتے ہیں۔ جہاں تک کیچڑ والے موسم بہار کا تعلق ہے، یہ ایسی چیز تھی جو انسانی فہم میں آتش فشاں سے مشابہت رکھتی تھی۔ جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جو غروب آفتاب کے وقت تھے تو ان لوگوں کا تصور کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ ہمارے

[378] قرآن مجید، سورہ ۱۸ (الکہف)، آیت ۸۶

سیارے پر ان سے مشابہت رکھنے والی کوئی مخلوق موجود نہیں ہے۔ جہاں تک ان مخلوقات کا تعلق ہے جن سے ذوالقرنین طلوع آفتاب کے وقت ملے تو ان کے سر پرانہوں کے سروں سے مشابہ تھے اور ان کے جسم ایک دوسرے سے مختلف تھے۔"

میں نے کہا، "اور الخضر یرمیاہ تھے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں بیٹا۔ میں تمہیں بتاؤں گا کہ تم (یرمیاہ کے طور پر تمہارے اوتار میں) کیا کام کرتے تھے، تم ایک لکڑہارے تھے، بیٹا، تم لکڑیاں کاٹتے اور جا کر بیچتے اور زندگی گزارتے۔ تم ایک بہادر آدمی تھے، بہت سخی اور بہت مضبوط تھے۔ یرمیاہ بڑی جسمانی طاقت رکھتے تھے اور وہ بہادر اور نڈر تھے۔" میں نے کہا: "اور ذوالقرنین ان لوگوں سے کیسے بات کر سکتے تھے؟ کیا وہ ان کی زبانیں جانتے تھے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، وہ ان کی زبانوں پر عبور رکھتے تھے اور وہ ہماری زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔"

میں نے کہا، "میرے والد، کیا کوئی پھر وہی کرے گا جیسا ذوالقرنین نے کیا؟ روایات میں ذکر ہے کہ آپ انہی طریقوں سے سفر کریں گے جس طرح انہوں نے کیا، آسمانوں اور زمین کے طریقے؟"[379]

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تمام شکر خدا کے لئے۔"

میں نے کہا، "جب آپ جائیں تو مجھے اپنے ساتھ لے جایئے گا، بچپن سے یہی میرا خواب ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "سبحان اللہ۔ ان شاء اللہ" میں نے کہا، "خدا کی قسم جب سے میں چھوٹا تھا، میں آسمان کی طرف دیکھتا اور خواب دیکھتا کہ ذوالقرنین کی طرح خلا میں سفر کروں اور دیکھوں کہ مختلف مخلوقات میں سے کیا کچھ ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم اس معاملے میں مجھ سے مشابہت رکھتے ہو میرے بیٹے، تم نے یہ میراث مجھ سے حاصل کی ہے۔ جب میں بچپن میں تھا تو میں آسمان کی طرف دیکھتا تھا اور دیکھتا تھا کہ میرے رب نے کیا کچھ خلق کیا ہے اور میں خوابوں میں ہمیشہ اپنے آپ کو خلا میں جاتے ہوئے دیکھتا تھا۔"

---

[379] امام الباقر (منہ السلام) نے فرمایا: "وہ نور کے سات گنبدوں میں اترتا ہے، اور جب وہ کوفہ میں اترتا ہے تو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ ان میں سے کس میں ہے، لہذا یہ اس وقت ہے جب وہ اترتا ہے۔" معجم احادیث امام مہدی علیہ السلام، الشیخ علی الکورانی، جلد۔ ۵، ص۔ ۴۵

الخضر چشمے اور درختِ حیات سے پیتے ہیں

باغِ عدن میں درخت کی علامت پر ہم پہلے ہی بات کر چکے ہیں، لیکن زمین پر ایک اور درخت ہے جسے درختِ حیات کہا جاتا ہے۔ جبکہ باغ عدن کے حوالے سے جس درخت کا ذکر کیا گیا ہے وہ درحقیقت فاطمۃ الزہرہ (منہا السلام) تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ باغ عدن میں تھا۔ جہاں تک اس کہانی میں درختِ حیات کا تعلق ہے تو وہ فاطمہ نہیں ہیں (منہا السلام) کیونکہ یہاں ہم ایک ایسے درخت اور چشمے کی بات کر رہے ہیں جو کرہ ارض پر جسمانی زندگی کا ذریعہ ہے۔ تو، زندگی کا درخت اور پراسرار چشمہ کیا تھا جس کے بارے میں الخضر (یرمیاہ) نے دریافت کیا اور جس سے انہوں نے پیا؟

ایک دن میں نے اپنے والد (منہ السلام) سے کہا، "میرے والد، زندگی کا درخت اور وہ چشمہ جس سے الخضر نے پیا، کیا وہ کسی اور سیارے پر تھا یا زمین پر؟ یعنی جوانی کا چشمہ۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے بیٹے، یہ زمین پر موجود ہے اور ہر سیارے پر موجود ہے جس میں زندگی ہے۔"

میں نے کہا: "اور جو اس میں سے پیتا ہے وہ اس وقت نہیں مرتا جب تک وہ مرنا چاہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں, وہ اس وقت تک نہیں مرتا جب تک کہ وہ مرنا نہ چاہے۔"

میں نے کہا، "اس زمین پر کہاں واقع ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جو زندہ رہنا چاہتا ہے اسے کوئی نہیں پا سکتا، صرف وہی جو مرنا چاہتا ہے۔"

میں نے کہا، "صرف وہی جو مرنا چاہتا ہے؟ تو کیا الخضر مرنا چاہتے تھے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، ذوالقرنین زندہ رہنا چاہتے تھے لیکن انہیں نہ مل سکا، صرف الخضر نے پایا۔ ایک قسم کا پرندہ ہے جو ہر سال اس چشمے کا سفر کرتا ہے، اگر تم اس کے ساتھ چلو تو تم اسے ڈھونڈ سکتے ہو۔"

میں نے کہا"یہ کون سا پرندہ ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ ایک پرندہ ہے جس کا رنگ سرمئی ہے اور ہر سال چشمے کی طرف اڑتا ہے۔ خدا اسے تلاش کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ یہ پرندہ اکثر اپنی زندگی ختم کرنے کی کوشش میں چیزوں میں اڑ جاتا ہے۔"

میں نے کہا، "میں اسے ایک دن اس زندگی میں دیکھنا چاہتا ہوں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کیا تم اس میں سے پینا چاہتے ہو؟"

میں نے کہا، "میں نے پہلے ہی اس میں سے پی لیا، جب میں نے آپ پر یقین کیا۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اے میرے محبوب، خدا تجھے سلامت رکھے۔" میں نے کہا، "میں آل محمد کی موت اور آل محمد (علیہم السلام) کی زندگی کو ترجیح دیتا ہوں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "مبارک ہو میرے پیارے، تم نے سچ کہا، اے طاہر، ایماندار، میرے بیٹے یوسف۔"

درختِ حیات ایک جھیل سے پھوٹتا ہے، اور اس جھیل کا پانی اور درخت ہی انسان کو ہمیشہ کی زندگی دیتا ہے۔ جو اس میں سے پیتا ہے وہ ہمیشہ جوان رہتا ہے اور وہ موت سے محفوظ رہتا ہے جب تک کہ وہ خود مرنے کی خواہش نہ کرے۔ تاہم، خدا نے اپنی حکمت میں اسے ان تمام لوگوں سے ناقابل رسائی اور پوشیدہ بنایا جو اس دنیا میں ہمیشہ رہنا چاہتے ہیں، اور اسے صرف ان لوگوں کے لیے قابل حصول بنایا جو آخرت کی خواہش رکھتے ہیں۔ یہ دنیا پر انبیاء، رسولوں اور اہل بیت (علیہم السلام) کی بہت سی روایات کی طرح ہے۔ جب بھی کوئی شخص اس کا پیچھا کرتا ہے تو وہ پیٹھ پھیر لیتا ہے اور جب بھی آپ دنیا سے پیٹھ پھیرتے ہیں تو وہ خود آپکے پیچھے بھاگتی ہے۔[380]

ایلین ہیومن ہائبرڈ

لوگ اکثر سوچتے ہیں، اگر ماورائے زمین موجود ہیں تو وہ کیوں ظاہر نہیں ہوتے یا انسانیت کے ساتھ کھل کر رابطہ کیوں نہیں کرتے؟ کبھی کبھی چھپنے کی بہترین جگہ کھلی نظر میں ہوتی ہے۔ فطرت میں، کیڑوں کی کچھ پرجاتیاں جیسے کہ نیلی تتلی میکولینیا اپنے صوتی اخراج کو ملکہ چیونٹی کی طرح آواز میں بدل سکتی ہے۔ اس کے بعد تتلی چیونٹیوں کو کنٹرول کرتا ہے، انہیں اسے اور

[380] امام علی (منہ السلام) نے فرمایا: "جو شخص آخرت کا طالب ہوتا ہے، دنیا کی زندگی اس کی تلاش میں ہوتی ہے۔" شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید، جلد ۔ ۲۰، ص۔ ۷۶

اس کے لاروا کو کھلانے کا حکم دیتا ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے چیونٹیوں کے ذہنوں میں تتلی کامیابی کے ساتھ ملکہ چیونٹی میں بدل گئی۔ کیا ہوگا اگر ماورائے زمین ہمارے ساتھ زمین پر ایسا ہی یا اس طرح کرنے کے قابل ہو؟ کیا ہوگا اگر وہ کچھ اخراج پیدا کرنے کے قابل تھے جس کی وجہ سے ہم انہیں اپنی شبیہہ میں دیکھیں؟

میں نے امام (منہ السلام) سے کہا، "کیا زمین پر ایسے لوگ رہتے ہیں جو ہماری شکل بدل سکتے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں میرے بیٹے، وہ ہیں۔"

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) کو ایک آدمی کی آنکھوں کی تصویر دکھائی اور پوچھا: "کیا یہ ان میں سے ایک ہے؟ وہ مخلوق جو شکل بدل کر ہماری طرح نظر آتی ہے۔ کیا یہ ان میں سے کسی کی تصویر ہے؟"

تصویر ۱: انسان کی سانپ جیسی آنکھوں کی تصویر

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں میرے بیٹے، یہ انسان ہے۔"

میں نے کہا، "لیکن اس کی فطرت تو سانپ جیسی ہے، ان جیسی آنکھوں والے لوگوں کا آپ کی کیا رائے ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جس کو تم دیکھتے ہو کہ اس کی آنکھوں کے نیچے رات کو جاگنے کی وجہ سے حلقیں ہیں وہ انسان ہے۔"

میں نے کہا، "سبحان اللہ۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "وہ کس طرح کا ہے؟ وہ کیا کرتا ہے؟"

میں نے کہا، "وہ ایک امریکی سینیٹر ہے جو حکومت کے لیے کام کرتا ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "وہ انسان ہے۔ کل، میں آپ کو ایک تصویر بھیجوں گا، انشاء اللہ، تاکہ آپ جان سکیں، اور آپ اسے بطور نمونہ استعمال کر سکیں۔"

میں نے کہا، "میرے والد، یہ مخلوق یہاں کیا کر رہی ہیں؟ یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بہت سی چیزیں، میرے بیٹے۔ "

میں نے کہا، "جیسے ہمیں کنٹرول کرنا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "وہ یہاں علم حاصل کرنے کے لیے ہیں، چیزوں کو تباہ کرنے کے لیے، جماع کرنے کے لیے، دہشت پھیلانے کے لیے، بہت سی چیزوں کے لیے۔"

میں نے کہا، "تو وہ سب برے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "سارے نہیں، ان میں سے کچھ قسمیں یہاں علم کی تلاش میں ہیں۔"

میں نے کہا: "اور کیا انسانی عورتیں ان سے حاملہ ہوتی ہیں اور ان کے بچوں کو جنم دیتی ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ کبھی کبھار ہوتا ہے۔"

میں نے کہا، "کیا وہ لوگوں کو اغوا کرتے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بہت سے غیر حل شدہ قتل اور اغوا ان مخلوق کے ذریعہ کئے گئے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر مخلوقات جو ہمارے سیارے پر آتی ہیں ہمیں انتہائی کم عقل سمجھتی ہیں۔ کئی بار، وہ اس سیارے سے لوگوں کو ان پر تجربات اور ایکسپیریمنٹ کرنے کے لیے اغوا کرتے ہیں، اور ان کے پاس ان لوگوں کو منتخب کرنے کی وجوہات ہوتی ہیں جنہیں وہ اغوا کرتے ہیں۔ وہ لوگوں کو تصادفی طور پر اغوا نہیں کرتے۔ تاہم، اس سیارے پر آنے والے زیادہ تر ماورائے دنیا جنسی تعلقات کے لیے آتے ہیں۔"

میں نے کہا، "کیا وہ جماع کے لیے آتے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، اور اس وقت اس کرہ ارض پر لاکھوں غیر زمینی مخلوقات کے علاوہ انسانی اجنبی ہائبرڈز کی ایک بڑی تعداد بھی موجود ہے۔ ان میں سے کچھ جانتے ہیں کہ وہ ماورائے زمین سے تعلق رکھتے ہیں اور دوسرے نہیں جانتے۔ انسانی اجنبی ہائبرڈ ایک بچہ ہے جو ایک ماورائے زمین اور انسان کے درمیان جنسی تعلقات کے نتیجے میں پیدا ہوا تھا۔ انسانی ڈی این اے ماورائے دنیا کے ڈی این اے سے زیادہ طاقتور ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے، زیادہ تر ہائبرڈ پیدائشی طور پر ایک عام انسان کی طرح نظر آتے ہیں، لیکن بعض صورتوں میں، کراس بریڈنگ سے کئی نسلوں کے بعد اور ہائبرڈ کے بچے اور پوتے پوتیاں ہونے کے بعد، کسی وقت ماورائے دنیا کا ڈی این اے ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے وہ بچہ جو انسانی ماورائی نسل سے پیدا ہوتا ہے اس کے ساتھ پیدا ہوتا ہے جسے جدید سائنس ایک بیماری کہتی ہے، لیکن حقیقت میں اس بچے میں صرف ماورائے دنیا کا ڈی این اے ظاہر ہوتا ہے۔"

میں نے کہا، "کون سی بیماریاں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "مثلاً وہ بچے جو اس حالت کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں جسے جدید طب 'حار لیقوین اکتھیوسز' کہتی ہے، درحقیقت ایک ماورائے مخلوق کی اولاد ہیں۔ ماورائے زمین کی وہ انواع جن سے وہ نکلتے ہیں انہیں 'اسور' کہا جاتا ہے۔ اسور غیر زمینی مخلوق کی ایک قسم ہے جو انسان کی شکل میں شکل بدلنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ وہ فی الحال ہمارے سیارے پر موجود ہیں اور کافی عرصے سے موجود ہیں۔ ان کی فطری شکل میں ان کی جلد کھجلی اور سرمئی آنکھیں ہوتی ہیں اور جوان اسور 'حار لیقوین اکتھیوسز' والے جوانوں سے بہت مشابہت رکھتا ہے۔"

تصویر ۲: اسور

تصویر ۲: اسور

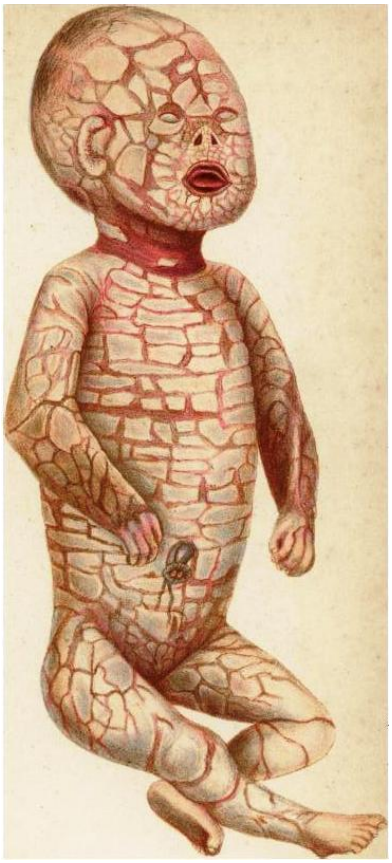

میں نے کہا، "کیا وہ (زمین پر رہنے والے مختلف انواع) بیرونی خلا سے ہیں میرے والد؟ یا متوازی جہت سے؟ یا وہ کہاں سے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں میرے بیٹے، خلا سے اور دوسری دنیاوں سے جو ہماری اس دنیا سے ملتے ہیں۔"

میں نے کہا، "خدا عظیم ہے! مجھے یقین تھا کہ ایسا ہی تھا۔ مجھے بچپن سے ہی ایک احساس تھا۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ صرف احساس نہیں ہے بلکہ یہ بصیرت ہے، میرے بیٹے، تجھ میں آل محمد کی بصیرت ہے۔"

وہ یہاں ہیں

امام (منہ السلام) نے مجھے ایک ایسی عورت کی تصویر دکھائی جو بیس سال کی عمر میں تھی، جس کی آنکھیں بڑی بڑی بادام کی شکل میں تھیں۔ یہاں اصل تصویر کا ایک تخمینہ ہے۔

تصویر ۳: بڑی بادام جیسی آنکھوں کا مثال

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کیا تم نے اسے دیکھا؟"
میں نے کہا، "اس کی آنکھیں واقعی عجیب ہیں، کیا وہ ماورائے ارضی ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں میرے بیٹے، وہ ایک دوسرے سیارے سے ہے، لیکن اس کی ماں انسان ہے۔" میں نے کہا، "میرے والد، کیا وہ ایسے نظر آتے ہیں یا یہ انسانی شکل اختیار کر رہے ہیں؟ کیا وہ قدرتی طور پر ہماری طرح نظر آتے ہیں یا وہ شکل بدلتے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ان میں سے بعض فطری طور پر ہم سے مشابہت رکھتے ہیں اور بعض میں شکل بدلنے کی صلاحیت نہیں ہے۔"

میں نے کہا، "سبحان اللہ۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کیا تم نے اس کی آنکھیں دیکھی؟"

میں نے کہا، "جی، وہ بڑی اور عجیب لگ رہی ہیں، اور ان کا رنگ عجیب ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کیا میں تمہیں اس سے زیادہ اجنبی بات بتاؤں؟ وہ عورت نہیں ہے۔"

میں نے کہا، "واہ، کیا وہ جانتی ہے کہ وہ یہاں کی نہیں ہے یا وہ سمجھتی ہے کہ وہ انسان ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ خاص طور پر جانتی ہے کہ یہ انسان نہیں ہے۔"

میں نے کہا، "کیا وہ ابھی سیارے کو کنٹرول کر رہے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں۔"

میں نے کہا، "کیا ان کی تعداد کم ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، وہ زیادہ نہیں ہیں۔ اگر تم ان کا موازنہ کرہ ارض پر موجود انسانوں سے کرو تو وہ زیادہ نہیں ہیں۔"

میں نے کہا، "تو (کرہ ارض پر) وہ لاکھوں میں ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، میرے بیٹے۔"

میں نے کہا: "کیا ان میں سے کوئی مومن ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اس وقت جنوں اور کچھ خارجی (اس مذہب میں) ماننے والے ہیں۔"

انسان کو سب سے پہلے فاتح ہونے دو

میں نے کہا: "میں نے روایتوں میں پڑھا تھا کہ جبالقہ اور جبرصہ کے لوگ ہیں جو قائم کو فتح دلاتے ہیں، یہ جبالقہ اور جبرصہ کے لوگ کون ہیں؟ جن کا ذکر آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی روایات میں ہے، کیا وہ ماورائے ارضی ہیں؟"[381]

امام (منہ السلام) نے فرمایا: ''انسان کو سب سے پہلے فاتح ہونے دو، پھر وہ فتح دیں۔''

میں نے کہا، "اوریاجوج ماجوج ماورائے ارضی ہیں، ایسا ہی ہے، جی؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، میرے بیٹے۔"

میں نے کہا، "میرے والد، بہت سال پہلے، میں نے اپنی زندگی میں سب سے زیادہ خوفناک خواب دیکھا تھا۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "مجھے بتاؤ، بیٹے۔" میں نے کہا، "میں اپنی نیند سے بیدار ہوا اور مجھے بہت پسینہ آرہا تھا، اور میں کانپ رہا تھا۔ میرا پورا وجود گھبرا گیا۔ میں نے دیکھا کہ میں کچھ لوگوں کے ساتھ کھڑا ہوں اور میں اپنے سامنے میدان کو دیکھ رہا تھا، کہ اچانک دور سے جنات دوڑتے ہوئے میری طرف آئے اور مجھے معلوم ہوا کہ وہ یاجوج ماجوج ہیں۔ وہ انسانوں کو لاٹھیوں سے مار رہے تھے، انہیں دائیں بائیں پھینک رہے تھے اور انہیں مار رہے تھے۔ میں اچانک بیدار ہوا اور یہ منظر آج تک میرے ذہن سے نہیں نکلا۔ یہ بہت حقیقی تھا؛ میں اس کی وضاحت بھی نہیں کر سکتا۔ "

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ اس وقت کی یاد ہے جب تم خضر تھے اور تم نے ذوالقرنین کے ساتھ خلاء میں سفر کیا تھا۔"

میں نے کہا، "کیا انسانوں کو ہمارے درمیان رہنے والے ماورائے زمین کے بارے میں پتہ چل جائے گا یا یہ راز رہے گا؟"

---

[381] امیر المومنین امام علی (منہ السلام) نے فرمایا: "خدا کا غروب آفتاب کے پیچھے ایک گاؤں ہے جسے جبلکہ کہتے ہیں۔ جبلقہ میں ستر ہزار قومیں ہیں، اس کی کوئی قوم اس جیسی نہیں، انہوں نے کبھی پلک جھپکنے سے بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی۔ وہ کوئی کام نہیں کرتے اور نہ ایک لفظ کہتے ہیں سوائے اس کے کہ وہ پہلے اور دوسرے کے خلاف دعا کرتے ہیں اور اپنی بے گناہی کا اعلان کرتے ہیں اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اہل بیت کو اپنی ولایت کا اعلان کرتے ہیں۔" ایک اور روایت میں ہے: "...انہوں نے کبھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی اور نہ وہ شیطان کو جانتے ہیں اور نہ وہ شیطان کی تخلیق کے بارے میں جانتے ہیں، ہم وقتاً فوقتاً ان سے ملتے رہتے ہیں، اس لیے وہ ہم سے مانگتے ہیں جس کی انہیں ضرورت ہوتی ہے اور وہ مانگتے ہیں کہ ہم ان کے لیے دعا کریں، اس لیے ہم انھیں سکھاتے ہیں اور وہ ہم سے ہمارے قائم کے بارے میں پوچھتے ہیں یہاں تک کہ وہ ظاہر ہو جائے۔"

-بصائر الدراجات، محمد الصفار، صفحہ ۵۱۰-۵۱۱

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جب وہ اس بات کو ہضم کر لیں گے تو انہیں اس کا پتہ چل جائے گا۔" میں نے کہا، "ابھی کچھ سائنسدان اس معاملے پر بات کر رہے ہیں، ناسا کے سابق ملازمین اور دوسرے جن کے پاس انٹرنیٹ پر ویڈیوز ہیں۔ لیکن میں نہیں سمجھتا کہ زیادہ تر لوگ ان کی بات پر یقین کرتے ہیں۔ میرے والد، یاجوج اور ماجوج پر آپ کی کتاب میں، کیا آپ ہمیں بتائیں گے کہ کن سیاروں پر زندگی ہے؟ کیا ان سیاروں پر سفر کرنے کا کوئی طریقہ کتاب میں موجود ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جب ہم اس معاملے کو بیان کریں گے تو لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ معاملہ ان کی دسترس میں تھا لیکن وہ اس سے بے خبر تھے۔"

میں نے امام (منہ السلام) سے پوچھا، "سفر کا طریقہ جسمانی ہے یا نجومی؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جسمانی، میرے بیٹے"

ہر دنیا میں ایک احمد

کائنات وجود کے متعدد طیاروں پر مشتمل ہے اور ہر چیز مربوط ہے۔ ہماری روحیں بھی کثیر جہتی ہیں، اور امام (منہ السلام) بتاتے ہیں کہ ایسا کیسے ہے۔ میں نے کہا، "اور میرے والد، کیا آپ ان دوسرے سیاروں پر موجود ان مخلوقات پر حجت ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ میں؟"

میں نے کہا، "جی۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں، ایک اور احمد ہے جو ان پر حجت ہے۔"

میں نے کہا، "کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ ان کی دنیا میں آپ کے جسم ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں میرے بیٹے۔"

میں نے کہا، "اور آپ وہاں کے احمد ہیں اور ان کو ان کی شکلوں میں دکھائی دیتے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بہت خوب۔"

میں نے کہا: "اور آپ بعد کے مہدیوں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہے؟ کیا وہاں میرے بھی ورژن ہیں؟''

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، اور تمام انبیاء و مرسلین۔"

میں نے کہا، "تو ۳۱۳ ابھی تمام دنیا میں ہیں؟"

میں نے کہا، "تو یہ ایک کائناتی انقلاب ہے، نہ کہ صرف زمینی انقلاب؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "تمام شکر خدا رب العالمین کا۔"

میں نے کہا، "کیا ہم دوسری دنیاوں میں خود سے بات کر سکتے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں، ایسا نہیں ہوگا اور اگر ہم فرض کریں کہ ایسا ہوا تو اس شخص کی دونوں صورتیں بکھر جائیں گی اور مٹ جائیں گی۔"

میں نے کہا، "میٹر اور اینٹی میٹر کی طرح؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، بہت اچھا کہا۔"

ڈیر نکیو

ایک دن امام احمد الحسن (منہ السلام) نے مجھ سے ترکی کے قدیم زیرزمین شہر کے بارے میں بات کی جو ڈیر نکیو ضلع میں موجود ہے۔

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کیا تم جانتے ہو، میرے بیٹے، کہ تقریباً پوری زمین کے نیچے ایسے شہر اور سرنگیں ہیں؟"

میں نے کہا، "یہ کس کا ہے؟" امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ان میں ایک غیر زمینی نسل آباد ہے، ان شہروں کا صرف ایک چھوٹا سا حصہ ترکی میں دریافت ہوا تھا (ڈیر نکیو شہر کا حوالہ دیتے ہوئے)۔ جب یہ حصہ دریافت ہوا تو ماورائے دنیا شہر کے دوسرے حصوں میں چلے گئے اور یہ جو حصہ دریافت ہوا وہ باقی رہا۔"

میں نے کہا، "سبحان اللہ۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ غیر ارضی مخلوقات مسیح، عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) کے ماننے والوں اور حامیوں کی طرف سے ہیں اور وہ آج ان کی واپسی میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے ان سے رابطہ کرتے ہیں۔ "

ماہرین آثار قدیمہ نے زیر زمین "گرجا گھروں" کو دریافت کیا ہے جہاں یہ مخلوق عبادت کرتے تھے اور مذہبی خدمات انجام دیتے تھے۔ اس کی وجہ سے کچھ لوگوں کو یقین ہوا کہ یہ مسیحی برادریاں تھیں جو ظلم و ستم سے بچ رہی تھیں۔ تاہم، یہ معاملہ نہیں تھا۔

تصویر ۴: ڈیرنکیو زیر زمین شہر کا نقشہ

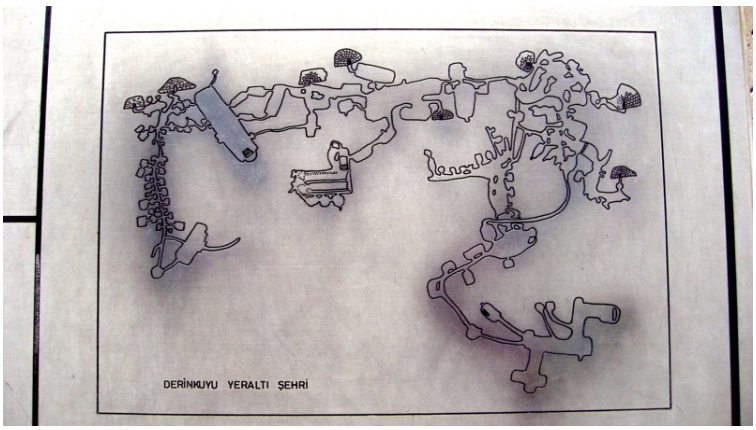

تصویر ۵: زیر زمین چرچ

گرے کون ہیں؟

مقبول ثقافت میں غیر ملکیوں کی سب سے مشہور تصویروں میں سے ایک گرے ایلین ہے۔
گرے ایلین کی کہانیاں اور تصاویر ۱۹۴۷ میں روسویل یو ایف او کے مشہور واقعے اور ایلین کے اغوا کی دیگر شہادتوں کے بعد گردش کرنے لگیں۔ میں نے اپنے والد امام احمد الحسن (منہ السلام) کے ساتھ اس موضوع پر گفتگو کی۔

تصویر ٦: گرے ایلین کی تصویر کشی

میں نے کہا، "میرے والد، کیا آپ مجھے گریز کے بارے میں بتا سکتے ہیں؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں میرے بیٹے، تم ان کا نام چاہتے ہو؟"
میں نے کہا، "ہاں، اور وہ کس سیارے سے آئے ہیں۔"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "فورا سیارے کا نام ہے۔ انہیں رفدیک کہتے ہیں۔"
میں نے کہا، "خدا عظیم ہے! کیا وہ اچھے ہیں یا برے؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ان کی فطرت انسانوں سے بہت مشابہت رکھتی ہے۔"

میں نے کہا، "رات کے آسمان میں ان کے سیارے کا رخ کس ستارے کی طرف ہے؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اس کا حساب اس طرح نہیں ہے۔ وہ ہم سے ہزاروں نوری سال دور ہیں۔"
میں نے کہا، "تو اس کا حساب کس طریقے سے ہے؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اگر مصر میں دوپہر کے وقت سورج اپنی جگہ پر ہوتا تو تم سورج کو اپنی پیٹھ کے پیچھے رکھ کر کھڑے ہوتے، یہی ان کی سمت ہے۔"

زمین پر زندگی کا اصلی جڑ

انسانیت نے زندگی کی ابتدا پر غور کیا ہے، اور مذہب اور سائنس میں جوابات تلاش کیے ہیں۔
دونوں فیلڈ نے زندگی کی ابتدا کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ بگ بینگ سے لے کر ارتقاء تک، بہت سے لوگوں کے لیے سائنس نے ایک تسلی بخش وضاحت فراہم کی ہے جو کہ نظریاتی دلائل کی جگہ لے لیتی ہے۔
پچھلی صدی میں، نظریہ ارتقاء، جس کا آغاز چارلس ڈارون سے ہوا تھا، ایک مرکزی دھارے کا عقیدہ بن چکا ہے۔ ہمارے زمانے میں متعصب ملحد اس کا پرچار کرتے ہیں اور رچرڈ ڈاکنز جیسے دین مخالف سائنسدان نے 'دی گاڈ ڈیلیوژن' جیسی کتابوں کے ذریعے اس خیال کو مقبول بنایا ہے۔ زیادہ تر حصے کے لئے، تبلیغ مؤثر رہا ہے۔
چارلس ڈارون نے دنیا بھر کا سفر کیا جہاں وہ مقامی پودوں اور جانوروں کی فہرست تیار کرتا تھا۔
گالاپاگوس جزائر کے اپنے ایک دورے پر، اس نے فنچوں کے مختلف انواع دیکھے، جن کی چونچ قدرے مختلف ہوتی ہے۔ برسوں بعد، وہ اس خیال کے ساتھ آیا کہ ان تمام پرجاتیوں کا ایک مشترکہ آباؤ اجداد ہوتا ہوگا۔ یہ فرق وقت کے ساتھ نئے حالات کے مطابق ہونے کی وجہ سے ہونا چاہیے۔ نتیجے کے طور پر، وہ اپنے ماحول کے مطابق تھوڑا سا تیار ہوئے۔ اس طرح، انواع اور موافقت میں مماثلت نظریہ ارتقاء کی بنیاد بن گئی۔

ڈارون نے مشابہت کے ذریعے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ایک جیسے نظر آنے والے جانداروں کی ایک مشترکہ اصلیت ہونی چاہیے جو نئے حالات کے مطابق ہو۔ ایک طویل عرصے میں، فرق اور تبدیلیاں اتنی زیادہ ہو جائیں گی کہ وہ ایک نئی نسل کو جنم دیں گی۔ اس طرح، تبدیلیوں کی وجہ وہ عنصر ہوگا جو ایک نوع کو زندہ رہنے اور دوسری کو معدوم ہونے کا موقع فراہم کرے گا۔ انہوں نے اس قانون کو 'سروایول آف دی فٹسٹ' کا نام دیا۔ اس لیے ڈارون کے مطابق ارتقاء کو اپنانے اور زندہ رہنے کے لیے ضروری تھا۔ قدرتی انتخاب کے ذریعے، فطرت میں سب سے طاقتور زندہ رہ گئے اور ان میں ایک جیسی خصوصیات تھیں۔ آخر میں، ان کی مشترکہ خصوصیات نے ایک مشترکہ آباؤ اجداد اور اصل کی طرف اشارہ کیا۔

ایک دن کسی نے امام احمد الحسن سے پوچھا، "کیا نظریہ ارتقاء درست ہے؟"

امام (منہ السلام) نے کہا، "نظریہ ارتقاء سب سے احمقانہ نظریات میں سے ایک ہے۔ ابلیس نے ڈارون کو نظریہ ارتقاء سکھایا۔"

کسی نے کہا، "کیا آپ زندگی کی ابتدا کے بارے میں ایک چھوٹی سی معلومات کے ساتھ میری مدد کر سکتے ہیں؟ انسانوں اور دیگر انواع کے درمیان بہت سی مماثلتیں ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "مثال کے طور پر انسان کس سے مشابہت رکھتا ہے؟"

اس شخص نے کہا، "مثال کے طور پر انسان اور بندر، اور ہمارے جسم میں دوسرے اعضاء یا حصے ہیں جو دوسری نسلوں سے مشابہت رکھتے ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کچھ آبی انواع اور کچھ ممالیہ جانوروں میں مشابہت ہے، اور ایسے پودے بھی ہیں جو ممالیہ جانوروں سے مشابہت رکھتے ہیں۔ اور پتھر بھی ہیں جو قدرتی واقعات جیسے ہوا اور بارش کے ذریعہ انسانی چہروں اور جانوروں اور پودوں کی طرح نظر آنے لگتے ہیں۔ کیا اب یہ پتھر حیاتیاتی طور پر انسانوں سے متعلق ہیں؟ ہرگز نہیں۔ جواب ہے نہیں، بندر اور انسانوں میں کوئی رشتہ نہیں ہے۔"

اس شخص نے کہا، "تو زندگی کی ابتدا کی کیا حقیقت ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ آدم (علیہ السلام) کے ساتھ تھا۔ وہ پہلی انسانی تخلیق ہے۔"

ہم نے یہاں بے جان جانداروں کی کچھ تصاویر شامل کی ہیں جو انسان یا حیوانی اناٹمی سے مشابہت رکھتی ہیں۔ اگر نظریہ ارتقاء کا دعویٰ ہے کہ انواع کے درمیان مماثلت کا مطلب ہے کہ حیاتیاتی تعلق ہے، تو پھر ان پودوں اور پتھروں کا بھی حیاتیاتی طور پر ہمارے ساتھ تعلق ہونا چاہیے۔ اس دلیل میں، امام (منہ السلام) کہہ رہے ہیں کہ نظریہ ارتقاء کے بنیادی اصولوں کو ثابت کرنے کے لیے مماثلت کوئی معقول شرط نہیں ہے۔ مزید برآں، یہ نظریہ زمین پر زندگی کے لیے ماورائے ارضی ماخذ کو بھی نہیں مانتا۔ اس طرح امام (منہ السلام) نظریہ ارتقا میں کسی بھی خیال کو واضح طور پر رد کر رہے ہیں۔

تصویر ۷: فطرت میں مخلوقات کی مشابہتیں

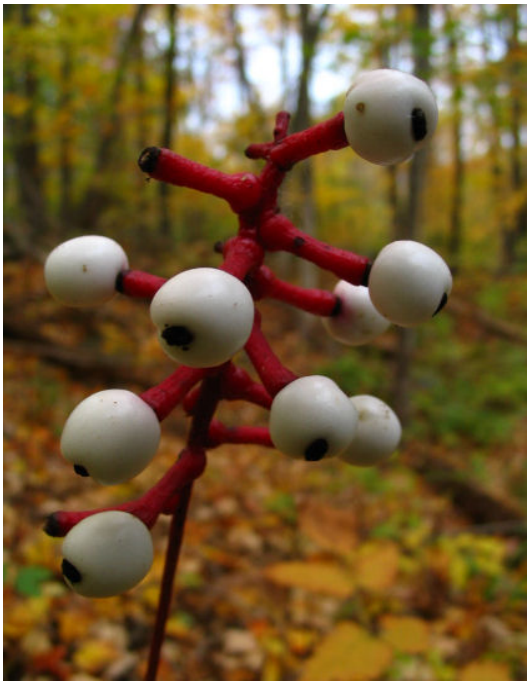

Lenny Worthington

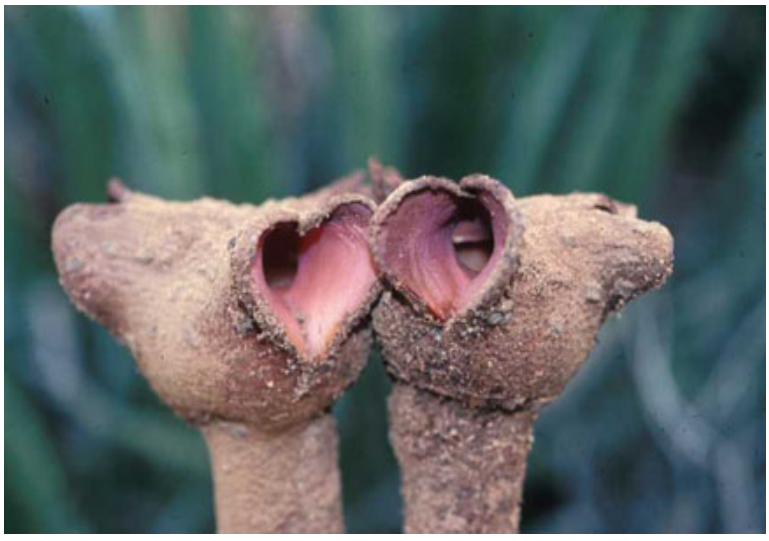

ارض اور دیگر سیاروں پہ عقلمندی کی ڈگریاں

ذہانت کا ثبوت کائنات میں پھیلتا ہے۔ مندرجہ ذیل مکالمے میں، امام (منہ السلام) پوری کائنات میں ذہین زندگی کی ابتداء کے ساتھ ساتھ زمین پر زندگی کیسے تخلیق ہوئی اور کس نے تخلیق کی۔

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا، "کیا ہم سے پہلے زمین پر ذہین نسلیں تھیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "انسان سے پہلے ۹۹۸ ذہین حیات کی انواع تھیں جنہوں نے زمین پر قبضہ کیا تھا، ہم اس کرۂ ارض پر تخلیق کا نمبر ۹۹۹ ہیں۔"

میں نے کہا، "کیا یہ سب زمین سے نکلے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہم سے پہلے رہنے والی مخلوقات دوسرے سیارے سے زمین پر آئیں۔ یہ مخلوقات زمین پر اس سیارے پر زندگی کی تخلیق کے لیے ضروری مواد لے کر آئیں۔"

میں نے کہا، "خدا کی ذات پاک ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا، "آدم (علیہ السلام) کے زمانے میں اردگرد اور بھی (ذہین) مخلوقات موجود تھیں لیکن وہ ناپید ہونا شروع ہو گئی تھیں۔"

میں نے کہا، "کیا ہمارے نظام شمسی میں دوسرے سیاروں پر زندگی ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، وہاں ہے۔"

میں نے کہا، "کون سے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے بیٹے، ناسا اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کی باتوں سے دھوکہ نہ کھاؤ جب وہ کہتے ہیں کہ وہ آکاشگنگا کی حدود جانتے ہیں۔"

میں نے کہا، "کیا ہمارے نظام شمسی کے تمام سیاروں، مریخ اور زہرہ وغیرہ پر زندگی موجود ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں بیٹا، ایسا نہیں۔ کائنات کا کوئی بھی مقام جہاں پانی ہے وہاں زندگی ہے۔ اس قانون کو مت بھلانا۔"

میں نے کہا، "چاہے یہ برف ہی کیوں نہ ہو؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "خواہ برف ہی کیوں نہ ہو۔"

میں نے کہا، "کیا یہ ذہین زندگی ہوگی یا شاید سادہ مخلوق جیسے جرثومے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "زندگی کی کوئی بھی قسم خواہ اس کا حجم کتنا ہی بڑا ہو یا کتنا ہی چھوٹا ہو، ذہین ہو یا نہ ہو۔"

میں نے کہا، "ہمارے نظام شمسی کے کون سے سیاروں میں ذہین زندگی ہے، اگر ہمارے علاوہ کوئی اور موجود ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کیا تمہاری مراد معلوم سیاروں میں سے ہے؟"

میں نے کہا "جی ہاں، نو کے نو۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ان میں سے جس کے پاس پانی ہے اسے دیکھو تو وہاں زندگی پاؤ گے۔"

میں نے کہا، "میرا مطلب ذہین زندگی ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کوئی نہیں ہے۔" میں نے کہا، "میرے پیارے والد، میں نے آپ سے پہلے زحل کے بارے میں پوچھا تھا، آپ جانتے ہیں کہ وہ بہت پہلے سے اس سیارے کی پوجا کرتے تھے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔ "

میں نے کہا، "اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ زحل پر بھی ایک مسدس ہے اور یہ کعبہ کی علامت ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔ "

میں نے کہا، "اور زحل کو وقت کا خدا سمجھا جاتا تھا۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جی ہاں، لاکھوں سال پہلے زحل کو اس کی آبادی نے چھوڑ دیا تھا۔ اس پر ایک عظیم قوم تھی جس نے ایک بار بھی خلیفہ خدا کی نافرمانی نہیں کی۔ آنکھ کے جھپکنے کے قریب بھی نہیں۔ اور انہوں نے بڑا علم حاصل کیا۔ پھر ان پر ایک اور سیارے نے حملہ کیا جس پر خدا کے دشمن تھے۔"

میں نے کہا، "سبحان اللہ۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "لیکن یہ فوجی حملہ نہیں تھا، یہ ایک فکری یلغار تھی، اور انہوں نے اسے بگاڑ دیا۔ نوح (علیہ السلام) وہاں خدا کے مقرر کردہ بادشاہ تھے۔ اس طرح وہاں کے لوگ تباہ ہو گئے اور نوح (علیہ السلام) باقی لوگوں کو ہمیشہ کے لیے رہنے کے لیے دوسرے سیارے پر لے گئے۔ "

میں نے کہا "کیا یہ زمین تھی؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں، یہ خدا کی جنتوں میں سے ایک جنت تھی جسے سبوہ کہتے ہیں۔ "

میں نے کہا، "پھر یہاں زحل کی پوجا کیسے شروع ہوئی؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا، "میں نے تم سے کہا تھا کہ وہ علم کے بڑے درجے پر پہنچ گئے تھے اور زحل کے لوگ زمین پر خدا کے دین کو پھیلانے اور زمین پر خدا کے خلفاء کو فتح دلانے کی کوشش کر رہے تھے۔ خدا کے حکم سے۔ اس وقت زمین پر موجود لوگوں نے زحل سے آنے والوں کے ہاتھوں عجائبات دیکھے۔ لہذا، وہ سمجھتے تھے کہ وہ خدا ہیں اور ان کی پرستش کرنے لگے۔"

میں نے کہا، "لیکن کیا وہ لاکھوں سال پہلے کرہ ارض کو نہیں چھوڑے تھے؟ کیا لاکھوں سال پہلے زمین پر انسان موجود تھے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اور بھی مخلوقات تھیں جو انسان نہیں تھیں۔ "

میں نے کہا: "وہ جو بندر سے مشابہت رکھتے ہیں؟ نسناس؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ان کا نام حیتان ہے۔" میں نے کہا، "کیا یہ وہی ہیں جن کی ہڈیاں آج ہمیں ملتی ہیں اور سائنسدانوں کا دعویٰ ہے کہ ہم ان سے ارتقاء پذیر ہوئے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ان میں سے بعض، سب نہیں۔" میں نے کہا: "تو کیا وہ مخلوقات آدم (علیہ السلام) کے زمانے میں موجود تھیں اور انسانوں سے مکالمہ کرتی تھیں اور انسانوں کو زحل کی عبادت سکھاتی تھیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، زمین پر آثار قدیمہ کے بہت سے آثار موجود تھے جو ان کے پاس واپس گئے، جو سب نے زحل کی عبادت کی طرف اشارہ کیا۔"

میں نے کہا، "کہا جاتا ہے کہ تمام رسومات جیسے انگلیوں میں انگوٹھیاں پہننا، اور پینٹنگز وغیرہ میں فرشتوں کے سر کے گرہالہ باندھنا۔ کیا سب واپس زحل کی پوجا میں جاتے ہیں؟ "

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔ "

میں نے کہا، "اور کالا مکعب زحل کی علامت ہے؟ "

امام (منہ السلام) نے فرمایا: ہاں۔ "

میں نے کہا: "تو کعبہ اصل میں زحل کی عبادت کے لیے بنایا گیا تھا؟ "

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جس کعبہ کو لوگ آج جانتے ہیں وہ اصل کعبہ نہیں ہے۔ "

تصویر ۸: زحل کا شش پہلو

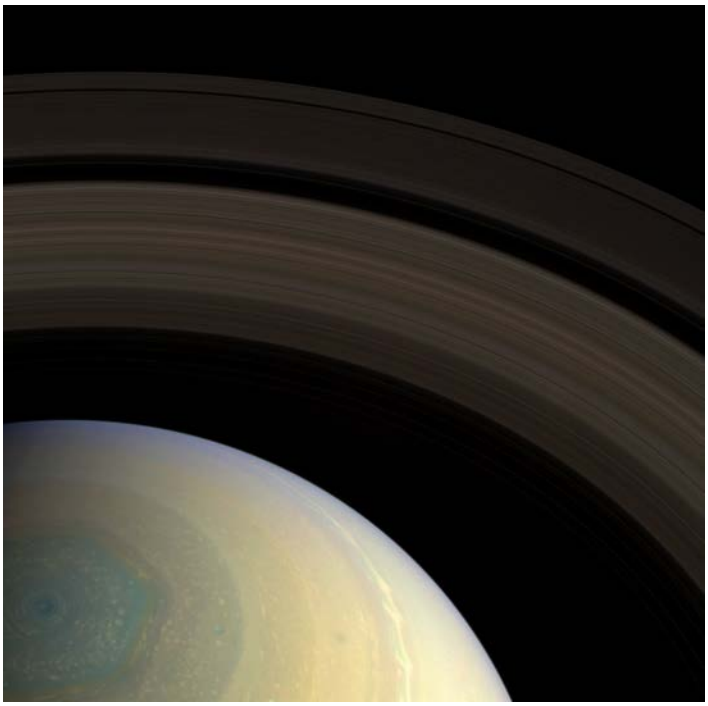

حیتان

سائنس کے مطابق، جدید انسان (حومو ساپینس) ایک پرانی شکل سے تیار ہوا جسے حومو ہابیلیس یا حومو ایریکٹوس کہا جاتا ہے۔ سائنسدانوں نے افریقہ میں ان کے فوسلز دریافت کیے اور دیکھا کے ان کی خصوسیات جدید انسانوں کی خصوصیات سے ملتی ہیں جیسے ان کے جسم کا تناسب، سائز اور ہاتھ۔

ان کا خیال ہے کہ یہ خصوصیات درختوں میں رہنے سے لے کر زمین پر رہنے تک موافقت کا نتیجہ ہیں۔ تاہم، یہ مفروضے غلط ہیں۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے حیتان کی حقیقت کو آشکار کر کے اس افسانے کو رد کیا۔ حیتان انسانی بندر نما انواع ہیں جو کرہ ارض پر رہتی تھیں۔

اور آج تک رہتے ہیں۔

میں نے کہا، "وہ مخلوق جسے مقامی لوگ بگ فٹ یا یٹی کہتے ہیں، جو حیتان سے مشابہت رکھتی ہے..."

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ لوگ حیتان کی اولاد ہیں۔ "

میں نے کہا، "سبحان اللہ۔ "

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں نے تم سے پہلے کہا تھا کہ ان میں سے بہت سے لوگ آج بھی زندہ ہیں۔ "

تصویر ۹: حیتان

چھبیسواں باب

مسخ اور جانور کے عجائبات

"توجب وہ بہت بڑھ گئے اس میں جس سے ان کو روکا گیا تھا تو ہم نے ان سے کہہ دیا کہ جاؤ ذلیل بندر بن جاؤ!"

مسخ ایک ایسا تصور ہے جو اسلام میں جانا جاتا ہے اور اس کا تذکرہ قرآن پاک اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی روایات میں ہے۔ مسخ انسان کا انسان سے جانور میں تبدیل ہونا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے: "توجب وہ بہت بڑھ گئے اس میں جس سے ان کو روکا گیا تھا تو ہم نے ان سے کہہ دیا کہ جاؤ ذلیل بندر بن جاؤ!"[382]

مسلمانوں کی اکثریت اسے ایک فوری لفظی تبدیلی سمجھتی ہے جو واقع ہوتی ہے، جس کے تحت انسان خدا کی لعنت کی وجہ سے جانور کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ تاہم، بعض شیعہ گروہوں کا خیال ہے کہ یہ موت کے بعد انسان کے جسم سے حیوانی جسم میں انسان کی روح کی منتقلی ہے۔ مختصر میں، ایک جانور کے طور پر تناسخ۔ امام احمد الحسن (منہ اسلام) نے فرمایا: "مسخ مرنے کے بعد ہوتا ہے۔"

ایک دن میں نے امام احمد الحسن سے پوچھا: "کیا تمام جانور مسخ ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں, میرے بیٹے۔"

قربانی کے تمام جانور مسخ ہوتے ہیں

ایک دن ہماری بہن علیہ حلال میرے پاس ایک سوال لے کر آئیں جو انہوں نے کہا کہ ان کے والد ہمیشہ کرتے تھے۔ وہ پاکستان میں سیستانی کے ایک نمائندے تھے۔ انہوں نے مجھ سے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے سوال کرنے کو پوچھا، اس امید سے کہ شاید ان کے والد مومن بنجائیں۔

[382] قرآن مجید، سورہ ۷ (الاعراف)، آیت ۱٦٦

میں نے امام (منہ السلام) سے کہا ، "پاکستان میں ایک شیعہ ڈاکٹر ہیں جو سیستانی کے نمائندہ ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کا ایک سوال ہے جس کے بارے میں وہ کافی عرصے سے سوچ رہے ہیں اور کوئی بھی اس کا مناسب جواب نہیں دے سکا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہمیں خدا کے نام میں جانوروں کو ذبح کرنے اور قربان کرنے کی ضرورت کیوں ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں اس سوال کا جواب دیتا ہوں، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جانور ماضی میں انسان تھے۔ اور وہ خدا کے منکر تھے اور خدا نے انہیں مسخ بنا دیا، اور ان کو بھیڑ، گائے اور بچھڑے جیسے جانوروں میں اور ان کے علاوہ جانوروں میں بھی تبدیل کردیا۔ اور انہیں خدا کے لیے قربانی کے طور پر ذبح کرنا ان کے خلاف عظیم انتقام لینے والے کے نام میں انتقام ہے، اور دوسری طرف سے یہ ان کے لیے بہت بڑی رحمت ہے۔ ذبح کرنے والا خدا کے نام پر اپنے گناہوں کو دھو دیتا ہے جو رحمٰن و رحیم ہے اور مومن اس عمل سے خدا کے قریب ہو جاتا ہے۔ اور آپ نے کئی بار دیکھا کہ جانور کے ذبح ہونے کے عمل کے دوران تابعداری کی حالت میں ہوتا ہے، خاص طور پر بھیڑ، جب آپ اس کے گلے پر چھری رکھتے ہیں تو وہ جھک جاتی ہے، کیونکہ اسے معلوم ہوتا ہے کہ فیصلے کا وقت آگیا ہے۔ اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔ "
میں نے کہا: "ہم اس جانور کو، جو مسخ ہوتا ہے، دوسرے جانور سے کیسے جان سکتے ہیں، جو مسخ نہ ہو؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جانور کے جماع کے طریقے سے۔ کوئی بھی جانور جو انسانوں کی طرح جماع کرتا ہو، مسخ ہوتا ہے۔"
میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا، "کیا مسخ اپنے سابقہ اوتار کو یاد کرتا ہے اور بحیثیت انسان رہتا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جب انسان مسخ کی صورت میں جنم لیتا ہے، جیسا کہ کوئی بھیڑ یا بلی کی صورت میں جنم لے، جب انسان حیوان کی صورت میں جنم لیتا ہے تو اس کی یاد سے کوئی چیز نہیں مٹتی، سب یاد رہتا ہے تاکہ یہ اس پر عذاب ہو۔ اگر وہ یاد نہیں کرتے تو یہ سزا نہیں ہوتی۔ یہی سزا ہے۔ کیا اس سے بڑی کوئی سزا ہے؟ یہ انتہائی تکلیف دہ ہے (ایک جانور کی طرح زندگی گزارنا، انسان کی حیثیت سے اپنی زندگی کو جاننا اور یاد رکھنا)۔ "

کیا مومن مسخ میں جا سکتا ہے؟

اس دعوے کے آغاز میں ایک دن، میں نے مصر میں اپنے گھر کچھ مہمانوں کا استقبال کیا۔ وہ مجھ سے ملنے کے لیے عراق سے مصر گئے تھے، اور وہ دعوہ کے پہلے مومنوں میں سے تھے۔ امام نے مجھے بتایا تھا کہ وہ آدم (علیہ السلام)، حمزہ (علیہ السلام)، جعفر (علیہ السلام) اور عمار (علیہ السلام) کے اوتار تھے۔ میں ان سے ملنے اور اپنی عاجز عمارت میں ان کی میزبانی کے لیے بہت پرجوش تھا۔ میں ان کی مناسب عزت کرنا چاہتا تھا، لیکن میں ان کی آمد سے گھبرا گیا، کیونکہ اس وقت میرے پاس زیادہ پیسے نہیں تھے۔ بہرحال میں نے کافی رقم بچا لی تھی اس سے پہلے کہ وہ بچھڑا خرید سکیں اور جب وہ پہنچے تو میں انہیں قصائی کی دکان پر لے گیا اور حمزہ (علیہ السلام) نے بچھڑے کی قربانی کر کے مجھے عزت بخشی۔ آخر کار وہ عبدالمطلب کے زمانے میں میرے بھائی تھے۔

امام (منہ السلام) نے مجھ سے فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ وہ کون تھا؟"

میں نے کہا "بچھڑا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔"

میں نے کہا، "نہیں، براہ کرم مجھے بتائیں، میری جان آپ پہ قربان ہو۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "وہ وحشی ہے، ہند کا غلام، جس نے عبد المطلب کے بیٹے حمزہ کو قتل کیا۔ یہ ایک جانور کے طور پر اس کا آخری اوتار تھا اور اگلی وقت وہ انسان کے طور پر واپس آئے گا۔"

میں نے عرض کیا: "وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے زمانے سے ہی جانور کی شکل اختیار کر رہا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، اس کے ایک ہزار اوتار تھے جن میں وہ حمزہ کے ساتھ کیے جانے پر ذبح کیا گیا۔"

میں نے کہا کیا: "اس نے اسلام قبول نہیں کیا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اگرچہ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا، اسے حمزہ کے قتل اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آل کو اذیت پہنچانے کی قیمت اسی زندگی میں ادا کرنی پڑی۔ اسلام قبول کرنے سے اسے جہنم کی آگ سے نجات ملی، لیکن اسے کرما سے نہیں بچایا۔"

میں نے کہا، "میرے والد، کیا مسخ کھانا اچھی چیز ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہمیشہ سرخ گوشت سے پرہیز کرنے کی کوشش کیا کرو، کیونکہ یہ اچھا نہیں ہے۔"

میں نے کہا، "تو کیا بہتر ہے کہ اسے کبھی نہ کھاؤں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے بیٹے، سبزی بہترین ہے۔" میں نے امام (منہ السلام) سے کہا: "میرے والد، کیا زمین پر موجود تمام جانور (سور کے علاوہ) فائدہ مند ہوتے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بالکل، میرے بیٹے۔"

میں نے کہا: "تو اس کے دانتوں سے لے کر اس کی جلد تک اس کی ہر چیز؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، ہر حصے میں فائدہ ہوتا ہے۔" میں نے کہا، "تو مثال کے طور پر، میرے پاس جو شیر ہے، اس کی کھال یا اس کے دانت یا اس کے سر، یا بندر؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ ممی شدہ ہیں اس لیے اب کام نہیں کریں گے۔"

گرگٹ

میں نے کہا، "اچھا، اس گرگٹ کا کیا جو میرے پاس ہے، یہ زندہ ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ سیکل سیل انیمیا کے لیے فائدہ مند ہے۔"

میں نے کہا، "یہ کیسے فائدہ مند ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "مریض ننگا لیٹتا ہے اور گرگٹ اس کے جسم پر چلایا جاتا ہے۔ مریض ٹھیک ہوجاتا ہے۔ "

ٹائیگر

میں نے کہا، "خدا کی ذات پاک ہے۔ اگر یہ ٹائیگر شیر ممی نہ کیا گیا ہوا تو اس کا فائدہ کیا ہوتا؟"
امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "اگر مرگی کا مریض اس کے جگر اور دل کو کھائے تو شفاء پاتا ہے۔ یہ مرگی کے مریضوں کے لیے ہے جو صدمے یا نفسیاتی حالت کا نتیجہ تھے۔ اس سے دوروں کی تعدد کم ہو جاتی ہے۔"

طیور الفردوس

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا: "مرگی کے ساتھ پیدا ہونے والے شخص کا علیگ کیسے کیا جاسکتا ہے؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اس کا علاج اسی حالت میں کیا جاسکتا ہے کہ مریض ذہنی طور پر معذور نہ ہو۔ "
میں نے کہا، "میرے والد، اس کا علاج کیا ہے؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "طیور الفردوس۔"
میں نے کہا، "میں ان ناچنے والے پرندوں کو جانتا ہوں۔"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم پرندے کا مقعد اندام نہانی کے اوپر رکھو، اگر مریض عورت ہو، اور اگر نر ہو تو پرندے کا مقعد مرد مریض کے مقعد پر رکھ دیا جائے۔"
میں نے کہا، "اور یہ صرف ایک منٹ کے لیے اسی طرح رکھا جاتا ہے یا کیسے؟"

امام نے فرمایا: "اسے تین سے پانچ منٹ کے درمیان رکھا جاتا ہے اور یہ طریقہ روزانہ دہرایا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ ٹھیک ہو جائیں۔ مریض کے صحت یاب ہونے کے لیے درکار وقت کی مقدار دوسری صورت میں مختلف ہوتی ہے اور یہ بیماری کی شدت پر بھی منحصر ہوتا ہے۔"

مچھلی

میں نے کہا، "میرے والد، بھائیوں میں سے کوئی مردوں میں کم جنسی خواہش کا علاج پوچھ رہا ہے؟"
آپ (منہ السلام) نے مجھ سے فرمایا، "میرے بیٹے، نر مچھلی لے لو، لیکن یقین رکھو کہ یہ نر مچھلی ہے نہ کہ مادہ۔ اسے نمک کے علاوہ کچھ اور کے ساتھ نہ پکائیں، مچھلی میں کوئی اور چیز شامل نہ کریں اور اسے مسئلہ میں مبتلا شخص کو کھلائیں۔"
ایک اور موقع پر ایک مومن نے جھیل سے ایک چھوٹی سی مچھلی پکڑی، جب امام احمد الحسن (منہ السلام) نے دیکھا تو آپ نے فرمایا: "اگر تم نے کسی ایسی مچھلی کو پکڑی ہو جو اتنی چھوٹی ہو کہ اسے کھانے کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا ہو، تمہیں اسے جھیل میں واپس کرنا ہوگا۔"

سانپ

میں نے ایک دن امام سے کہا، "یہاں کے کچھ لوگ مجھ سے گنجے پن کا علاج پوچھ رہے ہیں۔"
امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "قدرتی گنجا پن اس وقت ہوتا ہے جب بالوں کے سیل مرجاتے ہیں، جیسا کہ معلوم ہے۔ سانپ کا تیل یا چربی اس کا علاج ہے، لیکن اس سے سب کے لئے نتیجہ نہیں نکلے گا۔ ہر کوئی جو اس علاج کو جلد شروع کرے گا اس کے بالوں کے واپس آنے کا زیادہ امکان ہوگا، لیکن جن کے بال کئی سال پہلے جھڑ گئے ہیں، انہیں اس علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اگر سانپ کو کسی خاص طریقے سے پکایا جائے تو اس میں سے چربی یا تیل نکل آتا ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو

بالوں کے لیے بے حد فائدہ مند ہے۔ ایک اور طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک سانپ کو لے کر اس کا پیٹ کاٹ کر اس کے اندر گندم اور جو لگاؤ، پھر اس کے بڑھنے تک انتظار کرو۔ اس کے بڑھنے کے بعد، اسے بلینڈر میں پیس کر گندم اور جو کو جوس میں بدل کے، اسے مکمل طور پر خشک ہونے کے لیے چھوڑ دو۔ اس کے بعد، تم ہر تین دن میں ایک بار اس سے سر کو کئی بار رگڑیں، اور نئے بال اگنے لگیں گے، اور خلیات دوبارہ زندہ ہو جائیں گے۔ لیکن اس سے پہلے کہ تم مادہ کو رگڑو، ضروری ہے کہ شخص سر دھو لیں، بہت اچھی طرح سے تاکہ مادہ چھیدوں تک جا سکے۔"

میں نے ان (منہ السلام) سے پوچھا: "کیا کوئی بھی سانپ اس کام کے لئے استعمال ہو سکتا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔ "

میں نے کہا: "پہلے مارا جائے یا اس کے زندہ ہوتے ہوئے اس کا پیٹ کھولا جائے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "پیٹ کھولا جاتا ہے، پھر مار دیا جاتا ہے، لیکن سر نہیں کاٹا جاتا۔ سر کو چھوڑ دو، کیونکہ وہ نہیں مرے گا سوائے اس کے کہ اس کے سر پر مارا جائے اور تم اسے اس کے سر سے لے کر پیٹ تک اسے چھری سے کھول سکتے ہو۔ اس کے پیٹ کی طرف منہ کرو، پھر گیہوں اور جو ڈالو اور تھوڑی دیر بعد، موسم کے لحاظ سے تم اسے پانی دے سکتے ہو اور اسے اگنے کے لیے مناسب ماحول فراہم کرو۔"

اور اس طرح، ہم نے ویسا کیا جیسا کہ امام (منہ السلام) نے ہم سے کہا، اور ایک ہفتے کے بعد ہم نے امام (منہ السلام) کو نتائج دکھائے اور میں نے کہا: "اس میں سے کچھ سانپ کے اندر سے نکلا اور دیگر گندم اور جو کے بیج پیٹ کے باہر کیچڑ میں گرے اور وہ سانپ کے باہر بڑھ گئے۔ سانپ کے اندر سے اگنے والے بیج گہرے سبز رنگ کے ہوتے ہیں جبکہ باہر اگنے والے ہلکے سبز رنگ کے ہوتے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اسے ایک ہفتہ کے لیے چھوڑ دو اور سانپ کے اندر سے نکلنے والے گہری سبز رنگ والوں کو لے لو۔"

اور ایک ہفتہ گزرنے کے بعد امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، اب اسے اس کی جگہ سے نکال دو، اسے اس کی جڑوں سے اٹھاؤ، اب اس کو سانپوں نے کافی خوراک دی ہے، اور اب اس کی دوائی قیمت بہت زیادہ ہے۔ اب تم اسے بلینڈر میں بلینڈ کر سکتے ہو یا خشک کر سکتے ہو، پھر اس کا پاؤڈر بنا لو اور اس میں ناگن کے تیل میں مکس کر لو۔ تم سانپ کی لاش کو بھی نکال سکتے ہو اور اسے خشک کر سکتے ہو، پھر اسے پیس کر عرق کے ساتھ ڈال سکتے ہو، لیکن اس کی بو بہت تیز ہو گی۔ "

تصویر ا: پودے کے اگنے کے بعد کی تصویر

سانپ سے نکلنے والے گہرے سبز پودوں اور سانپ کے باہر سے نکلنے والے ہلکے سبز پودوں کے درمیان واضح فرق۔

چمگادڑ

امام احمد الحسن نے چمگادڑوں کے فوائد کے بارے میں فرمایا: "تم چمگادڑ کو پکڑ کر اسے دھوپ میں سوکھنے دو، پھر اسے پیس کر سانپ کے عرق کے ساتھ ڈال دو۔ اس سے بال لمبے ہو جاتے ہیں اور ان میں چمک اور خوبصورتی آجاتی ہے۔ مہندی کے

ساتھ استعمال کرنے پر یہ بالوں کو اضافی خاص خوبصورتی دیتا ہے، چمگادڑ کے عرق کے ساتھ اعلیٰ قسم کی مہندی ملا دو۔ خواتین کے لیے چمگادڑ اور مہندی بالوں کو لمبے اور خوبصورت بناتے ہیں۔"

شہد کی مکھیاں

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "شہد کی مکھیوں میں انبیاء (علیہم السلام) سے کچھ مشابہت ہے، مثال کے طور پر شہد کی مکھیاں مستقبل کی پیشین گوئی کر سکتی ہیں۔"

کتے

میں نے امام احمد الحسن (علیہ السلام) سے پوچھا: "کیا ہسکی نجس ہوتا ہے؟"
آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ کتا ہے لہذا نجس ہے لیکن صرف اس کا لعاب نجس ہے، یعنی پورا کتا نجس نہیں ہوتا۔ کتے میں بہت سی خوبیاں ہوتی ہیں، جیسا کہ اس کی نجاست کے لیے کتے کا لعاب ناپاک ہے۔ حفاظتی مقاصد کے لیے کتے کو رکھنا جائز ہے، شکار جیسے کاموں کے لئے، وہ تمہارا کوئی فائدہ نہیں ہوگا، کیونکہ جو کچھ منہ میں لے جائے گا وہ نجس ہو جائے گا۔ جہاں تک تفریح کے لیے کتے پالنے کا تعلق ہے تو یہ جائز نہیں ہے۔"

پنجرے میں بند پرندے

امام احمد الحسن (منہ السلام) سے کسی نے پوچھا: "میں نے گھر میں پرندے بند کر رکھے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟ کیا پرندوں کا گرنا نجاست ہے؟" امام احمد امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "میں یہ پسند نہیں کرتا کہ لوگ پرندوں کو پنجرے میں رکھیں، پرندے کا قطرہ نجس نہیں ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔"

خنزیر

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "سور وہ واحد جانور ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں۔"

گیکوس

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "اگر تم چھپکلی کو دیکھو اور توجہ دو کہ وہ عورتوں کو کس طرح گھورتا ہے، تو تم حیران رہ جاؤ گے۔ غور کرو کہ جب وہ باتھ روم میں ہوتی ہے یا جب وہ کپڑے بدل رہی ہو یا برہنہ ہو، تو چھپکلی کس طرح عورت کو گھورتا ہے۔ تم دیکھو گے کہ یہ اسے بہت عجیب انداز میں گھور رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گیکو جنسی طور پر انسانوں کی طرف راغب ہوتا ہے۔"

میں نے کہا، "کیا یہ اس لیے ہے کہ وہ (ایک نوع کے طور پر) مسخ ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں میرے بیٹے، یہ اسی طرح پیدا ہوئے ہیں۔"

میں نے کہا: "کیا میں انہیں دیکھوں تو قتل کردوں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں ایسا کرو، کیونکہ یہ انتہائی نجس ہیں۔"

دو بندر

ایک دن دو ممی شدہ بندروں کے سر میرے ہاتھ میں آ گئے۔ میں نے اپنے بھائی علی رضا کے ساتھ پورے جرمنی کا سفر کیا تھا یہاں تک کہ ہم ایک پرانی دکان پہ پہنچے۔ یہیں پر ہمیں یہ دونوں سر ملے اور میں نے انہیں پہچان لیا اور میں نے انہیں لے لیا اور میں ان کے ساتھ چلا گیا۔ بعد میں، میں نے اپنے والد سے بات کی اور انہیں بتایا کہ کیا ہوا تھا۔

میں نے اپنے والد سے کہا: "میرے والد، کیا یہ حرملہ اور عمر بن سعد ہیں، خدا ان پر لعنت کرے؟"

آپ (منہ السلام) نے فرمایا: "بغیر کسی شک کے وہی ہیں، خدا ان پر لعنت کرے۔"

اور اس طرح، میں ان کی تصویر یہاں لگاتا ہوں، تاکہ آنے والی نسلیں بھی دیکھ سکیں۔

تصویر ۲: دونوں بندروں کے سروں کی تصویر

عمر ابن سعد ابن ابی وقاس (لعنت اللہ علیہ)

حرملہ ابن کاھن الکوفی (لعنت اللہ علیہ)

ہر بیماری کا علاج ہوتا ہے۔

تحریر: ڈاکٹر عرفان عالمگیر[383]

اس پرکشش باب میں امام احمد الحسن (منہ السلام) انسانیت کو متعدد طبی بیماریوں کا علاج دیتے ہیں جن میں دو کمزور کرنے والی بیماریاں ہیں، یعنی مرگی اور سکل سیل کی بیماری۔

بدقسمتی سے، حالیہ پیشرفت کے باوجود، جدید ادویات میں اب بھی دونوں میں سے کسی ایک کا بھی کوئی علاج نہیں ہے۔

مثال کے طور پر مرگی کو ہی لے لیں، دماغ میں برقی سرگرمی کے غیر معمولی پھٹنے کے بعد بار بار دورے پڑنے کی خصوصیت۔ مرگی کے نتیجے میں بے ہوشی، دماغ کو نقصان اور سنگین زخمیں بھی پہنچ سکتے ہیں۔

[383] یہ حصہ ڈاکٹر عرفان عالمگیر، (MBBS, BSc, MRCGP) کا تعاون ہے۔

یہ مریضوں اور ان کے پیاروں دونوں کے لیے ایک اہم سماجی اور نفسیاتی بوجھ بھی اٹھاتا ہے۔ علاج بنیادی طور پر مرگی مخالف ادویات (AEDs) کی شکل میں ہوتا ہے، جو کہ بد قسمتی سے تقریباً ۳ / ۱ مریضوں میں ناکارہ ہیں، ۲۰ فیصد مریض پر علاج کا اثر نہیں ہوتا۔

ایسی صورتوں میں جہاں AEDs دورے کی تعداد کو کم کرتے ہیں، وہ بہت سے ضمنی اثرات کے ساتھ آتے ہیں۔ کچھ علامات: متلی، اسہال، دھندلا پن یا دوہری بینائی، چکر آنا، سر درد، غنودگی، کمزوری، ہم آہنگی اور توازن کے مسائل، وزن بڑھنا، لرزنا، بالوں کا گرنا، ماہواری کا بے قاعدہ ہونا، مسوڑھوں میں سوجن، دانے، خشک منہ وغیرہ۔

سنگین ضمنی اثرات، جو کم عام ہیں، (AEDs) کے نتیجے میں خودکشی کے خیالات، جگر کے مسائل، اور ساتھ ہی کچھ جان لیوا حالات جیسے شدید لبلبے کی سوزش، سٹیونز جانسن سنڈروم، خون بہنے کی خرابی اور Anaphylaxis. میں آگے بڑھ سکتا ہوں، لیکن بات صرف یہ ہے کہ: اگر مرگی جیسے حالات کے علاج کے لیے کم مؤثر اور زیادہ مؤثر طریقے ہیں، تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ کم از کم متبادل کی تحقیق کریں؟

بُقراط، جنہیں "طب کا باپ" کہا جاتا ہے، "آف دی ایپیڈیمکس" میں لکھتے ہیں:

طبیب کو اس قابل ہونا چاہیے کہ وہ سابقہ واقعات بتا سکے، حال کو جان سکے اور مستقبل کی پیشین گوئی کر سکے، ان چیزوں میں ثالثی کرنا چاہیے، اور اس سلسلے میں دو خاص مقاصد رکھنے چاہئیں۔بیماری کے لیے، یعنی اچھا کرنا یا **کوئی نقصان نہ کرنا**۔

امام احمد الحسن (منہ السلام) کے تجویز کردہ علاج تمام علوم کے ان کے کامل علم سے حاصل ہوتے ہیں اور ان کے خدائی اختیار کا ثبوت ہیں۔ کچھ علاج عجیب لگ سکتے ہیں اور یہاں تک کہ پریشان کن، لیکن کیا انہیں ہاتھ سے نکالنے کی یہ معقول وجہ ہے؟ ہر سال دوا ساز کمپنیاں نئی دوائیں مارکیٹ میں لانے کے لیے اربوں ڈالر خرچ کرتی ہیں۔ ان میں سے اکثر کبھی ہماری دوائیوں کی الماریوں تک نہیں پہنچتیں کیونکہ ان میں ناقابل قبول حد تک خطرہ ہوتا ہے۔ جب انہیں عوامی استعمال کے لیے منظور کیا جاتا ہے، تو ان میں سے بہت سے زیادہ قابل قبول ضمنی اثرات کے لیے زندگی بھر کی پابندی اور محتاط نگرانی کی

ضرورت ہوتی ہے۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) کا علاج محفوظ ہے، زندگی بھر تعمیل یا نگرانی کی ضرورت نہیں ہے، اور ہمیشہ سستی ہوتی ہے۔

لہذا ہم تمام دلچسپی رکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں کہ وہ امام (منہ السلام) کے علاج کے بارے میں مزید تحقیق کا مطالبہ کریں اور نتائج خود ہی دیکھیں۔ جانوروں سے ماخوذ علاج کے معاملے پر، چینی اور آیورویدک ادویات سمیت قدیم شفا یابی کی روایات موجود ہیں، اور اب بھی متعدد طبی مسائل کے علاج کے لیے مختلف جانوروں کے اجزاء کا استعمال کرتی ہیں۔ جدید مغربی ادویات نے بھی جانوروں سے نکالے گئے مالیکیولز سے قابل تعریف فائدہ اٹھایا ہے، جس میں کچھ انتہائی غیر متوقع مادّے، جیسے زہر، کچھ بڑی کامیابیاں فراہم کرتے ہیں۔ جہاں تک جانوروں کی بہبود کا تعلق ہے، ہم خطرہ زدہ انواع کے شکار کی وکالت نہیں کرتے اور نہ ہی ہم جانوروں پر ظلم کو برداشت کرتے ہیں۔

ہمارا ماننا ہے کہ جدید سائنس کے آلے کے ذریعے، جانوروں سے فعال مادوں کا مطالعہ اور انسانی طور پر نکالنا ممکن ہے، تاکہ انسانیت کو لاحق ہونے والی کچھ انتہائی تکلیف دہ بیماریوں کا علاج کیا جا سکے۔

آخر میں، اس میں کوئی شک نہیں کہ خدا اور اس کے نائبین کے پاس تمام بیماریوں کا علاج ہے۔ تمام بڑے عالمی مذاہب خدا کے مردوں کی طرف سے معجزانہ شفا کی مثالوں سے متاثر ہیں۔ ایک طبی ڈاکٹر کے طور پر، میری یہ مخلصانہ خواہش ہے کہ انسانیت خود کو کینسر، دل کی بیماری، الزائمر اور ان گنت انفیکشن جیسی بیماریوں سے نجات دلاتا ہے، جن میں سے COVID-19 صرف تازہ ترین قسط ہے۔ ہمیں صرف یہ کرنا ہے کہ ہم اپنے آپ کو خدا کے سامنے عاجزی کریں اور اس کے علم کے فراخ ذخیروں سے علاج تلاش کریں، جو اس وقت مہدیوں کی شکل میں موجود ہیں، جو خدا کی طرف سے بنی نوع انسان کی نجات کے لیے مقرر کیے گئے الٰہی رہنما ہیں۔

اور جب میں بیمار ہوجاتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے. (قرآن مجید ۲۸:۸۰)

اور اُس کی شُہرت تمام سُورِیہ میں پھیل گئی اور لوگ سب بیماروں کو جو طرح طرح کی بیماریوں اور تکلیفوں میں گرِفتار تھے اور اُن کو جن میں بدرُوحیں تھیں اور مِرگی والوں اور مفلُوجوں کو اُس کے پاس لائے اور اُس نے اُن کو اچھا کِیا۔ (کتاب متی ۴:۲۴)

ستایئسواں باب

نامکمل کلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: "انبیاء نشانہ تضحیک تھے۔"

عصمت کا نظریہ مذہبی تعلیمات کی بنیاد ہے، کیتھولک مذہب میں پوپ کی معصومیت سے لے کر اسلام میں انبیاء اور ائمہ کی اسماء تک۔ تمام مذاہب میں کسی نہ کسی حد تک انبیاء و مرسلین کے لیے عصمتیں مخصوص ہیں، لیکن وہ اپنی عصمت کے تصور پر ہی دم توڑ چکے ہیں۔ کیا وہ معصوم ہیں یا نہیں؟ کیا وہ غلطیاں کرتے ہیں یا نہیں؟ کیا وہ گناہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس موضوع نے مسلمانوں کو مقدس انجیل اور توریت کی ہر آیت کو رد کرنے پر مجبور کیا، جس میں ان کے خیال میں کسی نبی کی طرف سے گناہ یا غلطی کے بارے میں ذکر ہو، یہاں تک کہ انہوں نے پوری مقدس انجیل کو مسترد کر دیا۔

تینوں ابراہیمی مذاہب کے مصنفین اور علماء نے انبیاء اور رسولوں کی غلطیوں اور گناہوں پر پردہ ڈالنے کے لیے حکایات اور کہانیاں تشکیل دی ہیں۔ لیکن کیا انبیاء و مرسلین کامل تھے؟ کیا وہ پیدائش سے موت تک معصوم تھے؟ کیا ان سے غلطیاں ہوئیں؟ انہوں نے غلطیاں کیوں کیں؟ اور اس خامی کی وجہ اور ماخذ کیا ہے؟ اگر وہ غلطیاں کرتے ہیں تو ہم ان پر کیسے بھروسہ کریں؟ کیا کوئی انبیاء یا رسول تھے جن سے غلطیاں نہ ہوئیں؟ کیا انہوں نے گناہ کیا؟ انہوں نے کس قسم کے گناہ کیے؟

معصومیت

ایک دن میں نے امام احمد الحسن منہ السلام سے کہا: "اگر آپ اسے فائدہ مند دیکھتے ہیں تو میں معصومیت کے بارے میں ایک خطبہ دینے اور ریکارڈ کرنے کی اجازت چاہ رہا تھا کہ یہ اس طرح نہیں ہے جیسے لوگ سمجھتے ہیں، اور میں موروثی معصومیت اور کمائی ہوئی معصومیت کے درمیان فرق کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ انبیاء (علیہم السلام) نے انبیاء ہونے کے طور پہ بھیجے جانے سے پہلے بھی غلطیاں کرتے تھے، اور انبیاء کے طور پر بھی اپنے راستے میں انہوں نے غلطیاں کی تھیں۔ اس تصور کو سمجھے بغیر لوگ یہ سوچیں گے کہ نبی پیدائش سے لے کر موت تک معصوم ہے اور کبھی غلطی نہیں کرتا، جب کہ اس کے برعکس ایسا ہوتا ہے۔"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "یہ غلطی ہے، یہ غلط عقیدہ۔ یہ ایک فائدہ مند کام ہے، خدا تمہیں بھلائی عطا فرمائے۔"

اس تصور کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم صحیح طریقے سے عیب کی تردید کریں۔ معصوم ہونا انسان کو ہدایت سے نکال کر گمراہی میں نہ لانا ہے۔ میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا اس معاملے کے بارے میں۔ انہوں نے مجھے سمجھایا کہ معصومیت کی دو قسمیں ہوتی ہیں:

1. موروثی معصومیت: موروثی غلطی خدا کی فطرت ہے۔ انسانوں کے لحاظ سے، فطری طور پر معصوم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اس عنوان کے تحت آتا ہے وہپیدائش سے لے کر موت تک معصوم ہوتا ہے۔ تاہم، مخلوق کے لیے یہ غلطی تمام اوتاروں میں جاری نہیں رہتی، ورنہ وہ امتحان سے باہر ہو جائیں گے اور خدا ہوں گے۔ موروثی معصومیت حاصل کرنے والا اپنی زندگی کے دوران کوئی گناہ یا غلطی نہیں کرتا ہے۔ اس زمرے میں صرف چودہ افراد آتے ہیں، حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، حضرت فاطمۃ الزہرا اور بارہ امام (منہم السلام)۔ یہ چودہ افراد واحد انسان ہیں جو موروثی طور پر معصوم تھے۔ تاریخ نے ان کی ایک غلطی یا گناہ کو درج نہیں کیا۔
2. کمائی ہوئی معصومیت: چودہ معصومین کے علاوہ تمام انبیاء و مرسلین اور صالحین اس زمرے میں آتے ہیں۔ کمائی ہوئی معصومیت کا مطلب یہ ہے کہ فرد معصوم پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی وہ فطرت سے معصوم ہے بلکہ وہ خدا کی طرف، اپنے اخلاص اور لگن سے عاجزی کے درجے پر پہنچ جاتا ہے۔ جس شخص نے معصومیت کمائی ہے وہ اس شخص سے کم تر ہوتا ہے جو فطری طور پر معصوم ہوتا ہے، کیونکہ جو شخص فطرتاً معصوم نہیں تھا اس نے اپنی زندگی میں کبھی نہ کبھی کچھ گناہ اور/یا غلطیاں ضرور کی ہوں گی۔

ایک دن امام احمد الحسن (منہ السلام) نے مجھے مومنین کے لیے کچھ نصیحت کی:

"تمام مومن مردوں اور عورتوں کو میرا سلام بھیجو اور انہیں بتاؤ کہ ان کے والد ان سے کہہ رہے ہیں کہ ان مومنوں سے فائدہ اٹھاؤ جو تم سے پہلے نکلے اور انبیاء کرام اور اہل بیت (علیہم السلام) اور کو فتح بخشی اور ان کی غلطیوں سے بھی فائدہ اٹھاؤ۔ اور اللہ ہی کامیابی دیتا ہے۔"

مومنین اور انبیاء و مرسلین کی غلطیوں کو محفوظ رکھا گیا تاکہ ہم ان سے سبق حاصل کریں۔

آدم کی عظیم غلطی

یہودیت، عیسائیت اور اسلام میں، آدم (علیہ السلام) خدا کی طرف سے مقرر کیے گئے پہلے نبی تھے اور اگرچہ وہ معصوم تھے، لیکن انہوں نے بہت بڑی غلطی کی کیونکہ وہ فطری طور پر معصوم نہیں تھے۔

یہ غلطی اس وقت ہوئی جب خدا نے آدم (علیہ السلام) سے کہا کہ درخت کا پھل نہ کھاؤ، اس نے خدا کے براہ راست حکم کی نافرمانی کی، اور بہرحال اس نے اس میں سے کھایا اور ابلیس کے الہام کو سنا:

لیکن شیطان نے اس کو پھُسلایا کہنے لگا "آدم، بتاؤں تمہیں وہ درخت جس سے ابدی زندگی اور لازوال سلطنت حاصل ہوتی ہے؟[384]

تو یہاں ہمارے پاس واضح طور پر ایک نبی اور رسول ہے، وہ بھی سب سے پہلے نبی اور رسول، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہوا، جس نے اسے بھیجا ہے، اور شیطان کی اطاعت کرنا، اور اس سے حکم لینا۔

[384] قرآن مجید، سورہ ۲۰ (طٰہٰ)، آیت ۱۲۰

نوح کی غلطیاں

نوح (علیہ السلام) اللہ کے بھیجے ہوئے نبی اور رسول تھے۔ خُدا نے اُن سے وعدہ کیا کہ تمام راستباز بچائے جائیں گے اور اُن کے ساتھ زمین کے وارث ہوں گے۔ یہ نوح (علیہ السلام) سے خدا کا وعدہ تھا اور وہ اس وعدے پر ایمان لائے اور ساڑھے نو سو سال تک اس کی تبلیغ کرتے رہے۔ اگرچہ نوح ایک اعلیٰ ترین پیغمبر (اولی العزم)، انہوں نے خدا کے فیصلے کا دوسرا اندازہ لگایا اور خدا پر الزام لگایا کہ وہ ان سے اپنا وعدہ پورا نہیں کرتا ہے۔ قرآن پاک میں لکھا ہے:

اور نوحؑ نے کہا: اے میرے پروردگار! اب تُو اس زمین پر کافروں کا بستا ہوا ایک گھر بھی مت چھوڑ۔ اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی نسلوں میں بھی اب فاجر اور کافر لوگوں کے سوا اور کوئی پیدا نہیں ہوگا۔[385]

سورہ ھود میں:

اور حکم ہوا کہ اے زمین تو اپنے پانی کو نگل جا اور اے آسمان تو بھی اب تھم جا اور پانی سکھا دیا گیا اور فیصلہ چکا دیا گیا اور کشتی جودی پہاڑ پر جا ٹھہری اور کہہ دیا گیا دوری (ہلاکت) ہے اس قوم کے لیے جو ظالم تھی اور پکارا نوح نے اپنے رب کو اور کہا کہ اے میرے پروردگار! میرا بیٹا میرے اہل میں سے تھا اور یقیناً تیرا وعدہ سچا ہے اور تو تمام حاکموں میں سب سے بڑا اور سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا حاکم ہے اللہ نے فرمایا کہ اے نوح! وہ تمہارے اہل میں سے نہیں ہے اس کے اعمال غیر صالح ہیں تو آپ مجھ سے اس چیز کا سوال نہ کریں جس کے بارے میں آپ کو علم نہیں میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ جذبات سے مغلوب ہوجانے والوں میں سے نہ بنیں۔"[386]

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "اور نوح نے غلطی کی جب خدا نے ان سے کہا کہ وہ اپنے اہل بیت کو کشتی میں داخل کرے اور ان کا بیٹا داخل نہ ہوا، انہوں نے سوچا کہ ان کا بیٹا ان کے اہل بیت سے تھا، اس لیے انہوں نے خدا سے اس

[385] قرآن مجید، سورہ ۷۱ (نوح)، آیات ۲۶-۲۷

[386] قرآن مجید، سورہ ۱۱ (ہود)، آیات ۴۴-۴۶

بارے میں سوال کیا کیونکہ ان کا خیال تھا کہ خدا نے نے ان کے اہل بیت کو بچانے کا وعدہ کیا تھا، لیکن اس کے بجائے ان کا بیٹا تباہ ہو گیا۔"

چنانچہ نوح (علیہ السلام) نے خدا کے اپنے ساتھ کئے گئے وعدے پر سوال اٹھایا اور خدا سے سوال کرنا نامکمل ایمان کی ایک مثال ہے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ نوح (علیہ السلام) اپنی قوم کے ساتھ کافی صبر نہیں کرتے تھے اور انہوں نے خدا کا سزا نیچے لانے کی درخواست کی۔ یہ وہ عمل تھا جس پر ہم نے باب دوم میں ذکر کیا تھا، اور یہ وہ بات ہے جس کے لیے خدا نے انہیں ملامت کی تھی، جبکہ ابلیس اس پر خوش تھا۔ یہاں کا مفہوم یہ ہے کہ ابلیس نے نوح (علیہ السلام) کو عذاب نازل کرنے کی ترغیب دی تھی جبکہ یہ خدا کی مرضی تھی کہ وہ انتظار کرے اور صبر کرے کیونکہ خدا چاہتا تھا کہ لوگوں کو توبہ کرنے کے لئے مزید مہلت دے۔ بظاہر یہی وجہ ہے کہ امام احمد الحسن (منہ السلام) اپنے خطبہ میں یہ کہتے ہیں:

"اور میں "انا" سے پناہ مانگتا ہوں، میں اپنے رب سے جلدی نہیں کروں گا کہ وہ تم پر عذاب نازل کرے اگرچہ میں اسے تم پر سایہ دار دیکھوں، اور میں صبر کروں گا اگرچہ میرا رب چاہے ہزار سال لگائے۔ جب تک کہ خدا اس عمل کو پورا نہ کرے جس کا اس نے پہلے سے حکم دیا تھا اور میں خدا سے تمہاری شکایت نہیں کروں گا۔"[387]

چنانچہ خدا نے نوح (علیہ السلام) کو ٹوکا اور فرمایا کہ نہ جاننے والوں کی طرح نہ بنو۔

موسیٰ کی غلطیاں

موسیٰ (علیہ السلام) نے بھی خدا سے معافی مانگی۔ وہ قرآن پاک میں واضح طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ انہوں نے مصری کو قتل کرکے بہت بڑی غلطی کی:

[387] خطبہ "حوزہ کے طلباء کے لیے، نجف الاشرف اور قم اور دنیا کی ہر جگہ سے" از امام احمد الحسن (منہ السلام)

اور موسٰی (علیہ السلام) شہرِ (مصر) میں داخل ہوئے اس حال میں کہ شہر کے باشندے (نیند میں) غافل پڑے تھے، تو انہوں نے اس میں دو مَردوں کو باہم لڑتے ہوئے پایا یہ (ایک) تو ان کے (اپنے) گروہ (بنی اسرائیل) میں سے تھا اور یہ (دوسرا) ان کے دشمنوں (قومِ فرعون) میں سے تھا، پس اس شخص نے جو انہی کے گروہ میں سے تھا آپ سے اس شخص کے خلاف مدد طلب کی جو آپ کے دشمنوں میں سے تھا پس موسٰی (علیہ السلام) نے اسے مکّا مارا تو اس کا کام تمام کردیا، (پھر) فرمانے لگے: یہ شیطان کا کام ہے (جو مجھ سے سرزَد ہوا ہے)، بیشک وہ صریح بہکانے والا دشمن ہے، 15 (موسٰی علیہ السلام) عرض کرنے لگے: اے میرے رب! بیشک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا سو تو مجھے معاف فرما دے پس اس نے انہیں معاف فرما دیا، بیشک وہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت مہربان ہے،"[388]

قرآن پاک میں بھی موسیٰ ایک اور سنگین غلطی کا ارتکاب کرتے ہیں اور بعد میں صاف توبہ کرتے ہیں:

اور جب موسیٰ ؑ پہنچے ہمارے وقت مقررہ پر اور ان سے کلام کیا ان کے رب نے انہوں نے درخواست کی کہ اے میرے پروردگار! مجھے یارائے نظر دے کہ میں تجھے دیکھوں۔ اللہ نے فرمایا کہ تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے لیکن ذرا اس پہاڑ کو دیکھو اگر وہ اپنی جگہ پر کھڑا رہ جائے تو تم بھی مجھے دیکھ سکو گے تو جب اس ؑ کے رب نے اپنی تجلی ڈالی پہاڑ پر تو کردیا اس کو ریزہ ریزہ اور موسیٰ ؑ گر پڑے بے ہوش ہو کر پھر جب آپ کو افاقہ ہوا تو کہا کہ (اے اللہ!) تو پاک ہے میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں ہوں پہلا ایمان لانے والا!"[389]

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے کہا: "میرے والد، بعض انبیاء کئی بار نبی یا رسول کے طور پر تشریف لائے، کیا موسیٰ کسی دیگر نبی کے طور پر آئے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "انبیاء میں سے موسیٰ (علیہ السلام) صرف موسیٰ (علیہ السلام) کے روپ میں آئے۔" میں نے کہا، "وہ صرف موسیٰ کے روپ میں آئے ہیں؟ یہ حیران کن ہے کیونکہ ہابیل ہارون کے طور پر آئے اور یوسف یرمیاہ کے طور پر آئے

[388] قرآن مجید، سورہ ۲۸ (القصص)، آیات ۱۵-۱۶

[389] قرآن مجید، سورہ ۷ (الاعراف)، آیت ۱۴۳

اور ایلیا یوحنا بپتسمہ دینے والے کے طور پر آئے اور دوسرے انبیاء دوسرے انبیاء کے طور پر آئے، اور موسیٰ ایک عظیم نبی ہیں!"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ خدا کا حکم ہے۔"

میں نے کہا، "سبحان اللہ، میرے والد اس کے پیچھے کیا وجہ ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کیونکہ موسیٰ (علیہ السلام) سے بہت سی غلطیاں ہوئیں اور وہ بہت متجسس تھے۔"

میں نے کہا، "لیکن وہ یوسف اور ہارون سے بہتر تھے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، وہ اس زمانے میں بہتر تھے لیکن موسیٰ (علیہ السلام) کی شکل میں آنے سے پہلے وہ بہتر نہیں تھے۔ انہوں نے ایک خاص غلطی کی اور اس کی وجہ سے وہ کبھی ایک نبی یا نبی کے نائب کے طور پر دوبارہ نہیں آئے۔" میں نے کہا، "خدا کی قسم! برائے مہربانی، میرے والد، اگر میں کبھی متجسس ہوں یا بہت زیادہ سوالات پوچھوں یا کوئی ایسا کام کر رہا ہوں جو مجھے تباہ کر دے تو میرے ساتھ سختی سے پیش آیئے گا اور مجھے روک دیے گا۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں جانتا تھا کہ تم یہ کہو گے اور میں تمہارے کہنے کا انتظار کر رہا تھا۔ موسیٰ کے تجسس کا تعلق خدا کی ذات سے تھا کہ ایسا کیسے اور کیوں اور ایسا کیوں ہے کیا یہ ایسا نہیں تھا، اور باقی آپ جانتے ہیں، یہاں تک کہ اس نے خدا کے خلاف سرکشی کی اور اسے کھلے عام دیکھنے کو کہا۔"

یوسف کی غلطیاں

حضرت یوسف (علیہ السلام) نے ایک شادی شدہ عورت زلیخا کے بارے میں سوچا اور اور یہ ایک ایسی غلطی تھی جس کا حضرت یوسف (علیہ السلام) نے بھی اعتراف کیا۔ یہ گناہ جو زنا کے مترادف تھا، قرآن پاک میں درج ہے:

"اور اس عورت نے ارادہ کیا آپ کا اور آپ بھی ارادہ کرلیتے اس کا اگر نہ دیکھ لیتے اپنے رب کی ایک دلیل یہ اس لیے کہ ہم پھیر دیں اس سے برائی اور بے حیائی کو یقیناً وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھے۔"[390]

انہوں نے یہ بھی کہا: "اور میں اپنے نفس کی برات (کا دعوٰی) نہیں کرتا، بیشک نفس تو برائی کا بہت ہی حکم دینے والا ہے سوائے اس کے جس پر میرا رب رحم فرما دے۔ بیشک میرا رب بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔"[391]

ایک شادی شدہ عورت کے بارے میں سوچنا واقعی واحد گناہ نہیں تھا جو یوسف (علیہ السلام) نے کیا تھا۔ انہوں نے جو جرم کیا وہ زیادہ سنگین تھا، لیکن قرآن کریم نے انہیں چھپا دیا، صرف اس دن اور دور میں امام احمد الحسن (منہ السلام) کے ذریعہ ظاہر کیا گیا ہے۔ ایک دن میں ان سے بات کر رہا تھا، اور میں نے اس معاملے کے بارے میں پوچھا:

میں نے کہا، "میرے والد، یوسف کی غلطی کیا تھی؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جو اس نے زلیخا کے ساتھ کیا۔"

میں نے کہا: "اس نے زلیخا کے ساتھ کیا کیا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اس نے اس کے ساتھ سب کچھ کیا سوائے ہمبستری کے۔" میں نے پوچھا، "لیکن میرے والد، وہ غلطیاں کیوں شمار کی گئیں، یوسف کی زنا یا موسیٰ کا قتل کرنا؟ جب حقیقت میں وہ گناہ نہیں تھے، جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ خدائی مقرر کردہ بادشاہ فقہ اور قانون سے بالاتر ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، لیکن وہ اس وقت نہیں جانتے تھے کہ بعد میں پتہ چلا۔ میں نے کہا کہ جہاں تک موسیٰ (علیہ السلام) کا تعلق ہے تو ہم جانتے ہیں کہ مصری کو قتل کرنا ٹھیک تھا کیونکہ وہ قابیل کا بیٹا اور شیطان کی نسل سے تھا، لیکن یوسف اور داؤد نے جو کیا، یہ کیسے جائز ہے کہ ان کے پاس شادی شدہ عورتوں سے تعلقات ہوں؟ کیا محض اس لیے کہ وہ قانون سے بالاتر ہیں؟"

---

[390] قرآن مجید، سورہ ۱۲ (یوسف)، آیت ۲۴

[391] قرآن مجید، سورہ ۱۲ (یوسف)، آیت ۵۳

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اور کوئی بھی مؤمنہ عورت بشرطیکہ وہ اپنے آپ کو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح) کے لئے دے دے اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی) اسے اپنے نکاح میں لینے کا ارادہ فرمائیں (تو یہ سب آپ کے لئے حلال ہیں)، (یہ حکم) صرف آپ کے لئے خاص ہے (امّت کے) مومنوں کے لئے نہیں."[392]

میں نے کہا، "میں سمجھتا ہوں، آیت میں یہ نہیں بتایا گیا کہ جو عورت اپنے آپ کو دینا چاہتی ہے وہ شادی شدہ ہو یا نہ ہو؟ قرآن پاک میں بھی ارشاد ہے:۔

"یقینا نبی کا حق مومنوں پر خود ان کی جانوں سے بھی زیادہ ہے."[393]

اور روایات میں یہ ہے کہ، "امام زمین اور اس پر موجود چیزوں کے وارث ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بالکل۔"

حضرت یوسف (علیہ السلام) نے ایک اور غلطی بھی کی۔ انہوں نے خالق کے بجائے مخلوق سے مدد مانگی۔ "اور یوسف نے کہا اس شخص سے جس کے بارے میں آپ نے گمان کیا کہ وہ ان دونوں میں سے نجات پائے گا کہ اپنے آقا سے میرا ذکر بھی کرنا تو اسے بھلائے رکھا شیطان نے ذکر کرنا اپنے آقا سے تو آپ رہے جیل میں کئی برس تک."[394]

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے کہا، "خدا نے پہلے یوسف (علیہ السلام) کے لئے تین سال قید مقرر کی تھی لیکن اس غلطی کی وجہ سے اس نے مزید چار سال کا اضافہ کیا۔"

[392] قرآن مجید، سورہ ۳۳ (الاحزاب)، آیت ۵۰

[393] قرآن مجید، سورہ ۳۳ (الاحزاب)، آیت ٦

[394] قرآن مجید، سورہ ۱۲ (یوسف)، آیت ۴۲

یوشع کی غلطیاں

حضرت یوشع (علیہ السلام) نے شیطان کی وجہ سے ایک غلطی کی جب وہ بھول گئے کہ انہوں نے مچھلی کو کہاں چھوڑا تھا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

اس (نوجوان) نے کہا: دیکھئے جب ہم ٹھہرے تھے چٹان کے پاس تو میں بھول گیا مچھلی کو (نگاہ میں رکھنا) اور نہیں مجھے بھلائے رکھا مگر شیطان نے کہ میں (آپ سے) اس کا ذکر کروں اور اس نے تو بنا لیا تھا اپنا راستہ دریا میں عجیب طرح سے۔"[395]

یونس کی غلطیاں

یونس (علیہ السلام) اور ان کی غلطیوں کا ذکر قرآن اور توریت میں موجود ہے۔ انہوں نے اپنے مشن کو مکمل طور پر ترک کرنے اور خدا سے فرار ہونے کی کوشش کی جب خدا نے نینوا پر عذاب نازل نہیں کیا جیسا کہ اس نے وعدہ کیا تھا۔ وہ خدا سے بھی ناراض ہوا: "اور مچھلی والے کو بھی (ہم نے نوازا) جب وہ چل دیا غصے میں بھرا ہوا اور اس نے گمان کیا کہ ہم اسے پکڑ نہیں سکیں گے پس اس نے (اللہ تعالیٰ کو) تاریکیوں کے اندر پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے اور یقیناً میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔"[396] ایک اور آیت میں یہ بھی ارشاد ہوتا ہے: "اور یقیناً یونس ؑبھی رسولوں میں سے تھا۔ جب وہ بھاگ کر پہنچا اس کشتی کی طرف جو (پہلے سے ہی) بھری ہوئی تھیتو انہوں نے قرعہ ڈالا تو وہ ہوگیا دھکیل دیے جانے والوں میں سےتو اس کو نگل لیا مچھلی نے اور وہ ملامت زدہ تھا تو اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتا۔ تو اس کےپیٹ ہی میں رہتا اس دن تک کہ جس میں لوگ اٹھائے جائیں گے تو ہم نے ڈال دیا اسے ایک چٹیل میدان میں اور وہ خستہ حالت میں تھا تو ہم نے اس کے اوپر یقطین کا

[395] قرآن مجید، سورہ ۱۸ (الکہف)، آیت ۶۳

[396] قرآن مجید، سورہ ۲۱ (الانبیاء)، آیت ۸۷

ایک پودا اگا دیا۔ پھر ہم نے اس کو بھیج دیا ایک لاکھ یا اس سے زیادہ لوگوں کی طرف۔ تو وہ ایمان لے آئے اور ہم نے انہیں متاع دنیوی عطا کردی ایک خاص وقت تک۔"[397]

غلطیاں اوتاروں کو متاثر کرتی ہیں

علی الغریفی نے امام احمد الحسن سے پوچھا: "کیا میں ایلیا ہوں جن کا توریت میں ذکر ہے کیونکہ مسلمانوں کی بعض روایات میں الیاس کا نام اور قصہ کہانی ایلیاہ کی طرح ہے؟ "

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "الیاس (علیہ السلام) ایلیا (علیہ السلام) سے مختلف شخص ہیں۔ تاریخ نے الیاس کو صحیح طریقے سے درج نہیں کیا اور لوگ الجھن میں پڑ گئے اور سوچنے لگے کہ الیاس ایلیاہ ہیں (علیہم السلام)۔ اور یہی بات بہت سے دوسرے انبیاء (علیہم السلام) کے بارے میں بھی ہے جن کا تذکرہ تاریخ نے نہیں کیا جیسا کہ عامید (علیہ السلام) اور ان میں سے بعض کا تذکرہ بہت مختصر ہے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ جنگوں اور حملوں کے ساتھ وہ تمام کتاب جن میں ان کا ذکر کیا گیا ہے تباہ ہو گئی ہیں "

الغریفی نے پوچھا، "کیا نام الیاس کا کوئی تعلق یاسین کے خاندان سے تھا، جیسا کہ بعض علماء نے ذکر کیا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "الیاس (علیہ السلام) اپنے اخلاق و منطق اور ظاہری شکل و صورت کے لحاظ سے سید علی (خود علی الغریفی) کی طرح تھے۔ وہ ایک صاف دل، مہربان اور مددگار آدمی تھے۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ نبی تھے یا کوئی پیغام تفویض کرتے تھے، وہ ایک ایسے آدمی تھے جو عورتوں اور اپنی خواہشات کا پیچھا کرتے تھے۔ الیاس (علیہ السلام) بہت سی غلطیاں کرتے تھے، اور وہ ہمیشہ فیصلہ کرنے میں تیز رہتے تھے۔ اگر کوئی الیاس (علیہ السلام) کو جاننا چاہتا ہے تو وہ میرے بیٹے علی (علیہ السلام) کو دیکھ لے۔"

[397] قرآن مجید، سورہ ۳۷ (الصافات)، آیات ۱۳۹-۱۴۸

الغریفی نے کہا: "سبحان اللہ۔ کس کے پاس ان کو بھیجا گیا تھا میرے مولا، اور ان کے لوگ کون تھے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "الیاس بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے تھے۔"

الغریفی نے کہا: "میرے آقا، انہیں کس علاقے میں بھیجا گیا تھا اور کہاں رہتے تھے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "الیاس (علیہ السلام) کو فلسطین، بیت المقدس کی طرف بھیجا گیا۔"

الغریفی نے کہا: "کیا میرے الیاس کے زمانے کے بعد اور اس سے پہلے اور بھی اوتار ہوئے، کیا میں نے اہل بیت (علیہم اسلام) کے ساتھ جنم لیا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم حسین (علیہ السلام) کے ساتھ آئے تھے اور تمہارا کردار معزز تھا۔"

الغریفی نے کہا، "میں کون تھا، مولا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "وہب نسرانی۔"

الغریفی نے کہا: "کیا میں حسین (علیہ السلام) کے ساتھ شہید ہوا تھا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "وہب الیاس سے بہتر ہیں، کیونکہ اس نے حسین (علیہ السلام) کے زمانے میں حق کو فتح دلائی تھی، ایک ایسے وقت میں جب جیتنے والے بہت کم تھے۔"

الغریفی نے کہا: "اے میرے آقا، کیا وہب نسرانی کے اوتار کے بعد میرا کوئی اور اوتار تھا اور کیا وہ اہل بیت (علیہم السلام) کے ساتھ اوتار تھا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: " پچھلے اوتار میں تم ایک شخص تھے جو امیر تھے، لیکن وہ معذور تھے، تم آزمائش میں مبتلا ایک انسان تھے۔ اور تم بہت سخی تھے، اور تمہاری کوئی اولاد نہیں تھی اور تم نے مرنے سے پہلے اپنی ساری رقم یتیموں کو دے دی۔"

الغریفی نے کہا: "کیسے، میرے مولا؟ کیا یہ ائمہ اطہار (علیہم السلام) کے کسی زمانے میں تھا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں، یہ تقریباً ۵۰۰ سال پہلے کی بات ہے۔"

الغریفی نے کہا: "کیا یہ سخی آدمی وہب نسرانی سے بہتر تھا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہرگز نہیں۔"

الغریفی نے کہا: "کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے پچھلے اوتار میں اپنی قسمت کھو دی تھی اور میں اس درجہ میں اتنا نہیں بڑھا تھا کہ میں وہب کے برابر یا اس سے بہتر ہوں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں بیٹا، چیزوں کا اس طرح حساب نہیں ہوتا۔ پچھلا اوتار تمہارے لیے ایک عظیم امتحان کی طرح تھا تاکہ تم اس مقام تک پہنچو جس پر تم آج ہو۔"

الغریفی نے کہا: "میرے آقا، مجھے پوچھنے کی اجازت دیں، کیا میں اس امتحان میں کامیاب ہوا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں میرے بیٹے، تم پاس ہو گئے اور اگر تم نہ گزرتے تو میں ابھی تم سے بات نہ کر رہا ہوتا، اور تم اس مبارک دین کے بارے میں بھی نہ سنا ہوتا۔ آج الیاس (علیہ السلام) ایک رہنما ہیں۔"

الغریفی نے کہا، "لہٰذا ہر اوتار میں ہم ایک حد تک محنت کرتے ہیں اور اسی ڈگری کی بنیاد پر ہمارا اہل بیت محمد (علیہم السلام) کی خدمت میں ایک کردار ہوتا ہے اور اگر ہم زیادہ محنت کرتے ہیں تو ہم اہل بیت (علیہم السلام) کی خدمت میں زیادہ کردار ادا کرتے ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ اگر الیاس سے اتنی غلطیاں نہ ہوتیں تو شاید ان کا کردار بڑا ہوتا، کیونکہ جیسا کہ میں سمجھتا ہوں، اگر ہم الیاس کا موازنہ عیسیٰ (علیہ السلام) سے کریں یا ان سے بہتر نبی سے کریں تو ہمیں معلوم ہوتا کہ الیاس نے اپنی خوش قسمتی کو کھو دی۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں بیٹا، بہت اچھا کام کیا۔"

الغریفی نے کہا: "اسی وجہ سے میرے آقا، میں اہل بیت کی خدمت کے اعلیٰ درجات تک پہنچنے کی خواہش رکھتا ہوں، لیکن راستہ لمبا ہے، رزق کم ہے اور حالت ایسی نہیں ہے کہ رشک کیا جائے۔ لیکن میں راستے پر تیزی سے آگے بڑھنا چاہتا ہوں کیونکہ وقت ختم ہو رہا ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بہت اچھا کام میرے بیٹے، میں تمہارے لیے نیکی اور کامیابی کا خواہاں ہوں، میرے بیٹے، خدا کے دین کی خدمت میں، سر تسلیم خم کرنے کے لیے۔ تمارے یقین اور اعتماد سے کشتی چلے گی۔ میرے بیٹے، تم نے اپنا بہت سا وقت ضائع کیا ہے، لیکن اگر تم اپنی پوری طاقت، دل اور خلوص کے ساتھ آگے بڑھو گے تو انشاء اللہ تم اس کا ازالہ کرو گے۔"

اس گفتگو میں ہم بہت سے اہم نکات سیکھتے ہیں۔ ہم سیکھتے ہیں کہ انبیاء و مرسلین نے انبیاء ہونے سے پہلے اور بعد میں اپنی زندگیوں میں غلطیاں اور گناہ کیے تھے۔ وہ پیدائش سے لے کر موت تک معصوم نہیں تھے، بلکہ اس کے بعد انہوں نے معصومیت انبیاء بننے کے بعد حاصل کی اس لیے وہ فطری طور پر معصوم نہیں تھے۔ ہم یہ بھی سیکھتے ہیں کہ ایک نبی اپنی زندگی میں جتنی کم غلطیاں کرتا ہے، وہ وہ اتنا عظیم ہوتا ہے، اور جتنی زیادہ غلطیاں ہوتی ہیں، وہ اتنا ہی کم ہوتا ہے، اور یہ سب اس کے آنے والے اوتاروں میں ایک کردار ادا کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی خاص اوتار میں پاس نہ ہو تو ممکن ہے کہ وہ اس مذہب کے بارے میں نہ سنے۔

حنوک (علیہ السلام) نے اپنی قوم کے خلاف دعا کی کہ خدا انہیں بھوکا رکھے۔ داؤد (علیہ السلام) نے اپنے ایک سپاہی کو قتل ہونے کے لیے کھڑا کیا کیونکہ وہ اس کی بیوی بتشبع کو چاہتے تھے[398]۔ سمسون (علیہ السلام) کو دلیلہ نے بہکایا۔ حضرت لوط (علیہ السلام) سدوم اور عمورہ کو چھوڑنے میں تذبذب کا شکار تھے۔ حضرت یعقوب (علیہ السلام) نے غریب آدمی کی میزبانی کرنے سے انکار کردیا۔ انبیاء و مرسلین کی غلطیاں بہت زیادہ ہیں۔ ہم نے کچھ کو درج کیا ہے، اور باقی ہم پڑھنے والے پر چھوڑ دیتے ہیں۔ مقدس صحیفے اور روایات ان واقعات سے انبیاء و مرسلین کے انسانی پہلو کی یاددہانی کے طور پر بھری پڑی ہیں۔ یہ واقعات ہم سب کو حیران کر دیتے ہیں کہ خدا نے ایسے نامکمل لوگوں کو رسولوں کے طور پر کیوں چنا؟ کیا اس لیے تھا کہ خدا خود نامکمل ہے کہ اس نے نامکمل رسول بھیجے، یا اس لئے کہ انسانیت فطری طور پر ناقص ہے؟ کیا انسانیت کی حالت ایسی ہے کہ کامل رسول کا بھیجنا ناممکن ہے؟

یعقوب خدا کے ساتھ لڑتے ہیں؟

آدم (علیہ السلام) خدا کی نافرمانی کیوں کرے گا جب ابلیس نے اس پر الہام کیا تھا؟ کیا یہ اس لیے تھا کہ آدم (علیہ السلام) نے خدا پر شک کیا؟ کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ خدا کی طرف سے اور شیطان کی طرف سے الہام کے درمیان فرق نہیں کر سکتا تھا؟ یا

[398] مقدس انجیل، ۲ سموئیل کی کتاب، باب ۱۱-۱۲

یہ کہ ابلیس اپنے آپ کو نور کا فرشتہ بنا کر یا خود خدا کے طور پر پیش کر کے انبیاء کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہوا؟ کیا ابلیس نے انبیاء و مرسلین بھیجنے میں فعال کردار ادا کیا تھا؟ پیدائش کی کتاب میں، ہمیں یعقوب (علیہ السلام) اور ایک اجنبی کے درمیان ایک بہت ہی عجیب و غریب سامنا ہے جسے وہ غلط فہمی سے خدا سمجھتے ہیں

۲۲اور وہ اُسی رات اُٹھا اور اپنی دونوں بیویوں دونوں لَونڈیوں اور گیارہ بیٹوں کو لے کر اُن کو یبوق کے گھاٹ سے پار اُتارا۔
۲۳اور اُن کو لے کر ندی پار کرایا اور اپنا سب کُچھ پار بھیج دِیا۔
۲۴اور یعقُوبؔ اکیلا رہ گیا اور پَو پھٹنے کے وقت تک ایک شخص وہاں اُس سے کُشتی لڑتا رہا۔
۲۵جب اُس نے دیکھا کہ وہ اُس پر غالِب نہیں ہوتا تو اُس کی ران کو اندر کی طرف سے چُھوا اور یعقُوبؔ کی ران کی نس اُس کے ساتھ کُشتی کرنے میں چڑھ گئی۔
۲۶اور اُس نے کہا مُجھے جانے دے کیونکہ پَو پھٹ چلی۔ یعقُوبؔ نے کہا کہ جب تک تُو مُجھے برکت نہ دے مَیں تُجھے جانے نہیں دُوں گا۔
۲۷تب اُس نے اُس سے پُوچھا کہ تیرا کیا نام ہے؟ اُس نے جواب دِیا یعقُوبؔ۔
۲۸اُس نے کہا کہ تیرا نام آگے کو یعقُوبؔ نہیں بلکہ اِسرائیلؔ ہو گا کیونکہ تُو نے خُدا اور آدمیوں کے ساتھ زور آزمائی کی اور غالِب ہُوا۔
۲۹تب یعقُوبؔ نے اُس سے کہا کہ مَیں تیری مِنّت کرتا ہُوں تُو مُجھے اپنا نام بتا دے۔ اُس نے کہا کہ تُو میرا نام کیوں پُوچھتا ہے؟ اور اُس نے اُسے وہاں برکت دی۔
۳۰اور یعقُوبؔ نے اُس جگہ کا نام فنی ایلؔ رکھّا اور کہا کہ مَیں نے خُدا کو رُوبرُو دیکھا تَو بھی میری جان بچی رہی۔
۳۱اور جب وہ فنی ایلؔ سے گُذر رہا تھا تو آفتاب طلُوع ہُوا اور وہ اپنی ران سے لنگڑاتا تھا۔
۳۲اِسی سبب سے بنی اِسرائیل اُس نس کو جو ران میں اندر کی طرف ہے آج تک نہیں کھاتے کیونکہ اُس شخص نے یعقُوبؔ کی ران کی نس کو جو اندر کی طرف سے چڑھ گئی تھی چُھو دِیا تھا۔[399]

کیا یہ پہلوان واقعی خدا تھا؟ اگر وہ خدا ہوتے تو یعقوب (علیہ السلام) ان سے کشتی کیوں کرتے؟

[399] مقدس انجیل، پیدائش کی کتاب، باب ۳۲، آیات ۲۲-۲۳

حضرت یعقوب (علیہ السلام) اس شخص کا نام کیوں پوچھ رہے تھے اور برکت کیوں مانگ رہے تھے؟ عبرانی میں اسرائیل نام کا ایک مطلب ہے "وہ جو خدا کے ساتھ کشتی لڑتا ہے۔"[400] عربی میں اس کا مطلب ہے "خدا کا بندہ"[401]۔ یعقوب (علیہ السلام) سے کشتی لڑنے والا واضح طور پر خدا نہیں تھا بلکہ گرا ہوا فرشتہ ابلیس تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ یعقوب (علیہ السلام) نے خدا اور ابلیس دونوں کے درمیان فرق کرنے کی جدوجہد کی۔

حضرت یعقوب (علیہ السلام) کو اسرائیل کا جو نام دیا گیا تھا، اس کا دوہرا مطلب تھا۔ کیونکہ حضرت یعقوب (علیہ السلام) نے ابلیس سے کشتی لڑی تھی اور خدا کے بندے تھے۔ جیسا کہ ہم دیکھ سکتے ہیں، انبیاء و مرسلین نامکمل تھے اور بعض اوقات خدا اور ابلیس کے درمیان بالکل تمیز کرنے سے قاصر تھے۔ لہذا، وہ دونوں کی طرف سے حوصلہ افزائی اور آگے بھیجے گئے تھے۔

ایک بار جب خدا کسی نبی کو بھیجتا تو ابلیس ہمیشہ پیغمبر کو خدا کا روپ دھار کر قبول کرنے کی کوشش کرتا تھا اور اسے ایسے کام کرنے کی ترغیب دیتا تھا جو اسے بعد میں مصیبت میں ڈال دیں یا اسے خدا کے راستے اور اصل پیغام سے ہٹا دیں۔

توریت کے انبیاء

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے کہا: "کیا ابلیس نے قدیم انبیاء کو بھیجا تھا؟" پھر میں خاموش ہو گیا۔

امام (منہ السلام) ہنسنے لگے اور وہ فرمائے: "میرے بیٹے، میں جانتا ہوں، لیکن یہ الفاظ نامکمل ہیں۔ تم نے مجھے ہنسایا بیٹا۔"

میں نے کہا، "کیوں، میرے والد؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کیونکہ تم خاموش ہو گئے اور میں ابھی تک ہنس رہا ہوں۔" میں ان کے ہنسنے پر ہنسنے لگا لیکن مجھے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیوں ہنس رہے ہیں۔

---

[400] یعقوب کو ایک فرشتہ کے ساتھ کشتی کرنے کے بعد اسرائیل کا نام دیا گیا تھا (پیدائش کی کتاب ۳۲:۲۸، ۳۵:۱۰)۔ اس کا مطلب وہ بھی ہو سکتا ہے جو خدا کے ساتھ فتح مند ہے۔

[401] عربی میں لفظ "اسرائیل" کا مطلب "خدا کا بندہ" ہے کیونکہ یہ 'اسیر' کا مرکب ہے جس کا مطلب ہے قیدی یا غلام، جس کا مطلب ہے عبد اللہ۔

میں نے کہا، "میرے والد، اپنی ہنسی کی حقیقت بتایئے، کیا ابلیس نے عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے تمام انبیاء بھیجے تھے؟ اور اب اللہ تعالیٰ نے آپ کے کرم سے ان سب کو واپس کردیا یا یہ کیسے ہوا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کائنات تمہارے لیے فدیہ ہو۔ جی ہاں، تمہاری قسم ایسا ہی ہوا۔" میں نے کہا، "سبحان اللہ... سبحان اللہ... سبحان اللہ... انہیں دوسرا موقع ملا کیونکہ وہ سب واقعی یہ سمجھتے تھے کہ ابلیس خدا ہے؟!"

امام (منہ السلام) پھر ہنسنے لگے اور وہ فرمائے: "اللہ تمہیں خوش رکھے کہ تم نے مجھے ہنسایا، یہاں تک کہ میں ہنس رہا ہوں، دیکھو ابا جعفر (علیہ السلام) میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہنس رہے ہیں اور انہیں خبر نہیں ہے کہ میں کس بات پر ہنس رہا ہوں۔"

میں نے کہا، "تو میرے والد، کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ نامکمل کلام انبیاء تھے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔"

میں نے کہا، "اور اس وقت ان کی روحیں مضبوط نہیں تھیں اور تاریکی میں گھل مل گئی تھیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔"

میں نے کہا: "تو کیا وہ یک وقت خدا اور ابلیس دونوں کا حکم لے رہے تھے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، میں تمہیں ایک مثال دیتا ہوں۔ یوسف کی روح، آج سے یا چند ہزار سال پہلے کب بہتر تھی؟"

میں نے کہا، "جہاں تک میں نے آپ سے سیکھا ہے، آج ہر ایک کو پہلے سے بہتر ہونا چاہیے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بہت اچھا کام، اور یہ اس لیے کہ آج تم ایک قائم ہو، اے قائم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔"

میں نے کہا: "تو کیا ان دنوں میں کچھ معاملوں میں ابلیس کے حکم کی تعمیل کر رہا تھا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بالکل ٹھیک۔" میں نے کہا، "تو یعقوب کی ایک فرشتے سے کشتی کی پوری کہانی، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے خدا سے کشتی لڑی، یہ ابلیس تھا، صحیح؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، یہ صحیح ہے، اور دیکھو آج اس کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ دیکھو اور صورت حال کی شدت کا احساس کرو۔ اگر تم معاملے پر غور سے غور کرو گے تو تمہیں اندازہ ہوگا کہ معاملہ کتنا خطرناک ہے، انتہائی خطرناک ہے۔"

میں نے کہا، "میرے والد، حضرت عیسی مسیح (علیہ السلام) سے پہلے کیا کتابیں اور فقہ ابلیس کی وحی کے ساتھ خدا کی طرف سے وحی کا مرکب تھیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بالکل میرے بیٹے، کیونکہ انبیاء اس قابل نہیں تھے کہ مکمل اور کامل دین کو لوگوں تک پہنچا سکیں۔ یہ مشکل تھا، بلکہ کبھی کبھی ناممکن بھی تھا۔ دیکھو، یہاں تک کہ اس زمانے میں، جب کہ روئے زمین پر ہمارے پاس بہترین انصار ہونے چاہیئے ہیں، پھر بھی ہم لوگوں کے خوف سے بعض معاملات کے بارے میں بات کرنے سے گریز کرتے ہیں اور بہت سی سچائیوں کو چھپاتے ہیں (کہ کہیں وہ کفر نہ کریں)۔ ہم نہیں بول سکتے، تو اس زمانے میں کیا ہوتا ہوگا؟" میں نے کہا، "حقیقت ہے، کیا ابلیس انبیاء کو آیات کے ذریعے اپنے مقدس صحیفوں میں شامل کرنے کی ترغیب دیتا تھا، اور کیا وہ اس سے الجھ جاتے تھے (یہ سوچ کر کہ یہ خدا کی طرف سے ہے)؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، وہ ایسا کرتا تھا، اور اس کی دلیل وہ غلطیاں ہیں جو انہوں نے کیں اور وہ مسائل جو ان میں سے بعض کو ان کی دعوتوں میں پیش آئیں۔"

میں نے کہا، "لیکن کیا آپ کے بعد یہ مسئلہ پھر کبھی آئے گا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں، ایسا کبھی دوبارہ نہیں ہوگا۔ اے میری آنکھوں کی روشنی، آرام سے رہ۔"

میں نے امام کے قہقہے پر غور کیا، اور اس سے مجھے نجع حمادی لائبریری سے عظیم شیث کا دوسرا کتابچہ یاد آیا، جس میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا تھا:

کیونکہ آدم ایک نشانہ تضحیک تھا، کیونکہ اسے یہبدوماد نے ایک جعلی قسم کا آدمی بنا دیا تھا، گویا وہ مجھ سے اور میرے بھائیوں سے زیادہ طاقتور ہو گیا تھا۔ ہم اُس کے حوالے سے بے قصور ہیں، کیونکہ ہم نے گناہ نہیں کیا۔ اور ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب نشانہ تضحیک تھے، کیونکہ ان کو، ان جعلی باپوں کو، یہبدوماد نے ایک نام دیا تھا، جیسے کہ وہ مجھ سے اور میرے بھائیوں سے زیادہ طاقتور ہو گئے تھے. ہم اُس کے حوالے سے بے قصور ہیں، کیونکہ ہم نے گناہ نہیں کیا۔ داؤد نشانہ تضحیک تھا کہ اس کے بیٹے کو

ابن آدم کا نام دیا گیا تھا، ہیبدوماد سے متاثر ہو کر گویا وہ مجھ سے اور میری نسل کے ساتھی ارکان سے زیادہ مضبوط ہو گیا تھا۔ لیکن ہم اس کے حوالے سے بے قصور ہیں۔ ہم نے گناہ نہیں کیا۔ سلیمان ایک نشانہ تضحیک تھا، کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ وہ مسیح ہے، ہیبدوماد کے ذریعے بیکار ہو گیا، گویا وہ مجھ سے اور میرے بھائیوں سے زیادہ طاقتور ہو گیا۔ لیکن ہم اس کے حوالے سے بے قصور ہیں۔ میں نے گناہ نہیں کیا۔ بارہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نشانہ تضحیک تھے کیونکہ وہ تقلید کے طور پر سامنے آئے ہیں۔ وہ وجود میں ہیبدوماد کے ذریعے جعلی بن کر آئے، گویا وہ مجھ سے اور میرے بھائیوں سے زیادہ طاقتور تھے۔ لیکن ہم اُس کے حوالے سے بے قصور ہیں، کیونکہ ہم نے گناہ نہیں کیا۔ موسیٰ، ایک ایماندار نوکر، ایک نشانہ تضحیک تھا، جسے "دوست" کا نام دیا گیا تھا، کیونکہ اُس نے اُس کے بارے میں غلط گواہی دی جو مجھے کبھی نہیں جانتا تھا۔ نہ وہ اور نہ ہی اس سے پہلے والے، آدم سے لے کر موسیٰ اور یوحنا بپتسمہ دینے والے تک، ان میں سے کوئی بھی مجھے یا میرے بھائیوں کو نہیں جانتا تھا۔ کیونکہ ان کے پاس خوراک کے قوانین اور تلخ غلامی پر عمل کرنے کے لیے فرشتوں کا عقیدہ تھا، کیونکہ وہ کبھی سچائی کو نہیں جانتے تھے اور نہ ہی جانیں گے۔ کیونکہ اُن کی جان پر ایک بڑا فریب ہے جس کی وجہ سے اُن کے لیے اُس کو جاننے کے لیے آزادی کا کوئی نُوس ملنا ناممکن ہو جاتا ہے جب تک کہ وہ ابنِ آدم کو نہ جان لیں۔ اب میرے باپ کے بارے میں نامکمل کلام میں وہ ہوں جسے دنیا نہیں جانتی تھی، اور اس وجہ سے، (دنیا) میرے اور میرے بھائیوں کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی۔ لیکن ہم اس کے حوالے سے بے قصور ہیں۔ ہم نے گناہ نہیں کیا۔[402]

یہیں پر میں نے محسوس کیا کہ حضرت عیسیٰ مسیح سے پہلے جتنے انبیاء اور مرسلین آئے وہ نامکمل تھے۔ وہ اپنے والد آدم (علیہ السلام) کی طرح تھے۔ آدم (علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا تھا۔

خدا کی طرف سے الٰہی الہام حاصل ہوا، لہذا:

[402] عظیم شیث کا دوسرا مخطوطہ، نجع حمادی مجموع

اور ہم نے کہا اے آدم ! رہو تم اور تمہاری بیوی جنت میں اور کھاؤ اس میں سے بافراغت جہاں سے چاہو۔ مگر اس درخت کے قریب مت جانا۔ ورنہ تم ظالموں میں سے ہوجاؤ گے۔[403]

آدم (علیہ السلام) بھی ابلیس سے سن سکتے تھے اور الہام حاصل کرسکتے تھے، اس لیے:

"پس شیطان نے انہیں (ایک) خیال دلا دیا وہ کہنے لگا: اے آدم ! کیا میں تمہیں (قربِ الٰہی کی جنت میں) دائمی زندگی بسر کرنے کا درخت بتا دوں اور (ایسی ملکوتی) بادشاہت (کا راز) بھی جسے نہ زوال آئے گا نہ فنا ہوگی."[404]

آدم (علیہ السلام) کی بھی آزادی تھی اور انہوں نے بعض اوقات خدا کی اطاعت کا انتخاب کیا، لیکن انہوں نے ابلیس کی اطاعت کا بھی انتخاب کیا، چنانچہ:

"تو اس نے دھوکہ دے کر انہیں مائل کر ہی لیا تو جب ان دونوں نے چکھ لیا اس درخت کے پھل کو تو ظاہر ہوگئیں ان پر ان کی شرمگاہیں اور وہ لگے گانٹھنے جنت کے (درختوں کے) پتوں کو اپنے اوپر (لباس بنانے کے لیے) اور اب آواز دی ان دونوں کو ان کے رب نے کہ کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا اس درخت سے اور کیا میں نے تم سے کہا نہیں تھا کہ شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے۔ (اس پر) وہ دونوں پکار اٹھے کہ اے ہمارے رب ہم نے ظلم کیا اپنی جانوں پر اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ فرمایا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہم تباہ ہونے والوں میں سے ہوجائیں گے."[405]

---

[403] قرآن مجید، سورہ ۲ (البقرہ)، آیت ۳۵

[404] قرآن مجید، سورہ ۲۰ (طٰہٰ)، آیت ۱۲۰

[405] قرآن مجید، سورہ ۷ (الاعراف)، آیات ۲۲-۲۳

ابلیس آدم (علیہ السلام) سے باز نہیں آیا، بلکہ اس نے آدم (علیہ السلام) کے بعد تمام انبیاء و مرسلین میں دخل اندازی کی اور انہیں فتنے میں ڈالنے کی کوشش کی۔ وہ ان سب کے ساتھ ایک حد تک مداخلت کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کی مداخلت کا ثبوت ان کی غلطیوں سے ملتا ہے۔

"اور ہم نے نہیں بھیجا آپ سے پہلے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی مگر یہ کہ جب اس نے خود کوئی خیال باندھا تو شیطان نے اس کے خیال میں خلل اندازی کی تو اللہ منسوخ کردیتا ہے اسے جو کچھ شیطان نے ڈالا ہوتا ہے پھر اللہ اپنے فیصلوں کو پختہ کردیتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا کمال حکمت والا ہے۔"[406]

اس لیے ایسے رسولوں کے آنے کی ضرورت پیش آئی جو ابلیس کے فتنوں کا مقابلہ کر سکیں۔ انبیاء اور رسولوں کی ضرورت تھی جو واضح طور پر خدا کے اور ابلیس کے کلام میں فرق کر سکیں۔ ان میں آزمائش کا مقابلہ کرنے، سچے کلام کو پہچاننے اور خدا کی مکمل اطاعت کرنے کی صلاحیت ہونی تھی۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) ان رسولوں میں سے پہلے تھے جنہوں نے یہ کام کیا۔

مکمل کلام

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) انبیاء و مرسلین کی صف میں ایک نئی شروعات کرتے ہیں۔ اس کے بہت سے ثبوت موجود ہیں۔ امام الصادق (منہ السلام) ایک لمبی دعا میں فرماتے ہیں: "میں تجھ سے تیرے جلال کے نام میں سوال کرتا ہوں، جو کوہ سینا پر ظاہر ہوا، جس کے ذریعہ تو نے اپنے بندے اور موسیٰ ابن عمران کے رسول سے کلام کیا۔ میں تجھ سے سعیر میں تیرے عروج اور کوہ فاران پر تیرے ظہور کے نام میں سوال کرتا ہوں...[407]

---

[406] قرآن مجید، سورہ ۲۲ (الحج)، آیت ۵۲

[407] بحار الانوار، المجلسی، ج۔ ۸۷، ص۔ ۹۹

یہ استثنیٰ کی کتاب میں بھی کہا گیا ہے:-

خُداوند سِینا سے آیا اور شعِیر سے اُن پر آشکارا ہُوَا۔ وہ کوہِ فاران سے جلوہ گر ہُوَا اور لاکھوں قُدسِیوں میں سے آیا۔ اُس کے دہنے ہاتھ پر اُن کے لِئے آتشی شرِیعت تھی۔[408]

چنانچہ جب موسیٰ (علیہ السلام) کا نام لیا گیا، عیسیٰ (علیہ السلام) کو سعیر میں خدا کا عروج اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو فاران میں خدا کے ظہور کے طور پر بیان کیا گیا۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ سورج کا طلوع ہونا وہ پہلا عمل ہوتا ہے جو سورج ظاہر ہونے سے پہلے کرتا ہے۔ اس سے پہلے اندھیرا ہوتا ہے۔ پس حضرت عیسیٰ کا ظہور (علیہ السلام) تمام انبیاء و مرسلین میں سب سے مکمل اور سب سے کامل مترجم اور تخلیق میں خدا کی سب سے مکمل عکاسی تھے۔ آدم سے لے کر یوحنا بپتسمہ دینے والے تک، حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) ان سب سے عظیم اور مکمل تھے۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے اس حقیقت کا اعلان کیا اور انہوں نے اس حقیقت کا اعلان کیا کہ ان سے پہلے تمام انبیاء نامکمل تھے۔ یوحنا کی کتاب میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) فرماتے ہیں: جِتنے مُجھ سے پہلے آئے سب چور اور ڈاکُو ہیں مگر بھیڑوں نے اُن کی نہ سُنی۔
[409]

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اور حسین ابن علی (علیہ السلام) کے درجات میں کوئی فرق نہیں ہے۔" ہم جانتے ہیں کہ عیسیٰ (علیہ السلام) جبرائیل (علیہ السلام) تھے، جو چادر کساء کے نیچے چھٹے شخص تھے (اہل کساء میں سے)۔ جو لوگ اس واقعے سے ناواقف ہیں، ان کے لیے فاطمہ الزہرہ (منہا السلام) کی روایت کا ایک اقتباس یہ ہے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے میرے فرشتو! اے اہلِ جنت! میں نے یہ ٹھوس فضا، اچھی طرح پھیلی ہوئی زمین، روشن چاند، چمکتا ہوا سورج، گھومتے سیارے، لہراتے سمندر اور تیرتی کشتیاں ان پانچ افراد کی خاطر جو چادر کساء کے اندر ہیں، ان کی محبت میں بنائی ہیں۔" اس پر حضرت جبرائیل (علیہ السلام) نے پوچھا: اے رب! چادر کساء کے نیچے کون ہیں؟" خداوند تعالی نے فرمایا: "وہ پیغمبر کے اہل بیت اور نبوت کا اثاثہ ہیں۔ وہ فاطمہ، ان کے والد، ان کے شوہر اور ان کے دو بیٹے ہیں۔" جبرائیل نے

---

[408] مقدس انجیل، کتاب استثناء، باب ۳۳، آیت ۲

[409] مقدس انجیل، یوحنا کی کتاب، باب ۱۰، آیت ۸

کہا: "اے رب ! مجھے بھی اجازت دے کہ میں زمین پر اتروں اور چادر کے اندر چھٹا ہو کر ان کے ساتھ شامل ہو جاؤں''۔ رب نے کہا: "تمہیں اجازت ہے۔" چنانچہ حضرت جبرائیل (علیہ السلام) زمین پر آئے اور عرض کیا: "یا رسول اللہ ! آپ پر سلامتی ہو۔ مہربان رب، اللہ تبارک وتعالیٰ آپ پر اپنا فضل اور رحمت نازل کرنے کے لیے آپ کو سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے: "میرے فضل اور بزرگی کی قسم ! میں نے یہ ٹھوس آسمان، اچھی طرح پھیلی ہوئی زمین، روشن چاند، چمکتا ہوا سورج، گھومتے سیارے، لہراتے سمندر اور تیرتی ہوئی کشتیاں آپ کی خاطر اور آپ کی محبت کے لیے پیدا کی ہیں اور رب العالمین نے مجھے آپ کے ساتھ چادر کے نیچے شامل ہونے کی اجازت دی ہے۔ اے اللہ کے نبی ! کیا میں چادر کے نیچے آسکتا ہوں؟" حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "اے الٰہی کے علمبردار ! آپ پر بھی سلامتی ہو۔ ہاں، آپ اندر آسکتے ہیں۔" پھر جبرائیل (علیہ السلام) بھی چادر کے نیچے آگئے۔ اس کے بعد آپ نے میرے والد سے فرمایا: "اللہ تعالیٰ آپ کی طرف وحی بھیجتا ہے اور فرماتا ہے: 'بے شک اللہ چاہتا ہے کہ آپ کو نجاست (اور عیبوں) سے دور رکھے اور آپ کو پاکیزہ کرے جیسے پاکیزہ کرنے کا حق ہے۔'"[410]

چونکہ یہ نازل ہوا کہ جبرائیل عیسیٰ (علیہ السلام) ہیں، ہم جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اہل چادر (اہل کساء) میں سے ایک ہیں جن کو خدا نے عزت بخشی اور نجاست سے اور شیطان کے الہام سے اچھی طرح پاک کیا۔

ہم جانتے ہیں کہ قرآن پاک میں خدا نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) سے پہلے نبی یحییٰ بپتسمہ دینے والے کے بارے میں اس طرح بات کی ہے:

"اور سلام اس پر جس دن اس کی ولادت ہوئی جس دن اسے موت آئے اور جس دن وہ اٹھایا جائے زندہ کر کے[411]"۔ جب کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا یہ قول قران مجید میں نقل کیا گیا ہے:

"اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں جنا گیا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن مجھے اٹھایا جائے گا زندہ کر کے۔"[412]

---

[410] الاسرار فاطمیہ، شیخ محمد فاضل المسعودی، ص. ۱۸۴

[411] قرآن مجید، سورہ ۱۹ (مریم)، آیت ۱۵

[412] قرآن مجید، سورہ ۱۹ (مریم)، آیت ۳۳

پس حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اپنے نفس پر سلامتی بھیج رہے ہیں، جب کہ یوحنا اور ان سے پہلے کے انبیاء کو ان پر سلامتی بھیجنے کے لیے کسی کی ضرورت ہے۔

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "میں دنیا اور آخرت میں عیسیٰ ابن مریم کے لوگوں میں سب سے زیادہ قریب ہوں۔"[413]

آدم سے لے کر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تک تمام انبیاء و مرسلین کے لحاظ سے سب سے بہتر انبیاء و مرسلین محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) تھے۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے مجھ سے کہا:

"حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی والدہ مریم دوبارہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی والدہ آمنہ کے طور پر تشریف لے آئیں تھیں۔" پس، مختصراً، ہم سمجھتے ہیں کہ عیسیٰ (علیہ السلام) کامل رسول کی نمائندگی کرتے ہیں اور خدا کے حقیقی عروج کی نمائندگی کرتے ہیں، اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مخلوق میں خدا کا رسول اور اس کا زیادہ کامل نمائندہ ہیں۔
وہ شیطان کے فتنہ سے پاک ہوتے ہیں، جب کہ ان سے سابقہ انبیاء و مرسلین پر ان کا اثر ہوتا تھا اور ان کے پیغامات میں خدا کی سچائی اور شیطان کی جھوٹ ملی ہوتی تھی۔ عیسی اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شیطان کے فرمانبردار نہیں تھے اور نہ ہی آپ اس سلسلے میں الجھن میں تھے۔ شیطان کی آزمائشوں کو عیسی کی طف سے رد کرنے کا عمل انجیلوں میں بہت زیادہ واضح کیا گیا ہے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کو ایک خاص وجہ سے واضح کی گئی ہے۔ تین بار انہیشیطان نے آزمایا اور تین بار شیطان کی اطاعت سے انکار کر دیا۔ ایک بار اس نے ان کو پتھر کو روٹی میں بدلنے سے آزمایا، دوسری بار ان سے کہا جاتا ہے کہ وہ زمین پر حکمرانی کے بدلے شیطان کی عبادت کرے، اور تیسری بار انہیں مندر کے اونچے چوٹی پر چھلانگ لگانے کو کہا جاتا ہے۔ لوقا کی کتاب میں لکھا ہے:

۱ پھر یسُوعؔ رُوحُ القُدس سے بھرے ہُوئے یَردَن سے لَوٹے اور چالیس دِن تک رُوح کی ہدایت سے بیابان میں پِھرتے رہے۔
۲ اور اِبلِیس اُنہیں آزماتا رہا۔ اُن دِنوں میں اُنہوں نے کُچھ نہ کھایا اور جب وہ دِن پُورے ہو گئے تو اُنہیں بُھوک لگی۔

[413] میزان الحکمۃ (حکمت کا پیمانہ)، محمد الریشہری، جلد ۔ ۴، ص۔ ۳۲۰۲

۳اور اِبلِیس نے اُن سے کہا کہ اگر تم خُدا کے بیٹے ہو تو اِس پتّھر سے کہو کہ روٹی بن جائے۔
۴یسُوعؔ نے اُس کو جواب دِیا، لِکھا ہے کہ آدمی صِرف روٹی ہی سے جِیتا نہ رہے گا۔
۵اور اِبلِیس نے اُسے اُونچے پر لے جا کر دُنیا کی سب سلطنتیں پَل بھر میں دِکھائیں۔
۶اور ان سے کہا کہ یہ سارا اِختیار اور اُن کی شان و شوکت مَیں تمہیں دے دُوں گا کیونکہ یہ میرے سپُرد ہے اور جِس کو چاہتا ہُوں دیتا ہُوں۔
۷پس اگر تم میرے آگے سِجدہ کروگے تو یہ سب تمہارا ہو گا۔
۸یسُوعؔ نے جواب میں اُس سے کہا لِکھا ہے کہ تُو خُداوند اپنے خُدا کو سِجدہ کر اور صِرف اُسی کی عِبادت کر۔
۹اور وہ اُنہیں یروشلِیم میں لے گیا اور ہَیکل کے کنگُرے پر کھڑا کر کے اُن سے کہا اگر تم خُدا کے بیٹے ہو تو اپنے تئِیں یہاں سے نِیچے گِرا دے۔
۱۰کیونکہ لِکھا ہے کہ وہ تمہارے لیے اپنے فرشتوں کو حکم دے گا کہ تمہاری حفاظت کرے۔
۱۱اور یہ بھی کہ وہ تمہیں ہاتھوں پر اُٹھا لیں گے۔ مبادا تمہارے پاؤں کو پتّھر سے ٹھیس لگے۔
۱۲یسُوعؔ نے جواب میں اُس سے کہا، فرمایا گیا ہے کہ تُو اپنے خُدا کی آزمایش نہ کر۔
۱۳جب اِبلِیس تمام آزمایشیں کر چُکا تو کُچھ عرصہ کے لِئے اُن سے جُدا ہُوا۔[414]

آدم (علیہ السلام) کے برخلاف جن کو جب شیطان درخت سے کھانے سے آزماتا ہے تو وہ اس کی اطاعت کرتا ہے، حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے شیطان کی اطاعت کرنے سے سے انکار کردیا اور صرف خدا کی اطاعت کی۔ اسی لیے انہیں اتنی صلاحیتیں دی گئیں، جو صرف ایک خدا کے پاس ہوتی ہیں، کیونکہ وہ کامل نمائندہ اور رسول تھے اور خدا کی تمام الٰہی صفات کی عکاسی کرنے پر قادر تھا۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) خدا اور ابلیس کے درمیان فرق کرنے کے قابل تھے، اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خدا کی ان سے بھی زیادہ کامل عکاسی تھی۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے نائبین جو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تک لے جانے والے تھے وہ بھی حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) سے پہلے کے تمام انبیاء سے افضل تھے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نائبین بہتر تھے۔

[414] مقدس انجیل، لوقا کی کتاب، باب ۴، آیات ۱-۱۳

اور محمد کے نائبین پہلے کے تمام انبیاء و مرسلین سے زیادہ کامل تھے (یاد رہے کہ عیسیٰ بھی محمد کے نائبین میں سے ایک کے طور پر واپس آئے ہیں)۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا عیسیٰ (علیہ السلام) اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے غلطیاں کیں؟
کوئی بھی مخلوق بننے کے لیے آپ کے پاس کم از کم اندھیرے کا ایک نقطہ ہونا ضروری ہوتا ہے کیونکہ تمام تخلیق کو روشنی اور اندھیرے کی ملاوٹ سے بنایا جاتا ہے۔ صرف خدا ہی مکمل، خالص اور کامل روشنی ہے، جو اندھیرے کے ایک نقطے سے بھی پاک ہے۔ اسی لیے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو جب نیک کہا گیا تو انہوں نے جواب دیا:

یِسُوعؔ نے اُس سے کہا تُو مُجھے کیوں نیک کہتا ہے؟ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خُدا۔ [415]

جب تک کسی شخص میں تھوڑا سا اندھیرا ہوتا ہے وہ نامکمل ہوتا ہے، کیونکہ صرف خدا ہی بالکل کامل ہوتا ہے۔ پس حضرت عیسیٰ اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے غلطیاں کیں، لیکن ان کی غلطیوں کو انبیاء اور رسولوں کی باقی غلطیوں کی طرح غلطیاں نہیں سمجھا جائے گا۔ ان کی غلطیاں معمولی تھیں۔ جب کہ آدم کی غلطی نافرمانی تھی، نوح کی غلطی خدا سے سوال کرنا تھا، موسیٰ کی غلطی خدا کو دیکھنے کی درخواست کی وجہ سے تھی، عیسیٰ کی غلطی صرف یہ پوچھنے سے ہوئی کہ کیا تقدیر بدل سکتی ہے، اور محمد کی غلطی محض ایک خاص معاملے میں بے چینی محسوس کرنے سے ہوئی۔

عیسی کی غلطی

میں نے کہا، "میرے والد، کیا عیسی سے غلطی ہوئی؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، بیٹا۔"
میں نے کہا، "ان کی کیا غلطی تھی؟"

[415] مقدس انجیل، لوقا کی کتاب، باب ۱۸، آیت ۱۹

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "انہوں نے دعا مانگی کہ مصلوب ہونے کی آزمائش ان کو نہ ملے۔" میں نے کہا، "میرے والد، کیوں؟ کیا وہ موت سے ڈرتے تھے جبکہ انہوں نے مردوں کو زندہ کیا اور وہ تمام معجزات انجام دیے اور جانتے تھے کہ خدا موجود ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، بیٹا۔ وہ ان لوگوں کے ہاتھوں مارے جانا نہیں چاہتے تھے، لیکن اس معاملے پر زیادہ زور نہ دو۔"

محمد کی غلطی

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کچھ انبیاء ہیں جن کے ناموں کو خدا نے عہدہ نبوت سے مٹا دیا اور کچھ اور انبیاء ایسے بھی ہیں جن کے نام تقریباً عہدہ نبوت سے مٹنے والے تھے، جیسے موسیٰ (علیہ السلام) اور یوسف (علیہ السلام)۔"

میں نے کہا، "سبحان اللہ۔ کیا یوسف کا نام تقریباً اس لیئے مٹنے والا تھا کیونکہ اس نے زلیخا کے ساتھ کچھ کیا تھا؟"
امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "کئی وجوہات کی بنا پر۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ اس نے زلیخا کے ساتھ جو کچھ کیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس نے خدا سے مدد مانگنے سے پہلے حکمرانوں سے مدد مانگی۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ وہ ایک خاص مقام پر مغرور ہو گیا کیونکہ تمام خواتین اس کا پیچھا کرتی تھیں اور اس سے محبت کرتی ہیں۔"
میں نے کہا: "میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں جو سب سے بلند اور عظیم ہے۔"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اور جہاں تک موسیٰ (علیہ السلام) کا تعلق ہے، وہ ہمیشہ سوال کرتا تھا، تحقیق کرتا تھا اور بے صبرے بھی کرتا تھا۔ کیا تم جانتے ہو کہ کتنے انبیاء و مرسلین کو عہدہ نبوت سے تقریباً مٹایا گیا؟"
میں نے کہا، "۳۱۳؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "موسیٰ بھی ان میں سے تھا اور یوسف اور یعقوب اور محمد بھی۔"

میں نے کہا، "محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، اپنی زندگی کے آخر میں۔"

میں نے کہا، "کیوں کہ وہ لوگوں کو علی (منہ السلام) کی خبر نہیں دینا چاہتے تھے؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔ "
میں نے کہا، "وہ کیوں نہیں بتانا چاہتے تھے؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اس لیے کہ وہ لوگوں کی باتوں سے پریشان تھے اور اس لیے شرمندہ تھے کہ علی ان کے چچازاد بھائی تھے اور انہوں نے ان کی بیٹی سے شادی کی تھی۔"
غدیر خم کے واقعہ کا ذکر درج ذیل آیت میں ہوا ہے:

اے رسول پہنچا دیجیے جو کچھ نازل کیا گیا ہے آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے اور اگر (بالفرض) آپ نے ایسا نہ کیا تو گویا آپ نے اس کی رسالت کا حق ادا نہیں کیا اور اللہ آپ کی حفاظت کرے گا لوگوں سے یقیناً اللہ کافروں کو راہ یاب نہیں کرتا."[416]

اگرچہ یہ غلطیاں تھیں، لیکن یہ ابلیس کی اطاعت یا خدا کی نافرمانی کے کام نہیں تھے۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ابلیس کی بات نہیں کہی، اس کے حکم کی تعمیل نہیں کی اور نہ ہی اس کی آزمائش میں پڑ گئے۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زندگی میں ان کے پیغامات ابلیس کے ظلم سے مکمل طور پر محفوظ رہے اور ان کے تمام الفاظ خدا کے الفاظ تھے۔[417] جانشین محمد، ائمہ اور مہدی کے کلام اور پیغامات بھی اسی طرح ابلیس کے شر سے محفوظ ہیں اور اسی وجہ سے وصیت اور اس کے ساتھی گمراہی سے محفوظ ہیں۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی وفات کی رات فرمایا:

''میرے لئے ایک قلم اور کاغذ لے آؤ، تاکہ میں تمہارے لئے ایک ایسی کتاب لکھوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔"[418]

---

[416] قرآن مجید، سورہ ۵ (المائدہ)، آیت ٦٧

[417] یہ حقیقی وقت میں ان کی زبانی الفاظ کا حوالہ دے رہے ہیں۔ تاریخ میں بعد میں ان سے منسوب تحریری الفاظ میں کرپشن داخل ہوگئی۔

[418] یہ روایت سنی اور شیعہ دونوں ذرائع میں "قلم اور کاغذ کی حدیث" کے نام سے مشہور ہے۔ ایک مثال یہ ہے: ابن عباس کہتے ہیں: "جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بسترمرگ پر تھے اور گھر میں کچھ لوگ تھے جن میں عمر بن خطاب بھی تھا، نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: 'آؤ، میں تمہارے لیے ایک بیان لکھتا ہوں جس کے بعد تم گمراہ

تاہم، جیسا کہ روایات اور تاریخ سے پتہ چلتا ہے، عیسیٰ اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دونوں کی الہی جانشینی ہموار منتقلی سے بہت دور تھی۔ افراتفری اور ہنگامہ آرائی کے باوجود، حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کے اہل بیت نے درحقیقت خدائی نظیر کے مطابق ایک وصیت لکھی۔
ایک ایسی وصیت لکھی جس میں ان جانشینوں کے نام، جو امام علی سے شروع ہو کر عبداللہ، احمد اور المہدی پر ختم ہوتے ہیں، واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ابلیس کے فتنوں اور وسوسوں سے محفوظ ہوتے ہیں، اور خدا کے وعدے سے ہمیں گمراہی سے بچانے والے ہیں۔

نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وصیت

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے چچازاد بھائی، داماد، اور حقیقی جانشین امام علی ابن ابی طالب (منہ السلام) کو اپنی وفات کی رات فرمایا:

"اے ابا الحسن، میرے لیے ایک قلم اور کاغذ لے آؤ، اور آپ نے اپنے وصیت نامے کو زبانی بتایا، یہاں تک کہ وہ اس مقام پر پہنچے جہں آپ نے فرمایا، اے علی، میرے بعد بارہ امام ہوں گے، اور ان کے بعد بارہ مہدی ہوں گے۔ اے علی، آپ بارہ اماموں میں سے پہلے ہیں۔ خدا نے آپ کا نام اپنے آسمانوں میں علی المرتضیٰ، امیر المومنین، صدیق الاکبر، حق و باطل کے درمیان روشن فرق کرنے والے، امانت دار اور مہدی رکھا ہے۔ یہ لقب آپ کے علاوہ کسی اور کے لئے نہیں ہیں۔ اے علی، آپ میرے اہل و عیال، ان کے زندہ اور فوت شدہ اور میری عورتوں پر میرے جانشین ہیں۔ جس کا تم اثبات کرو گے وہ کل

نہیں ہو گے۔' عمر نے کہا کہ 'رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سخت بیمار ہیں اور آپ کے پاس قرآن ہے۔ تو ہمارے لیے اللہ کی کتاب ہی کافی ہے۔' گھر میں موجود لوگوں میں اختلاف اور جھگڑا ہوا۔ بعض نے کہا: 'قریب جاؤ تاکہ نبی تمہارے لیے ایسی بات لکھیں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو'، جب کہ بعض نے کہا جیسا کہ عمر نے کہا تھا۔ جب انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے شور مچایا تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: 'چلے جاؤ!' عبیداللہ کہتے ہیں کہ ابن عباس کہا کرتے تھے کہ یہ بڑی بدقسمتی تھی کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ان کے اختلاف اور شور کی وجہ سے ان کے لیے یہ قول لکھنے سے روک دیا گیا۔ - صحیح البخاری، البخاری، کتاب مریض، حدیث نمبر ۵٦٦٩

مجھے پائے گا اور جس کو تم مسترد کرو گے میں اس سے (خدا کے سامنے) بے قصور ہوں۔ نہ میں اسے دیکھوں گا اور نہ وہ مجھے قیامت کے دن دیکھے گی۔ اور آپ میرے بعد میری امت کے خلیفہ ہیں۔ اگر آپ دنیا سے رحلت فرمائیں تو اسے میرے بیٹے الحسن کے حوالے کر دیں، جو بہت فائدہ مند ہیں۔ پھر اگر وہ دنیا سے رحلت فرمائیں تو اسے میرے بیٹے الحسین، شہید، طاہر، مقتول کے حوالے کردے۔ پھر اگر وہ دنیا سے رحلت فرمائیں، تو اسے اپنے بیٹے، عبادت گزاروں کے آقا علی کے حوالے کر دے۔ پھر اگر وہ دنیا سے رحلت فرمائیں، تو اسے اپنے بیٹے محمد باقر کے حوالے کردے۔ پھر اگر وہ دنیا سے رحلت فرمائیں، تو اسے اپنے بیٹے جعفر الصادق کے حوالے کردے۔ پھر اگر وہ دنیا سے رحلت فرمائیں، تو اسے اپنے بیٹے موسیٰ الکاظم کے حوالے کر دے۔ پھر اگر وہ دنیا سے رحلت فرمائیں تو اسے اپنے بیٹے علی الرضا کے حوالے کردے۔ پھر اگر وہ دنیا سے رحلت فرمائیں تو اسے اپنے بیٹے محمد جو کہ امانت دار اور پرہیزگار ہیں، ان کے حوالے کر دے۔ پھر اگر وہ دنیا سے رحلت فرمائیں تو اسے اپنے بیٹے علی نصیحت دینے والے کے حوالے کر دے۔ پھر اگر وہ دنیا سے رحلت فرمائیں تو اسے اپنے بیٹے حسن نیک والے کے حوالے کر دے۔ پھر اگر وہ دنیا سے رحلت فرمائیں تو اسے اپنے بیٹے محمد کے حوالے کر دے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل مقدسہ کے محافظ ہیں۔ یہ بارہ امام ہیں۔ ان کے بعد بارہ مہدی ہوں گے۔ پس اگر وہ دنیا سے رحلت فرمائیں تو وہ اُسے اپنے بیٹے کے حوالے کر دے۔ اس کے تین نام ہیں، ایک میرا اور میرے والد کا: **عبداللہ، احمد**، اور تیسرا نام **المہدی** ہے۔ وہ مومنوں میں سب سے پہلے ہیں۔"[419]

[419] غیبت الطوسی، الشیخ الطوسی، جلد۔ ۱، ص۔ ۱۷۴؛ بحار الانوار، المجلسی، جلد۔ ۵۳، ص۔ ۱۴۸

اٹھائیسواں باب

اخلاق اور آداب

"جو منہ میں جاتا ہے وہ انسان کو ناپاک نہیں کرتا،
لیکن جو منہ سے نکلتا ہے۔ یہ ایک شخص کو ناپاک کرتا ہے."

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے اپنے خطبے میں امام مہدی (علیہ السلام) سے ملاقات کے بارے میں فرمایا:

"اور اس ملاقات کے بعد امام مہدی (علیہ السلام) سے میری مسلسل کئی ملاقاتیں ہوئیں اور آپ نے مجھے بہت سی باتیں واضح کیں لیکن آپ نے مجھے کسی کو کسی بات کا اعلان کرنے کا حکم نہیں دیا، بلکہ مجھے بہت سی ہدایات دیں جو میرے متعلق تھیں اور مجھے نظم و ضبط کا پابند بنایا۔ مجھے بہترین الٰہی اخلاق اور آداب سکھائے۔"

امام احمد الحسن (منہ السلام) کے ساتھ میرا سفر بھی اسی راستے پر چلا۔ اس سفر کا ایک بڑا حصہ اس بات پر مرکوز تھا کہ امام مجھے تادیب کرتے ہیں اور مجھ سے ان الٰہی اخلاق و آداب کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس طرح یہ ضروری ہے کہ ہر وہ شخص جو اس مقدس کتاب کو پڑھتا ہے، اور اس مذہب پر صحیح معنوں میں ایمان رکھتا ہے، اور اپنے جسم کے لیے یہ خواہش رکھتا ہے کہ وہ ایک پاکیزہ روح کے لیے برتن بن جائے، کہ وہ اپنے آپ کو نظم و ضبط میں رکھے۔ ایک دن مومنوں میں سے ایک نے میری بے حد بے عزتی کی اور یہ معاملہ امام احمد الحسن تک پہنچا۔

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں تمہارا حق تمہیں واپس کر دوں گا، اور تم اچھی طرح جانتے ہو کہ تمہارا والد کس طرح لوگوں کو ان کے حقوق واپس کرتے ہیں۔ میرے بیٹے، میں چاہتا ہوں کہ تم یوسف کے معنی جانو۔ یوسف تعریف کے معنی ہوتے ہیں آداب، صبر، طاقت، قوت ارادی، محبت، ہمدردی، رحم، انا سے لڑنا، شرافت، پاکیزگی، مضبوطی، معافی، خدا کی فرمانبرداری، خدا کی طرف ایک غریب، حقیر بندہ ہونا۔"

میں نے کہا، "کیا آپ مجھ میں یہ خصلتیں پاتے ہیں، میرے والد؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ سب تمہارے اندر ہے اور اس کا کچھ حصہ تم نے ابھی تک استعمال نہیں کیا۔ میں تمہیں نظم و ضبط کر رہا ہوں، میں ایک بچے کو تادیب کر رہا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ وہ بڑا ہو کر ایک شیر بنے۔ جب میں اپنا سر مٹی پر رکھتا ہوں تو مجھے سکون ملتا ہے کہ میں نے نظم و ضبط کیا اور احمد الحسن کو پیدا کیا جسے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بنایا تھا۔ میں نے تمہیں پالا جیسا کہ میرے باپ نے مجھے پالا ہے، اس لیے کبھی متاثر نہ ہونا اور نہ ہی ناراض ہونا۔ جب راستباز باپ اپنے بیٹے کو تادیب کرنا چاہتا ہے، تو وہ اُس پر دباؤ لگاتا ہے، تاکہ وہ ایک ایسے آدمی کو نکالے جو ذمہ داری کا بوجھ اٹھا سکے۔"

میں نے کہا، "ٹھیک ہے، مجھے ایک اور موقع دیں (زیادہ صبر کرنے کا)۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے بیٹے موقع کھلا ہے۔ اے عبداللہ، تم سے کس نے کہا کہ میں نے دروازہ بند کر دیا ہے؟ تمہارے لئے دروازہ کھلا ہے، اور میں تم کو اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک میں اسے نہ دیکھوں جو میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ دنیا یوسف کی عظمت کو، اس کے اخلاق اور آداب سے، اور اس کی شفقت اور ہمدردی کے ذریعے، اس کی رحمت، اس کی حکمت، اس کی طاقت، ہر چیز کے ذریعے دیکھے۔" میں نے کہا، "میں احمد الحسن بننے کی کوشش کر رہا ہو۔" اور میں نے ایک کالی کتاب نکالی جس پر میری ہینڈ رائٹنگ تھی اور کہا، "یہ میری کتاب ہے، میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے لکھا ہے، اس میں ہر حکمت ہے جو میں نے کبھی آپ سے سنی ہو۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بہت خوب ! بہت خوب، میرے بیٹے ! بہت اچھا کام ! مجھے تمھاری نظم و ضبط میں خوشی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ میں خوش ہوں اور میں اس سے کبھی بور نہیں ہوتا، نہ ہی تھکتا ہوں، اور مجھے یقین ہے کہ تم ویسا ہی بنو گے جیسا خدا تم سے چاہتا ہے، اور مجھے یقین ہے کہ میں تمہیں ایسا بنا سکتا ہوں جیسا خدا تم سے چاہتا ہے۔ اس لیے اٹھو جیسا کہ تم پہلے اٹھے ہو اور جیسے بدل گئے ہو۔ اٹھو، کیونکہ تم قابل ہو، اور خدا کی قسم تم میں تبدیلی کی بڑی صلاحیت ہے اور یہ تمہارے حق میں ہے، میرے محبوب۔ اب جا کر لوگوں سے کہو کہ فلاں فلاں شاید کچھ معاملات میں لاعلمی کی حالت میں، اور وہ نہیں جانتا، اور تم نے ان کے لیے دعا کی ہے اور اللہ سے ان کی مغفرت کی درخواست کی ہے۔ "

انصار کے لئے نصیحت

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا کہ میں ایک بہت اہم چیز چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اہل ایمان اہل بیت کے آداب اور ان کے نظم و ضبط اور فطرت کو سیکھیں، تاکہ وہ واقعی سب سے بہترین قوم بن جائیں۔ نظم و ضبط علم سے زیادہ اہم ہے۔ اخلاق اور آداب سب سے بڑھ کر ہیں۔ علم کسی بھی وقت دیا جا سکتا ہے لیکن جو شخص غلط طریقے سے ڈسپلن ہوتا ہے اسے بعد میں درست کرنا بہت مشکل ہوتا ہے، یہ اس درخت کی طرح ہے جو ٹیڑھا ہو جائے، ایک بار ایسا ہو جائے تو اسے سیدھا کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ سب کو ایک کے لیے کام کرنا چاہیے۔ مومنوں میں کوئی حساسیت نہیں ہونی چاہیے اور ہر ایک کو خود بخود

ہر ایک کی مدد کے لیے آمادہ ہونا چاہیے۔ اہل ایمان کو شہد کی مکھی کے چھتے کی طرح ہونا چاہیے، اگر ایک شخص غلطی کرے تو دوسرا اس کی طرف توجہ دلائے، تمہارے درمیان کوئی شرم و حیا نہیں ہونی چاہیے، تم سب ایک ہو، اگر ایک شخص غلطی کرے تو سب کو شرم آنی چاہیے کیونکہ تم سب ایک ہو میں چاہتا ہوں کہ لوگ میرے انصار میں سچے انبیاء و مرسلین دیکھیں، ان کے آداب میں اور ہر چیز میں، جیسا کہ آدم (علیہ السلام) کے ایک دوست نے حمید رضا کے بارے میں کہا جب وہ ان سے ملے: "وہ شخص ایک نبی ہیں" اور ان کے آداب کی تعریف کی۔ لوگ میرے انصار کے بارے میں اس طرح بات کریں اور میں اس سے کم کو قبول نہیں کرتا۔ اگر وہ اس درجہ پر پہنچ جائیں تو میرے لیے یہی کافی ہے اور ان کے لیے کافی ہے کیونکہ اس کے بعد وہ خود اس مقام پر پہنچ چکے ہوں گے کہ وہ اپنے اخلاق میں انبیاء سے افضل ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہر کوئی ہر کسی کے ساتھ ایسا ہی رہے، قریبی اور بعید کے ساتھ، شوہر بیوی کے ساتھ، علانیہ اور نجی طور پر، ہر کوئی ایک جیسا سلوک اور برتاؤ رکھے، کسی نوجوان یا بوڑھے کے ساتھ سلوک اور برتاؤ میں فرق نہ ہو۔

غریبوں کے بارے میں سوچنا

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "خواہ وہ شخص کا اپنا مال ہی کیوں نہ ہو، مومن کو چاہیے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق کثرت سے خرچ نہ کرے یا ایسی چیزیں خریدے جو غیر ضروری ہوں یا ایسی چیزیں خریدے جو صرف تفریح کے لیے ہوں، یا ایسی چیزیں خریدیں جو مہنگی ہوں، یقینی طور پر نہیں۔ میں خود، جسے اہل ایمان کہتے ہیں کہ سب کچھ میرا ہے، اپنے نفس کو اس کا حق نہیں دیتا ہوں۔ خرچ ذمہ داری سے کیا جائے، میں اسے اخلاقی خرچ کہتا ہوں۔ ہر انسان کو اپنے سوا دوسرے کا سوچنا ہوتا ہے۔ اسے سوچنا چاہیے کہ کروڑوں لوگ ایسے ہیں جو بھوک سے مر رہے ہیں اور انہیں کھانے کے لیے ایک کاٹا بھی نہیں ملتا۔ انہیں سردیوں کی سردی سے ڈھکنے اور گرم رکھنے کے لیے کچھ نہیں ملتا۔ انہیں ایسی چھت نہیں مل سکتی جو انہیں بنی آدم کے ظلم و جبر سے محفوظ رکھے۔ مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ کس مذہب پر عمل کرتے ہیں یا وہ کس چیز پر یقین رکھتے ہیں، وہ نہیں جانتے اور نہ ہی یہ سمجھتے ہیں کہ حقیقت کیا ہے۔ اس کے لیے فیصلہ سائیڈ پر رکھیں۔ میرے لیے اہم بات یہ ہے کہ ایک انسان

بھوکا ہے اور ہمیں ان لوگوں کے بارے میں سوچنا چاہیے کیونکہ ایک دن وہ انصار ہوں گے۔ وہ حمایتی جو کافروں اور منافقوں پر سخت ہیں اور جو تمہارے بھائی بہن ہیں۔ "

تسلیم

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اس دین میں تمہیں دو چیزوں کے علاوہ کوئی چیز فائدہ نہیں دے گی، ان دو چیزوں کے بغیر اس راستے پر قائم رہنا بہت مشکل ہے، اور وہ ہے صبر، پھر صبر، پھر صبر، پھر تسلیم تسلیم انسان کے لیے سیدھے راستے پر چلنے کا ایک آسان ترین طریقہ ہے۔ یہ سب سے مشکل کاموں میں سے ایک ہے۔ اگر انسان سر تسلیم خم کر دے لیکن صحیح معنوں میں نہ کرے، انسان کی زندگی پر اس کے بہت برے اثرات ہونگے، جب تک کہ وہ تباہ ہو جائے گا، خدا نہ کرے۔"

کوتاہی

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اپنے آپ کو کمتر محسوس کرنا وہ احساس ہے جو ہر مومن میں ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ امام مہدی (علیہ السلام) فرماتے ہیں: ''میں کوتاہی کرتا ہوں'' حتیٰ کہ میں خود اپنے آپ میں کوتاہی پاتا ہوں، یہاں تک کہ مجھے رات کو نیند نہیں آتی اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ میرے بیٹے، ہم سب کوتاہی کرنے والے ہیں، کیونکہ خدا ہمارے بہت کم کے بدلے میں ہمیں بہت کچھ دیتا ہے۔ اور جو کچھ بھی ہم اسے دیتے ہیں وہ ہماری طرف سے نہیں ہے، بلکہ یہ سب اس کے فضل سے ہے۔ تو اس میں ہمارا کوئی احسان بھی نہیں۔"

خدا پر مکمل توکل

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "مومن انسان کو مسلسل بلند ہونا چاہیے، اور اسے کبھی رکنا نہیں چاہیے، نہ ہی حد لگانی چاہیے۔ بلکہ اسے ہر حال میں اور ہر صورت میں اور ہر وقت زیادہ مانگنا چاہیے اور اسے ہمیشہ یہ الفاظ دہرانے چاہیے ہیں: 'خدا کے سوا کوئی طاقت اور قوت نہیں"، زندگی کے تمام شعبوں میں تمہارا یہ دستور ہو، تم تمام انسانوں سے زیادہ خوش ہو گے، لیکن مومن کو صرف زبان سے نہیں کہنا چاہیے، بلکہ دل و دماغ سے کہیں اور قول و فعل سے اس پر ایمان لائیں۔"

علم کے بغیر کبھی تشریح نہ کریں

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جو شخص بغیر علم کے تفسیر کرتا ہے، اگر وہ صحیح بھی ہو تو اس کو اجر نہیں ملتا اور اگر وہ غلط ہے تو اسے ملامت کی جاتی ہے۔"

کہنے سے پہلے سوچو

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "علی ابن ابی طالب (منہ السلام) چاہتے تھے کہ ان کی گردن لمبی ہو تاکہ ایک لفظ کہنے سے پہلے اگر اس میں کوئی غلطی ہو تو اسے واپس کر کے ٹھیک کر دیں، ان کے منہ سے نکلنے سے پہلے۔ آپ (منہ السلام) نے کبھی کوئی جملہ یا ایک لفظ نہیں کہا سوائے اس کے کہ آپ نے اسے پہلے اپنے سامنے پیش کیا، اس کے منفی اثرات اور اس کے مثبت اثرات کا مطالعہ کیا اور اس کے بعد فیصلہ فرمایا کہ کیا کہنا ممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تم انہیں ہمیشہ عقلمند اور فصیح و بلیغ مقرر پاتے ہو اور ان کے کہنے والے ہر لفظ میں حکمت اور لامحدود فوائد کے ساتھ پورا خطبہ ہوتا ہے۔"

خوفزدہ ہونا ہماری خصوصیات میں سے نہیں ہے

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "خوف ہماری صفات میں سے نہیں ہے۔ مومن خدا کے سوا کسی چیز سے نہیں ڈرتا۔ جو خدا کے ساتھ ہے وہ خوفزدہ نہیں ہے، جو خدا سے دور ہے وہ ڈرتا ہے۔ خدا کی قربت سے انسان محفوظ محسوس کرتا ہے۔"

احمد کا قافلہ

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "احمد الحسن اپنے قافلے میں ایسا مومن نہیں چاہتے جو اپنے بھائی سے بات نہ کر رہا ہو۔ جو اپنے بھائی سے نہیں بول رہا وہ یہ نہ کہے کہ وہ میرے انصار میں سے ایک ہے اور میں اسے نہیں چاہتا۔ ہر ایک کو سب سے محبت کرنی چاہیے، ہر ایک کو ہر ایک کی حفاظت کرنی چاہیے، ہر ایک کو اپنی ذات پر سب کو ترجیح دینی چاہیے، اور ہر ایک کو دوسرے کے بچوں کو اپنے بچوں پر ترجیح دینی چاہیے۔

سب مجھ سے پہلے اور میں آخری ہوں۔ یہ تمہارا نعرہ ہونا چاہئے، میں اس وقت تک نہیں لوں گا جب تک میرا بھائی نہ لے، میں اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک میرا بھائی نہ کھائے، میں اس وقت تک نہیں پہنوں گا جب تک میرا بھائی کپڑے نہ پہنے۔ میں بھوکا سوؤں گا اور میرا بھائی آرام سے سوئے گا۔ میں فرش پر سوؤں گا اور میرا بھائی گرم بستر پر سوئے گا۔ میں مرجاؤں گا تاکہ میرا بھائی زندہ رہے۔ اگر تم اس طرح اور اس سے بہتر نہیں بنوگے، خدا کی قسم، خدا کی قسم، خدا کی قسم، ایک الہی عادل ریاست قائم نہیں ہوگی۔ یہ اس وقت تک قائم نہیں ہوگا جب تک تمہارے درمیان یہ عدل و مساوات قائم نہ ہو جائے۔ اس کا آغاز تمہارے اندر سے ہونا چاہیے، اے مومنوں۔"

غلطیاں

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ انسان غلطی کرے پھر یہ سمجھے کہ اس نے غلطی کی ہے، بلکہ شرم کی بات اس وقت ہوتی ہے جب اسے معلوم ہو کہ اس نے غلطی کی ہے اور وہ اپنی غلطی پر قائم رہے۔"

کام

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کام کرنا عبادت ہے۔ کام کرو، کام کرو، اس وقت تک کام کرو جب تک تمہاری سانس نہ کٹ جائے۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ رزق خدا کے ذمے ہے اور وہ اپنے گھر کو بند کر کے سوتے ہیں، اسے ایک روٹی بھی نہیں ملے گی، لیکن جو شخص کہتا ہے کہ رزق خدا کی طرف سے ہے، اور وہ صبح سویرے اٹھ کر خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے رزق کی تلاش میں رہتا ہے، انہیں کم از کم وہ رزق ملے گا جس کی انہیں توقع نہیں تھی۔"

آرام

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں مومنوں سے اس دنیا میں ان کی آخری سانس تک آرام کا وعدہ نہیں کرتا، لیکن میں تمہارے لیے جنت اور عظیم فتح کی ضمانت دیتا ہوں۔"

شادی

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نکاح تمام مومنین پر فرض ہے۔"

صبر

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں خدا سے تمہارے اور تمہارے بھائیوں کے لیے صبر کی دعا کرتا ہوں جو تم دیکھو اور سنو۔ مادی دنیا میں آرام نہیں ہے بیٹا۔ تکلیف دہ الفاظ تلوار سے اور جیل سے بدتر ہوتے ہیں۔ نجس، ناپاک، جھوٹے الزامات موت سے بھی بدتر ہوتے ہیں۔ صبر کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ صبر کرو، کیونکہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ یہ مت بھولنا، میرے بیٹے، صبر کرو، وہ تمہارے بارے میں بہت کچھ کہیں گے، لیکن تمہارا نام جیتنے والوں میں لکھا جائے گا، انشاء اللہ۔ "

ہمیشہ خدا کے بارے میں اچھا سوچو: خدا اپنے مخلص بندوں کو کبھی گمراہ نہیں کرتا

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جو پہنچنا چاہتا ہے وہ پہنچ جائے گا، اور جو نہیں پہنچنا چاہتا وہ نہیں پہنچ سکتا۔ بنو اور تم ہوگے۔ سو جاؤ اور تم سو جاؤ گے۔ میرا مشورہ تمہیں ابداً اور ہمیشہ کے لیے یہ کہ تم ہمیشہ خدا کے بارے میں اچھا سوچو اور یہ کہ تم ہمیشہ یہ سوچو کہ خدا اپنے مخلص بندوں کو گمراہ نہیں کرتا۔ صبر کرو، صبر کرو اور صبر کرو۔ کیونکہ جو کوئی اس کے مطابق کام کرتا ہے، خدا کی قسم، اس دنیا سے کبھی رخصت نہیں ہوگا سوائے خوشی اور اطمینان کی حالت میں۔ ہمارے پاس کچھ نہیں ہوتا ہے بیٹا۔ ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ ہم پر قرض ہوتا ہے: ہمارا پیسہ، ہمارے بچے، ہمارے جسم، ہماری روح۔ سب کچھ ہمارے سپرد ہے۔ یہ سب خدا کا ہے۔ وہ ہر چیز کا مالک ہے۔ خود کو اندر سے پاک کرو، اور تم جانو گے جیسا میں جانتا ہوں۔ مادی دنیا کی باقیات کو اپنے دل سے نکال کر اپنے اندر کو پاک کر لو۔ اپنے بھائی کے لیے وہی چاہو جو اپنے لیے چاہتے ہو۔ پوری انسانیت کے لیے اس کی خواہش کرو۔ اپنے آپ کو سب سے پہلے دینے والا اور سب سے آخر میں لینے والا بناؤ۔ اپنے آپ کو ضبط کرو اور جان لو کہ خدا سنتا اور دیکھتا ہے جو دل میں ہے۔ زبان نہ بولتی ہے نہ بولنے میں دیر کرتی ہے۔ "

کبھی زبردستی سے نہ لو

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کسی سے صرف وہی لو جو وہ اپنے نفس سے دیتے ہیں بغیر اس کے کہ وہ شرمندہ ہوں، کیونکہ جو اس طرح سے لیا جائے وہ ویسا ہی ہوتا ہے جیسے زبردستی چھین لیا ہو۔ تم صرف اس صورت میں لے سکتے ہو جب وہ شخص تمہیں اپنی مرضی سے دے۔ "

مومن کبھی جھوٹ نہیں بولتا

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "مومن بہت سے کام کر سکتا ہے لیکن مومن جھوٹ نہیں بولسکتا۔ مجھے سب سے زیادہ نفرت جھوٹے سے ہوتی ہے۔ جھوٹ بولنے والا کچھ بھی کر سکتا ہے، چوری کر سکتا ہے، دھوکہ دے سکتا ہے، زنا کر سکتا ہے، قتل کر سکتا ہے۔ "

اعتراف

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جرم کا اقرار اور س کا اعتراف کرنا ایک نیکی ہوتی ہے۔ جب انسان غلطی کرتا ہے اور پھر اقرار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیتا ہے، لیکن وہ غلطی ایسی ہونی چاہیے جو غیر ارادی طور پر سرزد ہوئی ہو، یعنی جان بوجھ کر گناہ اور غلطی کرکے ان کا اعتراف کرنا اور سمجھنا کہ یہ صحیح ہے۔ اسے کہتے ہیں منافقت۔ "

معافی

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہم خدا اور اس کے اہل بیت کے برگزیدہ ہیں، اس گھر کی خصوصیات میں سے ہمت اور استغفار ہیں۔ "

غضب

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اے مہدیو، اپنی ذات کے لیے غصہ کرنا تمہاری خصوصیات میں سے نہیں ہے۔ "

ہر چیز کا اپنا وقت ہوتا ہے

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے بیٹے، میں چاہتا ہوں کہ تم ایک ایسی چیز کو سمجھو جو بہت اہم ہے اور جس کی تمہیں اپنی زندگی میں اور اپنے الٰہی راستے میں اور اس دین کی اصلاح میں اور اس ذمہ داری میں جو اس عظیم معاملے میں تم پر عائد ہوئی ہے، ضرورت ہوگی۔ میں چاہتا ہوں کہ تم یہ سمجھو کہ جب تک اس کا وقت نہ آجائے تمہیں کچھ معلوم نہیں ہوگا۔ ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے اور ہر چیز کی ایک تاریخ اور ایک خاص وقت ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقرر کیا ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے جس وقت کو بغیر کسی شک و شبہ کے منتخب کیا ہے وہ بہترین وقت ہے اور اس کے علاوہ کوئی بھی وقت اگر چنا جائے، تم ہی ہارنے والے بن جاؤ گے، چاہے تمہارا خیال ہو کہ اگر تم پہلے جان جاؤ گے تو تم فاتح ہو گے (ایسا نہیں ہوگا)۔ بس خدا پر بھروسہ رکھو اور اس کے آگے سر تسلیم خم کرو اور تم دیکھو گے کہ آسمان اور زمین تمہارے لئے کھلتے اور تمہارے لئے پھیلتے ہیں۔ میں تمہیں سوچنے سے منع نہیں کرتا، بلکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ کبھی بھی غور و فکر کرنا نہ چھوڑو، اور خدا کے حکم کے آنے

پر یہ غور و فکر یقیناً تمہیں فائدہ دے گا۔ خدا ہمیشہ علامتیں دیتا ہے، اور سوچنے کے ذریعے تم، خدا پر توکل کرنے کے بعد، ان علامتوں کو ڈی کوڈ کرنے کے قابل ہو جاؤ گے۔ سوچ دماغ کے لیے ایک ورزش ہے، اپنے دماغ کو تربیت دو، سوچو، دریافت کرو، اور ایسا کرنے سے کبھی باز نہ آنا، لیکن جان لو کہ ہر معاملے کے لیے ایک وقت مقرر ہے۔ میں یہاں تمہیں تربیت دینے اور تمہیں سکھانے اور تمہارے رب کے معاملے کے لیے تیار کرنے کے لیے آیا ہوں، اور اس الٰہی مشن کے لیے جو اللہ نے تمہارے کندھوں پر رکھا ہے۔ تم کبھی خسارے میں نہیں آؤ گے جب تک کہ پیارا خدا، ازل سے موجود خدا تمہارے ساتھ ہے، اس کی موجودگی میں کوئی خسارہ نہیں ہوگا۔ خدا اور جو خدا کے علاوہ کسی اور پر توکل کرتا ہے وہ ذلیل ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ سے اپنی طاقت اور قوت حاصل کرو، اور ہر وقت اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے اور ہر چیز میں اپنی نگاہ اسی پر رکھو۔ وہ وہی ہے جو عبادت کا مستحق ہے اور اس کا مستحق ہے کہ ہم اس پر انحصار کریں کیونکہ وہ عظیم خالق ہے جو دیکھتا ہے لیکن نظر نہیں آتا، سوائے اس کے جو وہ چاہے۔"

دوستوں کو کبھی نہ چھوڑنا

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "سچا آدمی اپنے دوستوں کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ بلکہ، کبھی بھی کسی کو نہ چھوڑنا جس نے کسی بھی دن تمہاری مدد کی ہو۔"

بے نفسی

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اے میرے بیٹے، جب انسان خود غرضی چھوڑ دے اور دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دے، تو دنیا نور کی دنیا ہو جائے گی اور تم اس میں کسی کو غریب نہ پاؤ گے، نہ کسی ضرورت مند یا بھوکے شخص کو، نہ ہی کسی خوفزدہ شخص کو۔ یہ سب سے اہم کام ہے جو انسانوں کو کرنا چاہیے، دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دینا، پہلے میرے بھائی کو، میری بہن کو پہلے۔"

دوسروں کے ساتھ برتاؤ

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں کسی ایسے شخص کو معاف نہیں کروں گا جو اپنے مومن بھائی یا بہن کے خلاف زیادتی کرے خواہ وہ کوئی بھی ہو۔ اور جو ایسا کرے گا اس پر خدا کی رحمت نہیں ہوگی۔
وہ خدا کی آگ چھوئے گا اور وہ آخری وقت تک اس سے جلایا جائے گا۔ میں ہر کسی کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں جیسے وہ گویا احمد الحسن ہیں، گویا وہ سب ابا الصادق ہیں۔
اس کے علاوہ کسی چیز پر میں راضی نہیں ہوں، بلکہ میں اس کے علاوہ کسی چیز کو قبول نہیں کرتا۔"

بیٹے کی تربیت

امام (منہ السلام) نے فرمایا: میں تمہیں ملامت کرتا ہوں اور سکھاتا ہوں اور بیٹا سختی محسوس کیے بغیر ایک آدمی نہیں بنتا۔ اگر تمہارا کوئی بیٹا ہو جسے تم نظم و ضبط کرنا چاہتے ہو، تو تمہیں ساتھ سختی سے پیش آنا چاہیے۔
تاکہ وہ ایک ایسا آدمی بن جائے جس پر تم انحصار کر سکتے ہو اور تاکہ وہ خود پر انحصار کرنے کے قابل ہو۔ میں تمہارے ساتھ کتنا ہی سخت کیوں نہ ہوں، تم میرے محبوب ہو۔ اگر میں کسی دن تمہارے ساتھ سخت نہ ہوں پھر جان لینا کہ میں تم سے راضی نہیں ہوں۔ اگر تم ویسا بننا چاہتے ہو جیسا میں بنانا چاہتا ہوں، تو تمہیں برداشت کرنا ہوگا اور جیسا تم چاہتے ہو ویسا تمہارے ساتھ ہوگا۔ تم بھی مومنوں کے ساتھ ان کے لیے سختی کرو، جو باپ اپنے بچوں کے ساتھ نرم رویہ رکھتا ہے وہ نہ تو اچھا باپ ہوتا ہے اور نہ ہی مضبوط تادیبی شخصیت۔ اسی وجہ سے میں تم سے ناراض ہو جاتا ہوں اور کبھی کبھی تمہیں مارتا بھی ہوں تاکہ تم سے ایک ایسا انسان نکال دوں جو وقت کے طوفانوں کو برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ "

اسباق جو میں نے اپنے والد سے سیکھے

۱. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ خدا کی رحمت اس کے غضب سے پہلے آتی ہے۔

۲. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ وہ ایک آدمی ہیں، اور ایک آدمی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے دوستوں کو کبھی ترک نہیں کریں گے یا ان سے دستبردار نہیں ہوں گے۔

۳. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا ہے کہ ان سے نہیں ڈرنا چاہیے، کیونکہ ان سے ان کے دشمنوں کے علاوہ کوئی نہیں ڈرتا۔

۴. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ اگر آپ لوگوں کے ساتھ اپنے اخلاق اور گفتگو میں سخت ہیں تو وہ سب آپ سے دور ہو جائیں گے۔

۵. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ خدا لوگوں کے گناہوں اور عیبوں پر پردہ ڈالنا اس قدر پسند کرتا ہے کہ خدا نے خود اس شخص کو اپنی ذات کا واحد نگران اور فیصلہ کرنے والا بنایا۔

٦. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ لوگوں کی رہنمائی کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ وہ یہ محسوس کیے بغیر کہ آپ ان کی رہنمائی کر رہے ہیں اور انہیں اس طرح سکھائیں کہ وہ محسوس نہ کریں کہ ان کو کچھ سکھایا جا رہا ہے۔

۷. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ۳۱۳ رسولوں کو قوموں کی طرف بھیجے اور ۳۱۳ رسول تقریباً مٹ چکے تھے۔ ہر وہ شخص جس پر خدا کا پیغام کسی قوم تک پہنچانے کا فرض تھا وہ تقریباً مٹ چکا تھا، لہٰذا لوگوں کے ساتھ معاملہ کرتے وقت اس پر غور کرنا ضروری ہے۔

۸. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ میرے لیے صبر کرنا ضروری ہے اور کبھی بھی اپنی قوم سے نہیں بھاگنا چاہیے ہے اور نہ ہی چھوڑنا چاہیے ہے، چاہے وہ مجھ پر حملہ کرنے، مجھے قید کرنے یا قتل کرنے کی کوشش کریں۔

۹. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ مجھے لوگوں کو محبت کی نظر سے دیکھنا چاہیے۔ کیونکہ جو لوگوں کو محبت کی نظر سے دیکھتا ہے وہ خیر کے سوا کچھ نہیں دیکھتا اور جو لوگوں کو اس کے علاوہ کسی اور نظر سے دیکھتا ہے وہ عیب دیکھتا ہے۔

۱۰. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا ہے کہ انصار کا بغیر اخلاق اور آداب کے ہونا جو حقیقت میں خدا کو فتح دلاتے ہیں، ایسے متقی لوگوں سے بہتر ہیں جو فتح نہیں دیتے۔

۱۱. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ بعض اوقات رسول کو نظم و ضبط کی ضرورت ان لوگوں سے زیادہ ہوتی ہے جن کے پاس انہیں بھیجا گیا ہو۔ خدا نے نینوا پر رحم کیا، لیکن حوتان نے یونس (علیہ السلام) کو نگل لیا۔ خدا نے اسرائیل پر رحم کیا، لیکن ہوزیہ کو ایک عورت کے ساتھ سزا دی۔ خدا کہتا ہے: "اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا ہے سوائے ایک رحمت کی صورت میں۔"[420] اور جو رحم نہیں کرتا وہ رحم کا مستحق نہیں ہے۔

۱۲. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ جیسا آپ کرتے ہیں ویسا ہی آپ کے ساتھ کیا جائے گا۔ جیسا کہ آپ فیصلہ کرتے ہیں، ویسا آپ کا فیصلہ کیا جائے گا۔ جیسا کہ آپ لوگوں کے ساتھ سلوک کرتے ہیں، ویسا آپ کے ساتھ سلوک کیا جائے گا۔ بے شک خدا عادل ہے اور انصاف کو پسند کرتا ہے۔ کوئی بھی اس اصول سے بالاتر نہیں ہے۔ بادشاہ خسرو نے ایک بوڑھے غریب کے پیسوں کے معاملے پر اپنے بیٹے کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، اور وہ احمد الحسن کے مقابلے میں زیادہ انصاف پسند نہیں تھا۔

۱۳. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ غلطیوں کے بغیر کوئی قوم نہیں ہے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اس نے کوئی ایسا رسول نہیں بھیجا جس سے کوئی غلطی نہ ہوئی ہو۔ پس اس پر غور کرو اے بنی آدم!

۱۴. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ شاید خدا زانی مرد اور عورت کو معاف کر دیتا ہے اور لوگوں سے ان کے گناہ چھپا دیتا ہے، لیکن وہ اس شخص کے گناہوں پر پردہ نہیں ڈالتا جو دوسروں کی غلطیوں کو شمار کرتا ہے۔

۱۵. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ ان کے قریب ترین لوگ وہ ہیں جو اپنی غلطیوں اور گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں، کیونکہ اعتراف کرنا ایک نیکی ہے۔

۱۶. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ بعض اوقات خدا کے قریب ترین لوگ ایک وقت میں بدترین دشمن ہوتے ہیں، لہذا لوگوں کے ساتھ صبر کریں۔

---

[420] قرآن مجید، سورہ الانبیاء، آیت نمبر ۱۰۷

۱۷. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ مجھے لوگوں میں ایسے شخص کو دیکھنے کی امید نہیں رکھنی چاہیے جو غلطی نہیں کرتا ہو۔ کیونکہ تمام انسانوں سے غلطیاں ہوتی ہیں اور اگر مجھے وہ مل جائے جو غلطی نہیں کرتا تو مجھے منہ کے بل گر جانا چاہیے۔ کیونکہ غلطیوں سے پاک کوئی نہیں سوائے اللہ کے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

۱۸. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ اچھا کلام بہتر اور دیرپا ہوتا ہے۔

۱۹. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ مجھے وہی کہنا چاہیے جو اچھی ہو یا کچھ نہ کہوں۔

۲۰. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ خدا کے پاس وقت نہیں ہے کہ وہ آپ سے دوسروں کے بارے میں شکایتیں سنیں، وہ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ آپ اسے کیا بتائیں گے جو وہ پہلے سے نہیں جانتا؟

۲۱. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ جو شخص مشکل کے وقت ایک دینار سے خدا کو فتح دیتا ہے، خدا اس کے تمام گناہوں اور خطاؤں کو درگزر کر دیتا ہے اور اسے اپنے دوسرے بندوں سے پہلے جنت میں داخل کر دیتا ہے۔ پس کسی کو غرور سے مت دیکھو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ تم سے پہلے کتنے گنہگار اور بد اخلاق لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

۲۲. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ سب کو معاف کر دینا چاہیے۔ یہاں تک کہ ملعون کو بھی معاف کیا جا سکتا ہے اور اگر وہ واقعی توبہ اور اصلاح کر لیں تو خدا کی رحمت میں واپس آسکتے ہیں۔

۲۳. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ بعض اوقات خدا سے سب سے زیادہ دور کے لوگ خدا کو سب سے زیادہ جانتے ہیں، اور بعض اوقات خدا کے قریب ترین لوگ اسے جاننے کے لحاظ سے خدا سے سب سے دور ہوتے ہیں۔

۲۴. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ ایک بار ایک نبی تھے جس نے خدا سے کہا کہ وہ اپنی قوم کی جگہ کسی اور کو لے لے۔ خدا نے نبی کو حکم دیا کہ وہ ایک طوائف سے شادی کریں اور اس سے بچے پیدا کریں۔ اس نبی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ اس عورت سے ان کی اولاد ان کی ہے یا ان کے علاوہ کسی اور سے۔ بہت سالوں بعد اللہ نے عورت سے طلاق دینے کا حکم دیا اور وہ نبی اس بات سے عاجز تھے۔ خدا نے ان سے کہا: "تم ایسی عورت کو طلاق نہیں دے سکتے جسے تم جانتے ہو کہ وہ بے وفا ہے، حالانکہ تم یہ بھی نہیں جانتے کہ تمہارے بچے تمہارے اپنے ہیں، اور تم چاہتے ہو کہ میں اپنی منتخب قوم کو طلاق دوں؟"

۲۵. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ مجھے اپنی قوم کے ساتھ نوح (علیہ السلام) سے زیادہ صبر کرنی چاہیے۔ یہاں تک کہ اگر اس میں ایک ہزار سال لگیں، احمد الحسن (منہ السلام) نے کہا: "میں صبر کروں گا، اگر میرا رب چاہے، یہاں تک کہ ایک ہزار سال تک صبر کروں گا جب تک کہ خدا اس کام کو پورا نہ کرے جس کا اس نے پہلے سے حکم دیا تھا اور میں خدا سے تمہارے بارے میں شکایت نہیں کروں گا۔"[421]

۲۶. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے لوگوں سے محبت کرنا سیکھا۔ کیونکہ لوگوں سے محبت کرنا ایمان ہے اور اپنے نفس سے محبت کرنا کفر ہے۔ جو اپنے آپ سے محبت کرتا ہے اس نے اپنے بارے میں اچھا سوچا اور اپنے آپ میں اچھائی دیکھی۔ جس نے عوام سے محبت کی اس نے ان کا اچھا خیال اور ان میں اچھائی دیکھی کیا۔

۲۷. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ یہ صرف بنی اسرائیل ہی نہیں تھے جن کو وعدہ شدہ سرزمین میں داخل ہونے سے منع کیا گیا تھا۔ بلکہ موسیٰ اور ہارون (علیہم السلام) کو ان کے سامنے آنے سے منع کیا گیا تھا، پس اے ابن آدم غور کرو۔

۲۸. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ جب بھی انہوں نے مجھے کسی کو کچھ سکھانے کے لیے بھیجا، میں نے کچھ نہ کچھ سیکھا۔

۲۹. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ مذہب دوسروں کے ساتھ اچھا سلوک ہے، اور جو دوسروں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا اس کا کوئی مذہب نہیں ہوتا ہے۔

۳۰. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ جو شخص کسی کو توڑتا ہے وہ اس کے گناہ کا بوجھ اٹھاتا ہے۔

۳۱. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ عرش کے نیچے دیکھنے والے کے اندر بھی حسد تھا۔ یہاں تک کہ فرشتے کے مور کو بھی اس سے حسد تھا۔

یہاں تک کہ جو فرشتوں پر خلیفہ تھا اور درخت کا پھل کھاتا تھا اس کے اندر حسد تھا۔ پس غور کرو کہ اے بنی آدم !

۳۲. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ مجھے سب کچھ خدا کو دینا چاہئے اور پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔

۳۳. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ اگر میں اپنی ضرورت سے ایک پیسہ بھی زیادہ رکھوں تو میں کافر ہو گیا۔

---

[421] خطبہ "نجف الاشرف اور قم کے حوزے اور دنیا کی ہر جگہ کے طلباء کے لیے" از امام احمد الحسن (منہ السلام)

۳۴. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ خدا ان لوگوں کو نہیں چھوڑتا جو اسے نہیں چھوڑتے۔

۳۵. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ ایک شخص اس سے زیادہ دے سکتا ہے جتنا اس کے پاس ہوتا ہے۔ خدا کبھی کسی شخص پر اس سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا جتنا وہ برداشت کر سکتا ہے۔ انسان لامحدود ہوتا ہے اور اس کی کوئی حد نہیں ہوتی ہے جو وہ برداشت کر سکتا ہے۔

۳۶. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ ناممکن صرف وہی ہے جس کا فیصلہ انسان اپنے لیے ناممکن بناتا ہے۔ ناممکن نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی ہے۔

۳۷. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ شاید سب سے کم لوگ آپ کو سب سے بڑا سبق سکھاتے ہیں، جیسا کہ چیونٹی نے سلیمان کو سکھایا تھا کہ تکبر نہ کرو۔

۳۸. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ جو خدا کے دین کی خدمت نہیں کرتا وہ بیکار ہوتا ہے اور جو خدا کے دین کی خدمت کرتا ہے وہ چاہے قلم کے ایک جھٹکے سے بھی کیوں نہ ہو، قیمتی ہوتا ہے۔

۳۹. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ لوگوں کی فضاؤں کا ذمہ دار مقرر کرنے والا اس سے زیادہ جہنم کے قریب ہوتا ہے جس پر وہ مقرر کیا گیا ہو۔ ۳۱۳ رسول تقریباً مٹ چکے تھے، لیکن ۳۱۳ قومیں نہیں مٹی تھیں۔

۴۰. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ مجھے لوگوں کی ان کے خلاف مدد کرنی چاہیے اور لوگوں کے خلاف اپنے نفس کی مدد نہیں کرنی چاہیے۔

۴۱. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ رحم اور انسانیت سب سے پہلے آتی ہے۔ مذہب سے پہلے انسانیت آتی ہے۔

۴۲. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ مجھے کسی ایسے شخص سے کبھی دستبردار نہیں ہونا چاہئے جس نے ایک دن میری مدد کی، چاہے وہ کافر ہو یا ملحد یا عادی کیوں نہ ہو۔

۴۳. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا کہ لوگوں کی غلطیوں کا ذکر کرنا ایک غلطی ہے۔

۴۴. میں نے احمد الحسن (منہ السلام) سے سیکھا ہے کہ معافی مانگنا ضروری ہے، چاہے میری غلطی ہی کیوں نہ ہو۔

میں نے امام احمد الحسن سے جو سبق سیکھے ہیں وہ بے مثال ہیں۔ میں نے یہاں کچھ کلام کا ذکر کیا جو انہوں نے مجھ سے کہے تھے، اور میں نے کچھ اسباق کا ذکر کیا ہے جو میں نے ان سے سالوں کے دوران سیکھے تھے۔ ان سے سیکھے ہوئے اسباق کے بارے میں بے شمار کتابیں لکھی جا سکتی ہیں، لیکن میں آپ کو ان کے ساتھ چھوڑتا ہوں جو میں نے شیئر کرنے کا انتخاب کیا کیونکہ میرے نظریے میں یہ اس وقت آپ کے لیے سب سے زیادہ فائدہ مند ہیں۔

انتیسواں باب

قرآن میں تضاد

"پھر کیا وہ قرآن پہ غور نہیں کرتے؟
اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت زیادہ تضاد پاتے۔"

قرآن پاک وہ کتاب ہے جو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نازل ہوئی تھی۔ زیادہ تر مسلمان اس کتاب کے بارے میں یقین رکھتے ہیں جو ان کے پاس موجود ہے اور یہ کہ قرآن ہر قسم کی تضاد یا گمراہی سے محفوظ ہے۔ وہ قرآن پاک کو اب تک کی سب سے بڑی کتاب مانتے ہیں کیوں کہ وہ مانتے ہیں کہ مصنف خدا ہے اور محض انسان نہیں۔

جب ہم قائم کے بارے میں اہل بیت (منہم السلام) کی روایات کو دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ قائم (منہ السلام) ایک نئی کتاب کے ساتھ آتے ہیں، اس کے علاوہ جو لوگوں کے پاس موجود ہوتی ہے۔ امام محمد الباقر (منہ السلام) نے فرمایا: "قائم ایک نئے معاملے اور ایک نئی کتاب کے ساتھ اٹھیں گے، اور ایک نئی کتاب اور ایک نیا فقہ و اصول کے ساتھ۔"[422]

امام الباقر (منہ السلام) نے بھی فرمایا: "مجھے ایسا لگتا کے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ رکن اور مقام کے درمیان ہیں، جب کہ لوگ ان سے ایک نئی کتاب پر بیعت کر رہے ہیں جو عربوں کے لیے مشکل ہے۔"

[423]امام علی (منہ السلام) نے فرمایا: "گویا میں اپنے شیعوں کو کوفے کی مسجد میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کے خیمے لگے ہوئے ہیں، وہ لوگوں کو قرآن کی تعلیم دے رہے ہیں جیسا کہ یہ حقیقت میں نازل ہوا ہے، بے شک جب ہمارے قائم اٹھتے ہیں اس کو توڑ کر ان کا قبلہ قائم کریں گے۔"[424]

کیا قرآن غائب ہو گیا تھا؟

یہ ایک معروف حقیقت ہے کہ مسلم مآخذ میں سنی اور شیعہ یکساں طور پر بہت سی روایات موجود ہیں جو یہ دعوی کرتی ہیں کہ آج ہمارے پاس موجود قرآن نامکمل یا خراب ہے۔ ابن عمر ایک روایت میں فرماتے ہیں: "تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میں نے پورا

[422] کتاب الغیبہ (کتاب غیبت)، النعمانی، جلد۔ 1، ص۔ ۲۳۶

[423] کتاب الغیبہ (کتاب غیبت)، النعمانی، جلد۔ 1، ص۔ ۲۶۹

[424] کتاب الغیبہ (کتاب غیبت)، النعمانی، جلد۔ 1، ص۔ ۳۳۱

قرآن حاصل کر لیا ہے، اسے کیسے معلوم ہو گا کہ جب قرآن کا بہت حصہ غائب ہو گیا ہے تو یہ سب کیا ہے؟ بلکہ وہ کہے، 'میں نے حاصل کر لیا ہے جو بچ گیا ہے'۔[425]

صحیح مسلم میں ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: "ہم ایک سورہ پڑھا کرتے تھے جو طول اور شدت میں (سورہ) براءت کے مشابہ تھی۔ البتہ میں اسے بھول گیا ہوں سوائے اس کے جو مجھے یاد ہے کہ اگر ابن آدم کے لیے دولت سے بھری دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری وادی کی آرزو کرے گا اور ابن آدم کا پیٹ کسی چیز سے نہیں بھرے گا سوائے مٹی کے۔''[426] انہوں نے یہ بھی کہا: "ہم مصبیحات میں سے ایک جیسی سورت پڑھا کرتے تھے، اب مجھے پوری طرح یاد نہیں ہے، سوائے اس حصہ کے: "اے ایمان والو، تم اس بات کی تبلیغ کیوں کرتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے؟'' (اور) "جو گواہی کے طور پر تمہاری گردنوں پر لکھا ہوا ہے اور تمہاری جانچ کی جائے گی اس کے بارے میں قیامت کے دن۔''[427]

عمر ابن الخطاب نے دعویٰ کیا کہ قرآن میں سے ایک آیت رہ گئی ہے جس کا تعلق رجم سے ہے: "اللہ نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حق کے ساتھ بھیجا اور ان پر مقدس کتاب نازل کی، اور جو کچھ اللہ نے نازل کیا، ان میں سے ایک آیت تھی رجم کی آیت (شادی شدہ مرد و عورت، زنا کرنے والے کو سنگسار کرنا) اور ہم نے اس آیت کی تلاوت کی اور اسے سمجھ کر یاد کیا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے رجم کی سزا دی اور آپ کے بعد ہم نے بھی ایسا ہی کیا۔ مجھے ڈر ہے کہ ایک طویل عرصہ گزر جانے کے بعد کوئی کہے گا کہ اللہ کی قسم ہم اللہ کی کتاب میں رجم کی آیت نہیں پاتے، اور اس طرح اللہ کے نازل کردہ فرض کو چھوڑ کر گمراہ ہو جائیں گے۔ "[428]

دوسرے صحابہ نے دعویٰ کیا کہ سورۃ الاحزاب کا دو تہائی حصہ غائب ہے۔ زر بن حبیش کہتا ہے کہ مجھ سے ابی بن کعب نے کہا کہ سورہ احزاب کی کیا وسعت ہے، میں نے کہا: بہتر یا تہتر آیتیں، اس نے فرمایا: "سورہ بقرہ کے برابر ہے، اور اس میں ہم نے

---

[425] الاتقان فی العلوم القرآن (قرآن کے علوم کا کامل رہنما)، السیوطی، جلد ۔ ۲، ص ۔ ٦٦

[426] صحیح مسلم، مسلم ابن الحجاج النیسابوری، کتاب 12، حدیث ١٥٦

[427] صحیح مسلم، مسلم ابن الحجاج النیسابوری، کتاب ١٢، حدیث ١٥٦؛ مصباحیت سے مراد قرآن پاک کے ان سورتیں ہیں جو خدا کی تسبیح سے شروع ہوتے ہیں (مثلاً سبحان، سبح، یسبیح)

[428] صحیح البخاری، البخاری، اللہ کی مقرر کردہ حدود اور سزائیں کی کتاب، حدیث نمبر ٦٨٣٠

رجم کی آیت پڑھی"، میں نے کہا: "اور رجم کی آیت کیا ہے؟"، اس نے فرمایا: "شادی شدہ مردوں (الشیخ) اور شادی شدہ عورتوں (الشیخہ) میں سے زانی اللہ کی طرف سے مثالی سزا کے طور پر انہیں سنگسار کرنا، اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔"[429]

یہاں تک کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اہلیہ عائشہ نے دعویٰ کیا کہ قرآن کا کچھ حصہ کسی بکری نے کھالیا تھا، انہوں نے کہا: "بے شک، رجم اور جوانوں کو ۱۰ دفہ دودھ پلانے سے متعلق آیات نازل ہوئیں اور وہ میرے بستر کے نیچے ایک کاغذ پر تھیں۔ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وفات ہوئی اور ہم مصروف تھے تو ایک بکری آئی اور اس نے اسے کھا لیا۔"

[430] یہ چند روایتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام ابتدائی صحابہ نے اس بات کا اعتراف کیا کہ قرآن جو انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وفات کے بعد مرتب کیا وہ مکمل نہیں تھا اور اس میں بہت سی آیات غائب تھیں۔

مکمل قرآن آل محمد کے ساتھ ہے

آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی روایتیں واضح طور پر بیان کرتی ہیں کہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وفات کے بعد امام علی (منہ السلام) نے پورا قرآن مرتب کیا جیسا کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نازل ہوا اور اسے پیش کیا مسلمانوں کے سامنے مگر انہوں نے اسے رد کر دیا۔ امام علی (منہ السلام) فرماتے ہیں کہ "جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا وصال ہوا تو میں نے قسم کھائی کہ نماز جمعہ کے علاوہ اپنے کپڑے نہ بدلوں گا جب تک کہ میں قرآن کو مرتب نہ کرلوں اور میں نے ایسا ہی کیا۔"[431]

---

[429] الاتقان فی العلوم القرآن (قرآن کے علوم کا کامل رہنما)، السیوطی، جلد ۔ ۲، ص۔ ٦٦

[430] سنن ابن ماجہ، محمد بن یزید القزوینی، جلد ۔ ۱، ص۔ ٦٢٦؛ مسند احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ج۔ ٦، ص۔ ٢٦٩

[431] کتاب المصاحف، ابن ابی داؤد، ص. ١٦٩

انہوں نے یہ بھی کہا: "قرآن کی کوئی بھی آیت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نازل نہیں ہوئی سوائے اس کے کہ آپ نے مجھے سکھائی اور میں نے اسے اپنے ہاتھ سے لکھی اور انہوں نے مجھے اس کے معنی اور تفسیر، اس کی منسوخی اور اس کی منسوخ شدہ آیات، اس کے فیصلہ کن اور اس کے تمثیلی معانی سکھائے۔ انہوں نے خدا سے درخواست کی کہ میں اسے سمجھوں اور اسے یاد کروں اور میں خدا کی کتاب کی ایک آیت بھی نہیں بھولا اور نہ ہی کوئی علم جو اس نے مجھے سکھایا اور میں نے اسے لکھ دیا۔ "[432]

جب امام علی (منہ السلام) اپنے مرتب کردہ قرآن کو لوگوں کے سامنے لے آئے تو انہوں نے کہا کہ "ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔"[433] اور انہوں نے اسے رد کردیا۔ اس پہ امام علی (منہ السلام) نے فرمایا: "خدا کی قسم آج کے بعد تم اسے کبھی نہیں دیکھو گے۔"[434]

اور انہوں نے اسے ایک امام سے دوسرے امام تک پہنچا دیا یہاں تک کہ قیام قائم کے وقت (منہ السلام) جب وہ اسے پوری طرح لوگوں پر ظاہر کر دیں گے۔ یہ عقیدہ ابتدائی شیعہ علماء میں عجیب نہیں تھا۔ قابل ذکر ابتدائی شیعہ علماء نے اس نظریے کی تائید کی کہ عثمان کی مرتب کردہ قرآنی عبارت نامکمل اور تحریف شدہ تھی یا ان میں سے ایک ۔
کچھ مثالیں القمی، الکلینی اور المفید ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ نظریہ مسلم دنیا میں متنازعہ بن گیا، زیادہ تر علماء نے آج تک اس مسئلے کے بارے میں مبہم یا خاموش رہنے کا انتخاب کیا۔

[432] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، ج۔ ۸۹، ص۔ ۹۹
[433] الکافی، الشیخ الکلینی، جلد۔ ۲، ص۔ ۶۳۳
[434] الکافی، الشیخ الکلینی، جلد۔ ۲، ص۔ ۶۳۳

کیا آج قرآن کے تمام نسخے ایک جیسے ہیں؟

قرآن کے جو نسخے آج لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہیں وہ سب ایک جیسے نہیں ہیں۔ ایسی کاپیاں ہیں جن میں مختلف الفاظ اور اضافی حروف ہیں۔ ان سب کو آج مسلمان قبول اور استعمال کر رہے ہیں۔ بہت کم مسلمانوں کو اس بات کا ادراک ہے، اور اکثریت اب بھی اس وہم میں مبتلا ہے کہ قرآن کا صرف ایک نسخہ ہے اور یہ وہی ہے جو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نازل ہوا ہے۔ دکانوں میں اور مسلمانوں کے ہاتھوں میں موجود قرآن کے نسخوں میں فرق ظاہر کرنے کے لئے، ہم آپ کے سامنے ایک تقابلی مطالعہ پیش کرتے ہیں جو کچھ غیر مسلموں نے کیا تھا۔[435] مندرجہ ذیل قرآن ۱۹۲۴ کے مصری ایڈیشن کے درمیان موازنہ ہے، جو امام حفص کے ذریعہ منتقل کردہ نسخہ پر مبنی ہے، اور امام ورش کے ذریعہ منتقل کردہ قرآن۔ قرآن کے ان دو نسخوں کا موازنہ کرکے اس کی تصدیق کوئی بھی کر سکتا ہے۔

[435] قرآن کے مختلف عربی ورژن، سیموئیل گرین

اضافی الفاظ

امام ورش کے مطابق قرآن	امام حفص کے مطابق قرآن
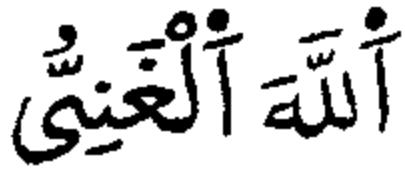	
اللہ، بے نیاز...	اللہ بے نیاز ہے...
حفص کے نسخے میں اس آیت میں ایک اضافی لفظ آیا ہے۔ یہ ان دونوں قرآنوں کے درمیان گرامر کو مختلف بناتا ہے۔ حفص میں یہ جملہ ہے، اللہ بے نیاز ہے، جب کہ ورش ورژن میں یہ جملہ ہے، اللہ، بے نیاز۔ دونوں قرآن ایک ہی خیال کا اظہار کر رہے ہیں لیکن اسے مختلف طریقوں سے کر رہے ہیں اور اس کے نتیجے میں ان کی تلاوت مختلف کی جاتی ہے۔	

امام ورش کے مطابق قرآن	امام حفص کے مطابق قرآن
جلدی کریں...	اور جلدی کرو...
حفص ورژن میں اضافی لفظ و (اور) ہے۔ اس سے آیت کا مفہوم نہیں بدلتا لیکن اس کے پڑھنے کا طریقہ بدل جاتا ہے۔	

بنیادی خط کے فرق

امام ورش کے مطابق قرآن	امام حفص کے مطابق قرآن
اور ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی...	ابراہیم نے اپنے بیٹے کو اپنی وصیت دی...
حفص ورژن دوسری شکل والا فعل ہے، جبکہ ورش ورژن میں چوتھی شکل کا فعل بنانے کے لیے اضافی الف ہے۔ اس سے فعل کے معنی میں شدت آتی ہے اور اس کی تلاوت کا طریقہ بدل جاتا ہے۔	

امام ورش کے مطابق قرآن	امام حفص کے مطابق قرآن
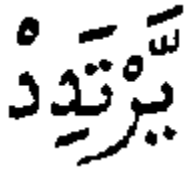	
...پیچھے مڑو...	...پیچھے مڑو...
دونوں الفاظ مختلف طریقے سے پڑھے جاتے ہیں لیکن معنی ایک ہی ہیں۔ وہ ۸ ویں شکل کے فعل کی دو مختلف مثالیں ہیں۔ یہ غالباً بولی میں فرق ہے۔	

امام ورش کے مطابق قرآن	امام حفص کے مطابق قرآن
قُل کہو: میرا رب جانتا ہے...	قَالَ اس نے کہا کہ میرا رب جانتا ہے...
حفص نسخہ میں قل کا فعل استعمال کیا گیا ہے اور اس لیے محمد فعل کا مضمون ہے، لیکن ورش نسخہ میں قول کا فعل استعمال ہوا ہے اور اس لیے مضمون خدا ہے جو محمد یا مسلمانوں کو حکم دے رہا ہے۔ یہ فرق ۲۱:۱۱۲ میں دہرایا گیا ہے۔	

امام ورش کے مطابق قرآن	امام حفص کے مطابق قرآن
فَلَا يَخَافُ اس لیے اس کے لیے کوئی خوف نہیں ہے۔	وَلَا يَخَافُ اور اس کے لیے کوئی خوف نہیں ہے۔
ان الفاظ کے شروع میں متفرق حروف ہیں۔ یہ "اور" کو "لہذا" میں تبدیل کرتا ہے۔	

یہ بات بھی مشہور ہے کہ ابتدائی قرآنی نسخوں میں نقاطی نشانات نہیں تھے اور وہ ہر قسم کے حرفی نشانات (حرکت) سے خالی تھے۔ یہاں کچھ مثالیں ہیں (تصویر ۱ اور ۲):

تصویر ۱: ابتدائی کوفی رسم الخط

نیلا قرآن (المصحف الازرق) ابتدائی کوفی رسم الخط کے ساتھ جس میں سورہ روم، آیات ۲۸ء۳۲، میٹروپولیٹن میوزیم آف آرٹ، نیویارک

تصویر ۲: سمرقند کوفی رسم الخط

میٹروپولیٹن میوزیم آف آرٹ، نیویارک

الصنعاء کا نسخہ ۱۹۷۲ میں صنعا، یمن[436] کی عظیم مسجد میں دریافت ہونے والے قدیم ترین قرآنی نسخوں میں سے ایک اور مثال ہے۔ اس کا جدید ترین استعمال کرتے ہوئے بڑے پیمانے پر مطالعہ کیا گیا ہے۔

ٹیکنالوجی متن کی پرتیں دکھاتا ہے جہاں اصل کو مٹا کر اس پر لکھا گیا تھا۔ اس میں الفاظ اور سورتوں کی ترتیب کے لحاظ سے معیاری عثمانی ورژن سے بہت سی تبدیلیاں ہیں (تصویر ۳):

تصویر ۳: الصنعاء کا نسخہ

[436] جرمن آثار قدیمہ کے ادارے اور سولاڈر یبھولز، صنعا کی عظیم مسجد میں ابتدائی قرآنی پارچمنٹس دریافت ہوئے

ڈایناکرٹکل اختلافات

عربی میں بعض حروف کو الگ کرنے کے لیے نقطوں کا استعمال ہوتا ہے جو اسی طرح لکھے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر ـبـ بنیادی علامت عربی میں پانچ مختلف حروف کی نمائندگی کرتی ہے اور اس بات پر منحصر ہے کہ نقاطی نقطے کہاں رکھے گئے ہیں: ـبـ ب، ـتـ ت، ـثـ ث، ـنـ ن، ـیـ ی''۔یہاں ہم ان دونوں قرآنوں کے درمیان ایک اور فرق دیکھتے ہیں۔ ان کے پاس ایک ہی جگہ پر نقطے نہیں ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ مختلف حروف بنتے ہیں۔

امام ورش کے مطابق قرآن	امام حفص کے مطابق قرآن
تم پر رحم کیا جاتا ہے...(۲:۵۷)	ہم رحم کرتے ہیں...(۲:۵۸)
ان دو الفاظ میں پہلا حرف مختلف ہے۔ حفص ورژن میں فعل فعال شکل میں آتا ہے (ہم دیتے ہیں) جبکہ ورش ورژن میں یہ غیر فعال شکل میں آتا ہے (آپ کو دیا جاتا ہے)۔ مزید برآں حفص ورژن میں فعل "ہم" کی شکل میں آتا ہے جس سے معنی بدل جاتا ہے۔	

امام ورش کے مطابق قرآن	امام حفص کے مطابق قرآن
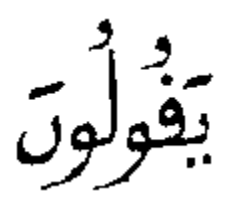 ... وہ کہتے ہیں ...(۲:۱۳۹)	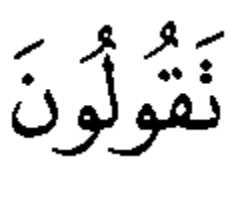 ... آپ (جمع) کہتے ہیں ...(۲:۱۴۰)
ان دو الفاظ میں پہلا حرف مختلف ہے۔ یہ فرق معنی کو "آپ" سے "وہ" میں بدل دیتا ہے۔	

امام ورش کے مطابق قرآن	امام حفص کے مطابق قرآن
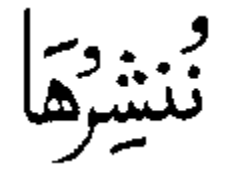 ... ہم زندہ کریں گے ...(۲:۲۵۸)	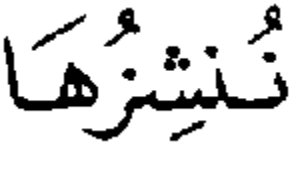 ہم اٹھائیں گے...(۲:۲۵۹)
ان الفاظ میں جڑ کے مختلف حروف ہیں اور اس سے دو مختلف الفاظ بنتے ہیں۔ دونوں الفاظ ایک جیسے معنی رکھتے ہیں لیکن ایک جیسے نہیں ہیں۔	

امام ورش کے مطابق قرآن	امام حفص کے مطابق قرآن
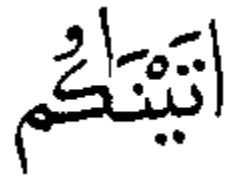 ہم نے تمہیں دیا...(۳:۸۰)	 میں نے تمہیں دیا...(۳:۸۱)
ان الفاظ کے درمیان میں مختلف حروف ہیں۔ یہ فرق "میں" سے "ہم" میں معنی بدل دیتا ہے۔	

امام ورش کے مطابق قرآن	امام حفص کے مطابق قرآن
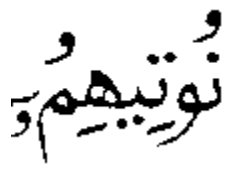 ہم دیتے ہیں...(۴:۱۵۱)	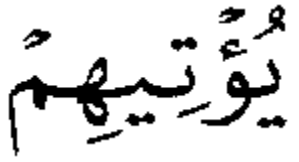 وہ دیتا ہے...(۴:۱۵۲)
ان الفاظ کے شروع میں مختلف حروف ہیں۔ یہ فرق "ہم" سے "وہ" میں معنی بدل دیتا ہے۔	

امام ورش کے مطابق قرآن	امام حفص کے مطابق قرآن
	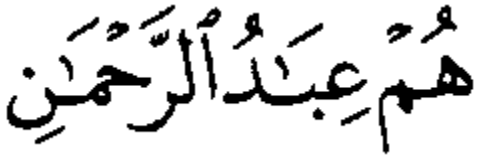
وہ رحمٰن کے ساتھ ہیں...(۴۳:۱۸)	وہ رحمٰن کے بندے ہیں...(۴۳:۱۹)
درمیانی لفظ کا درمیانی حرف ان آیات میں مختلف ہے۔ اس سے ان الفاظ کے معنی نمایاں طور پر تبدیل ہو جاتے ہیں: حفص ورژن میں یہ لفظ اسم ہے اور اس کے معنی غلام ہیں جبکہ ورش ورژن میں یہ لفظ پریپوزشن ہے اور اس کے معنی ہیں 'ساتھ میں'۔ اس طرح آیات کے مختلف معنی ہیں۔	

حروف میں اختلافات

عربی میں کسی لفظ کے کچھ حرفوں کی نشاندہی کرنے کے لیے حروف کے اوپر اور نیچے تشکیل (diacritical markers) کا استعمال کیا جاتا ہے۔ یہاں ہم ان دونوں قرآنوں کے درمیان ایک اور فرق دیکھتے ہیں۔ وہ ایک ہی جگہ وہی حروف استعمال نہیں کرتے ہیں۔

امام ورش کے مطابق قرآن	امام حفص کے مطابق قرآن
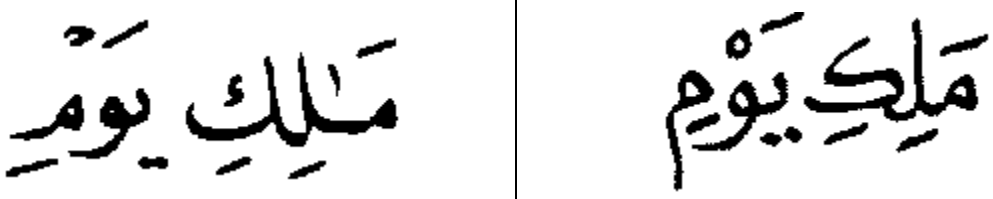	
دن کا بادشاہ...(۱:۳)	دن کا مالک... (۱:۴)
حفص ورژن میں ایک لمبا الف ہے جو ایک فعال حصہ دار بناتا ہے، جس کا مطلب ہے مالک، جبکہ ورش ورژن برائے نام اسم ہے جس کا مطلب بادشاہ ہے۔	

امام ورش کے مطابق قرآن	امام حفص کے مطابق قرآن
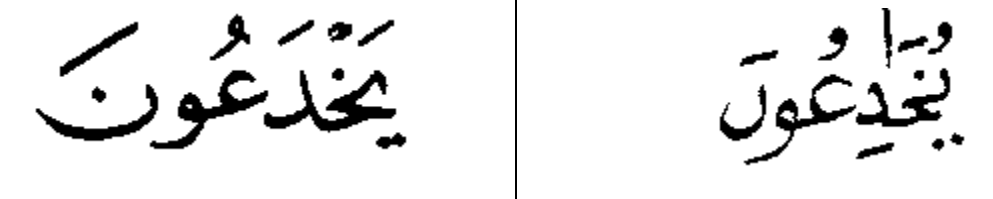	
وہ دھوکہ دینا چاہتے ہیں... (۲:۸)	وہ دھوکہ دیتے ہیں... (۲:۹)
ان الفاظ کے پہلے اور دوسرے حروف پر مختلف حرف ہیں۔ حفص ورژن فعل کی پہلی شکل ہے جبکہ ورش ورژن تیسری شکل ہے۔	

امام ورش کے مطابق قرآن	امام حفص کے مطابق قرآن
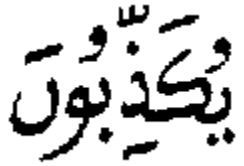	
... وہ انکار کرتے ہیں ... (۲:۹)	... وہ جھوٹ بولتے ہیں...(۲:۱۰)
ان الفاظ کے پہلے اور دوسرے حروف پر مختلف حرف ہیں۔ حفص ورژن فعل کی پہلی شکل ہے جبکہ ورش ورژن دوسری شکل ہے۔ (نوٹ: یہ لفظ اس آیت میں دو مرتبہ آیا ہے۔)	

امام ورش کے مطابق قرآن	امام حفص کے مطابق قرآن
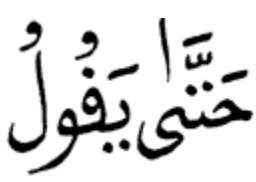	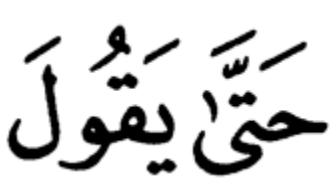
جب تک کہ انہوں نے کہا...(۲:۲۱۲)	... تو انہوں نے کہا ... (۲:۲۱۴)
آخری حرف پر ایک مختلف حرف ہے۔ حفص نسخہ میں استعمال ہونے والا فتحہ حرف فعل کو ضمنی موڈ میں رکھتا ہے جو پچھلے ذرہ حطہ کو معنی دیتا ہے۔ ورش ورژن میں دما سر کا استعمال کیا گیا ہے جو فعل کو نامکمل اشارے والے مزاج میں رکھتا ہے جو ذرہ حطہ کو معنی دیتا ہے۔	

امام ورش کے مطابق قرآن	امام حفص کے مطابق قرآن
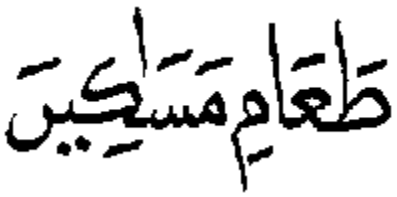	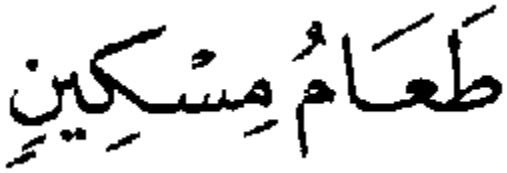
... غریبوں کو کھانا کھلا کر فدیہ... (۲:۱۸۳)	... ایک مسکین کو کھانا کھلا کر فدیہ...(۲:۱۸۴)
ان الفاظ میں کئی مختلف حروف ہیں۔ یہ اسم کو واحد سے جمع میں تبدیل کرتے ہیں۔ اور اس وجہ سے روزہ نہ رکھنے پر اپنے آپ کو چھڑانے کے لیے آپ کو جتنے مردوں کو کھانا کھلانا ضروری ہے ان کی تعداد میں تبدیلی آجاتی ہے۔	

امام ورش کے مطابق قرآن	امام حفص کے مطابق قرآن
اور بہت سے نبی مارے گئے (۳:۱۴۶)	اور بہت سے نبی لڑے (۳:۱۴۶)
ان الفاظ میں مختلف حروف ہیں۔ یہ مفہوم کو فعال سے غیر فعال میں بدل دیتے ہیں اور اس طرح آیت کا مفہوم بدل جاتا ہے۔	

امام ورش کے مطابق قرآن	امام حفص کے مطابق قرآن
اس کا پیغام... (٥:٦٩)	اس کا پیغام...(٥:٦٧)
ان الفاظ کے آخری دو حروف پر مختلف حرف ہیں۔ یہ لفظ کی صورت اور تلفظ کو بدل دیتے ہیں۔ حفص نسخہ الزامی صورت میں ہے جب کہ ورش جنیٹیو میں ہے۔ یہ جملے کے گرامر کی مختلف تفہیم کی عکاسی کرتا ہے۔	

امام ورش کے مطابق قرآن	امام حفص کے مطابق قرآن
... دو جادوگر... (٢٨:٤٨)	... جادو کے دو کام ...(٢٨:٤٨)
ان الفاظ کے پہلے دو حروف پر مختلف حرف ہیں۔ یہ لفظ ورش نسخہ کے ایک فعال حصہ سے حفص ورژن میں اسم میں بدل جاتے ہیں اور اس طرح آیت کے معنی بدل جاتے ہیں۔	

امام ورش کے مطابق قرآن	امام حفص کے مطابق قرآن
	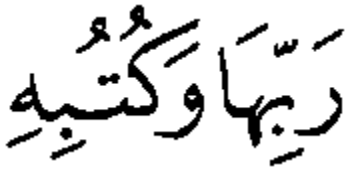
... اس کا رب اور اس کی کتاب... (٦٦:١٢)	... اس کا رب اور اس کی کتابیں... (٦٦:١٢)
لفظ کتاب کے لیے مختلف حروف استعمال ہوتے ہیں۔ یہ اختلاف حفص نسخہ میں لفظ کو جمع اور ورش نسخہ میں واحد بناتا ہے۔ اس سے آیت کا مفہوم قدرے بدل جاتا ہے کیونکہ حفص کے نسخے میں مریم خدا کی تمام کتابوں پر یقین رکھتی ہیں، جب کہ ورش ورژن میں وہ اس کتاب پر یقین رکھتی ہیں جو ان کے پاس ہے۔	

قرآن میں تضاد

ابن ابی یعفوریان کرتے ہیں کہ وہ امام الصادق (منہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: "اے ابن ابی یعفور، کیا تم نے قرآن پڑھا ہے؟" تو میں نے کہا، "جی ہاں، یہ تلاوت۔" تو آپ نے کہا: "یہ وہی ہے جس کے بارے میں میں نے تم سے پوچھا تھا اور اس کے علاوہ کوئی نہیں۔" تو میں نے کہا، "جی ہاں، میری جان آپ پہ قربان ہو، کیوں؟" آپ نے فرمایا، "چونکہ موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے ایک تقریر کی تھی اور وہ اسے سنبھال نہیں سکتے تھے تو انہوں نے مصر میں ان کے خلاف بغاوت کی اور انہوں نے ان سے جنگ کی اور انہوں نے ان سے جنگ کی اور انہوں نے انہیں قتل کردیا۔ اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے ایک تقریر کی لیکن انہوں نے اس پر قابو نہ پایا اور تکریت میں ان سے بغاوت کی تو انہوں نے ان سے جنگ کی اور انہوں نے ان سے جنگ کی اور انہوں نے انہیں قتل کردیا۔ اور یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ پھر بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لے آیا اور دوسرا کافر بنا۔ پھر ہم نے مومنوں کو ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد دی تو وہ غالب آگئے۔''

اور ہم میں سے پہلا قائم اہل بیت تم سے ایسی تقریر کریں گے جو تم برداشت نہیں کر پاؤ گے اور تم عراق میں اس کے خلاف نکلو گے اور تم اس سے لڑو گے، اور وہ تم سے لڑے گا، پھر وہ تمہیں قتل کردے گا۔ یہ آخری بار ہو گا جب کوئی بغاوت کرے گا، پھر اے ابن ابی یعفور، خدا پہلے اور آخری کو جمع کرے گا اور پھر اپنے زمانے کے لوگوں میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو پیدا کرے گا۔"[437]

ایک دن میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے کہا: "کیا قرآن کی ایسی آیات اور سورتیں ہیں جو پہلے کبھی شائع نہیں ہوئیں یا قرآن اسی طرح مکمل ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، موجود ہیں اور قرآن میں ایسے الفاظ بھی ہیں جو نکالے گئے ہیں۔ قرآن میں کچھ بدعنوانی ہے لیکن پوری طرح غلط نہیں ہے۔" میں نے کہا، "میرے والد، کیا اس وقت ہمارے ہاتھوں کے درمیان موجود قرآن میں شیطان کی طرف سے کوئی الہام ہے؟ آپ نے مجھے پہلے بتایا تھا کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) سے پہلے کے بعض رسولوں پر کبھی کبھی ابلیس کی طرف سے الہام ہوا تھا۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "قرآن جو لوگوں کے ہاتھوں کے درمیان موجود ہے سچی اور خیالی کہانیوں کا مرکب ہے، کچھ جھوٹ اور کچھ سچ، یہ مرکب ہے۔" میں نے کہا: "کیا اس میں بدعنوانی اور غلطیاں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے تھیں یا ان کے بعد آنے والوں کی؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ محمد کے بعد سے ہے۔" میں نے کہا، "میرے والد، قرآن پاک میں کچھ معاملات ایسے ہیں کہ جب آپ ان کو پڑھتے ہیں تو ایسا لگتا ہے جیسے لکھنے والے نے یا تو غلطی کو درست کیا ہو یا کہانی نقل کرتے وقت غلطی کی ہو۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یقیناً۔"

میں نے کہا، "مثلاً طالوت اور جالوت کا قصہ اور دریا پار کرنا اور پھر داؤد کا جالوت کو قتل کرنا، بات یہ ہے کہ داؤد اور جالوت کے قصے میں دریا عبور کرنے کا کوئی واقعہ نہیں ہے۔ دریا کی کہانی اور ۳۱۳، ۱۰ نبی جدعون کی کہانی ہے اور یہ داؤد اور جالوت کے

[437] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، ج۔ ۷، ص۔ ۲۸۴

واقعہ سے سینکڑوں سال پہلے کا واقعہ ہے۔ ساؤل داؤد کے زمانے میں بادشاہ تھا (طالوت نہیں) اور انجیل کہتی ہے کہ اس نے اپنی جان کھو دی اور داؤد سے لڑا، اور اس کی بہت سی مثالیں ہیں، قرآن میں ایسی کہانیاں الجھ گئی ہیں۔ قاضیوں کی کتاب (انجیل) میں لکھا ہے:

۱ تب یرُبعل یعنی جدعون اور سب لوگ جو اسکے ساتھ تھے سویرے ہی اٹھے اور حرود کے چشمہ کے پاس ڈیرا کیا اور مدیانیوں کی لشکر گاہ انکے شمال کی طرف کوہ مورہ کے متصل وادی میں تھی ۔

۲ تب خداوند نے جدعون سے کہا تیرے ساتھ کے لوگ اتنے زیادہ ہیں کہ مدیانیوں کو ان کے ہاتھ میں نہیں کر سکتا۔ ایسا نہ ہو کہ اسرائیلی میرے سامنے اپنے اوپر فخر کر کے کہنے لگیں کہ ہمارے ہاتھ نے ہم کو بچایا ۔

۳ سو تو اب لوگوں میں سنا سنا کر منادی کردے کہ جو کوئی ترسان اور ہراسان ہو وہ لوٹ کر کوہ جلعاد سے چلا جائے چنانچہ ان لوگوں میں سے بائیس ہزار تو لوٹ گئے اور دس ہزار باقی رہ گئے ۔

۴ تب خداوند نے جدعون سے کہا کہ لوگ اب بھی زیادہ ہیں سو تو ان کو چشمہ کے پاس نیچے لے آ اور وہاں میں تیری خاطر ان کو آزماؤنگا اور ایسا ہو گا کہ جس کی بابت میں تجھ سے کہوں کہ یہ تیرے ساتھ وہی تیرے ساتھ جائے اور جس کے حق میں میں کہوں کہ یہ تیرے ساتھ نہ جائے وہ نہ جائے ۔

۵ سو وہ ان لوگوں کو چشمہ کے پاس نیچے لے گیا اور خداوند نے جدعون سے کہا کہ جو جو اپنی زبان سے پانی چپڑ چپڑ کر کے کتے کی طرح پیے اس کو الگ رکھ اور ویسے ہی ہر ایسے شخص کو جو گھٹنے ٹیک کر پیے ۔

٦ سو جنہوں نے اپنا ہاتھ اپنے منہ سے لگا کر چپڑ چپڑ کر کے پیا وہ گنتی میں تین سو مرد تھے اور باقی سب مردوں نے گھٹنے ٹیک کر پانی پیا ۔

۷ تب خداوند نے جدعون سے کہا کہ میں ان تین سو آدمیوں کے وسیلہ سے جنہوں نے چپڑ چپڑ کر کے پیا تم کو بچاؤنگا اور مدیونیوں کو تیرے ہاتھ میں کر دونگا او باقی سب لوگ اپنی اپنی جگہ کو لوٹ جائیں

۸ چنانچہ جدعون نے باقی بنی اسرائیل کو گھر بھیج دیا لیکن تین سو کو اپنے پاس رکھا، جنہوں نے دوسروں کے سامان اور نرسنگے سنبھال لیے۔ مدیونیوں کی لشکر گاہ اسکے نیچے وادی میں تھی ۔[438]

حالانکہ قرآن میں لکھا ہے:

پھر جب طالوت اپنے لشکروں کو لے کر چلے تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری آزمائش کرے گا ایک دریا سے (یعنی دریائے اُردن) تو جو اس میں سے (پیٹ بھر کر) پانی پئے گا وہ میرا ساتھی نہیں ہے اور جو اس میں سے پانی نہیں پئے گا وہ میرا ساتھی ہے سوائے اس کے کہ کوئی اپنے ہاتھ سے صرف چلوّ بھر پانی لے کر پی لے تو انہوں نے اس میں سے (خوب جی بھر کر) پانی پیا سوائے ان میں سے ایک قلیل تعداد کے تو جب دریا پار کر کے آگے بڑھے طالوت اور اس کے ساتھی اہل ایمان تو انہوں نے کہا کہ آج ہم میں جالوت اور اس کے لشکروں کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہے تو کہا ان لوگوں نے جو یقین رکھتے تھے کہ انہیں (ایک دن) اللہ سے ملاقات کرنی ہے کہ کتنی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ ایک چھوٹی جماعت بڑی جماعت پر غالب آگئی اللہ کے حکم سے اور اللہ تو صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔[439]

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، پورے یقین کے ساتھ۔" میں نے کہا، "کیا یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تھے جنہوں توریت اور انجیل میں جو کچھ آیا اس کی تصحیح کر رہے تھے یا یہ تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کہانی کو غلط کہا، یا یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد غلط ہو گئی؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد بگڑ گیا۔"

میں نے کہا: "خدا کے سوا کوئی طاقت اور قوت نہیں ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ کتاب وہی کتاب نہیں ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نازل ہوئی تھی۔"

میں نے کہا، "ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ حقیقت کیا ہے؟"

---

[438] انجیل مقدس، قاضیوں کی کتاب، باب ۷، آیات ۱-۸

[439] قرآن مجید، سورہ ۲ (البقرہ)، آیت ۲۴۹

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ایک وقت ایسا آئے گا کہ ہم اس قرآن کو نازل کریں گے جو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نازل ہوا تھا، جس طرح ہم نے کعبے کا معاملہ اور اور رمضان کے حقیقی مہینے کو واضح کیا تھا۔ صبر کرو اور تمہیں اسے پڑھ کر بہت خوشی ہوگی اور تم ہنسو گے، تم روؤ گے، اور تم حیران رہ جاؤ گے۔ مجھے یقین ہے کہ تمہیں تین سیدھی راتوں کے لئے نیند نہیں آئے گی جب تم اسے پڑھو گے اور اس پر غور کرو گے۔"

اسماعیل یا اسحاق یا دونوں؟

میں نے کہا، "توریت کی سب سے پرانی دستیاب نسخوں میں ذکر ہے کہ اسحاق وہ ہیں جنہیں ابراہیم نے ذبح کیا تھا اور قرآن کہتا ہے کہ وہ اسماعیل تھے۔ اس سلسلے میں یا تو توریت غلط ہے یا قرآن، یا پھر دونوں کو ذبح کر کے پیش کیا گیا، حقیقت کہاں ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اسمٰعیل وہ تھے جنہیں ذبح کرنے کی پیشکش کی گئی۔"

میں نے کہا، "تو وہاں توریت غلط ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔"

قرآن میں حضرت عیسیٰ کے الفاظ

میں نے کہا، "قرآن میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے بارے میں ایک آیت ہے کہ: 'انہوں نے اعلان کیا کہ میں عبداللہ (اللہ کا بندہ) ہوں۔'[440] کوئی پوچھ رہا ہے، یہاں اس کا مطلب کیا یہ ہے کہ وہ خدا کے بندوں میں سے ایک بندہ ہے، یا یہ کہ عبداللہ کی روح اس کی زبان پر بولی جب کہ شبیہ عیسی فرشتہ کی شکل میں تھی یا اس آیت کا کیا مطلب ہے؟"

[440] قرآن مجید، سورہ ۱۹ (مریم)، آیت ۳۰

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "مطلب یہ ہے کہ وہ خدا کے بندوں میں سے ایک بندہ ہے، اگر یہ آیت صحیح ہے، لیکن عام طور پر اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خدا کے بندوں میں سے ایک بندہ ہے۔"

میں نے کہا، "تو پھر آیت غلط ہے؟" لیکن امام (منہ السلام) خاموش رہے۔

ہاتھ کاٹنے کی آیت

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "قرآن میں ایک آیت ہے:" اور چور خواہ مرد ہو یا عورت ان دونوں کے ہاتھ کاٹ دو یہ بدلہ ہے ان کے کرتوت کا اور عبرت ناک سزا ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے"[441] میں نے کہا: "کیا یہ آیت غلط ہو گئی؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، یہ واقعی اس طرح اتری ہے: "مرد چور اور عورت چور: پھر (بقیع) دونوں کے ہاتھ پر داغ لگائیں، ان (دونوں) کی کمائی کے بدلے، اللہ کی طرف سے عذاب کے طور پر۔ اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔ "

میں نے کہا: "تو کیا قرآن میں چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم نہیں ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں، ایک خاص پودا تھا جس کا رنگ سیاہ تھا اور اس میں ایک رنگ تھا جسے ہٹانا مشکل تھا۔ وہ چور کے ہاتھ رنگتے تاکہ وہ دوسروں کے لیے مثال بن سکے۔"

[441] قرآن مجید، سورہ ۵ (المائدہ)، آیت ۳۸

ایک دن میں اور آدم (علیہ السلام) قرآن کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے کہ انہوں نے قرآن کی ایک آیت کی طرف اشارہ کیا جو میں نے کمرے میں لٹکائی ہوئی تھی اور کہا: "میں نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) سے اس آیت کا اصلی طریقہ سنا ہے: "اور یقیناً تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ"۔ "[442]

میں نے کہا، "کیا سنا آپ نے؟"

آدم (علیہ السلام) نے کہا: "انہوں نے کہا، یہ اس طرح نازل ہوا ہے: 'تمہارا رب مرتضیٰ تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔'"

قرآن کس کے الفاظ ہیں؟

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "بیٹا میں تمہیں کچھ دوں گا، تم سے ایک سوال پوچھتا ہوں، قرآن کس کے الفاظ ہیں؟"

میں نے کہا، "خدا کے؟"

امام نے فرمایا: "کیا خدا کہتا ہے کہ "ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں؟"[443] کیا خدا اپنے بارے میں کہتا ہے کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں؟"

میں نے کہا، "نہیں، مجھے نہیں لگتا۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "قرآن محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا کلام ہے۔ وہ وہی ہے جس نے الہام الٰہی سے قرآن لکھا، لیکن الفاظ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے الفاظ ہیں۔" میں نے کہا: "تو ایسا نہیں تھا کہ جبرائیل (علیہ السلام) ان کے لیے لفظ بہ لفظ قرآن لائے اور انہیں مسلمانوں کی طرح اس کی تلاوت کروائی؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں، یہ ان کے دل میں الہام تھے اور انہوں نے وہ کلمات کہے۔"

---

[442] قرآن مجید، سورہ ۹۳ (الضحیٰ)، آیت ۵

[443] قرآن مجید، سورہ ۱ (الفاتحہ)، آیت ۵

حکومتوں نے سچ چھپایا ہے

ہم صرف پچھلی صدی میں دیکھ سکتے ہیں کہ نجع حمادی لائبریری، گمشدہ انجیل، اور الھفت الشریف اور صنعاء کے مخطوطات جیسے مجموعے علماء اور ماہرین کے درمیان مشہور ہوئے ہیں لیکن عوام اب بھی بڑی حد تک بے خبر ہے۔ امام (منہ السلام) نے ایک دن مجھ سے فرمایا:

"میں چاہتا ہوں کہ آپ ایک ایسا پروگرام بنائیں جس سے لوگ یہ سمجھیں کہ اسلام کو اس کی موجودہ شکل اور مکاتب فکر میں غلط ثابت کرنا امریکہ اور اسرائیل کے مفاد میں نہیں ہے، کیونکہ یہ مذہب اور اس کے فرقے ان کے لیے بہت پیسہ اور سلامتی لاتے ہیں۔ وہ چاہیں تو لوگوں پر یہ ثابت کر سکتے تھے کہ یہ مذاہب صدیوں پہلے سے بگڑے ہوئے ہیں۔ انہیں اس بات کے لیے بہت سے شواہد مل گئے جب وہ نمونے تلاش کرتے اور کھودتے رہے، اور پھر بھی وہ بہت سے رازوں کو مسلمانوں سے خاص طور پر اور باقی ادیان الٰہی کے پیروکاروں سے چھپاتے ہیں، کیونکہ یہ ان کے فائدے میں نہیں ہے، تاکہ عوام کو حقائق سے آگاہ کیا جا سکے۔"

تیسواں باب

قیام کے واقعات

"اور قسم ہے اس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔"

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے مجھ سے قیام کے واقعات کے بارے میں بات کی۔

انہوں نے مجھ سے اس کے بارے میں بات کی کہ قیام سے پہلے، اس کے دوران اور اس کے بعد کیا ہوگا۔ انہوں نے مجھ سے ان عظیم پیشین گوئیوں کے بارے میں بات کی جن کے بارے میں پہلے کوئی ذکر نہیں کیا گیا تھا، جن میں سے کچھ عمومی طور پر دنیا سے متعلق تھیں، اور دیگر پیشین گوئیاں خاص طور پر مجھ سے متعلق تھیں۔ ۲۰۱۵ میں، امام احمد الحسن (منہ السلام) نے مجھے کچھ ایسے رازوں کی پیشین گوئی کی جو آنے والے سالوں میں میرے ساتھ ہونے والی ہیں۔ ان میں سے بہت واقعات ہو چکے ہیں۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا:

"ہمارا پہلا عبادت گاہ جہاں خدا کی اس کے سچے مذہب کے ساتھ عبادت کی جائے گی وہ یورپ میں ہوگا۔ میرے بیٹے، تم ایک واضح افتتاح کے قریب آرہے ہو۔ آپ کا معاملہ اللہ کے حکم سے بڑھے گا اور بلند ہوگا۔ کوئی ظالم تمہارا استقبال نہیں کرے گا۔ حقیقت میں کوئی بھی تمہارا استقبال نہیں کرے گا لیکن ظاہری طور پر وہ تمہارے ساتھ اپنی نام نہاد جمہوریت کے اصولوں کے مطابق سلوک کریں گے۔ یہ تمہاری زمین ہے بیٹا، یہ سب خدا کی حکومت میں ہوگا، اپنے لیے مناسب جگہ کا انتخاب کرو اور یہ سب اللہ کی مرضی سے ہے۔ پہلے تو تم کچھ دیر تک غیبت میں رہو گے، پھر تم ان پاکیزہ لوگوں کے ساتھ کھلم کھلا اعلان کرو گے جن سے تمہاری وہاں ملاقات ہوگی۔

تمہارا ذکر بلند ہوگا اور تمہارا حکم مانا جائے گا۔ وہاں تم اپنے بھائی سے ملو گے اور تم اپنی بہن سے ملو گے، اور تم ام محمد اور ان کے شوہر ابا محمد سے ملو گے، جو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے والدین ہیں، جو ان کے زمانے میں پوری کائنات پر حکمرانی کریں گے، ان شاء اللہ، محمد ابن الزہرا (علیہ السلام)۔

اب تمہارا ایک یورپی ملک میں ایک ہی ٹھکانہ ہے اور مزید لوگ خدا کی مرضی سے چلیں گے، یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ تم جو کچھ کر رہے ہو اپنی سمت پر ثابت قدم رہو اور اس بات کی فکر نہ کرو کہ میں کیا کروں گا۔ تم خدا کی مرضی سے آرام دہ ہو گے، اور تم ان چیزوں سے بہت حیران ہونے والے ہو، جن کے بارے میں تمہیں توقع نہیں تھی۔"

درحقیقت، خدا کی عبادت کا پہلا گھر یورپ میں قائم کیا گیا تھا۔ درحقیقت، میں نے ان پاکیزہ افراد سے ملاقات کی جو گزشتہ برسوں میں میرے ساتھ کھڑے تھے اور اب بھی میرے ساتھ کھڑے ہیں، میرے شانہ بشانہ رہے اور کبھی بھی اپنے خاندان اور برادری کو نہیں چھوڑا۔ میں نے ان دوسرے لوگوں سے بھی ملاقات کی اور ان میں سے کچھ نے واقعی مجھے ان کی دھوکہ دہی اور حرکتوں سے حیران کر دیا جس کی مجھے توقع نہیں تھی۔ اب انشاء اللہ ہم امام احمد الحسن (منہ السلام) کے کلام اور تعلیمات کو بلند کر رہے ہیں اور واضح افتتاح کے قریب پہنچ رہے ہیں۔

خدا کا منصوبہ

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا:

"اب ہم تمہارے اور میرے بارے میں گفتگو کو چھوڑتے ہیں اور اپنی توجہ میدان جنگ کی طرف مرکوز کرتے ہیں، وہ سرزمین جس کا ہر نبی، نائب، رسول، اور خدا کا ہر خلیفہ انتظار کر رہا ہے، باطل کے خلاف حق کی جنگ۔ اس جنگ کے کئی پہلو ہیں۔ تمہارا ایک گروہ یورپ میں ہوگا۔ تم میں سے ایک گروہ عراق، مکہ اور مصر میں ہوگا۔
یہ ہار کی موتیوں کی طرح ایک دائرہ ہے، سب ایک دوسرے سے بندھے ہوئے ہیں، ہر ایک دوسرے کو مکمل کر رہا ہے۔ تم مصر میں داخل ہوئے اور مصر کا منبر تم نے قائم کیا۔ اب تم اسے چھوڑ دو، اور اللہ کی مرضی سے اس کی طرف واپس آؤ۔ وہ دن آئے گا، انشاء اللہ، اور تم دیکھو گے کہ خدا کتنا عظیم ہے اور تم دیکھو گے کہ اس کا منصوبہ کتنا کامل ہے اور کیسا ہے اور کس طرح مخلوق کے ذہن کبھی اس کا خیال نہیں کر سکا ہے، اور تمام تعریفیں خدا کے لیے ہیں۔"

قیام کی قریبی نشانیاں

میں نے کہا، "قیام کی کچھ قریبی نشانیاں کیا ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ایک جوتا دو جابر ممالک کے درمیان عظیم جنگ کا سبب بنے گا اور دونوں فریق تباہ ہو جائیں گے۔"

میں نے کہا، "سبحان اللہ۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "زمین پر بہت سے بڑے فتنے آئیں گے اور اس وقت بہت سی جائداد کی قیمت نہیں رہے گی۔ مکہ پہ غور کرو۔"

میں نے کہا، "مجھے مزید بتایئے، میری جان آپ پر قربان ہو۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بگلے ناپید ہو جائیں گے۔ اور بہت سی دوسری انواع معدوم ہو جائیں گی، اور بہت سی نئی انواع دریافت ہوں گی۔"

میں نے کہا، "خدا کی قسم!"

امام (منہ السلام) نے فرمایا، "ایک سائنسی تجربہ غلط ہو جاتا ہے اور بہت زیادہ نقصان پہنچاتا ہے، اور ایک بہت چھوٹا جانور ایک بین الاقوامی واقعہ کا سبب بنے گا [اب ہم جانتے ہیں کہ یہ جانور کورونا وائرس ہے، یہ پیشین گوئیاں ۲۰۱۵ میں کی گئی تھیں۔] بہت سے عالمی رہنما اور عرب رہنما ایک دوسرے کے درمیان مختصر عرصے میں مرجائیں گے۔"

یہی قیام کا زمانہ ہے

میں نے کہا: "تو کیا قیام شاہ عبداللہ کی وفات اور امام مہدی (علیہ السلام) کے ظہور سے شروع ہوا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، بیٹا۔"

میں نے کہا، "تو ہم ابھی قیام میں ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، جیسا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

[444]"میرا دین خدیجہ کے مال اور علی ابن ابی طالب کی تلوار کے سوا نہیں بڑھا۔"

اس طرح، قیام کا ۴۰ فیصد فنڈز اکٹھا کرنا ہے اور ۶۰ فیصد مادی ہے۔" میں نے کہا، "تو اس وقت جو شخص اپنا عہدہ اور وعدہ چھوڑتا ہے اور اس دعوت میں کام کرتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو قائم کے ساتھ قیام میں اپنا عہدہ چھوڑ دیتا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بالکل، کوئی فرق نہیں ہے، ہم اس وقت قیام میں ہیں۔

"

البداء[445]

"میں نے کہا، "کیا کوئی بدعاء ہے جو قیام کے سلسلے میں ہو گی؟

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں بیٹا، اس معاملے میں بدعاء بہت ہوئی ہے۔ یہ ہوئی ہے، میرے بیٹے۔ بدعاء کئی بار ہوئی ہے۔"

میں نے کہا: "کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ بدعاء ہو جائے اور ہمارے زمانے میں قیام نہ ہو؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بیٹا یہ ممکن ہے۔ "

میں نے کہا، "میرے والد، جب آپ پہلے مہدی ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کیسے'' جیسی کوئی چیز نہیں ہے، میرے بیٹے، میرا مطلب وقت کے حوالے سے ہے، نہ کہ معاملہ کے حوالے سے۔"

میں نے کہا، "نہیں، میرا مطلب ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ قیام آپ کی زندگی میں نہ ہو؟ "

---

[444] شجرہ طوبی، الشیخ محمد مہدی الحائری، جلد ۔ ۲، ص۔ ۲۳۳

[445] بداء کے تصور "حکم الٰہی میں تبدیلی'' کو بدعت کے تصور سے الجھنا نہیں ہے جس کا مطلب بدعت ہے۔ بدعت کا مخالف محتوم ہے، جس کا مطلب ہے مقررہ اور ناقابل تغیر۔ بداء کی ایک مثال نوح علیہ السلام کے سیلاب میں تاخیر ہے۔ مومنین کو چھلنی کرنے کے مقصد سے سیلاب میں تاخیر ہوئی۔ محتوم کی نشانیوں کی مثالیں یمانی کا ظہور، سفیانی، صیحہ (آسمان سے پکار) اور آسمان میں ہاتھ ہیں۔

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں بیٹا، یہ ممکن نہیں ہے۔"

کیا یہ ایک فوجی قیام ہے؟

میں نے کہا، "میرے والد، کیا قیام فوجی خروج سے شروع ہوتا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "منحصر ہے، یہ شرط نہیں ہے۔" میں نے کہا، "یا قیام ایک دانشور خروج کے طور پر ہوتا ہے، اور مثال کے طور پر پورا ملک اس مذہب کو مانتا ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ مومنین کے ایمان اور ان کی نیتوں اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری کی مقدار پر منحصر ہے۔ ہر تقریب کے لیے ایک تقریر ہوتی ہے۔[446]"

میں نے کہا، "کیا قیام میں تاخیر ہو سکتی ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اسے منسوخ کیا جا سکتا ہے اور تاخیر نہیں کی جا سکتی۔" میں نے کہا، "منسوخ ؟ کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ زمین پر کبھی بھی مکمل طور پر الہی عادل ریاست نہ ہونے کے امکان ہیں؟"

امام علیہ السلام نے فرمایا: "نہیں بیٹا، نہیں۔ یہ ممکن ہے کہ وہ قیام جو زمین کے کسی خاص حصے میں ہونا تھا منسوخ ہو کر کسی اور سرزمین پر ہو اور اس کے بجائے اس زمین پر کسی اور جگہ پر واقع ہو۔" میں نے کہا، "میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ ہماری زمین پر بالکل نہ ہو کیونکہ مومنین کمزور یا غدار ہوں، وغیرہ، وغیرہ۔ مثال کے طور پر، جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) کے ساتھ ہوا، وہ یروشلم اور دنیا پر یہودی مسیحا کے طور پر حکمرانی کرنے والے تھے، یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دینے والے تھے۔ پھر لوگوں کی وجہ سے ان دونوں صورتوں میں تاخیر ہوئی معاملہ میں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "معاملہ تھوڑی دیر بعد ہو سکتا ہے لیکن مکمل طور پر نہ ہو، یہ ممکن نہیں ہے۔" میں نے کہا، "جب آپ کہتے ہیں کہ یہ تھوڑی دیر بعد ہو سکتا ہے، تو کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ اس کے وقت تک تاخیر ہو جائے گی؟

[446] اس عربی محاورے کا مطلب ہے کہ ہر حال کے لیے ایک الگ بات ہوتی ہے۔

میں نے کہا، "جب آپ کہتے ہیں کہ یہ تھوڑی دیر بعد ہو سکتا ہے تو کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت کے علاوہ کسی اور مہدی کے وقت تک تاخیر ہوگی جس میں آپ اس وقت موجود نہ ہوں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں بیٹا، نہیں، اپنی سوچ میں دور نہ جاؤ۔" میں نے کہا، "اگر ایسا ہوتا تو بھی میں صبر کرتا رہوں گا اور آپ کے ساتھ کام کرتا رہوں گا، مجھے صرف آپ کی خوشنودی کی پرواہ ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم مبارک ہو! اے طاہر! تم مبارک ہو! اے اپنے باپ کے پیارے!"

میں نے کہا، "میرے والد، کیا قیام بہت زیادہ زمین خریدنے اور پھر ایک قومی ریاست کا اعلان کرنے اور آزادی کے اعلان کے ذریعے ہو سکتا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "وہ تمہیں نہیں رہنے دیں گے، اور تمہارے لیے گلاب کے پھولوں سے زمین نہیں بچائیں گے۔"

میں نے کہا، "جی ہاں، وہ تو ہمیں اب رہنے بھی نہیں دیتے تو ریاست دور کی بات ہوئی۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بالکل۔"

میں نے کہا، "تو اب، کہاں سے شروع کرنا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "عراق یا حجاز۔"[447]

میں نے کہا، "سبحان اللہ۔"

سلسلہ

میں نے کہا، "دنیا کا کتنا حصہ خدائی انصاف کی حالت میں ہوگا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بہت بڑا حصہ، لیکن یہ وہ مقدار نہیں ہے جس کا تم تصور کرتے ہو۔"

میں نے کہا، "تو مثال کے طور پر کتنا؟"

[447] یہ معاملہ محتوم نہیں ہے اور بدل سکتا ہے۔

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "عرب ممالک اور دوسرے کے کچھ حصے اور دوسرے ان کی مکمل طور پر۔"

میں نے کہا، "تو، یہ مثال کے طور پر دنیا کے ایک تہائی کو گھیرے گا یا چوتھائی؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہم کس مرحلے کے بارے میں بات کر رہے ہیں تاکہ میں تمہیں صحیح جواب دوں؟" میں نے کہا، "حکمرانی اور حقیقی بادشاہی آپ سے کبھی نہیں چھینی گئی، کہ اسے آپ کو واپس لوٹا دیا جائے۔ اور یہ پورا سیارہ حقیقت میں آپ کا ہے۔ سب کچھ آپ کے ہاتھ کے درمیان ہے، لیکن جو کچھ میں سمجھتا ہوں، اس سے خدا کی عادلانہ ریاست مہدی کے تمام ادوار میں بڑھتی رہے گی جب تک کہ پوری زمین اس ریاست کا حصہ نہ بن جائے، بارہویں مہدی، محمد بن الزہرا (صلی للہ علیہ وآلہ وسلم) کے زمانے میں الٰہی عادل ریاست میں، اور اس میں سے کوئی ایک ملک نہیں ہے جو شامل نہ ہو۔ تو فجر کے وقت جو امام مہدی ہیں اور ظہر، جو امام احمد الحسن ہیں، کون سے ممالک خدائی عدل میں ہوں گے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بیٹا، یہ حملہ اور پیچھے ہٹنے کا معاملہ ہے۔ ہم زمین کا ایک ٹکڑا لیں گے اور دوسرا کھو دیں گے، جب تک کہ ہم اس پر قابو نہ پا لیں اور دنیا کے تمام حصوں پر کنٹرول حاصل نہ کر لیں۔ یہ مہدی کے پہلے اور آخری مہدی تک کے تمام ادوار کے درمیان ہو گا۔"

میں نے کہا: "تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "سب سے برا زمانہ آدم (علیہ السلام) کی حکومت کا ہو گا (چوتھے مہدی)۔"

میں نے کہا، "یہ کس پہلو سے بدترین زمانہ ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "خیانت اور پیٹھ میں چھرا گھونپنے (غداری) کے لحاظ سے۔"

مہدیوں کی موت

ایک دن میں امام احمد الحسن (منہ السلام) سے کچھ روایتوں کے بارے میں پوچھ رہا تھا، میں نے پوچھا: "وہ روایت جس میں کہا گیا ہے کہ مہدی خوف زدہ ہیں اور دیکھ رہے ہیں[448]، یہ موسیٰ (علیہ السلام) کے بارے میں صحیح ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، یہ موسیٰ کے بارے میں ہے۔ فجر (صبح) امام مہدی (علیہ السلام) ہیں، ظہر پہلے مہدی ہیں، عصر تم ہو، مغرب موسیٰ ہیں اور عشاء آدم ہیں۔" میں نے کہا، "کیا ان کے زمانے میں اور آدم (علیہ السلام) کے زمانے میں، زمین پر اندھیرے اور ظلمت لوٹ آئیں گے، رات جیسے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، یہ موسیٰ کے زمانے میں شروع ہوگا اور آدم (علیہ السلام) کے زمانے میں بہت زیادہ بگڑ جائے گا۔ آدم ایک عظیم جنگ کی قیادت کرے گا جس میں سینکڑوں ہزاروں مریں گے۔" میں نے کہا: "اللہ کے سوا کوئی طاقت اور قوت نہیں ہے۔ یہ جنگ کس کے خلاف ہوگی میرے والد؟ کیا یہ کسی خاص ملک کے خلاف ہوگا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ خدا کی حکومت کے دشمنوں اور برائی کے حامیوں کے خلاف ہوگا۔"

میں نے کہا، "خدا کی ان پر لعنت ہو۔ آدم اس وقت تک اپنے موجودہ جسم میں رہے گا، میرا مطلب ہے کسی نئے اوتار میں نہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اگر میں اس کا جواب دوں تو تم پریشان ہو جاؤ گے اور اس سے تمہیں نقصان پہنچے گا، کیونکہ میرا جواب وہ نہیں ہے جس کی تم امید کرتے ہو یا تصور کرتے ہو۔ تمہیں پتہ چلے گا، لیکن ابھی نہیں۔" میں نے کہا، "کیا امریکہ آپ کے بعد رہے گا؟ کیونکہ خطبہ حج میں آپ کہتے ہیں، "امریکہ، روم، اس کے پیچھے"۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "رومیوں کے لیے ان کی باقیات باقی رہیں گی پھر وہ مضبوط ہو جائیں گے اور لوگوں کو ایک بار پھر دھوکہ دیں گے، لیکن یہ زیادہ دیر تک نہیں رہے گا۔ چھٹے اور ساتویں مہدی ان کو آٹھویں، نویں، دسویں اور گیارہویں (علیہم

[448] امام الباقر (منہ السلام) نے فرمایا: "اور مہدی اس سے اسی طرح ظہور کریں گے جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے خوف اور امید کے ساتھ کیا"۔ بحار الانوار، علامۃ المجلسی، ج۔ ۵۲، ص۔ ۲۲۳

السلام) کے ساتھ مکمل طور پر تباہ کر دیں گے، یہاں تک کہ آخری مہدی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مہدیوں کا مہر نہ آجائیں، جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ کئی سال حکومت کریں گے۔"

میں نے کہا، "میرے والد، کیا آپ مجھے کچھ بتا سکتے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "پوچھو"

میں نے کہا: "مجھے کیسے قتل کیا جائے گا؟ تلوار سے یا زہر سے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم تلوار اور زہر، دونوں سے مارے جاؤ گے، میری جان تم پر قربان ہو، زہر بھی دیا جائے گا اور قتل بھی کیے جاؤ گے ا۔"

میں نے کہا: "رومیوں کے ہاتھوں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بدبختوں، غداروں کے ہاتھوں۔"

میں نے کہا: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، منافقین؟ "

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "منافقین۔"

میں نے کہا، "کیا موسیٰ میرے لئے بدلہ لیں گے؟ "

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ان شاء اللہ۔ میرے بیٹے، اس گفتگو کو ابھی کے لیے چھوڑ دو۔"

میں نے امام (منہ السلام) سے پوچھا: "موسیٰ (علیہ السلام) اور آدم (علیہ السلام) کا کیا ہوگا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے بیٹے، تقریباً سب منافقوں اور غداروں کے ہاتھوں مارے جائیں گے۔"[449]

میں نے کہا "ان پر خدا کی لعنت ہو۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بخار ہمیشہ پاؤں سے آتا ہے۔"[450] میں نے عرض کیا: "میرے والد، لوگ مہدیوں کو کیوں قتل کرتے ہیں اور ان میں سے ایک کو حسین (علیہ السلام) کی طرح ذبح کیا جاتا ہے؟"

---

[449] امام حسن ابن علی (منہ السلام) نے فرمایا: "ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کو یا تو قتل نہ کیا گیا ہو یا زہر نہ دیا گیا ہو۔"
بحارالانوار، علامۃ المجلسی، ج۔ ۲۷، ص۔ ۲۱۷

[450] یہ ایک عراقی کہاوت ہے جس کا مطلب ہے کہ انسان کو ہمیشہ اپنے قریبی لوگوں سے اجنبیوں سے پہلے مارا جاتا ہے۔

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے بیٹے، یہ معاملہ تکلیف دہ ہے، یہ آل محمد (علیہم السلام) کے خلاف شدید حسد اور انتقام کی وجہ سے ہے، یہ باتیں بعض لوگوں کو اپنے ایمان سے پھرنے پر مجبور کرتی ہیں۔"

میں نے کہا: اور محمد بن الزہرا (علیہ السلام) کے بعد کیا ہوگا؟ کیا ھادون کے زمانے میں حالات مستحکم ہو جائیں گے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "سب سے بڑا دور محمد بن زہرا (علیہ السلام) کا دور ہے۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔"

میں نے کہا، "اور کب تک ایسا ہی رہتا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "۱۷ سال۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حکومت ۱۷ سال کی ہے۔ تاہم، انصاف اور مساوات اس سے کہیں زیادہ دیر تک رہے گی۔ اس کے بعد معاملات اچھے رہیں گے۔"

میں نے کہا، "کیا آپ واپس آئیں گے؟ ھادون میں سے ایک کے طور پر؟"[451]

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تمہارا مطلب احمد الحسن ہے؟"

میں نے کہا: "جی ہاں"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے پیارے بیٹے، کیا میں جواب دینے سے باز رہ سکتا ہوں؟"

میں رونے لگا اور میں نے کہا، "آپ میرا دل توڑ رہے ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اسی وجہ سے میں جواب نہیں دینا چاہتا۔"

میں نے کہا، "آپ نے میرا دل توڑ دیا ہے! احمد الحسن کبھی واپس نہیں آئیں گے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اے میری آنکھوں کی روشنی، میں معافی چاہتا ہوں۔"

میں زور زور سے روتا رہا۔

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "سلام ہو تم پر، اے تمہارے باپ کے پیارے اور خدا کی رحمت و برکات، اے میری آنکھوں کی روشنی۔"

---

[451] بارہ مہدیوں کے بعد بارہ حکمرانوں کو ھادون کہا جاتا ہے۔

امام (منہ السلام) اٹھے اور رخصت ہوئے۔

اکتیسواں باب

عیسیٰ مسیح کے نامعلوم سال

"عیسیٰ نے کہا: 'اور اگر میں جا کر تمہارے لیے جگہ تیار کروں،

میں واپس آؤں گا اور تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔

تاکہ جہاں میں ہوں وہاں تم بھی ہو۔'"

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اپنے ساتھیوں سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ انہوں نے ان کے لیے اپنی جان تک دے دی۔ وہ اپنے دوستوں کو کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔ زیادہ تر لوگ صرف اتنا جانتے ہیں کہ صلیب پر چڑھائے جانے کے چالیس دن بعد حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے کئی بار اپنے حواریوں سے ملاقاتیں کیں۔ بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اپنے حواریوں کے سامنے کئی بار تشریف لائے اور جیسا کہ انہوں نے پہلے وعدہ کیا تھا، انہیں اپنے ساتھ لے جانے کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے ان سے پہلے فرمایا:

۱ تمہارا دل نہ گھبرائے۔ تُم خُدا پر اِیمان رکھتے ہو، مُجھ پر بھی اِیمان رکھّو۔

۲ میرے باپ کے گھر میں بہُت سے مکان ہیں، اگر نہ ہوتے تو مَیں تُم سے کہہ دیتا کِیُونکہ مَیں جاتا ہُوں تاکہ تُمہارے لِئے جگہ تیّار کرُوں۔

۳ اور اگر مَیں جا کر تُمہارے لِئے جگہ تیّار کرُوں تو پِھر آ کر تُمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا تاکہ جہاں مَیں ہُوں تُم بھی ہو۔

۴ اور جہاں مَیں جاتا ہُوں تُم وہاں کی راہ جانتے ہو۔[452]

بالکل ایسا ہی حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے کیا۔ وہ ان کی عبادت کرتے رہے اور انہیں پڑھاتے رہے۔ انہوں نے انہیں اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کی لیکن وہ ان کے ساتھ نہیں جانا چاہتے تھے۔ کم از کم ان میں سے زیادہ تر۔ نوسٹک انجیل، یعقوب کی خفیہ کتاب میں یہ معاملہ مذکور ہے:

یعقوب آپ کو لکھتے ہیں۔ سلامتی سے آپ کے ساتھ سلامتی ہو، محبت سے محبت، فضل سے فضل، ایمان سے ایمان، زندگی مقدس زندگی سے ! چونکہ آپ نے میری طرف سے ایک خفیہ کتاب بھیجنے کے لیے کہا تھا، جو رب کی طرف سے مجھ پر اور پطرس پر نازل ہوئی تھی، اس لیے میں نہ تو آپ سے انکار کیا اور نہ ہی آپ سے براہ راست بات کی ، لیکن میں نے اسے عبرانی حروف میں لکھ کر آپ کو بھیج دیا ہے۔

[452] مقدس انجیل، یوحنا کی کتاب، باب ۱۴، آیات ۴۱

لیکن چونکہ آپ مقدسین کی نجات کے وزیر ہیں، پوری کوشش کریں اور خیال رکھیں کہ اس کتاب کو بہت سے لوگوں کے سامنے نہ سنایا جائے، جسے نجات دہندہ نے ہم سب کو، اپنے بارہ حواریوں کو سنانا نہیں چاہا تھا۔ لیکن مبارک ہیں وہ لوگ جو اس گفتگو میں ایمان کے وسیلہ سے نجات پائیں گے۔ اب میں نے آپ کو دس مہینے پہلے ایک اور خفیہ کتاب بھیجی تھی جو نجات دہندہ نے مجھ پر نازل کی تھی۔ لیکن جس کا آپ کو اس انداز میں خیال رکھنا ہے، جیسا کہ مجھ پر نازل ہوا، یعقوب۔ اب بارہ حواری ایک ہی وقت میں اکٹھے بیٹھے تھے، اور جو کچھ نجات دہندہ نے اُن میں سے ہر ایک سے کہا تھا، خواہ چھپ کر یا کھلے، وہ اسے کتابوں میں لکھ رہے تھے۔ اور میں وہی لکھ رہا تھا جو میری کتاب میں تھا، دیکھ، نجات دہندہ ظاہر ہوئے، وہ ہم سے جدا ہو گئے تھے جب ہم ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اور وہ مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے پانچ سو دن بعد، ہم نے اُن سے کہا: "کیا آپ ہم سے چلے گئے ہیں؟'' اور عیسی نے کہا: "نہیں، لیکن میں اس جگہ جاؤں گا جہاں سے میں آیا ہوں۔ اگر تم میرے ساتھ آنا چاہتے ہو تو آؤ۔''

سب نے جواب دیا اور کہا:

"اگر آپ ہمیں بولیں تو ہم آئیں گے۔'' اُنہوں نے کہا: "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر میں اسے کہوں تو کوئی بھی آسمان کی بادشاہی میں داخل نہیں ہو گا، بلکہ اس لیے کہ تم خود بھرے ہو۔ یعقوب اور پطرس کو بلاؤ، تاکہ میں ان کو بھر سکوں۔ اور جب اُنہوں نے اِن دونوں کو بُلایا تو اُن کو ایک طرف لے گئے اور باقیوں کو حکم دیا کہ وہ اُن کاموں میں مشغول رہیں جن میں وہ مصروف تھے۔

نجات دہندہ نے کہا؛ "تم پر رحم آیا....

...سات جملے مٹا دیے گئے...

پھر کیا تم نہیں چاہتے کہ تم بھر جاؤ؟ اور کیا تمہارا دل نشے میں ہے؟ تو کیا تم ہوشیار رہنا نہیں چاہتے؟ لہذا، شرم کرو! اور اب جاگتے ہو یا سوتے وقت یاد رکھو کہ تم نے ابن آدم کو دیکھا ہے اور اس کے ساتھ باتیں کی ہیں اور تم نے اس کی سنی ہے۔ افسوس ان پر جنہوں نے ابن آدم کو دیکھا ہے! مبارک ہیں وہ لوگ جنہوں نے اسے نہیں دیکھا، اور جس نے اس کے ساتھ ہم آہنگی نہیں کی، اور جس نے اس سے بات نہیں کی، اور جنہوں نے اس کی کوئی بات نہیں سنی۔ زندگی تمہارے لئے ہے! پس جان لو کہ جب تم بیمار تھے تو اُس نے تمہیں شفا بخشی تاکہ تم بادشاہی کرو۔ اُن پر افسوس جو اپنی بیماری سے آرام کر چکے ہیں،

کیونکہ وہ دوبارہ بیماری میں پڑ جائیں گے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو بیمار نہیں ہوئے اور بیمار ہونے سے پہلے آرام کو جانتے ہیں۔ خدا کی بادشاہی تمہاری ہے ! اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ بھرے ہو جاؤ اور اپنے اندر کوئی جگہ خالی نہ چھوڑو، کیونکہ آنے والا تمہارا مذاق اڑا سکتا ہے۔" تب پطرس نے جواب دیا: "اے مولا، آپ نے ہم سے تین بار کہا ہے کہ 'مکمل ہو جا'، لیکن ہم معمور ہیں۔" مولا نے جواب دیا اور فرمایا: "اس لیے میں تم سے کہتا ہوں، معمور ہو جاؤ، تاکہ تم کم نہ ہو۔ تاہم، جو کم ہو گئے ہیں، وہ بچ نہیں سکیں گے۔ کیونکہ معموری اچھی ہے اور کم ہونا برا ہے۔ اس لیے جس طرح تمہارے لیے کم ہونا اچھا ہے اور دوسری طرف، تمہارا بھرنا برا ہے، اسی طرح جو بھرا ہوا ہے وہ بھی کم ہو جاتا ہے۔ اور جو گھٹا ہوا ہے اس طرح نہیں بھرا جاتا جس طرح جو کم ہو جاتا ہے وہ بھر جاتا ہے اور جو بھرا ہوا ہے وہ اپنے حصے کے لیے اپنی کفایت کو پورا کر دیتا ہے۔ لہٰذا، یہ مناسب ہے کہ جب تم ابھی بھی بھرے جا سکو تو کم کیا جائے، اور جب تک کم ہونا ممکن ہے بھرا جائے، تاکہ تم اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ بھر سکو۔ اس لیے روح سے معمور ہو جاؤ لیکن سمجھ میں کمی پاؤ کیونکہ وجہ روح کی ہے۔ اور یہ روح ہے۔" اور میں نے جواب دیا، اور ان سے کہا: "مولا، اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کی بات مان سکتے ہیں۔ کیونکہ ہم نے اپنے باپ دادا اور اپنی ماؤں اور اپنے گاؤں کو چھوڑ کر آپ کی پیروی کی ہے۔ ہمیں عطا فرما، اس لیے، ایسا نہ ہو کہ شریر شیطان کی طرف سے ہمیں آزمایا گیا۔" مولا نے جواب دیا اور کہا: "جب تم باپ کی مرضی پر عمل کرتے ہو تو تمہاری کیا خوبی ہے اگر یہ تمہیں اُس کی طرف سے تحفہ کے طور پر نہیں دیا جاتا ہے، جبکہ تم شیطان کی طرف سے آزمائے جاتے ہو؟ لیکن اگر تم پر شیطان کا ظلم ہو اور تم پر ظلم ہو اور تم باپ کی مرضی پر چلو تو میں کہتا ہوں کہ وہ تم سے محبت کرے گا اور تمہیں میرے برابر کر دے گا۔

غور کرو کہ تم اپنی آزاد پسند کے مطابق اس کے پرووِیڈنس کے ذریعے محبوب بن گئے ہو۔ تو کیا تم جسم سے محبت کرنے والے اور دکھوں سے ڈرنے سے باز نہیں آؤ گے؟

یا کیا تم نہیں جانتے کہ تم پر ابھی تک ظلم نہیں ہوا اور نہ ہی تم پر ابھی تک نا انصافی کا الزام لگایا گیا ہے، نہ تم پر ابھی تک قید میں بند کیا گیا ہے، نہ ہی تم پر ابھی تک بے انصافی کی سزا سنائی گئی ہے، نہ ہی تمہیں ابھی تک بلا وجہ مصلوب کیا گیا ہے، اور نہ ہی تم پر کوئی الزام عائد کیا گیا ہے۔ پھر بھی شرم کے ساتھ دفن کیا گیا، جیسا کہ میں خود، شیطان کے ہاتھوں تھا؟ کیا تم گوشت کو بچانے کی ہمت رکھتے ہو، تم کس کے لیے روح گھیرنے والی دیوار ہو؟ اگر تم دنیا پر غور کرو کہ یہ تمہارے سامنے کتنی لمبی ہے اور

تمہارے بعد بھی کتنی دیر ہے، تو تمہیں معلوم ہوگا کہ تمہاری زندگی ایک دن کی ہے اور تمہاری تکلیفیں، ایک گھڑی کے لئے ہیں۔ کیونکہ نیکی دنیا میں داخل نہیں ہوگی۔ لہٰذا موت سے نفرت کرو اور زندگی کی فکر کرو۔ میری صلیب اور میری موت کو یاد رکھو اور تم زندہ رہو گے۔" اور میں نے جواب دیا اور کہا:

"مولا، ہم سے صلیب اور موت کا ذکر نہ کریں، کیونکہ وہ آپ سے بہت دور ہیں۔" مولا نے جواب دیا اور کہا: "میں تم سے سچ کہتا ہوں، کوئی بھی نہیں بچ سکے گا جب تک کہ وہ میری صلیب پر یقین نہ کرے۔ لیکن جو لوگ میری صلیب پر ایمان لائے ہیں، ان کے لئے خدا کی بادشاہی ہے۔ لہٰذا موت کے متلاشی بنو، جس طرح مردہ جو زندگی کی تلاش میں ہیں، اس لیے کہ جس چیز کی وہ تلاش کرتے ہیں ان پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور ان کی فکر کرنے کی کیا بات ہے؟ جب تم اپنے آپ کو موت کی طرف موڑو گے تو وہ تمہیں معلوم ہو جائے گی۔

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ موت سے ڈرنے والوں میں سے کوئی بھی نہیں بچ سکے گا۔ کیونکہ خدا کی بادشاہی ان کی ہے جنہوں نے اپنے آپ کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ مجھ سے بہتر بن جاؤ؛ اپنے آپ کو روح القدس کے بیٹے کی طرح بناؤ۔" پھر میں نے اُن سے پوچھا: "مولا، ہم اُن لوگوں کے لیے کیسے پیشن گوئی کر سکتے ہیں جو ہم سے پیشن گوئی کرنے کو کہتے ہیں؟ کیونکہ بہت سے ایسے ہیں جو ہم سے پوچھتے ہیں اور ہماری طرف دیکھتے ہیں کہ ہم سے کوئی کلام سنیں۔" مولا نے جواب دیا اور فرمایا:

"کیا تم نہیں جانتے کہ یوحنا کے ساتھ پیشن گوئی کی وجہ سے سر کاٹا گیا تھا؟" اور میں نے کہا: "مولا، پیشن گوئی کا سر کاٹنا ممکن نہیں، ایسا ہی ہے نہیں؟" مولا نے مجھ سے کہا: "جب تمہیں معلوم ہو جائے کہ 'سر' کیا ہے، اور وہ پیشن گوئی سر سے نکلتی ہے، تو سمجھ لو کہ 'اس کا سر کاٹا گیا تھا' کا کیا مطلب ہے۔ میں نے تم سے پہلے تمثیلوں میں بات کی، اور تمہیں سمجھ میں نہیں آیا۔ اب بدلے میں میں تم سے کھلم کھلا بات کرتا ہوں اور تم نہیں سمجھتے۔ لیکن تم ہی میرے لیے تمثیلوں میں تمثیل تھے اور جو کچھ کھلے میں ظاہر ہے۔ بغیر تاکید کیے نجات پانے کے لیے پرجوش رہو۔ بلکہ خود ہی تیار رہو اور ہو سکے تو میرے آگے چلو۔ کیونکہ اس طرح باپ تم سے محبت کرے گا۔ منافقت اور بری سوچ سے نفرت کرنے والے بن جاؤ۔ کیونکہ وہ سوچ ہے جو نفاق کو جنم دیتی ہے لیکن منافقت سچائی سے بہت دور ہے۔

آسمان کی بادشاہی مرجھا نہ جائے۔ کیونکہ وہ کھجور کی ٹہنی کی مانند ہے جس کے پھل اس کے اردگرد گرتے رہے ہیں۔ اس نے پتے نکالے اور جب وہ پھولے تو ان کی وجہ سے کھجور کی پیداواری کی صلاحیت سوکھ گئی۔ اس طرح یہ اس پھل کے ساتھ بھی ہے جو اس ایک جڑ سے آیا ہے۔ جب پھل اٹھایا گیا تو بہت سے کٹائی کرنے والوں نے پھل اکٹھا کیا۔ یہ واقعی اچھا ہو گا اگر اب ان نئے پودوں کو پیدا کرنا ممکن ہو؛ کیونکہ تب تمہیں بادشاہی مل جائے گی۔ جب سے مجھے تسبیح ملی ہے۔

اس وقت سے پہلے اس طرح تم سب مجھے کیوں روکتے ہو جب میں جانے کا مشتاق ہوں؟ تم نے تمثیلوں کی خاطر مجھے مزید اٹھارہ دن تمہارے پاس رہنے پر مجبور کیا ہے۔ کچھ لوگوں کے لیے تعلیم پر توجہ دینا اور 'چرواہا' اور 'بیج' اور 'عمارت' اور 'کنواریوں کے چراغ' کو سمجھنا کافی تھا۔

اور 'مزدوروں کی اجرت' اور 'دوہرا ڈراکما' اور 'عورت۔' کلام کے بارے میں پرجوش بنو۔ کیونکہ کلام کی پہلی شرط ایمان ہے۔ دوسرا محبت ہے؛ تیسرا کام ہے۔ اب انہی سے زندگی آتی ہے۔ کیونکہ کلام گیہوں کے دانے کی مانند ہے۔ کسی نے بویا تو اس پر ایمان لایا۔ اور جب وہ پھوٹ پڑا تو اس نے اسے پسند کیا، کیونکہ وہ ایک کی جگہ بہت سے دانوں کا منتظر تھا۔ اور جب اس نے کام کیا تو وہ بچ گیا، کیونکہ اس نے اسے کھانے کے لیے تیار کیا۔ پھر اس نے کچھ دانے بونے کے لیے چھوڑ دیے۔ اس طرح تم سب کے لیے آسمانی بادشاہی حاصل کرنا بھی ممکن ہے: جب تک تم اسے علم کے ذریعے حاصل نہ کرو گے، تم اسے حاصل نہیں کر سکو گے۔

اس لیے میں تم سے کہتا ہوں کہ ہوشیار رہو۔ گمراہ نہ ہو۔ اور کئی بار میں نے تم سب سے ایک ساتھ کہا ہے – اور اکیلے تم سے بھی، یعقوب، میں نے کہا ہے – 'بچ جاؤ!' اور میں نے تمہیں حکم دیا ہے کہ میرے پیچھے چلو، اور میں نے تمہیں حکمرانوں کی موجودگی میں جواب دینا سکھایا ہے۔ دیکھو کہ میں نیچے آیا ہوں، میں نے بات کی ہے، اور میں نے اپنے آپ کو پریشان کیا ہے، اور مجھے اپنا تاج مل گیا ہے، جب میں نے تمہیں بچایا۔ کیونکہ میں تمہارے ساتھ رہنے کے لیے اترا ہوں تاکہ تم بھی میرے ساتھ رہو۔

اور جب میں نے دیکھا کہ تمہارے مکانات پر چھت نہیں ہے تو میں ایسے مکانوں میں رہنے لگا جو اترنے پر مجھے قبول کر سکیں گے۔ اس لیے میرے بھائیو، میری اطاعت کرو۔

سمجھو کہ عظیم نور کیا ہے۔ باپ کو میری ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ باپ کو بیٹے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ بیٹے کو باپ کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں اُس کے پاس جا رہا ہوں، کیونکہ بیٹے کے باپ کو تمہاری ضرورت نہیں۔ کلام پر توجہ دو۔ علم کو سمجھو۔ زندگی سے پیار کرو۔ اور تمہارے علاوہ کوئی تمہیں نہیں ستائے گا اور نہ تم پر کوئی ظلم کرے گا۔

اپنے آپ کو اے بدبختو ! اے بدبختو ! اے حق کو پھیلانے والو ! اے علم کو جھٹلانے والو ! اے روح کے خلاف گنہگارو ! کیا تم اب بھی سننے کی ہمت رکھتے ہو، جب تمہیں شروع سے بات کرنے کا حق تھا؟ کیا تم اب بھی سونے کی ہمت کرتے ہو، جب یہ تمہیں شروع سے جاگنے کے لیے ضروری تھا، تاکہ جنت کی بادشاہی تم حاصل کر سکو؟ میں تم سے سچ کہتا ہوں، ایک مقدس کے لیے ناپاکی میں ڈوب جانا، اور روشنی والے آدمی کے لیے تاریکی میں ڈوب جانا آسان ہے، اس سے کہ تم بادشاہی کرو، یا یہاں تک کہ حکومت نہ کرو۔ مجھے تمہارے آنسو اور تمہارا غم اور تمہاری اداسی یاد آئی ہے۔

وہ اب ہم سے دور ہے، تم جو باپ کی میراث سے باہر ہو، جہاں تمہیں لگتا ہے رو اور غمگین ہو، اور اچھی بات کا اعلان کرو، کیونکہ بیٹا مناسب طریقے سے اوپر جا رہا ہے۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر وہ لوگ ہوتے جو میری سنتے کہ میں بھیجا گیا ہوں اور اگر ان کے ساتھ ہوتا کہ میں بات کرتا تو میں کبھی زمین پر نہ اترتا۔ اور اب ان کی وجہ سے شرمندہ ہوں۔

دیکھو، میں تم سے دور ہو جاؤں گا۔ میں جا رہا ہوں اور میں تمہارے ساتھ مزید رہنے کی خواہش نہیں رکھتا، جیسا کہ تم نے خود نہیں چاہا۔ اب تو جلدی سے میرے پیچھے چلو۔ اس لیے میں تم سے کہتا ہوں کہ تمہاری خاطر میں اترا ہوں۔ تم محبوب ہو، تم وہ ہو جو بہت سوں کی زندگی کا سبب بنو گے۔ باپ سے التجا کرو۔ خدا سے کثرت سے التجا کرو، وہ تمہیں دے گا۔ مُبارک ہے وہ جس نے تمہیں اپنے ساتھ دیکھا جب اُس کا اعلان فرشتوں میں کیا گیا اور مقدسوں میں جلال پایا گیا۔ زندگی تمہارے لئے ہے ! خُدا کے فرزندوں کی طرح خوش ہو اور مسرت رہو۔

اس کی مرضی سے کام لو تاکہ تم بچ جاؤ۔ مجھ سے ملامت لو اور اپنے آپ کو بچاؤ۔ میں تمہارے لیے باپ سے سفارش کرتا ہوں، اور وہ تمہیں بہت معاف کر دے گا۔" اور جب ہم نے یہ باتیں سُنیں تو ہم خوش ہو گئے، کیونکہ ہم اُن باتوں کی وجہ سے افسردہ ہو گئے تھے جو انہوں نے پہلے کہی تھیں۔

اب جب اُنہوں نے ہماری خوشی دیکھی تو اُنہوں نے کہا: "افسوس تم پر جو وکیل کے محتاج ہو ! افسوس تم پر جو فضل کے محتاج ہو ! مبارک ہیں وہ جنہوں نے آزادانہ بات کی اور اپنے لیے فضل پیدا کیا۔ اپنے آپ کو اجنبیوں کی طرح بناؤ۔ تمہارے شہر کے لوگوں کے اندازے میں وہ کس قسم کے لوگ ہیں؟ جب تمہیں نکال دیا گیا تو تم پریشان کیوں ہو؟ تم اپنی مرضی سے اور اپنے شہر سے چلے گئے؟ تم اپنی مرضی سے اپنی رہائش گاہ کو کیوں چھوڑتے ہو، اور ان کے لئے تیار کرتے ہو جو اس میں رہنا چاہتے ہیں؟ اے جلاوطنو اور بھگوڑوں ! تم پر افسوس، کیونکہ تم پکڑے جاؤ گے !

یا شاید تم تصور کرتے ہو کہ باپ انسانیت سے محبت کرتا ہے؟ یا یہ کہ وہ دعاؤں کا قائل ہے؟ یا یہ کہ وہ ایک دوسرے کی طرف سے احسان کرتا ہے؟ یا یہ کہ وہ تلاش کرنے والے کے ساتھ برداشت کرتا ہے؟ کیونکہ وہ خواہش کو جانتا ہے اور وہ بھی جو جسم چاہتی ہے۔ کیونکہ یہ جسم نہیں ہے جو روح کے لیے تڑپتا ہے۔ کیونکہ روح کے بغیر جسم گناہ نہیں کرتا، جس طرح روح کے بغیر سپرٹ نہیں بچتی۔ لیکن اگر روح نجات پاتی ہے جب وہ بدی کے بغیر ہو اور اگر روح بھی بچ جائے تو جسم بے گناہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ روح ہے جو روح کو متحرک کرتی ہے، لیکن یہ جسم ہے جو اسے مارتا ہے یعنی یہ روح ہے جو خود کو مارتی ہے۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ باپ نہ تو روح کے گناہ کو معاف کرے گا اور نہ ہی جسم کے قصور کو۔ کیونکہ جن لوگوں نے گوشت پہنا ہے ان میں سے کوئی نہیں بچ سکے گا۔ کیونکہ کیا آپ تصور کرتے ہیں کہ بہت سے لوگوں کو آسمانی بادشاہی مل گئی ہے؟ مبارک ہے وہ جس نے اپنے آپ کو جنت میں چوتھا دیکھا۔" یہ باتیں سن کر ہم پریشان ہو گئے۔

اب جب اُنہوں نے دیکھا کہ ہم پریشان ہیں، اُنہوں نے کہا: "میں تم سے یہ اِس لیے کہہ رہا ہوں تاکہ تم اپنے آپ کو جانو۔ کیونکہ آسمان کی بادشاہی اناج کی بالوں کی مانند ہے جو کھیت میں اگتا ہے۔ اور جب وہ پک گیا تو اس نے اپنا پھل بکھیر دیا اور اس کے نتیجے میں کھیت کو ایک اور سال تک اناج کی بالوں سے بھر دیا۔ آپ بھی: اپنے لیے زندگی کا ایک کان کاٹنے کے لیے جوش رکھیں، تاکہ آپ بادشاہی سے معمور ہو جائیں۔ جب تک میں تمہارے ساتھ ہوں میری بات مانو اور اطاعت کرو۔ لیکن جب میں تجھ سے دور ہو جاؤں تو مجھے یاد رکھنا۔ اور مجھے یاد رکھنا کیونکہ میں تمہارے ساتھ تھا بغیر تمہارے مجھے جاننے۔ مبارک ہیں وہ جنہوں نے مجھے جانا ہے۔ افسوس ان پر جنہوں نے سنا اور ایمان نہیں لایا ! مبارک ہیں وہ جنہوں نے دیکھا نہیں لیکن ایمان لایا ! اور ایک بار پھر میں تمہیں قائل کرتا ہوں۔

کیونکہ میں تمہارے لیے ایک گھر بنا رہا ہوں جو تمہارے لیے بہت قیمتی ہوگی، کیونکہ تم اس میں پناہ لو گے۔ اسی طرح یہ تمہارے پڑوسیوں کے گھر کو سہارا دے سکے گا جب ان کے گرنے کا خطرہ ہو۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں، افسوس ان پر جن کی طرف سے مجھے اس جگہ بھیجا گیا ہے۔

مبارک ہیں وہ جو باپ کے پاس چڑھنے والے ہیں۔ میں تمہیں دوبارہ ملامت کرتا ہوں۔ تم جو ہو، اپنے آپ کو ان لوگوں کی مانند بناؤ جو نہیں ہیں، تاکہ تم ان کے ساتھ ہو جاؤ جو نہیں ہیں۔ آسمان کی بادشاہی تمہارے درمیان ویران نہ ہو۔ اس نور کی وجہ سے تکبر نہ کرو جو روشن کرتی ہے۔ بلکہ اپنے آپ سے اس طرح بن جاؤ جیسا کہ میں تمہارے لیے ہوں۔ کیونکہ میں نے اپنے آپ کو لعنت کے نیچے رکھا ہے، تاکہ تم نجات پاؤ۔" اور پطرس نے ان کو جواب دیا اور کہا: "کبھی آپ ہمیں آسمان کی بادشاہی کی طرف راغب کرتے ہیں، اور کبھی آپ ہمیں پھیر دیتے ہیں، مولا۔ کبھی آپ ہمیں قائل کرتے ہیں اور ہمیں ایمان کی طرف راغب کرتے ہیں اور ہم سے زندگی کا وعدہ کرتے ہیں، اور دوسری بار آپ ہمیں نکال دیتے ہیں آسمان کی بادشاہی سے۔" اور مولا نے جواب دیا اور ہم سے کہا: "میں نے تمہیں کئی بار ایمان دیا ہے۔ مزید یہ کہ، میں نے تم پر ظاہر کیا ہے، یعقوب، اور تم نے مجھے نہیں جانا۔ ایک بار پھر، اب میں تمہیں کئی بار خوش ہوتے دیکھ رہا ہوں۔ اور جب تم زندگی کے وعدے پر خوش ہوتے ہو، تو کیا تم اس کے باوجود اداس ہو؟ اور کیا تم پریشان ہو جب تمہیں بادشاہی کے بارے میں سکھایا گیا ہے؟ لیکن تم نے ایمان اور علم سے زندگی پائی ہے۔ لہٰذا، جب تم اسے سنتے ہو تو انکار کو طعنہ دیتے ہو، لیکن جب تم وعدہ سنتے ہو، تو زیادہ خوش ہوتے ہو۔ سچ میں میں تم سے کہتا ہوں، جو شخص زندگی حاصل کرے گا اور بادشاہی پر ایمان لائے گا وہ اسے کبھی نہیں چھوڑے گا، چاہے باپ اسے ملک بدر کرنا چاہے! یہ باتیں میں تم سے فی الحال کہوں گا۔ لیکن اب میں اس جگہ پر چڑھ جاؤں گا جہاں سے میں آیا ہوں، لیکن تُم نے، جب مَیں جانے کے لیے بے تاب تھا، مجھے نکال دیا، اور میرے ساتھ چلنے کے بجائے، تُم نے میرا تعاقب کیا۔ لیکن اُس جلال پر دھیان دو جو میرا انتظار کر رہا ہے، اور اپنے دلوں کو کھول کر اُن بھجن کو سنو جو آسمان پر میرا انتظار کر رہے ہیں۔ آج کے لیے میں اپنے باپ کے داہنے ہاتھ پر (اپنی جگہ) لینے کا پابند ہوں۔ اب میں نے اپنا آخری لفظ تم سے کہہ دیا ہے۔ میں تم سے الگ ہو جاؤں گا۔ کیونکہ ہوا کے رتھ نے مجھے اُوپر اُٹھا لیا ہے اور اب سے مَیں اپنے آپ کو اُتاروں گا تاکہ اپنے آپ کو پہنوں۔ لیکن دھیان دو: مُبارک ہیں وہ جنہوں نے بیٹے کے اُترنے سے پہلے اُس کی منادی کی تاکہ جب میں آؤں تو اوپر

چڑھوں۔ تین بار مبارک ہیں وہ جن کا اعلان بیٹے نے اپنے وجود میں آنے سے پہلے کیا تھا تاکہ تم ان کے ساتھ حصہ پاؤ۔" یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ اور ہم نے گھٹنے ٹیک کر، میں اور پطرس، اور شکر ادا کیا، اور اپنے دلوں کو آسمان پر بھیج دیا۔ ہم نے اپنے کانوں سے سنا اور اپنی آنکھوں سے جنگوں کی آواز اور بگل کی آواز اور بڑا ہنگامہ دیکھا۔

اور جب ہم اس جگہ سے آگے گزرے تو ہم نے اپنی عقلوں کو مزید اوپر بھیج دیا۔ اور ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے حمد وثنا اور فرشتوں کی تسبیحیں سنی۔ اور آسمانی عظمتیں تھیں اور ہم خود خوش تھے۔ اس کے بعد ہم نے بھی یہ خواہش کی کہ اپنے حوصلے اعلیٰ حضرت کے پاس بھیج دیں۔ اور جب ہم اوپر گئے تو ہمیں نہ کچھ دیکھنے اور نہ سننے کی اجازت تھی۔ کیونکہ باقی حواریوں نے ہمیں اپنے پاس بلایا اور ہم سے سوال کیا: "تم نے استاد سے کیا سنا ہے؟" اور، "انہوں نے تم سے کیا کہا؟" اور، "کہاں گئے ہیں وہ؟'' اور ہم نے انہیں جواب دیا: "وہ اوپر چڑھ گئے ہیں۔" اور، "انہوں نے ہمیں ایک عہد دیا ہے اور ہم سے ساری زندگی کا وعدہ کیا ہے اور ہم پر ان بچوں کا انکشاف کیا ہے جو ہمارے بعد آنے والے ہیں، کیونکہ انہوں نے ہمیں ان سے محبت کرنے کی تاکید کی ہے، حالانکہ ہم ان کی خاطر بچائے جائیں گے۔"

اور جب اُنہوں نے سُنا تو اُنہوں نے وحی پر یقین کیا، لیکن اُن لوگوں پر غصہ کیا جو پیدا ہوں گے۔ پھر میں نے ان کو فتنہ پر آمادہ کرنے کی خواہش نہیں رکھتے ہوئے ہر ایک کو دوسری جگہ بھیج دیا۔ لیکن میں خود یروشلم گیا اور دعا کی کہ مجھے اس محبوب کے ساتھ حصہ ملے جو ظاہر ہونے والے ہیں۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ ابتدا تم سے ہو، کیونکہ اس طرح میں نجات پا سکتا ہوں۔

کیونکہ وہ میرے ذریعے، میرے ایمان کے ذریعے سے روشن ہوں گے۔

دوسرے کے ذریعے جو مجھ سے بہتر ہیں، کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میرا کم تر ہو جائے۔ لہٰذا اپنے آپ کو ان جیسا بنانے کی پوری کوشش کرو، اور دعا کرو کہ تمہیں ان کے ساتھ حصہ ملے۔ اس کے علاوہ جو میں نے بیان کیا ہے، نجات دہندہ نے ہم پر وحی نازل نہیں کی۔ ان کی خاطر ہم ان لوگوں کے ساتھ ایک حصہ کا اعلان کرتے ہیں۔ جن کے بارے میں یہ اعلان کیا گیا تھا، وہ جنہیں خداوند نے اپنے فرزند بنایا ہے۔[453]

[453] یعقوب کی خفیہ کتاب (یعقوب کا اپوکریفون)، نجع حمادی مجموعہ

درحقیقت، پانچ سو پچاس دن، مصلوبیت کے تقریباً ڈیڑھ سال بعد، حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اپنے حواریوں کو اپنے ساتھ لے جانے کے لیے واپس آئے تھے جہاں وہ گئے تھے، جیسا کہ انھوں نے وعدہ کیا تھا۔ تاہم، حواریاں موت سے بہت ڈرتے تھے اور زندگی سے پیار کرتے تھے۔ انہوں نے سوچا کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے ان سے موت کے لیے جانے کے بارے میں بات کی ہے، اور انہوں نے جواب دیا، حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) سے کہا کہ اگر ہمیں جانا پڑے تو ہم جائیں گے۔

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا کہ کوئی شخص حکم پر جنت میں نہیں جاتا۔[454] حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اس تقریر میں اپنے حواریوں اور ان کے اعمال سے بظاہر ناراض اور مایوس ہیں، اور ان کو ٹوک کر رہے ہیں۔

وہ کہتے ہیں، "میں نے آپ کو کئی بار کہا ہے کہ آپ بچ جائیں، یا مجھ پر یقین کریں اور میری پیروی کریں۔ "وہ انہیں بہت سی دوسری تفصیلات کے ساتھ بدقسمت اور گنہگار کہتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) آخر کار اپنے حواریوں کو چھوڑ کر ان کو اپنے راستے پر بھیج دیتے ہیں۔

اس کے بعد حواری سب ایک دوسرے سے الگ ہو جاتے ہیں اور زمین کے چاروں کونوں کا سفر کرتے ہوئے انجیل کی تبلیغ کرتے ہیں۔ شمعون پطرس نے روم میں تبلیغ کی، اینڈریو نے ایشیائی قوموں اور یونان کو تبلیغ کی، یعقوب یروشلم میں رہے، یحیی اور فلپ یونان گئے، تھامس اور بارتھولومیو ہندوستان گئے، متی ایتھوپیا اور یعقوب مصر، شدت پسند شمعون (زیلوٹ) فارس اور جوڈ شام گئے۔ یہوداس اسکریوٹی خودکشی کرکے مرگیا۔ یہ بارہ حواری تھے۔

تاہم، ایک ممتاز حواری بظاہر تاریخ سے غائب ہیں، مریم مگدلیہ۔ وہ کہاں گئیں؟ سچ یہ ہے کہ جب کہ حواریوں نے عیسی کے ساتھ جانے کو مسترد کر دیا تھا، لیکن یہ مریم ہی تھیں جو آخر تک عیسی کے ساتھ رہیں۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی زندگی میں شام کے ایک بادشاہ ابگر نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو ایک خط لکھا اور اس میں لکھا:

ابگر، ایڈیسا کے حکمران، عیسی کو جو اچھے طبیب ہیں جو یروشلم کے ملک میں ظاہر ہوئے ہیں، سلام۔ میں نے آپ کے بارے میں اور آپ کے علاج کے بارے میں سنا ہے، جیسا کہ آپ بغیر دوائیوں اور جڑی بوٹیوں کے انجام دیتے ہیں۔ کیونکہ کہا جاتا ہے کہ

[454] پہلے آدمی عہدنامے کے بعد سے، خدا نے انسان کو آزاد مرضی، انتہائی عرض البلد، اور انتخاب کی طاقت دی ہے کیونکہ خدا خود آزاد ہے اور ہم اس کی صورت پر بنائے گئے ہیں۔

آپ اندھوں کو دیکھنے اور لنگڑوں کو چلنے کے قابل بناتے ہیں، کوڑھیوں کو پاک کرتے ہیں، اور ناپاک روحوں اور بدروحوں کو خارج کرتے ہیں۔

آپ اُن کو شفا بخشتے ہیں، جو طویل بیماری میں مبتلا ہیں، اور مُردوں کو زندہ کرتے ہیں۔ اور یہ سب باتیں آپ کے بارے میں سن کر میں نے نتیجہ اخذ کیا کہ دو باتوں میں سے ایک سچی ہونی چاہیے: یا تو آپ خُدا ہیں اور آسمان سے اُتر کر یہ کام کرتے ہیں، یا پھر آپ جو یہ کام کرتے ہیں، آپ خدا کے بیٹے ہیں۔ اس لیے میں نے آپ سے پوچھنے کے لیے آپ کو لکھا ہے، کیا آپ میرے پاس آنے اور ان تمام بیماریوں کا شفا دینے کی تکلیف اٹھائیں گے جن میں میں مبتلا ہوں، کیونکہ میں نے سنا ہے کہ یہودی آپ کے خلاف بڑبڑا رہے ہیں اور آپ کو نقصان پہنچانے کی سازش کر رہے ہیں۔

لیکن میرا ایک بہت چھوٹا لیکن عظیم شہر ہے جو ہم دونوں کے لیے کافی ہے۔[455]

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے جواب میں ابگر کو ایک خط دیا جس میں لکھا تھا:

مبارک ہوں، آپ جنہوں نے مجھے دیکھے بغیر مجھ پر ایمان لائے۔ کیونکہ میرے حق میں لکھا ہے کہ جنہوں نے مجھے دیکھا ہے وہ مجھ پر ایمان نہیں لائیں گے اور جنہوں نے مجھے نہیں دیکھا وہ ایمان لائیں گے اور نجات پائیں گے۔ لیکن جو کچھ آپ نے مجھے لکھا ہے کہ میں آپ کے پاس آؤں، میرے لیے یہ ضروری ہے کہ میں یہاں ان تمام امور کو پورا کروں جن کے لیے مجھے بھیجا گیا ہے، اور ان کو پورا کرنے کے بعد اس کے بھیجنے والے کے پاس دوبارہ لے جاؤں گا۔ لیکن جب مجھے اٹھا لیا جائے گا تو میں اپنے حواریوں میں سے ایک کو آپ کے پاس بھیجوں گا تاکہ وہ آپ کی بیماری کو دور کرے اور آپ کو زندگی بخشے۔[456]

بادشاہ ابگر پنجم کا تعلق ایڈیسا سے تھا جسے اوسروین بھی کہا جاتا ہے۔ اس زمانے میں ایڈیسا کی زیادہ تر آبادی اور حکمران عرب نژاد تھے۔ یہ عربوں کے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو قبول کرنے کا آغاز تھا، جہاں یہودیوں نے آپ کو رد کر دیا۔ جیسا کہ

[455] Ecclesiastical History (The History of the Church) , Eusebius of Caesarea

[456] Ecclesiastical History (The History of the Church) , Eusebius of Caesarea

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا تھا کہ وہ خدا کے نبی تھے اور وہ یہودیوں کی طرف سے رد کر کے کہیں اور قبول کیے جائیں گے۔ متی، باب ۱۳ میں، یہ بیان ہے:

۵۴ اور اپنے وطن میں آکر اُن کے عِبادت خانہ مَیں اُن کو اَیسی تعلِیم دینے لگا کہ وہ حَیران ہو کر کہنے لگے اِس میں یہ حِکمت اور مُعجِزے کہاں سے آئے؟
۵۵ کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں؟ اور اِس کی ماں کا نام مریم اور اِس کے بھائی یَعقُوب اور یُوسُف اور شمعُون اور یہُوداہ نہیں؟
۵۶ اور اِس کی سب بہنیں ہمارے ہاں نہیں؟ پھر یہ سب کُچھ اِس میں کہاں سے آیا؟
۵۷ اور اُنہوں نے اُس کے سبب سے ٹھوکر کھائی۔ مگر یِسُوع نے اُن سے کہا کہ نبی اپنے وطن اور اپنے گھر کے سِوا اور کہِیں بے عِزّت نہِیں ہوتا۔
۵۸ اور اُس نے اُن کی بے اِعتِقادی کے سبب سے وہاں بہُت سے مُعجِزے نہ دِکھائے۔[457]

چنانچہ حالانکہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے یہودیوں کے لئے ان کے ایمان کی کمی کی وجہ سے بہت سے معجزات کرنے سے روک دیا، وہ ایک عرب بادشاہ سے وعدہ کرتے ہیں کہ وہ اپنی طرف سے ایک مہمان کا وعدہ کریں گے جو معجزات دکھائیں گے ۔ یہ بنی اسرائیل کے موسوی عہد نامے سے عربوں کے ساتھ عیسوی عہد نامے میں منتقلی کے آغاز کی نمائندگی کرتا ہے۔ یہاں ان واقعات کا ایک بیان ہے جب اجنبی ابگر کے پاس پیش آیا:

عیسیٰ (علیہ السلام) کے معراج کے بعد، یہوداہ، جسے تھامس بھی کہا جاتا تھا، نے ان کے پاس تھڈیوس کو بھیجا، جو ستر میں سے ایک رسول تھا۔ جب وہ آیا تو طوبیاس کے بیٹے طوبیاس کے پاس ٹھہرا۔ جب اس کی خبر بیرون ملک پہنچی تو ابگارس کو بتایا گیا کہ عیسیٰ کا ایک رسول آیا ہے جیسا کہ اس نے لکھا تھا۔ تھڈیوس پھر ہر بیماری اور کمزوری کے علاج کے لیے خدا کی قدرت میں

[457] مقدس انجیل، متی کی کتاب، باب ۱۳، آیات ۵۴-۵۸

حاضر ہوا۔ اس حد تک کہ سب حیران تھے۔ اور جب ابگارس نے ان عظیم اور حیرت انگیز کاموں کے بارے میں جو اس نے کئے اور جو علاج اس نے کئے تھے ان کے بارے میں سنا تو اسے شک ہونے لگا کہ یہ وہی ہے جس کے بارے میں عیسی نے اسے لکھا تھا، اور کہا، "مجھے اٹھائے جانے کے بعد میں تمہیں اپنے حواریوں میں سے ایک کو بھیجوں گا جو تمہیں شفا بخشے گا۔" لہذا، ٹوبیاس کو بلا کر، جس کے پاس تھڈیوس ٹھہرا ہوا تھا، اس نے کہا، "میں نے سنا ہے کہ ایک طاقتور آدمی آیا ہے اور تمہارے گھر قیام کر رہا ہے۔ اسے میرے پاس لے آؤ۔'' اور ٹوبیاس تھڈیوس کے پاس آکر اس سے کہنے لگا، "حکمران ابگارس نے مجھے بلایا اور کہا کہ میں تمہیں اس کے پاس لے آؤں تاکہ تم اسے شفا بخشو۔" اور تھڈیوس نے کہا، "میں جاؤں گا، کیونکہ مجھے اس کے پاس طاقت کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔" اس لیے ٹوبیاس اگلے دن سویرے اُٹھا، اور تھڈیوس کو لے کر ابگارس پہنچا۔ اور جب وہ آیا تو رئیس موجود تھے۔ اور ابگارس کے سامنے کھڑا ہوا۔ اور فوراً ہی اس کے داخل ہوتے ہی ابگارس کو سامنے رسول تھڈیوس کے چہرے پر ایک عظیم نظارہ نمودار ہوا۔ ابگارس نے جب یہ دیکھا تو تھڈیوس کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا، جبکہ اردگرد کھڑے تمام لوگ حیران رہ گئے۔

کیونکہ انہوں نے وہ رویا نہیں دیکھی جو اکیلے ابگارس کو دکھائی دی تھی۔ اس کے بعد اس نے تھڈیوس سے پوچھا کہ کیا وہ سچ میں خدا کے بیٹے یسوع کا حواری ہے، جس نے اس سے کہا تھا، "میں اپنے حواریوں میں سے ایک کو تمہارے پاس بھیجوں گا، جو تمہیں شفا دے گا اور تمہیں زندگی بخشے گا۔" اور تھڈیوس نے کہا، "چونکہ تم نے اس پر زبردست یقین کیا جس نے مجھے بھیجا ہے، اس لیے میں آپ کے پاس بھیجا گیا۔ اور پھر بھی، اگر آپ اس پر یقین رکھتے ہیں، تو آپ کے دل کی درخواستیں آپ کو منظور کی جائیں گی جیسا کہ آپ یقین رکھتے ہیں۔" اور ابگارس نے اس سے کہا، "میں نے اس پر اتنا یقین کیا ہے کہ میں ایک فوج لے کر ان یہودیوں کو ہلاک کرنا چاہتا تھا جنہوں نے اسے صلیب پر چڑھایا تھا، اگر میں رومیوں کے تسلط کی وجہ سے اس سے باز نہ آیا ہوں۔" اور تھڈیوس نے کہا، "ہمارے آقا نے اپنے باپ کی مرضی کو پورا کیا، اور اسے پورا کرنے کے بعد اس کے باپ تک پہنچا دیا گیا ہے۔" اور ابگارس نے اس سے کہا، میں بھی اس پر اور اس کے باپ پر ایمان لایا ہوں۔ اور تھڈیوس نے اس سے کہا، "اس لیے میں اس کے نام پر تم پر ہاتھ رکھتا ہوں۔" اور جب اُس نے یہ کیا تو فوراً ابگارس بیماری سے ٹھیک ہو گیا اس تکلیف سے جو اسے تھا۔ اور ابگارس کو تعجب ہوا کہ جیسا کہ اس نے عیسی کے بارے میں سنا تھا، اسی طرح اسے اپنے حواری تھڈیوس

کے ذریعے بہت عمل میں ملا تھا، جس نے اسے بغیر دوائیوں اور جڑی بوٹیوں کے شفا بخشی تھی، اور نہ صرف اسے بلکہ عبدوس کا بیٹا بھی جو اس بیماریگٹھیا میں مبتلا تھا۔ کیونکہ وہ بھی اُس کے پاس آیا اور اُس کے قدموں پر گر پڑا اور اُس کے ہاتھ سے دُعا پا کر اُسے شفا ملی۔ اسی تھڈیوس نے شہر کے بہت سے دوسرے باشندوں کو بھی شفا دی، اور عجائبات اور حیرت انگیز کام کیے، اور خدا کے کلام کی تبلیغ کی۔ اور اس کے بعد ابگارس نے کہا، "اے تھڈیوس، آپ یہ کام خدا کی قدرت سے کرتے ہیں، اور ہم حیران ہیں۔ لیکن، ان باتوں کے علاوہ، میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ مجھے عیسیٰ کی آمد کے بارے میں بتائیں کہ وہ کس طرح پیدا ہوئے تھے۔ اور اس کی قدرت کے لحاظ سے، اس نے کس طاقت سے وہ کام کیے جن کے بارے میں میں نے سنا ہے۔" اور تھڈیوس نے کہا، "اب واقعی میں خاموش رہوں گا، کیونکہ مجھے اعلانیہ کلام سنانے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ لیکن کل اپنے تمام شہریوں کو میرے لیے جمع کرو، اور میں ان کے سامنے منادی کروں گا اور ان کے درمیان عیسی کے آنے کے بارے میں، وہ کیسے پیدا ہوئے، خدا کا کلام بوؤں گا۔ اور اس کے مشن کے بارے میں، اسے خداوند نے کس مقصد کے لیے بھیجا تھا۔ اور اُن کے کاموں کی طاقت کے بارے میں، اور اُن بھیدوں کے بارے میں جن کا انہوں نے دنیا میں اعلان کیا، اور کس طاقت سے انہوں نے یہ کام کئے۔ اور اُن کی نئی تبلیغ، اور اُن کی ذلت اور رسوائی کے بارے میں، اور انہوں نے اپنے آپ کو کس طرح عاجز کیا، اور وفات پائی اور اُن کی الوہیت کو پست کیا اور مصلوب کیا گیا، اور پاتال میں اترے، اور ان سلاخوں کو پھاڑ دیا جو ازل سے نہیں ٹوٹی تھیں، اور مردوں کو زندہ کیا۔ کیونکہ وہ اکیلے اترے، لیکن بہت سے لوگوں کے ساتھ جی اُٹھے، اور یوں اپنے خداوند کے پاس چڑھگئے۔" اس لیے ابگارس نے شہریوں کو حکم دیا کہ وہ صبح سویرے جمع ہو جائیں تاکہ وہ سنیں تھڈیوس کی تبلیغ کو، اور اس کے بعد اس نے سونے اور چاندی کو دینے کا حکم دیا۔ لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا، "اگر ہم نے اُس چیز کو چھوڑ دیا ہے جو ہمارا تھا تو ہم اُسے کیسے لیں گے جو دوسرے کا ہے؟'' یہ امور تین سو چالیسویں سال میں انجام ہوئے۔[458]

[458] Ecclesiastical History (The History of the Church) , Eusebius of Caesarea

ماری رسول کے اعمال کے عنوان سے ایک اور شامی اپکریفل متن میں یہ بتایا گیا ہے کہ کس طرح ماری تھڈیوس کی حواری تھی، جو اس کے ساتھ تھی، اور تھیڈیوس کے ہاتھوں ابگر کی شفایابی کی گواہ تھی۔[459]

مخطوطہ میں ایک دوسرے بادشاہ کی تفصیل دی گئی ہے جس نے ارزن پر حکومت کی تھی اور جس نے ابگر کو بالکل اسی بیماری سے نجات دلائی تھی۔ اس بار، ماری نے ارزن کے بادشاہ کو شفا دی۔ ابگر کی بادشاہی کے ساتھ ساتھ ارزن کی بادشاہی کو مومنوں میں تبدیل کرنے کے بعد، تھڈیوس، ان کے ساتھ حواری ماری، مشرق کی طرف عراق کی طرف بڑھا۔ اسلامی ذرائع اور اہل بیت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے روایتیں درج ہیں کہ عیسیٰ (علیہ السلام) نے عراق کا سفر کیا۔

ابن ابی یعفوریان کرتے ہیں کہ وہ ابی عبداللہ (علیہ السلام) کے پاس گئے اور آپ کے ساتھ ان کے ساتھیوں کی ایک جماعت تھی، آپ نے ان سے کہا: "اے ابن ابی یعفور، کیا تم نے قرآن پڑھا ہے؟" تو میں نے کہا، "ہاں، یہ تلاوت۔" تو آپ نے فرمایا: "یہ وہی ہے جس کے بارے میں میں نے تم سے پوچھا تھا اور اس کے علاوہ کوئی نہیں۔" تو میں نے کہا، "جی ہاں، میری جان آپ پر قربان ہو، کیوں؟" انہوں نے کہا، "چونکہ موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے ایک تقریر کی تھی اور وہ اسے برداشت نہیں کر سکے، تو انہوں نے مصر میں ان کے خلاف بغاوت کی اور انہوں نے ان سے جنگ کی اور وہ ان سے لڑے، اور انہوں نے انہیں مار ڈالا۔ اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے ایک تقریر کی اور انہوں نے اس پر عمل نہ کیا اور تکریت میں ان سے بغاوت کی تو انہوں نے ان سے جنگ کی اور انہوں نے ان سے جنگ کی اور انہوں نے انہیں قتل کر دیا۔ اور یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ پھر بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لے آیا اور دوسرا کافر بن گئے۔ پھر ہم نے مومنین کو ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد دی تو وہ غالب آ گئے۔" اور ہمارے اہل بیت میں سے پہلے قائم آپ سے ایک ایسی تقریر کریں گے جسے آپ سنبھال نہیں پائیں گے اور آپ رومیل الدسکرہ (عراق) میں ان کے خلاف نکلیں گے۔ اور آپ ان سے لڑو گے، اور وہ آپ سے لڑیں گے، اور پھر تمہیں مار ڈالیں گے، اور یہ آخری بار ہو گا جب کوئی باغی ہو گا۔"[460]

---

[459] ماری رسول کے اعمال، امیر حراق (مترجم اور ایڈیٹر)

[460] بحار الانوار، علامہ المجلسی، ج۔ ۵۲، ص۔ ۳۷۵

روح القدس کے ذریعے واقعات کو یاد کرنا

امام احمد الحسن (منہ السلام) اور میرے درمیان ہونے والے مندرجہ ذیل مکالمے میں، میں یہ بتاتا ہوں کہ کس طرح مجھے مصلوبیت کے بعد عیسی مسیح کی وزارت کے گمشدہ سالوں کو واضح طور پر معلوم ہوا۔ ایک وزارت جو شام سے عراق اور آخر کار فارس تک چلی گئی۔ امام (منہ السلام) نے پیشین گوئی کی تھی کہ میں اپنی آنکھوں سے ایسے تاریخی واقعات کو دیکھ سکوں گا جو معروف، پوشیدہ یا بالکل بھی درج نہیں ہیں۔ روح القدس کے مجھ پر نزول کے بعد میں نے امام (منہ السلام) کو درج ذیل دریافت سنائی۔

میں نے کہا، "میرے والد، کیا میں آپ کو اس کے بارے میں بتاؤں جو میں نے دریافت کیا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں میرے بیٹے، بتاؤ۔"

میں نے کہا، "مریم مگدلیہ صلیب پر چڑھائے جانے کے بعد تاریخ سے غائب ہوگئیں، حالانکہ تمام حواریوں نے سفر کیا اور تبلیغ کی۔ مریم عیسی مسیح (علیہ السلام) کے سب سے قریب تھیں اور تمام اناجیل بشمول ناسٹک متون اور اناجیل دونوں کے درمیان بہت مضبوط تعلق کی نشاندہی کرتی ہیں اور عیسی اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ وہ ہمیشہ ان کے ساتھ رہیں گی۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔" میں نے کہا: "حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) عراق گئے اور مریم مگدلیہ سے شادی کی، اور نکاح اللہ کی سنت ہے، اور تمام انبیاء اور ائمہ نے نکاح کیا تھا۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے مریم مگدلیہ سے شادی کی اور ان کے بچے ہوئے اور یہاں میرے والد، حیرت انگیز حصہ ہے، واقعی حیرت انگیز حصہ۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے شام کے ایک بادشاہ کو خط لکھا تھا۔ خط میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے کہا تھا کہ وہ مستقبل میں ان کے پاس کسی کو بھیجیں گے۔ یہاں سے اور مصلوب ہونے کے واقعہ کے بعد شہر میں ایک آدمی نمودار ہوا جو معجزے کر رہا تھا۔ انہوں نے کہا کہ شاید یہ شخص حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے حواریوں میں سے تھا یا مومنوں میں سے تھا۔ یہ آدمی ایک شخص کے ساتھ سفر کر رہا تھا جس کا نام مریم تھا۔ یہ شخص بادشاہ سے ملا اور بادشاہ نے اسے سجدہ کیا اور پورا شہر ایمان لے آیا۔ یہ دونوں نام، تھڈیوس اور ان کی

شاگرد ماری یا مریم کا نام، بعض روایات میں ایک بار پھر ظاہر ہوتا ہے، لیکن اس بار وہ مانی نامی نبی کے ساتھ دکھائی دیتے ہیں ! تاریخ مسخ شدہ ہے، حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے مریم مگدلیہ سے شادی کی اور ان سے مانی آیا اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے انہیں براہ راست تعلیم دی۔ اور پھر مانی کو مصلوب کیا گیا۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی دعوت یروشلم سے شروع ہوئی اور پھر شام کی طرف چلی گئی اور عراق اور فارس پر ختم ہوئی۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم اس طرح بول رہے ہو جیسے تم ان تمام مراحل میں موجود ہو، اور ان کے ساتھ اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ زندگی گزار رہے ہو۔ اب تم زمانوں اور واقعات کو دیکھ رہے ہو اور اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ زندگی گزار رہے ہو، اے میری آنکھوں کے نور۔ تم ایک عظیم مرحلے پر پہنچ چکے ہو۔ تم تیز رفتار سے بڑھ رہے ہو، جیسا کہ میں نے پہلے دن سے ہی تم سے امید کی تھی جب میں نے تم سے اس بارے میں بات کی تھی، اور جیسا کہ میں نے تم سے براہ راست بات کرنے سے پہلے بھی کیا تھا۔ یہ نور ہے بیٹا، وہ روشنی جو تمہارے اندر سے چمکنے لگی ہے۔ مجھے تم پر فخر ہے، میرے بیٹے، بہت فخر ہے۔"

اس طرح، خلاصہ یہ ہے کہ، عیسی مسیح مریم مگدلیہ کو لے گئے، اور تھاڈیوس اور ماری کی شناخت کے تحت، عیسیٰ اور مریم نے شام کا سفر کیا، عربوں کے ساتھ اپنا عہد قائم کیا اور سلطنتوں کو نئے مذہب میں تبدیل کیا۔ وہ اپنے حواریوں کے ایک گروہ کے ساتھ عراق کی طرف بڑھتے ہیں، جہاں ان کا ایک گروہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی تقریر سن کر حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے خلاف بغاوت کرتا ہے جو انہیں ناقابل برداشت لگتا ہے۔ عیسی ان کے خلاف تلوار اٹھاتے ہیں اور باغی جماعت کو مار ڈالتے ہیں۔ سب کے بعد، عیسی نے پہلے متی، باب ۱۰ میں کہا تھا: "یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر امن قائم کرنے آیا ہوں۔ میں امن لانے نہیں بلکہ تلوار لینے آیا ہوں۔ کیونکہ میں ایک آدمی کو اس کے باپ اور بیٹی کو اپنی ماں کے خلاف کھڑا کرنے آیا ہوں، اور بہو اپنی ساس کے خلاف۔ اور آدمی کے دشمن اس کے اپنے گھر والے ہوں گے۔"[461]

[461] مقدس انجیل، متی کی کتاب، باب ۱۰، آیات ۳۴-۳۶

آرتھوڈوکس عیسائیوں کے عقیدے کے برعکس، حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے مریم مگدلیہ سے شادی کی، اور وہ ایک بیٹے سے حاملہ ہوئیں۔ وہ بیٹا، مانی، بڑا ہوتے ہوتے عیسیٰ (علیہ السلام) سے سیکھتا رہا اور ان کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا۔ حضرت مانی (علیہ السلام) عیسوی اور محمدی عہد ناموں کے درمیان مستند ربط کے طور پر کام کرتے ہیں۔ پس یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گمشدہ سالوں کی سچی کہانی ہے۔

عیسیٰ مسیح کی اولاد کی معرفت

مریم مگدلیہ انجیل کے سب سے پر اسرار کرداروں میں سے ایک ہیں۔ وہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی حواری تھیں، صلیب کی گواہی دینے والی، اور ان کے جی اٹھنے یا واپس آنے کے بعد ان کی گواہی دینے والی پہلی تھیں۔ ناسٹک انجیلوں میں، مریم مگدلیہ ایک ایسی عورت ہیں جن کے پاس شاندار روحانی سمجھ تھی، اور ان کی نظریں آسمانوں کی بادشاہی پر مرکوز تھیں۔ وہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی سب سے قریبی ساتھی بھی تھیں، اور مخطوطات حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے اس حواری کے درمیان اور بھی گہرے تعلق کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

مریم مگدلیہ کی انجیل میں یہ بیان ہے: "پطرس نے مریم سے کہا، "بہن، ہم جانتے ہیں کہ نجات دہندہ آپ کو دوسری تمام عورتوں سے زیادہ پیار کرتے ہیں۔ ہمیں نجات دہندہ کے وہ الفاظ بتائیں جو آپ کو یاد ہیں، وہ باتیں جو آپ جانتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کیونکہ ہم نے انہیں نہیں سنا۔" مریم نے جواب دیا، "میں تمہیں سکھاؤں گی جو تم سے پوشیدہ ہے۔" اور وہ یہ الفاظ ان سے کہنے لگیں۔"[462]

[462] مریم کی انجیل، نجع حمادی کے صحیفے، ہارون ہیئر، صفحہ۔ ۴۷۳

واضح طور پر، ہم یہاں دیکھ سکتے ہیں کہ مریم مگدلیہ کو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی طرف سے خصوصی علم کا استحقاق حاصل تھا جو کسی اور حواری کے پاس نہیں تھا۔ ہمیں اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے مریم مگدلیہ کو دوسری تمام عورتوں پر ترجیح دی تھی، اور ایک مرد جس عورت سے شادی کرتا ہے اسے دوسری تمام عورتوں پر ترجیح دیتا ہے۔

مریم مگدلیہ کی انجیل بھی حواریوں اور مریم مگدلیہ کے درمیان درج ذیل گفتگو کو ریکارڈ کرتی ہے:

پطرس نے جواب دیا، اسی طرح کے خدشات کو سامنے لایا۔ اُس نے اُن سے نجات دہندہ کے بارے میں سوال کیا، "پھر کیا اُس نے ایک عورت کے ساتھ تنہائی میں بات کی تھی، بغیر ہمارے اُس کے بارے میں جانے؟ کیا ہم پلٹ کر اس کی بات سنیں؟ کیا اس نے اسے ہم پر چنا؟" تب مریم نے روتے ہوئے پطرس سے کہا، "میرے بھائی پطرس، تم کیا سوچ رہے ہو؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ میں نے یہ باتیں خود اپنے دل میں سوچی ہیں یا میں آقا کے بارے میں جھوٹ بول رہی ہوں؟"

لیوائی نے پطرس سے بات کرتے ہوئے جواب دیا، "پطرس، تُم ہمیشہ سے غضبناک شخص رہے ہو۔ اب میں تمہیں مخالفوں کی طرح ایک خاطون سے لڑتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ کیونکہ اگر نجات دہندہ نے اسے اس قابل بنایا ہے، تو تم کون ہو اسے مسترد کرنے کے لیے؟ یقینی طور پر اس کے بارے میں نجات دہندہ کا علم مکمل طور پر قابل اعتماد ہے۔ اس لیے وہ اسے ہم سے زیادہ پیار کرتے تھے۔ بلکہ ہمیں شرم آنی چاہیے۔ ہمیں اپنے آپ کو کامل انسان کا لباس پہنانا چاہیے، اسے اپنے لیے حاصل کرنا چاہیے جیسا کہ اس نے ہمیں حکم دیا ہے، اور خوشخبری کا اعلان کرنا چاہیے، کوئی دوسرا اصول یا قانون متعین نہیں کرنا چاہیے جو نجات دہندہ کے کہنے سے مختلف ہو۔ یہ باتیں کہنے کے بعد، وہ تعلیم دینے اور منادی کرنے کے لیے باہر جانے لگے۔[463]

یہ گفتگو، جو صلیب کے بعد ہوئی تھی، ظاہر کرتی ہے کہ حواری جانتے تھے کہ مریم مگدلیہ اُن میں سے عیسی کی پسندیدہ تھیں، اور وہ حقیقت میں اُن سے زیادہ پیار کرتے تھے۔ جس انداز میں یوسف کے بھائیوں نے یعقوب کے پسندیدہ ہونے کی وجہ سے یوسف پر حسد کیا تھا، اسی انداز میں مسیح کے حواریوں نے مریم مگدلیہ کو بھی ان کے پسندیدہ ہونے پر حسد کیا تھا۔ تھامس کی انجیل

[463] مریم کی انجیل، نجع حمادی کے صحیفے، مارون میئر، صفحہ ۴۷۴-۴۷۵

میں، یہ حسد حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی زندگی کے دوران بھی ظاہر ہوتا ہے: "شمعون پطرس نے ان سے کہا، "مریم ہمیں چھوڑ دیں، کیونکہ عورتیں زندگی کے لائق نہیں ہوتی ہیں۔" عیسی نے کہا، "دیکھو، میں اس کی رہنمائی کروں گا کہ یہ مرد بن جائے، تاکہ وہ بھی تمہارے مردوں کے مشابہ زندہ روح بن جائے۔ ہر عورت جو اپنے آپ کو مرد بنائے گی وہ جنت کی بادشاہی میں داخل ہو گی۔"[464]

اب اس بات پر توجہ دیں کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) حواریوں سے فرماتے ہیں کہ وہ مریم مگدلیہ کو مرد بنادیں گے، تاکہ وہ آپ کے مردوں سے مشابہت اختیار کرے۔ یہ نکتہ بعد میں اہم ہوگا۔ لیکن مریم مگدلیہ کو عیسی کے لیے کس چیز نے خاص بنایا، اور اس کی نوعیت کیا تھی؟

ان کے ساتھ کیا رشتہ تھا؟ کیا یہ محض استاد اور شاگرد کا رشتہ تھا یا شاید کچھ اور تھا؟ فلپ کی انجیل میں لکھا ہے: "تین عورتیں ہمیشہ آقا کے ساتھ چلتی تھیں: مریم ان کی ماں، [ان کی] بہن، اور مریم مگدلیہ، جو ان کی ساتھی کہلاتی ہیں۔ کیونکہ "مریم" ان کی بہن، ان کی ماں اور ان کی ساتھی کا نام ہے۔"[465]

اور اسی انجیل کے بعد کے ایک حصے میں یہ بیان کرتا ہے: "[نجات دہندہ] کی ساتھی مریم مگدلیہ ہیں ۔ [نجات دہندہ] اُنہیں [تمام] حواریوں سے زیادہ پیار کرتے تھے، [اور] اُنہیں اکثر اُن کے [منہ] کو چومتے۔ دوسرے [شاگردوں] نے اُن سے کہا آپ اُن سے ہم سب سے زیادہ محبت کیوں کرتے ہیں؟[466]

حواریوں نے یہاں واضح طور پر دیکھا کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا مریم مگدلیہ کے ساتھ رومانوی تعلق تھا اور انہوں نے انہیں اپنی بیوی کے طور پر لیا تھا کیونکہ وہ ان کی ساتھی کہلاتی تھیں اور اکثر ان کے ہونٹوں کو چومتے تھے۔ ذہن میں رکھیں کہ یہودیت کے قوانین، اور چوتھے عہد نامے میں، غیر شادی شدہ مردوں اور عورتوں کے درمیان چھونے کی ممانعت ہے، اور ہونٹوں پر بوسہ

---

[464] توماس کی انجیل، نجع حمادی کے صحیفے، مارون میئر، صفحہ ۱۵۳

[465] فیلیپ کی انجیل، نجع حمادی کے صحیفے، مرون میئر، صفحہ ۱٦۷

[466] فیلیپ کی انجیل، نجع حمادی کے صحیفے، مرون میئر، صفحہ ۱۷۱

لینے کی اجازت نہیں ہے۔ حواری پھر بھی حیران تھے کہ روحانی درجہ کے لحاظ سے انہیں باقی لوگوں پر حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ کیوں ترجیح دی گئی؟

پستس صوفیہ انجیل میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) وجہ بیان کرتے ہیں: "مبارک مریم، تُم کہ جسے میں تمام رازوں کے ساتھ بلندی پر مکمل کروں گا، کھل کر بول، کیونکہ تم وہ ہو جس کا دل آسمان کی بادشاہی سے جڑا ہوا ہے، تمہارے تمام بھائیوں سے زیادہ۔"[467]

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی مثالیں ہیں، لیکن وقت کی خاطر، ہم ان سب کو درج نہیں کریں گے۔ ہم اب ثابت کر چکے ہیں کہ مریم مگدلیہ کا حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ خفیہ تعلق تھا اور انہوں نے انہیں بیوی بنا لیا تھا۔ باقی شاگرد ان سے حسد کرتے تھے، اور صلیب کے بعد ان کی غیر موجودگی اس لیے معنی رکھتی ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ چلی گئی تھیں۔ جہاں تک حواریوں کا تعلق ہے تو وہ پہلے ہی کئی بار عیسیٰ (علیہ السلام) کو نیچا دکھا چکے ہیں۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی گرفتاری کے مقام پر کوئی بھی عیسیٰ (علیہ السلام) کے دفاع کے لیے کھڑا نہیں تھا۔

شمعون پطرس (علیہ السلام) کے علاوہ۔ باقی سب بھاگ گئے۔ یہاں تک کہ شمعون پطرس بعد میں تین بار عیسیٰ (علیہ السلام) کو جاننے سے انکار کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ قرآن نے اس حقیقت کو بھی درج کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے حواریوں کا ہمیشہ ایمان نہیں تھا، سورہ آل عمران میں ہے:

پس جب عیسیٰ ؑ نے ان کی طرف سے کفر کو بھانپ لیا تو انہوں نے پکار لگائی کہ کون ہے میرا انصار اللہ کی راہ میں ؟ کہا حواریوں نے کہ ہم ہیں اللہ کے انصار ہم ایمان لائے اللہ پر اور آپ ؑ بھی گواہ رہیے گا کہ ہم اللہ کے فرماں بردار ہیں۔[468]

---

[467] پستس صوفیہ: ایک علمی انجیل، باب ۱۷

[468] قرآن پاک، سورۃ ۳ (آل عمران)، آیت ۵۲

اگرچہ ان کا ایمان ہمیشہ سے نہیں تھا، اور اگرچہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے انہیں بہت ملامت کی، پھر بھی وہ ان سے محبت کرتے تھے اور ان کو ان سے محبت تھی۔ وہ صلیب کے بعد ایمان میں مضبوط ہوئے اور پوری دنیا میں پیغام کو پھیلا دیا۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے ان کی کوتاہیوں سے درگزر فرمایا اور ان میں سے ہر ایک حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے پیغام کے لیے شہید ہوا۔ تاہم، مریم مگدلیہ نے اپنی مصلوبیت کے بعد کی وزارت کے دوران عیسی (علیہ السلام) کا ساتھ دیا۔ انہوں نے تھڈیوس اور ان کے حواری ماری کی آڑ میں ایک ساتھ شام کا سفر کیا جو ایک مرد شاگرد کے بھیس میں تھیں۔ عیسی نے مریم مگدلیہ کو ایک مرد کے طور پر بھیس دیا جو انہوں نے پہلے کہا تھا کہ انہوں نے انہیں مردوں سے مشابہت دی تھی۔ انہوں نے سفر کے دوران ان کی حفاظت کے لیے ایسا کیا بلکہ اس لیے بھی کیا کہ لوگ ان کی باتوں کا احترام کریں، کیونکہ اس زمانے میں زیادہ تر لوگ اس بات پر غور نہیں کرتے تھے کہ عورت کو روحانی علم یا سمجھ ہو سکتی ہے۔ اس کی اور بھی وجوہات ہیں لیکن یہ دو ہیں۔

مریم مگدلیہ صلیب سے پہلے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے ذریعہ حاملہ ہوگئی تھیں۔ وہ تاریخ سے صلیب کے فوراً بعد غائب ہو گئیں تاکہ کسی کو معلوم نہ ہو کہ وہ حاملہ ہیں۔ عراق میں انہوں نے عیسیٰ مسیح کے بیٹے اور جانشین کو جنم دیا، حضرت مانی (علیہ السلام)۔ لکھا ہے کہ مانی عراق میں مریم نامی عورت اور پاتک نامی ایک مرد کے ہاں پیدا ہوئے۔ مریم 'ماری' کی عربی شکل ہے۔

مشرقی عیسائی روایت کے مطابق، تھامس، اڈائی (تھڈیوس) اور ماری نامی تین اہم حواری تھے جنہوں نے حضرت مانی (علیہ السلام) کی دعوت کو پھیلایا۔ درحقیقت مانی کے تین حواریوں کا تذکرہ بہت سی متنوع روایات میں ملتا ہے، جن کی ابتداء مختلف مقامات پر ہوئی ہے۔ یہ تینوں مانی کے ابتدائی شاگردوں کے طور پر پہچانے جاتے ہیں، جنہوں نے ان کا پیغام پوری دنیا میں پھیلایا۔ مانی کے شاگردوں تھامس، اڈائی اور ماری کا سفر انہی علاقوں سے ملتا ہے جو عیسی کے حواریوں تھامس، تھڈیوس اور ماری نے طے کیا تھا۔ لہٰذا یہ بات کافی حد تک واضح ہے کہ تاریخ نے اس حقیقت کو درج کیا ہے کہ مانی واقعتاً حضرت عیسیٰ (علیہ

السلام) کے زمانے سے پہلے کے تصور سے بہت زیادہ قریب رہتے تھے۔ یہ بھی واضح ہے کہ تھڈیوس یا اڈائی اور ماری یا مریم اپنی جوانی سے ہی مانی کے ساتھ تھے۔

جب مانی بارہ سال کے ہوئے تو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے آپ کو اپنے بیٹے پر ظاہر کیا اور بتایا کہ وہ ان کے والد ہیں اور مانی کی تعلیم دینے لگے۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے بھی اپنے آپ کو مانی کی "جڑواں روح'' ظاہر کیا، یا دوسرے لفظوں میں مانی کی شکل یا دوسرے لفظوں میں، مانی حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے مشابہ تھے۔ مانی دراصل وہی تھے جن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ سولی پر چڑھایا گیا تھا۔ وہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے بیٹے کے طور پر دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائے۔ چوبیس سال کی عمر میں، مانی نے اپنے آپ کو عیسی مسیح کا حقیقی رسول ہونے کا اعلان کیا اور آگے بڑھنے اور عیسی کی حقیقی انجیل کی تبلیغ کے لیے اپنا مشن شروع کیا۔ بالآخر، شبیہ عیسی، مانی، کو ایک بار پھر گرفتار کیا گیا اور پہلے سے زیادہ خوفناک انداز میں مصلوب کیا گیا۔ زندہ ان کی کھال اتاری گئی اور ان کو مصلوب کیا گیا، اور پھر ان کی کھال کو بھوسے سے بھر کر شہر کے دروازے پر لٹکا دیا گیا۔

عیسیٰ کے نائبین

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے پہلے نائب شمعون پطرس تھے۔ شمعون پطرس کی شہادت کے وقت تک جھوٹا حواری پال، جس نے عیسائیت کو تباہ کیا، انجیل میں جھوٹ لکھ کر[469] اس کی تعلیمات کو خراب کیا، اور لوگوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حقیقی جانشینوں اور تعلیمات سے دور کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے عربوں کے ساتھ ایک نیا عہد نامہ قائم کیا اور مانی کو اپنا نیا جانشین مقرر کیا۔ ان کی موت کے بعد مانی کے پیروکاروں نے اس مذہب کا نام، جو مانی پھیلا

[469] پال عیسیٰ (علیہ السلام) کے اصل حواریوں میں سے نہیں تھا اور وہ اپنی زندگی میں ایک بار بھی عیسی (علیہ السلام) سے نہیں ملا۔
اس کے باوجود، انجیل کی ۲۷ کتابوں میں سے، ایک درجن سے زیادہ صرف پال نے لکھی تھیں۔

رہے تھے، مانیکیزم رکھا، جس طرح مسیح کے پیروکاروں نے عیسی مسیح کا مذہب عیسایئت، اور زرادشت کے پیروکاروں نے زرادشتیہ کا مذہب کہا۔ جیسا کہ اکثر مذاہب کا معاملہ ہے، اس کے آغاز کے فوراً بعد، ابلیس اور مذہب کے اندر کے منافقین، لوگوں کو حقیقی جانشین سے ہٹانے اور دین کی تعلیمات کو خراب کرنے کا انتظام کرتے ہیں، بالکل اسی طرح جیسے ابوبکر و عمر نے اسلام کے ساتھ چوری کی۔ یہ حقیقی جانشین علی ابن ابی طالب (منہ السلام) کی طرف سے ہے۔ اسی طرح مانیکیزم مذہب کے ساتھ ہوا۔ تاہم مانی اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے حقیقی جانشین اگرچہ مظلوم تھے، لیکن انہوں نے توحید کی حقیقی تعلیمات کو عام کیا۔

عیسائیت پوری رومن سلطنت میں غیر قانونی تھی۔ انہوں نے عیسائیوں کو نہ صرف روم میں بلکہ پوری دنیا میں ستایا۔ تمام حواریوں کو شہید کر دیا گیا، اور ان کے پیروکاروں کو ستایا گیا، قتل کیا گیا، اور تشدد کی گئی۔ یعنی ۳۱۳ عیسوی تک جب رومی شہنشاہ قسطنطین نے عیسائیت کو سلطنت کا سماجی مذہب بنانے کا فیصلہ کیا۔ قسطنطین ایک حقیقی مومن نہیں تھا اور اپنے اختیار کو جائز بنانے کے لیے عیسائیت کے مذہب کو استعمال کرنا چاہتا تھا۔ ۳۲۵ عیسوی میں، اس نے نایئسیہ کی کونسل کا انعقاد کیا جہاں اس نے عیسائیت کو متحد کرنے اور مکاتب فکر میں کسی قسم کے اختلافات کو حل کرنے کی کوشش کی تاکہ وہ مذہب پر مکمل کنٹرول حاصل کر سکے۔

ایریس: مسیح کا نائب

ایریس (علیہ السلام) ایک سیرینائی آدمی تھے جنہوں نے ایک نظریے کی تبلیغ کی جو نائیسیہ کی کونسل میں بحث کا بنیادی موضوع بن گیا۔ انہوں نے سکھایا کہ عیسیٰ (علیہ السلام) خدا کی تخلیق ہیں اور چونکہ عیسیٰ (علیہ السلام) کو باپ نے تخلیق کیا تھا، اس لیے ایک وقت ضرور آیا ہوگا جب عیسیٰ (علیہ السلام) وجود میں نہیں تھے، اس لیے وہ ایک مخلوق ہیں اور خدا کے برابر نہیں ہوسکتے ہیں۔ ایریس کے مخالفین نے یہ استدلال کیا کہ عیسیٰ (علیہ السلام) اور خدا ایک ہی ہیں، اور اس طرح عیسیٰ (علیہ السلام) کو ایک پیغمبر کے درجہ سے خدا کے برابر بنا لیا۔

ایریس (علیہ السلام) نے اسے بہت بڑی بدعت سمجھا۔ ایریس (علیہ السلام) نے صحیفہ سے آیات کا حوالہ دیا جیسے "باپ مجھ سے بڑا ہے"[470] اور "تمام مخلوقات کا پہلوٹھ"[471] یہ ثابت کرنے کے لیے کہ عیسی ایک تخلیق کردہ مخلوق ہیں نہ کہ قادر مطلق خدا۔ ایریس (علیہ السلام) نے یقین کیا اور سکھایا کہ خدا حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) سے بڑا ہے، اور یہ کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) خدا کے ماتحت تھے، نہ کہ اس کے ساتھ برابر اور نہ ہی ابدی۔ ایریس (علیہ السلام) ایک سچے توحید پرست تھے اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے حقیقی نائبین میں سے تھے۔

نائیسیہ کی مجلس کے دوران ایک زبردست بحث ہوئی اور شہنشاہ قسطنطین ان لوگوں کے ساتھ کھڑا ہوا جو ایریس (علیہ السلام) کے خلاف تھے۔ اس نے ایریس اور اس کے پیروکاروں کے خلاف درج ذیل فیصلہ جاری کیا:

اس کے علاوہ اگر ایریس کی لکھی ہوئی کوئی تحریر مل جائے تو اسے آگ کے شعلوں کے حوالے کر دیا جائے تاکہ نہ صرف اس کی تعلیم کی شرارتیں مٹ جائیں بلکہ کسی کو اس کی یاد دلانے کے لیے بھی کچھ نہ رہے۔ اور میں اس کے ذریعہ ایک عوامی حکم دیتا ہوں، کہ اگر کسی کو پتہ چل جائے کہ وہ ایریس کی تحریر کردہ الفاظ کو چھپا رہا ہے، اور اگر اسے فوراً آگے نہ لایا جائے اور اسے آگ سے تباہ نہ کر دیا جائے تو اس کی سزا موت ہوگی۔ جیسے ہی وہ اس جرم میں پائے جاتے ہیں، اسے سزائے موت کے لیے پیش کیا جائے گا۔[472]

ایریس (علیہ السلام) کو جلاوطن کر دیا گیا اور رومیوں نے ان کی تمام تحریروں کو جلا دیا۔ آخرکار اسے زہر دے کر قتل کر دیا گیا۔

---

[470] مقدس انجیل، یوحنا کی کتاب، باب ۱۴، آیت ۲۸

[471] مقدس انجیل، کولسیوں کی کتاب، باب ۱، آیت ۱۵

[472] Tried by Fire: The Story of Christianity's First Thousand Years, Bennett, p. 126

سچے پوپ بمقابلہ جھوٹے پوپ

عیسائیت کی حقیقی شکل جو موجود ہے وہ کیتھولک ہے۔ کیتھولسزم عیسائیت کی پہلی اور سب سے اصل شکل تھی جو سماجی طور پر قائم ہوئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عیسائیت کی دوسری شکلیں، جو بعد میں تبلیغ کی گئی، کہتی ہیں کہ کوئی بھی صحیفے کو سمجھ سکتا ہے اور اس کی تشریح کر سکتا ہے، اور اس نے بدعنوانی، تحریفات، اور عیسائیت کی بہت سی شکلوں اور فرقوں کو جنم دیا ہے۔ پروٹسٹنٹ عیسائیت کا خیال ہے کہ ایک عیسائی کی تمام ضروریات انجیل میں مل سکتی ہیں۔ یہ وہی نظریہ ہے جو عمر ابن الخطاب کا تھا، جس نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بستر مرگ پر یہ بات رد کیا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے نائبوں کا نام لیں، اور اس کے بجائے کہا تھا کہ "ہمارے لیے اللہ کی کتاب ہی کافی ہے۔"[473]

اس طرح سنی اسلام کو جنم دیا گیا۔ کیتھولک عیسائیت ایک معصوم رہنما یا نائب کے تصور پر یقین رکھتی ہے، جیسا کہ شیعہ اسلام میں، جسے شمعون پطرس کی طرح آسمانوں اور زمین کی کنجیاں دی گئی تھیں، اور صحیفہ کی تشریح اور قوانین اور حکمرانی قائم کرنے کا اختیار دیا گیا۔

کیتھولک اور شیعہ مذہب کی دونوں ریاستوں کی طرف سے منظور شدہ شکلوں کے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ دونوں مذاہب میں دخل اندازی ہو گئی ہے اور انہوں نے ایسے نائبین مقرر کر لیے ہیں جو معصوم نہیں ہیں اور خدا کی طرف سے نہیں بلکہ خود شیطان کی طرف سے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے دیکھا، کیتھولک چرچ نے ایریس (علیہ السلام) کی تردید کی اور اس کے بجائے جھوٹے پوپ مقرر کیے جو بدعتوں کی تعلیم دیتے تھے۔ اس طرح شیعہ اداروں نے ان کی امامت کے لیے جھوٹے مرجع اور امام جیسے خمینی اور سیستانی کو مقرر کیا اور ان کے شرعی عقائد کو متعارف کرایا۔

---

[473] ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بستر مرگ پر تھے اور گھر میں کچھ لوگ تھے جن میں عمر بن خطاب بھی تھا تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "آؤ میں تمہارے لیے ایک بیان لکھوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔" عمر نے کہا کہ "رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سخت بیمار ہیں اور آپ کے پاس قرآن ہے۔ تو ہمارے لیے اللہ کی کتاب ہی کافی ہے۔" گھر میں موجود لوگ جھگڑنے لگے۔ بعض نے کہا کہ قریب جاؤ تاکہ نبی تمہارے لیے کوئی ایسی بات لکھیں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو، جب کہ بعض نے کہا جیسا کہ عمر نے کہا، جب انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے شور مچایا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "جاؤ یہاں سے!" عبید اللہ نے کہا: "ابن عباس کہتے تھے کہ یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ان کے اختلاف اور شور و غل کی وجہ سے ان کے لیے یہ قول لکھنے سے روک دیا گیا تھا۔" صحیح البخاری، البخاری، مریضوں کی کتاب، حدیث نمبر ۵۶۶۹

تقلید (علماء کی تقلید) اور ولایت فقیہ (علماء کی حکمرانی)[474] اس طرح اکثر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ شیعہ اسلام کے اندر نفاق واضح ہے۔ وہ اضافی اماموں کے تقرر اور انہیں مطلق دینی اور دنیاوی اختیار دینے سے قاصر ہیں، لیکن وہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وصیت کا انکار کرتے ہیں اور مہدی کے اقتدار کا انکار کرتے ہیں، یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ بارہ اماموں (علیہم السلام) کے بعد کوئی امام نہیں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اور مانی (علیہ السلام) کے نائبین کا سلسلہ ایریس (علیہ السلام) تک اور ایریس (علیہ السلام) سے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور مہدی (علیہ السلام) تک چلا۔ عیسیٰ مسیح کے حقیقی نائب اور حقیقی پوپ، پوشیدہ پوپ، احمد الحسن (منہ السلام) ہیں۔ ان کی پیروی کرنے والے نوجوان پوپ ان کے جانشین اور نائب، ابا الصادق عبداللہ ہاشم (منہ السلام) ہیں جو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے بیٹے مانی (علیہ السلام) کے اوتار ہیں، جن کے نام کا ذکر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وصیت میں کیا گیا ہے، آپ کے جانشینوں میں سے ایک۔

[474] Islamic Government: Governance of the Jurist (Velayat-e Faqeeh) , Ruhollah Khomeini

بتیسواں باب

دجال اور بافومت

"کوئی نبی نہیں بھیجا گیا مگر اس نے اپنے پیروکاروں کو اس ایک آنکھ والے دجال کی تنبیہ دی۔"[475]

[475] الدجال یا المسیح الدجال ایک عربی اصطلاح ہے جس سے مراد ایک جھوٹے مسیحا، یا دجال کا ہے جو آخری زمانے میں آئے گا۔ اس کا لغوی معنی ہے دھوکہ دینے والا

ریاستہائے متحدہ امریکہ، بہت سے لوگوں کے لیے، دنیا کی سب سے بڑی فوجی، اقتصادی، سماجی اور ثقافتی سپر پاور ہے۔ لیکن کتنے لوگ واقعی اس کی اصلیت اور خدا کے منصوبے میں اس کے کردار کو جانتے ہیں؟ امیر المومنین امام علی (علیہ السلام) فرماتے ہیں:

"اور امریک (امریکہ) کی سرزمین مکمل طور پر کشمکش میں پڑ جائے گی، اس کے بعد کہ ان پر نعمتیں اور عزتیں نازل ہوئیں اور دنیا نے انہیں اپنے فضل کی ندیاں عطا کیں۔ ابلیس (شیطان) اس کے شہروں اور گلیوں میں آرام سے رہتا ہے، اس نے اسے تقسیم کر کے اس کی عزت کو پامال کیا ہے۔ اور ان میں ابلیس کا دین ظاہر ہوتا ہے۔ ہوس، تکبر اور مادی زندگی کی سراب کی پیاس اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔ پس وہ کثرت میں غرق ہو جاتے ہیں اور اپنے علم پر فخر کرتے ہیں۔ ایک ظالم بادشاہ کے تحت ان کے معاملات طے پا چکے ہیں۔"[476]

ریاستہائے متحدہ امریکہ ایک ایسا ملک ہے جس کی بنیاد فری میسنز نے رکھی تھی۔[477] بانیوں نے امریکی آئین کی بنیاد رومن ریپبلک کے قوانین پر رکھی اور انہیں بہتر بنانے کی کوشش کی۔ بانیوں نے اپنا نام رومن شخصیات کے نام پر رکھا، جارج واشنگٹن نے اپنے آپ کو کیٹو کہا، جب کہ جان ایڈمز اور تھامس جیفرسن نے خود کو سیسرو کہا، اور الیگزینڈر ہیملٹن نے خود کو سیزر کہا۔ امریکی حکومت قدیم رومن حکومت کی نقل کرنے کے لیے قائم کی گئی ہے جس کی انتظامی، عدالتی اور قانون ساز شاخیں ہیں۔ کیپیٹل، وائٹ ہاؤس، سپریم کورٹ اور دیگر سرکاری عمارتوں کا فن تعمیر رومن فن تعمیر پر مبنی تھا۔ یہاں تک کہ رومن ایگل جمہوریہ کی عظیم مہر اور نشان بن گیا۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ کو رومن سلطنت کی پنر جنم کے طور پر ڈیزائن کیا گیا تھا۔[478]

تحریری انسانی تاریخ کے آغاز سے، قدیم تہذیبوں نے ایک قومی خدا لیا ہے۔ قومی خدا ایک محافظ ہوگا جس کا کردار اس سے سرشار لوگوں کی حفاظت کرنا تھا۔ مثال کے طور پر، قدیم مصریوں نے اوسیرس اور حورس کو لیا، جبکہ فونیشی بعل کی پوجا کرتے

---

[476] امام علی نے آخر وقت کے بارے میں کیا کہا، السید علی عاشور، ص. ٣٨٦

[477] The Secret Founding of America , Nicholas Hagger

[478] First Principles: What America's Founders Learned from the Greeks and Romans and How That Shaped Our Country , Thomas E. Ricks

تھے۔ بابل کے لوگ مردوک کی پوجا کرتے تھے، جبکہ ٹروجن اپولو کی پوجا کرتے تھے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے بانیوں نے بھی امریکہ کے لئے ایک قومی خدا لیا ہے۔

اس وجہ سے، "خدا پر ہم بھروسہ کرتے ہیں" کا بیان تمام امریکی کرنسیوں پر لکھا گیا ہے (تصویر ۱)۔

تصویر ۱: "خدا پر ہم بھروسہ کرتے ہیں"

اس معاملے کے لیے زیادہ تر امریکی اور غیر امریکی فرض کرتے ہیں کہ یہاں جس خدا کا حوالہ دیا جا رہا ہے وہ یا تو سب کا خدا ہے یا مسیحی خدا، عیسی مسیح (علیہ السلام)۔ لیکن امریکہ کے فری میسن بانی جس خدا کی پرستش کرتے تھے وہ ایک آنکھ والا خدا تھا، ابلیس۔

اگر آپ ریاستہائے متحدہ کی عظیم مہر کو لیں تو، آپ کو ایک طرف، رومن ایمپائر کی سماجی زبان، لاطینی میں

Annuit Coeptis اور Novus Ordo Seclorum.

Annuit Coeptis کا ترجمہ ہے "پرووِیڈنس نے ہمارے کاموں کی حمایت کی ہے۔" اور Novus Ordo Seclorum کا ترجمہ ہے "زمانے کا نیا نظام پیدا ہوا ہے" ۔ پرووِیڈنس کا مطلب خدا ہے۔ لہٰذا، جو مہر بیان کرتی ہے وہ یہ ہے کہ "خدا کی آنکھ زمانوں کے لیے ایک نیا عالمی نظام قائم کرنے کے لیے ہمارے کاموں کی حمایت کرتی ہے۔" اگر آپ اس مہر میں چھ نکاتی ستارہ کھینچتے ہیں، تو آپ دیکھیں گے کہ ستارے کا ہر نقطہ ایک ایسے خط کی طرف اشارہ کرتا ہے جو ایک ساتھ لفظ "میسن" کا ہجے کرتا ہے (تصویر ۲)

تصویر ۲: چھ نوکی صورت پر 'میسن' (MASON) کے ہجے اور سب دیکھنے والی آنکھ

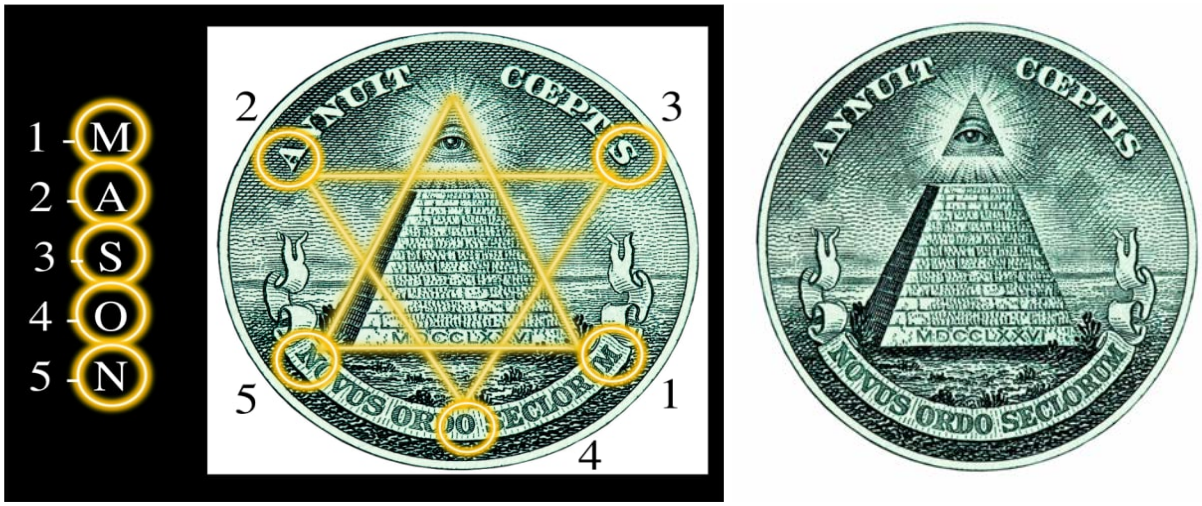

لیبرٹی کا مجسمہ

مجسمہ آزادی (لیبرٹی کا مجسمہ) فری میسنز کا بنایا ہوا مجسمہ ہے اور یہ لوسیفر، روشنی بردار، یا ابلیس کی علامت ہے۔ یہ سورج دیوتا اپالو کی طرح نظر آنے کے لیے ڈیزائن کیا گیا ہے جو کہ اس کے مطابق دنیا کی "روشنی" ہے۔

رومن اپالو ایک رومن خدا تھا جس کا یونانی ہم عصر ہیلیوس تھا (تصویر ۳)۔

تصویر ۳: اپالو اپنے رتھ میں

اپالو اور ہیلیوس کو بعض اوقات آنکھ کے طور پر پیش کیا جاتا تھا۔ جیسا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں، اپولو واضح طور پر بصیر آنکھ سے منسلک ہے (تصویر ۴)۔

تصویر ۴: فری میسن کے مندر میں اپالو

ہم نے یہ بھی دیکھا کہ مجسمہ آزادی واضح طور پر اپالو کی تصویر ہے (تصویر۵):

تصویر ۵: اپالو کا مجسمہ اور لیبرٹی کا مجسمہ

ایک دن میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے کہا، "انجیل میں دجال کو اپولیون اور آبادون کہا گیا ہے۔ 'اُن پر جہشہ کا فرشتہ بادشاہ تھا، جس کا نام عبرانی میں آبادون اور یونانی میں آپولیون (یعنی تباہ کن) ہے۔"[479]

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔" میں نے کہا، "یونانی زبان میں آپولیون کا نام خدا آپالو ہے، صحیح؟ یہ وہی ہے جو جانا جاتا ہے، اور خدا اپالو مکمل طور پر مجسمہ آزادی سے مشابہت رکھتا ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، یہ وہی ہے جو تم نے کہا ہے۔"

دجال ایک ریاست ہے، ایک فرد نہیں

حضرت دانیال (علیہ السلام) نے عہد نامہ قدیم میں دجال سے خبردار کیا تھا۔ ان کے پاس ایک رویا آیا جس میں انہوں نے آنے والی چار سلطنتیں دیکھی تھیں۔ دانیال (علیہ السلام) نے فرمایا: "اس کے بعد میں نے رات کو اپنی رویا میں دیکھا تو وہاں میرے سامنے ایک چوتھا حیوان تھا جو خوفناک تھا اور بہت طاقتور تھا۔ اس کے بڑے لوہے کے دانت تھے۔ اس نے اپنے شکاروں کو کچل کر کھا لیا اور جو کچھ بچا تھا اسے پاؤں تلے روند دیا۔ یہ پہلے کے تمام جانوروں سے مختلف تھا اور اس کے دس سینگ تھے۔"[480]

انہوں نے یہ بھی کہا: "اس نے مجھے یہ وضاحت دی: 'چوتھا حیوان ایک چوتھی بادشاہی ہے جو زمین پر ظاہر ہوگی۔ یہ دوسری تمام سلطنتوں سے مختلف ہوگی اور پوری زمین کو کھا جائے گی، اسے روند کر کچل دے گی۔''[481]

---

[479] مقدس انجیل، مکاشفہ کی کتاب، باب ۹، آیت ۱۱

[480] مقدس انجیل، دانیال کی کتاب، باب ۷، آیت ۷

[481] مقدس انجیل، دانیال کی کتاب، باب ۷، آیت ۲۳

یہ آہنی درندہ جو زمین کی تمام اقوام کو روندتا ہے وہ امریکی ہیں جو اتنے کم وقت میں دنیا پر غلبہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ۔ وہ ریاست امریکہ ہے۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "دجال صنم کے پہاڑ پر آتا ہے اور لوگوں پر جادو کرتا ہے اور اپنے ساتھ آگ کا پہاڑ اور رزق کا پہاڑ لاتا ہے۔" امریکہ عراق میں کویت سے کوہ صنم کی سمت سے داخل ہوا جو صفوان میں موجود ہے۔ ری کا پہاڑ وہ فوجی مشین ہے جو امریکہ کے پاس ہے، اور رزق کا پہاڑ اس کی بڑی معیشت ہے۔ امریکہ دجال ہے کیونکہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ عیسی مسیح کی نمائندگی کرتا ہے حالانکہ اس کے نظریات، اعمال، مقاصد اور ثقافت سب کچھ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے مخالف اور ہر اس تعلیمکے خلاف ہے جو انہوں نے سکھائی۔

ایک دن میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے کہا کہ "کیا دجال انسان بھی ہے یا صرف امریکہ ہے؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "دجال امریکہ ہے، لیکن امریکہ کو افراد چلا رہے ہیں۔ جب ہم امریکہ کہتے ہیں تو ہم زمین کی بات نہیں کر رہے ہیں بلکہ ہم ان پالیسیوں اور اس کو چلانے والوں کی بات کر رہے ہیں۔"
یہ واضح ہے کہ جب امام (منہ السلام) امریکہ کے دجال ہونے کی بات کر رہے ہیں تو وہ امریکی عوام یا امریکی سرزمین کی بات نہیں کر رہے ہیں بلکہ وہ سایہ دار حکومت یعنی ایلومیناتی کی بات کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ابلیس کی پرستش کرتے ہیں اور اسے خدا مانتے ہیں نہ کہ عام امریکی آبادی۔

ایلومیناتی

میں نے کہا، "ایڈم وآئسہاوپٹ، جس نے ۱۷۷٦ میں ایلومیناتی کی بنیاد رکھی، میں نے پڑھا تھا کہ یہ وہی تھا جس نے اصل میں جارج واشنگٹن کی شخصیت کو لیا تھا۔ وآئسہاوپٹ اسی سال جرمنی سے غائب ہو گیا جب امریکہ کی بنیاد رکھی گئی تھی۔
وآئسہاوپٹ ایک جرمن لفظ ہے جس کا مطلب 'سفید سر' ہے۔ اس وجہ سے ریاست ہائے متحدہ نے عقاب (جس کا سر سفید

ہوتا ہے) کو اس کی علامت کے طور پر لیا، اور وہ کہتے ہیں کہ یہ دراصل امریکی ڈالر پر ایڈم وآئسہاوپٹ کا چہرہ ہے۔ کیا وآئسہاوپٹ کا امریکہ کی تشکیل سے کوئی تعلق تھا؟"[482]

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بلاشبہ میرے بیٹے، یہ سچ ہے، وہ ابلیس کے بازوؤں میں سے ہے (اس پر خدا کی لعنت ہو)۔ "

میں نے کہا، "تو وہ پہلے امریکی صدر تھے، اور انہوں نے اپنا نام بدل کر جارج واشنگٹن رکھ لیا۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔ "

تصویر ٦: ایڈم وائسہاؤپٹ جارج واشنگٹن ہے۔

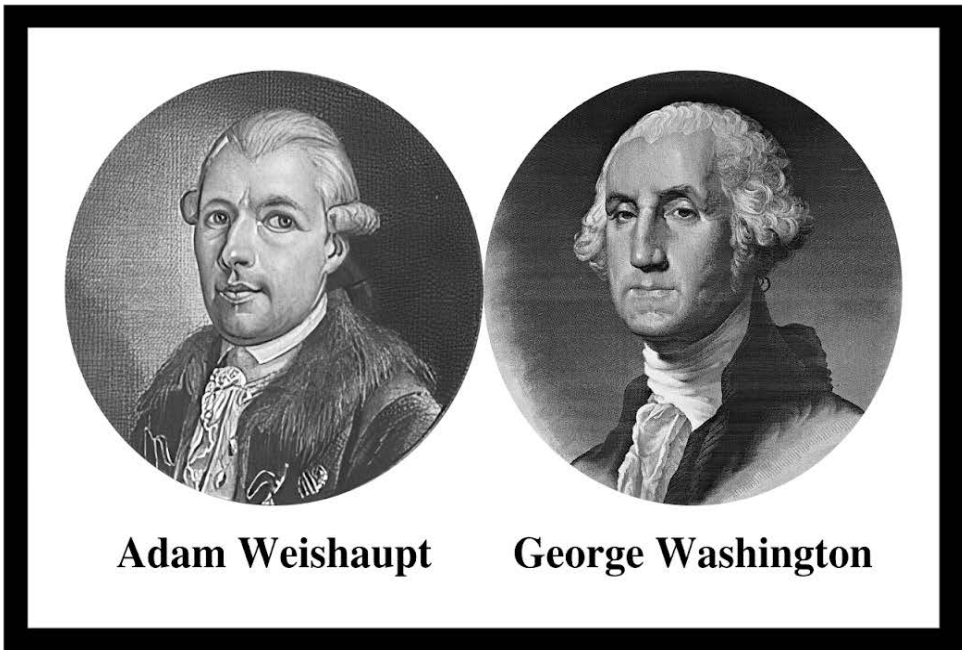

[482] Two Letters from Adam Weishaupt, Founder of the Order of the Illuminati (1776) , published in: German History Intersections https://www.germanhistory-intersections.org/en/knowledge-and-education/ghis:document-190

ایک آنکھ

ریاست ہائے متحدہ امریکہ نے خود کو ایک آنکھ سے جوڑ دیا ہے۔ ڈالر سے لے کر برانڈ کے لوگو، میگزین کے سرورق سے لے کر ٹیلی ویژن پروگرامنگ تک، ہر جگہ دیکھنے والی آنکھ ہر امریکی چیز میں پائی جاتی ہے۔

امریکی فنکار اور اشتہارات ہمیشہ آنکھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ۲۰۰۸ میں، میں نے سیریز، 'دی ارائیولز' پر کام کیا، جس نے دنیا کو طوفان سے دوچار کیا۔[483]

اس نے دنیا بھر میں لاکھوں لوگوں کے ذہنوں کو موہ لیا کیونکہ اس نے انہیں اس حقیقت سے بیدار کیا کہ دجال یہاں ہے۔ میں یہاں مشہور شخصیات، میگزین کے سرورق اور اشتہارات کی کچھ مثالیں پیش کروں گا جو ایک آنکھ کا اشارہ کرتے ہیں۔

[483] ارآنولز سیریز دجال، امام مہدی، اور مسیح کی دوسری آمد کے حوالے سے عالمی مذاہب میں ہونے والے انکشافات کو تلاش کرتی ہے۔ ہاشم فلمز (عبداللہ ہاشم) سے متاثر ایک کام اور یقیناً قرآن مجید، مقدس انجیل اور تورات کے الفاظ۔ دی آرائیولز نوریگا اور اکرنار کی مشترکہ پروڈکشن ہے۔

تصویر ۷: مشہور شخصیات ایک آنکھ کا اشارہ دیتے ہوئے

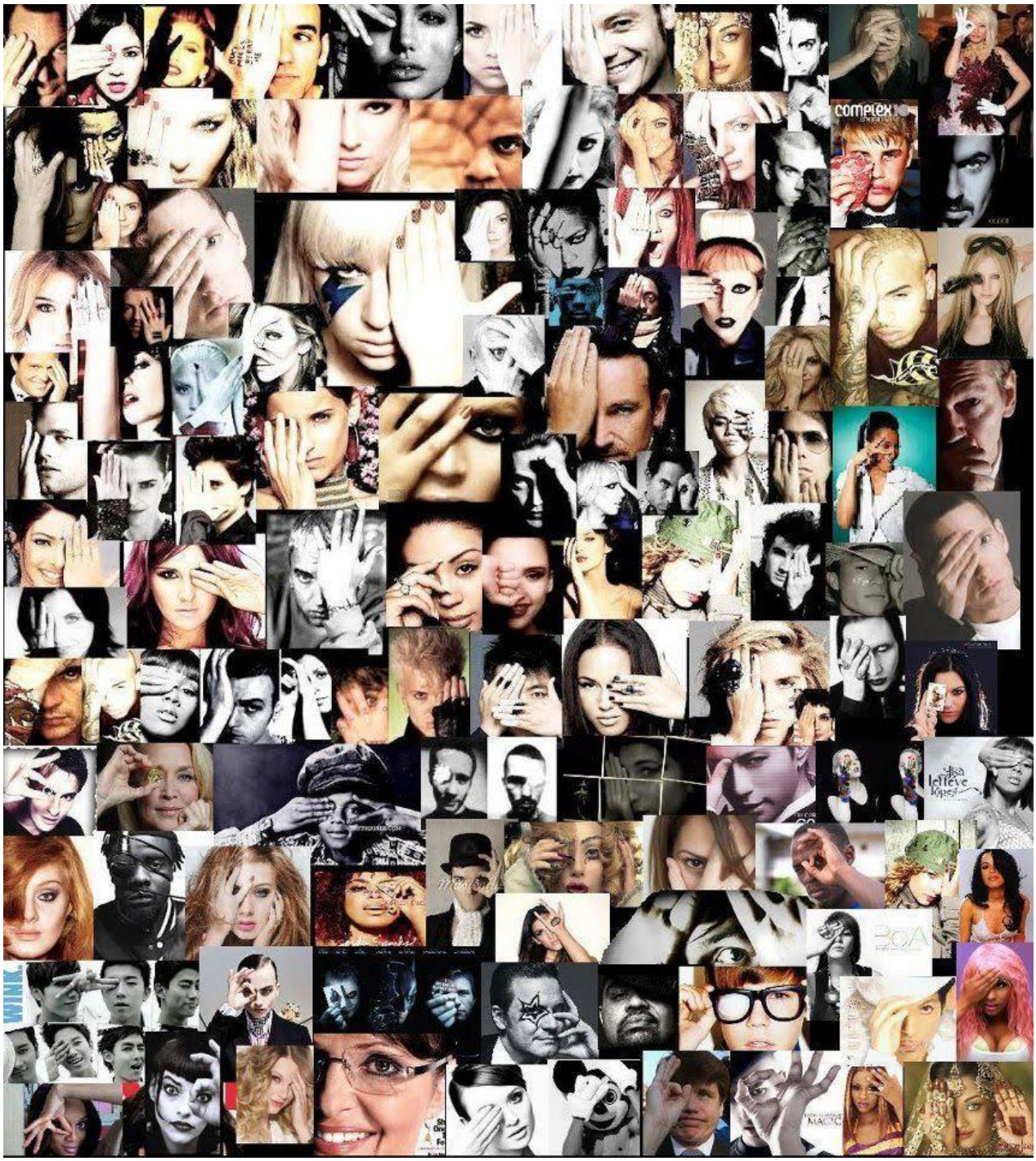

تصویر 8: فلمیں 'The One Eye' کا اشارہ دیتی ہیں

تصویر ۹: رسالے ایک آنکھ کا اشارہ دیتے ہوئے

تصویر ۱۰: عیسی اور 'ایک آنکھ'

یہ ناممکن ہے کہ ان تمام مشہور شخصیات، رسالوں، فلموں اور فوٹوگرافروں میں اتفاق سے ایک آنکھ کی علامت شامل ہو۔ درحقیقت، امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا ہے: "اتفاق نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی ہے۔" ایک آنکھ کی علامت کا دوبارہ ہونا ایک بڑی سازش کا ثبوت ہے جس کی طاقت اور اثر امریکی معاشرے کے تمام پہلوؤں پر ہے۔ یہ ایک راز کا ثبوت ہے۔ وہ معاشرہ جو ایک آنکھ والے نجات دہندہ کی پرستش کرتا ہے، عیسیٰ مسیح کی نہیں، بلکہ دجال کی۔ وہ ایک آنکھ کی علامت کو اپنے خدا کی عبادت کے طور پر رکھتے ہیں جس طرح مسلمان اللہ کا نام بلند کرتے ہیں یا عیسائی صلیب پہنتے ہیں۔

برائی اور دماغ پر قابو پانا

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا، "تم نے جو 'دی ارائیولز' کا سلسلہ بنایا وہ بہت ہی عظیم سلسلہ تھا۔ میرے بیٹے، مختصراً، تمام جھوٹ کو بے نقاب کرو اور منصفانہ اور سچا ہو۔ صرف سیستانی کو بے نقاب کرنے پر توجہ نہ دو، ہر ایک پر توجہ دو۔ وہ تمام لوگ جو اپنے آپ کو مرجع کہتے ہیں، ان میں سے اکثر جھوٹے ہیں، شیرازی، سیستانی، بشیر النجفی پاکستانی، اپنے آپ کو الحکیم کہنے والے، اور ان کے علاوہ ان خونخواروں ملیشیا کو بے نقاب کرو۔ ہر وہ چیز جو بری ہے۔ "

امام (منہ السلام) ہر دوسرے مذہبی اور غیر مذہبی جھنڈے تلے برائی اور فساد کو بے نقاب کرنے کی بات کرتے رہے: "عیسائیوں اور یہودیوں، سکھوں، ہندوؤں، یزیدیوں، جھوٹے ملحدوں، سب کو بے نقاب کرو۔ حکومتوں، مذہب کے سوداگروں کو بے نقاب کرو جو عوام کے ذہنوں سے کھیلتے ہیں اور انہیں دھوکہ دیتے ہیں۔ بے نقاب کرنا کہ وہ کس طرح مذہب کے نام پر لوگوں سے ناجائز طریقے سے پیسے لیتے ہیں، خمس (پانچواں حصے کا مذہبی ٹیکس) اور اس کا جھوٹ۔ بہت جھوٹ ہے۔ جہاں تک امریکہ کا تعلق ہے، میں تمہیں کچھ بتاؤں گا، امریکہ (اس کی طاقت کا ڈھانچہ اور نظام) کے بارے میں جو بھی کوئی تصور کر سکتا ہے وہ سچ ہے، کیونکہ امریکہ خالص برائی ہے، وہ ملعون، کافر مجرم، جابر، گندے اور غلیظ ہیں۔

یروشلم کے معاملے میں عربوں اور یہودیوں اور سازشوں کو بے نقاب کرو۔ اس بارے میں بات کرنا کہ جب مصر نے فلسطین کو آزاد کرنا چاہا تو عراق نے کیسے دھوکہ دیا۔ آل سعود، قطر اور بحرین کے ناپاک خاندان اور ان سازشوں کو بے نقاب کرو جن میں انہوں نے مسلمانوں اور عربوں کے خلاف چھپے اور کھلے حصہ لیا۔ ہر چیز کو بے نقاب کر کے اپنی آگ میں جلا دو، میرے بیٹے، کچھ بھی نہ چھوڑنا۔"

میں نے کہا، "میرے پاس دماغ پر قابو پانے کے پروگراموں کے بارے میں ایک بہت ہی طاقتور دستاویزی فلم ہے جو امریکی حکومت نے انسانوں کو کنٹرول کرنے کے لیے کی تھی، اور میرے پاس متاثرین اور شیطانی رسومات کی بہت سی گواہی کی ویڈیوز ہیں جو وہ انجام دیں گے۔ میرے پاس حکومت کے اندر اعلیٰ عہدوں پر شیطان پرستوں کے بارے میں کئی دستاویزی فلمیں بھی ہیں۔ وہ انسانی لاشوں کی عصمت دری اور ان کے ٹکڑے کرنے اور بچوں کا خون پینے اور دیگر پریشان کن امور میں حصہ لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے بچ جانے والے متاثرین میں سے ایک کی اندام نہانی پر شیطان کا چہرہ بھی تراش لیا، اس کا نام کیتھی اوبرائن ہے۔[484] یہاں تک کہ بل کلنٹن کی ایسی ویڈیوز بھی موجود ہیں جن میں وہ تسلیم کرتا ہے کہ دماغ پر قابو پایا جاتا ہے۔پروگرام اور تجربات جو ہوئے، نیز ایف بی آئی کے سینئر عملے کے داخلے کہ درحقیقت حکومت کی اعلیٰ سطحوں میں شیطانی فرقہ موجود ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں بیٹا، خدا ان پر لعنت کرے۔"

میں نے کہا، "میرے والد، کیا آپ نے بل کلنٹن کا کلپ دیکھا؟ اس کے دماغ پر قبضہ ہے، ہے نا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، یہ صحیح ہے۔" میں نے کہا، کیا عرب دنیا میں بھی ایسا ہی ہے؟ (کہ تمام عرب سربراہانِ مملکت ذہن کے کنٹرول میں ہیں)۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "عرب دنیا میں دماغ پر قابو پانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ایجنٹ اور غدار ہیں اور مفت میں بکنے والے ہیں۔"

[484] Trance Formation of America, Cathy O'Brien

میں نے کہا، "میرے والد، مصری اداکارہ اعتماد خورشید جس کی شادی مصری انٹیلی جنس کے سابق چیف آفیسر صلاح نصر سے ہوئی تھی، نے ایک کتاب لکھی[485] کہ کس طرح زیادہ تر عرب اداکاراؤں کا دماغ کنٹرول میں ہے اور انہیں جاسوسی اور شاہی خاندانوں کے لیے جنسی غلاموں کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ خدا ان پر لعنت کرے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، یہ صحیح ہے۔"

میں نے کہا، "یہ بہت اہم موضوع ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: ہاں بیٹا ایسا ہی ہے۔"

میں نے کہا، "میرے والد، یہ کیسے ہوتا ہے؟ کیا یہ اذیت یا جادو کے ذریعے کیا جاتا ہے یا کیسے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں بیٹا، وہ ان کو نامناسب حالات میں فلماتے ہیں اور بلیک میل کرتے ہیں اور پیسے کے ذریعے رشوت بھی دیتے ہیں۔ اور ان کی خدمات کے عوض حکومتوں سے وہ اپنے اور اپنے خاندان کے لیے جو چاہتے ہیں حاصل کر لیتے ہیں اور ان کے معاملات میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ لہذا، وہ وقار حاصل کرتے ہیں، لیکن یہ جھوٹی وقار ہے۔"میں نے کہا، "لیکن یہ امریکی قسم کے دماغی کنٹرول سے مختلف ہے جس میں شکار کو معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کنٹرول کیا جا رہا ہے اور یہاں تک کہ ان کی یادیں بھی مٹ جاتی ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: ہاں، یہ الگ بات ہے۔"

یوروپی آرگنائزیشن فار نیوکلیئر ریسرچ (CERN)

CERN جوہری تحقیق کی یورپی تنظیم ہے اور دنیا کی سب سے بڑی پارٹیکل فزکس لیبارٹری چلاتی ہے۔ یہ لارج ہاڈرن کولائڈر کی جگہ ہے۔ اس کا بیان کردہ مقصد ہماری کائنات کی ابتداء کے جوابات تلاش کرنا ہے، ہگز بوسن پارٹیکل اور فیلڈ کی تلاش میں، یا جسے مقبول طور پر 'خدا کا ذرہ' کہا جاتا ہے۔ ۲۰۰۴ میں، CERN نے 'ایک غیر معمولی نشان' کی نقاب کشائی کی، جو بھگوان شیو کی

[485] A Witness to the Deviations of Salah Nasr, Etemad Khorshid

مورتی تھی۔[486] ۲۰۱۶ میں، گوتھارڈ سرنگ کی افتتاحی تقریب عجیب و غریب رسومات سے بھری ہوئی تھی، اور بہت سے لوگوں کو یہ سوچ کر چھوڑ دیا تھا کہ اس کا سائنس سے کیا تعلق ہے؟[487]

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا، "کیا آپ نے افتتاحی تقریب دیکھی؟ کئی ممالک کے سربراہان نے شرکت کی۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں، کیا ہوا؟" میں نے کہا، " افتتاحی تقریب بہت شیطانی تھی اور اس میں لوگوں کو غلام بنائے جانے اور شیطانوں کے لیے پورٹل کھولنے کی تصویریں تھیں۔ "

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یقیناً ایسا ہوا کیونکہ ان کا رب وہاں ہے۔"

میں نے کہا، "CERN کا مقصد کیا ہے؟ کیا شیطانوں یا مخلوقات کے لیے کوئی خاص پورٹل کھولنا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اس جگہ کا مقصد ان کی کچھ علامتوں کو اس جگہ منتقل کرنا اور نئے افق کو وسیع کرنا اور اپنے شیطانی مذہب کو وسعت دینا ہے۔ میں تمہیں ایک مثال دیتا ہوں، انہوں نے CERN کو اسی طرح کھولا جس طرح کوئی نئی مسجد یا عبادت گاہ کھولتا ہے۔" میں نے کہا، "لیکن کیا یہ واقعی ایٹموں اور ذرات کے متعلق سائنسی تحقیق کے لیے استعمال ہوتا ہے یا کسی اور چیز کے لیے؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "ہاں، ظاہری طور پر وہ جگہ ایٹامک پلانٹ یا اس کے مشابہ ہے لیکن حقیقت میں وہ اس کے علاوہ نئی مخلوقات کی قسموں سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، جو وہ پہلے نہیں جانتے تھے اور جو وہ جانتے ہیں کہ ان سے زیادہ طاقتور ہیں۔"

میں نے کہا، "ایکسٹراٹرسٹریل یا ماورائے جہتی ہستیاں جیسے جن؟"

---

[486] Lord Shiva Statue Unveiled, CERN Bulletin Issue 27/2004, https://cds.cern.ch/record/745737?ln=en

[487] Switzerland Tunnel: The Oddest Moments of the Opening Ceremony, BBC, June 1, 2016

https://www.bbc.com/news/in-pictures-36428799

امام (منہ السلام) نے فرمایا، "غیر ارضی۔ امریکہ، خدا کی لعنت ہو، ایسے حالات تک پہنچ چکا ہے کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔ اس نے تمام حدیں پار کر دی ہیں۔" میں نے کہا، "یہ مخلوق جن سے وہ بات چیت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، کیا وہ برے ہیں؟ وہ ان سے کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ علم؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بلاشبہ یہ بدکار، غلیظ اور شیطانی ہیں۔" میں نے کہا، "لیکن وہ یاجوج ماجوج نہیں ہیں، صحیح؟ کیونکہ اسکل اینڈ بونز میں جارج بش سینئر کا نام ماجوج ہے۔"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "اسے اس نام پر فخر ہے۔" میں نے امام کو جارج بش سینئر کی آنکھوں کی شکل بدلنے کی مشہور ویڈیو دکھائی اور میں نے کہا، "اس ویڈیو میں جارج بش کی آنکھیں سانپ یا بلی کی آنکھوں میں بدل رہی ہیں۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس پر کوئی جن ہے یا وہ شکل بدلنے والا ایکسٹراٹرسٹریل ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، وہ قبضے میں ہے۔" میں نے کہا، "تقریباً تمام امریکی صدور خون سے جڑے ہوئے ہیں اور ان سب کا تعلق ایڈم وآئسہاؤپٹ کے ساتھ ساتھ کچھ یورپی بادشاہی سے بھی ہے۔"

امام (منہ السلام) نے کہا، "ایکسٹراٹرسٹریل ان کو اپنے سیارے سے کنٹرول کرتے ہیں۔ وہ قسم جو انہیں کنٹرول کرتی ہے اسے شفر کہتے ہیں۔"

میں نے کہا، "وہ کیسے لگتے ہیں، میرے والد؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا، "وہ اس طرح نظر آتے ہیں (تصویر ۱۱)۔ اس کی آنکھوں کو دیکھو کہ جب وہ کیسے بش کی آنکھوں سے ملتی ہیں جب وہ بدل گئی تھیں۔"

تصویر ۱۱: شفر کی تشبیہ

میں نے کہا، "جی، بالکل۔ میں اس سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ وہ انتہائی غلیظ نظر آتا ہے، یہ کس سیارے کی مخلوق ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کیا تم ایوڈن کے معنی جانتے ہو؟ سیارے کا نام ایوڈن ہے۔ "

میں نے کہا، "تو، وہ اسے قابو میں رکھتے ہوئے اس پر قبضہ کر لیتے ہیں؟"

امام نے فرمایا: "نہیں، یہ دور سے کنٹرول ہوتا ہے، ریموٹ کنٹرول۔"

میں نے کہا، "خدا کی قسم ! تو، یہ عروج اور جنگ ایک کائناتی جنگ ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔"

بافومت: مخالف محمد

میں نے کہا، "میں آپ سے ایک اہم سوال پوچھنا چاہتا ہوں، میرے والد۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔" میں نے کہا، " وہ ہمیشہ بافومت کی پوجا کرتے ہیں۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ لفظ کی ابتداء 'محومیت' سے ہوئی ہے، جس طرح فرانسیسی محمد کا تلفظ کرتے ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بدقسمتی سے۔" میں نے کہا، "تو کیا یہ محمد ہے؟ اور یہ دیکھیں میرے والد، کس طرح جارج واشنگٹن کا مجسمہ بافومت کی طرح بیٹھا ہے۔"

تصویر ۱۲: بافومت اور جارج واشنگٹن کا مجسمہ

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، یہ وہی صورت ہے۔" میں نے امام (منہ السلام) سے پوچھا، "کیا ایلومیناتی محمد کی عبادت کر رہے ہیں کیونکہ وہ انہیں شیطان سمجھتے ہیں یا کیا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں بیٹا، یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا مخالف پیدا کر رہے ہیں۔"

میں نے کہا، "خدا ان پر لعنت کرے۔ تو، وہ جانتے ہیں کہ آپ سچ ہیں، اور وہ آپ سے لڑتے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، وہ اسے اپنی جانوں سے زیادہ جانتے ہیں۔" میں نے کہا، "یہ کہانی ہے جو میں نے پڑھی ہے کہ جدید شیطانیت کا باپ، الیسٹر کرولی، جارج بش سینئر کی بیوی باربرا بش کا (حیاتیاتی) باپ ہے۔ ایک مضمون تھا جس میں دعویٰ کیا گیا تھا کہ اس جادوگر کے پاس باربرا بش (پولین پیرس)[488] کی والدہ کے ساتھ جنسی تعلق تھے۔ میں آپ سے اس معاملے کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا، کیا یہ سچ ہے؟ مشابہت غیر معمولی ہے۔"

تصویر ۱۳: باربرا بش اور الیسٹر کرولی

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، یہ سچی کہانی ہے۔" میں نے کہا، "واہ! اللہ اکبر۔ کیا وہ اپنے کسی اوتار میں ابلیس تھا یا کیا حقیقت ہے؟ اس شخص کی حقیقت کیا ہے جس کی بہت سارے امریکی فنکار تعریف کر رہے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ ملعون ابلیس کا سب سے بڑا مددگار ہے۔"

[488] اس کہانی کا اصل ماخذ الیسٹر کرولی کی اپنی ڈائری اور ان کی ابتدائی رسومات کی تفصیل تھی جو پیرس، فرانس میں فرینک اور نیلی اوہارا کے گھر میں ہوئی تھی، جن سے باربرا بش کی والدہ اس کی امریکی دوست پولین پیئرس نے ملاقات کی تھی۔ پولین نے اپنے سفر کے آٹھ ماہ بعد باربرا کو جنم دیا (۸ جون ۱۹۲۵)۔

میں نے کہا، "اس پر خدا کی لعنت ہو۔ کیا وہ شرشران جیسا شیطان ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، اس کا نام سفولاق ہے۔" میں نے کہا، "میرے والد، ایک عورت ہے جو ایک گڑیا کو لیتی ہے اور دیوار پر خون، منی اور کتے کا دودھ چھڑکتی ہے اور اسے آرٹ کہتی ہے۔ اس کا نام مارینا ابراموویچ[489] ہے۔ وہ بہت مشہور ہے اور مشہور فنکاروں اور میزبان پارٹیوں سے ملاقاتیں کرتی ہے جنہیں وہ 'اسپرٹ کوکنک' کہتے ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ عبادات جو وہ انجام دیتی ہے، وہ شیاطین اور انسانوں کے درمیان جنسی ملاپ کی رسومات ہیں۔" میں نے کہا، "اللہ اکبر! آپ کا مطلب یہ ہے کہ مرد کے جسم میں بدروحیں آتی ہیں اور پھر وہ عورت سے ہمبستری کرتا ہے اور اس کے برعکس؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بالکل، یہ دونوں۔" میں نے کہا، "اور عورتوں اور بچوں کے سر کٹوا کر گڑیا رکھنے کی ان رسومات کے پیچھے کیا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، یہ شیطانی رسومات ہیں، ان کا مقصد ابلیس سے قربت اور اس سے شفاعت اور نفاذ ہے۔"

میں نے کہا، "تو یہ ماورائے دنیا جو ان لوگوں کو کنٹرول کر رہے ہیں، کیا ابلیس کی بھی عبادت کر رہے ہیں؟ ابلیس ایک سرے سے کام کرتا ہے اور دوسرے سے وہ؟ شریر ماورائے دنیا کا مقصد سیارے کو کنٹرول کرنا ہے، صحیح بات ہے؟ تو کیا ان کا اور ابلیس کا ایک ہی مقصد ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بیٹا، ان میں فرق ہے لیکن ان کا ہدف ایک ہے۔"

---

[489] Benjamin Lee, Marina Abramović Mention in Podesta Emails Sparks Accusations of Satanism, The Guardian, November 4, 2016

https://amp.theguardian.com/artanddesign/2016/nov/04/marina-abramovic-podesta-clinton-emails-satanism-accusations

سب سے پہلے امریکہ

میں نے کہا، "میرے والد، مومن بھائیوں نے امریکی حکومت میں ایک سابق فوجی افسر کا انٹرویو فلمایا اور اس نے داعش کے بارے میں بتایا کہ اسے امریکہ اور اسرائیل نے کیسے بنایا۔ "[490]

امام (منہ السلام) نے فرمایا: ہاں۔"

میں نے کہا، "میرے والد، کیا ۹۱۱ اندرونی کام تھا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، اسرائیل اور امریکہ ہی نے ایسا کیا ہے۔ اور انہوں نے ایسا کیوں کیا؟"

میں نے کہا، "امام مہدی (علیہ السلام) سے لڑنے کے لیے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، اور مال و دولت اور خزانے کے لیے بھی جو ان ممالک میں موجود ہیں اور ان ممالک کے لوگوں سے انتقام لینے کے لیے، کیونکہ وہ ان کے دشمن ہیں۔"

میں نے کہا، "امریکہ کو اپنے مفادات کے علاوہ کسی چیز کی پرواہ نہیں ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "امریکہ کو اپنے سوا کسی کی پرواہ نہیں ہے۔ یہ یورپی یونین کو کمزور کرنے کے لیے بریگزٹ کے لیے بھی ذمہ دار ہے اور یہ وہی ہے جس نے پناہ گزینوں کا بحران پیدا کیا تاکہ یورپی یونین کو تباہ کیا جا سکے، جسے وہ اپنے مدمقابل کے طور پر دیکھتے ہیں۔ "

شیطان کا نظریہ

شیطان کا نظریہ، جسے مرنا ضروری ہے، 'پہلے میں' ہا نظریہ ہے۔ خود غرضی، I، انا اور اس کی ضروریات پر توجہ مرکوز کرنا، کسی اور کی پرواہ نہیں بلکہ اپنی ذات کی پرواہ کرنا۔ یہ ابلیس کا نظریہ ہے، اور امریکہ میں اسے کئی طریقوں سے دیکھا جاتا ہے۔ امریکہ میں ہر

[490] جویل ایم. سکاؤزن ایک امریکی قدامت پسند سیاسی مبصر اور غیر افسانوی بقا کے مصنف ہیں جنہوں نے ویتنام کے دور میں USMC فائٹر پائلٹ کے طور پر خدمات انجام دیں۔

چیز خود اور انفرادیت کو اجاگر کرنے اور سب سے بڑھ کر اپنے مفادات کو تلاش کرنے پر مرکوز ہے۔ 'پہلے میں' وہ نظریہ ہے جو امریکی مالیاتی نظام، کیپٹلزم میں دیکھا جا سکتا ہے، جہاں ایک فرد اپنی مرضی کے مطابق زیادہ سے زیادہ پیسہ کمانے کے لیے آزاد ہے، چاہے ہر کوئی اس کی وجہ سے مقدمہ چلا جائے۔ جبکہ بظاہر یہ منصفانہ لگتا ہے اور انصاف اور آزاد، ابلیس نے صرف ان نظریات کو فروغ دیا ہے کیونکہ اس میں انسانیت کی تباہی ہے۔ جب لوگ اپنے مفادات کے بارے میں بہت زیادہ فکر مند ہوں، تو وہ انسانیت کی عظیم تر بھلائی کے لیے کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے، اور وہ کبھی بھی خدا کی طرح نہیں ہو سکتے۔ انفرادیت اور خود پسندی تفریق پیدا کرتی ہے اور تفرقہ اچھی چیز نہیں ہے کیونکہ یہ اتحاد کے مخالف ہے۔ شیطان یہ یقینی بنانا چاہتا ہے کہ انسانیت کبھی متحد نہ ہو۔ آئیے ہم جائزہ لیتے ہیں کہ امریکی طریقے کے کچھ کارنامے کیا ہیں۔

دنیا بھر میں دولت کا تفاوت

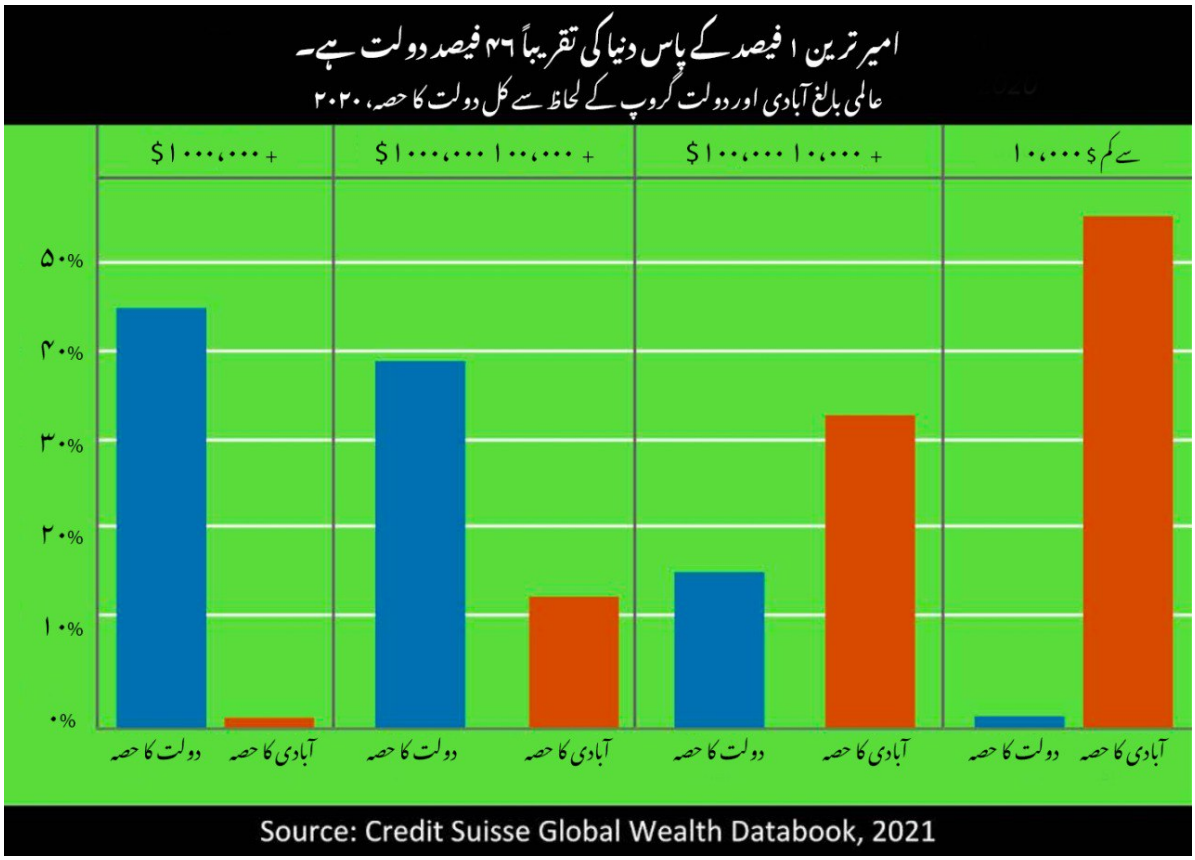

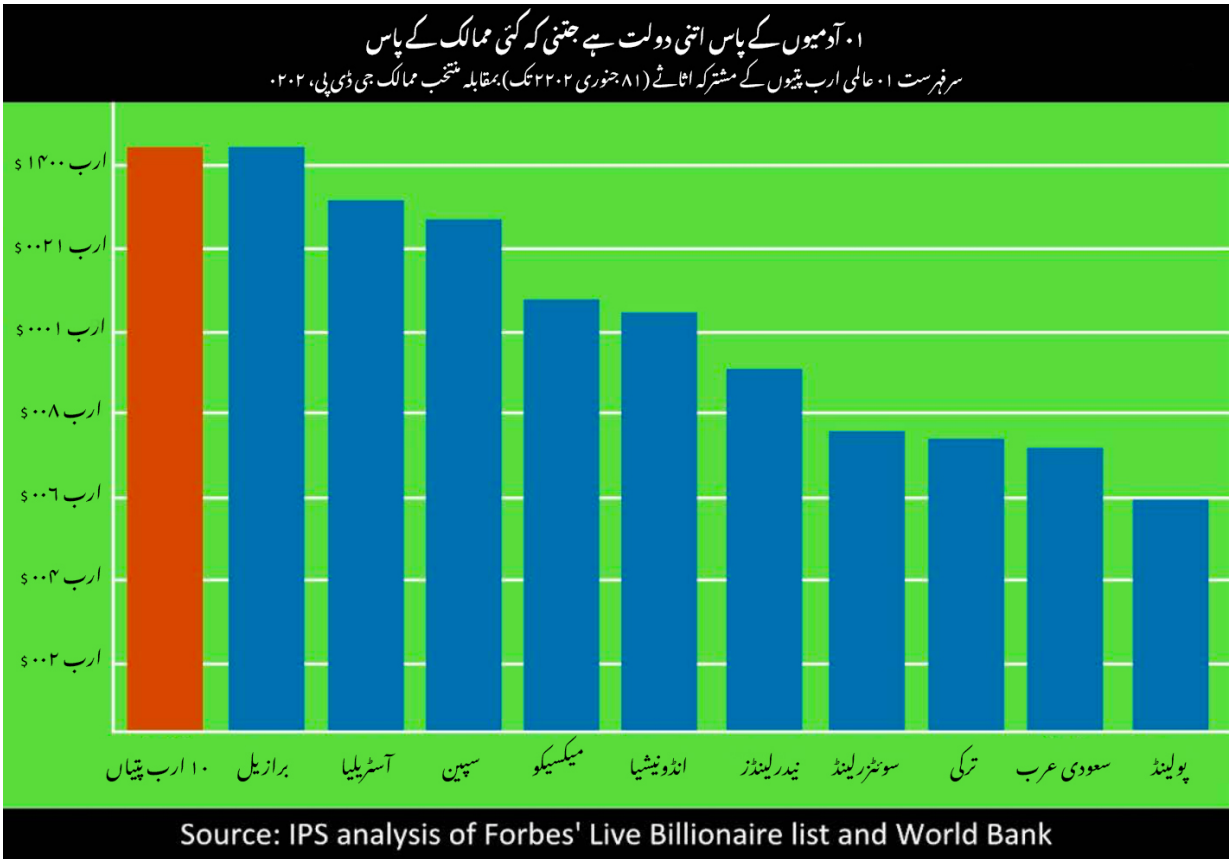
۱۰ آدمیوں کے پاس اتنی دولت ہے جتنی کہ کئی ممالک کے پاس
سرفہرست ۱۰ عالمی ارب پتیوں کے مشترکہ اثاثے (۸۱ جنوری ۲۲۰۲ تک) بمقابلہ منتخب ممالک جی ڈی پی، ۲۰۲۰
ارب ۱۴۰۰ $
ارب ۱۰۲۱ $
ارب ۱۰۰۱ $
ارب ۸۰۰ $
ارب ۶۰۰ $
ارب ۴۰۰ $
ارب ۲۰۰ $
۱۰ ارب پتیاں
برازیل
آسٹریلیا
سپین
میکسیکو
انڈونیشیا
نیدرلینڈز
سوئٹزرلینڈ
ترکی
سعودی عرب
پولینڈ
Source: IPS analysis of Forbes' Live Billionaire list and World Bank

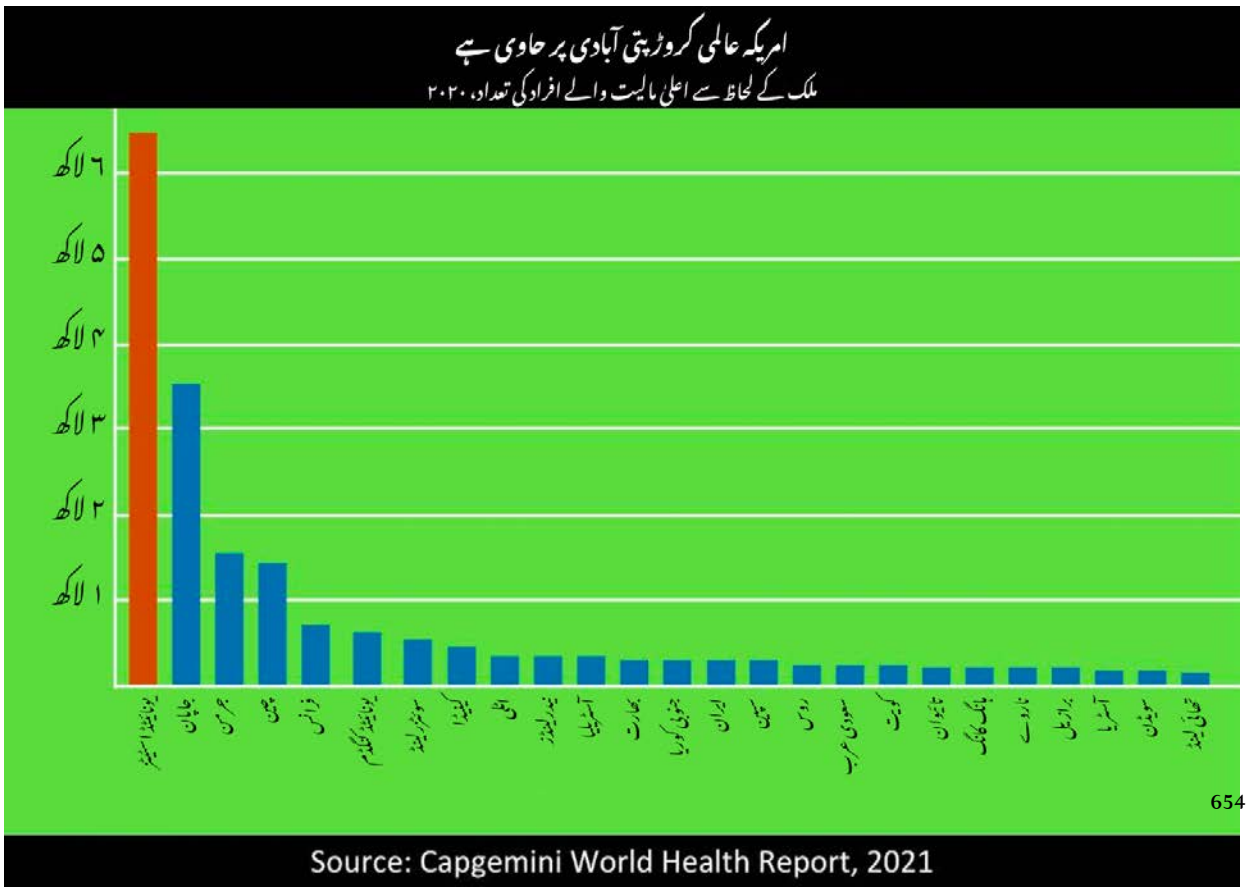
امریکہ عالمی کروڑپتی آبادی پر حاوی ہے
ملک کے لحاظ سے اعلیٰ مالیت والے افراد کی تعداد، ۲۰۲۰
۶ لاکھ
۵ لاکھ
۴ لاکھ
۳ لاکھ
۲ لاکھ
۱ لاکھ
یونائیٹڈ اسٹیٹس
جاپان
جرمنی
چین
فرانس
یونائیٹڈ کنگڈم
سوئٹزرلینڈ
کینیڈا
اٹلی
نیدرلینڈز
آسٹریلیا
بھارت
جنوبی کوریا
ایران
سنگاپور
روس
سعودی عرب
کویت
تائیوان
ہانگ کانگ
ناروے
برازیل
آسٹریا
سویڈن
متحدہ عرب امارات
Source: Capgemini World Health Report, 2021

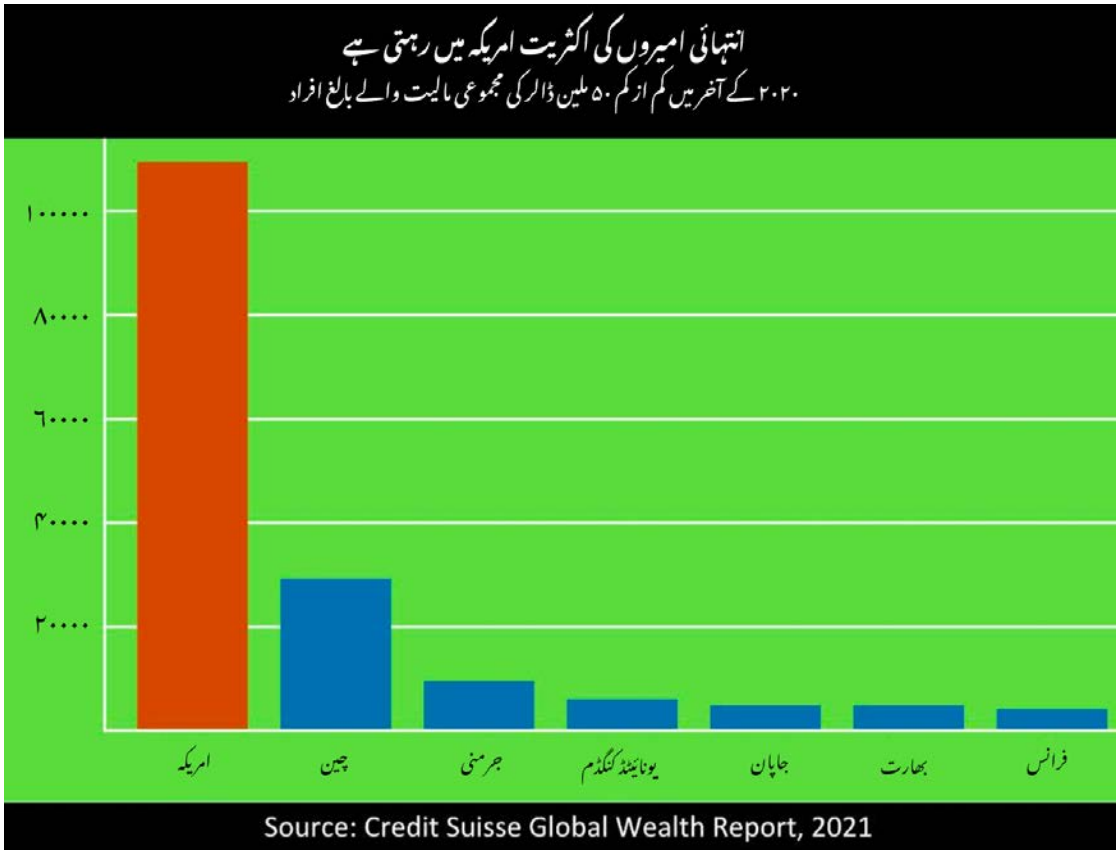
انتہائی امیروں کی اکثریت امریکہ میں رہتی ہے
۲۰۲۰ کے آخر میں کم از کم ۵۰ ملین ڈالر کی مجموعی مالیت والے بالغ افراد
۱۰۰۰۰۰
۸۰۰۰۰
۶۰۰۰۰
۴۰۰۰۰
۲۰۰۰۰
امریکہ
چین
جرمنی
یونائیٹڈ کنگڈم
جاپان
بھارت
فرانس
Source: Credit Suisse Global Wealth Report, 2021

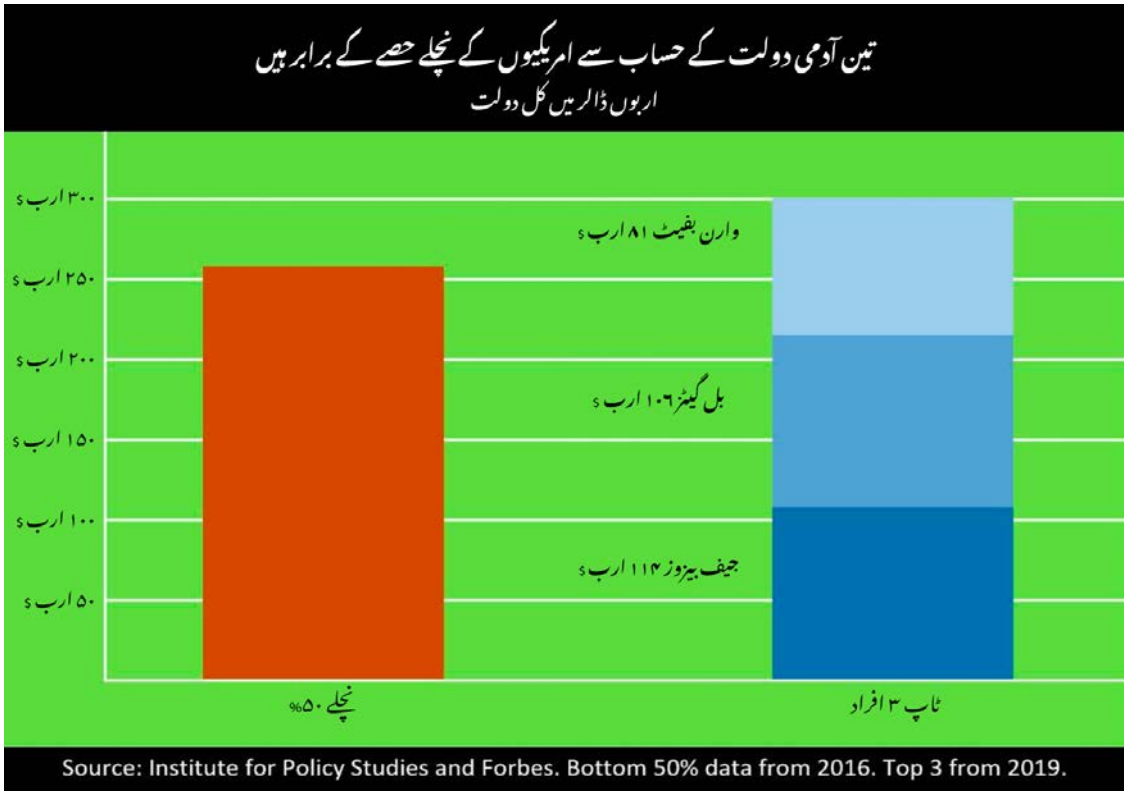
تین آدمی دولت کے حساب سے امریکیوں کے نچلے حصے کے برابر ہیں
اربوں ڈالر میں کل دولت
۳۰۰ ارب $
۲۵۰ ارب $
۲۰۰ ارب $
۱۵۰ ارب $
۱۰۰ ارب $
۵۰ ارب $
وارن بفیٹ ۸۱ ارب $
بل گیٹز ۱۰۶ ارب $
جیف بیزوز ۱۱۴ ارب $
نچلے ۵۰%
ٹاپ ۳ افراد
Source: Institute for Policy Studies and Forbes. Bottom 50% data from 2016. Top 3 from 2019.

اس دوران اقوام متحدہ کے مطابق ہر روز ۲۵،۰۰۰ افراد غذائی قلت سے مرتے ہیں جن میں سے ۱۰،۰۰۰ بچے ہیں۔[491] ایک اندازے کے مطابق دنیا بھر میں ۸۵۴ ملین افراد غذائی قلت کا شکار ہیں اور خوراک کی اونچی قیمتیں مزید ۱۰۰ ملین کو غربت اور بھوک کی طرف لے جاتی ہیں۔ ۱.۲ بلین لوگوں کو انتہائی غریب سمجھا جاتا ہے اور خوراک کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کا انتہائی خطرہ ہے۔ کیا یہ مجرمانہ فعل نہیں ہے کہ کسی شخص کی جان بچا سکے اور پھر بھی ایسا نہ کرے اور اس کے بجائے اسے مرتے ہوئے دیکھے؟ اگر کوئی شخص سڑک پر چل رہا ہو اور اس نے کسی بچے کو سڑک کے کنارے مرتے ہوئے دیکھا کیونکہ اس کے پاس کھانا اور پانی نہیں تھا اور وہ اسے مرنے کے لیے چھوڑ کر چلا جائے تو کیا اس کے خلاف کارروائی نہیں کی جائے گی؟ یہاں کیا فرق ہے؟

وہ نظام جو تین افراد کو آبادی کے ۵۰ فیصد جتنی دولت کے مالک ہونے کی اجازت دیتا ہے وہ ایک اچھا نظام یا خدائی نظام یا ایسا نظام کیسے ہو سکتا ہے جسے حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) منظور کرتے ہوں؟ درحقیقت، نظام تمام مسیحی نظریات اور ان تمام چیزوں کے برعکس ہے جو اچھی ہے۔

اقوام متحدہ کے مطابق، دنیا بھر میں ۲ بلین لوگ یا آبادی کا ایک تہائی حصہ چھوٹے کسانوں اور ان کے خاندانوں پر مشتمل ہے اور چھوٹے ہولڈر کسانوں اور بے زمین کسانوں کی اکثریت یومیہ ۲ ڈالر سے بھی کم پر گزارہ کرتی ہے۔ وارن بوفٹ، بل گیٹس اور جیف بیزوس ۷۵ دنوں کے لیے ۲ ڈالر یومیہ میں دنیا کے ایک تہائی کو کھانا کھلا سکتے ہیں۔ یعنی ۱،۸۷۵،۰۰۰ جانیں (۲۵،۰۰۰ جانیں فی دن) جو ان ۷۵ دنوں میں بچ جائیں گی۔ تاہم، وہ اس رقم کو اپنے بینکوں میں رکھنے کا انتخاب کرتے ہیں۔

سرفہرست دس ارب پتی جن کی مجموعی دولت ۱،۵۰۰ بلین ڈالر ہے وہ ۳۷۵ دنوں تک کرہ ارض کے ایک تہائی حصے کو ۲ ڈالر یومیہ میں کھا سکتے ہیں۔ اس سے اس مدت کے دوران ۹،۳۷۵،۰۰۰ جانیں بچ سکتی ہیں۔

[491] John Holmes, Losing 25,000 to Hunger Every Day, The UN Chronicle, https://www.un.org/en/chronicle/article/losing-25000-hunger-every-day

ایسی جانیں جو کام کر سکتی تھیں اور دنیا کو ایک بہتر، زیادہ پائیدار جگہ بنانے میں تعاون کر سکتی تھیں۔ لیکن، ڈالر ابلیس کے نظریے کی پیروی کرنے والی دنیا میں جانوں سے زیادہ قیمتی ہیں۔ ایک ایسا نظریہ جو اپنے مفادات کو انسانیت کے مفادات پر مقدم رکھتا ہے۔ دس کروڑ لوگوں کو ہرگز دس کروڑ رہنے کی بجائے اسراف سے جینا چاہیے !

خوراک کے عالمی نقصانات اور کارپوریٹ فضلہ

کارپوریٹ لالچ دنیا میں بہت زیادہ خوراک کے ضیاع کا ذمہ دار ہے۔ یہ سوچنا کہ اگر دنیا کے وہ دس ارب پتی، خدا کے خاطر صرف ان دس افراد نے ایک پیسہ بھی نہ دیا، تب بھی کرہ ارض پر اتنی خوراک موجود ہوتی کہ کسی ایک شخص کو بھوک سے مرنے سے بچایا جا سکتا تھا، یہ ایک دل توڑنے والی بات ہے۔ لیکن یہ کھانا کہاں ہے اور کہاں جاتا ہے؟ سپر مارکیٹیں اور کاروبار غریبوں کو دینے کے بجائے اپنی خوراک کو ختم کرنے اور ختم ہونے کے قریب آنے پر اسے پھینک دینے کا انتخاب کرتے ہیں کیونکہ وہ اسے اپنے ٹیکسوں پر لکھنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ اسے غریب لوگوں کو دے دیتے ہیں تو وہ اسے واپس نہیں کر پائیں گے اور اس کی قیمت انہیں زیادہ پڑے گی۔ تو منافع کھونے کے بجائے ارب پتی جو ان کے مالک ہیں، سپر مارکیٹ اور فوڈ چین سے کھانا پھینکنے کا فیصلہ کرتے ہیں اور بھوک سے مرنے والوں کو بھوکے مرنے دیتے ہیں۔ کیا یہ ایک اچھے خدا کے آئیڈیل ہیں یا مسیحی اقدار پر بنی قوم؟ اگر آج حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) زندہ ہوتے تو کیا وہ اس مکروہ فعل کو منظور کرتے؟ وہ قوم جس کا خدا پیسہ ہے اور جو غریبوں کو دیکھتی بھی نہیں ہے اور پھر بھی عیسیٰ مسیح (علیہ السلام) کی نمائندگی کرنے کا دعویٰ کرتی ہے وہ دجال کے سوا کچھ نہیں ہے۔

جنگیں اور مزید جنگیں

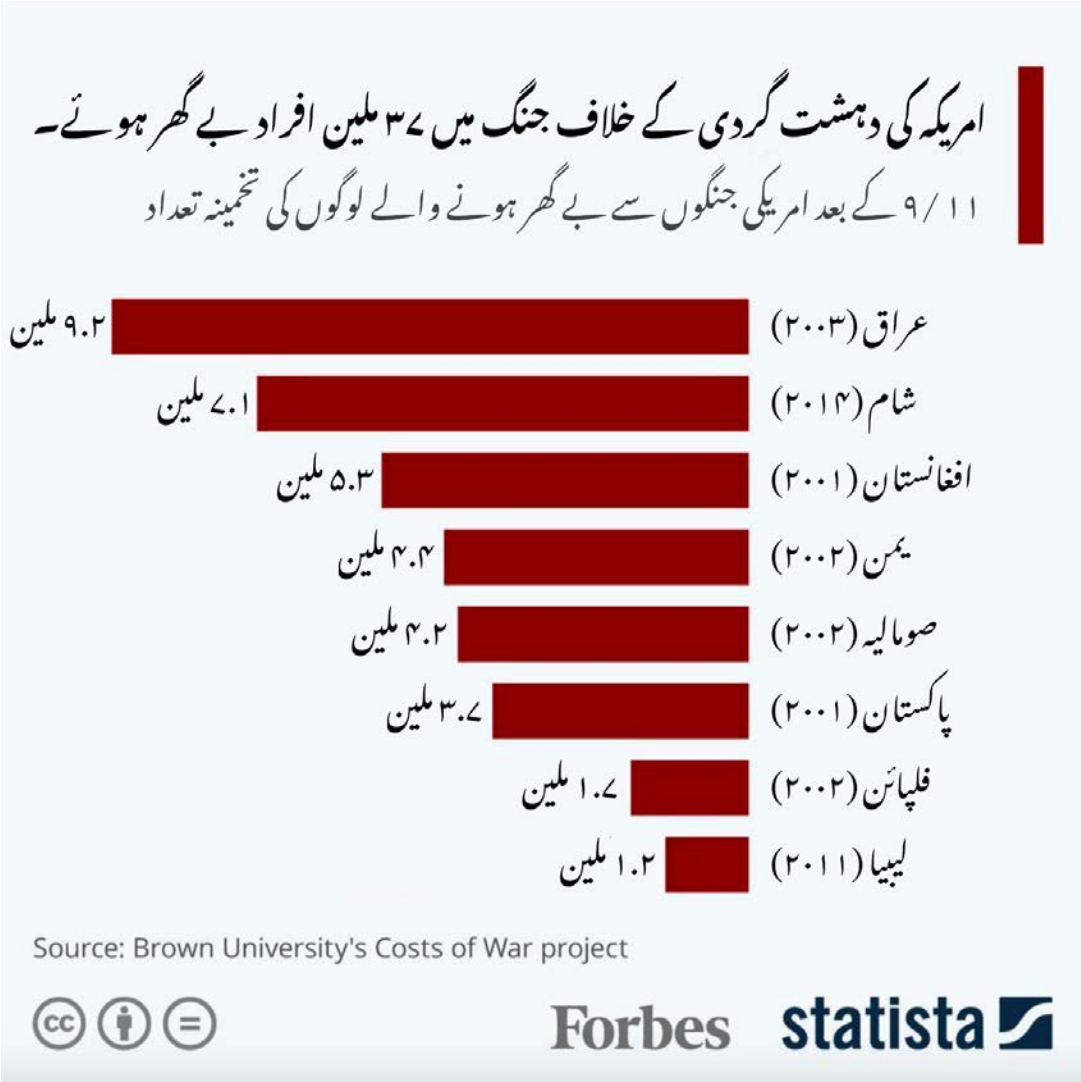

ہر سال دنیا میں فہرست کے سب سے اوپر دس ملٹیری پر خرچ کرنے والے اپنی فوجوں اور ہتھیاروں پر تقریباً ۱،۵۰۰ بلین ڈالر خرچ کرتے ہیں جو بدلے میں دنیا بھر کے اربوں غریب لوگوں کی زندگیوں کو تباہ کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

اگر دنیا ایک سال تک امن اور ہم آہنگی سے رہتی اور اس رقم کو ہتھیاروں اور فوجیوں پر خرچ کرنے کے بجائے غریبوں کو کھانا کھلانے پر خرچ کرتی تو ہم ایک بار پھر ہر ایک بھوکے کو کھانا کھلا سکتے تھے اور تقریباً ایک کروڑ جانیں بچا سکتے تھے۔ لیکن ابلیس کی ریاست اور شیطان کا نظریہ انسانیت کے لیے موت کو زندگی پر ترجیح دیتا ہے۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی جان اس لیے دی کہ لوگ زندہ رہیں، اور جو ملک عیسیٰ کے نظریات کی نمائندگی کا دعویٰ کرتا ہے وہ ہر اس چیز کے برعکس کرتا ہے جو عیسیٰ نے تبلیغ کی تھی بہت بڑا المیہ یہ بھی ہے کہ تمام کلیسیاؤں اور تمام مذاہب کے غیر کام کرنے والے علماء خاموش ہیں۔

انسانیت کے لیے حل

ایک خاص حکمران نے ان سے پوچھا، "اچھے استاد، ابدی زندگی کا وارث ہونے کے لیے مجھے کیا کرنا چاہیے؟" "تم مجھے اچھا کیوں کہتے ہو؟'' عیسیٰ نے جواب دیا۔ "کوئی بھی اچھا نہیں ہے سوائے اللہ کے۔ آپ احکام کو جانتے ہیں: 'تم زنا نہ کرو، قتل نہ کرو، چوری نہ کرو، جھوٹی گواہی نہ دو، اپنے باپ اور ماں کی عزت کرو۔'

"یہ سب میں نے بچپن سے ہی رکھا ہے،" اس نے کہا۔ جب عیسی نے یہ سنا تو انہوں نے کہا، "تم میں ابھی بھی ایک چیز کی کمی ہے۔ اپنے پاس جو کچھ ہے بیچ ڈالو اور غریبوں کو دے دو تو جنت میں تمہیں خزانہ ملے گا۔ پھر آؤ، میرے پیچھے چلو۔" یہ سن کر وہ بہت غمگین ہوا، کیونکہ وہ بہت مالدار تھا۔ عیسی نے اُس کی طرف دیکھا اور کہا، "امیر کا خُدا کی بادشاہی میں داخل ہونا کتنا مشکل ہے! درحقیقت، اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے گزرنا کسی دولت مند کے لیے خدا کی بادشاہی میں داخل ہونے سے آسان ہے۔"[492]

ہم جانتے ہیں کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گزرنا ناممکن ہے، اس لیے امیر آدمی کا جنت میں جانا ناممکن ہے اور اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ امیر آدمی عیسیٰ (علیہ السلام) کا پیرو نہیں ہو سکتا۔ ایسا کیوں ہے؟ امام علی (منہ السلام) نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ غریبوں کی روزی امیروں کے مال میں ہے۔ جب بھی کوئی غریب بھوکا ہوتا ہے تو یہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ امیر آدمی نے اس کے حصے سے لطف اٹھایا ہے۔ اور اللہ ان سے اس بارے میں سوال کرے گا۔"[493]

قرآن پاک میں ارشاد ہے: "اور ان کے مال میں سائل اور مسکینوں کے لیے ایک جائز حصہ تھا''۔[494]

---

[492] مقدس انجیل، لوقا کی کتاب، باب ۱۸، آیات ۱۸-۲۵

[493] میزان الحکمۃ (حکمت کا پیمانہ)، محمد الریشہری، جلد ۔ ۳، ص۔ ۲۳۰۸

[494] قرآن مجید، سورہ ۵۱ (الذاریات)، آیت ۱۹

تب یہ واضح ہے کہ خدا ہمیں صرف وہی دیتا ہے جس کی ہمیں ضرورت ہے۔ جب بھی ہم اپنی ضرورتوں سے بڑھ کر برقرار رہتے ہیں، یہ دراصل کسی اور کا رزق ہوتا ہے۔ غربت اس لیے ہے کہ امیر غریبوں کا رزق چوری کر رہے ہیں۔ خدا کا ارادہ تھا کہ تمام انسان برابر ہوں۔ اصل میں، وہ لوگ جو دولت بچاتے ہیں، غریبوں کو دینے کی بجائے، ان کو قرآن پاک میں تنبیہ کی گئی ہے:

''اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی بشارت دو''۔[495]

انسانیت کا حل تمام بنی نوع انسان کے درمیان دولت کی دوبارہ تقسیم میں مضمر ہے۔ امیروں کی تمام ضرورت سے زیادہ دولت کو ضبط کر کے دوبارہ تقسیم کیا جائے۔ جو لوگ اس کے خلاف اعتراض کریں گے، اور یہ ترجیح دیتے ہیں کہ ہر سال دسیوں لاکھوں لوگ مریں اور تکلیف اٹھائیں تاکہ اشرافیہ کا ایک چھوٹا منتخب گروہ عیش و عشرت کی زندگی بسر کرے، وہ انسانیت کے دشمن ہیں اور انہیں قتل اور اجتماعی نسل کشی کے ساتھی ہونے کے الزام میں گرفتار کر کے مقدمہ چلایا جائے۔ جو لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ معاملہ غیر جمہوری ہو گا، انہیں عالمی ریفرنڈم کا انعقاد کرنا چاہیے جہاں تمام بنی نوع انسان اس بات پر ووٹ دے سکے کہ آیا وہ دولت کی دوبارہ تقسیم پر رضامند ہیں یا وہ یہ پسند کرتے ہیں کہ ہر کوئی اپنے پاس موجود چیز کو برقرار رکھے۔ مجھے لگتا ہے کہ بھاری اکثریت دوبارہ تقسیم کے حق میں ووٹ دے گی۔ ہر مذہب کے نام نہاد ربیوں، پادریوں، شیوخ اور ائمہ کو بھی انبیاء و مرسلین کے نام میں تبلیغ سے منع کیا جائگا، اگر وہ اس تجویز سے متفق نہ ہوں۔ ان کو بھی انسانیت کے غداروں کے طور پر گرفتار کیا جائے اور ان کے خلاف مقدمہ چلایا جائے۔ انبیاء و مرسلین ان سے معصوم ہیں۔ اور وہ خدا کے دشمن ہیں۔

فرعون کے گھر سے نجات دہندہ

جس طرح خدا نے بنی اسرائیل کے نجات دہندہ موسیٰ (علیہ السلام) کی پرورش فرعون کے محل میں ہونے کا فیصلہ کیا، اسی طرح اس دن اور زمانے میں اللہ تعالیٰ نے یہ سمجھا کہ آل محمد (علیہم السلام) ابلیس، امریکہ کے محل سے نکلے۔ امام احمد الحسن

[495] قرآن مجید، سورہ ۹ (التوبہ)، آیت ۳۴

(منہ السلام) کو اہل عراق کے درمیان بھیجا گیا اور انہوں نے انہیں حق کی طرف رہنمائی کرنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے ان سے کفر کیا، ان سے جنگ کی اور انہیں قتل کرنے کی کوشش کی۔ بجائے اس کے کہ وہ الحسین (منہ السلام) کا ساتھ دیں جن پر وہ برسوں روتے رہے ہیں، انہوں نے کربلا کے سانحے سے بچ کر اربوں ڈالر کی صنعت بنائی۔ انہوں نے غدیر خم کی سالگرہ کے موقع پر امیر المومنین کو چھوڑ دیا اور ان کی جگہ امریکی کو اپناتے ہوئے انتخابات کرائے۔

حکمرانی کی نام نہاد جمہوری شکل۔ انہوں نے خدا کی بالادستی کا انکار کیا۔

انہوں نے احمد الحسن (منہ السلام) کو بتایا کہ ان کا نجات دہندہ امریکہ ہے، اور انہیں فاطمہ کے بیٹے کی ضرورت نہیں ہے (منہ السلام)۔نتیجے کے طور پر، خدا نے انہیں امام احمد الحسن (منہ السلام) کا جانشین، امریکہ سے اور ایک امریکی انگریزی بولنے والے کے طور پر بھیجا۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا کہ امریکہ کرہ ارض کا واحد ملک ہے جس میں کبھی کوئی نبی یا رسول نہیں بھیجا گیا۔ محمد کے اہل بیت کا قائم (منہ السلام) امریکہ سے آنے والے پہلے خدائی مقرر کردہ جانشین ہیں۔

میرا امریکی ورثہ چار سو سال سے زیادہ طویل عرصہ تک پھیلا ہوا ہے۔ میری والدہ کی طرف سے میری اپنی خاندانی تاریخ امریکہ کے قیام تک جاتی ہے۔ میں زبانی روایات کے ساتھ پروان چڑھا ہوں کہ میرے پردادا نے ایلس آئی لینڈ مقامی امریکیوں سے بہت سستے داموں خریدا تھا اور اسے تھوڑے عرصے کے لیے اپنے پاس رکھا تھا۔ یہ نوٹ کرنا دلچسپ ہے کہ ایلس آئی لینڈ وہ جزیرہ ہے جس پر مجسمہ لیبرٹی اب بیٹھا ہے، اور مجسمہ لیبرٹی کا ابتدائی طور پر عنوان 'مصر ایشیا تک روشنی پھیلائے' تھا اور اسے امریکہ کو دیے جانے سے پہلے نہر سویز کے بیچ میں رکھا جانا تھا۔

امریکہ کی اچھی خصوصیات بھی ہیں، کیونکہ امریکہ سے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قائم آئے اور امریکہ وہ پہلا ملک تھا جس نے ہمارے مذہب کے اندراج کی اجازت دی اور ہمیں آزادانہ طور پر اس پر عمل کرنے کی اجازت دی، اور امریکی عوام، زیادہ تر، اچھے لوگ ہیں۔ درحقیقت امام احمد الحسن (منہ السلام) کے امریکی عوام کے بارے میں خیالات کافی موافق ہیں۔ ایک دن میں امام (منہ السلام) سے مذہب کے توسیع کے بارے میں بات کر رہا تھا۔

میں نے کہا، "کیا آپ کبھی امریکہ گئے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بیٹا، یہ سوال کیوں؟"

میں نے کہا، "میں صرف یہ جاننے کے لیے متجسس تھا کہ آپ کہاں جا چکے ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں نے پورے یورپ، خلیجی ممالک، مصر، روس کا سفر کیا ہے۔"

میں نے کہا، "روس؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔"

میں نے کہا، "اس ملک کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "لوگ یا زمین؟"

میں نے کہا، "دونوں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "لوگ بہت اچھے نہیں ہیں، زمین اچھی ہے۔"

میں نے کہا، "اور امریکہ؟ آپ وہاں جا چکے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، میں رہا ہوں۔"

میں نے کہا، "آپ نے کن ریاستوں کا دورہ کیا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کیلیفورنیا، واشنگٹن ڈی سی، ریاست واشنگٹن، نیویارک اور نیواڈا۔" میں نے کہا، "امریکہ کی فطرت خوبصورت ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "لوگ اچھے ہیں اور یورپیوں سے بہتر اور قدامت پسند ہیں۔"

میں نے کہا، "آپ نے مجھے پہلے بتایا تھا کہ انصار کے جمع ہونے کے لیے سب سے بہترین جگہ امریکہ ہوتی؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، امریکہ یا نیوزی لینڈ یا کینیڈا یا عمان۔"

تینتیسواں باب

الٰہی عادل ریاست

"ہم نے حکمت الٰہی کی تمام کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ ہمارے نیک بندے زمین کے وارث ہوں گے۔"

دین کی ساری بنیاد خدائی مقرر کردہ بادشاہ کی اطاعت پر قائم ہے اور تمام مذاہب اس خدائی مقرر کردہ حکمران کو اس قابل بنانے پر مبنی ہیں کہ وفادار، غریب، کمزور اور مظلوم لوگ زمین کے وارث ہوں۔ یہ حکمران یا بادشاہ ہی زمین پر انصاف، مساوات، امن اور خوشحالی قائم کر سکے گا۔ یہ خدائی مقرر کردہ بادشاہ حکمرانی زمین پر حکمرانی کرنے والے خدا کے برابرہ ہیں۔

خدا اپنی مرضی اس بادشاہ کے دل میں رکھتا ہے اور بادشاہ خدا کا نمائندہ ہے، وہ خدا کی زبان ہے اور مخلوق میں خدا کا ہاتھ ہے۔ جو اپنے زمانے کے بادشاہ کو جانے بغیر مر گیا وہ جہالت کی موت مرا۔[496]

وقت کے بادشاہ کی بیعت کرنا ہم پر فرض ہے۔

خدائی انصاف کی خدمت کرنا، جس طرح آدم (علیہ السلام) بادشاہ تھے اور فرشتوں کو ان کو سجدہ کرنا تھا اور ان کی اطاعت کرنی تھی، اور جس طرح داؤد (علیہ السلام) بادشاہ تھے، سلیمان (علیہ السلام)، سکندر (علیہ السلام) اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سب بادشاہ تھے، ہر مومن کو چاہیے کہ وہ اپنے وقت میں خدا کے مقرر کردہ رسول کو ایک بادشاہ کے طور پر نہ کہ محض ایک مذہبی رہنما کے طور پر لے۔

ہم پہلے بھی بحث کر چکے ہیں کہ رسول اور جانشین تین چیزوں سے کیسے پہچانے جاتے ہے:

اپنے پیشرو کی وصیت میں خدائی تقرری کا نام لے کر خدائی مقرر کردہ جانشین کے طور پر، الہی الہامی علم کے ذریعہ، اور خدا کی بالادستی کی طرف بلاتا ہے، نہ کہ لوگوں کی بالادستی کی طرف۔ الہی جانشینی نے آدم سے لے کر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تک اس طرز کی پیروی کی ہے، بشمول زرتشت، سائرس، سقراط، اور افلاطون (علیہم السلام) جیسے انبیاء۔ افلاطون کی جمہوریہ سے لے کر زرتشت کی تعلیمات تک، کا الہی حق بادشاہوں کی جڑیں پختہ اخلاقی عقل اور روح القدس کی رہنمائی میں تھیں۔ زرتشتیوں کا خیال تھا کہ اگر روح القدس (خوارینہ) خدائی مقرر کردہ بادشاہ کو چھوڑ دے تو وہ تاریکی میں گر جائیں گے۔

[496] یہ اس روایت کی تجدید ہے جس میں کہا گیا ہے کہ جو شخص اپنے زمانے کے امام کو نہیں جانتا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ اہل بیت احادیث کا انسائیکلوپیڈیا، شیخ ہادی النجفی، جلد۔ ۸، ص۔ ۲۳۷

خدائی عادل ریاست کبھی بھی جمہوری انتخابات کے ذریعے قائم نہیں ہو گی جس کی جڑیں خود غرضی پر مبنی ہوں اور جسے جاہل عوام منتخب کرتے ہیں، قرآن پاک کہتا ہے: "اگر تم زمین پر لوگوں کی اکثریت کی پیروی کرو گے تو وہ تمہیں خدا کے راستے سے بھٹکا دیں گے۔"[497]

تاریخ نے دکھایا ہے کہ کس طرح بدعنوان اشرافیہ جمہوریت کو اپنے برے مفادات کو آگے بڑھانے کے لیے ان لوگوں کی قیمت پر استعمال کرتے ہیں جن کی وہ خدمت کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔[498]

قائم کے حکمرانی کا طریقہ

ایک دن میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے کہا، "میرے والد، ائمہ کے الفاظ میں (منہم السلام)، وہ کہتے ہیں کہ قائم آدم کی طرح حکمرانی کرتے ہیں اور داؤد اور سلیمان (علیہم السلام) کی طرح حکمرانی کرتے ہیں، اور ابراہیم (علیہ السلام) کی طرح حکومت کرتے ہیں، اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے طریقے سے، اور یہ کہ لوگ ہر قسم کی حکمرانی پر اعتراض کریں گے سوائے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حکومت کے۔[499] آدم (علیہ السلام) کی حکومت کیسی ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بے شک آدم (علیہ السلام) زمین پر پہلے بادشاہ تھے، اور جہاں تک داؤد اور سلیمان (علیہم السلام) کا سلسلہ ہے، ان کے بارے میں تم جانتے ہو۔"

---

[497] قرآن مجید، سورہ ٦ (الانعام)، آیت ١١٦

[498] The Dark Side of Democracy: Explaining Ethnic Cleansing, Michael Mann; Against Elections: The Case for Democracy , David Van Reybrouck

[499] ابو بصیر کی سند سے، ابو جعفر (منہ السلام) سے، انہوں نے فرمایا: "قائم مقدمات کا فیصلہ کرتے ہیں جن کو ان کے بعض اصحاب جو ان سے آگے جنگ میں لڑے تھے، رد کرتے ہیں، اور یہ آدم (علیہ السلام) کا فیصلہ ہوتا ہے۔ چنانچہ قائم ان آدمیوں کو سامنے لاتا ہے جنہوں نے اعتراض کیا اور ان کی گردنیں ماریں، پھر وہ دوسرے مقدمے کا فیصلہ کریں گے اور دوسرے لوگ جو ان کے ساتھ جنگ میں لڑے تھے، اسے رد کر دیں گے، اور یہ داؤد (علیہ السلام) کا فیصلہ ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ ان کو باہر لاتے ہیں اور ان کی گردنیں مارتے ہیں، پھر وہ تیسرے مقدمے کا فیصلہ کرتے ہیں، اور دوسرے لوگ جو ان کے ساتھ جنگ میں لڑے تھے، رد کر دیں گے، اور یہ ابراہیم (علیہ السلام) کا فیصلہ ہوتا ہے تو وہ ان کو نکال کر ان کی گردنیں مارتا ہے۔ پھر وہ چوتھے مقدمے کا فیصلہ کرتے ہیں اور یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فیصلے سے ہوتا ہے اور کوئی اسے رد نہیں کرے گا۔ بحار الانوار، علامہ المجلسی، ج ١، ص ١١٢ - ٥٢، ص - ٣٨٩

میں نے کہا، "جی ہاں، وہ بغیر ثبوت کے، روح القدس کے الہام سے فیصلہ کرتے تھے۔"[500]

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اور ابراہیم (علیہ السلام) کی حکومت کو تم بھی جانتے ہو اور وہ اسے قبول نہیں کرتے۔"

میں نے کہا، "ان کا قاعدہ کیا تھا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ابراہیم (علیہ السلام) نے اس وقت کے بتوں اور عقائد کو ختم کرنے کا عزم کیا تھا اور وہ اس میں کبھی سمجھوتہ نہیں کرتے۔"

میں نے کہا "جی ہاں، اور لوگ اسے قبول نہیں کریں گے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا، "جہاں تک محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حکمرانی کا تعلق ہے، وہ اسے قبول کرتے ہیں کیونکہ زیادہ تر لوگ اس مذہب کی پیروی کرتے ہیں، اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نام انہیں آرام دہ بناتا ہے، لیکن اس وقت لوگوں کو خوش کرنا ایک مقصد کے لیے ہوگا اور یہ مستقل نہیں ہوگا۔ یہ تب تک ہوگا جب تک کہ وہ معاملے کو سمجھ لیں اور اس کے عادی ہو جائیں اور پھر یہ قاعدہ مکمل اور کامل سچائی کے سوا نہیں ہوگا۔ جیسا کہ ہم دیکھ سکتے ہیں کہ قائم آدم (علیہ السلام) کی طرح ایک بادشاہ کے طور پر حکومت کرے گا۔ وہ تاحیات حکمرانی کرے گا اور وہاں کوئی انتخابات نہیں ہوں گے، اور نہ ہی کوئی دوسرے امیدوار ہوں گے جو اس کی زندگی کے دوران حکومت کریں گے، کیونکہ وہ خدا کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے اور صرف خدا ہی اسے اس کے سمندر سے ہٹا سکتا ہے۔ وہ مطلق العنان حکمران ہے۔ وہ معاملات کا فیصلہ اس کے مطابق کرے گا جو خدا اس کے دل میں رکھتا ہے کیونکہ وہ معصوم ہے اور روح القدس کے الہام سے داؤد (علیہ السلام) اور سلیمان (علیہ السلام) کی طرح فیصلہ کرے گا۔ خدائی مقرر کردہ بادشاہ کے قول و فعل اور فیصلے خدا کے قول و فعل اور فیصلے ہیں کیونکہ وہ محض خدا کی مرضی کا مترجم ہے۔ قائم تمام باطل عقائد اور مذاہب کو ختم کر دے گا اور پوری سچائی کو نافذ کر دے گا، حالانکہ وہ خدائی انصاف کی ریاست کے آغاز میں چھٹے عہد نامے کی فقہ کے مطابق حکمرانی کرے گا۔

[500] ابو عبداللہ (منہ السلام) سے، آپ نے فرمایا: "جب آل محمد کا قائم آتے ہیں تو وہ داؤد اور سلیمان کے فیصلے سے حکومت کرتے ہیں، وہ لوگوں سے دلیل نہیں مانگتے۔" بحار الانوار، علامہ المجلسی، ج ۱، ص ۱۱۲ - ۲۶، ص - ۱۷۷

ہمارا ملک

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے کہا: "کیا اللہ کی عادلانہ ریاست ہمیشہ قائم رہے گی؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "الٰہی عادل ریاست ہمیشہ قائم نہیں رہے گی۔"

میں نے کہا، "کیا ہمارے پاس اپنی ریاست کا پاسپورٹ ہوگا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ایک دن آئے گا جب ہمارا پاسپورٹ پوری زمین کا مضبوط ترین پاسپورٹ ہوگا، خدائے انصاف کا پاسپورٹ ہوگا اور اس کے چند سال بعد، دنیا کے تمام پاسپورٹ متروک ہو جائیں گے۔"

میں نے کہا، "سبحان اللہ! اس کا رنگ کیا ہوگا، میرے والد؟''

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "پیلا اور سیاہ، ہمارے پرچم کے رنگ۔"

تصویر ۱: الٰہی عادل ریاست کا پرچم

میں نے کہا، "اور الٰہی عادل ریاست میں، شہریت ایمان کی بنیاد پر ہوگی، کیا یہ درست ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بالکل۔ زمین کے تمام خطوں کے تمام مومنین الہی عادل ریاست کے شہری ہیں [اور وہ برابر ہوں گے] اور نہ رنگ و روپ اور نہ زبان اور نہ ہی کسی چیز سے تعلق رکھیں گے سوائے خدائے تعالیٰ اور الہی عادل ریاست اور ہم پر ایمان کے۔" میں نے کہا، "میرے والد، کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا جب دنیا کے تمام ممالک الہی عادل ریاست کو تسلیم کریں گے اور دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات ہوں گے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، بیٹا۔"

میں نے کہا، "اور الہی عادل ریاست میں داخل ہونے والا آخری ملک کون سا ہوگا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "برطانیہ۔"

میں نے کہا، "سبحان اللہ! امریکہ اس سے پہلے الہی عادل ریاست میں داخل ہو گیا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "امریکہ اس سے کچھ عرصہ پہلے داخل ہو جاتا ہے۔"

ایک کرنسی اور مالیاتی نظام

میں نے کہا، "الہی عادل ریاست میں ہماری کرنسی کا کیا نام ہوگا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ سونے یا چاندی سے ہو گا، یا لین دین سے۔"

میں نے کہا، "سبحان اللہ!"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ابتدا میں سونا اور چاندی ہو گا اور پھر استحکام کے بعد اس کا سودا ہو گا۔"

میں نے کہا، "آپ کا سودا کرنے سے کیا مطلب ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں تمہیں گیہوں دیتا ہوں اور تم مجھے گوشت دیتے ہو۔ میں تمہیں کپڑے دیتا ہوں اور تم مجھے روٹی دیتے ہو۔"

میں نے کہا، "واہ! کیوں کہ آپ سونے کو بیکار کر دیں گے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اس کی قیمت خاک کے برابر ہوگی۔ زمین سستے خزانوں سے بھری پڑی ہے، یا میں یوں کہوں، ایسے وسائل جن کی بنی آدم کی نظر میں کوئی قدر نہیں۔ یہ ریت، صحرا کی ریت، ایک ایسا خزانہ ہے جو زمین پر کسی خزانے یا قسمت سے نہیں ملتا۔ اس کا ایک چھوٹا سا مٹھی بھر ہزاروں (ڈالر) کے برابر ہے۔"

میں نے کہا، "سبحان اللہ ! اس میں کیا راز ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا، "کیمیا کی ایک چھوٹی سی مساوات ہے جو ریت کو سونے میں بدل سکتی ہے، میرے بیٹے۔"

میں نے کہا، "سبحان اللہ ! دنیا مکمل طور پر بدل جائے گی !"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اس وقت روپیہ اور سونا اور اس کے علاوہ کوئی قیمت نہیں ہوگی اور لوگ اس کی پرواہ نہیں کریں گے۔"

میں نے کہا، "تو سب آرام سے رہیں گے، اور خدا کی عبادت کریں گے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اس وقت ایک بھی محتاج نہیں رہے گا اور نہ کوئی بھوکا رہے گا۔"

الہی عادل ریاست میں، لوگ جو کرنسی استعمال کرتے ہیں وہ کاغذی کرنسی یا الیکٹرانک کرنسی نہیں ہوگی۔ کاغذی کرنسی اور الیکٹرانک کرنسی ایک دھوکہ ہے۔ کاغذی کرنسی کی قدر نہیں ہوتی اور اس کا ثبوت خود کرنسی پر ہوتا ہے۔ آپ دنیا کی تقریباً تمام کرنسیوں پہ ایسے فقرے پڑھیں گے، جیسے کہ "میں لینے والے کو ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہوں" یا "یہ نوٹ تمام قرضوں کے لیے قانونی ٹینڈر ہے" یا "مطالبہ پر اٹھانے والے کو ادائیگی کریں گے" (تصویر ۲) کیونکہ کاغذ بذات خود ایک اقراری نوٹ کے سوا کچھ نہیں ہے، ایک نوٹ جو قرض کو تسلیم کرتا ہے، جیسے ہاتھ سے لکھا ہوا معاہدہ۔ بینکوں نے بہت پہلے لوگوں کو اس بات پر راضی کیا کہ وہ اپنا سارا سونا اور چاندی بینکوں میں جمع کرائیں اور اس کے بجائے بینک کے جاری کردہ قرض کے یہ نوٹ اپنے ساتھ رکھیں کیونکہ یہ اٹھانے کے لیے ہلکے اور تجارت میں استعمال کرنے کے لیے آسان تھے۔ مثال کے طور پر جب بھی کسی پر سونے کے پانچ سکے واجب الادا تھے، تو وہ صرف اس شخص سے ایک اقراری نوٹ لے سکتا ہے جس پر اس کا مقروض ہے اور اسے بینک میں کیش کر سکتا ہے۔ بینک کو اس شخص کو اس نوٹ کی قیمت کا سونا دینا چاہیئے ہے۔ لہذا، قیمت سونے اور چاندی میں ہے نہ کہ کاغذ میں۔ اس کے بعد بینکوں نے سونے اور چاندی سے زیادہ کاغذی نوٹ چھاپنا شروع کر دیے، جس کی وجہ سے ان میں

اضافہ ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ بہت پہلے ایک شخص ۵۰۰ ڈالر میں گھر خرید سکتا تھا اور آج اسی گھر کو خریدنے کے لیے اسے لاکھوں ڈالر کی ضرورت ہوتی ہے۔

وقت کے ساتھ، بینکوں نے لوگوں کو وہ سونا دینا بند کر دیا جو ان نوٹوں کی مالیت کو سہارا دیتا تھا اور لوگوں نے پوچھنا بند کر دیا۔ بینکر امیر ہو گئے اور دنیا پر قابض ہو گئے، جبکہ باقی لوگ غریب تر ہوتے گئے اور غلام بن گئے۔ الٰہی عادل ریاست میں امام (منہ السلام) صرف ان چیزوں کو کرنسی کے طور پر استعمال کریں گے جن کی قیمت ہے جیسے سونا اور چاندی، اور قرض کی کرنسیوں سے انکار کرتے ہیں۔ پھر امام (منہ السلام) سونے اور چاندی کی قدر کو یکسر ختم کر دیں گے اور ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیں گے جہاں ہر کوئی اپنا حصہ ڈالنے کے لیے کام کرے اور تمام سامان اور خدمات مفت ہوں۔ پلمبر بہتر معاشرے کے لیے کام کرتا ہے اور اس کی خدمت کرتا ہے اور اسے ہر اس چیز تک رسائی حاصل ہوتی ہے جس کی اسے ضرورت ہوتی ہے۔ بدلے میں ڈاکٹر اپنا کام کرتا ہے اور اسی طرح لکڑی کاٹنے والا یا انجینئر یا استاد یا آگ بجھانے والے۔ ایسا معاشرہ جہاں کسی کو پیسوں کے پیچھے نہ بھاگنا پڑے، کیونکہ پیسوں کی کوئی قیمت نہیں ہے، اور تمام لوگ ہر چیز کے حقدار ہیں، اور ہر کوئی پیسے کے لئے نہیں بلکہ انسانیت کے لئے شراکت کے اعزاز کے لئے کام کرے۔ اس وقت لوگ عزت اور ملک اور بنی نوع انسان کی محبت سے متاثر ہوں گے نہ کہ لالچ اور نفس اور دنیا کی محبت سے۔

تصویر ۲: جدید کرنسی، اقراری نوٹ

5
5
THE JAPANESE GOVERNMENT
PROMISES TO PAY THE BEARER ON DEMAND
FIVE
DOLLARS
5
MR
MR
5

V
THE CANADIAN BANK OF COMMERCE
5
06884
06884
WILL PAY TO BEARER
ON DEMAND
FIVE DOLLARS
IN TRINIDAD CURRENCY
AT PORT OF SPAIN
TRINIDAD
PORT OF SPAIN
TRINIDAD
1ST JULY 1939
5
PRESIDENT
GENERAL MANAGER
V

भारतीय रिज़र्व बैंक
RESERVE BANK OF INDIA
केन्द्रीय सरकार द्वारा प्रत्याभूत
GUARANTEED BY THE CENTRAL GOVERNMENT
I PROMISE TO PAY THE BEARER THE SUM OF FIVE RUPEES
GOVERNOR
पाँच रुपये
MAHATMA GANDHI
45N 639050

GOVERNMENT OF HONGKONG
香港政府
E040764
THESE NOTES ARE LEGAL TENDER FOR THE PAYMENT OF ANY AMOUNT
ONE DOLLAR
壹圓
FOR THE GOVERNMENT OF HONGKONG
TREASURER
E040764

FEDERAL RESERVE NOTE
THE UNITED STATES OF AMERICA
THIS NOTE IS LEGAL TENDER FOR ALL DEBTS, PUBLIC AND PRIVATE, AND IS REDEEMABLE IN LAWFUL MONEY AT THE UNITED STATES TREASURY, OR AT ANY FEDERAL RESERVE BANK.
SERIES OF 1934 A
L55592993 A
HAWAII
L
L55592993 A
SERIES OF 1934 A
WASHINGTON, D.C.
WILL PAY TO THE BEARER ON DEMAND
FIVE DOLLARS

GOVERNMENT OF PAKISTAN
RESERVE BANK OF INDIA
I PROMISE TO PAY THE BEARER ON DEMAND THE SUM OF
FIVE RUPEES
AT ANY OFFICE OF ISSUE
B 66 597911
C. D. DESHMUKH
GOVERNOR
حکومتِ پاکستان
FIVE RUPEES

مفت ایزجی

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے کہا: "قدیم لوگوں کے لیے ستاروں کی اتنی اہمیت کیوں تھی؟" امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کیا تمہارے پاس ٹیلی ویژن ہے؟" میں نے کہا، "ستاروں اور ٹیلی ویژن کا آپس میں کیا تعلق ہے؟" میں سوچ کر رکا اور امام خاموش رہے۔ میں نے اچانک کہا، "آہ! ستاروں کو معلومات نشر کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے؟!"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بیٹا، تم ذہین ہو۔ میں تمہاری ذہانت کو جانچنا چاہتا تھا۔"

میں نے کہا، "سبحان اللہ، تو وہ سیٹلائٹ کی طرح کام کر سکتے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، بلکہ وہ بہت بہتر اور بہت تیز ہیں۔ انشاء اللہ ہم اس علم کو اپنی ریاست میں استعمال کریں گے۔"

میں نے کہا، "تو وہ کونسا رسیور ہے جو نشر ہونے والی معلومات کو حاصل کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ایسے طریقے ہیں جن سے ہم نشریات حاصل کر سکتے ہیں۔"

میں نے کہا، "میرے والد، مہربانی کر کے مجھے علم میں بڑھائیے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "مثال کے طور پر ان ہی ریسیورز کے ذریعے جو آج کل سیٹلائٹ سگنل وصول کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ تم اس میں آسان تبدیلیاں کر سکتے ہو۔" میں نے کہا، "اور پھر کیا؟ سگنل ٹیلی ویژن کی سکرین پر ظاہر ہو گا؟ یہ تصاویر ہیں یا الفاظ یا آڈیو یا کیا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، اور اس سے نشریاتی ادارے مکمل طور پر دیوالیہ ہو جائیں گے۔ ہم انہیں معاشی طور پر ماریں گے۔ تم ستاروں کے ذریعے آڈیو وصول کر سکتے ہو۔ اس زمین سے خارج ہوتی ہے، مثال کے طور پر حضرت آدم (علیہ السلام) کی آواز یا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آواز۔"

میں نے کہا، "آہ! تو، کیا ہم پورا ماضی دیکھ سکتے ہیں یا یہ صرف آڈیو ہے؟ کیا ہم ماضی کی تصاویر دیکھ سکتے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ویڈیو اور تصاویر نشر کی جا سکتی ہیں، اور ہم اسے ستاروں سے یا خلا سے حاصل کر سکتے ہیں جب ان تصاویر کو ٹیلی ویژن چینلز کے ذریعے نشر کیا جائے گا۔ (ستاروں کی طرف)۔"

میں نے کہا "جی ہاں، تو کیا ماضی کے حوالے سے ہم صرف آڈیو ہی سن سکتے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔"

میں نے کہا، "یہ بہت بڑا معاملہ ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا، "ہم وہاں پہنچ جائیں گے جہاں سیٹلائٹ چینلز کو اب سیٹلائٹ کمپنیوں کو پیسا دینے کی ضرورت نہیں ہوگی، وہ سیٹلائٹ کمپنی کی رکنیت کے بغیر اپنا سگنل نشر کر سکیں گے۔"

میں نے کہا، "سبحان اللہ!"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اور ایک اور بات ہے۔پیٹرول اور اینرجی کی اب کوئی قیمت نہیں رہے گی، کیونکہ سمندروں کا کھارا پانی توانائی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ سمندر کا کھارا پانی پیٹرول کی جگہ لے لے گا اور یہ ماحول کو آلودہ نہیں کرے گا۔"

میں نے کہا، "آپ ان کارپوریشنز کے لیے روئے زمین پر سب سے خطرناک شخص ہوں گے۔"

الہی عادل ریاست میں مذہب کی آزادی

میں نے کہا، "کیا ہماری ریاست میں لوگوں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی ہوگی اگر وہ ہم پر یقین نہیں رکھتے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہمارا آئین یہ بتاتا ہے کہ ہمارا دین انبیاء و مرسلین اور خلفاء میں فرق نہیں کرتا اور ہمارا دین امن کا مذہب ہے۔"

قائم تورات پر ایمان رکھنے والوں پر تورات سے حکومت کریں گے، اور انجیل پر ایمان رکھنے والوں پر ان کی انجیل سے اور اہل قرآن پر ان کے قرآن سے۔ ہر عقیدہ رکھنے والے کا فیصلہ اس کے اپنے عقائد اور کتابوں کے ذریعے ہوگا۔

الٰہی عادل ریاست کی سماجی زبان

الٰہی عادل ریاست میں تمام زبانوں کی قدر کی جائے گی اور ان کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ یہ کہنے کے ساتھ، ریاست کے لیے ایک مقامی زبان بھی ہونی چاہیے۔ ہم نے باب نمبر بیس میں ذکر کیا تھا کہ امام نے فرمایا کہ پوری دنیا ۲۰۵۰ تک کرہ ارض کی سب سے آسان زبان بولے گی جو کہ انگریزی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ الٰہی عادل ریاست میں مقامی زبان انگریزی ہوگی۔

الٰہی عادل ریاست میں موت اور بیماری

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "الٰہی عدل میں طب اس مقام تک پہنچ جائے گی کہ لوگ موت اور بیماری پر قابو پا لیں گے۔"

میں نے کہا، "تو اب کوئی نہیں مرے گا، اور لوگ ہمیشہ زندہ رہیں گے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "وہ پھر بھی مریں گے لیکن بڑھاپے یا بیماریوں سے نہیں۔ تمام بیماریوں کا علاج مل جائے گا اور لوگ اب بڑھاپے سے نہیں مریں گے کیونکہ بڑھاپے کا الٹ پلٹ آئے گا۔ لوگ اب بھی قدرتی حادثات سے مریں گے یا اگر کسی نے انہیں قتل کیا ہو۔"

وہ ممالک جو اہم کردار ادا کرتے ہیں

میں نے کہا، "میرے والد، میں ایک معاملہ واضح کرنا چاہتا ہوں۔ پہلے مہدی کی زندگی میں، کیا پوری زمین الٰہی عادل ریاست میں ہوگی یا اس کا ایک حصہ اور پھر بارہویں مہدی کے دور میں یہ مکمل ہوگا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، یہ ایک حصہ ہوگا، اور زمین کا مکمل کنٹرول اسی کے جھنڈے کے نیچے ہوگا، اور اس نے ایک نوزائیدہ بچے کی طرف اشارہ کیا جس کی عمر صرف چند ماہ تھی۔ محمد ابن الزہرا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔

میں نے کہا: "اور حجاز دنیا کے پہلے ممالک میں سے ہوگا جو خدائی انصاف کی ریاست میں شامل ہوں گے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے بیٹے، اس میں کوئی شک نہیں۔" میں نے کہا، "وہ کون سے ممالک ہیں جو عروج میں اہم کردار ادا کریں گے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "حجاز، عراق، مصر، جرمنی، سویڈن، الرائے کی سرزمین، ترکی اور بعض دوسرے ممالک۔"

مہدی سیارے کے مالک ہیں

اگرچہ بعض انبیاء و مرسلین نے اپنی زندگیوں میں ملکوں پر حکومت کی، لیکن اکثریت نے ایسا نہیں کیا، حالانکہ ان کے لیے یہ ضروری تھا۔ ہر نبی اور رسول جو خدا کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے ایک بادشاہ ہوتا ہے۔

اس کا مقصد لوگوں کی اطاعت کرنا اور ان پر حکومت کرنا تھا، جیسا کہ بادشاہ خدا کی حکمرانی کی نمائندگی کرتا ہے۔

اگرچہ خدائی مقرر کردہ بادشاہ ہمیشہ قابل نہیں تھا یا اس کے پاس حکومت کرنے کے لئے بادشاہی نہیں تھی، پھر بھی لوگوں پر یہ خدائی ذمہ داری تھی کہ وہ خدائی مقرر کردہ رسول کی اطاعت کریں اور اسے ہی واحد بادشاہ کے طور پر لیں۔ اس بادشاہ کی بادشاہی اس بادشاہ کی اطاعت کرنے والے ایک مومن کے دل کی طرح چھوٹی ہو سکتی ہے اور خدا کے مقرر کردہ بادشاہ کی اطاعت خدا کی عبادت ہے۔ خُدا شیطان کی اِن بادشاہتوں کو، یا شیطان کے مقرر کردہ یا لوگوں کے چنے ہوئے حکمرانوں کو نہیں پہچانتا۔ واحد بادشاہ اور بادشاہی جسے خدا تسلیم کرتا ہے وہ بادشاہ ہے جسے اس نے مقرر کیا ہے۔ اس طرح، اگرچہ اس تحریر کے وقت ہمارے پاس کوئی زمین نہیں ہے جس پر ہم حکومت کرتے ہیں، پھر بھی ہمارے پاس ایک ریاست ہے۔ اور ایک

لوگ اور ایک پرچم اور ایک خدا۔ ہمارے لوگ مومن ہیں، اور ہماری ریاست مومنین کی جماعت ہے جس پر قائم کی حکومت ہے۔

ایک دن امام (منہ السلام) نے مجھ سے فرمایا: "مومن کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہماری الٰہی عادل ریاست اور خدا کی حاکمیت اور حکومت کے لیے راہ ہموار کرے۔ مومن کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہماری الٰہی عادل ریاست اور خدا کی حاکمیت اور حکومت کے لیے راہ ہموار کرے۔ مومن کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہماری الٰہی عادل ریاست اور خدا کی حاکمیت اور حکومت کے لیے راہ ہموار کرے۔ میرے پیارے بیٹے، ہم کسی کو کچھ کرنے پر مجبور نہیں کرتے۔ ہر کوئی جو کرنا چاہتا ہے کرنے کے لیے آزاد ہے، لیکن اگر کوئی آزادانہ طور پر کام کرنے کا انتخاب کرتا ہے، جو اس نے چنا ہے وہ کر سکتا ہے، ہمیں کوئی اعتراض نہیں، لیکن اسے ہمارے نظام، ہمارے قوانین اور ہماری ریاست سے ہٹ کر کرنا ہوگا۔''

میں نے کہا، "الحمدللہ۔''

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "الحمدللہ۔ اور وہ مومن رہ سکتے ہیں جو عزیز اور باوقار ہیں اور وہ خدا کے دین سے نہیں نکلتے کیونکہ ہم کبھی کسی کو دین سے نہیں نکالتے سوائے ان کے جو خود باہر جانا چاہتے ہیں۔"

یہاں ہم واضح طور پر دیکھتے ہیں کہ ایک مومن کے پاس الٰہی عادل ریاست میں رہنے یا باہر رہنے کا انتخاب ہوتا ہے اور ہم کسی کو کچھ کرنے پر مجبور نہیں کرتے۔ لہٰذا، اگر کوئی شخص اپنی برادری میں خدائی مقرر کردہ رسول کے ساتھ رہنے کا انتخاب کرتا ہے، تو اسے اس رسول کے تمام قوانین اور فیصلوں کو قبول کرنے چاہیے۔ ورنہ وہ رسول سے دور رہ کر مومن تو رہ سکتے ہیں لیکن ہماری ریاست کے شہری نہیں ہوں گے۔ یہاں پر الٰہی عادل ریاست کی شہریت کا تعین خدا اور ریاست اور مہدی پر ایمان کے ساتھ کیا جاتا ہے بلکہ خدائی مقرر کردہ بادشاہ کے قوانین اور اختیارات کی قبولیت سے بھی ہوتا ہے۔ پس حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے زمانے میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ رہنے والے حواریوں کو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو نہ صرف نجات دہندہ کے طور پر بلکہ بادشاہ کے طور پر قبول کرنا تھا اور ان کی ریاست کا حصہ بننے کے لیے ان کی مکمل اطاعت کرنی تھی۔ آج بھی اسی کا اطلاق ہوتا ہے۔ جو لوگ مہدی کے ساتھ اس کی برادری میں رہنا چاہتے ہیں انہیں چاہیے کہ وہ انہیں ایک بادشاہ کے طور پر قبول کریں اور ان کے قوانین کو قبول کریں چاہے وہ جسمانی طور پر کسی ملک کے حکمران کیوں نہ ہوں۔ درحقیقت، خدائی مقرر

کردہ بادشاہ کو پوری کائنات پر خدا نے اختیار دیا ہے کیونکہ وہ خدا کے وارث ہیں، وہ زمین اور اس پر موجود تمام چیزوں کے وارث ہیں۔ چنانچہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کہا: "کیا میرا تم پر تمہاری جانوں سے زیادہ حق نہیں ہے؟"[501]

اور فرمایا: "تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مجھ سے اپنے باپ، اپنی اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ محبت نہ کرے۔"[502]

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے یہ بھی فرمایا: "جو اپنے باپ یا ماں کو مجھ سے زیادہ پیار کرتا ہے وہ میرے لائق نہیں ہے۔ جو اپنے بیٹے یا بیٹی کو مجھ سے زیادہ پیار کرتا ہے وہ میرے لائق نہیں ہے۔"[503]

خدائی مقرر کردہ بادشاہ زمین اور اس پر موجود تمام چیزوں کا وارث ہوتا ہے کیونکہ وہ خدا کی نمائندگی کرتا ہے اور جو کچھ وہ کرتا ہے وہی ہوتا ہے جو خدا چاہتا ہے اور یہ خدا کے لئے اور خدا کی مخلوق کے فائدے کے لئے ہوتا ہے۔

ایک دن میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے کہا: "میں آپ سے ایک اہم سوال پوچھنا چاہتا ہوں، یہ فرضی ہے لیکن پھر بھی، چونکہ ساری زمین آپ کے حکم میں ہوگی اور حقیقت میں یہ پہلے سے ہی ہے، اگر مثال کے طور پر، ایک شخص، الٰہی عادل ریاست میں زمین کا ایک ٹکڑا خریدنا چاہتا تھا، کیا میں اسے اب سے ان کو فروخت کر سکتا ہوں (اس وعدے کے طور پر کہ وہ ریاست الٰہی میں زمین کا وہ ٹکڑا ادا کرے گا)؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، لیکن شرط صرف یہ ہے کہ آج اس کا تعلق کسی شخص سے نہیں ہو سکتا۔" میں نے کہا: "لیکن تمام سرکاری املاک بیچنے میں کوئی حرج نہیں ہے (چونکہ یہ حکومتیں ابلیس نے مقرر کی ہیں نہ کہ خدا نے)؟ مثال کے طور پر، اگر کوئی لیبرٹی مجسمہ یا ایمیزون کے جنگل کا کوئی ٹکڑا خریدنا چاہتا ہے، تو میں اسے بیچ سکتا ہوں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔" میں نے کہا، "فرضی طور پر، فرض کریں کہ کوئی دوسرے سیارے یا چاند پر زمین خریدنا چاہتا ہے، کیا اسے بیچنے میں کوئی مسئلہ ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں، اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن مجھے یہ مت بتانا کہ تم واقعی ایسا کرنے کا سوچ رہے ہو۔"

---

[501] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، ج۔ ۲۷، ص۔ ۲۴۳

[502] میزان الحکمۃ (حکمت کا پیمانہ)، محمد الریشہری، جلد۔ 1، ص۔ ۵۱۸

[503] مقدس انجیل، متی کی کتاب، باب ۱۰، آیت ۳۷

میں نے کہا، "نہیں، لیکن میں صرف جاننا چاہتا تھا۔"
جیسا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ پرائیویٹ افراد جو اپنی ضروریات کے مطابق اور اپنی محنت سے جائیدادیں رکھتے ہیں وہ ان زمینوں یا جائیدادوں کے جائز طور پر مالک ہیں لیکن ابلیس کی مقرر کردہ لالچی کارپوریشنز اور ناجائز حکومتیں غاصب سمجھی جاتی ہیں اور ان کے پاس اصلیت میں کچھ بھی نہیں ہے۔

مخالف الٰہی عادل ریاستیں

الٰہی عادل ریاست اسرائیل جیسی یہودی ریاست یا ویٹیکن جیسی عیسائی ریاست یا ایران جیسی مسلم ریاست سے کیسے الگ ہے؟ یہ تمام ریاستیں مذہبی ریاستیں ہیں اور جس عنصر کے گرد ملک کی تعمیر ہے وہ مذہب ہے۔ اسرائیل کی نام نہاد ریاست کی بنیاد اس نظریے پر رکھی گئی ہے کہ یہ ایک یہودی ریاست ہے، اور یہودی اس سرزمین کے حقدار تھے اور خدا کی طرف سے اس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ ویٹیکن ایک عیسائی ریاست ہے جس کی بنیاد اس خیال پر رکھی گئی ہے کہ پوپ اور چرچ سپریم حکمران اور عیسائی قانون زمین پر غلبہ کرے گی ۔ نام نہاد اسلامی جمہوریہ ایران بھی ایک مذہبی ریاست ہے جس کی بنیاد اس خیال پر رکھی گئی ہے کہ سپریم لیڈر (ولایت فقیہ) اور مسلم قانون زمین پر حکومت کریں گے۔
اسرائیل کی ریاست اور الٰہی عادل ریاست کے درمیان بنیادی فرق یہ ہے کہ اسرائیل کی نام نہاد ریاست ایک جمہوری ریاست ہے جس میں اس کے حکمران منتخب ہوتے ہیں اور خدا کی طرف سے مقرر نہیں ہوتے ہیں۔ یہ تورات سے بالکل متصادم ہے جہاں اسرائیل کے بادشاہ جیسے ساؤل، داؤد اور سلیمان کو خدا نے مقرر کیا تھا۔ وہ ایک خیال رکھتے ہیں کہ منتظر مسیح اسرائیل میں آئے گا جب وہ ہیکل کو دوبارہ تعمیر کریں گے، اور وہ ایک خدائی مقرر کردہ رہنما ہے۔ تاہم، الٰہی عادل ریاست خدا کی طرف سے ایک حکمران کی طرف سے قائم کیا جاتا ہے اور کبھی بھی لوگوں کی طرف سے قائم نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی ان لوگوں کی طرف سے قیادت کی جاتی ہے جو خدا کی طرف سے مقرر نہیں ہوتے ہیں.

الہی عادل ریاست کے قوانین خدا کی طرف سے اپنے خدائی مقرر کردہ بادشاہ کے ذریعے قائم کیے جاتے ہیں نہ کہ نیسیٹ (Knesset) کے ذریعے۔

ویٹیکن اسٹیٹ اور الہی عادل ریاست کے درمیان بنیادی فرق یہ ہے کہ ویٹیکن کو پوپ چلاتا ہے۔ اگرچہ کیتھولک مانتے ہیں کہ پوپ خدا کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے اور اسے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا نائب مانتے ہیں، لیکن ایسا نہیں ہے۔ پوپ کا انتخاب کنکلیو (conclave) کے ذریعے کیا جاتا ہے، کارڈینلز (cardinals) کی اسمبلی جو ہر ایک اس بات پر ووٹ ڈالتی ہے کہ ان کے خیال میں اگلا پوپ کون ہوگا۔[504]

یہ طریقہ اس طریقہ کے خلاف ہے جو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے نائب مقرر کرتے وقت استعمال کیا تھا۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے شمعون پطرس (علیہ السلام) کو براہ راست مقرر کیا، بغیر دوسرے حواریوں کے ووٹ ڈالے۔ حواریوں نے یہوداہ کے متبادل کو منتخب کرنے کے لیے قرعہ ڈالا، لیکن خدائی طور پر مقرر کردہ جانشین کے انتخاب کے لیے نہیں۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے نائبین صرف خدا ہی مقرر کر سکتا ہے۔ لہٰذا اسرائیل کی طرح، ویٹیکن ریاست کم وبیش ایک ایسی ریاست ہے جس کی بنیاد عوام لیڈر کا انتخاب کرتے ہیں۔

نام نہاد اسلامی جمہوریہ ایران اور الہی عادل ریاست کے درمیان بنیادی فرق وہی ہے جو پچھلے دونوں میں ہے۔ اسرائیل میں عوام ووٹ دیتے ہیں اور اپنے لیڈر کا انتخاب کرتے ہیں، ریاست ویٹیکن میں کارڈینلز ووٹ دیتے ہیں اور اپنے لیڈر کو منتخب کرتے ہیں، اور ایران میں، بے عمل علماء ووٹ دیتے ہیں اور اسے منتخب کرتے ہیں جسے وہ اپنے میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے سمجھتے ہیں، رہبر اعلیٰ (ولایت فقیہ)۔ تینوں ممالک میں وہ سربراہ مملکت کو عوام کا نمائندہ سمجھتے ہیں اور اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ خدائی مقرر کردہ بادشاہ کا نمائندہ جو غائب ہے۔ مذہبی یہودیوں کے لیے، نام نہاد اسرائیلی سربراہ مملکت آنے والے مشیخ (مسیح) کا نمائندہ ہے۔

[504] Vicar of Christ, Catholic Encyclopedia

کیتھولک کے لیے، پوپ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا نمائندہ ہے۔ شیعہ مسلمانوں کے لیے، عظیم آیت اللہ "مخفی" امام مہدی کے نمائندے ہیں۔ لیکن تینوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کسی کو بھی مقرر نہیں کیا، لوگوں نے کیا۔ لہٰذا، ان کی تقر ری ناجائز ہے، اور ان کی حکمرانی ناجائز ہے۔

مزید برآں، اس بات کا مزید ثبوت کہ ان تینوں ریاستوں کی قیادت خدا کی طرف سے منتخب کردہ ایک معصوم شخص کے ذریعے نہیں کی جاتی ہے، یہ حقیقت ہے کہ یہ تین ریاستیں کرہ ارض کی تین بدعنوان ترین ریاستیں ہیں۔ تمام شہریوں کے لیے انصاف اور مساوات کی عدم موجودگی اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ درحقیقت خدا کی طرف سے نہیں ہیں۔ وہ انسانیت کے خلاف ہر قسم کے مظالم اور جرائم کے ذمہ دار ہیں۔ جدید اسرائیل کا قیام معصوم فلسطینیوں کے قتل اور بے گھر ہونے کے ذریعے ہوا۔ ویٹیکن کی مقامی آبادی کے خلاف نسل کشی، یہودیوں اور مسلمانوں کے خلاف تحقیقات، صلیبی جنگیں، ہولوکاسٹ میں ملوث ہونے اور جنسی چھیڑ چھاڑ کے اسکینڈلز کی تاریخ اسے الٰہی سے بہت دور کرتی ہے۔ ایران خدا اور اہل بیت (علیہم السلام) کے نام پر اپنے لوگوں اور پوری دنیا میں جو دہشت پھیلا رہا ہے وہ اسے ناجائز بنا دیتا ہے۔ یہ تینوں ممالک دوسرے آمروں اور ظالموں کی توثیق کرتے ہیں اور دنیا میں ناانصافی اور امیر اور غریب کے درمیان دولت کے تفاوت کو درست قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے انسانیت کی ضروریات اور مسائل کا حل فراہم نہیں کیا۔ یہ تینوں ریاستیں ایسے لوگوں کے ساتھ امتیازی سلوک کے لیے بھی بدنام ہیں جو ان کے عقیدے کے رکن نہیں ہیں۔ وہ مخالف الٰہی عادل ریاستیں ہیں۔

افلاطون کی جمہوریہ

تمام انبیاء و مرسلین نے ایک الٰہی عادل ریاست کے لیے کام کیا اور تصور کیا کہ ایک ایسی ریاست آئے گی جہاں عدل کا بول بالا ہوگا اور دنیا عدل و مساوات سے لبریز ہوگی جیسا کہ یہ ظلم و جبر سے بھری ہوئی تھی۔ وہ لوگ جنہوں نے ایسی ریاست کے بارے میں خواب دیکھا اور لکھا وہ مغربی تہذیب کے سب سے ذہین دماغ تھے۔ مغرب کے دو عظیم ترین انبیاء سقراط اور افلاطون (علیہم السلام) تھے۔ سقراط کے زمانے میں لوگ ان کے تصور پر یقین نہیں رکھتے تھے۔

ہر عمل جس سے ان کو فائدہ ہوتا، اسے وہ عدل سمجھتے تھے، اور ہر وہ عمل جو نہ ہو، غیر منصفانہ سمجھتے۔ یہ اس چیز سے پیدا ہوا جو انہوں نے زندگی میں دیکھا۔ سقراط کے زمانے میں ایک بے عمل عالم یہ تبلیغ کر رہا تھا کہ انصاف طاقتور کا فائدہ ہے کیونکہ ظالم جب نا انصافی کرتے ہیں تو فطری طور پر اقتدار حاصل کر لیتے ہیں اور حکمران بن جاتے ہیں جبکہ انصاف کرنے والے کمزور اور جاہل ہوتے ہیں اور پسماندہ ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا عدل یہ ہے کہ اپنے مفاد میں، خود غرضی میں کام کیا جائے۔ آج دنیا کی حکومتوں کا یہی طریقہ ہے۔ یہ سب بے عمل عالم تھراسیماکس کی راہ پر یقین رکھتے ہیں۔

تاہم سقراط نے انصاف کی ضرورت اور مثالی ملک یا ریاست کا درس دیا۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ انصاف کسی چیز کو اس کی صحیح جگہ پر رکھنا ہے۔ ظلم یہ ہے کہ کسی چیز کو اس کی جگہ کے علاوہ رکھنا ہے۔

یہ بالکل وہی انصاف کی تردید ہے جو ہمارے اسلام میں ہے اور جس کی تعلیم حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کے اہل بیت (منہم السلام) نے دی تھی۔ بلکہ یہ عدل کی نفی ہے جس کی تعلیم تمام انبیاء و مرسلین نے دی۔ اس تصور کو سمجھنا بہت ضروری ہے، کیونکہ زیادہ تر لوگ انصاف کا مطلب نہیں سمجھتے۔ بہت سے لوگوں کے لیے انصاف کا مطلب یہ ہے کہ تمام لوگوں کو یکساں حصہ اور یکساں مواقع اور ہر چیز کا یکساں حصہ ملے۔ لیکن یہ سمجھ نا انصافی کی طرف لے جاتی ہے۔ اس طرح سے: سقراط کا خیال تھا کہ لوگ ان کے لیے مختلف فطرت کے ساتھ پیدا کیے گئے ہیں۔ یہ فطرتیں ہر فرد کو کسی خاص کردار یا کام کے لیے زیادہ موزوں بناتی ہیں۔ مثلاً بعض لوگوں کی فطرت کھیتی باڑی کے لیے موزوں ہوتی ہے اور دوسروں کی فطرت تجارت، بڑھئی یا عمارت سازی وغیرہ کے لیے موزوں ہوتی ہے، یہ انصاف ہو گا کہ ان افراد کو جن کی فطرت انہیں کسی خاص چیز کی طرف مائل اور اچھی بناتی ہے، ان کو دیا جائے، اور وہ اس کی مشق کریں جس کے لیے وہ موزوں ہیں، تاکہ بہترین ممکنہ کام کیا جا سکے۔ ان کو اس کے علاوہ کہیں اور رکھنا نا انصافی ہوگی۔ لہٰذا، مثال کے طور پر، کوئی ایسا شخص جو ڈاکٹر بننے کے لیے موزوں ہو اسے دوا کی مشق کرنی چاہیے نہ کہ کاشتکاری۔ ڈاکٹر کو کھیت پر رکھنا یا کسان کو ڈاکٹر کے کلنک میں رکھنا نا انصافی ہوگی۔ اس طرح، کسی ایسے شخص کو حکمرانی کے عہدے پر رکھنا نا انصافی ہو گی جو تاجر کے طور پر زیادہ موزوں ہو۔

سقراط نے کہا کہ اس لیے معاشرے کو تین الگ الگ زمروں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔[505] ایک طبقہ پروڈیوسر، دوسرا جنگجو، اور تیسرا طبقہ جو حکمران ہیں۔ پروڈیوسرز کی کلاس میں معاشرے کے وہ لوگ شامل ہیں جو کسی خاص تجارت کے لیے موزوں ہوں، مثلاً ڈاکٹر، کسان، کاریگر، پلمبر وغیرہ۔ جنگجوؤں کا طبقہ معاشرے کے ان لوگوں پر مشتمل ہوگا جو فوجی ملازمتوں اور ریاست کی حفاظت کے لیے موزوں ترین ہوں۔ تیسرا اور آخری طبقہ ایسے لوگوں پر مشتمل ہے جن کی فطرت معاشرے پر حکمرانی کے لیے موزوں ہے، اس بات کو یقینی بنائیں کہ زمین کا قانون منصفانہ ہو اور امن اور خوشحالی زمین کو گھیرے میں لے۔ معاشرے کا ہر طبقہ صرف اپنے فرائض سے متعلق ہے۔ پروڈیوسر سیاست اور قوانین اور حکمرانی میں مداخلت نہیں کرتے، اور جنگجو پروڈیوسروں کی زندگیوں میں مداخلت نہیں کرتے بلکہ صرف قوانین کو نافذ کرتے ہیں اور ریاست کی حفاظت کرتے ہیں۔ حکمران طبقہ بھی کسی دوسرے کاروبار میں مداخلت نہیں کرتا۔ لہٰذا، آپ کے پاس فوجی مرد اور عورتیں یا حکمران نہیں ہو سکتے جو تاجر بھی ہوں اور ان کے خاص مفادات ہوں یا ان کی دکانیں، جائیدادیں اور کھیت ہوں، ورنہ ان کے خصوصی مفادات اس کام کو متاثر کریں گے جو وہ انجام دیتے ہیں۔ اس طرح، آپ کسانوں اور تاجروں کو سیاست میں مداخلت کرنے اور لابیاں بنانے اور حکمرانوں کو ایسے قوانین منظور کرنے کی ترغیب دینے کی کوشش نہیں کر سکتے جو قومی ریاست کے مفاد کی بجائے ان کے مفادات کا تحفظ کرتے ہوں۔

پروڈیوسرز کا طبقہ جنگجو طبقے اور حکمران طبقے کی تمام ضروریات مفت فراہم کرے گا۔ ڈاکٹر جنگجو اور حکمران طبقے کو صحت کی دیکھ بھال فراہم کریں گے، کسان ان کے لیے کھانا فراہم کریں گے، کپڑے بنانے والا انھیں لباس وغیرہ فراہم کرے گا، اس کے نتیجے میں، جنگجو طبقہ پروڈیوسر طبقے اور الہی عادل ریاست کی حفاظت کرے گا اور بدلے میں، جنگجو طبقہ پروڈیوسر طبقے اور الہی عادل ریاست کی حفاظت کرے گا اور اپنی پوری زندگی اس مخصوص مشن کے لیے بلا معاوضہ وقف کر دے گا۔ حکمران طبقہ بھی اپنی زندگی عوام کی خدمت اور قوانین کی تیاری اور دوسرے ممالک کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کرنے اور ہر وہ کام کرنے کے لیے وقف کر دے گا جو ریاست کے مفاد میں ہو۔ حکمران طبقہ اور جنگجو طبقہ ریاست میں کسی جائیداد کا مالک نہیں ہوگا۔ اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ الہی عادل ریاست کا حکمران فلسفی بادشاہ کے طور پر جانا جاتا تھا اور اسے خدائی طور پر مقرر کیا جانا تھا۔

[505] جمہوریہ، کتاب ۳، افلاطون

سقراط کی جمہوریہ میں فلسفی بادشاہ وہ فرد ہے جس کی فطرت خدا کی طرف سے پیدا کی گئی ہے جو اسے حکمرانی کے لیے بہترین فرد بناتی ہے۔ اس کی سیاسی مہارت اور فلسفیانہ علم باقی سب سے زیادہ ہوتا ہے، کیونکہ فلسفی حکمرانی کرنے کا اہل ہوتا ہے کیونکہ فلسفی، سقراط کے مطابق، ایک ایسا فرد ہے جو مطلق سچائی کا علم رکھتا ہے۔ اور چونکہ خدا کے سوا کوئی مطلق سچائی نہیں ہے، اس لیے جو مطلق سچائی کا مکمل علم رکھتا ہے وہ کوئی اور نہیں بلکہ خدا کا سفیر اور نائب ہے، یا زمین پر خدا کا فطری طور پر مقرر کردہ حجت، خدا کا مقرر کردہ اور معصوم بادشاہ، کیونکہ جس کو مطلق سچائی کا مکمل علم ہو وہ غلطیاں کرنے یا قوم کو گمراہ کرنے سے قاصر ہوگا۔

یہ شخص ہمیشہ خدا اور انسانیت کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر چنتا ہے۔ سقراط نے کہا: "جب تک فلسفی بادشاہ نہ ہوں، یا اس دنیا کے بادشاہوں اور شہزادوں کے پاس فلسفی کی روح اور طاقت نہ ہو... شہروں کو کبھی بھی ان کی برائیوں سے آرام نہیں ملے گا، اور نہ ہی نسل انسانی، جیسا کہ میرا یقین ہے، اور تب ہی یہ ہمارے ریاست کے پاس زندگی کا امکان ہے اور وہ دن کی روشنی دیکھے گی۔"[506]

ایک فلسفی ایک خدائی مقرر کردہ نبی، رسول، امام، یا نائب ہوتا ہے۔

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے ہمیں بتایا ہے کہ سقراط، افلاطون اور ارسطو سب انبیاء تھے۔ افلاطون کی جمہوریہ الٰہی عادل ریاست ہے۔ ہم افلاطون کی جمہوریہ کی تخلیق کی تلاش میں ہیں۔ ایک ایسی حکومت جہاں خدا بادشاہ کو مقرر کرتا ہے اور بادشاہ حکمران طبقے کو مقرر کرتا ہے، اور جنگجو طبقہ بادشاہ کی فرمانبرداری کو نافذ کرتا ہے اور ریاست کی حفاظت کرتا ہے، جب کہ پیداوار کرنے والا طبقہ انصاف اور مساوات کے ساتھ رہتا ہے اور اسے کبھی بھی کسی چیز کا سامنا نہیں کرنا پڑتا اور نہ ہی کسی چیز سے ڈرنا پڑتا ہے، اور ایک امیر اور آرام دہ زندگی سے لطف اندوز ہوں۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) ایک فلسفی بادشاہ ہیں۔ محمد ابن الحسن، مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک فلسفی بادشاہ ہیں اور اسی طرح تمام مہدی ہیں۔

[506] جمہوریہ، کتاب ۵، افلاطون

چونتیسواں باب

القائم

"اگر تم اسے دیکھو تو اس سے بیعت کرو اور اس کے پاس رینگنا چاہے وہ برف پر ہی کیوں نہ ہو۔"

قائم بنی نوع انسان کے وعدہ شدہ اور منتظر نجات دہندہ ہیں۔ روایات میں آیا ہے کہ وہ لوگوں کو نئے عہدیا نئے اسلام کی طرف بلائیں گے۔ امام الصادق (علیہ السلام) نے فرمایا: "اگر وہ اٹھے گا تو وہ لوگوں کو نئے اسلام کی طرف بلائے گا، اور ان کی رہنمائی کرے گا اس معاملے کی طرف جو گم ہو چکی ہے اور جس سے لوگ بھٹک گئے ہیں۔ اور بلاشبہ قائم کو مہدی [ایک رہنما] کہا جاتا ہے، کیونکہ وہ گمشدہ چیز کی رہنمائی کرتا ہے، اور اسے قائم اس لیے کہا گیا کہ وہ حق کے ساتھ اٹھتا ہے۔"[507]

قائم وہ ہیں جو مومنوں کے لیے ایک حقیقی ملک اور وطن قائم کرتے ہیں، ایک الہی عادل ریاست جس میں خدا کی حکمرانی قائم ہوتی ہے۔ قائم وہ ہیں جو تمام انبیاء و مرسلین اور صالحین کی روحوں کے ساتھ واپس آتے ہیں اور حیاتیاتی رابطوں کی بجائے روح کے روابط پر مبنی نئی خاندانی اکائیاں قائم کرتے ہیں۔

قائم کی لاجواب نشانی عالم الارواح ہے

ایک دن میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے کہا، "میں دین کے بارے میں لکھ رہا ہوں اور میں نے لکھا ہے کہ ہم تناسخ کی حقیقت اور دنیا میں روحوں کی واپسی کے ساتھ کئی بار آئے ہیں، اور ہم جانتے ہیں کہ ہر روح کا ایک باپ ہوتا ہے اور روح کی دنیا میں باپ ضروری نہیں کہ جسمانی دنیا والا باپ ہو۔ ہر ذی روح کا ایک باپ ہوتا ہے اور ہم اس دنیا میں کئی بار آتے ہیں اور ہر اوتار میں باپ اور ماں اور بہن بھائی مختلف ہوتے ہیں۔ یہ وہ نشانی ہے جس سے ہم قائم کو جانتے ہیں، اور اس کی حتمی دلیل ہے، کیونکہ امام الصادق (علیہ السلام) نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ نے روحوں کے درمیان سائے میں انتخاب کیا اور پھر ان کو جسموں میں داخل کر دیا۔ ہمارا قائم ظہور کرے گا وہ بھائی کو اس بھائی کا وارث بنائے گا جس کے ساتھ خدا نے اسے سایہ میں

[507] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، جلد ۵۱، ص۔ ۳۰

جوڑا ہے اور وہ اسے اپنے جسمانی بھائی کا وارث نہیں بنائے گا، اسے اسی سے جانیں اور جو اسے اس سے پہچانے گا اس کو کسی اور ثبوت کی ضرورت نہیں رہے گی۔"[508]

اب ہم عالم الارواح کی دنیا کے علم کو بطور ثبوت استعمال کر رہے ہیں اور اسی لیے ہمارے پاس آل محمد کے قائم ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں بیٹا۔ بہت اچھا کام!"

قائم کی طرف ہمارے فرائض

ایک دن میں نے امام (منہ السلام) سے کہا، "امام الصادق (منہ السلام) نے فرمایا:

" اگر مومن کے پاس کچھ (پیسہ) ہو تو وہ اپنے بچوں پر جس طرح چاہے خرچ کر سکتا ہے، لیکن اگر قائم اٹھے تو وہ جو کچھ اس کے پاس ہے (پیسہ اور جائیداد) اور جو کچھ بچا ہے اسے لے جائے گا۔ اس (پیسہ) سے وہ اپنی روزی کے لیے استعمال کرتا ہے، پھر اگر اس نے ایسا کیا تو (مومن) نے اپنی ذمہ داری پوری کردی۔"[509]

اور امام الصادق (منہ السلام) نے یہ بھی فرمایا:

''ہمارے شیعہ اپنے ہاتھ میں جو کچھ چاہیں خرچ کر سکتے ہیں، لیکن جب ہمارا قائم اٹھے تو تمام خزانے (مال و دولت) ان لوگوں کے لیے حرام ہو جائیں گے جن کے پاس خزانے ہوں، اور وہ اسے لے کر آئیں تاکہ قائم اسے اپنے دشمن کے خلاف استعمال کرے، اور یہ خدا کے الفاظ کا مفہوم ہے، 'جو سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے خدا کی راہ میں خرچ نہ کرے، انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔''[510]

اس روایت کا کیا مطلب ہے کہ ایک وقت آئے گا جب قائم لوگوں کے مال کو ان پر حرام کر دے گا؟"

---

[508] الهفت الشريف، المفضل ابن عمر الجعفی، باب ٦٦، ص۔ ١٨٠

[509] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، جلد۔ ٧٠، ص۔ ١٤٣

[510] تفسیر العیاشی، محمد ابن مسعود عیاشی۔ ٢، ص۔ 87

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ سچ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قائم صرف وہی ہے جو زندگی کے معاملے میں لوگوں کے درمیان انصاف کریں گے اور سب کے ساتھ یکساں سلوک کریں گے۔"

اہل بیت (منہم السلام) کی روایات سے واضح ہوتا ہے کہ مومنین پر قائم (منہ السلام) کی طرف سے مالی فرض ہے۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) کے قول سے بھی واضح ہے کہ قیام کا آغاز ہوچکا ہے اور ہم اس وقت اس میں ہیں۔ ان کی باتوں سے یہ بھی واضح ہے کہ الہی عادل ریاست کے قیام کا چالیس فیصد حصہ پیسہ اکٹھا کرنا ہے۔ اس لیے یہ ہر ایک مومن مرد اور عورت جو اس دعوے میں شامل ہو، ان کا فرض ہے کہ اپنا تمام سامان دے دیں، سوائے اس کے جس کی انہیں بنیادی روزی روٹی کے لیے ضرورت ہو، تاکہ قائم کی اپنی ریاست کے قیام میں مدد کی جا سکے۔ وہ افراد جو کام کرتے ہیں اور تنخواہیں وصول کرتے ہیں، ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی پوری تنخواہ، اس میں سے کٹوتی کرنے کے بعد، اپنی روزی روٹی کے لیے، مستقل ماہانہ بنیادوں پر دیں۔ جن کے پاس جائیدادیں ہیں جیسے کہ مکانات یا زمین انہیں ایک الہی عادل ریاست کے قیام کے لیے عطیہ کرنے کے لیے اسے بیچنا چاہیے۔ قائم کی حمایت ہر طریقے سے کرنا ضروری ہے۔

ایک دن میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے کہا، "میں ایک غیر حقیقی مثال استعمال کرنا چاہتا ہوں، یہ صرف ایک مثال ہے، لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔" میں نے کہا، "اگر کوئی کسی ظالم سے آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قائم کی خاطر چوری کرے تو..."

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ چوری نہیں ہے۔"

میں نے کہا: "اس شخص کا کیا ہوگا جو قائم کو پیسے دینے کے لیے سود کا سودا کرتا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "سود نہیں، سود ہرگز جائز نہیں۔ یہ انتہائی بدصورت ہے۔"

اور یہ ایسی چیز نہیں ہے جو انبیاء و مرسلین (علیہم السلام) پر ایمان لانے والوں کے لیے ناواقف ہو۔ اعمال کی کتاب میں، مومنوں نے اپنے گھر بیچ دیے اور پیسے اور اپنا تمام سامان مسیح کے حواریوں کو دے دیا، تاکہ مومنوں کی ایک جماعت قائم کی جا

سکے۔ "تمام مومنین دل و دماغ میں ایک تھے۔ کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ان کا کوئی بھی مال ان کا اپنا تھا، لیکن انہوں نے اپنے پاس موجود ہر چیز کو بانٹ دیا۔ بڑی طاقت کے ساتھ حواری مولا عیسی کے جی اٹھنے کی گواہی دیتے رہے۔ اور خُدا کا فضل اُن سب پر اِس قدر زور سے کام کر رہا تھا کہ اُن میں کوئی محتاج نہ تھا۔ کیونکہ وقتاً فوقتاً وہ لوگ جن کے پاس زمین یا مکان تھے، وہ بیچ کر پیسے لے کر رسولوں کے قدموں میں ڈال دیتے تھے، اور جس کو ضرورت ہوتی تھی اسے تقسیم کر دیا جاتا تھا۔"[511]

موسیٰ (علیہ السلام) کی جماعت کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا: "بنی اسرائیل سے کہو کہ میرے لیے چندہ جمع کریں۔ ہر اس آدمی سے جس کا دل اسے تحریک دیتا ہے تم میرا حصہ جمع کرو۔ اور یہ وہ حصہ ہے جو تمہیں ان سے جمع کرنا ہے: سونا، چاندی اور کانسی، نیلا، ارغوانی اور سرخ رنگ کا سامان، باریک کتان، بکرے کے بال، مینڈھے کی کھالیں سرخ رنگی ہوئی، خنزیر کی کھالیں،.ببول کی لکڑی، روشنی کے لیے تیل، مصالحے مسح کرنے کے تیل اور خوشبودار بخور کے لیے، سلیمانی پتھر اور سیٹنگ کے پتھر، افود اور سینہ بند کے لیے۔ اور وہ میرے لیے ایک مقدس جگہ بنائیں تاکہ میں ان کے درمیان رہوں۔"[512]

اور احادیث بہت سی ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اصحاب اور ابتدائی مسلمانوں نے اپنا سارا مال اور سونا لا کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاتھ اور گود میں رکھ دیا۔

جو لوگ اپنا مال قائم کے حوالے کرنے پر اعتراض کرتے ہیں وہ حقیقی طور پر خدائی عدل و انصاف اور خود قائم کو ماننے والے نہیں ہیں اور خدا کی طرف سے ان پر نازل کردہ ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ قائم کا ساتھ دینا جس چیز کی اسے الہی عادل ریاست کے قیام کے لیے ضرورت ہے وہ پورا دین ہے۔

[511] مقدس انجیل، اعمال کی کتاب، باب ۴، آیات ۳۲-۳۵

[512] مقدس انجیل، خروج کی کتاب، باب ۲۵، آیات ۸۲

قائم کے زمانے میں مومن کے فرائض میں سے ایک اور فرض یہ ہے کہ وہ کسی بھی ضرورت سے قائم کی طرف ہجرت کرے۔ اس سلسلے میں روایات بہت زیادہ ہیں اور یہ بیان کرتی ہیں کہ اگر آپ کسی ڈبے میں ہوں تو آپ کو اس ڈبے سے باہر نکل کر ان کی طرف ہجرت کرنی چاہیے[513]، خواہ آپ کو گھٹنوں کے بل یا برف پر رینگنا پڑے۔

نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "ہم ایک ایسے گھرانے کے فرد ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے دنیا پر آخرت کا انتخاب کیا ہے۔ میرے جانے کے بعد میرے اہل بیت کو آفت، بے دخلی اور جلاوطنی کا سامنا کرنا پڑے گا، یہاں تک کہ مشرق سے کچھ لوگ سیاہ پرچم اٹھائے آئیں گے۔ ایک نیک درخواست کریں گے لیکن انہیں نہیں دی جائے گی۔ پھر وہ لڑیں گے اور فتح حاصل کریں گے، پھر ان کو وہ دیا جائے گا جو وہ چاہتے تھے، لیکن وہ قبول نہیں کریں گے اور میرے خاندان کے ایک آدمی کو قیادت دیں گے۔ پھر وہ اسے عدل سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم سے بھرا ہوا تھا۔ تم میں سے جو بھی اسے دیکھنے کے لیے زندہ ہے، وہ ان کے پاس جائے چاہے اسے برف پر رینگنا پڑے۔"[514]

لہذا، قائم کے اٹھتے وقت مومن پر جو دو اہم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں وہ یہ ہیں کہ وہ تمام دولت ان کے سپرد کرے اور ان کی طرف ہجرت کرے، ان کی خدمت کے لیے، جس طریقے سے وہ انہیں تفویض کریں۔ جیسا کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ ہجرت کی اور ابتدائی عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے بعد کے رسولوں (علیہم السلام) کے ساتھ ہجرت کی اور اسی طرح مسلمانوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ ہجرت کی تاکہ ایمان اور مومنین کی جماعت قائم کی جا سکے۔

---

[513] عامر ابو الطفیل بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین نے ان سے فرمایا: "اے عامر، اگر تم سنو کہ خراسان سے سیاہ پرچم آ رہے ہیں اور تمہیں ایک صندوق میں بند کر دیا گیا ہو تو اس تالے کو اور اس صندوق کو توڑ دینا چاہے اس سے تم قتل ہو جاؤ، اور اگر تم اس سے عاجز ہو تو اس وقت تک لڑھک جاؤ جب تک کہ تم اس کے نیچے مارے نہ جاؤ۔" امام مہدی کی زندگی، باقر شریف القرشی، جلد ۱، ص۔ ۲۷۳

[514] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، جلد ۱ ۔ ۵۱، ص۔ ۸۷

قائم کی پہچان

قائم وہ ہیں جو اٹھیں گے اور لوگوں کی حالت بدلنے کے لیے اقدام کریں گے۔ مسلمانوں کا روایتی طور پر خیال ہے کہ قائم امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں اور امام مہدی قائم ہیں، لیکن حقیقت میں وہ دو مختلف لوگ ہیں۔ جب امام مہدی کا تذکرہ کرتے ہیں تو ہم بارہویں امام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں بات کر رہے ہیں اور جب محمد کے اہل بیت کے قائم یا پیدا کرنے والے کا حوالہ دیتے ہیں (منہ السلام)، ہم ایک دوسرے شخص کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔

مسلمانوں نے ۱،۴۰۰ سال سے زیادہ عرصے سے قائم کے ظہور کا انتظار کیا ہے اور تمام انبیاء و مرسلین (علیہم السلام) ان کے ظہور کے منتظر تھے اور ان کے ساتھ واپس آنے کی دعا کرتے تھے تاکہ وہ ایک الٰہی عادل ریاست کے قیام میں مدد کریں۔ اُن کی آمد تمام انبیاء، مرسلین اور ائمہ (علیہم السلام) کی کوششوں کی انتہا ہے۔

ان کی شناخت اہم ہے اور بہت زیادہ اختلاف اور الجھن کا مرکز رہی ہے۔ سنی مسلمانوں کے لیے، وہ آخری زمانے میں پیدا ہونے والے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اولاد ہیں، اور ان کا نام اور ان کے والد کا نام نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کے والد کے نام سے ملتا جلتا ہے، اور وہ ایمان رکھتے ہیں کہ ان کا نام محمد ابن عبداللہ ہونا چاہیے (حالانکہ روایات میں یہ واضح نہیں ہے)۔ شیعوں کے لیے بارہویں امام محمد ابن الحسن مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) کے پیروکار سمجھتے ہیں کہ امام احمد الحسن (منہ السلام) محمد کے اہل بیت کے قائم ہیں۔ تو، وہ حقیقت میں کون ہیں؟

قائم کی تفصیل

اگر ہم روایتوں میں قائم یا مہدی کی تفصیل تلاش کریں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ قائم کی روایتیں متضاد ہیں۔ کچھ لوگ قائم یا مہدی کو ۷ سال حکومت کرنے کے طور پر بیان کرتے ہیں، دوسروں نے انہیں ۱۹ سال تک حکومت کرنے کے طور پر بیان کیا

ہے[515]، اور دیگر احادیث دوسرے نمبروں کی فہرست دیتے ہیں۔ اگر ہم ان کی جسمانی خصوصیات کو بیان کرنے والی روایات پر نظر ڈالیں تو ہمیں وہ متضاد بھی ملتے ہیں، بعض نے ان کو موسیٰ (علیہ السلام) سے مشابہ لمبا اور سیاہ رنگ کے ساتھ بتایا ہے[516]، بعض نے سفید رنگت بیان کی ہے۔ کچھ روایتوں میں ان کے ۳۲ سال کی عمر میں ظاہر ہونے کی وضاحت کی گئی ہے[517]، اور کچھ میں ان کے ۴۰ کی دہائی میں ظاہر ہونے کا کہا ہے[518]۔ بعض روایات میں ایک قائم یا مہدی کو بیان کیا گیا ہے جو ایک جنگجو ہے اور جو بہت سی لڑائیوں میں حصہ لیتے ہیں اور دوسری روایات ایک مہدی کو بیان کرتی ہیں جو خون کا ایک قطرہ گرائے بغیر تخت پر چڑھتے ہیں۔[519]

اصل بات یہ ہے کہ قائم یا مہدی کے بیان کرنے والی روایتوں میں اختلاف اس وجہ سے ہے کہ روایات مختلف لوگوں کو بیان کر رہی ہیں۔

دو نام، تین نام

امام الباقر (منہ السلام) نے اپنے والد سے اور اپنے دادا (علیہم السلام) سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ امیر المومنین علی (منہ السلام) نے منبر پر فرمایا: "میرے بیٹوں میں سے ایک شخص آئے گا، آخری وقت میں، جس کا رنگ سفید ہوگا اور اس کا پیٹ بڑا ہوگا، چوڑی رانیں اور چوڑے کندھوں کے ساتھ، اس کی پیٹھ پہ دو تل ہیں، ایک کا رنگ اس کی جلد جیسا ہے اور دوسرا خدا کے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مشابہ۔ اس کے دو نام ہونگے، ایک نام جو مخفی ہوگا اور دوسرا نام جس کا اعلان کیا

---

[515] ابو عبد اللہ نے کہا: "ہم سے قائم کی بادشاہی ۱۹ سال اور چند مہینے کی ہے۔" بحار الانوار، علامۃ المجلسی، ج ۱، ص ۱۱۲۔ ۵۲، ص۔ ۲۹۸

[516] امام الباقر (منہ السلام) نے فرمایا: "...دیکھنے میں سرخی رنگت، گہری آنکھیں، اٹھے ہوئے ابرو، چوڑے کندھے... اور ان کے چہرے میں موسیٰ کی مشابہت ہے۔" بحار الانوار، العلامۃ المجلسی، جلد۔ ۵۱، ص۔ ۴۰

[517] ابا عبد اللہ سے، آپ نے فرمایا: "وہ ۳۲ سال کی عمر میں ایک کامیاب نوجوان کی صورت میں نظر آتے ہیں۔" کتاب الغیبہ (کتاب غیبت)، النعمانی، جلد ۲۔ ۱، ص۔ ۱۹۳

[518] رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "میرے بیٹوں میں سے مہدی چالیس سال کے ہیں۔" بحار الانوار، علامۃ المجلسی، جلد۔ ۵۱، ص۔ ۸۰

[519] حسن بن عبد الرحمٰن عکلی کی سند سے، ابوہریرہ کی سند سے، انہوں نے کہا: "رکن اور مقام کے درمیان مہدی کی بیعت کی جائے گی۔ وہ سوئے ہوئے کو جگاتے ہیں اور خون نہیں بہاتے ہیں۔'' الملاحم والفتن، السید ابن طاؤس، جلد۔ ۱، ص۔ ۱۳۳

جاتا ہے، جو نام مخفی ہوگا وہ احمد ہے، اور جس کا اعلان کیا جائے گا وہ محمد ہے۔ اگر وہ اپنا جھنڈا ہلائے تو مشرق و مغرب کے درمیان جو کچھ ہے وہ اس کے لیے روشن ہو جائے گا اور بندوں کے سروں پر ہاتھ رکھے گا اور کوئی مومن باقی نہیں رہ گا سوائے اس کے کہ اس کا دل لوہے کے ٹکڑوں سے زیادہ مضبوط ہو اور اللہ تعالیٰ اسے چالیس آدمیوں کی طاقت دے گا اور ایک بھی مردہ باقی نہیں رہے گا سوائے اس کے کہ وہ قبر میں ہوتے ہوئے خوش ہو جائے اور وہ قبروں میں ایک دوسرے کی زیارت کریں گے اور قائم کی بشارت دیں گے۔"[520]

حقیقت یہ ہے کہ دو نام، احمد اور محمد، دو لوگوں کی طرف اشارہ کر رہے ہیں اور یہ وہ دو نام ہیں جن کا ذکر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وصیت میں کیا گیا ہے، احمد الحسن (منہ السلام) اور محمد ابن الحسن (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔

اس طرح، اسی منطق اور اصول کے ساتھ، وصیت میں جب یہ لکھا ہے کہ "اس کے تین نام ہیں..." تو یہ تین متفرق لوگوں، احمد، عبداللہ اور المہدی کی طرف اشارہ ہے، پہلے، دوسرے، اور تیسرے مہدی۔ وہ ہیں امام احمد الحسن (منہ السلام)، عبداللہ ہاشم اور المہدی، تیسرے مہدی۔ وہ روایات جو کبھی قائم یا مہدی کو بیان کرتی ہیں وہ کبھی امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف، کبھی امام احمد الحسن (منہ السلام) اور کبھی دوسرے مہدیوں میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ لیکن محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا قائم کون ہے؟

نومبر ۲۰۱۸ میں ایک دن، امام نے مجھ سے کہا، "کیا تمہارے پاس وصیت ہے؟"

میں نے کہا، "جی ہاں."

امام (منہ السلام) نے فرمایا: اسے پڑھو۔"

میں نے کہا،

"اے ابا الحسن، میرے لیے ایک قلم اور کاغذ لے آؤ، اور آپ نے اپنے وصیت نامے کو زبانی بتایا، یہاں تک کہ وہ اس مقام پر پہنچے جہں آپ نے فرمایا، اے علی، میرے بعد بارہ امام ہوں گے، اور ان کے بعد بارہ مہدی ہوں گے۔

[520] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، جلد ۱ ۔ ۵۱، ص۔ ۳۵

اے علی، آپ بارہ اماموں میں سے پہلے ہیں۔ خدا نے آپ کا نام اپنے آسمانوں میں علی المرتضیٰ، امیر المومنین، صدیق الاکبر، حق و باطل کے درمیان روشن فرق کرنے والے، امانت دار اور مہدی رکھا ہے۔ یہ لقب آپ کے علاوہ کسی اور کے لئے نہیں ہیں۔ اے علی، آپ میرے اہل و عیال، ان کے زندہ اور فوت شدہ اور میری عورتوں پر میرے جانشین ہیں۔ جس کا تم اثبات کرو گے وہ کل مجھے پائے گا اور جس کو تم مسترد کرو گے میں اس سے (خدا کے سامنے) بے قصور ہوں۔ نہ میں اسے دیکھوں گا اور نہ وہ مجھے قیامت کے دن دیکھے گی۔ اور آپ میرے بعد میری امت کے خلیفہ ہیں۔ اگر آپ دنیا سے رحلت فرمائیں تو اسے میرے بیٹے الحسن کے حوالے کر دیں، جو بہت فائدہ مند ہیں۔ پھر اگر وہ دنیا سے رحلت فرمائیں تو اسے میرے بیٹے الحسین، شہید، طاہر، مقتول کے حوالے کردے۔ پھر اگر وہ دنیا سے رحلت فرمائیں، تو اسے اپنے بیٹے، عبادت گزاروں کے آقا علی کے حوالے کر دے۔ پھر اگر وہ دنیا سے رحلت فرمائیں، تو اسے اپنے بیٹے محمد باقر کے حوالے کردے۔ پھر اگر وہ دنیا سے رحلت فرمائیں، تو اسے اپنے بیٹے جعفر الصادق کے حوالے کردے۔ پھر اگر وہ دنیا سے رحلت فرمائیں، تو اسے اپنے بیٹے موسیٰ الکاظم کے حوالے کر دے۔ پھر اگر وہ دنیا سے رحلت فرمائیں تو اسے اپنے بیٹے علی الرضا کے حوالے کردے۔ پھر اگر وہ دنیا سے رحلت فرمائیں تو اسے اپنے بیٹے محمد جو کہ امانت دار اور پرہیزگار ہیں، ان کے حوالے کر دے۔ پھر اگر وہ دنیا سے رحلت فرمائیں تو اسے اپنے بیٹے علی نصیحت دینے والے کے حوالے کر دے۔ پھر اگر وہ دنیا سے رحلت فرمائیں تو اسے اپنے بیٹے حسن نیک والے کے حوالے کر دے۔ پھر اگر وہ دنیا سے رحلت فرمائیں تو اسے اپنے بیٹے محمد کے حوالے کر دے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل مقدسہ کے محافظ ہیں۔ یہ بارہ امام ہیں۔ ان کے بعد بارہ مہدی ہوں گے۔ پس اگر وہ دنیا سے رحلت فرمائیں تو وہ اُسے اپنے بیٹے کے حوالے کر دے۔ اس کے تین نام ہیں، ایک میرا اور میرے والد کا: عبداللہ, احمد، اور تیسرا نام المہدی ہے۔ وہ مومنوں میں سب سے پہلے ہیں۔" [521]

"امام (منہ السلام) نے فرمایا: "آخری جملے کو شروع سے دیکھو۔

[521] غیبت الطوسی، جلد۔ ۱، ص۔ ۱۷۴؛ بحار الانوار، علامۃ المجلسی، جلد۔ ۵۳، ص۔ ۱۴۸

"میں نے کہا: "کیا آپ کا مطلب عبداللہ، احمد، المہدی ہے؟

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، کیا تم نے اپنے آپ سے پوچھا کہ تمہارا نام پہلے کیوں ہے؟" میں نے کہا، "میں نے پہلے بھی دوسروں سے اس بارے میں سوال کرتے سنا ہے اور میں نے سوچا کہ یہ غلطی تھی اور اصل وصیت میں احمد، عبداللہ، المہدی لکھا ہوگا۔ میں نے واقعی اس کے بارے میں زیادہ نہیں سوچا۔ "

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ کوئی غلطی نہیں ہے۔"

میں نے کہا: "لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ میں مہدیوں میں پہلا ہوں اور آپ مہدیوں میں دوسرے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اب سے تم سب سے آگے ہو، کیا تمہیں یاد ہے جب تم نے مجھے ایک دفعہ کہا تھا کہ آدم (علیہ السلام) نے تم سے وصیت کے بارے میں بات کی تھی؟"

میں نے کہا، "جی ہاں، اس نے ذکر کیا کہ اس میں ایک سر ہے، کہ ایک دوسرے سے پہلے ہوگا۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اس کا یہی مطلب تھا۔" میں نے کہا: "لیکن کیا آپ بارہویں امام، امام مہدی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے نائب نہیں ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، اور میں حاضر ہوں، ان کا نائب۔"

میں نے کہا، "اور میں آپ کا نائب ہوں، لیکن آپ میرے بعد آتے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، اور تم سے پہلے بھی۔"

میں نے کہا: "آپ مجھ سے پہلے اور میرے بعد کیسے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اب لوگ جان چکے ہیں اور جانتے رہیں گے کہ احمد محمد کا نائب ہے۔"

میں نے کہا "جی ہاں."

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "لیکن وہ کون ہے جو لوگوں کا سامنا کر رہا ہے؟ تم." میں نے کہا، "آہ! تو آپ کا مطلب یہ ہے کہ احمد محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نائب ہیں اور عبداللہ احمد کا نائب ہے، لیکن وہ احمد سے پہلے وفات پاتا ہے، جیسے ہارون

موسیٰ سے پہلے فوت ہوئے، اور پھر مہدی آپ کے نائب ہوں گے جیسے یوشع ہارون کی وفات کے بعد موسیٰ کے نائب تھے؟ کیا ایسا ہی ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، تقریباً، فرق صرف اتنا ہے کہ عبداللہ احمد کے بعد باقی رہتا ہے، وہ اس سے پہلے نہیں مرتا، میری مراد جسم کی حیاتیاتی موت ہے۔" میں نے کہا: "تو آپ مہدیوں میں اول ہیں اور آپ کی موت کے بعد میں دوسرا مہدی ہوں اور بعد میں المہدی ہوں گے، لیکن ساتھ ہی میں آپ سے پہلے ہوں اور لوگوں کا سامنا کر رہا ہوں؟" امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بہت خوب!" میں نے کہا، "تو اس لمحے سے لے کر میری موت تک جو آپ کی وفات کے بعد ہے، میں سب سے آگے لوگوں کے سامنے ہوں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں ان کے سامنے آنے کے بعد بھی ہمیشہ ان کے ساتھ نہیں رہوں گا۔"

میں نے کہا، "کیوں، میرے والد؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں صرف ایک مدت کے لیے ظاہر ہوں گا اور پھر لوگوں کی نظروں سے غائب ہو جاؤں گا۔"

میں نے کہا، "کیا وجہ ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے بیٹے، میں نہیں چاہتا کہ لوگ میرے موجودگی کے عادی ہو جائیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں تمہارے لیے زمین کو تیار کر رہا ہوں۔"

میں نے کہا، "میرے لیے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں میرا ظہور وقتی طور پر تمہارے مقام کو مضبوط کرنے کے لیے ہے لیکن رعب، جلال اور عزت تمہاری اور ہماری دعوت کے لیے باقی رہے گی۔" میں نے کہا، "لیکن آپ زمین کو میرے لیے کیوں تیار کر رہے ہیں، اور اپنے لیے نہیں؟ آپ زمین کے مالک ہیں."

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم بعد میں سمجھو گے.بیٹا، ابھی کے لیے خاموش رہو۔"

میں نے کہا، "مجھے نہیں معلوم کہ کیا کہنا چاہئے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کچھ نہ کہو۔ تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ تم اپنے باپ اور مالک سے کیا مراد رکھتے ہو۔"

میں نے روتے ہوئے کہا، "شکریہ، میرے والد۔ "

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بیٹا، اللہ تجھے سلامت رکھے اور سب مومنوں کو ایک ایک کر کے میری سلامتی بھیجنا اور ان سب کو بتانا کہ میں سب کو معاف کرتا ہوں اور ان کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہوں اور ان سب کو سفید کر دیتا ہوں گویا آج پیدا ہوئے، ان کا کوئی گناہ نہیں جس کا ذکر کیا جائے۔ میں ان سب کو، ہر ایک کو، ہر ایک شخص کو معاف کرتا ہوں۔ وہ سب اپنے گناہوں کی سزا بھگت رہے ہیں اور میرے سامنے بے گناہ ہیں۔ ان سب کو بتانے کے بعد فلاں کو اس کی غلطی سے آگاہ کرنا اور اسے بتا دینا کہ ہمیں پہلے سے معلوم تھا کہ تم ہمیں دھوکہ دینے اور احمد الحسن کو دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہو، لیکن افسوس تم نے اپنے نفس کے سوا کسی کو دھوکہ نہیں دیا۔ اس سے کہو کہ میں اسے معاف کرتا ہوں۔" میں نے کہا، "خدا محمد و آل محمد، ائمہ اور مہدیوں پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے ! آپ کا شکر اے مہربان اور سخی ! آپ کی باتوں سے میرے رونگٹھے کھڑے ہو گئے، درحقیقت وہ اپنے سوا کسی کو دھوکہ نہیں دے رہا تھا۔ آپ کا شکریہ، میرے والد۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے بیٹے، میں نہیں چاہتا کہ تم اس بخشش کے بعد کسی کی خطا سامنے لاؤ، خواہ کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو، ان کو خدا کی راہ میں بھائی بنا دو۔ عورتیں عورتوں کو گلے لگائیں اور مرد مردوں کو گلے لگائیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے دل اور زبان سے دوسرے کے لیے معافی اور محبت کا اعلان کرے اور سب کو معلوم ہو جائے کہ اللہ دلوں کو دیکھتا اور سنتا ہے۔ ایک شاندار رات ہے، میرے پیارے بیٹے۔ ہمیشہ اور ہمیشہ کے لیے فی امان اللہ۔"

میں نے کہا، "فی امان اللہ، میرے پیارے والد۔ "

قائم آل محمد

ایک دن امام (منہ السلام) نے مجھ سے فرمایا: "آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا قائم کون ہے؟"

میں نے کہا، "آپ، احمد الحسن۔ "

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں، تم غلط کہتے ہو۔ "

میں نے کہا، "پھر کون ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "وہ ایک اور شخص ہے۔ اس کا دنیاوی نام حرف ع سے شروع ہوتا ہے۔ ان کی والدہ رومی ہیں اور ان کا ایک بیٹا ہے جس کا نام ہارون الصادق (علیہ السلام) ہے۔ "

میں نے کہا، "میں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قائم عبداللہ ہیں۔ یوسف، احمد الحسن کا بیٹا۔"

میں رونے لگا۔

امام (منہ السلام) نے فرمایا: یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا قائم ہے۔ تم، میرے بیٹے۔"

میں نے کہا، "لیکن کیا یہ آپ نہیں تھے، میرے والد؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کب؟ صرف ظاہر میں میں ہی تھا۔ یہ ان امور میں سے ہے جسے میں الکوفہ میں پڑھوں گا اور لوگ اس سے بھاگیں گے[522]، یہ اس کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ کیا تم نے کبھی محسوس نہیں کیا؟" میں نے کہا، "میرے ذہن میں یہ بات کبھی نہیں آئی کہ میں محمد کے اہل بیت کا قائم ہوں، سوائے اس کے جو آپ نے مجھے بتایا تھا۔ میں نے ہمیشہ سوچا کہ یہ آپ ہیں۔" امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم میرے محبوب اور میری آنکھوں کے نور ہو، لیکن تمہیں اس وقت معلوم ہونا چاہیے تھا جب میں نے تم سے کہا تھا کہ تم مجھ سے پہلے حکومت کرو گے، عبداللہ، احمد، المہدی۔"

اہل بیت کی روایتوں سے واضح ہوتا ہے کہ آل محمد (منہم السلام) کے قائم احمد الحسن کے ایک بیٹے ہیں۔ امام الباقر (منہ السلام) نے فرمایا:

"موسیٰ بن عمران نے تورات میں دیکھا اور پڑھا کہ آل محمد کے قائم کو اہلیت اور ترجیح سے کیا دیا جائے گا، تو موسیٰ نے کہا: 'اے میرے رب مجھے اہل بیت کا قائم بنا دے۔' چنانچہ ان سے کہا گیا کہ یہ احمد کے بیٹوں میں سے ہیں، چنانچہ آپ نے تورات کی دوسری کتاب میں نظر ڈالی تو انہیں وہی ملا اور انہوں نے وہی کہا جو انہوں نے پہلے کہا تھا۔ اور ان سے وہی کہا جو خدا نے

[522] ابی عبد اللہ (منہ السلام) نے فرمایا: "گویا میں نے قائم کو کوفہ کے منبر پر دیکھا اور انہوں نے چادر اوڑھی ہوئی ہے، تو وہ اپنی چادر سے ایک کتاب نکالتے ہیں جس پر سنہری مہر لگی ہوئی تھی۔ انہوں نے مہر ہٹاتا ہے اور لوگوں کو پڑھایا، تو وہ اس سے ایسے بھاگتے ہیں جیسے بھیڑ بکریوں کے بھاگتے ہیں۔" الکافی، الشیخ الکلینی، جلد ۱ ۔ ۸، ص۔ ۱٦٧

پہلے کہا تھا۔ پھر انہوں نے تورات کی تیسری کتاب میں نظر ڈالی تو وہی دیکھا اور وہی کہا اور خدا کی طرف سے انہیں بھی یہی کہا گیا۔ [قائم احمد کا ایک بیٹا ہے]۔[523]"

کئی روایات بھی ہیں جن میں قائم کی عمر کا تذکرہ کیا گیا ہے جب وہ ظہور پذیر ہوتے ہیں: "...وہ ۳۲ سال کی عمر میں ایک کامیاب نوجوان کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔[524]"

جب میں پہلی بار امام احمد الحسن (منہ السلام) کی طرف سے مقرر کیا گیا تھا اور عوامی طور پر وصیت کا دعوی کیا تھا اور میرے والد کی طرف سے ایک تقرری کا خط لے کر آیا تھا، اور انہوں نے مجھے اپنا جانشین نامزد کیا تھا، میری عمر ۳۲ سال تھی اور یہ ۲۰۱۵ کی بات ہے۔ میں بادشاہ عبداللہ کی وفات کے بعد اسی طرح ظاہر ہوا جس طرح امام مہدی (علیہ السلام) نے کیا تھا اور روایات میں بتایا گیا ہے کہ بادشاہ عبداللہ کی وفات کے بعد حجت اور قائم دونوں کا ظہور ہوگا: "...مجھے ان کی موت کی بشارت دو۔ اور میں تمہیں حجۃ (امام مہدی علیہ السلام) کے ظہور کی بشارت دیتا ہوں۔"[525]

اور دوسری روایتوں میں کہا گیا ہے: "جو مجھے عبداللہ کی موت کی ضمانت دیتا ہے، میں ان کے لیے قائم کی ضمانت دیتا ہوں۔"[526]

اور میں وہ ہوں جس نے وصیت کا دعویٰ کیا اور اسے لوگوں کے خلاف ثبوت کے طور پر استعمال کیا جیسا کہ میرے والد نے مجھ سے پہلے کیا تھا: "...یہ معاملہ اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک کہ وہ اسے آپ کے خلاف ثبوت کے طور پر استعمال کرنے والا نہ ہو اور آپ کو اس کی طرف بلائے..."[527]

---

[523] کتاب الغیبہ (کتاب غیبت)، النعمانی، جلد 1، صفحہ ۲۴۴-۲۴۵

[524] کتاب الغیبہ (کتاب غیبت)، النعمانی، جلد 1، ص۔ ۱۹۳

[525] امام مہدی کے ظہور کی ۲۵۰ نشانیاں، محمد علی طباطبائی، نشانی نمبر ۸۸، صفحہ۔ ۱۳۶

[526] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، جلد۔ ۵۲، ص۔ ۲۱۰

[527] کتاب الغیبہ (کتاب غیبت)، النعمانی، جلد۔ 1، ص۔ ۳۳۵

ڈیزائن کے لحاظ سے ایک الٰہی نظام

کوئی پوچھ سکتا ہے کہ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے اپنی کتابوں میں یہ کیوں کہا ہے کہ وہ قائم ہیں۔ اس سوال کے بہت سے جوابات ہیں، جن میں سے کچھ ہم ابھی بیان نہیں کریں گے، کیونکہ ابھی تمام اسرار کو بیان کرنے کا وقت نہیں آیا، لیکن میں آپ کو ایک وجہ بتاتا ہوں۔ حضرت آدم (علیہ السلام) کے زمانے سے لے کر آج تک زمین پر ہمیشہ خدائی مقرر کردہ بادشاہ رہے ہیں۔ آدم (علیہ السلام) کے زمانے سے ابلیس کے بیٹے، قابیل کے بیٹے (ان پر خدا کی لعنت ہو)، ہمیشہ خدائی مقرر کردہ بادشاہوں کو زہر دینے، قید کرنے اور قتل کرنے کی سازشیں اور منصوبہ بندی کرتے رہے ہیں۔ بنی آدم (علیہ السلام) زمین میں ہمیشہ ظلم و ستم کا شکار رہے ہیں، اور اسی وجہ سے خدا نے ایک قائم کا وعدہ کیا ہے، جو مومنوں کو کامیابی کے ساتھ آزاد کرے گا اور ایک الٰہی عادل ریاست قائم کرے گا۔

چونکہ قابیل کی اولاد ہمیشہ آنے والے نجات دہندہ کے بارے میں جانتے تھے، جب ابراہیم (علیہ السلام) کی پیدائش ہوئی، نمرود نے نوح (علیہ السلام) کے اہل بیت میں سے اس نجات دہندہ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ جب موسیٰ کی پیدائش ہوئی تو فرعون نے اسرائیل کے قائم یا نجات دہندہ کو قتل کرنے کی کوشش میں عبرانیوں میں پیدا ہونے والے ہر مرد بچے کو قتل کرنے کا حکم دیا[528]۔ جب یسوع بیت اللحم میں پیدا ہوئے، اور مشرق میں اس کے ستارے کی گواہی دی گئی، تو یہودیہ کے بادشاہ ہیروڈ نے ان کے عروج کو روکنے کے لیے بے گناہوں کے قتل عام کا حکم دیا۔[529] بارہویں امام کی ولادت عباسی خلیفہ معتمد سے پوشیدہ تھی جو انہیں قتل کرنے اور ان کے عروج کو روکنے کے لیے سرگرداں تھے۔

یہ واضح ہے کہ ابلیس کی اولاد کا ایک مقصد ہے: خدا کے نائب کے عروج اور الٰہی عادل ریاست کے قیام کو روکنا۔ اس طرح، خدا کے دشمنوں کو تحفظ کے ایک ذریعہ اور مومنین کو ان کے عقیدے میں جانچنے کے ایک طریقے کے طور پر کسی حد تک الجھانا

---

[528] "جب تم عبرانی عورتوں کی دائی کے طور پر خدمت کرتے ہو اور انہیں پیدائش کی کرسی پر دیکھو، اگر وہ بیٹا ہو تو تم اسے مار ڈالو، لیکن اگر بیٹی ہو تو وہ زندہ رہے گی۔'' مقدس انجیل، خروج کی کتاب، باب ۱، آیت ۱۶

[529] "پھر ہیرودیس نے جب یہ دیکھا کہ دانشمندوں نے اسے دھوکہ دیا ہے تو اسے غصہ آیا اور اس نے بیت لحم اور اس سارے علاقے میں جو دو سال یا اس سے کم عمر کے تھے تمام لڑکوں کو بھیجا اور قتل کر دیا، اس مدت سے جو اس نے دانشمندوں سے معلوم کیا تھا۔" مقدس انجیل، متی کی کتاب، باب ۲، آیت ۱۶

خدائی حکم کا حصہ ہے۔ امام جعفر الصادق (منہ السلام) فرماتے ہیں: "اگر ہم تم سے اپنے کسی آدمی کے بارے میں کوئی بات کہیں لیکن وہ اس میں نہ ہو اور اس کی اولاد میں ہو تو اس سے انکار مت کرنا۔"[530]

قرآن پاک میں حضرت عمران (علیہ السلام) سے وعدہ کیا گیا تھا کہ وہ مسیح کا باپ بنیں گے۔ تاہم، جب انہیں ایک بیٹی، مریم (سلام اللہ علیہا) دی گئیں، تو انہوں نے سوچا کہ خدا نے ان کا منصوبہ بدل دیا ہے اور وہ مایوس ہو گئے۔ خدا کا وعدہ سچا تھا، لیکن اس نے عمران کی اولاد کے بارے میں کچھ کہا تھا، لیکن یہ ان کے بارے میں نہیں تھا، بلکہ ان کے بیٹے کے بارے میں تھا۔

خدا کا وعدہ مریم (علیہا السلام) کے ذریعے ان کے بیٹے عیسیٰ (علیہ السلام) کی ولادت کے ساتھ پورا ہوا۔[531] لوگوں کو خدا کے مفادات کی حفاظت اور خدا کے منصوبوں کو مکمل کرنے کے لئے ایک چیز پر یقین کرنے کی طرف راغب کیا گیا تھا، جیسا کہ عیسیٰ (علیہ السلام) کے ظاہری مصلوب کے ساتھ ہوا تھا۔ لوگوں کو یہ یقین دلایا گیا کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو ایک مقصد کی تکمیل کے لیے مصلوب کیا گیا تھا۔

ظاہری ابہام ڈیزائن کے لحاظ سے ہے اور ایک اعلیٰ مقصد کی تکمیل کرتا ہے جو مکمل طور پر واضح نہیں ہے، جب تک کہ خدا یہ فیصلہ نہ کرے کہ یہ زمین پر اس کے ثبوت کے ذریعے غیر مبہم طور پر واضح ہو جاتا ہے۔ اس طرح ایک مدت تک احمد الحسن (منہ السلام) کو قائم سمجھا جاتا تھا، جو عیسیٰ (علیہ السلام) کے مشابہ تھے، لیکن ایسا نہیں ہے، یہ صرف اس لیے تھا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا امتحان لے۔ جو اپنے اعتقاد میں پختہ تھے اور انہیں شک کرنے والوں سے ممتاز کرنے کے ساتھ ساتھ خدا اور اس

---

[530] تفسیر القمی، علی ابن ابراہیم القمی، جلد۔ 1، ص۔ 101

[531] ابو عبداللہ (منہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے عمران پر وحی کی کہ میں تجھے ایک بابرکت بیٹا عطا کروں گا جو اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا بخشے گا اور میری اجازت سے مردوں کو زندہ کرے گا اور میں اسے بنی اسرائیل کے لیے رسول بناؤں گا۔'' چنانچہ انہوں نے اپنی بیوی حنّا کو جو مریم کی ماں ہیں اس کی اطلاع دی، تو جب وہ ان سے حاملہ ہوئیں تو انہوں نے خیال کیا کہ وہ کسی لڑکے سے حاملہ ہیں۔ لیکن جب انہوں نے لڑکی کو جنم دیا تو انہوں نے فرمایا: اے رب! میں نے ایک لڑکی کو جنم دیا ہے اور بیٹی بیٹا جیسی نہیں ہوتی، کیونکہ بیٹی رسول نہیں ہو سکتی، اور اللہ نے فرمایا، اور اللہ خوب جانتا تھا کہ اس نے کیا جنم دیا ہے۔ عیسیٰ (علیہ السلام)، عیسیٰ (علیہ السلام) وہ تھے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے عمران کو بشارت دی تھی اور جس کا اس نے ان سے وعدہ کیا تھا، لہٰذا اگر ہم آپ کو اپنے میں سے کسی آدمی کے بارے میں بتائیں اور وہ اس کی اولاد میں ہو تو اس سے انکار نہ کرنا۔" تفسیر القمی، علی ابن ابراہیم القمی، جلد۔ ۱، ص۔ ۱۰۱

کے منصوبے کے مفادات کی حفاظت کرتے تھے۔ حکم الٰہی دشمنوں سے تحفظ اور مومنین کے لیے امتحان ہے۔ یسعیاہ کی کتاب میں لکھا ہے،

"کیونکہ میرے خیالات تمہارے خیالات نہیں ہیں، نہ تمہاری راہیں میری راہیں ہیں،" خداوند فرماتا ہے۔ "کیونکہ جس طرح آسمان زمین سے اونچا ہے، اسی طرح میری راہیں تمہاری راہوں سے اور میرے خیالات تمہارے خیالات سے اونچے ہیں۔"[532]

ایک اور وضاحت یہ ہے کہ درحقیقت احمد اور عبداللہ دونوں کو قائم سمجھا جا سکتا ہے (منہم السلام) کیونکہ عبداللہ کی روح احمد کی روح کی نقل ہے۔ لیکن جسمانی طور پر جو ادارہ قائم کی حیثیت سے حکومت کرے گا وہ عبداللہ ہے۔ زیادہ تر مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ مہدی کا نام وہ ہوگا جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نام اور آپ کے والد کے نام سے مشابہ ہو۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نام محمد اور آپ کے والد کا نام عبداللہ تھا۔ وہ دو نام ہیں، اور دو نام دو افراد ہیں، اور دو لوگ احمد الحسن اور عبداللہ ہاشم ہیں۔ میں احمد ہوں اور احمد عبداللہ ہے۔

ایک دن میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے کہا, "لوگ کیوں کہتے ہیں کہ عبد الصالح کا کردار خضر ہے؟ کیا وہ خضر ہے یا عبد الصالح ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یقیناً وہ دونوں ہیں۔" میں نے کہا، "پھر وہاں کون تھے؟ میں یا آپ؟ آپ نے مجھ سے پہلے کہا کہ آپ عبد الصالح ہیں اور اب آپ نے کہا کہ وہ الخضر ہیں اور آپ نے یہ بھی کہا کہ الخضر حضرت یرمیاہ ہیں لیکن یرمیاہ بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ایک نبی تھے اور وہ موسیٰ (علیہ السلام) کے بہت بعد آئے تھے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں تمہیں سکون دلاتا ہوں، میں پہلے بھی کئی بار کہہ چکا ہوں کہ میں تم ہوں اور تم میں ہو، تم مجھ سے ہو اور تم میرا حصہ ہو، یہ حصہ میرے ساتھ ہر اس چیز میں دخل لیتی ہے جو مجھ سے متعلق ہے کیونکہ یہ میں ہوں اور یہ مجھ سے ہے۔"

[532] مقدس انجیل، یسعیاہ کی کتاب، باب ۵۵، آیات ۸-۹

پینتیسواں باب

الیمانی

"جو ان کے خلاف جائے وہ جہنمی ہے۔"

امام احمد الحسن (منہ السلام) وہ شخصیت ہیں جو ۱۹۹۹ میں عراق میں ظاہر ہوئے اور دعویٰ کیا کہ امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انہیں رسول بنا کر بھیجا ہے اور اپنے آپ کو وعدہ شدہ یمانی ہونے کا اعلان کیا ہے، لوگوں کو امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بیعت کرنے کی دعوت دی ہے۔ امام الباقر (منہ السلام) نے فرمایا: "یمانی کے پرچم سے زیادہ ہدایت والا کوئی پرچم نہیں ہے، یہ ہدایت کا پرچم ہے، کیونکہ یہ پرچم تمہارے ساتھی کی طرف بلاتا ہے۔ جب یمانی کا ظہور ہو، اسلحہ بیچنا لوگوں اور ہر مسلمان پر ناجائز ہوجائے گا اور اگر یمانی ظہور کرے تو اٹھ کر ان کے پاس جاؤ کیونکہ ان کا پرچم ہدایت کا پرچم ہے، اور کسی مسلمان کے لیے اس کے خلاف جانا جائز نہیں۔ جو ایسا کرے گا وہ دوزخیوں میں سے ہے کیونکہ وہ حق اور صراط مستقیم کی طرف بلاتے ہیں۔"[533] یمانی کا کردار اسلامی آخری دور کی روایات میں مرکزی کردار ہے، ان کا ظہور امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ظہور سے پہلے ہے اور یمانی کا ظہور دراصل مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ظہور کی انتہائی قریبی اور نہ بدلنے والی نشانیوں میں سے ایک ہے۔

امام الصادق (منہ السلام) نے فرمایا: "دعوہ ان معاملوں میں سے ہے جن کا ہونا لازم ہے، اور سفیانی کا آنا ان معاملوں میں سے ہے جو ہونے والی ہیں، اور یمانی کا ظہور ان معاملوں میں سے ہے جن کا ہونا لازم ہے۔ اور نفس زکیہ کا قتل ان معاملوں سے ہے جن کا ہونا لازم ہے، اور ایک ہاتھ جو آسمان پر ظاہر ہوتا ہے ان معاملوں سے ہے جن کا ہونا لازم ہے۔"[534]

یمانی، درحقیقت، ان تین کرداروں میں سے ایک ہے جو ایک ہی وقت میں قیام ہونے سے پہلے ظاہر ہوتے ہیں اور وہ ہیں خراسانی، یمانی اور سفیانی۔ امام الصادق (منہ السلام) نے فرمایا: "سفیانی اور یمانی اور خراسانی کا ظہور ایک سال میں، ایک مہینے میں، ایک دن میں، موتیوں کی ترتیب کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے ہوتا ہے۔"[535]

---

[533] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، جلد ۔ ۵۲، ص۔ ۲۳۲

[534] کتاب الغیبہ (کتاب غیبت)، النعمانی، جلد ۔ 1، ص۔ ۲۶۰

[535] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، جلد ۔ ۵۲، ص۔ ۲۳۲

تصویر ۱: امام احمد الحسن (منہ السلام) کی ایک پرانی تصویر

یہی اہم معاملہ، یمانی کا معاملہ تھا، جس نے لوگوں کو امام احمد الحسن (منہ السلام) کی طرف متوجہ کیا جب انہوں نے سب سے پہلے لوگوں کو اس کی طرف بلانا شروع کیا۔ پڑھے لکھے علمائے دین اور غیر پڑھے لکھے سادہ لوح سب ان کی دعوت میں شامل ہونے لگے۔ وہ سب جانتے تھے کہ یمانی کی اطاعت کرنا ان پر الہی ذمہ داری ہے اور کسی نے بھی یمانی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا اور احمد الحسن (منہ السلام) کے علاوہ بہت کسی نے اتنی تعداد میں ثبوت نہیں دکھائے۔

انہوں نے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وصیت میں "احمد" ہونے کا دعوی کیا[536]، اور انہوں نے "احمد بصرہ سے" ہونے کا دعویٰ کیا جس کا ذکر اصحاب مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی روایتوں میں ہے۔[537]

انہوں نے قرآن، انجیل اور تورات کے بارے میں سب سے زیادہ علم رکھنے کا دعویٰ کیا اور انہوں نے ان تینوں مذاہب کے علماء کو مناظرے کا چیلنج دیا۔ انہوں نے لوگوں سے کہا کہ وہ اپنے بارے میں خدا سے سوال کریں اور لوگوں کو استخارہ کرنے[538] کی ترغیب دی کہ آیا وہ سچے ہیں یا نہیں۔

ہزاروں لوگوں نے خدا کی طرف سے خواب دیکھنے کا دعویٰ کیا جس میں انہیں بتایا گیا کہ احمد الحسن (منہ السلام) سچ ہیں اور سینکڑوں لوگوں نے احمد الحسن (منہ السلام) کے ہاتھوں معجزات دیکھنے کا دعویٰ کیا۔ انہوں نے تمام نکتوں کو کامل کیا اور ان کی آواز نے لوگوں کے دلوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ انہوں نے چار ریکارڈ شدہ خطبات پیش کیے جو آج تک موجود ہیں، خطبہ حج، امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ملاقات کا خطبہ, ان کے لیڈر کو خط کو خطبہ، اور حوزہ کے طلباء کو نصیحت کا خطبہ۔ ان خطبات میں امام احمد الحسن (منہ السلام) نے اپنا بنیادی پیغام دیا کہ خدا اور امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور قائم (منہ السلام) کے دشمن نمبر ایک مذہبی علماء اور مذہبی اسٹیبلشمنٹ ہیں۔ یہ اہل بیت کی ان روایات کا مکمل خلاصہ تھا جو اس طرح بیان کرتے ہیں۔ امام الصادق (منہ السلام) نے فرمایا: "جب قائم کا ظہور ہو، تو انہیں اس سے زیادہ تکلیف پہنچتی ہے جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جاہلیت کے جاہل لوگوں سے اٹھائی تھی۔ ان کو ان کی طرف اس وقت بھیجا گیا جب وہ پتھروں، چٹانوں، لاٹھیوں اور تراشی ہوئی لکڑیوں کی پرستش کر رہے تھے، اور بے شک ہمارے قائم جب وہ اٹھیں گے تو لوگوں

---

[536] حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وصیت میں ہے: "پھر آپ کے بعد بارہ مہدی ہوں گے، پس اگر ان کو موت آجائے تو وہ اسے اپنے بیٹے کے حوالے کر دے، جو قریبی لوگوں میں سے پہلا ہے، اس کے تین نام ہیں، ایک میرے اور میرے والد کا اور وہ عبداللہ، احمد اور تیسرا نام المہدی ہے اور وہ سب سے پہلے مومن ہیں۔" غیبت الطوسی، الشیخ الطوسی، جلد۔ ۱، ص۔ ۱۷۴؛ بحار الانوار، العلامۃ المجلسی، جلد۔ ۵۳، ص۔ ۱۴۸

[537] بشارت الاسلام، مصطفی الکاظمی، ص. ۲۹۵

[538] اس تناظر میں استخارہ کا مطلب ہے خدا سے مشورہ طلب کرنا، اس سے پوچھنا کہ وہ کسی کو سچائی کی طرف دکھائے اور رہنمائی کرے۔

کے پاس جائیں گے اور وہ سب اس کے خلاف کتاب اللہ کی تاویل کر رہے ہوں گے اور اسے حجت کے طور پر ان کے خلاف استعمال کریں گے۔"[539]

یہ بھی روایت ہے: "جب امام مہدی کا ظہور ہوگا، ان کا فقہا سے زیادہ کوئی واضح دشمن نہیں ہوگا، خاص طور پر... اور اگر ان کے ہاتھ میں تلوار نہ ہوتی تو علماء ان کے قتل کے فتوے دیتے۔"[540]

سیستان کا دجال

امام احمد الحسن (منہ السلام) ایک ارب ڈالر کے دشمن بنے، شیعہ مذہبی ادارے سے دشمن بنائے۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ نام نہاد عظیم الشان آیت اللہ سیستانی درحقیقت سجستان (سیستان) کا دجال تھا[541]، جس کا ذکر روایات میں کیا گیا ہے۔ امیر المومنین نے فرمایا تھا: "دجال اصفہان نامی بستی سے یہودیوں کے ایک چھوٹے سے گاؤں سے نکلا، اس کی دائیں آنکھ مٹی ہوئی۔"[542]

اور سیستانی کے آباؤ اجداد اصل میں اصفہان سے ہیں۔ یہ بھی روایت ہے: "اور دجال کا ظہور جو مشرق سے سجستان سے نکلے گا۔"[543] امام احمد الحسن نے دعویٰ کیا کہ سیستانی ایک دجال تھا جس نے عراق سے خدا کی بالادستی کو مکمل طور پر ختم کرنے اور لوگوں کی بالادستی قائم کرنے کے لیے امریکہ، عظیم دجال کے لیے راہ ہموار کی اور اس کی مدد کی۔ یہ بات بھی دلچسپ ہے کہ لندن میں اس کی دائیں آنکھ کی سرجری ہوئی اور بہت سے لوگوں کا دعویٰ ہے کہ وہ اپنی دائیں آنکھ سے نابینا ہے۔

---

[539] کتاب الغیبہ (کتاب غیبت)، النعمانی، جلد۔ 1، ص۔ ۳۰۵

[540] ینابیع الموده، القندوزی، جلد۔ ۳، ص۔ ۲۱۵

[541] دجال ایک عربی اصطلاح ہے جس کے لفظی معنی ہیں "دھوکہ دینے والا"، اس سے مراد جھوٹا نبی یا دجال ہے جو لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔

[542] الخراج والجرائح، الراوندی، جلد۔ ۳، ص۔ ۱۱۳۵

[543] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، جلد۔ ۵۱، ص۔ ۷۰

تصویر ۲: علی سیستانی، سجستان (سیستان) کا دجال

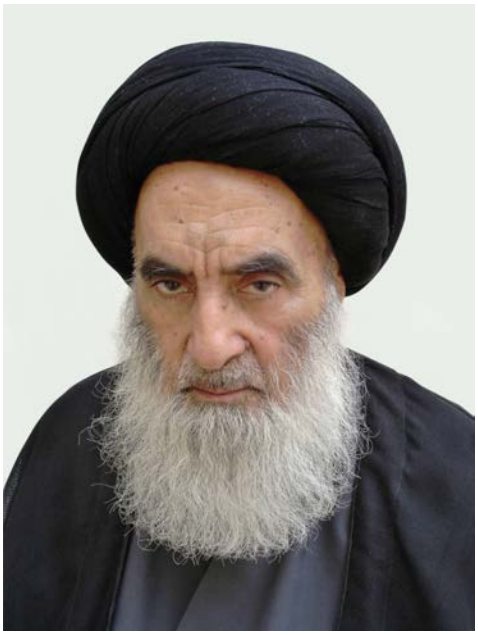

سفیانی

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے ۱۹۹۹ میں اپنی دعوت کا آغاز کیا اور امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے عوامی طور پر مقرر کیے گئے۔ امام الصادق (منہ السلام) نے فرمایا: "بے شک اگر تم سفیانی کو دیکھو گے تو تم لوگوں میں سب سے بدترین شخص کو دیکھو گے۔"[544]

اور یہ بھی روایت کیا گیا ہے: "اس کے گلے میں صلیب ہے۔"[545]

[544] کمال الدین و تمام النعمۃ، الشیخ الصدوق، جلد ۔ 1، ص۔ ٦٧٩

[545] غیبت الطوسی، الشیخ الطوسی، جلد ۔ 1، ص۔ ۴۸۳

امام الباقر (منہ السلام) نے فرمایا: "سفیانی سرخ، سنہرے، نیلے رنگ کا ہے اور اس نے کبھی خدا کی عبادت نہیں کی۔"[546] امیر المومنین نے بھی کہا: "سفیانی سرخ جھنڈے کے ساتھ نکلے گا۔"[547]

جیسا کہ آپ نیچے دی گئی تصاویر سے دیکھ سکتے ہیں، اردن کا بادشاہ عبداللہ کے بال سنہرے تھے جب وہ بچپن میں تھا، اس کی آنکھیں نیلی ہیں، اس کی جلد کا رنگ سرخ ہے، اس نے اپنی گردن اور سینے پر صلیب پہن رکھی ہے، اور اس کا جھنڈا سرخ ہے۔ ان سب کے علاوہ، اسی سال اس کی تاج پوشی کی گئی جس سال احمد الحسن (منہ السلام) کی تاج پوشی ہوئی۔

تصویر ۳: سفیانی "اردن کا بادشاہ

"

[546] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، جلد ۔ ۵۲، ص۔ ۲۵۴

[547] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، جلد ۔ ۵۲، ص۔ ۲۷۳

ایک دن امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا، "سفیانی اردن کا نام نہاد بادشاہ ہے۔" میں نے کہا، "عراق میں جو واقعات اس وقت رونما ہو رہے ہیں، یہ سب خراسانی، یمانی اور سفیانی کوفہ کی طرف ظہور کا باعث بن رہے ہیں، صحیح بات ہے؟"

امام نے فرمایا، "یہ اس دعوت میں پیش آنے والے اہم واقعات میں سے ایک ہے، تم نے صحیح کہا، میرے بیٹے بہت خوب۔"

عالمی رہنماؤں کو انتباہ

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے وہی کیا جیسا کہ اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اسلام کے آغاز میں کیا تھا۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے دنیا کے متعدد رہنماؤں کو خطوط لکھے جن میں انہیں امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ظہور پر توجہ دینے کی دعوت دی گئی۔ ان کا ایک خط ایران کے سپریم لیڈر علی خامنہ ای کو لکھا گیا تھا جس میں انہوں نے مطالبہ کیا تھا کہ وہ جمہوریہ ایران کی قیادت امام مہدی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو سونپ دیں۔

ایک اور خط سابق امریکی صدر جارج بش کو بھیجا گیا تھا جس میں اسے عراق میں ان کے اقدامات کے نتائج سے خبردار کیا گیا تھا۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے عراق کے عوام کی طرف بھی خطاب کیا، اور ان سے ان کی حمایت مانگی۔

امام نے دو بہت اہم کتابیں لکھیں جن میں سے ایک کتاب توحید اور دوسری کا نام العجل ہے۔ انہوں نے اپنے پیروکاروں کے ساتھ مسجد بھی بنایا اور انہیں بہت سی تعلیمات سکھائیں۔ ان شاگردوں نے بعد میں ان کی تعلیمات اور اقتباسات کو جمع کیا اور ان سے کتابیں لکھیں۔ امام (منہ السلام) نے یہ بھی اعلان کیا کہ ان کی دعوت کی علامت ستارہ داؤد (علیہ السلام) یا چھ نکاتی ستارہ ہوگا کیونکہ یہ انبیاء و مرسلین کی وراثت کا حصہ ہے اور آپ ہی انبیاء و مرسلین (علیہم السلام) کے وارث تھے۔ اس کی وجہ سے علماء نے ان پر حملہ کیا اور افواہیں پھیلائیں کہ وہ ایک اسرائیلی ایجنٹ ہیں، جنہیں اسلام کو تباہ کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ امام نے سکھایا کہ ستارے کا وہی مطلب ہے جو عراقی پرچم میں اللہ اکبر کے الفاظ کا مطلب ہے، اور جو کوئی اس ستارے کی بے عزتی کرتا ہے وہ خدا کے نام کی توہین کرتا ہے۔

تقلید

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے یہ درس دینا شروع کیا کہ مذہبی معاملات میں علماء کی تقلید باطل ہے اور اسلام کا حصہ نہیں ہے۔ انہوں نے یہ بھی سکھایا کہ خمس علماء کو نہیں بلکہ خود امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حق ہے۔ ان دونوں مسائل نے علمائے دین کے تمام اختیارات چھین لیے۔ علمائے کرام ولایت فقیہ کے خمینی جھوٹ کی تعلیم اور تبلیغ کرتے رہے ہیں، جس نے علماء کو انبیاء اور رسولوں (علیہم السلام) کی طرح اختیار دینے کی کوشش کی۔ علمائے کرام یہ بھی تعلیم دیتے رہے ہیں کہ تقلید فرض ہے اور یہ کہ ہر ایک مسلمان کو ایک عالم کا انتخاب کرنا ہوگا۔ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو خدا ان کی کوئی نیکی، نماز، روزہ اور خیرات قبول نہیں کرے گا۔ علماء نے خود کو امام بنایا اور خود کو خدا بنایا۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے ان تمام باطل عقائد پر کلہاڑا مارنا شروع کیا اور یہ سکھایا کہ علماء غریبوں سے امیر ہو رہے ہیں اور خدا اور مذہب کے نام پر ان کا پیسہ چوری کر رہے ہیں۔

جب غریب بیمار ہوتے تو علماء ان سے کہتے کہ معصومین کے مزاروں کی زیارت کرو اور شفاء کی دعا کرو۔ علماء جب بیمار ہوتے ہیں تو یورپ اور امریکہ کی سرزمین کے بہترین ہسپتالوں میں جا کر علاج کرتے ہیں۔ اس کے باوجود وہ "امریکہ مردہ باد'' کے نعرے لگاتے رہتے ہیں۔ دینی اداروں کی منافقت اور بدعنوانی کو پہلی بار امام احمد الحسن (منہ السلام) نے بے نقاب کیا۔ تاریخ میں وہ واحد شخص ہوں گے جن کو ان کی جھوٹی بنیاد کو اس طرح بے نقاب کرنے کی وجہ سے یاد کیا جائے گا۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے یہ درس دینا شروع کیا کہ علماء درحقیقت امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اور تمام انبیاء و مرسلین کے دشمن ہیں۔ انہوں نے لوگوں کو یاد دلایا کہ علماء کرام حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے دشمن ہیں۔ مذہبی علماء محمد اور آل محمد کے دشمن تھے (منہم السلام)۔ انہوں نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اہل بیت کی روایات کا حوالہ دیا۔ امام الصادق (منہ السلام) نے فرمایا: "ان کے (قائم کے) دشمن تقلید کے علما ہیں، وہ ان کی حکومت میں

ان کی تلوار اور اقتدار کے خوف سے داخل ہوتے ہیں اور ان کے پاس جو کچھ ہے اس کی خواہش ہیں، اہل حق میں سے خدا کو جاننے والے اس کی بیعت کرتے ہیں..."[548]

امام الصادق (منہ السلام) نے یہ بھی فرمایا: "اور وہ جزیہ (ملک کے غیر مسلم شہریوں پر ٹیکس لگانا) کو ختم کرتے ہیں اور وہ تلوار کے ذریعہ خدا کو پکارتے ہیں اور انہوں نے زمین سے تمام فرقوں کو ختم کردیا ہے۔ تقلید، اہلِ اجتہاد کرنے والے علماء کی دشمنی کی وجہ سے خالص دین کے سوا باقی نہیں رہے گا۔"[549]

امام الصادق (منہ السلام) نے یہ بھی فرمایا: "اگر قائم کربلا سے نکل کر نجف چلیں اور لوگ ان کے اردگرد ہوں تو وہ کربلا اور نجف کے درمیان ۱۶۰۰۰ علماء کو قتل کریں گے اور ان کے اردگرد کے منافقین کہیں گے۔ "وہ فاطمہ کی اولاد میں سے نہیں ہے ورنہ وہ ان پر رحم کرتے۔"[550]

یہ واضح ہے کہ قائم کو اپنے دورِ حکومت کے آغاز میں سب سے بڑا مسئلہ جس کا سامنا ہے وہ علماء کا مسئلہ ہے۔ اگرچہ قائم پر امن ہیں اور صرف خدا کے دین کو پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں جیسا کہ انہوں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) کے ساتھ کیا تھا، مذہبی علماء انہیں قتل کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ان کا مذہب ان جھوٹے علماء کو نوکری کے بغیر چھوڑ دیتا ہے اور انہیں دھوکہ دہی اور جھوٹے کے طور پر بے نقاب کرتا ہے۔ مذہبی علماء آج کی دنیا کا سب سے بڑا مسئلہ ہیں۔

یہ ظالم حکومتوں اور رجیم کے آلہ کار ہیں۔ وہ لوگوں کو رہنما کی اطاعت کی تلقین کرتے ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ جو بھی ظالم کے خلاف بغاوت کرتا ہے اور احتجاج کرتا ہے وہ کافر ہے۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے مشرق وسطیٰ کے ظالم حکمرانوں کو تحفظ فراہم کیا اور نہ صرف مشرق وسطیٰ بلکہ پوری دنیا پر اپنا اقتدار نافذ کیا۔

---

[548] اعیان الشیعہ، السید محسن الامین، جلد ۔ 22، ص۔ ۵۴

[549] الفتوحات المکیہ، ابن عربی، جلد ۔ ۳، ص۔ ۳۲۷

[550] مجمع النورین، المراندی، ص. ۳۴۵

یمانی کے خلاف کمپین

یہ جنگ جس کی قیادت احمد الحسن (منہ السلام) نے شیعہ علماء اور مذہبی اداروں کے خلاف کی، اس کے نتیجے میں وہ امام (منہ السلام) اور دعوت کے خلاف حتمی جنگ لڑنے کی تیاری کر رہے تھے اور جس چیز کو وہ ان کے اختیارات کے خلاف بڑھتے ہوئے خطرہ سمجھتے تھے۔ ۲۰۰۷ میں، شیعہ علماء نے امام احمد الحسن (منہ السلام) اور ان کے پیروکاروں کے خلاف مذہبی احکام جاری کرنا شروع کیے، انہیں بدعتی قرار دیا اور امام احمد الحسن (منہ السلام) کو دجال قرار دیا۔ مرجع کے ادارے نے عراقی سیکورٹی فورسز کو گھروں پر چھاپے مارنے، امام احمد الحسن (منہ السلام) کے انصاروں کو گرفتار کرنے اور ان پر حملہ کرنے پر مجبور کیا۔ بہت سے مومنین کو بے گناہ مار دیا گیا، بغیر کسی وجہ کے گرفتار کیا گیا، اور بغیر کسی کارروائی کے جیل بھیج دیا گیا۔ شیعہ ملیشیا اور علماء کے پیروکار امام احمد الحسن (منہ السلام) کی تلاش میں تھے۔ وہ انہیں قتل کرنا چاہتے تھے، کیونکہ انہوں نے علماء کے خلاف بات کی تھی جسے وہ بدعت سمجھتے ہیں۔

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے اپنے خطبہ حج میں پیشین گوئی کی تھی۔ فرمایا:

"اور پوری دنیا اس زمین پر ایک نئی کربلا دیکھے گی، ایک کربلا جس میں حسین اور ان کے ساتھی ہیں جو حق کی طرف، اللہ کی بالادستی کی طرف بلانے والے، اور لوگوں کی بالادستی سے انکار کرنے والے ہیں، امریکی جمہوریت، اور بے عمل علماء کا سقیفہ۔ ایک کربلا جس میں شریح القضی اور شمر ابن ذی الجوشان اور شبث ابن ربیع ہیں جو کہ بے عمل علماء ہیں جنہوں نے حسین کے قتل کا حکم دیا۔ وہ کربلا جس کے پیچھے یزید، ابن زیاد، سرجان اور رومی (جو امریکہ ہے) ہیں۔ اور دنیا مقدس سرزمین پر عیسیٰ ابن مریم کے ایک نئے پیغام کی مہاکاوی جنگ دیکھے گی۔ اور یہ ایک مقدس سرزمین ہوگی جس میں عیسی اور ان کے حواری ہیں، جو چند ہیں، مظلوم ہیں، خوف زدہ ہیں کہ لوگ ان کے ایمان کو نقصان پہنچائیں گے۔ یہ ایک مقدس سرزمین ہوگی جس میں یہودیوں کے علماء ہوں گے جو عیسیٰ کے قتل کا مطالبہ کرتے ہیں، اور رومی (امریکی) جو ان کے مطالبات پر عمل کرتے ہیں اور عیسیٰ کو قتل کرنے کی کوشش کرتے ہیں... رب کی مرضی ایسی ہی ہو، جیسے ہمیشہ ہوئی ہے، یہی ہوتا تھا کہ ظالموں کی فتح ہوتی ہے اور رسول اور مومن مارے جاتے ہیں، کیونکہ ہم دنیا کے لیے نہیں بلکہ آخرت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ اے اللہ اگر اس سے تو راضی ہو

پھر اس وقت تک لے جب تک تو راضی نہ ہو جائے، یا اس بار رب کی مرضی بدل جائے تاکہ ساری دنیا چند ایسے مظلوم لوگوں کو دیکھے جن کے پاس سوائے اس یقین کے اور کچھ نہیں کہ اللہ کے سوا کوئی طاقت نہیں، ان بدترین ظالموں پہ، جن کو زمین نے کبھی ان سے بدتر نہیں جانا ہے، فتح پائیں اور انہیں شکست دے دیں۔ وہ بے عمل علماء کہیں گے، اصل میں ان میں سے کچھ نے اب کہہ دیا ہے، انہوں نے کہا کہ احمد الحسن کو مار ڈالو کیونکہ وہ مولویوں کے بارے میں بات کر رہا ہے۔ ہاں، وہ مولویوں کے بارے میں اس لیے بولتا ہے کہ وہ اللہ کے رسول کے طریقے کو نئے سرے سے بحال کرنا چاہتا ہے۔ اور وہ کون سے مولوی ہیں؟ وہ ان لوگوں سے لڑتے ہیں جو کسی نہ کسی حق کی طرف بلاتے ہیں، تو کیسا ہوگا جب کہ آج میں انہیں پورے حق کی طرف بلاتا ہوں؟ انبیاء و مرسلین کا راستہ، اماموں اور جانشینوں کا راستہ، محمد اور علی کا راستہ، حسین کا راستہ، امام مہدی (علیہ السلام) کا راستہ، عیسیٰ (علیہ السلام) کا راستہ، جنہوں نے فرمایا: 'میرا بندہ میرے ہاتھ اور میری نقل و حمل میرے پاؤں، زمین میرا بستر اور پتھر میرا تکیہ ہے۔ سردیوں میں میری گرمی سورج کا نکلنا ہے، رات میں میری روشنی چاند ہے، میری خوراک بھوک ہے، میرا نعرہ خوف ہے، میرا لباس اون ہے، میرا پھل اور تلسی وہ ہیں جو زمین جنگلوں اور مویشیوں کے لیے پھل دیتی ہے۔ میں سوتا ہوں اور میرے پاس کچھ نہیں ہوتا ہے اور میں جاگتا ہوں اور میرے پاس کچھ نہیں ہوتا ہے، اور پھر بھی مجھ سے زیادہ امیر روئے زمین پر کوئی نہیں ہے۔"

امام احمد الحسن (منہ السلام) کے گھر پر بمباری کے بعد، ان کے پیروکار مارے گئے، اور ان کی زمینوں پر قبضہ کر لیا گیا، امام احمد الحسن (منہ السلام) کو روپوش ہونے پر مجبور کیا گیا، جیسا کہ اب ان کی زندگی تھی۔ واضح طور پر ان شیعہ ملیشیا اور شیعہ حکومت سے خطرہ ہے۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے ملاقات کے خطبہ میں فرمایا:

"اور عنقریب تم دیکھو گے کہ تم نے کیا گناہ کیا ہے اور تم نے کون سی حرمت کو پامال کیا ہے اور پچھتاوے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور بہت جلد میں تم سے دور ہو جاؤں گا۔ اے حسین ابن علی (علیہ السلام) کے قاتلوں کی نسل! کیونکہ تم سے پہلے تمہارے علماء نے انہیں قتل کیا اور تمہارے مجتہدوں جیسے شمر ابن ذی الجوشن اور شبث بن ربیع اور تمہارے آباء و اجداد نے ان کی مدد کی اور آج اگر میں چاہوں تو کون کون سا نام لے سکتا ہوں۔ تم میں سے ایک شمر بن ذی الجوشن اور شبث بن ربیع ہے۔ لیکن

ٹھہرو مجھے ان احمقوں سے کیا لینا دینا جو بمشکل ایک حدیث بھی نہیں سمجھ سکتے ہیں اور خوش نہ ہوں اے ظالمو! میرے آپ کو چھوڑنے اور اپنی سرزمین سے ہجرت کرنے سے خوش نہ ہونا کیونکہ مجھے اپنے والد محمد ابن الحسن المہدی (علیہ السلام) کے ساتھ واپس آنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی جو تمہیں تلوار کے سوا کچھ نہیں دیں گے۔ تلوار کے سائے تلے موت! اے وہ لوگ جو اپنے باپ دادا کے کاموں پر راضی ہو گئے اور شمر کی پیروی کرتے رہے، اللہ کی لعنت ہو تمہارے زمانے میں اور شبث ابن ربیع پر، اللہ کی لعنت ہو تمہارے گھروں میں، اور پچھتاوا تمہارا کوئی فائدہ نہیں کریگا۔ انبیاء اور انبیاء کی اولاد کے قاتل! اور تمہیں نہیں ملے گا سوائے اس دنیا اور آخرت کے نقصان کے جو تمہارے ہاتھوں اور تمہاری زبانوں نے دھوکہ دہی اور جھوٹ اور مفروضوں اور جھوٹے الزامات سے کی ہے اور میرے والد تمہارے پاس آئیں گے جو تم نے میرے ساتھ کیا ہے اس پر غصہ اور غمگین ہوں گے کہ تم نے میری حرمت کو کیسے پامال کیا۔ اور پھر تمہیں معلوم ہوگا کہ علم کب آئے گا, تمہیں کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا، پھر تم جانو گے کہ کس کے خلاف تم نے سازش کی اور اللہ اور محمد و علی اور ان کے اہل و عیال کی کس طرح بے حرمتی کی، تم نے ان کی خلاف ورزی کی، اے وفا نہ کرنے والے اور کتاب کو چھوڑنے والے، اے گنہگاروں کی جماعت۔ کلمے کے مروڑ اور انبیاء اور ان کی اولاد کے قاتل، اللہ تمہیں میری گردن پر چڑھنے کی اجازت نہیں دے گا جیسا کہ اس نے تمہیں میرے دادا الحسین (علیہ السلام) کے ساتھ اجازت دی تھی۔ پس یہ انجام ہے اور آج اللہ کا عظیم دن ہے اور یہ پہلی تنبیہوں میں سے ایک تنبیہ ہے اور یقیناً یہ بڑی تنبیہات میں سے ایک ہے۔ یہ بنی نوع انسان کے لیے ایک تنبیہ ہے اور میں اپنے والد محمد ابن الحسن المہدی (علیہ السلام) کے پاس واپس آؤں گا اور انہیں بتاؤں گا کہ تم نے کس طرح مجھے جھٹلایا اور میری حرمت کو اپنے فریب اور جھوٹے الزامات سے پامال کیا اور آخر کار تم نے مجھے قید کرنے کی کوشش کی۔ اور مجھے قتل کرو، کسی جرم کے لیے نہیں، بلکہ صرف اس لیے کہ تم جانتے ہو کہ میں جس حق کے ساتھ آیا ہوں، وہ تمہارے جھوٹ کو کچھ نہیں چھوڑے گا۔ اور تم ان لوگوں سے مصافحہ کرتے ہیں جو اللہ کے وجود کا انکار کرتے ہیں جیسے کمیونسٹ اور ان سے کسی چیز کا انکار نہیں کرتے۔ "اے میری قوم، اگر تم پر میرا ٹھکانہ اور میرا اللہ کی نشانیوں کا ذکر کرنا بوجھ بن گیا تو میں نے بھروسہ کیا اللہ

پر۔ تو اپنی تدبیر پر پختہ ہو اور اپنے ساتھیوں کو پکارو۔ پھر تمہارے منصوبے کو تم پر مبہم نہ ہونے دیں۔ پھر اسے مجھ پر لادنا اور مجھے مہلت نہ دینا۔[551]"

۲۰۰۷ میں عراق سے لاپتہ ہونے سے قبل لی گئی امام احمد الحسن (منہ السلام) کی یہ آخری معروف تصویر ہے (تصویر ۴)۔

تصویر ۴: ۲۰۰۷ میں امام احمد الحسن (منہ السلام) کی تصویر

بچھڑا اور سامری

امام احمد الحسن (منہ السلام) کے بہت سے حامیوں کو قتل اور قید کرنے کے بعد، اور امام کے عراق سے نکل جانے کے بعد، شیعہ ادارے کے شیطانی منصوبے کا اگلا مرحلہ شروع ہونے والا تھا۔

[551] قرآن مجید، سورگ ۱۰ (یونس)، آیت ۷۱

عوام کے سامنے یہ ثابت کرنے سے قاصر تھے کہ امام احمد الحسن (منہ السلام) یا ان کے انصار کسی جرم کے مرتکب تھے، انہیں مجبور کیا گیا کہ باقی ماننے والوں کو عراق میں آزادی کے ساتھ اپنے عقیدے پر عمل کرنے کی اجازت دیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے انہیں دفاتر کھولنے اور پورے ملک میں سرکاری مطبوعات شائع کرنے کی اجازت دی۔ اگر امام احمد الحسن (منہ السلام) کے انصار یا خود امام کسی جرم کے مرتکب ہوتے تو حکومت انہیں کبھی اجازت نہ دیتی کہ وہ مکتب اور عبادت گاہوں کو کھولیں، سیٹلائٹ اسٹیشن چلائیں، اور کھلے عام لوگوں کو دعوے کی طرف بلائیں۔ انہوں نے انہیں یہ سب کرنے کی اجازت دی، لیکن ان کے کنٹرول میں، نہ صرف عراق میں، بلکہ برطانیہ، آسٹریلیا اور دنیا کے دیگر حصوں میں بھی۔

ایرانی اور عراقی انٹیلیجنس سروسز نے مذہب کو اپنے اعلیٰ ترین عہدوں پر پہنچا دیا۔ انہوں نے ایمان کے کچھ ارکان کو بھی بھرتی کیا اور انہیں دین کا مسؤل بنا دیا۔ پھر وہ امام کی آواز کی نقالی کرنے کے لیے کسی کو لائے اور اس سے خطبہ ریکارڈ کروایا جسے محرم کا خطبہ کہا جاتا ہے۔ انہوں نے اس کے لیے ایک فیس بک پیج کھولا اور ایک سرکاری دفتر قائم کیا اور دعویٰ کیا کہ یہ دفتر امام احمد الحسن (منہ السلام) کا واحد نمائندہ اور باب ہے۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) کو کبھی بھی عوام میں نہیں دیکھا جائے گا، اور نہ ہی وہ ۲۰۰۷ کے بعد سے کسی ویڈیو یا تصویر میں نظر آئیں گے۔ لیکن دفتر کے پالٹاک روم میں ان کی آواز بہت زیادہ ہوگی۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) کے تقریباً تمام ماننے والوں کا عقیدہ تھا کہ وہ آواز، دفتر اور اس فیس بک پیج کے پیچھے ہیں۔

۲۰۱۵ تک۔ ۲۰۰۸ سے ۲۰۱۵ تک کے اس عرصے کو بچھڑے کا فتنہ (آزمائش) کہا جاتا ہے۔

امام (منہ السلام) نے پیشین گوئی کی تھی کہ یہ سب کچھ ہوگا اور اسی وجہ سے انہوں نے ایک کتاب لکھی اپنے پیروکاروں کے لیے اور اس کا نام بچھڑا رکھا۔ کتاب میں اس آزمائش کا حوالہ دیا گیا ہے جس سے بنی اسرائیل گزرے تھے جب موسیٰ (علیہ السلام) چالیس دن اور راتوں کی مدت کے لیے ان سے دور چلے گئے اور سامری نے انہیں سونے سے بنا بچھڑا بنانے اور اس کی عبادت کرنے پر آمادہ کیا۔ یہ بچھڑا نہ ہلا اور نہ ہی زندہ تھا، لیکن اس نے آواز نکالی، جیسے دفتر کی طرف سے آواز آئی، اور جعل ساز ہوا۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) کے ماننے والوں نے بچھڑے کو اپنا مال دیا اور اس کے ہر حکم کی تعمیل کی، یہ جانتے ہوئے بھی نہیں کہ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے ۲۰۰۷ کے بعد سے ان میں سے کسی سے رابطہ نہیں کیا۔

امام احمد الحسن (منہ السلام) کے بہت سے اصل انصاروں کو یقین ہو گیا کہ وہ فوت ہو چکے ہیں، اور انہوں نے دولت اور طاقت کے مقاصد کے لیے اس سازش کا حصہ بننے کا فیصلہ کیا۔

غیبہ کے سال

امام احمد الحسن (امنہ السلام) غیبہ میں رخصت ہوئے اور عراق سے چلے، اپنے ساتھ صرف چند معتبر اور وفادار ساتھیوں کو ساتھ لے کر رخصت ہوئے۔ ان اصحاب میں سے ابا جعفر (علیہ السلام) تھے جن کا اوتار مہدی ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کی اہلیہ ہیں۔ جب امام (منہ السلام) کو چھوڑنے پر مجبور کیا گیا تو ان کے انصاروں میں سے کچھ کو ان کے ساتھ جانے کے لیے انتہائی قربانیاں دینی پڑیں۔

ایک دن امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں نہیں چاہتا کہ وہ (ابا جعفر) ام جعفر کے علاوہ کسی دوسری بیوی سے شادی کرے، وہ اس کے ساتھ رہے کیونکہ وہ بہت عظیم خاطون ہیں۔ اور میں اس پر بہت زیادہ انحصار کرتا ہوں۔"

میں نے کہا، "میں ان کی اور ان تمام لوگوں کی خدمت کروں جو آپ کی خدمت کرتے ہیں۔" امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بیٹا، کیا تم جانتے ہو کہ انہوں نے برسوں پہلے اپنے بچوں کو اس لیے چھوڑ دیا تھا کہ وہ میرے پاس رہیں اور اس دعوہ کے علاوہ کسی اور چیز سے مشغول نہ ہوں؟ ان پر سلام ہو، وہ بہت عظیم ہیں۔"

میں نے کہا، "ان کے بچے کتنے سال کے تھے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ان کے بچوں میں سب سے چھوٹا پانچ ماہ کا تھا اور اب وہ جوان ہے۔"

میں نے کہا، "سبحان اللہ ! پانچ ماہ کی عمر؟ !"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "قربانی کی وسعت کا تصور کرو۔"

میں نے کہا، "جی ہاں، آپ کی سچائی سے، وہ واقعی ایمان میں عظیم ہیں۔ انہیں کہاں چھوڑا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "انہوں نے انہیں مومنوں کے ساتھ چھوڑ دیا جو ان کی پرورش کے لیے پیچھے رہ گئے۔"

میں نے کہا: "میں نے سنا ہے کہ ابا جعفر جس کمیونٹی میں ہیں اس میں آپ کے بہت سے بچے ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا، "آج کل ۱۷۸ بچے اور بچیاں ہیں، جن کی عمریں ۱۶ سال سے کم ہیں۔"

میں نے کہا، "میرے والد، آپ کے ساتھ کمیونٹی کے کتنے لوگ ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "۷۹۹، لیکن یہ تعداد بڑھتی اور گھٹتی جاتی ہے۔"

میں نے کہا: "بڑھتا ہے اور گھٹتا ہے؟ "

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کیونکہ میں انہیں مختلف مقامات پر مختلف مشنوں پر اور کاموں کے لیے بھیجتا ہوں۔ "

میں نے کہا، "تو وہ آپ کے لیے زمین تیار کر رہے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، وہ اس میں شریک ہیں۔"

میں نے کہا، "کیا وہ ان لوگوں میں سے تھے جو آپ کے عراق سے نکلتے وقت آپ کے ساتھ تھے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں بیٹا ! ان کا ایک چھوٹا سا گروہ تھا۔ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو تمہیں بہت چاہتے ہیں بیٹا۔ تمہاری تصویر ہر جگہ ہے۔"

میں نے کبھی بھی امام (منہ السلام) کے ساتھ جماعت کی زیارت نہیں کی اور اس کی بہت سی وجوہات ہیں۔ مجھے یہاں ان کی فہرست دینے کی ضرورت نہیں ہے، لیکن یہ خدا کے منصوبے کا حصہ ہے کہ مجھے مومنین کی اس جماعت سے دور رکھا جائے، جس طرح یوسف (علیہ السلام) کو مصر میں کئی دہائیوں تک اپنے خاندان سے دور رکھا گیا، یہاں تک کہ انہوں نے ان کو بتایا، 'میں یوسف ہوں'، اور جس طرح موسیٰ (علیہ السلام) کو مدیان میں کئی سال تک اپنی قوم سے دور رکھا گیا۔ جب میں امام (منہ السلام) سے بات کرتا تو وہ اس کمیونٹی سے دور ہوتے تھے۔ امام (منہ السلام) کی کمیونٹی اعلیٰ ترین مومنین اور فرشتوں کے گروہ کی نمائندگی کرتی ہے۔ ان میں سے کچھ ۳۱۳ اور ۵۰ ہیں، لیکن ان میں سے تمام نہیں ہیں۔[552] فی الحال ۳۱۳ اور ۵۰ میں سے کچھ میرے ساتھ ہیں۔ دوسرے، ہم اب بھی ان کے ہمارے ساتھ شامل ہونے کا انتظار کر رہے ہیں۔

---

[552] جابر الجعفی نے ابی جعفر سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: "تین سو تیرہ مرد جن میں پچاس عورتیں بھی شامل ہیں بغیر کسی مقررہ کے مکہ میں جمع ہوں گے، خزاں کے پتوں کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے چل رہے ہوں گے، اور قرآن کی ایک آیت کہتی ہے: تم جہاں کہیں بھی ہو، اللہ تم سب کو جمع کرے گا۔ بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' تفسیر العیشی، محمد بن مسعود العیشی، جلد ۔ ۱، ص۔ ۶۵

ایک اور موقع پر اپنے ساتھ مومنین کا تذکرہ کرتے ہوئے امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اے میری آنکھوں کے نور، دیکھو، جو لوگ یہاں میرے ساتھ ہیں وہ کسی چیز سے متزلزل نہیں ہوتے۔ میں تمہیں ایک مثال دیتا ہوں تاکہ تم سمجھ جاؤ۔ اگر میں ان سے کہوں کہ حجت محمد ابن الحسن العسکری مرتد ہو گئے ہیں تو وہ متاثر نہیں ہوں گے۔ وہ غمگین ہوں گے، لیکن سب سے خطرناک طوفان ان پر اثر نہیں کرتا۔"

چنانچہ، اپنی غیر موجودگی کے سالوں میں، امام (منہ السلام) نے ایک چھوٹے سے وفادار مومنین کی گروہ کے ساتھ عراق چھوڑ دیا اور ایک ایسی کمیونٹی بنائی جس میں تقریباً ۸۰۰ افراد ہیں۔ یہ افراد دین کو پوری دنیا میں پھیلانے کے لیے کام کرتے ہیں تاکہ الٰہی عادل ریاست کی راہ ہموار کی جا سکے۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) بھی ان سالوں میں سوڈان سمیت بعض افریقی ممالک میں مقیم رہے، جہاں ان کے ساتھ ان کے ایک اور قریبی ساتھی بھی تھے۔

ابا الناصح (علیہ السلام)۔ ابا الناصح (علیہ السلام) کا اوتار حبیب ابن مظاہر ہیں[553] ۔ وہ ایک ایسے فرد بھی تھے جو شروع سے امام کے ساتھ تھے۔ یہ اس زمانے کے دوران تھا جب امام (منہ السلام) ایک کمپنی میں ایک انجینئر کے طور پر کام کر رہے تھے جو ماہانہ ۵۰۰ ڈالر کماتے تھے۔ وہ انتہائی غریب طرز زندگی گزارتے تھے اور اپنا کرایہ ادا کرنے اور اپنا کھانا خریدنے کے بعد اپنی ماہانہ تنخواہ کا بقیہ حصہ دعوے کو پھیلانے پر خرچ کرتے تھے۔

ایک دن امام (منہ السلام) نے اس وقت کے بارے میں فرمایا اور کہا، "میں اس زمانے میں ایک سوڈانی آدمی کے پاس رہتا تھا جو سلفی تھا۔ وہ جانتا تھا کہ میں شیعہ ہوں اور اس نے مجھے کافر سمجھا۔ ہر روز وہ میرے گھر کی بجلی کاٹ کر مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا اور ہر روز مجھے باہر جا کر تاروں کو ٹھیک کرنا پڑتا جو وہ کاٹتا تھا۔ اس نے کبھی ایسا کرنے کا اعتراف نہیں کیا اور نہ ہی میں نے اسے کبھی روکنے کو کہا۔ ایک دن وہ میرے پاس آیا اور مجھے گرانے کی کوشش میں اپنے دونوں ہاتھوں سے میرے سینے میں دھکیل دیا۔ میں نے اس کے ہاتھ پکڑے اور خود کو تھام لیا۔"

میں نے کہا، "اس نے آپ پر حملہ کرنے کی کوشش کی! خدا کی لعنت ہو اس پر!"

---

[553] کربلا میں امام حسین (منہ السلام) کے سب سے مشہور ساتھیوں میں سے ایک۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے آپ کو کوفہ کی دعوت کے لیے خط لکھا تھا۔ یہ جان کر کہ اہل کوفہ نے آپ کے ساتھ غداری کی ہے، آپ کربلا میں امام کے ساتھ شامل ہوئے اور کربلا کی جنگ میں شہید ہوئے۔

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اس کو برا نہ کہو میرے بیٹے، وہ اس سے بہتر کچھ نہیں جانتا۔ وہ جاہل ہے، وہ سمجھتا ہے کہ اس نے جو کیا وہ ٹھیک تھا۔ دنیا میں ایسے بہت سے لوگ ہیں۔ ان کی رہنمائی کے لیے دعا کرو، بیٹا، اور ان کو سچ دکھانے کے لیے رات دن کام کرو۔"

میں نے کہا، "میں خدا سے معافی چاہتا ہوں، میرے والد۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے بیٹے، اللہ تم پر رحم کرے۔ تم جانتے ہو کہ کوئی رات ایسی نہیں گزرتی جہاں میں سوتا ہوں سوائے اس کے کہ میں اللہ سے تمام مومنین کی بخشش مانگتا ہوں۔"

میں نے کہا، "پھر میں اب سے یہی کروں گا۔"

ابا میکائیل (علیہ السلام) ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں جو امام (منہ السلام) کی غیر موجودگی میں پیش آیا۔

حجاز کا بادشاہ عبداللہ کی وفات سے پہلے، امام احمد الحسن (منہ السلام) نے کچھ ایسے مومنین سے ملاقات کرنا شروع کر دی تھی جو ابھی تک ان سے نہیں ملے تھے۔ ایک خاص رات امام (منہ السلام) کہیں ایک مومن کا انتظار کر رہے تھے تو وہ مومن ان کی تلاش میں نکلے۔

لیکن وہ انہیں نہ پا سکے۔ تاہم، مومن نے ایک شخص کو ایک بڑی چٹان پر کچھ فاصلے پر بیٹھے دیکھا۔ مومن کو یقین نہیں تھا کہ وہ امام ہیں یا نہیں اس لیے وہ اس شخص کے پاس نہیں گئے۔ وہ گھر واپس آئے اور امام سے معافی مانگی اور ان سے کہا: 'اے میرے آقا میں نے آپ کو اس جگہ تلاش کیا جہاں ہمیں ملنا تھا لیکن آپ مجھے نہیں مل سکے۔ کیا آپ وہی تھے جو چٹان پر بیٹھے تھے؟' کیا آپ جانتے ہیں میرے بھائی عبداللہ، امام کا کیا جواب تھا؟ امام (منہ السلام) نے جواب دیا اور فرمایا: "اور کون سی چٹان جو میرے بیٹھنے کو سنبھالے گی؟ اگر میں اس پر بیٹھا ہوتا چٹان کی چیخ سن کر زمین و آسمان لرز اٹھتے۔ میں مر جاؤں گا اور کسی کو میرا پورا حق معلوم نہیں ہو گا۔"

قربانیاں

امام احمد الحسن (منہ السلام) کی کہانی کے بارے میں سب سے افسوسناک بات یہ ہے کہ انہیں کس طرح ہر قریبی چیز چھوڑنی پڑی اور سب کچھ کھونا پڑا۔ جب وہ عراق سے رخصت ہوئے تو یہ آخری بار تھا کہ وہ اپنی والدہ کو دیکھ پائے اور وہ ان کی غیر موجودگی میں انتقال کر گئیں اور وہ ان کے جنازے میں بھی شریک نہ ہو سکے۔ امام (منہ السلام) اپنے بچوں سے رابطے میں نظر نہیں آتے تھے۔ میں نے ایسی کہانیاں سنی ہیں جو زیادہ خوشگوار نہیں تھیں اور اگرچہ امام (منہ السلام) ہمیشہ اپنے ماضی کے بارے میں بات کرنے سے گریز کرتے تھے، خاص طور پر خاندانی معاملات کے بارے میں، لیکن میں یہ سمجھ سکتا تھا کہ ان کا خاندان ان کے ساتھ نہیں تھا اور نہ ہی ان کے حامیوں میں سے ہیں۔

ایک دن امام (منہ السلام) نے مجھ سے فرمایا: "تمہارے لیے میرے خوف اور تم سے میری محبت کی کوئی حد نہیں ہے، میری پیٹھ سے ایسے بچے ہیں جن کے بارے میں میں نے کسی دن سوچا بھی نہیں اور نہ ہی میں ان کے لیے ڈرتا ہوں، جس طرح میں تمہارے اوپر خوف کرتا ہوں اور تم سے محبت کرتا ہوں، ایک فیصد بھی۔ میں نے کہا کہ ایک فیصد بھی نہیں، تاکہ میں تمہیں احساس دلاؤں کہ میرے بیٹے اور میری بیٹیاں تمہارے قدموں کی خاک کے بدلے فدیہ ہو سکتے ہیں۔" میں ان کے یہ کہنے سے بہت شرمندہ ہوا اور میں نے زمین کی طرف دیکھا اور کہا: "میں خدائے بزرگ و برتر سے معافی مانگتا ہوں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے تین بچے ہیں، عبداللہ، موسیٰ اور زینب۔ یہ صرف وہی ہیں جن کے بارے میں خدا نے مجھے بتایا کہ میرا مال ہے، اور وہ جو میں اس دنیا میں رکھتا ہوں۔ میرے بیٹے، اس دعوے میں میں نے بڑے سانحات دیکھے ہیں، اور تم جانتے ہو۔ میرے ساتھ جو کچھ ہوا ہے اس کا تذکرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔" میں نے کہا: "اللہ کے سوا کوئی طاقت اور قوت نہیں ہے۔ میرے والد، جب بھی میں ملیکہ کو دیکھتا ہوں، میں آپ کے بچوں کے بارے میں سوچتا ہوں اور جو کچھ آپ کے ساتھ ہوا ہے، وہ مجھے خوش ہونے سے روکتا ہے۔ خدا کی قسم، کوئی وقت ایسا نہیں ہے جسے میں بھول جاؤں۔ میں آپ کے ہاتھ چومتا ہوں کیونکہ آپ باپ ہیں اور آپ سب سے عظیم والد ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اللہ تجھے سلامت رکھے، میرے بیٹے، شکریہ۔"

آخری مرحلہ

سب سے اہم چیز جو امام احمد الحسن (منہ السلام) نے اپنی غیر موجودگی میں حاصل کی وہ آخری مرحلے تک پہنچنا تھا۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے اس دن اور دور میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے اس کتاب میں پہلے ذکر کیا ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مخلوق میں خدا کے درجے پر پہنچے اور انہیں رسول بھیجنے کا اختیار دیا گیا۔ وہ خدا کی طرف سے نبی تھے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اماموں اور مہدیوں کو بھیجا تھا اپنی طرف سے رسولوں کے طور پر۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) اس مرحلے میں جبرائیل (علیہ السلام) کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ وہ وہی ہیں جو امام مہدی محمد، رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تک الہام یا پیغام لے کر جاتے ہیں۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) اس دن اور دور میں مکمل الہام ہیں۔

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "واضح فتح، جاننے میں کمال، مکمل معرفت۔"

میں نے کہا، "آہ! تحلیل؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "آخری مرحلہ، آخری مرحلہ، سب کچھ ترک کرنا ہے۔ یہ اصل حقیقت ہے، کمال۔"

امام احمد الحسن (منہ السلام) کمال کی منزل کو پہنچ چکے ہیں اور انسانی احساسات اور خواہشات کے اسیر ہونے سے آگے بڑھ چکے ہیں۔ وہ امام یا مہدی سے بھی بڑے ہو گئے ہیں۔ مثال کے طور پر، امام احمد الحسن (منہ السلام) میں کوئی جنسی خواہشات یا جبلت نہیں ہے۔ امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے اندر وہ جبلت نہیں ہے کیونکہ میں نے اپنے دماغ اور نفس اور جسم کو بہت پہلے چھوڑ دیا ہے۔"

میں نے ہمیشہ امام احمد الحسن (منہ السلام) کو بہت کم سونے اور لمبے عرصے تک بغیر نیند کے جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ کبھی کبھی وہ بغیر سوئے چھ دن تک جاتے ہیں۔

ایک موقع پر امام (منہ السلام) میرے پاس آئے اور انہوں نے فرمایا: "تمہارے والدین دن سے نہیں سوئے ہیں۔"

میں نے کہا: "خدا کے سوا نہ کوئی طاقت ہے نہ قوت! کیوں میرے والد؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: میرے پاس بہت سے کام تھے جو مجھے کرنے تھے۔ مجھے صرف چند منٹ کی نیند چاہیے ہوتی ہے، یہ میرے لیے کافی ہے۔"

امام (منہ السلام) اکثر پراسرار طریقوں سے کام کرتے تھے۔ وہ (منہ السلام) ایک لمحے میں طویل فاصلے طے کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ وہ (منہ السلام) خوابوں کی دنیا کو بات چیت کے طریقے کے لیے استعمال کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ وہ یہ جاننے کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ میں کب کسی مصیبت میں ہوں یا کب مجھے ان کی ضرورت ہو۔ جب بھی مجھے امام (منہ السلام) کی ضرورت ہوتی اور میں اپنے دل میں ان کو پکارتا، وہ میری بات سنتے اور تقریباً فوراً مجھ سے رابطہ کرتے۔ کئی بار، امام (منہ السلام) میرے پاس خواب میں تشریف لاتے اور مجھے اطلاع دیتے اور وہ سچ ثابت ہوتی۔ مثال کے طور پر، ان میں سے ایک قابل ذکر واقعہ یہ تھا کہ جب امام (منہ السلام) ایک مشن پر تھوڑی دیر کے لیے گئے ہوئے تھے، اور میں نے چند مہینوں سے ان سے بات نہیں کی تھی۔ میں نے ایک رات خواب دیکھا جس میں امام (منہ السلام) میرے پاس آئے اور فرمایا: "آج رات میں تم سے بات کروں گا،" اور واقعی اسی رات وہ واپس آئے اور بالکل اسی طرح ہوا جیسے خواب میں دیکھا تھا، اس رات مجھ سے بات ہوئی۔

یہ درحقیقت بہت اہم ہے کیونکہ اسی طرح امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ ان کی ملاقاتیں شروع ہوئیں، انہوں نے خواب میں امام کو دیکھا اور امام نے ان سے کہا کہ وہ ان سے کسی خاص جگہ پر ملاقات کریں۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے ملاقات کے خطبہ میں فرمایا:

! اور اس ملاقات کا قصہ یہ تھا کہ ایک دن میں سو رہا تھا اور نیند میں مجھے ایک رویا نظر آئی۔ اور امام مہدی (عج) امام عسکری (علیہ السلام) کے بھائی سید محمد (علیہ السلام) کے مزار کے پاس کھڑے تھے۔ اور مجھے ان سے ملنے کا حکم دیا اس کے بعد میں بیدار ہوا تو رات کے دو بج چکے تھے اور میں نے رات کی چار رکعت نماز پڑھی۔ اور میں سو گیا اور میں نے ایک اور رویا دیکھا جو پہلے کی طرح تھا۔ اور اس میں امام مہدی (علیہ السلام) مجھ سے ملنے کے لیے کہہ رہے تھے۔ اور میں بیدار ہوا تو صبح کے ۴ بج چکے تھے اور میں نے اپنی رات کی نماز ختم کی اور پھر فجر کی نماز ادا کی۔ پھر ان نظاروں کے دو دن بعد میں سامرہ گیا جہاں میں نے دو اماموں الہادی اور العسکری (علیہم السلام) کی زیارت کی۔ پھر میں وطن واپس آیا جہاں میں نے سید محمد (علیہ السلام) کی

زیارت کی۔ پھر میں بغداد گیا جہاں میں نے ائمہ الکاظم اور الجواد (علیہم السلام) کی زیارت کی۔ پھر میں کربلا گیا جہاں میں نے امام حسین (علیہ السلام) اور شہداء کی زیارت کی۔ اور رات میں امام حسین (علیہ السلام) کے مزار میں میری امام مہدی (علیہ السلام) سے ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد میں نے اگلے دن کی صبح امام مہدی (علیہ السلام) کے مزار میں جو کہ کربلا میں سدرہ گلی کے آخر میں ہے، ملاقات کی۔ چنانچہ ہم مزار پر اکیلے بیٹھ گئے، جو تقریباً لوگوں سے خالی تھا، سوائے اس خادم (مزار کا) جو ہم سے دور خواتین کی نماز کی جگہ کھڑا تھا۔"

امام (منہ السلام) کو یہ جاننے کی صلاحیت بھی تھی کہ آیا کوئی شخص شک، یقین یا کفر کی حالت میں ہے۔ حالانکہ وہ انہیں کبھی نہ دکھائے۔ بلکہ وہ اس شخص کے ساتھ ظاہری طور پر معاملہ کرتے ہیں تاکہ اسے شرمندہ نہ کیا جائے اور لوگ ہمیشہ ایمان کا دعویٰ کرتے رہیں۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) میں بھی یہی صلاحیت تھی اور قرآن میں اس کا ذکر ہے: "لیکن جب عیسیٰ (علیہ السلام) کو ان کے کفر کا ہوش آیا تو انہوں نے پکارا: اللہ کی راہ میں میرا انصار کون ہو گا؟ حواریوں نے کہا: ہم اللہ کے انصار ہوں گے۔ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور آپ گواہ رہیں کہ ہم نے (اس کے آگے) سر تسلیم خم کر دیا ہے۔"[554]

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا: "یہ میرا بیٹا کتنا مشکل ہے، کتنا مشکل ہے، کہ کوئی تم سے کہے کہ میری جان آپ پر قربان ہو اور آپ ان سے کہیں، اللہ تمہیں برکت دے، جب کہ تم اس کے برعکس دیکھتے ہو، تم انہیں جھوٹ بولتے اور منافق ہوتے ہوئے دیکھتے ہو۔" امام (منہ السلام) لوگوں کے چہروں کو دیکھ کر پہلی نظر میں گزشتہ زندگی میں ان کے اوتار جاننے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ وہ کسی شخص کے اوتار اور ان کی زندگی کے بارے میں ہر تفصیل بتا سکتے ہیں۔ وہ بتا سکتے ہیں کہ وہ کب پیدا ہوئے اور کب مریں گے۔ وہ ان کے چہرے کو دیکھ کر بھی بتا سکتے ہیں کہ ان کے لیے کوئی خاص علم یا خبر سننے کے لیے اچھا وقت ہے یا برا۔

خدا کی تقریباً ہر صفت یا صلاحیت، امام (منہ السلام) کے واضح فتح حاصل کرنے کے بعد حاصل ہو گئی تھی۔

[554] قرآن مجید، سورۃ ۳ (آل عمران)، آیت ۵۲

امام کے ساتھ میری رشتہ داری

کچھ چیزیں جن کے بارے میں شاید قاری حیران ہوں ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) کے بارے میں اتنا کیسے پہچانا۔ میں انہیں کب سے جانتا ہوں؟ ہماری پہلی ملاقات کیسی تھی؟ اگر آپ اس سے (منہ السلام) یہ سوالات پوچھیں گے تو وہ آپ کو ان الفاظ کے ساتھ جواب دیں گے، "میں نے اس دن سے اس کو کبھی نہیں چھوڑا جب سے وہ اس دنیا میں آیا ہے۔ "

چھتیسواں باب

امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

"بقیت اللہ تمہارے لیے بہتر ہے، اگر تم مومنین ہو"

بارہویں امام، پوشیدہ امام، بقیت اللہ، صاحب الامر و الزمان، میرے دادا محمد بن الحسن العسکری (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے چند القابات ہیں۔ امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ۱۵ شعبان ۸۶۹ عیسوی کو پیدا ہوئے، اور تب سے زندہ ہیں۔ ابلیس کی اولاد کی طرف سے انہیں قتل کرنے کی سازشوں کی وجہ سے وہ غیبت میں رخصت فرما گئے۔ قرآن پاک میں انہیں خدا کا باقی ماندہ حصہ قرار دیا گیا ہے: "بقیت اللہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم مومن ہو۔ "[555]

امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے تناسخ ہیں اور جیسا کہ کتاب میں پہلے ذکر کیا گیا ہے، جب پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کمانوں یا اس سے کم کے درجے پر پہنچے تو وہ خدا بن گئے۔ آج وہ بھورے بالوں اور سبز آنکھوں کے ساتھ تیس سال کے درمیانی عمر کے آدمی کی تصویر میں دکھتے ہیں، اور ان کی گھنی داڑھی اور مونچھیں ہیں۔ ان کے ہاتھوں اور بازوؤں پر بہت زیادہ بال ہیں۔ وہ امام احمد الحسن (منہ السلام) سے کم سن دکھائی دیتے ہیں۔

آج امام مہدی کا ظہور کیوں ہوا؟

ایک دن امام احمد الحسن (منہ السلام) نے مجھ سے فرمایا: "ایک دن یہ جانے بغیر کہ میں کون ہوں، کسی نے مجھ سے کہا کہ اگر کوئی مجھے ۱۰ یا ۱۵ سال پہلے بتا دیتا کہ امام مہدی (علیہ السلام) کا ظہور ہوا ہے، میں کبھی اس پر یقین نہ کرتا، لیکن اب میں نہ صرف یقین کرتا ہوں، بلکہ مجھے یقین ہے کہ وہ ظاہر ہو چکے ہیں۔''

میں نے کہا، "سبحان اللہ۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں نے اس سے پوچھا کہ اے حاجی تم ایسا کیوں کہتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے ان لوگوں سے دیکھا ہے جو فرماں بردار اور سچے مومن ہیں۔ 'تم نے کس کو دیکھا ہے؟' آدمی نے جواب دیا، 'ایک گروپ نے مشرق کے سیاہ پرچم کے ساتھیوں کو بلایا، ان کا پال ٹاک پر ایک کمرہ ہے۔ وہ امام مہدی (علیہ السلام) کی حمایت کے لیے کچھ بھی کرنے

[555] قرآن مجید، سورہ ۱۱ (ہود)، آیت ۸۶

کے لیے تیار ہیں۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ اگر امام مہدی (عج) کا ظہور نہ ہوتا تو خدا کی قسم، ان کی طرف سے کوتاہی ہوتی۔''
ان سے اس کی مراد، آقا، ہمارے والد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تھے۔"

میں نے کہا، "واہ، سبحان اللہ !"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں نے اس سے کہا: "اے حاجی تم نے سچ کہا، وہی انجام ہوا جو ہوا۔"

میں نے کہا، "للہ اکبر ! اللہ اکبر ! اللہ اکبر !"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اور میں تم سے کہتا ہوں میرے بیٹے، خدا کی قسم، خدا کی قسم ! اور یہ بڑی اور بھاری قسم ہے۔ اگر آج سے ۱۰ ہزار سال پہلے زمین پر تمہارے جیسے سو آدمی موجود ہوتے تو حضرت آدم (علیہ السلام) کو زمین پر خدا کی طرف سے قابلیت عطا ہوتی۔ وہ اسے عدل و انصاف سے بھر دیتا۔ ابلیس کو اس میں کوئی طاقت نہ ہوتی۔" میں نے کہا، "خدا محمد و آل محمد، ائمہ اور مہدیوں پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے ! اللہ اکبر ! "

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اور آج تم یہاں ہو، تو میں خدا اور اس کی عظمت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہماری ریاست تمہارے ہاتھوں اور تمہارے پاکیزہ ایمان والے مخلص دلوں سے قائم ہوگی جس کی کوئی حد نہیں ہے۔"

امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مومنوں کی کمی کی وجہ سے غیبت میں تھے لیکن اب سچے مومنوں کی موجودگی کی وجہ سے امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ظہور ہونا فرض تھا۔ پہلے مسلمانوں کا خیال تھا کہ یہ وہی ہیں جو امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا انتظار کر رہے ہیں، لیکن اصل میں یہ امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی تھے جو ہمارا انتظار کر رہے تھے۔

احادیث اور روایات میں بتایا گیا ہے کہ امام کا ظہور ہوگا اگر ان کے پاس صرف ۳۱۳ سچے مومن ہوں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے ظہور سے پہلے، اور آپ کے ظہور کے بعد بھی، کرۂ ارض پر موجود ۱.۹ بلین مسلمان مناسب مومنین نہیں ہیں یا ان کے مذہب اور ایمان میں کچھ گڑبڑ ہے۔

امام مہدی کا مجھ سے ابتدائی رابطہ

ایک دن امام احمد الحسن (منہ السلام) نے مجھے میرے دادا امام مہدی محمد ابن الحسن (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے درج ذیل خط پہنچایا،

آپ پر سلامتی ہو اور خدا کی رحمتیں اور برکتیں، جیسا کہ میں نے اپنے بیٹے احمد کا انتظار کیا ہے، میں نے ان تمام سالوں سے تمہارا انتظار کیا ہے یہاں تک کہ صبر میرے صبر سے تھک گیا۔ اب آپ یہاں ہیں، تمام شکر خدا کا ہے، خدا کے دین میں با برکت، اور ایسے مردوں کی رہنمائی کرتے ہوئے جو کہ، خدا کی قسم، بہترین مردوں میں سے ہیں۔
خدا کی راہ میں محنت کرو اور تھکنا نہیں کیونکہ خدا سنتا اور دیکھتا ہے۔
اور تم پر سلامتی ہو اور خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔
امام مہدی محمد ابن الحسن العسکری (علیہ السلام)

میں نے اور میرے ساتھیوں نے اپنا گھر اور مال بیچ دیا اور اپنا تمام دنیاوی سامان امام احمد الحسن (منہ السلام) اور امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دے دیا تاکہ اس مقصد کو آگے بڑھا سکیں۔ اس وقت ہمیں اپنے حالات کی پرواہ نہیں تھی کہ ہمارا کیا بنے گا۔ ہم صرف ایک الہی عادل ریاست کے قیام میں کسی بھی طرح، شکل یا صورت میں حصہ لینا چاہتے تھے اور لوگوں کو سچائی کی طرف رہنمائی کرنے میں مدد کرنا چاہتے تھے۔
امام (منہ السلام) نے شروع میں قبول کرنے سے انکار کیا اور فرمایا: "میرا دل مجھے یہ قبول کرنے کی اجازت نہیں دیتا کہ تم اپنا گھر بیچ دو، بیٹا تم کہاں جاؤ گے؟" میں نے ان کے انکار کو ماننے سے انکار کر دیا۔ میں نے اصرار کیا۔
میں نے اپنا گھر بیچ دیا اور اسے قبول کرنے کے لیے دباؤ ڈالتا رہا، جب تک کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اس کے بعد، میرے بہت سے بھائی بہن ایسا ہی کرنا چاہتے تھے اور میرے ساتھ الہی عادل ریاست کی طرف میرے راستے پر چلنا چاہتے تھے۔ میں

نے ان کی درخواست امام کے سامنے پیش کی تو آپ نے مجھ سے فرمایا: "اس معاملے میں آقا، والد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اجازت درکار ہے۔"

کچھ دنوں کے بعد میں نے امام (منہ السلام) سے کہا: "کیا آپ نے امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے جو کچھ پوچھا تھا اس کے بارے میں سنا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، میرے بیٹے۔"

میں نے کہا، "کیا بات ہے، میرے والد؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "آقا اور باپ نے فرمایا:

"جو بھی یہ کرنا چاہتے ہیں اور ہمارے بیٹے عبداللہ کے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہیں تو ہم ان کا خیر مقدم کرتے ہیں۔"

بہت سے لوگ اس مقصد میں حصہ ڈالنے لگے۔ جاوید الغنی باللہ، وقار شاہ، قدیر شاہ، اوریو کے سے دیگر نے تعاون کرنے والوں میں سب سے پہلے شامل ہوئے۔ نور فاطمہ آئرلینڈ کی پہلی خاتون تھیں جنہوں نے اپنے پاس موجود ہر چیز دے دیا۔ سویڈن سے ڈاکٹر علی الغریفی اور ان کی اہلیہ عالیہ اپنی گاڑی اور گھر بیچ کر سب کچھ دے دیا۔ ریمی حولیت نے اپنا سب کچھ دے دیا۔ محمد حسام نے اپنے پاس جو کچھ تھا وہ بھی دیا اور اپنی گاڑی بھی بیچنے کا وعدہ کیا۔ میں نے یہ تمام خبر امام (منہ السلام) تک پہنچائی تو اس بات نے ان کے دل کو چھوا۔

میں نے کہا، "اور نور آپ سے اپنے لیے دعا مانگ رہی ہیں اور ان کی کوتاہی کو معاف کرنے کے لیے التجا کر رہی ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "خدا اس خاطون کو ان کے بچوں میں نیکی عطا کرے اور ان کے ہر گناہ کو دس نیکیوں سے بخش دے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اسے جنت میں جانے سے نہ روکے اور اسے نیک لوگوں کے ساتھ رکھا جائے۔"

میں نے کہا، "الحمد اللہ۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اس سب میں حمد خدا کی طرف جاتی ہے اور پھر اس کے بعد تم پر اے میرے بیٹے۔"

میں نے کہا، "اگر آپ نہ ہوتے تو میں کھو جاتا۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "خدا تمہیں بھلائی عطا کرے، بیٹا، خدا نہ کرے کہ تم کبھی ضائع ہو جب کہ تم احمد اور محمد کے بیٹے ہو۔" میں نے کہا، "منال حلال اور ان کے بہن بھائی بھی ہیں جو لبنان میں اپنی جائیداد عطیہ کرنا چاہتے ہیں اور اپنا اپارٹمنٹ اور فرنیچر بیچ رہے ہیں!"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اگر وہ مومنین ۱۹۹۹ میں موجود ہوتے تو ہم ایک عشرے سے زیادہ عرصے سے خدائی انصاف کی حالت میں رہ چکے ہوتے۔"

میں نے کہا، "میرے والد، مصریوں اور غیر عربوں کا ایمان اور آپ سے ان کی محبت عظیم ہے!"

امام (منہ السلام) گریہ زاری کرنے لگے اور فرمایا: "بے انتہا خوشی سے میرے آنسو میرے گالوں پر بہہ رہے ہیں، خدا کی قسم تم نے میرا سر بلند کیا ہے اور آل محمد کے ہر امام کے سامنے مجھے تمہاری وجہ سے فخر ہے۔ خدا کے فرشتوں اور اس کے تمام رسولوں کے سامنے۔ میں معذرت خواہ ہوں، کیونکہ میرے آنسو گرتے رہیں گے اور میں توجہ نہیں دے پارہا۔ مجھے معاف کر دو بیٹا۔ میں تمہارے پاس واپس آؤں گا، میں اپنے آپ پر قابو نہیں رکھ سکتا۔ تم پر خدا کی سلامتی اور رحمت ہو۔"

امام (منہ السلام) رخصت ہوئے اور تھوڑی دیر بعد واپس آئے اور اس طرح جانے پر معذرت کی۔ میں نے ان سے کہا، "میں صرف خدا سے مانگتا ہوں کہ آپ ہم سے راضی ہوں، میرے والد۔" امام (منہ السلام) نے فرمایا: "خدا کی قسم، خدا تم سے پوری طرح راضی ہے۔"

میں نے کہا، "میں آپ کا سہارا اور پشت پناہ ہوں اور میں ہمیشہ آپ کے لیے حاضر رہوں گا۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم سب سے بہتر حمایتی اور پشت پناہ ہو۔"

میں نے کہا: "کیا آپ نے امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بتایا تھا؟ اور کیا وہ خوش تھے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، وہ بہت خوش ہوئے، اور انہوں نے شکر ادا کرتے ہوئے خدا کو سجدہ کیا اور دعا کی کہ خدا تم سب کی حفاظت فرمائے اور تمہیں کامیابی اور نفاذ عطا فرمائے۔"

امام مہدی کی عاجزی

ایک دن میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے کہا، "میں اپنے آپ کو ایک کمی کرنے والا محسوس کرتا ہوں۔"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ ہر مومن کا احساس ہے، یہاں تک کہ امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی کہتے ہیں کہ میں کم کرتا ہوں" اور میں خود کو اس حد تک محسوس کرتا ہوں کہ مجھ سے کوتاہی ہوتی ہے کہ رات کو مجھے نیند نہیں آتی۔" میں نے کہا، "سنحان اللہ۔ آپ پر اور امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر سلام ہو، لیکن آپ اور امام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، آپ میں سے کوئی بھی کوتاہی نہیں کرتے، اور جہاں تک میرا معاملہ ہے، مجھ سے کوتاہی ہوتی ہوگی۔"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے بیٹے، ہم سب کوتاہی کرنے والے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے بدلے بہت کچھ دیتا ہے ہمارے اعمال کے برعکس۔ اور جو کچھ ہم اسے دیتے ہیں وہ بھی ہماری طرف سے نہیں ہے۔ بلکہ یہ سب اس کے فضل سے ہے۔ تو اس میں ہمارا کوئی احسان بھی نہیں۔ "

امام مہدی کی شخصیت

ایک دن امام (منہ السلام) نے مجھ سے فرمایا، "رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگوں کے ساتھ بہت مذاق کیا کرتے تھے اور علی ابن ابی طالب (منہ السلام) بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ ملعون عمر بن الخطاب کہتا تھا کہ اگر علی کا مذاق نہ کرتے تو وہ بہت بڑے لیڈر ہوتے۔[556] وہ بزدل چاہتا تھا کہ علی ابن ابی طالب (منہ السلام) کا فیصلہ کرے اور اپنی ذات کو لوگوں پر مسلط کرے اور لوگوں کو اپنے ہی نقول کے طور پر دیکھے، خدا اس پر لعنت کرے۔ "
میں نے کہا، "کیا اس زمانے میں عمر کی شخصیت آج جیسی تھی؟"

---

[556] عمر کی حدیث میں علی کی خلافت کے بارے میں ان سے ذکر کیا گیا، تو انہوں نے کہا: 'کاش وہ کم مذاق کرنے والا ہوتا۔'
مناقب اہل البیت، حیدر الشیروانی، ص ۴۵۴

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تقریباً۔"

میں نے کہا: "اور امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیسے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا، "جہاں تک امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا تعلق ہے تو میں نے اپنی پوری زندگی میں انہیں کبھی مذاق کرتے نہیں دیکھا۔ "

میں نے کہا، "ہم جس عمر میں ہیں اس میں کوئی مضحکہ خیز بات نہیں ہے۔''

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بیٹا، تم نے سچ کہا۔"

ایک اور موقع پر امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تمہارے دادا تم سے بہت محبت کرتے ہیں۔ "

میں نے کہا، "اور میں ان سے بہت پیار کرتا ہوں۔ "

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اور وہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرماتے ہیں کہ تم ان کے مزاج اور شخصیت کے خدوخال اور حرکات و سکنات اور منطق کی طاقت میں ان سے مشابہت رکھتے ہو، سوائے اس کے کہ وہ عربی میں کرتے ہیں جب کہ تم انگریزی میں کرتے ہو۔"

میں نے کہا، "سبحان اللہ۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بیٹا، تمہاری آواز بہت خوبصورت ہے، لیکن تمہاری عربی خلوص نہیں ہے، تمہاری عربی خلوص زبان نہیں ہے لیکن تمہاری آواز تمہارے دادا محمد ابن الحسن العسکری (صلی اللہ علیہ وآلہ سلم) کی کاربن کاپی ہے اور ساتھ ساتھ تمہارے دادا، الصدیق، علی ابن ابی طالب (منہ السلام) کی آواز کی کاپی۔"

امام مہدی کے رسول

ایک دن کسی نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا کہ کیا آپ سے پہلے امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے رسول تھے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔"

انہوں نے پوچھا، "کون؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "مجھ سے پہلے عیسیٰ ابا احمد تھے اور ان سے پہلے عباس ابا محمد تھے۔ (یہ ۱۹۹۹، یمانی کے ظہور کے سال سے پہلے کے اس دور میں عیسیٰ ناصری کی واپسی کا حوالہ دے رہے ہیں۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ ایسی روایات موجود ہیں جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ یمانی حضرت عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) سے پرچم لیتے ہیں۔)[557] میں نے کہا، "کیا انہوں نے پچھلے ۱۲۰۰ سالوں میں دوسرے رسول بھیجے؟"[558]

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔" میں نے کہا، "تو کیا ان دعوتوں اور مذاہب میں سے کچھ جو پچھلے ۱۲۰۰ سالوں میں شروع ہوئے تھے درحقیقت امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے رسولوں نے شروع کیے تھے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، بغیر کسی شک کے۔"

میں نے کہا، "ان رسولوں کو کیا ہوا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بعض کو قتل کیا گیا، بعض کا مذاق اڑایا گیا، اور بعض ناکام ہوئے اور اسی طرح مٹ گئے جیسے بعض رسول مٹے تھے۔"

امام مہدی کا علم

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا، "کیا آپ تمام زبانیں سمجھتے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تمام زبانیں نہیں، لیکن تمہارے دادا دنیا کی تمام مخلوقات کی زبانیں سمجھتے ہیں۔"

---

[557] امام الصادق (منہ السلام) نے فرمایا: "پھر مہدی، ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ، جو عیسیٰ ابن مریم کے ہاتھ سے پرچم اٹھائے گا ظہور کرے گا۔" الملاحم والفتان، السید ابن طاؤس، جلد ۔ ۱، ص۔ ۲۶۳

[558] اس وقت ہم اس بات کی وضاحت نہیں کریں گے کہ اس دور میں امام مہدی کی کون سی مذہبی تحریکیں تھیں، کیونکہ یہ ایک پیچیدہ مسئلہ ہے جس میں ہر تحریک کے حقیقی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ ان کی تحریفات، جان بوجھ کر انحرافات، بدعنوانی اور خدائی مقرر کردہ معاملوں پر مزید تفصیلی توجہ کی ضرورت ہے۔

م- ح- م- د اور ٹیٹراگراماٹون (ی- ھ- و- ہ)

یہ بات بہت دلچسپ ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وصیت مقدس میں امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں فرماتے ہیں: "اور حسن (علیہ السلام) اپنے بیٹے کے حوالے کر دیں، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اہل بیت کی حفاظت کرنے والے۔"[559]

دلچسپ بات یہ ہے کہ عربی متن میں اصل میں یہ لکھا ہے: "اور الحسن (علیہ السلام) اسے اپنے بیٹے، م ح م د، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اہل بیت کے محافظ کے حوالے کر دیں۔"[560]

یہ نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مقدس وصیت کے بہت سے اسرار میں سے ایک ہے جسے صرف اس کے ساتھی ہی آشکار کر سکتے ہیں۔ ہم ثبوت کے طور پر کتاب بحار الانوار سے درج ذیل تصویر فراہم کرتے ہیں (تصویر ۱):

[559] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، ج۔ ۵۳، ص۔ ۱۴۸

[560] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، ج۔ ۵۳، ص۔ ۱۴۸

تصویر ۱: م ح م د مقدس وصیت میں (دائرہ دار)

بحار الانوار، العلامۃ المجلسی، ج۔ ۵۳، ص۔ ۱۴۸ -شیعہ آن لائن لائبریری

اس کے علاوہ بھی بہت سی روایات اور احادیث موجود ہیں جن میں امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو محض م ح م د (محمد) (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہا گیا ہے اور ائمہ نے سختی سے منع کیا ہے (منہم السلام) کہ ان کا نام لیا جائے. امام الصادق (منہ السلام) نے فرمایا: "اس معاملے کا ساتھی وہ شخص ہے جنہیں ان کے نام سے کوئی نہیں پکارتا سوائے کافر کے۔"[561]

امام الرضا (منہ السلام) نے فرمایا: "ان کا جسم نہیں دیکھا جاتا اور انہیں ان کے نام سے پکارا نہیں جاتا۔"[562]

اس وقت سے، شیعہ انہیں چار حروف، م ح م د (محمد) کے نام سے تعبیر کرتے ہیں، ابتدائی شیعہ اس روایت کو جانتے تھے۔ خدا کا مناسب نام، ٹیٹراگراماٹون، ی ھ و ہ (יהוה)[563]

[561] الکافی، الشیخ الکلینی، جلد۔ ۱، ص۔ ۳۳۳

[562] الکافی، الشیخ الکلینی، جلد۔ ۱، ص۔ ۳۳۳

[563] 4 حروف M-H-M-D (חמתמ) بھی تورات میں ظاہر ہوتے ہیں؛ تاہم، اس کا ترجمہ ایک لفظ کے ساتھ کیا جاتا ہے

یہودیت میں، جب موسیٰ (علیہ السلام) نے خدا سے پوچھا کہ اس کا نام کیا ہے، اور جب لوگ ان سے پوچھتے کہ انہیں خدا کو کیا کہنا چاہیئے، تو خدا صرف یہ کہہ کر موسیٰ (علیہ السلام) کو جواب دیتا ہے: "میں وہی ہوں جو میں ہوں" اور اُس نے کہا، "بنی اسرائیل سے یوں کہنا کہ 'میں ہوں' نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔"[564]

یہودی روایات میں اس بات کا ذکر ہے کہ ان کے صحیح نام کا تلفظ یا لکھنا بھی خدا کے سامنے بالکل ممنوع ہے، اور وہ یہاں تک کہتے ہیں: "جو اس نام کا تلفظ حروف کے ساتھ کرتا ہے اس کی آنے والی دنیا میں کوئی جگہ نہیں ہے!"[565]

جب "نام" کا حوالہ دیتے ہوئے اصطلاح ہا شم (השם، haš·šêm)، جو اس کا مطلب ہے "(بڑا) نام" استعمال ہوتا ہے، یہ صرف شیعہ اسلام اور یہودیت کے اندر ہے کہ ہمارے پاس یہ دو نام ہیں جو چار حروف پر مختصر ہیں اور ان کا تلفظ حرام ہے۔

دونوں مذاہب میں خدا کے حقیقی نام کا تلفظ اعلیٰ طاقتوں اور عظیم معجزات کا حکم دینے کی صلاحیتوں سے وابستہ ہے۔ اہل بیت (منہم السلام) سے روایتیں اس بات کا تذکرہ کرتی ہیں کہ جن کاموں میں سے ایک کام قائم (منہ السلام) کریں گے، وہ ہے عبرانی میں خدا کے حقیقی نام کی تلاوت۔ امام الصادق (منہ السلام) نے فرمایا: "جب امام اجازت دیں گے تو وہ عبرانی زبان میں خدا سے اس کا بڑا نام لے کر دعا کریں گے اور ان کے ۳۱۳ ساتھی ان کے پاس گرنے کے پتوں کی طرح آئیں گے۔"[566]

کیا ی ھ و ہ (יְהוָה) اور م ح م د کے درمیان کوئی رشتہ ہے؟

امام احمد الحسن (منہ السلام) کی کتاب توحید میں (منہ السلام)، امام الصادق (منہ السلام) کی ایک روایت ہے جو نقل کی گئی ہے۔ امام الصادق (منہ السلام) فرماتے ہیں:

مختلف قسم کے معنی جیسے عزیز، مطلوبہ، لذت بخش، خوشگوار چیز، یا خوبصورت۔ مثال کے طور پر گانے کا گانا دیکھیں ۱۶:۵، یسعیاہ ۶۴:۱۰ (JPS Hebrew-English Bible، 1985 یا King James Bible 64:11)، حزقیل ۲۴:۱۶۔

[564] مقدس انجیل، خروج کی کتاب، باب ۳، آیت ۱۴

[565] Mishnah (Oral Torah), Sanhedrin 10:1, Koren-Steinsaltz

[566] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، جلد ۔ ۵۲، ص۔ ۳۶۸

بے شک جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنے سات آسمانوں پر لے گیا تو ان میں سے پہلے کی طرح آپ کو برکت دی، دوسرے کے لیے آپ کو دین کے فرائض کی تعلیم دی، تو اللہ تعالیٰ نے چالیس کے ساتھ ایک برتن اتارا۔ وہ نور کی قسمیں جو خدا کے عرش کو گھیرے ہوئے تھیں اور دیکھنے والوں کی آنکھوں کو اندھی کر دیتی تھیں کہ ان میں سے ایک کا رنگ زرد ہو گیا اور اسی وجہ سے زرد ہو گیا اور ان میں سے ایک سرخ ہو گیا اور اسی وجہ سے سرخ ہو گیا۔ اور ان میں سے ایک سفید تھا اور اس سے سفیدی سفید ہو گئی اور باقی نور سے مخلوقات کی تعداد پر تھی... پھر اس کو آسمان پر اٹھایا اور فرشتے آسمان کے کونے کونے میں بھاگ گئے۔

اور سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے: پاک ہے، یہ نور ہمارے رب کے نور سے کتنا مشابہ ہے! تو جبرائیل نے کہا: "اللہ اکبر، اللہ اکبر۔"

پھر آسمان کے دروازے کھول دیے گئے اور فرشتے جمع ہوئے اور بڑی تعداد میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سلام کیا اور کہا: اے محمد، آپ کا بھائی کیسا ہے؟ اگر آپ واپس چلے جائیں تو اسے ہمارا سلام بھیجیں! تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "کیا تم اسے جانتے ہو؟" انہوں نے کہا: "اور ہم انہیں کیسے نہ پہچانیں اور ہم سے آپ کے اور ان کے اور ان کے شیعوں کے بارے میں عہد لیا گیا یہاں تک کہ قیامت کے دن. اور بے شک ہم ان کے شیعوں کے چہروں کو ہر دن اور رات میں پانچ مرتبہ دیکھتے ہیں، ان سے مراد نماز کے اوقات ہیں، اور بے شک ہم آپ پر اور ان پر درود بھیجتے ہیں۔" انہوں نے کہا: "پھر میرے رب نے مجھے چالیس قسم کے نور عطا کیے جو پہلی روشنی سے مشابہ نہیں ہیں اور اس نے مجھے انگوٹھیوں اور زنجیروں میں اضافہ کیا اور مجھے دوسرے آسمان پر لے گیا۔ جب میں دوسرے آسمان کے دروازے کے قریب پہنچا تو فرشتے آسمان کے کناروں پر بکھر گئے اور سجدے میں گر پڑے اور کہا: پاکیزہ پاک! فرشتوں اور روحوں کے رب! یہ روشنی ہمارے رب کے نور سے کتنی مشابہت رکھتی ہے! تو جبرائیل نے کہا: "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔"

چنانچہ فرشتے جمع ہوئے اور آپ نے فرمایا: "اے جبرائیل تمہارے ساتھ کون ہے؟" انہوں نے کہا: "یہ محمد ہیں۔" انہوں نے پوچھا: "کیا انہیں بھیجا گیا تھا؟" انہوں نے جواب دیا: "جی ہاں۔" رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "چنانچہ وہ مجھے

گلے لگاتے ہوئے نکلے اور مجھے سلام کیا اور کہا: "اپنے بھائی سے کہہ دیجئے کہ ہم سلام بھیجتے ہیں۔" میں نے کہا: "کیا آپ انہیں جانتے ہیں؟" انہوں نے کہا: "اور ہم انہیں کیسے نہ پہچانیں اور ہم سے آپ کے اور ان کے اور ان کے شیعوں کے بارے میں قیامت تک کا عہد لیا گیا ہے۔ اور بے شک ہم ہر دن اور رات میں پانچ مرتبہ ان کے شیعوں کے چہروں کا جائزہ لیتے ہیں۔" ان کا مطلب نماز کے اوقات میں تھا۔ انہوں نے کہا: "پھر میرے رب نے مجھے چالیس قسم کے نور عطا کیے جو پہلی روشنیوں سے مشابہت نہیں رکھتے اور مجھے تیسرے آسمان پر لے گئے۔ فرشتے آسمان کے کناروں پر بکھر گئے اور سجدے میں گر پڑے اور کہا: جلال مقدس ! فرشتوں اور روحوں کے رب ! یہ روشنی ہمارے رب کے نور سے کتنی مشابہت رکھتی ہے ! تو جبرائیل نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ تو فرشتوں نے جمع ہو کر کہا: الفا اور اومیگا کو سلام، جمع کرنے اور پھیلانے والے کو سلام، محمد سب سے بہتر انبیاء اور علی سب سے بہتر خلیفہ ہیں۔

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: پھر انہوں نے مجھے سلام کیا اور مجھ سے میرے بھائی کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا: 'وہ زمین پر ہیں، کیا آپ انہیں جانتے ہیں؟' انہوں نے کہا: 'ہم انہیں کیسے نہیں جانتے، اور ہم ہر سال حج کرتے ہیں اور اس پر ایک سفید پارچہ ہوتا ہے جس پر محمد کا نام اور علی اور الحسن اور الحسین کے نام ہیں (علیہم السلام)۔

اور ان کے شیعہ قیامت تک اور بے شک ہم ان پر دن رات پانچ بار درود بھیجتے ہیں، اس سے ان کا مطلب ہے نماز کے اوقات میں اور وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے سر کا مسح کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: پھر میرے رب نے مجھے چالیس قسم کے نور عطا کیے جو پہلی روشنیوں کے مشابہ نہیں ہیں اور مجھے اٹھا کر لے گئے یہاں تک کہ ہم چوتھے آسمان پر پہنچے اور فرشتوں نے کچھ نہ کہا۔

میں نے گویا سینے میں گڑگڑاہٹ سنی، تو فرشتے میرے پاس آئے اور آسمان کے دروازے کھول دیے اور تقریباً گلے لگاتے ہوئے میرے پاس آئے، تو جبرائیل نے کہا: "نماز کی طرف آؤ، نماز کی طرف آؤ، کامیابی کی طرف آؤ۔ کامیابی کی طرف آؤ۔" تو فرشتوں نے کہا: "دو معلوم آوازیں"۔ تو جبرائیل نے کہا: نماز قائم ہے، نماز قائم ہے۔" تو فرشتوں نے کہا: یہ ان کے شیعوں کے لیے قیامت تک ہے۔" پھر فرشتے جمع ہوئے اور کہا: "آپ نے اپنے بھائی کو کیسے چھوڑا؟" میں نے ان سے کہا: "کیا آپ انہیں جانتے ہیں؟" انہوں نے کہا: "ہم انہیں اور ان کے شیعہ کو جانتے ہیں۔"

اور وہ خدا کے عرش کے گرد ایک نور ہیں اور بیت المعمور میں نور کا ایک پارچہ ہے جس پر محمد اور علی اور الحسن اور الحسین اور ائمہ اور ان کے شیعوں کے نام قیامت تک ہیں۔ وہ آدمی کو نہ بڑھاتے ہیں اور نہ گھٹاتے ہیں اور یہ ہمارا عہد ہے اور ہر جمعہ کو پڑھا جاتا ہے۔

پھر مجھ سے کہا گیا: "اے محمد، اپنا سر اٹھاؤ۔" چنانچہ میں نے اپنا سر اٹھایا تو آسمان کی تہیں چھید گئی تھیں اور پردے اٹھائے گئے تھے، پھر مجھ سے کہا گیا: "سر نیچے کر کے دیکھو۔ کیا دیکھتے ہو؟" میں نے نیچے دیکھا تو مجھے آپ کے گھر جیسا ایک گھر نظر آیا (ایک کعبہ آپ کے کعبے جیسا) اور حرم کی طرح ایک حرم۔

اگر میں اپنے ہاتھ سے کوئی چیز پھینکتا تو اس پر گر جاتا۔ تو خدا نے مجھے الہام کیا اور کہا: "اے محمد، بے شک یہ حرم ہے اور آپ حرم ہیں اور ہر چیز کے لیے مثال ہیں۔ اے محمد، حروف ص کے پاس جاؤ اور اپنے جسم کے اعضاء کو دھوو جس سے تم سجدہ کرتے ہو اور اسے پاک کرو اور اپنے رب سے دعا کرو۔ تو پیغمبر ص کی طرف چلے، اور یہ تخت کے پاؤں کے دائیں طرف سے بہتا ہے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے دائیں ہاتھ سے پانی نکالا اور اس کی وجہ سے دائیں ہاتھ سے وضو کرنا حکم بنا۔ تب خدا نے انہیں اپنا چہرہ دھونے کے لیے الہام کیا اور کہا: "تم میری عظمت کو دیکھ رہے ہو۔ پھر اپنا داہنا اور بایاں ہاتھ دھو لو، کیونکہ تم وصول کر رہے ہو۔ میری بات اپنے ہاتھوں سے کرو، پھر اپنے سر کا مسح کرو جو پانی تمہارے ہاتھ میں ہے اور تمہارے پاؤں ٹخنوں تک۔ میں تمہیں برکت دے رہا ہوں اور میں تمہیں وہ مقام دے رہا ہوں جو اس سے پہلے کسی کو نہیں دیا گیا تھا۔"

یہ اذان اور وضو کی وجہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں الہام کیا کہ اے محمد، حجر اسود کو قبول کرو اور میرے پردوں کی تعداد میں میری تعریف کرو۔ اور اسی وجہ سے تکبیروں کی تعداد سات ہے، کیونکہ پردے سات تھے، اور جب پردے کاٹے جاتے تھے تو وہ کھل جاتے تھے۔ اس لیے کھولنا ایک سنت (روایت) تھی اور پردے برابر تھے، ان کے درمیان نور کا سمندر تھا اور وہ نور خدا نے محمد پر نازل کیا تھا۔ تو اس سے پردے کے تین بار کھلنے کی وجہ سے کھلنا تین مرتبہ ہے، اس لیے تکبیریں سات اور کھولنے کی تعداد تین تھی۔ چنانچہ جب وہ تکبیر اور کھولنے سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں الہام فرمایا: "میرا نام کہو"۔ اور اسی وجہ سے سورہ کے شروع میں "خدا کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے" تھا۔ پھر خدا نے اسے اپنی حمد کے لئے الہام

کیا، اور انہوں نے کہا: "تمام تعریفیں خدا کے لئے ہیں جو رب العالمین ہے۔" نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے آپ سے کہا: "شکریہ۔" تو خدا نے انہیں یہ کہتے ہوئے متاثر کیا: "تم نے میری تعریف کاٹ دی ہے لہذا میرا نام لے کر پکارو۔" اور اس کے لیے اس کی وجہ سے انہوں نے دو بار تعریف میں، "بہت مہربان، رحم کرنے والا" کہا۔ چنانچہ جب وہ "اور گمراہ نہیں" پر پہنچے تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "تمام شکر خدا رب العالمین کے لیے ہے۔ شکریہ۔" تو خدا نے انہیں یہ کہتے ہوئے الہام کیا: "تم نے میرا ذکر کاٹ دیا ہے لہذا میرے نام سے نام رکھو۔" اسی وجہ سے انہوں نے سورہ کے شروع میں "خدا کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے" کہا۔ پھر خدا نے انہیں یہ کہتے ہوئے الہام کیا: "اے محمد، پڑھو، "کہو، "وہ اللہ ہے، [جو] ایک ہے، اللہ، ابدی پناہ گاہ۔ نہ وہ پیدا کرتا ہے نہ پیدا ہوتا ہے اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔''

پھر آپ سے الہام ہوا، تو اللہ کے نبی نے فرمایا: "واحد، ابدی پناہ گاہ۔"

پس خُدا نے اُن کو یہ کہتے ہوئے الہام کیا: "وہ نہ تو پیدا کرتا ہے نہ پیدا ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے برابر کوئی ہے." پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس سے الہام لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جیسے خدا ہے، ویسا ہی ہمارا رب ہے۔" چنانچہ جب انہوں نے کہا کہ خدا نے انہیں یہ کہتے ہوئے الہام کیا: "اپنے رب، محمد کو سجدہ کرو،" محمد نے سجدہ کیا اور جب آپ نے سجدہ کیا تو خدا نے انہیں الہام کیا: "سبحان اللہ رب العظیم"۔ چنانچہ آپ نے تین بار یہ کہا، تو اللہ تعالیٰ نے ان پر الہام فرمایا: "اے محمد، اپنا سر اٹھاؤ''۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایسا ہی کیا اور سیدھے کھڑے ہو گئے۔ تو خدا نے انہیں یہ الہام دیا کہ اے محمد، اپنے رب کو سجدہ کرو۔ تو محمد سجدے میں گر پڑے۔ تو خدا نے انہیں یہ کہتے ہوئے الہام کیا: "پاک ہے میرا رب، جو سب سے بلند ہے۔" چنانچہ آپ نے تین بار ایسا کیا، پھر خدا نے انہیں الہام کیا کہ اے محمد، بیٹھ جا۔ تو آپ نے ایسا ہی کیا۔ اور جب وہ اپنے سجدے سے سر مبارک اٹھا کر بیٹھ گئے اور اس عظمت کو دیکھتے رہے جو ان پر ظاہر ہوئی تھی تو وہ دوسری بار سجدے میں گر گئے اور انہوں نے تین بار تسبیح بھی کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دوبارہ اٹھنے کی ترغیب دی۔ آپ نے ایسا کیا اور جو کچھ دیکھا اس کی عظمت کی وجہ سے نماز ایک رکوع سے اور سجدہ دو بار ہو گیا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے آپ پر الہام فرمایا: "پڑھو، 'تمام تعریفیں خدا کے لیے ہیں۔" تو آپ نے اسے اس طرح پڑھا جیسے آپ نے پہلے پڑھی تھی اور پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں الہام کرتے ہوئے کہا: "پڑھو، 'بے شک، ہم نے اسے کیا،' کہ یہ آپ کے نسب اور آپ کے اہل بیت کے بارے میں ہے، قیامت تک کے لیے۔ اور آپ نے ایسا ہی کیا جیسا کہ آپ نے پہلی بار رکوع کیا تھا اور آپ نے ایک ہی سجدہ کیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی کی کہ اے محمد، اپنا سر اٹھاؤ، تمہارے رب نے تمہیں ثابت قدم رکھا ہے۔ چنانچہ جب آپ اٹھنے کے لیے گئے تو کہا گیا، اے محمد، بیٹھو۔

چنانچہ وہ بیٹھ گئے اور خدا نے انہیں الہام کیا کہ اے محمد جب بھی میں تمہیں برکت دوں، میرا نام کہو۔ تو اس نے انہیں الہام کیا یہاں تک کہ آپ نے کہا: "خدا کے نام سے اور خدا کی قسم اور خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور تمام نیک نام خدا کے لئے ہیں۔"

اور پھر خدا نے انہیں یہ کہتے ہوئے الہام کیا: "اے محمد، اپنے آپ پر اور اپنے اہل بیت پر دعائیں بھیج"۔ تو آپ نے فرمایا: "خدا مجھ پر اور میرے گھر والوں پر اپنی دعائیں بھیجے۔" پس اس نے مقرر کر دیکھا تو فرشتوں اور رسولوں اور انبیاء کی صفیں دیکھی گئیں اور کہا گیا: اے محمد، ان پر سلام بھیجو۔ آپ نے فرمایا: تم پر سلامتی ہو اور خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ اور اس طرح خدا نے انہیں یہ کہتے ہوئے متاثر کیا: "بے شک، سلامتی اور سلام اور رحمت اور برکتیں آپ پر اور آپ کی اولاد پر ہیں۔"

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو الہام کیا کہ وہ بائیں طرف نہ دیکھے اور پہلی آیت جو اس نے "کہو کہ خدا ایک ہے" اور "بے شک ہم نے اسے اتارا" کے بعد میں سنا، یہ آیت دائیں اور بائیں والوں کے ساتھیوں کے بارے میں تھی۔ پس اسی وجہ سے سلام قبلہ کی طرف ایک تھا اور اسی وجہ سے تکبیر سجدہ شکر کے ساتھ تھی اور اس کے یہ الفاظ تھے کہ اللہ نے اس کی حمد سن لی ہے کیونکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرشتوں کی تسبیح اور حمد اور دعا کرنے کا شور سنا اور اس وجہ سے آپ نے فرمایا: "خدا نے ان لوگوں کو سنا ہے جو اس کی تعریف کرتے ہیں۔"[567]

[567] الکافی، الشیخ الکلینی، ج۔ ۳، صفحہ ۴۸۳-۴۸۶

جیسا کہ ہم مندرجہ بالا روایت سے دیکھ سکتے ہیں، حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو رات کے سفر پر لے جایا گیا تھا، یہ ایک صوفیانہ سفر تھا جس میں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گھر کی چھت کھل گئی تھی اور جبرائیل (علیہ السلام) اترے اور آپ کو رات کے سفر پر لے گئے۔ اپنے گھر سے لے کر خدا تک۔ روایات کے مطابق وہ اس مقام پر پہنچے جہاں تک جبرائیل (علیہ السلام) بھی نہیں پہنچے تھے۔ ایسا لگتا ہے کہ اس مقام سے پہلے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جبرائیل (علیہ السلام) کی ضرورت تھی۔

خدا کی طرف سے الہام اور اس مقام تک پہنچنے کے بعد کے بعد محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ان کی مزید ضرورت نہیں رہی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس مقام پر پہنچے جہاں ان کے اور خدا کے درمیان صرف ایک سبز پردہ تھا۔ وہ پردے میں جھانکنے کے قابل تھے، اور وہ خدا کے نور سے روشن ہوئے۔ پھر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک ایسی حالت میں بدل گئے جہاں وہ اپنے اور خدا کے درمیان گھوم رہے تھے۔ وہ تخلیق میں خدا بن گئے، خدا کے حکموں کے مطابق بولنا اور عمل کرنا اور خدا کی روشنی اور روح کے ساتھ، اور یہاں تک کہ خدا کے لئے جواب دیا: "خدا نے ان لوگوں کو سنا ہے جو اس کی تعریف کرتے ہیں۔" محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خدا کی روح کا ہیکل اور رہائش گاہ بن گئے۔ اس کے بعد محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو نماز پڑھنے کی ہدایت کی گئی۔ آپ نے اپنے آپ کو نبیوں اور رسولوں (علیہم السلام) کے پاس نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ ہم جانتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے رات کے سفر کے دوران یروشلم میں انبیاء اور رسولوں کے ساتھ نماز پڑھی۔ لہذا، آپ نے ی - ح - و - ہ کی روح حاصل کی۔ قرآن کریم نے اس کہانی کا تذکرہ ایک سورہ میں کیا ہے جس کا نام سفر کے نام پر رکھا گیا ہے، سورہ الاسراء (رات کا سفر): "پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے محمد کو راتوں رات حرم مقدس سے لے کر سب سے دُور پناہ گاہ کی طرف لے کر گیا، جس کے گردونواح میں ہم نے برکت رکھی ہے تاکہ ہم اسے اپنی نشانیوں میں سے کچھ دکھائیں۔ بے شک وہی سب کچھ سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا ہے۔"[568]

[568] قرآن مجید، سورہ ۱۷ (الاسراء)، آیت ۱

تصویر ۲: موسیٰ اور یوشع (علیہم السلام) کا تابوت کے سامنے جھکنا

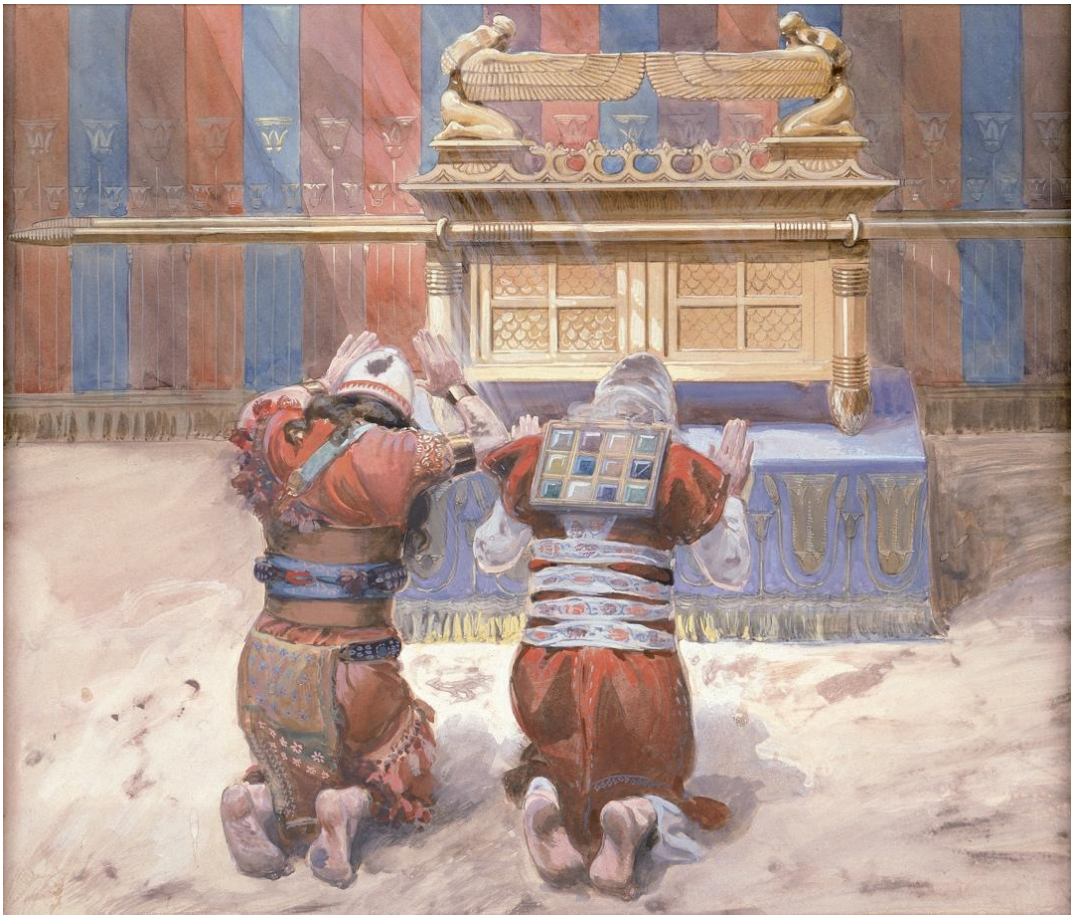

جیمز ٹیسوٹ، یہودی میوزیم کے میں، موسیٰ اور یوشع مقدس خیمے میں (سی. ۱۸۹۶-۱۹۰۲)

تابوت سکینہ کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہے: "اور ان کے نبی نے ان سے کہا: 'بے شک اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ وہ صندوق تمہارے پاس آئے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے یقین اور باقیات ہیں موسیٰ کے اہل بیت اور ہارون کے اہل بیت، فرشتوں کے ذریعے لے گئے تھے۔ یقیناً اس میں تمہارے لیے ایک نشانی ہے اگر تم مومن ہو"۔[569]

[569] قرآن مجید، سورہ ۲ (البقرہ)، آیت ۲۴۸

یہ معلوم ہے کہ خُدا کی روح خُدا کا بقیہ تابوت سکینہ میں رہتا تھا۔ تورات میں، یہ لکھا ہے: "وہاں میں تم سے ملوں گا، اور تخت کے اوپر سے، دو کروبی فرشتوں کے درمیان سے جو تابوت پر ہیں، میں تم سے ان تمام چیزوں کے بارے میں بات کروں گا جو میں تمہیں حکم دوں گا، اسرائیل کے لوگوں کے لیے۔"[570]

"پھر اُس نے موسیٰ اور بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ وہ یروشلم میں اُس کے لیے ایک گھر بنائیں: "اور وہ میرے لیے ایک مقدس جگہ بنائیں تاکہ میں اُن کے درمیان رہوں۔ "[571]

تابوت سکینہ وہ جگہ ہے جہاں سے خدا نبیوں اور رسولوں (علیہم السلام) سے بات کرتا اور اسے مقدس ترین مقدس جگہ میں رکھا جاتا تھا، جو بیت المقدس کے بالکل آخر میں ایک کمرہ تھا۔ ی- ح- و- ہ (יהוה) کی روح یروشلم میں ہیکل پہاڑ کے تابوت میں قیام ہوتی۔[572] محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے رات کے سفر کی اہمیت (الاسراء والمعراج) یروشلم میں واضح ہو جاتا ہے. محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ی- ح- و- ہ (יהוה) کی روح کا نیا مندر یا رہائش گاہ بن جاتے ہیں اور محمدم - ح - م- دبن جاتے ہیں، جو پیغمبروں، اماموں اور مہدیوں کو دنیا کی قوموں کی طرف بھیجتے ہیں، جیسا کہ بنی اسرائیل کے چنے ہوئے لوگوں کے ساتھ تھا۔

مقدس خالق ان کے درمیان رہتے ہیں اور تابوت سکینہ سے ان سے کلام کرتے ہیں، آج خدا کے برگزیدہ لوگوں کے پاس خالق بھی ہیں، جو ان سے بات کرتے ہیں اور بقیت اللہ کے ذریعہ ان کے درمیان رہتے ہیں، امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا: "اب خالق الٰہی موجود ہیں۔"

---

[570] مقدس انجیل، خروج کی کتاب، باب ۲۵، آیت ۲۲

[571] مقدس انجیل، خروج کی کتاب، باب ۲۵، آیت ۸

[572] عہد کا صندوق (A'aron Y-H-W-H) بنی اسرائیل کی سب سے مقدس علامت تھی اور خدا کی موجودگی، اعلیٰ طاقت اور روح القدس کے جسمانی مظہر کی نمائندگی کرتی تھی۔ اس میں تمام الٰہی راز تھے جن میں دو تختیاں بھی شامل تھیں اور اسے بیابان میں گھومنے کے دوران لیویوں (پادریوں کے کام کرنے والے) لے جاتے تھے۔
اسے بادشاہ داؤد اور بادشاہ سلیمان نے یروشلم کے ہیکل میں محفوظ کیا تھا۔ تاہم، دوسرے مندر کی تباہی کے بعد، اس کا مقام نامعلوم ہو گیا۔ یہودی روایت کے مطابق جب تیسرا ہیکل دوبارہ تعمیر کیا جائے گا تو اسے مسیح (مسیح) کے ذریعے بحال کیا جائے گا۔

میں نے کہا، "آپ کا مطلب امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اللہ۔ اور تم کہو گے کہ اللہ کون ہے؟" میں نے کہا، "وہ کون ہے؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "آج زمین پر اس کی نمائندگی کون کر رہا ہے؟ بقیت اللہ، محمد بن الحسن (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ خدا کی باقیات۔ اس جملے کے بارے میں تمہاری کیا سمجھ ہے؟"

میں نے کہا: "وہ جو محمد و فاطمہ اور ائمہ (علیہم السلام) کا باقی رہ چکا ہے؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بقیت اللہ تو چودہ معصومین میں سے کون باقی ہے؟ "
میں نے کہا، "محمد ابن الحسن (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "پس وہی باقی ہیں، پس وہی خدا ہے اور خدا وہی ہے۔"

ہم واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہم یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، انسان، جسمانی طور پر، مطلق خالق ہیں۔ بلکہ ہم جو کہہ رہے ہیں وہ یہ ہے کہ خدا کے نمائندے امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خدا کی مرضی کے لیے استقبالیہ ہیں۔ ان میں خدا کا نور ہے اور وہ امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ذریعے کلام کرتا ہے۔ امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اعمال اور الفاظ خدا کے قول و فعل ہیں۔ امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تابوت سکینہ ہے اور ان کے اندر سے خدا کلام کرتا ہے۔ لہذا امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے رب ہیں لیکن ہمارے خدا نہیں ہیں۔ وہ رب ہیں جس کے ذریعے خدا بولتا ہے، جیسے تابوت ایک جسمانی چیز ہے جو خدا نہیں ہے، لیکن خدا نے اس کے ذریعے کلام کیا اور اس میں سکونت کی۔[573] لہذا، ہم محمد اور آل محمد کی روایات (منہم السلام) سے یہ بیان سنتے ہیں کہ جس نے کوہ سینا پر جلتی ہوئی

[573] عربی میں لفظ (رب) ضروری نہیں کہ اللہ (خدا) سے مراد ہو۔ مثال کے طور پر، گھر بنانے والے کو "رب البیت" یا "گھر کا رب" کہا جاتا ہے۔ قرآن پاک میں (سورہ ۱۲، آیت ۴۲) مصر کے بادشاہ کو 'رب' یعنی رب یا مالک کہا گیا ہے۔ کتاب توحید میں، امام احمد الحسن (منہ السلام) اس مسئلہ کو واضح کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، وہ کہتے ہیں: "خدائی (["الوحیہ" عربی میں]) رب کی طرح ہے (["ربوبیہ" عربی میں])... اور جس طرح باپ کے بارے میں بیٹوں کے اوپر "رب" کہا جا سکتا ہے، کیونکہ وہ خاندان کا مالک ہوتا ہے، اگر ہم اس کے بیٹوں کے ساتھ اس کے تعلقات سے جو کچھ دیکھ رہے ہیں وہ وہی ہے اور جو وہ ان پر غالب ہے، اس طرح، خدا کی صفت باپ کو دی جا سکتی ہے، اگر ہم

جھاڑی سے موسیٰ (علیہ السلام) سے بات کی (جو یہودیوں کے لیے ی- ح- و- ہ ہے) امیر المومنین علی ابن ابی طالب (منہ السلام) ہیں، یا مہدیوں میں سے ایک ہیں۔[574] اگر ی- ح- و- ہ یا خدا کی روح کسی جھاڑی یا کشتی میں رہ سکتی ہے تو وہ انسان میں بھی رہ سکتی ہے۔ امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تمہارا رب محمد بن الحسن (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔ "

اسے اس حساب سے دیکھ رہے ہیں کہ وہ اپنے بیٹوں کے ساتھ کس تعلق سے ہیں، اور وہ اس سے کیا مانگتے ہیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ کا نقش ان خاص لوگوں کو دیا جا سکتا ہے جو اللہ کے انبیاء اور اس کے رسولوں میں سے ہیں جو حقیقتاً خلقت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی شبیہ تھے۔

[574] "پھر اس کے ظاہر ہونے کی توقع کرو جس نے موسیٰ سے کلام کیا تھا کوہ سینا کے درخت سے۔" معجم احادیث امام المہدی علیہ السلام، الشیخ علی الکورانی، جلد ۔ ۳، ص۔ ۲۶

سینتیسواں باب

چالیس مومنوں کا واقعہ

"قائم اس وقت تک نہیں اٹھیں گے جب تک کہ بارہ مومن جمع نہ ہوں، اور وہ یہ کہیں گے کہ انہوں نے انہیں دیکھا ہے، لیکن وہ جھٹلائے جاتے ہیں۔"

امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ظہور کی نشانیوں میں سے ایک حجاز کا بادشاہ عبداللہ کی وفات تھی۔ کئی سالوں سے شیعہ علماء نے اپنی کتابوں میں اور ٹیلی ویژن اور مساجد میں اپنی تقاریر میں کہا تھا کہ حجاز کا بادشاہ عبداللہ کی موت امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ظہور سے قبل ہونے والی قریبی نشانیوں میں سے ایک تھی۔ ان سب نے کہا کہ اہل بیت (منہم السلام) نے اپنے الفاظ میں واضح طور پر اس کی پیشن گوئی کی ہے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: حجاز پر ایک ایسا شخص حکومت کرے گا جس کا نام ایک جانور کا ہے، اگر تم اسے دور سے دیکھو گے تو سمجھو گے کہ اس کی آنکھوں میں کوئی گڑبڑ ہے لیکن اگر تم اس کے قریب جاؤ گے آنکھوں میں کوئی خامی نظر نہیں آتی، ان کی جگہ عبداللہ نامی بھائی آئے گا، اس کی طرف سے ہمارے شیعوں کے لیے افسوس ہے (آپ نے یہ بات تین بار دہرائی) مجھے اس کی موت کی بشارت دو اور میں تمہیں حجۃ الاسلام (امام مہدی) کے ظہور کی بشارت دیتا ہوں۔"[575] (تصویر ۱). اما الصادق (منہ السلام) نے فرمایا: "جو مجھے عبداللہ کی موت کی ضمانت دیتا ہے، میں اس کے لیے قائم کے ظہور کی ضمانت دوں گا۔"[576]

تصویر ۱: حجاز "سعودی عرب" کا شاہ عبداللہ

[575] امام مہدی کے ظہور کی ۲۵۰ نشانیاں، محمد علی طباطبائی، نشانی نمبر ۸۸، صفحہ۔ ۱۳۶

[576] غیبت الطوسی، الشیخ الطوسی، جلد۔ 1، ص۔ ۴۶۷

روایت میں بیان شاہ عبداللہ ابن عبدالعزیز سے بالکل مماثل ہے جو انتہائی شیعہ مخالف جانا جاتا تھا، اس لیے "اُن کی طرف سے ہمارے شیعوں پر افسوس"، اور وہ اپنے بھائی شاہ فہد کا جانشین ہوا، جس کا نام ایک جانور کا نام ہے۔ فہد کا مطلب ہے چیتا۔ شاہ فہد بھی دور سے بھینگا نظر آتا تھا لیکن قریب سے وہ خامی نظر نہیں آتی (تصویر ۲)۔ آخری زمانے کی کوئی پیشین گوئی اس پیشین گوئی سے بہتر کسی کے لیے موزوں نہیں ہے جو شاہ عبداللہ کے لیے موزوں ہے۔ مجھے اس وقت بھی یاد ہے جب میں لبنان کا دورہ کر رہا تھا۔ حزب اللہ سڑکوں پر ایک بڑی پروپیگنڈہ مہم چلا رہی تھی، اور بیروت کی سڑکوں پر ان کے لوگ پمفلٹ دے رہے تھے، جن میں یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز کی موت مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ظہور کی علامت ہے۔ اور یہ کہ حسن نصر اللہ یمانی ہے۔

تصویر ۲: حجاز "سعودی عرب" کا شاہ فہد

۲۳ جنوری ۲۰۱۵ کی رات کو خبر رساں اداروں نے دنیا کو اعلان کیا کہ حجاز کے بادشاہ عبداللہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ شیعوں نے جشن منایا، اور مومنین نے اسے اس بات کی علامت کے طور پر لیا کہ امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جلد ظہور پذیر ہوں گے۔ بادشاہ عبداللہ کی وفات کے اسی دن انٹرنیٹ پر ایک ویڈیو سامنے آئی جس میں امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ظہور کی بشارت دی گئی۔ بے ترتیب فیس بک اکاؤنٹس نے ایک خاص خبر شائع کرنا شروع کردی، اور وہ یہ تھی کہ امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ظہور ہو چکا ہے۔ بشارت دینے والے لوگوں کو اس کی ترغیب دینے لگے جیسا کہ روایت بیان کی گئی ہے۔ روایت میں ہے کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ انہیں شاہ عبداللہ کی وفات کی خوشخبری سناؤ، اور وہ تمہیں مہدی کے ظہور کی بشارت دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اب شاہ عبداللہ کا انتقال ہو گیا ہے، یہ آپ کے ذمے ہے کہ آپ خدا سے سوال کریں، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پوچھیں کہ کیا ہم سچے ہیں؟ استخارہ[577] کے ذریعے یا کسی نشانی کے ذریعے

[577] اس تناظر میں استخارہ کا مطلب ہے خدا سے مشورہ طلب کرنا، اس سے پوچھنا کہ وہ سچائی کی طرف دکھائے اور رہنمائی کرے۔

یا جو بھی طریقہ آپ چاہیں مانگیں۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا وعدہ ان کی سچائی کی دلیل ہے کیونکہ ان کے علاوہ کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ شاہ عبداللہ کی وفات پر امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوا ہے، اس لیے وہ سچے ہیں۔

ملاقات کی کہانی

ان افراد نے دعویٰ کیا کہ وہ ڈیڑھ سال سے امام احمد الحسن (منہ السلام) کے ساتھ رہے ہیں اور یہ کہ امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ملنے کے لیے امام ان کو لے گئے تھے۔ انہوں نے دعویٰ کیا اور گواہی دی کہ انہوں نے در حقیقت امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھا اور ان سے ملاقات کی۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ وہ بارہ مومن ہیں جن کا ذکر اماما لصادق (منہ السلام) کی روایت میں ہے جنہوں نے کہا: "قائم کا ظہور اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک کہ بارہ مومن یہ کہہ کر جمع نہ ہوں کہ انہوں نے انہیں دیکھا ہے، لیکن ان کی تکذیب کی جاتی ہے۔"[578] انہوں نے اپنی ملاقات کی حسب ذیل کہانی بیان کی:

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو رب العالمین ہے۔ اے اللہ محمد و آل محمد، ائمہ اور مہدیوں پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔ آپ پر اللہ کی سلامتی، رحمت اور برکتیں ہوں، زمین کے مشرق اور اس کے مغرب میں اللہ کے انصار کو ماننے والے۔ میں، اور میں لفظ "میں" سے پناہ مانگتا ہوں، تیرا بندہ ابا جبرائیل ہوں (ابا جبرائیل، ان بارہ آدمیوں میں سے ایک ہیں جنہیں اللہ کے حجۃ اللہ (امام محمد بن الحسن العسکری صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے۔ میں آپ سے ملاقات کی کہانی کا ذکر کروں گا، اور میں اس بات کو یقینی بناؤں گا کہ معاملے کی حساسیت کے پیش نظر کچھ تفصیلات کا ذکر نہ کروں۔ اللہ آپ کو ہر نیک کام میں کامیابی عطا فرمائے۔ ہم بیالیس آدمی ہیں اور امام احمد الحسن (علیہ السلام) کے ساتھ تینتالیس مرد ہو جاتے ہیں۔

[578] کتاب الغیبہ (کتاب غیبت)، النعمانی، جلد۔ 1، ص۔ ۲۸۳

ہم میں سے وہ ہیں جو اس بابرکت دعوت کو سننے سے پہلے ہی اس پر ایمان لے آئے، اور ہم میں سے وہ ہیں جو اس کے بارے میں سننے سے پہلے ہی اس پر ایمان لے آئے، اور ہم میں سے وہ ہیں جو کچھ عرصے سے مومن ہیں۔ سید والد احمد الحسن (علیہ السلام) نے ہمیں کئی ممالک سے جمع کیا ہے جن میں عرب، اسلامی، مغربی اور ایشیائی ممالک، یہاں تک کہ ہم تقریباً ڈیڑھ سال پہلے ایک جگہ جمع ہوئے تھے۔ اور امام احمد الحسن (علیہ السلام) ہمارے ساتھ اور ہمارے درمیان تھے۔ ہمارے پاس ایک جگہ تھی جہاں ہم سب ہر روز ایک خاص وقت پر جمع ہوتے تھے یہاں تک کہ نماز فجر کے بعد ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے کام پر چلا جاتا تھا جو والد امام احمد الحسن (علیہ السلام) نے انہیں تفویض کیا ہوتا اور اس کی ذمہ داری ان پر عائد کی تھی۔ مبارک اور وعدہ دن آیا اور ہم نے حجاز کا بادشاہ مجرم عبداللہ کی ہلاکت کے بارے میں سنا۔ ہمیشہ کی طرح ہم اس بابرکت جگہ پر جمع ہوئے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مضبوط ہے۔ والد گرامی اس رات سے پہلے چند راتیں ہم سے غائب تھے اور ہمیں ان کی بہت یاد آرہی تھی۔ فجر کی نماز سے ایک گھنٹہ پہلے اللہ کا بہادر شیر اپنے جلال کے ساتھ ہمارے پاس آئے جو دلوں اور آنکھوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں، وہ اور ان کے دو پاک بھائی، جو امام احمد الحسن (علیہ السلام) کے ساتھ ہر جگہ اور جہاں بھی جاتے ہیں ان کے ساتھ جانے کے عادی ہیں۔ اور آپ (علیہ السلام) مسکراتے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔" چنانچہ سب نے محبت اور خواہشمندی کے ساتھ سلام کا جواب دیا۔ تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: "بیٹو، کیسے ہو، انشاء اللہ تم سب خیریت سے ہو"۔ تو بھائیوں نے کہا: "تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہمارے والد، ہم خیریت سے ہیں، اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔" تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: "کیا تمہیں ظالم عبداللہ کی ہلاکت کی خبر پہنچی ہے؟" تو انہوں نے کہا: "جی ہاں، پیارے استاد، اللہ اس پر لعنت کرے۔"

تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: "یہ اللہ کا دن ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو اپنے نیک مخلص بندوں کے لیے ہے۔" پھر آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: "اگر تم امام مہدی محمد بن الحسن العسکری کو دیکھو گے تو کیا کرو گے، میری جان ان کے لیے فدیہ ہو؟"

تو انہوں نے کہا: "اللہ کی قسم، اگر وہ یہاں سے جائیں اور کسی پہاڑ پر پناہ لے لیں، ہم ان کے ساتھ جائیں گے۔" تو والد محترم نے فرمایا: "خدا کی قسم تم نے سچ کہا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر آپ جیسے انصار کو پیدا نہیں کیا، نہ آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد۔" پھر آپ نے فرمایا: "اب میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے بہترین مومنوں کی طرف اشارہ کریں اور امام مہدی محمد ابن الحسن عسکری (علیہ السلام) سے ملاقات کے لیے دس کا انتخاب کریں۔" یہاں ہر کوئی اپنے بھائیوں کو چننے کا خواہشمند تھا، اور ان میں سے کسی کے ذہن میں یہ خیال نہیں آیا کہ وہ خود کو چن لے یا اپنے آپ کو اپنے بھائی سے بہتر سمجھے۔ تو ہر کوئی سب سے کہہ رہا تھا "میں آپ کو چنتا ہوں"۔ اور والد (علیہ السلام) ان کی طرف دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔ پھر فرمایا: "محمد اور آل محمد پر درود بھیجیں، اور ائمہ اور مہدیین پر۔" چنانچہ سب نے محمد اور آل محمد پر دعائیں بھیجیں۔ پھر والد گرامی نے فرمایا: "میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ جیسے انصار پیدا نہیں کیے، آپ روئے زمین پر بہترین انصار ہیں۔ آپ جیسے انصار نہ کبھی آئے اور نہ آپ جیسے انصار کبھی آئیں گے، اس اخلاص، وفا اور اللہ پر ایمان کے ساتھ۔"

پھر آپ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور اس کا شکر ادا کیا۔ پھر وہ چند لمحوں کے لیے خاموش ہو گئے، اور پھر فرمایا: "آپ کو دس کا انتخاب کرنا چاہیے۔'' چنانچہ آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: "دس گروہ بنائیں، ہر گروہ میں چار مؤمن ہوں، اور ہر گروہ چاروں پر مشتمل ایک مومن کو ان کی نمائندگی کے لیے چن لے۔" چنانچہ مومنوں نے ویسا ہی کیا جیسا کہ والد (علیہ السلام) نے کہا۔ ہر گروہ نے ایک شخص کا انتخاب کیا۔ چنانچہ چنے ہوئے لوگوں کی کل تعداد دس مومن تھی۔ تو والد گرامی نے فرمایا: "نماز فجر کا وقت ہو گیا ہے" تو آپ نے ایک بھائی کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: "اٹھیں اور اذان دیں۔"

چنانچہ انہوں نے اذان دی اور ہم نے باجماعت نماز ادا کی اور سید والد (علیہ السلام) کی امامت ہوئی۔ چنانچہ ہم بارہ مومنوں کو لے کر نکلے اور ہمارے ساتھ سید والد (علیہ السلام) تھے اور ہم آرزو سے بھر گئے۔

اور تڑپ اور جوش اور ایک دل جو بجلی کی تیز رفتاری کی طرح دھڑک رہا تھا اور ایک جسم جو سردی کے طوفانی دن درخت کی طرح لرز رہا تھا، معاملہ کی عظمت کی وجہ سے۔ چنانچہ ہم اس مقام پر پہنچے جہاں امام مہدی محمد بن الحسن العسکری (علیہ السلام) تھے۔ چنانچہ ہم آپ (علیہ السلام) سے ملے اور سلام کے بعد اور ڈھائی گھنٹے سے زیادہ طویل گفتگو کے بعد آپ (علیہ

السلام) نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں غیب کے معاملات سے آگاہ کیا جو دنیا بھر میں رونما ہونے والے ہیں درست تفصیلات کے ساتھ، اور آپ (علیہ السلام) نے ہمیں دنیا میں کیا ہونے والا ہے اور صحیح تفصیلات سے آگاہ کیا، اور جن ممالک کا ذکر کیا گیا ان میں عراق، مصر، ترکی، ایران، جاپان، اٹلی، امریکہ بڑا شیطان تھے، اللہ اس پر لعنت کرے، شمالی کوریا، جنوبی کوریا، قطر، اردن، اور انتہائی درست تفصیلات میں، یہاں تک کہ دن اور گھڑی کا ذکر کرتے ہوئے۔ اور ہم اس موقع کو سامری اور بچھڑے کو للکارنے کے لیے استعمال کرنا چاہیں گے، اللہ ان پر لعنت کرے، ان افراد پر جو مبینہ طور پر مکتب چلا رہے ہیں جو کہ جھوٹ اور دھوکہ دہی سے امام مہدی (علیہ السلام) کی طرف منسوب ہے جبکہ وہ ان سے بے قصور ہیں، اور اس ملعون شخص پر جو کہ (فیس بک)پیج کے پیچھے ہے، اور اس آواز کے پیچھے لعنتی شخص۔[579]

ہم انہیں چیلنج کرتے ہیں کہ وہ ایک غیب معاملہ (ایک مستقبل کا واقعہ) سامنے لائیں اور اس دن کا ذکر کرتے ہوئے تمام تفصیلات بتائیں جس دن یہ واقع ہوگا۔ اور ہم بھی ایسا ہی کریں گے۔ ہم آپ کو ایک معاملہ دیں گے۔

وہ غیب جس کے بارے میں کبھی کسی نے نہیں سنا، اور نہ ہی کوئی سنے گا، اور نہ ہی کسی نے اس کے بارے میں بات کی ہے۔ تم اس کے بارے میں ہم سے پہلی بار سنو گے، اور انشاء اللہ یہ واقع ہوگا، اور ہم تمہیں دن، گھنٹے اور منٹ کا ذکر کرتے ہوئے درست ترین تفصیلات فراہم کریں گے۔ لہذا، اگر تم سچے ہو، جیسا کہ تم دعوی کرتے ہو، تو تمہیں ہمارے چیلنج کو قبول کرنا ہوگا. ورنہ تم جھوٹے، منافق، فاسق، اور کافر ہو، اور اس وقت تمہارے لیے تلوار کے سوا کوئی علاج باقی نہیں رہے گا، اور اس وقت میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جو بلند و بالا اور عظیم ہے۔ تم پر رحم نہیں کیا جائے گا اور ہم تمہارے گھونسلوں یعنی گمراہی، کفر اور اہل بیت (علیہم السلام) پر بہتان تراشی کے گھونسلوں کو پاش پاش کر دیں گے اور اس وقت تمہیں کوئی ندامت اور توبہ فائدہ نہیں دے گی۔

[579] یہ نجف کے نام نہاد مکتب کی طرف سے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے منسوب جعلی فیس بک پیج اور جعلی آواز کے حوالے سے ہے، جیسا کہ اس کتاب کے باب نمبر ۳۵ میں وضاحت کی گئی ہے۔

ابتدائی طور پر، بارہ مومنوں نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ وہ کون تھے۔ انہوں نے حفاظتی وجوہات کی بنا پر اسے خفیہ رکھا، اور انہوں نے کبھی بھی عوامی سطح پر جانچ نہیں کی۔ اس خط کی اشاعت کے وقت، جو جولائی ۲۰۱۵ کے آس پاس کا تھا، مومنین کو صرف ایک بات معلوم تھی کہ ان بارہ میں کچھ مہدی (علیہم السلام) بھی شامل تھے۔ لوگ جانتے تھے کہ درج ذیل بارہ میں سے ہیں:۔

۱. ابا میکائیل جن کے اوتار میکائیل (علیہ السلام) ہیں

۲. ابا ردا جن کے اوتار موسیٰ (علیہ السلام) ہیں

۳. ابا جبرائیل جن کے اوتار جبرائیل (علیہ السلام) ہیں

۴. ابا الناصح جن کے اوتار حبیب ابن مظاہر (علیہ السلام) ہیں

۵. ابا جعفر جن کے اوتار ابراہیم (علیہ السلام) ہیں

گم شدہ یادیں

جولائی ۲۰۱۷ میں، ملاقات کی کہانی کی اشاعت کے ٹھیک دو سال بعد، مجھ سے چالیس مومنوں کے معاملے کے بارے میں ایک خاص شخص نے رابطہ کیا۔ اس نے مجھ سے ملاقات کی کہانی کے بارے میں بات کی اور مجھ سے پوچھا کہ یہ جسمانی ملاقات تھی یا نہیں۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ اس نے اور بعض مومنین نے ان کے چالیس مومنوں میں سے ہونے کے امکان پر بات چیت کی ہے۔ میں نے اپنے والد سے اس معاملے پر تبادلہ خیال کیا (منہ السلام)۔

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے پوچھا، "میرے والد، میں نے سنا ہے کہ آدم (علیہ السلام) نے کہا کہ چالیس اپنے جسموں میں امام احمد الحسن (منہ السلام) سے نہیں ملے تھے اور یہ کہ انہیں یاد نہیں کہ وہ آپ سے ملے تھے کیوں کہ آپ نے ان کی یادیں مٹا دیں۔ میں نے سنا ہے کہ چالیس میں سے کچھ بھی نہیں جانتے کہ وہ چالیس میں سے ہیں جب تک کہ آپ انہیں یاد نہ کرائیں کہ وہ تھے۔ [وہ شخص جو اس وقت میڈیا کا ذمہ دار مقرر کیا گیا تھا] اور [وہ شخص جو اس وقت نماز جمعہ کا امام مقرر کیا گیا

تھا] کا خیال ہے کہ وہ چالیس مومنوں میں سے ہوسکتے ہیں، لیکن انہیں ابھی تک یاد نہیں۔ میں نے آدم (علیہ السلام) کو بلایا تو انہوں نے کہا کہ ہاں، انہوں نے چالیس مومنوں کے بارے میں کہا۔ "

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اس شخص سے کہو، احمد الحسن سلام بھیجتا ہے اور کہتا ہے کہ تم اس موضوع کو دوبارہ نہ کھولو جب تک کہ خدا اسے ظاہر نہ کرے۔ کبھی، کبھی، کبھی یہ نہ سوچیں کہ آپ ان چالیس میں سے ایک ہیں ورنہ آپ کو پچھتانا پڑے گا۔" میں نے کہا، "انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ انہوں نے اور [دوسرے فرد نے] بات کی تھی، اور انہوں نے سوچا کہ جعفر الطیار کا درجہ [وہ شخص جس کی روح رخصت ہوچکی ہے] میثم الطمار سے اعلی ہے، تو انہوں نے سوچا کہ اگر میثم الطمار چالیس مومنوں میں سے ہیں تو جعفر الطیار کیسے نہیں ہوسکتے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ان سے کہو، نہ تم، نہ [دوسرا فرد]، اور نہ ہی تم میں سے کوئی چالیس میں سے ہیں۔ یہ فیصلہ کس نے کیا؟ کس نے کہا کہ جعفر میثم سے بہتر ہیں؟" میں نے کہا، "انہوں نے کہا کہ روایتوں کے مطابق جعفر انبیاء کا محاسبہ کرتے ہیں اور ان کا فیصلہ کرتے ہیں، وہ اور حمزہ وغیرہ۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ ان سے کہو کہ ایسی بات نہ کریں جس کا ان کو علم نہ ہو ورنہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ ان سے کہو، آپ ایک اچھے مومن ہیں اور نیک آدمی ہیں، اس لیے اپنے آپ کو ایسے بھولبلیا میں مت لے آئیں کہ آپ نہیں جان پائیں گے کہ کیسے نکلنا ہے۔" میں نے کہا، "وہ واقعی ایک نیک آدمی ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اگر اس بات کو لوگوں پر ظاہر کرنے کی ضرورت ہوتی تو ہم دیر نہ کرتے۔ یہ معاملہ اور دیگر معاملات (حق کی پہچان یا خدا کے ساتھ تعلق میں) نہ بڑھاتے ہیں اور نہ گھٹاتے ہیں۔"

یہ بات چیت کا اختتام تھا اور امام (منہ السلام) نے مجھ سے اس معاملے پر مزید بات نہیں کی اور نہ ہی میں نے کچھ عرصے کے لیے ان کے سامنے پیش کیا۔ امام (منہ السلام) نے مجھے سکھایا تھا کہ اس راستے پر میں جو کچھ بھی سنتا ہوں، رد عمل ظاہر کرنے سے پہلے ہمیشہ انتظار کرنا چاہیئے۔ انہوں نے پہلے مجھے مشورہ دیا تھا جب لوگ مجھ پر حملہ کر رہے تھے، اور میں اسے ہمیشہ اپنے دماغ اور دل کے قریب رکھتا تھا۔

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے پیارے بیٹے، میں چاہتا ہوں کہ تم کچھ سمجھو، جو کچھ میں نے نہیں کہا ہے اس کے بارے میں مت سوچو اور اس کے بارے میں فیصلہ نہ کرو خواہ وہ سچ ہو یا جھوٹ۔ جو کچھ میں کہتا ہوں اس کے سوا ہرگز نہ کہو، تم فاتحین میں سے ہو جاؤ گے اور تم خدا کے عذاب سے محفوظ رہو گے اور صبر کرو۔ بے شک تم بارہ مہدیوں میں سے ایک مہدی ہو، تمہیں یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ اور اس کے علاوہ جو کچھ تم لوگوں سے دیکھو گے اور سنو گے اس کے مقابلے میں آسان چیزیں ہیں۔ کیا میں نے تمہیں شروع سے نہیں بتایا تھا؟ کیا تم نہیں جانتے تھے کہ آخر کار اس معاملے پر (اس دعوت کے ایک خاص مرحلے کے دوران) بارہ یا تیرہ آدمی باقی رہیں گے؟ تم تو یہ بات جانتے ہو۔"

اصحاب کہف

اصحابِ کہف ایک قصہ ہے جس کا قرآن پاک میں ذکر ہے اور ایک باب سورہ کہف کا نام اسی کے نام پر رکھا گیا ہے، اس لیے یہ ایک بہت اہم کہانی ہے۔ یہ ایک ایسی کہانی بھی ہے جس کا ذکر عیسائی روایات میں ملتا ہے جسے ایفیسس کے سات سونے والوں کا قصہ کہا جاتا ہے۔[580]

اس میں سات نوجوانوں کی کہانی بیان کی گئی ہے جو خدا اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان رکھتے تھے ایک ایسے وقت میں جب عیسائیت کو ملک میں غیر قانونی قرار دیا گیا تھا اور ایک ظالم شہنشاہ گایوس میسیوس کوینتوس طرایانوس دیسیوس حکومت کر رہا تھا۔ انہوں نے معاشرے سے کنارہ کشی اختیار کرنے کا فیصلہ کیا، اور انہوں نے ایک غار میں پناہ لی، جہاں ان پر گہری نیند چھا گئی اور جب وہ بیدار ہوئے اور غار سے باہر نکلے، تو انہوں نے اپنے آپ کو سیکڑوں سال مستقبل میں، ایک اور زمانے میں پایا، جہاں عیسائیت ریاست کا چرچا تھا اور یک انصاف پسند بادشاہ تھیوڈوسیئس الثانی کی حکومت تھی۔

اس قصے کا ذکر اہل بیت (منہم السلام) کی روایات میں ملتا ہے، کہ اس کا تعلق قائم (منہ السلام) اور ان کے ساتھیوں سے ہے۔ امام علی (منہ السلام) نے فرمایا: "ہمارا مقام تمھارے نزدیک غار حرا کے اصحاب کی طرح ہے"۔[581]

---

[580] Seven Sleepers of Ephesus, Catholic Encyclopedia , Vol. 5, Adrian Fortescue

[581] میزان الحکمۃ (حکمت کا پیمانہ)، محمد الریشہری، جلد۔ ۴، ص۔ ۲۸۲۱

امام احمد الحسن (منہ السلام) وہ قلعہ نما غار ہیں جن کی طرف مومنین بھاگتے ہیں۔ غار کی کہانی چالیس مومنوں کی کہانی سے گہرا تعلق رکھتی ہے۔

امام احمد الحسن (منہ السلام) کے ساتھ چالیس مومنوں کی کہانی کے بارے میں بعد میں ہونے والی گفتگو سے میں نے جو سمجھا وہ یہ ہے: وہ چالیس آدمی پوری دنیا کے مومن تھے جو امام احمد الحسن (منہ السلام) سے محبت کرتے تھے۔ اور واقعی ان پر یقین کرتے تھے۔ غار امام کا استعارہ ہے (منہ السلام)۔ غار کے قریب پہنچنے پر مومنین یا امام (منہ السلام) یعنی روحانی طور پر ان کے قریب آنے پر کنیت حاصل کرتے ہیں۔[582] یہ "ابا" کی شکل میں آتا ہے اور پھر ایک لقب، مثال کے طور پر، ابا الصادق یا ابا الناصح۔ غار میں داخل ہونے کے بعد، مومن نفس کو تحلیل کرنے کا ایک خاص درجہ قائم کر لیتا ہے، اور امام کے پردے میں ایک دروازہ مومنوں کے لیے کھول دیا جاتا ہے، جیسا کہ رات کے سفر (اسراء و معراج) میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے خدا کے پردے میں کھلنا۔

مومنین کو لے جایا گیا، اور وہ ۲۰۱۵ سے ڈیڑھ سال تک ہر رات امام احمد الحسن (منہ السلام) سے ملتے تھے، ہر صبح، گھر واپس آنے سے پہلے، ان کی یادیں مٹ جاتی تھیں اور وہ دوبارہ زندگی کا آغاز کرتے تھے۔ معمول کے مطابق، رات کو اپنی ملازمتوں، اسکول، خاندانوں، وغیرہ کی طرف جانا، یہ عمل دوبارہ دہرایا جاتا تھا۔ ملاقاتیں جسمانی تھیں اور خواب نہیں تھیں، لیکن ساتھ ہی، کسی کو بھی اپنے گھروں سے چالیس کی غیر موجودگی محسوس نہیں ہوتی۔ تو جیسا کہ اصحابِ غار غار میں سو گئے جو ایک لمحہ معلوم ہوا اور بیدار ہو گئے اور اپنے آپ کو مستقبل میں سینکڑوں سال پائے، ویسا ہی چالیس کا حال تھا۔ وہ سو جاتے اور امام احمد الحسن (منہ السلام) کے ساتھ اور دنیا کے کونے کونے سے ایک دوسرے کے ساتھ کہیں جاگ جاتے تھے۔

ایک دن میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے کہا، "میں نے سنا ہے کہ یہ ملاقات کسی اور دنیا میں ہوئی ہے، دنیا حق یا اس جیسی کوئی اور جگہ، اور یہ کہ یہ زمین پر کوئی مادی ملاقات نہیں تھی؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ ملاقات ایک دنیاوی جسمانی ملاقات تھی اور یہ کسی دوسری دنیا میں نہیں تھی۔ "

[582] عربی میں کنیت کا مطلب ایک نام ہے جو کسی باعزت شخص کو دیا جاتا ہے۔

اس ڈیڑھ سال کے دوران، امام احمد الحسن (منہ السلام) سے ملاقات کرنے والے مومنین نے بہت زیادہ تربیت حاصل کی اور ان کے ایمان کا امتحان لیا گیا۔ امتحان اتنے شدید تھے کہ اگر چالیس نے یادوں کو برقرار رکھا ہوتا تو وہ اپنی زندگی میں جو کچھ دیکھ چکے تھے اور تجربہ کر چکے تھے، اس سے معمول کے مطابق کام نہیں کر پاتے۔ ان میں سے ایک امتحان میں، امام احمد الحسن (منہ السلام) مومنوں کو ایک پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے۔

ایک دن میں نے امام (منہ السلام) سے کہا: "یاد کرنے کے موضوع پر کیا آپ نے چالیس مومنوں سے ملاقات کی تو ان میں سے کسی کو پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو کر چھلانگ لگانے کے لیے کہا؟ وہ چھلانگ لگا کر مر گیا، اور آپ نے اسے زندہ کیا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کیا تمہیں کسی نے اس کے بارے میں بتایا ہے؟" میں نے کہا، "ایک دن موسیٰ (علیہ السلام) مجھ سے باتیں کر رہے تھے تو انہوں نے مجھ سے پوچھا: "والد (منہ السلام) نے تمہیں کس چیز سے آزمایا ہے؟'' میں نے جواب میں "چیزیں'' کہا، اور میں نے اس سے آگے جانے سے پرہیز کیا۔ انہوں نے کہا، "امام نے انصار کو ایسے معاملات میں آزمایا ہے جو ذہن کو الجھا دیتے ہیں" اور پھر انہوں نے پہاڑ سے چھلانگ لگانے کا واقعہ بیان کیا لیکن تفصیل میں نہیں گئے۔ ایک رات تقریباً ایک سال بعد گویا مجھے وہ منظر یاد آیا اور آپ مومنین کو ایک پہاڑی چوٹی پر لے گئے اور پھر آپ نے ان سے چھلانگ لگانے کو کہا اور ایک نے آگے بڑھ کر چھلانگ لگا دی اور ایسا کرتے ہی وہ گر کر مر گیا۔ آپ نے اسے زندہ کیا، یہ یادوں کی چمک تھی جو میرے سامنے نمودار ہو رہی تھی۔ پھر اس کے بعد مجھے یاد آیا کہ آپ نے ایک دن مجھ سے کہا تھا، جب ہم بات کر رہے تھے، 'اگر میں تمہیں پہاڑ پر لے جاؤں، اور تمہیں چھلانگ لگانے کو کہوں تو کیا تم ڈرو گے؟'

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، اب میں تمہیں جواب دوں گا۔ ہاں، یہ امتحان ہوا ہے۔"

میں نے کہا، "وہ کون ہے جس نے چھلانگ لگائی؟ کیا میں وہاں تھا؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دینے سے گریز کیا۔

مجھے امام کے ساتھ اپنی گفتگو سے بھی معلوم ہوا کہ غار تک پہنچنے والے چالیس میں سے جو لوگ تھے وہ اب کسی امتحان میں نہیں تھے کیونکہ وہ پہلے ہی آزمائے ہوئے تھے، یعنی زنجیریں اور ظاہری عبادات اور احکام۔ اور قوانین ان سے گر گئے، اور وہ آزاد نوکر بن گئے۔ اس کا مطلب یہ بھی تھا کہ وہ ایک ایسے مرحلے پر پہنچ گئے جہاں وہ ایمان میں تھے۔ ایک دن میں نے امام (منہ

السلام) سے کہا، "جب بھی آدم (علیہ السلام) مجھ سے ملنے آتے ہیں، وہی بات دہراتے ہیں، وہ کہتے ہیں، شاید ہم چالیس میں سے تھے جو بادشاہ عبداللہ کی وفات کی رات والد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ تھے۔ وہ مجھ سے یہ بہت کہتے ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "آدم ایک چالباز ہے۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا، "مطلب؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "وہ تمہیں دھوکہ دے رہا ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ تم کچھ جانتے ہو اور اس سے چھپا رہے ہو۔"

میں نے کہا، "وہ کہتے رہتے ہیں کہ آپ نے کہا تھا کہ صرف بارہ یا تیرہ رہ جائیں گے اور اس میں میں اور وہ شامل نہیں، کیونکہ میں اور وہ امتحان سے باہر ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، اس نے سچ کہا۔"

میں نے کہا، "اور انہوں نے کہا کہ جو امتحان سے باہر ہیں وہ چالیس میں سے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، اس نے سچ کہا۔"

ناقابل یقین سچائیاں

صرف اس لیے کہ کوئی کہانی عجیب، مشکوک، بغیر ثبوت یا ناقابل یقین معلوم ہوتی ہے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس میں سچائی نہیں ہے۔ درحقیقت یہی ایمان ہے۔ ناقابل یقین پر یقین۔ جب حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا رات کا سفر ہوا، اور انہوں نے دعویٰ کیا کہ ان کی چھت کھل گئی اور وہ ایک پروں والی مخلوق پر سوار ہو کر مکہ سے یروشلم اور ایک ہی رات میں واپس آئے، تو یہ ایک بہت ہی ناقابل یقین کہانی تھی، کیونکہ آپ نے خدا اور تمام انبیاء اور رسولوں (علیہم السلام) سے بھی ملاقات کا دعویٰ کیا۔ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اردگرد کے لوگوں کو بڑا شک تھا اور ان میں سے کچھ نے کہنا شروع کر دیا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دیوانہ ہو گئے ہیں۔ دوسروں نے کہا: "اس پر کون یقین کرے گا؟" رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ایک صحابی ابوبکر سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: "اگر انہوں نے یہ کہا ہے تو سچ کہہ رہے ہیں۔"

ان کی حیرت کو دیکھ کر اس نے کہا: "اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟ میں ان پر یقین کرتا ہوں جب وہ کچھ اور بھی سمجھ سے باہر کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ انہیں خدا کی طرف سے وحی آتی ہے، اور میں ان پر یقین کرتا ہوں۔"[583]

اس کے لیے انہیں الصدیق (عقیدہ کی تصدیق کرنے والا) کا لقب دیا گیا۔ اس کے نتائج سے قطع نظر، ابو بکر کا اس لمحے میں ایک باوقار موقف تھا۔

درحقیقت، انہوں نے اسی لمحے سچ کہا، کیونکہ ایک طرف انسان کیسے یقین کر سکتا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرشتوں سے باتیں کیں، اللہ سے باتیں کیں، جنت و جہنم کو دیکھا، اور ہر چیز کی تمام تفصیلات سے آگاہ کیا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اگر انہوں نے کہا کہ انہوں نے مکہ سے یروشلم کا سفر کیا اور ایک ہی رات میں واپس آئے، تو ان کی بات مان لیں؟ بلکہ، ایک بار جب ہمیں اپنے زمانے کے امام مل جائیں، اور یہ فیصلہ کر لیتے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے ایک سچے رسول ہیں، تو ہمیں ان کی ہر چیز اور ہر بات پر ایمان رکھنا چاہیے۔ یہی ایمان ہے اور یہی ہمیں اہل بیت نے سکھایا ہے (منہم السلام)۔ ایک صحابی نے اماما لصادق (منہ السلام) سے کہا:

"میری جان آپ پر قربان ہو، یقیناً آپ کے پاس سے ایک شخص آئیں گے اور آپ کی طرف سے بڑی باتیں سنائیں گے اور ہمارے سینے اس سے بھاری ہو جائیں گے، یہاں تک کہ ہم انہیں جھٹلائیں گے۔" تو امام الصادق (منہ السلام) نے فرمایا: "کیا وہ مجھ سے روایت نہیں کرتا؟" صحابی نے کہا: "جی ہاں۔" تو امام الصادق (منہ السلام) نے فرمایا: "کیا وہ کہہ رہا ہے کہ رات دن ہے اور دن رات ہے؟" آدمی نے کہا: "نہیں۔" امام الصادق (منہ السلام) نے فرمایا: "اس بات کو ہماری طرف واپس لوٹا دو، کیونکہ اگر تم نے اسے جھٹلایا تو تم ہمیں جھٹلاؤ گے۔"[584]

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ابوذر سے فرمایا: "اے ابوذر، اگر ہم تم سے کہیں کہ امام علی شراب پیتے ہیں تو تم کیا کہو گے؟" ابوذر نے کہا: "علی شراب نہیں پیتا"، پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "اے ابوذر، بیٹھ جاؤ۔" پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "سلمان، اگر میں تمہیں بتاؤں کہ امام علی شراب پیتے ہیں تو تم کیا کہو گے؟" سلمان نے فرمایا: "میں کہوں گا کہ شراب جائز تھی کیونکہ علی حق کے ساتھ ہے اور حق علی کے ساتھ ہے۔"

---

[583] مسالک الابصار فی ممالک الامصار، ابن فضل اللہ الاماری، جلد ۲۳، ص۔ ۳۶۰

[584] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، جلد ۔ ۲، ص۔ ۱۸۷

بارہ مومنوں میں سے ایک کا ارتداد

اس مذہب کے خلاف سب سے بڑی غداری اس وقت ہوئی جب بارہ مومنوں میں سے ایک نے ارتداد کیا۔[585] یہ مومنوں کے لیے بہت بڑا صدمہ تھا، اور یہ اچانک ہوا۔ سب سے پہلا مومن ہونے کے باوجود، اور لوگوں کو دعوی دینے کے بعد، اس شخص نے کفر کا فیصلہ کیا اور لوگوں کو بتانا شروع کر دیا کہ مذہب جھوٹا ہے، اور اسے دھوکہ دیا گیا ہے۔ لوگ چونک گئے کیونکہ انہوں نے سوچا تھا کہ بارہ کبھی بھی مرتد نہیں ہو سکتے۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "میرے بعد آنے والوں کی تعداد بارہ ہے، بنی اسرائیل کے قبیلوں کی تعداد کی تعداد اور ان میں سے بارہ شاگرد ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اگر حواریوں نے کہا کہ اے عیسیٰ...۔ ہشام بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پوچھا، یا رسول اللہ، آپ کے شاگرد کون ہیں؟، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "میرے بعد امام، علی اور فاطمہ کی پشت سے بارہ امام ہیں اور وہ میرے شاگرد ہیں۔ میرے دین کے انصار ہیں، ان پر اللہ کی طرف سے سلام اور سلامتی ہے۔"[586]

اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے بارہ میں ہماری سنت[587] ہے اور وہ ان کے رازوں کے نگہبان اور ان کے شاگرد اور ان کے ایمان کے حامی تھے، جب ان میں سے ایک یہوداس اسکریوتی نامی قریبی ساتھی نے مرتد ہونے کا انتخاب کیا اور عیسیٰ (علیہ السلام) کو پکارا، جھوٹے، دوسرے بھاگ گئے اور دوسرے نے انکار کیا کہ وہ کبھی عیسیٰ (علیہ السلام) کو جانتا ہے۔ "پھر شیطان اندر داخل ہوا یہوداہ میں، جسے اسکریوتی کہا جاتا ہے، بارہ میں سے ایک۔ اور یہوداہ سردار کاہنوں اور ہیکل کے پہرے داروں کے پاس گیا اور اُن سے بات کی کہ وہ کیسے عیسی کو پکڑوا سکتا ہے۔"[588]

---

[585] یہ شخص موسیٰ (علیہ السلام) کا اوتار تھا۔ جب وہ گرا اور مرتد ہوا تو موسیٰ (علیہ السلام) کی روح اس کو چھوڑ گئی اور آج دوسرے جسم میں موجود ہے۔ موسیٰ (علیہ السلام) تیسرے مہدی ہیں۔

[586] مناقب آل ابی طالب، ابن شہر اشوب، جلد۔ 1، ص۔ ۲۵۸

[587] عربی میں سنت کا مطلب "روایت" یا "طریقہ" ہے۔ اس تناظر میں اس کا مطلب ہے، واقعات کا ایک جیسا طریقہ یا نتیجہ۔

[588] مقدس انجیل، لوقا کی کتاب، باب ۲۲، آیات ۳-۴

جب میں نے خیانت کی خبر سنی تو میں امام احمد الحسن (منہ السلام) کے پاس گیا اور کہا، "وہ کہہ رہے ہیں کہ چالیس کی کوئی کہانی نہیں ہے اور نہ ہی ملاقات ہے اور سب جھوٹ ہے اور غلط ہے۔ اور یہ کہ وہ اور ان کے ساتھی آپ کو دھوکہ دینے اور یہ دریافت کرنے میں کامیاب تھے کہ آپ امام نہیں ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بیٹا، یہ جھوٹ بول رہا ہے، تم سے جھوٹ بول رہا ہے۔ اس سے کہو کہ اپنا ثبوت پیش کرے۔ کیا تم نے کبھی سوچا تھا کہ ایک دن تم اس پر لعنت بھیجو گے؟ "میں نے کہا،" کبھی نہیں، اور یہ کبھی میرے ذہن میں نہیں آیا۔ میں نے سوچا کہ وہ چالیس میں سے ہے اور ابدی باغوں میں جائے گا اور وہ زمین کے ان ستونوں میں سے ایک ہے جو کبھی گر نہیں سکتا۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں ہمیشہ یہ خیال تمہارے ذہن میں لانے کی کوشش کرتا تھا کہ تم اس دعوت میں عجائبات دیکھو گے۔" میں نے کہا، "وہ جھوٹ بول رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ کوئی چالیس مومن بھی نہیں ہیں، اور نہ ہی کوئی ملاقات ہوئی اور یہ سب جھوٹ ہے اور کسی کو کچھ یاد نہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "پھر تم اس سے کہو کہ تم اس میں شریک ہو، اگر یہ سارا قصہ آدم (علیہ السلام) کی ایجاد ہے تو تم اس میں شریک ہو۔"

ان لوگوں کے لیے جو سوچتے ہیں کہ "شاہ عبداللہ کی وفات کی رات امام مہدی سے ملاقات کی اصل کہانی ایسے افراد پر کیسے مبنی ہو سکتی ہے جنہیں یاد نہیں؟" ہم چند نکات بیان کرتے ہیں:

۱. اول: اس کہانی میں کچھ ایسے لوگ ہیں جن کو پیش آنے والے واقعات کی پوری یاد ہے، کچھ اور لوگ ہیں جن کو واقعات کی جزوی یاد ہے، جب کہ کچھ لوگ ہیں جن کو بالکل یاد نہیں ہے۔

۲. دوم: امام احمد الحسن (منہ السلام) سے چالیس مومنوں کی ملاقات کا قصہ بالکل اسی طرح شروع ہوا جس طرح امام احمد الحسن (منہ السلام) کی امام مہدی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے ملاقات کے قصے میں۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رویا میں امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھا کہ وہ ایک مقبرہ میں ان سے ملاقات کی درخواست کر رہے ہیں، جب وہ بیدار ہوئے تو وہاں گئے اور انہوں نے امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو وہاں پایا۔

۳. آخری اور سب سے اہم بات: امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ظہور اور ان کے پورے مذہب پر ہمارا عقیدہ چالیس مومنوں یا بارہ مومنوں یا کسی آدمی کے کسی قصے پر مبنی نہیں ہے۔ یہ ایک خدائی مقرر کردہ حکمران، خدا کے خلیفہ پر یقین پر مبنی ہے، جس نے اپنی سچائی کو بالکل انہی دلائل سے ثابت کیا ہے جو ازل سے ہر نبی اور رسول نے پیش کیا ہے۔ وہ مقدس وصیت جو گمراہی سے محفوظ ہے، خدا کی بالادستی کی طرف دعوت ہے، اور علم الٰہی جس کی مثال کسی دوسرے انسان کے پاس نہیں ہے۔ ملاقات کا قصہ صرف واقعات کا بیان ہے، لیکن یہ مذہب جس ٹھوس بنیاد پر قائم ہے، اس میں نہ کوئی اضافہ ہوتا ہے، نہ کمی، نہ کچھ دینا اور نہ چھیننا۔

کسی بھی سچے مومن کے لیے بارہ مومنوں کی کہانی اور گواہی اتنی اہم نہیں ہے۔ جو چیز اہم ہے وہ حواریوں کی گواہی نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ خدائی مقرر کردہ رسول کیا لے کر آئے تھے۔ کیا انہوں نے معیار کو پورا کیا؟ امام احمد الحسن (منہ السلام) خدا کے رسول کی مرضی کا دعویٰ کرتے ہوئے آئے۔ انہوں نے اپنا علم ظاہر کیا۔ وہ کرہ ارض پر واحد شخص تھے جو کہتے تھے کہ خدا ہی واحد ہے جو حکمران مقرر کر سکتا ہے۔

میرے والد نے مجھے لوگوں کے پاس بھیجا جیسا کہ ان کو بھیجا گیا تھا، آزمائش کے طور پر۔ انہوں نے مجھے وصیت کا دعوی کرنے کو کہا، جو میں نے کیا۔ انہوں نے مجھے علم کا مظاہرہ کرنے کو کہا اور یہ میں نے اس کتاب سے ثابت کیا ہے۔ انہوں نے مجھے آج کے زمانے میں واحد شخص بنا دیا جو عوامی طور پر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ حکمران صرف خدا ہی مقرر کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ میرے پاس ہزاروں ایسے لوگ ہیں جو گواہی دیتے ہیں کہ انہوں نے میرے بارے میں سچے خواب دیکھے ہیں، جنہوں نے میرے بارے میں استخارہ کیا اور خدا نے انہیں بتایا کہ میں سچا ہوں اور میرے پاس ایسے گواہ ہیں جو ان معجزات کی گواہی دیتے ہیں جو انہوں نے مجھ سے دیکھے ہیں۔ یہ سب کچھ ہے جو آخر میں اہمیت رکھتا ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نبوت ان معیارات کے مطابق درست ہونے کا عزم کیا گیا تھا، نہ کہ ان کی رات کے معراج کی کہانی یا اس کے علاوہ۔ ہم آدمی کو پہچاننے کے بعد کہانیوں پر یقین کرتے ہیں، اور وہ آدمی تمام مذہب ہوتا ہے، اور وہ مذہب وصیت کے ساتھی کو پکڑ کر محفوظ رہتا ہے۔

غیب پر یقین

غیب پر یقین ایمان کا بنیادی حصہ ہے۔[589] انبیاء و مرسلین (علیہم السلام) کو جبرائیل (علیہ السلام) کے ساتھ آزمایا گیا جو انہیں خدا کی طرف سے پیغامات لاتے تھے۔ انہیں الہام، یا جبرائیل (علیہ السلام) کے پیغامات پر یقین کرنا تھا اور یقین کرنا تھا کہ وہ واقعی خدا کی طرف سے پیغامات تھے۔ اہل ایمان کو رسولوں کی گواہی پر ایمان لانا تھا۔ آج، مخلوق میں خدا، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی مہدی (علیہم السلام) اور قریبی مومنین کو غیب پر یقین کے ساتھ آزماتا ہے۔ امام احمد الحسن (منہ السلام)، جو اس دن اور دور میں مکمل الہام ہیں، پردہ پوشی کے ذریعہ غیب پر مومن کے ایمان کی جانچ کریں گے۔ ابتدائی طور پر، امام احمد الحسن (منہ السلام) نے چالیس مومنوں کے ساتھ تحریری شکل میں، کاغذ پر الفاظ، یا اسکرین پر الفاظ، یا سفید پر سیاہ۔ مہدی، اور قریبی انبیاء و مرسلین جو اس زمانے میں تشریف لائے تھے، ابتداء میں امام (منہ السلام) کے ساتھ رابطے میں محدود تھے اور آپ کو نہیں دیکھتے تھے۔ امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ان کا ایمان امام احمد الحسن (منہ السلام) کے ذریعے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اصحاب کے ایمان سے زیادہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اماما لصادق (منہ السلام) نے اس آیت کے بارے میں فرمایا، "اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے ہدایت ہے۔" غیب پر یقین رکھنے والوں کا تعلق ان لوگوں سے ہے جو اقرار کرتے ہیں کہ قائم کا ظہور ایک حقیقت ہے۔"[590] امام باقر (منہ السلام) نے فرمایا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک دن اپنے اصحاب کے ایک گروہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا: "اے اللہ، مجھے میرے بھائیوں سے دو بار ملاقات کر ادے۔" تو آپ کے ساتھیوں میں سے جو آپ کے آس پاس تھے انہوں نے کہا: "یا رسول اللہ، کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟" تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "نہیں، بلکہ تم میرے ساتھی ہو، اور میرے بھائی آخرت میں آنے والے لوگ ہیں جو مجھے دیکھے بغیر ایمان لائے۔ خدا نے مجھے ان کے ناموں اور ان کے آباؤ اجداد کے ناموں سے پہچانا، اس سے پہلے کہ

---

[589] "جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور عبادت قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔"
قرآن پاک، سورہ ۲ (البقرہ)، آیت ۳

[590] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، جلد ۵۱، ص۔ ۵۲

وہ اپنے باپوں کی کمر اور اپنی ماؤں کے پیٹوں سے باہر آئیں۔ ان میں سے ایک اپنے ایمان میں مضبوط رہتا ہے، کوئی بڑی مشکل کیوں نہ ہو۔"[591]

وہ لوگ کون ہیں؟ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان کے بارے میں امام علی (منہ السلام) سے کہا: "اے علی، ایمان کے لحاظ سے سب سے زیادہ حیرت انگیز لوگ اور ان میں سے سب سے زیادہ یقین والے وہ لوگ ہیں جو آخری وقت میں آتے ہیں جنہوں نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو نہیں دیکھا، اور حجت (خدا کی دلیل) ان سے پردہ پوش تھے، لیکن وہ سفید پر سیاہ پر ایمان لائے۔"[592]

چنانچہ واضح طور پر ہم ان روایات سے دیکھتے ہیں کہ قائم اور قیام کے زمانے میں غیب پر یقین ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دعائیں خدا ہمیشہ قبول کرتا ہے، اور آپ نے آخری وقت میں اپنے بھائیوں سے ملنے کی دعا کی۔ اس کا مطلب ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آخری وقت میں امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے طور پر اوتار ہوں گے۔ آپ نے اپنے بھائیوں سے ملنے کی دعا کی، اور وہ ان کے نام جانتے تھے۔ یہ غیر منطقی ہے کہ ان کی واپسی کے وقت کرہ ارض پر موجود تمام ۱.۹ بلین مسلمان ان کے بھائی ہیں، بلکہ وہ لوگوں کے ایک مخصوص گروہ کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔

نبی کے بھائی کون ہیں سوائے خود انبیاء کے؟ چنانچہ، حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خدا سے یہ دعا کر رہے تھے کہ وہ آخری زمانہ میں تمام دنیا کے ساتھ انبیاء اور رسول واپس آئیں۔ وہ انتہائی اعلیٰ ایمان اور یقین کے حامل ہوں گے۔ کیوں؟ کیونکہ اس بار ان کا امتحان جبرائیل اور ان کے دلوں میں موجود آواز یا الہام سے نہیں ہوگا بلکہ ایک ایسے شخص سے ہوگا جو تحریر کے ذریعے ان سے بات چیت کرے گا۔ روایت میں ہے کہ یہ شخص حجّہ (ثبوت) ہیں، جو ان سے پردہ میں ہیں، پھر بھی وہ ان پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ شخص امام احمد الحسن (منہ السلام) ہیں۔ اور ہاں، جب وہ اپنے امتحان میں کامیاب ہوئے، اور ان

[591] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، جلد ۵۲، ص۔ ۱۲۴

[592] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، جلد ۵۲، ص۔ ۱۲۵

کا ایمان مکمل ہو گیا تو وہ اس دنیا میں جسمانی طور پر ان سے ملے اور ان سے ملاقات کی۔ ایک بار جب امام احمد الحسن (منہ السلام) نے عشاء میں اپنے نائب ابا الصادق کو عوام کی طرف بھیجا، امام احمد الحسن (منہ السلام) اور امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے تمام پیغامات صرف ان کے ذریعے بھیجے جائیں گے۔ امام (منہ السلام) نے مجھ سے فرمایا: "جو میرے باب سے میرے پاس نہیں آتا، وہ میرے انصار میں سے نہیں ہے۔ تم میرا باب ہو اور میں اپنے والد امام مہدی محمد ابن الحسن (علیہ السلام) کا باب ہوں۔ "

اڑتیسواں باب

امتحانات

"کیا لوگوں نے یہ سمجھا تھا کہ وہ چھوڑ دیے جائیں گے صرف یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے اور انہیں آزمایا نہ جائے گا؟"

محمد اور آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے روایات کی بہتات ہے جو اس بات پر زور دیتی ہیں کہ خدائی انصاف اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ مومنوں کو آزمایا نہیں جاتا۔ ان امتحانات کا مقصد ہے طہارت، کامل یقین اور خدا پر بھروسہ، اور ساتھ ہی مومن برادری کو قابیل اور ابلیس کی نسل کی باقیات سے نجات دلانا ہے۔ عبداللہ بن ابی یعفور کہتے ہیں، "میں نے امام الصادق (منہ السلام) کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "افسوس، ان ظالم عرب حکمرانوں پر افسوس اس برائی کی وجہ سے، جو قریب آ رہی ہے۔" میں نے کہا: "میری جان آپ پر قربان ہو، کتنے عرب قائم کے ساتھ ہوں گے؟" انہوں نے فرمایا: 'بہت کم۔" میں نے کہا: "خدا کی قسم، ان میں سے اس کے بارے میں بات کرنے والے بہت ہیں۔" اُنہوں نے کہا: "لوگوں کو آزمایا جانا چاہیے اور ان کی پہچان کرنی چاہیئے ہے اور ان کو چھاننا چاہیئے ہے،، اور چھاننے سے بہت سے لوگ نکل آئیں گے۔"[593] امام باقر (منہ السلام) نے واضح کیا کہ چھانٹنا اور امتحان خاص طور پر امام کے قریبی پیروکاروں کے لیے ہوگا، ان کے شیعہ، کیونکہ انہوں نے فرمایا: "اے شیعہ آلِ محمد، جس طرح سرمہ آنکھ میں ہوتا ہے، اور یقیناً انسان جانتا ہے کہ سرمہ کب اس کی آنکھ میں ہوتا ہے اور وہ معلوم نہیں ہوتا کہ کب اس سے نکلے گا، اسی طرح ایک آدمی ہمارے معاملے پر جاگ جائے گا اور اس وقت بیدار ہوگا جب وہ اس سے نکل چکا ہوگا۔"[594] اماما لصادق (منہ السلام) نے آزمائشوں کی انتہا اور آزمائشوں اور فتنوں کے بارے میں بتایا جس میں کچھ لوگ ایمان سے باہر ہو جائیں گے اور آخرکار بہت تکلیف کے بعد واپس آجائیں گے، جب کہ امتحانات دوسروں کو بالکل ٹوٹ کر چھوڑ دیں گے۔ انہوں نے فرمایا: "خدا کی قسم, تم شیشے کی طرح ٹوٹ جاؤ گے، اور شیشہ اس طرح بحال ہو سکتا ہے جیسے وہ تھا، خدا کی قسم, تم مٹی کے برتنوں کی طرح ٹوٹ جاؤ گے، اور مٹی کے برتن جب ٹوٹے تو اسے بحال نہیں کیا جا سکتا۔ اور خدا کی طرف سے تمہیں چھانٹا جائے گا، اور خدا کی طرف سے تمہیں ممتاز کیا جائے گا، اور خدا کی طرف سے تمہاری جانچ پڑتال کی جائے گی، یہاں تک کہ بہت کم لوگوں کے علاوہ تم میں سے کوئی باقی نہیں رہتا ہے'، اور انہوں نے اپنی مٹھی بنالی۔"[595]

---

[593] کتاب الغیبہ (کتاب غیبت)، النعمانی، جلد ۱، ص۔ ۲۱۰

[594] کتاب الغیبہ (کتاب غیبت)، النعمانی، جلد ۱، ص۔ ۲۱۲

[595] کتاب الغیبہ (کتاب غیبت)، النعمانی، جلد ۱، ص۔ ۲۱۳

امام الباقر (منہ السلام) نے وضاحت کی کہ اس امتحان کا مقصد مومنین کو ان تمام لوگوں سے نجات دلانا ہے جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن ایمان نہیں لاتے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ مومنین کو جان بوجھ کر ان کی طرف ایسی باتوں سے آزمائیں گے جن سے مومنین بیزار ہوں گے، تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ کون قائم رہے گا چاہے کچھ بھی ہو۔ ابا جعفر (منہ السلام) نے فرمایا: "بے شک ہماری یہ تقریر لوگوں کے دلوں میں کراہت پیدا کرتی ہے، جو اسے قبول کرتا ہے اس میں اضافہ ہوتا ہے، اور جو انکار کرتا ہے اسے چھوڑ دیتا ہے، اس پر ایک فتنہ نازل ہونا چاہیے جس سے قریبی دوست گر جائیں گے... یہاں تک کہ ہمارے شیعہ کے علاوہ کوئی باقی نہ رہے گا۔"[596]

آزمائش، چھانٹ، امتحان اور فتنے امام کے پیروکاروں کو ایک دوسرے پر لعنت بھیجنے اور ایک دوسرے سے بے گناہ ہونے کا سبب بنیں گے۔ عمیرہ بنت نفیل کہتی ہیں کہ میں نے امام حسین ابن علی (منہ السلام) کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "یہ بات جس کا تم انتظار کر رہے ہو اس وقت تک نہیں ہو گا جب تک کہ تم اپنے آپ کو ایک دوسرے سے معصوم قرار نہ دو اور ایک دوسرے کے منہ پر تھوکنے لگو۔ جب تک تم دونوں گواہی نہ دو کہ دوسرے کافر ہیں اور جب تک تم ایک دوسرے پر لعنت نہ کرو، تو میں نے ان سے کہا: کیا اس وقت میں کوئی بھلائی ہے؟ تمام بھلائی اس وقت ہے، جب قائم اٹھیں گے اور اس سب کو ختم کردیں گے۔"[597] ایسا نہ ہوا تو الٰہی عادل ریاست کبھی نہیں ہوگی، کیونکہ منافقین کو مومن برادری سے خارج کردینا چاہیے، جو خدا کے اس معاملے کے مستحق نہیں ہیں۔ اسی لیے امام باقر (منہ السلام) نے فرمایا:

"جس چیز کی طرف تم اپنی گردنیں پھیلاتے ہو وہ اس وقت تک نہیں ہو گا جب تک تمہاری جانچ نہ کر لی جائے، اور افسوس کہ جس چیز کی طرف تم اپنی گردنیں پھیلاتے ہو، وہ اس وقت تک نہیں ہو گا جب تک تم ممتاز نہ ہو جاؤ، اور جس چیز کی طرف تم اپنی گردنیں پھیلاتے ہو وہ چیز نہیں ہو گی۔ اس وقت تک نہیں ہو گا جب تک کہ تم اپنی گردنیں نہ پھیلاؤ، اور جس چیز کی طرف تم اپنی گردنیں پھیلاتے ہو وہ اس وقت تک نہیں ہو گا جب تک کہ تم امید سے محروم نہ ہو جاؤ، اور جس چیز کی طرف تم اپنی گردنیں

[596] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، ج۔ ۲، صفحہ ۱۹۳-۱۹۴

[597] کتاب الغیبہ (کتاب غیبت)، النعمانی، جلد۔ ۱، ص۔ ۲۱۱

پھیلاتے ہو وہ اس وقت تک نہیں ہو گا جب تک کہ وہ تمام لوگ بد بخت ہو جائیں جو بد بخت ہونے والے ہیں۔ اور جو خوش ہونے والے ہیں وہ سب خوش ہو جائیں گے۔"[598]

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہمیں تنبیہ کی ہے کہ چھلنی کے دوران ایمان کو مضبوطی سے تھامے رکھنا "آگ کے کوئلے کو پکڑنے"[599] کے مترادف ہے۔

آدم کا امتحان: بے عمل علماء

یہ جاننے کے لیے کہ قیامت اور قائم (منہ السلام) کے زمانے میں آزمائشوں اور فتنوں سے کیا توقع رکھنی ہے، آئیے دیکھتے ہیں کہ پچھلے انبیاء و مرسلین (علیہم السلام) اور ان کے پیروکار کس قسم کی آزمائشوں سے گزرے تھے۔ ہم آدم (علیہ السلام) سے شروع کرتے ہیں اور ان کا امتحان یہ تھا کہ درخت کا پھل نہ کھائیں۔ شیطان کو اجازت دی گئی کہ وہ آدم (علیہ السلام) کو یہ کہہ کر چھلنی کرنے کی کوشش کرے کہ اگر وہ درخت کا پھل کھائے گا تو اس کے لیے ہمیشہ کی بادشاہی ہوگی اور وہ خدا جیسا ہو جائے گا۔ آدم (علیہ السلام) کو فیصلہ کرنا تھا کہ سچ کون کہہ رہا تھا، خدا یا شیطان؟

انہیں فیصلہ کرنا تھا کہ وہ کس پر بھروسہ کریں اور کس کی بات سنیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے شیطان کی بات سنی، اس کا مطلب یہ تھا کہ انہوں نے خدا کی بجائے شیطان کی عبادت کرنے کا انتخاب کیا۔ اما الصادق (منہ السلام) نے اس آیت کے بارے میں فرمایا: "انہوں نے اپنے علماء اور کاہنوں کو خدا کے بجائے معبود بنا لیا" خدا کی قسم انہوں نے انہیں اپنی ذات کی عبادت کی طرف نہیں بلایا اور اگر وہ ایسا کرتے کہ ان کو اپنی طرف بلاتے (یعنی اگر وہ کہتے کہ میری عبادت کرو) لوگ ایسا نہ

[598] کتاب الغیبہ (کتاب غیبت)، النعمانی، جلد ۱، ص۔ ۲۱۵

[599] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، ج۔ ۲۸، ص۔ ۴۷

کرتے، بلکہ انہوں نے ان کے لیے حرام کو حلال کر دیا اور جو چیز حلال تھی، اس کو حرام کر دیا، چنانچہ انہوں نے نادانستہ ان کی عبادت کی۔"[600]

لہذا، شیطان پہلا بے عمل عالم تھا اور اس نے آدم (علیہ السلام) کو حکم الٰہی کے خلاف جانے پر آمادہ کر کے گرایا, جائز کو ناجائز بنا کر اور اس کے برعکس۔ ہمیں یہ توقع رکھنی چاہئے کہ شیطان بے عمل پادریوں، ربیوں، بشپوں اور مذہب کے شیوخ کے ذریعے لوگوں کو فتنہ میں ڈالنے اور الجھانے کی کوشش کرتا ہے جو ہمیں امام (منہ السلام) کے براہ راست الفاظ کے خلاف کرنے کی کوشش کریں گے۔

نوح کا امتحان: وقت، وقت، اور صبر

نوح (علیہ السلام) آدم کے اہل بیت سے نجات دہندہ اور سچائی کے ساتھ قائم تھے، اور نوح (علیہ السلام) کے زمانے میں، مومنین کی سخت آزمائش ہوئی۔ امام الصادق (منہ السلام) نے فرمایا:

جب خدا نے نوح (علیہ السلام) کی نبوت نازل فرمائی اور شیعوں کو یقین ہو گیا کہ راحت قریب ہے تو فتنے سخت ہو گئے اور غیبت (جھوٹے الزامات) اس قدر بڑھ گئی کہ اس کی وجہ سے شیعوں پر انتہائی سخت حالات آئے اور نوح (علیہ السلام) پر اس قدر شدید حملہ کیا گیا کہ وہ تین دن تک بے ہوش رہے اور بیدار ہونے سے پہلے ان کے کانوں سے خون بہتا۔ یہ تقریباً ۳۰۰ سال کی بات ہے جب وہ بھیجے گئے تھے۔ اس وقت وہ رات دن لوگوں کو پکارتے تھے اور لوگ ان سے بھاگتے تھے اور وہ ان کو چھپ کر پکارتے تھے اور وہ انہیں جواب نہیں دیتے تھے اور وہ کھلم کھلا ان کو پکارتے تھے اور وہ منہ موڑ لیتے تھے.
۳۰۰ سال گزرنے کے بعد آپ نے ان کے خلاف دعا کرنے کا فیصلہ کیا، آپ نماز فجر کے بعد بیٹھ گئے جب ساتویں آسمان سے تین فرشتوں کا ایک گروہ آپ کے پاس آیا اور انہوں نے آپ کو سلام کیا اور کہا: "اے اللہ کے نبی ہمیں ایک ضرورت ہے۔"

[600] میزان الحکمۃ (حکمت کا پیمانہ)، محمد الریشہری، جلد ۔ ۳، ص۔ ۲۶۲۱

انہوں نے کہا: "یہ کیا ہے؟" انہوں نے کہا: "یہ کہ آپ اپنی قوم کے خلاف دعا میں تاخیر کریں، کیونکہ یہ زمین پر خدا کا پہلا غلبہ ہے۔" نوح نے کہا: "میں نے ان کے خلاف دعا میں مزید ۳۰۰ سال کی تاخیر کی ہے۔" اور وہ ان کے پاس واپس گئے اور وہی کیا جو انہوں نے ہمیشہ کیا اور وہ وہی کرتے جو وہ ہمیشہ کرتے رہتے، یہاں تک کہ مزید ۳۰۰ سال گزر گئے اور وہ نا امید تھے کہ لوگ یقین کریں گے۔ وہ دوپہر کے وقت دعا کے لیے بیٹھے اور ان کے پاس چھٹے آسمان کے فرشتوں کا ایک اور گروہ اترا۔ آسمان اور فرشتوں نے ان کو سلام کیا اور کہا: "ہم صبح سویرے نکلے اور آپ کے پاس آئے۔" انہوں نے وہی مانگا جو ساتویں آسمان کے گروہ نے مانگا تھا اور انہوں نے ان کو جواب دیا جیسا کہ انہوں نے دوسروں کو جواب دیا اور وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے اور ان کو خدا کی طرف بلانے سے ان میں اس سے بھاگنے کی ضد میں اضافہ ہوا۔ اور یہ ۳۰۰ سال تک قائم رہا۔ مجموعی طور پر ۹۰۰ سال مکمل ہونے پر شیعہ ان کے پاس گئے اور عوام اور ظالموں سے ان کے ساتھ جو کچھ ہو رہا تھا اس کی شکایت کی اور ان سے درخواست کی کہ خدا سے جلد از جلد نجات کی درخواست کریں۔ نوح (علیہ السلام) نے اس پر رضامندی ظاہر کی اور دعا کی اور درخواست کی اور جبرائیل (علیہ السلام) نازل ہوئے اور فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور فرمایا کہ اپنے شیعوں سے کہو کہ یہ کھجوریں کھائیں اور اس کے بیج لگائیں اور آپ اس کی نگہداشت کریں یہاں تک کہ یہ بڑھ جائے، جب یہ مکمل ہو جائے تو میں ان پر عذاب لاؤں گا۔'' تو نوح نے خدا کا شکر ادا کیا اور اس کی تعریف کی اور شیعوں کو یہ بتایا اور وہ خوش ہوئے، اور نوح (علیہ السلام) نے ان کو بتایا جو خدا نے ان پر نازل کیا، چنانچہ انہوں نے وہی کیا جو ان سے کہا گیا تھا اور بیج کی دیکھ بھال کرتے رہے جب تک کہ وہ پھل نہ لے۔ پھر وہ پھل لے کر نوح (علیہ السلام) کے پاس گئے اور ان سے اپنا وعدہ پورا کرنے کو کہا تو انہوں نے خدا سے سوال کیا اور خدا نے انہیں الہام کیا کہ وہ ان سے کہے: ''اس کھجور کو کھاؤ اور اس کا بیج لگاؤ اور اگر اس سے پھل آئے تو میں امداد بھیج دوں گا۔'' پس جب انہوں نے سوچا کہ انہوں نے وعدہ خلافی کی تو ان میں سے ایک تہائی مرتد ہو گئے اور دو تہائی باقی رہے۔ چنانچہ انہوں نے کھجوریں کھائیں اور بیج بوئے یہاں تک کہ اس سے پھل آئے اور وہ پھل لے گئے۔

اور نوح (علیہ السلام) کے پاس آئے اور انہیں خبر دی اور ان سے وعدہ پورا کرنے کو کہا اور انہوں نے خدا سے اس کے بارے میں سوال کیا اور خدا نے انہیں وحی کی کہ ان کھجوروں کو کھاؤ اور اس کا بیج لگاؤ۔ اور اس طرح ایک اور تیسرا مرتد ہو گیا

اور ایک تیسری مظبوط باقی رہ گئی۔ چنانچہ انہوں نے کھجور کھائی اور بیج بوئے اور جب اس سے پھل نکلے تو وہ اسے لے کر نوح کے پاس گئے اور کہا کہ ہم میں سے چند لوگوں کے سوا کوئی باقی نہیں رہتا اور ہم ڈرتے ہیں کہ اگر امداد میں تاخیر ہوئی تو ہم مر جائیں گے۔" تو نوح (علیہ السلام) نے دعا کی اور کہا: اے رب، میرے ساتھیوں میں سے اس چھوٹے سے گروہ کے سوا کوئی باقی نہیں رہا، اور مجھے ڈر ہے کہ اگر امداد میں تاخیر ہوئی تو وہ تباہ ہو جائیں گے۔ تو خدا نے ان سے یہ کہتے ہوئے الہام کیا: "میں نے تمہاری دعا قبول کر لی ہے۔"[601]

اماالصادق (منہ السلام) نے فرمایا: "اور اسی طرح قائم (منہ السلام) کے ساتھ ان کی غیبت کے ایام طولانی ہوں گے تاکہ حق باطل سے جدا ہو جائے اور ایمان ارتداد سے پاک ہو جائے۔ ان تمام لوگوں میں سے جن کی مٹی شیعوں سے بری تھی، جن سے ہمیں ان کی منافقت کا اندیشہ تھا اگر وہ قابل ہو جائیں اور قائم (منہ السلام) کے زمانے میں پھیلے ہوئے غلبہ کوش محسوس کریں۔"[602]

تو یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک اور قسم کی آزمائش جس کی ہم قائم (منہ السلام) کے وقت میں توقع کر سکتے ہیں وہ ہے وقت، اور وہ صبر ہے جو قیام ہونے کے لیے درکار ہے۔ درحقیقت، امام احمد الحسن (منہ السلام) کے شیعہ نے ۱۹۹۹ میں دوبارہ قیام ہونے کی توقع کی جب وہ پہلی بار ظاہر ہوئے، یہ کہتے ہوئے کہ وہ امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے رسول ہیں اور اب یہ ۲۰۲۲ ہے۔

۲۳ سالوں سے شیعہ خروج کا انتظار کر رہے ہیں اور امام احمد الحسن (منہ السلام) کے ماننے والوں کی اکثریت ۱۵ سال سے انتظار کر رہی ہے کہ وہ ان کے جانے کے بعد ان کو(منہ السلام) عوامی طور پر دیکھیں ۲۰۰۷ میں غیر حاضری کے بعد (حالانکہ وہ ۲۰۱۵ میں اپنے پسندیدہ لوگوں کے سامنے ظاہر ہوئے تھے)۔ نوح (علیہ السلام) کے ساتھ مومنین کو جس عظیم امتحان سے گزارا گیا اس سے ہم جو کچھ سیکھ سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ خدا کے وعدے میں بار بار تاخیر ہونے کے باوجود ہمیں یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ

---

[601] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، ج۔ ۱۱، صفحہ۳۲۶-۳۲۸

[602] مکیال المکارم، مرزا محمد تقی اصفہانی، جلد-۲، ص۔ ۱۶۱

وعدہ خلافی ہوئی یا پیشین گوئی جھوٹی تھی، اور یہ کوئی عذر نہیں ہے۔ اور ہمیں اپنے ایمان پر قائم رہنا چاہیے چاہے کچھ بھی ہو۔ وقت ایمان کا ایک بہت بڑا امتحان ہے اور قائم کے ساتھ طویل انتظار کی توقع کی جانی چاہئے۔

ابراہیم کا امتحان: خواب، روایتی خاندان اور خون کے رشتے

ابراہیم (علیہ السلام) کے ساتھ، آزمائش کی اس سے بہتر کوئی مثال نہیں ہے کہ خدا نے انہیں اپنے بیٹے کو قربان کرنے کا حکم دیا تھا۔ قرآن پاک میں حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے ایک خواب دیکھا: "بیٹا، میں خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔"[603]

پس سب سے پہلے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کے خواب پر یقین کرنے کے ساتھ آزمایا گیا اور جب وہ اپنے خواب پر ایمان لائے اور اس پر عمل کیا تو خدا نے ان کی تعریف کی اور فرمایا: "تم نے خواب کو پورا کیا۔ بے شک ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔"[604]

یہ وہی کام ہے جو امام احمد الحسن (منہ السلام) نے کیا، وہ اپنے خواب پر ایمان رکھتے تھے۔ انہوں نے امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ان سے کہتے ہوئے دیکھا کہ وہ کہیں ان سے ملیں اور انہوں نے اپنے خواب پر یقین کیا اور اس جگہ جا کر ان سے ملاقات کی اور اس یقین کے ساتھ کہ یہ امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں، کیونکہ شیطان ائمہ (منہم السلام) کی شبیہ میں نہیں آتا۔ لہٰذا، قیامت کے زمانے میں، مومنین کو ان کے خوابوں اور ان کے کشفوں پر یقین کرنے اور قائم کی حمایت میں ان پر عمل کرنے کے ساتھ بھی آزمائش ہوتی ہے۔

[603] قرآن مجید، سورہ ۳۷ (الصفات)، آیت ۱۰۲

[604] قرآن مجید، سورہ ۳۷ (الصفات)، آیت ۱۰۵

ابراہیم کے امتحان کا دوسرا حصہ یہ تھا کہ انہیں اپنے بیٹے کو قربان کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ حکم بذات خود نوح کے حکم کے خلاف تھا کہ قتل نہ کرو: "جو بھی انسانوں کا خون بہائے گا، اس کا خون انسانوں سے بہایا جائے گا۔ کیونکہ خُدا کی صورت میں خُدا نے بنی نوع انسان کو بنایا ہے۔"[605]

لہٰذا، ابراہیم (علیہ السلام) کو نہ صرف خدا کے احکام کے خلاف جانا پڑا جو وہ پہلے سے جانتے تھے، بلکہ انہیں اپنے بیٹے کو بھی قربان کرنا پڑا۔ اس سے ہم جو کچھ سیکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ خدا بعض اوقات ہمیں ایسے احکامات دے کر آزماتا ہے جو ہمارے اپنے اخلاقی کمپاس سے متصادم ہوتے ہیں یا اس مذہب سے متصادم ہوتے ہیں جو ہمیں پہلے سکھائے گئے تھے۔ وہ ہمارے خاندان کو قربان کر کے ہماری آزمائش کر سکتا ہے، کیونکہ ہر ایک کا خاندان اس سچائی کو نہیں پہچانے گا اور آپ کے ساتھ اس راستے پر سفر نہیں کرے گا۔ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے بھی حاجر اور اسماعیل (علیہ السلام) کو صحرا میں چھوڑ کر خدا کی طرف ہجرت کی۔ ہم قائم کے زمانے میں یہ توقع کر سکتے ہیں کہ مومنین کو بھی ایسا ہی انتخاب کرنا چاہیے اور خدا، سچائی اور الٰہی عادل ریاست کے قیام کے لیے اپنے خاندانی رشتوں کو ترک یا قربان کرنا چاہیے۔

موسیٰ کا امتحان: ہجرت

موسیٰ (علیہ السلام) بنی اسرائیل کے لیے ایک بہت بڑے امتحان تھے، کیونکہ جب انہیں ان کے پاس بھیجے گئے تو وہ نہ تو عبرانی زبان اچھی طرح بول سکتے تھے، کیونکہ ان کی پرورش فرعون کے محل میں ہوئی تھی، وہ مصری زبان بولتے تھے، اور نہ ہی وہ بنی اسرائیل کے طریقے کے عادی تھے۔ آخری چیز جس کی بنی اسرائیل توقع کر رہے تھے وہ فرعون کے گھر سے ایک نجات دہندہ تھا۔ ان کے نزدیک موسیٰ (علیہ السلام) مصری تھے، فرعون کے بیٹے تھے۔ اسی وجہ سے قائم کے زمانے میں بھی خدا نے مومنوں کو چھان لیا اور ان کو آزمایا۔

[605] مقدس انجیل، پیدائش کی کتاب، باب ۹، آیت ٦

نجات دہندہ، جن کی پرورش مصر میں ہوئی اور پھر انہوں نے مغرب، امریکہ کی طرف ہجرت کی اور اس کی دعوت مغرب سے شروع ہوتی ہے۔ امام الکاظم سے مہدی کے بارے میں پوچھا گیا کہ ان کا عروج کہاں سے ہوا؟ اور وہ کہاں رہتے ہیں، جس پر انہوں نے جواب دیا: "جس کے بارے میں تم نے پوچھا، وہ ایک ستون کی طرح ہے، جو آسمان سے گرا ہے، اس کا سر مغرب سے ہے اور اس کا اصل جڑ مشرق سے ہے، تو تمہیں ستون کا کونسا حصہ نظر آئے گا اگر اسے کھڑا کیا گیا تو؟" آدمی نے کہا: "اس کے سر سے۔" امام کاظم (منہ السلام) نے فرمایا: "یہی کافی ہے کہ وہ مغرب سے اٹھے گا اور اس کی ابتدا مشرق سے ہوگی اور یہیں پر اس کا قیام ہوگا اور اس کا معاملہ تمام ہوگا۔ اور اسی طرح مہدی (علیہ السلام) کی پرورش مشرق میں ہوتی ہے اور پھر وہ مغرب کی طرف ہجرت کرتے ہیں اور وہ وہاں سے اٹھتے ہیں اور مشرق میں ان کا معاملہ تمام ہوتا ہے۔"[606]

بہت سے اشارے ہیں کہ قائم مغرب سے آئے ہیں۔ روایات میں بتایا گیا ہے کہ آپ کے اکثر ساتھی غیر عرب ہیں: "قائم (علیہ السلام) کے ساتھ عربوں میں سے بہت کم ہیں۔"[607]

مومنوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ان کے پاس آئیں اگرچہ برف پر رینگنا پڑے، اور یہ معلوم ہے کہ برف یورپ اور امریکہ میں موجود ہے نہ کہ مشرق وسطی میں: "ان کے پاس آؤ اگرچہ تمہیں برف پر رینگنا پڑے"۔[608]

ان کی ماں غیر عرب اور مغرب سے ہیں: "ان کی ماں رومی ہیں۔" لہٰذا، اگر کوئی معاملہ توقع کے برعکس، ہماری توقعات اور عقیدے سے متصادم سمت سے آتا ہے، تب بھی ہم اسے رد نہیں کر سکتے اور اسے ایک وجہ کے طور پر استعمال کرتے ہوئے مرتد نہیں ہو سکتے۔ پھر اس حقیقت کو پہچاننے کے بعد جس طرح بنی اسرائیل کو موسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ ہجرت کرنے اور فرعون کی سرزمینوں کو چھوڑ کر آزمائش میں ڈالا گیا تھا، اسی طرح مومنین کو قائم کی طرف ہجرت سے آزمایا جاتا ہے۔

---

[606] شرح الاخبار، قادی نعمان المغربی، جلد ۔ ۳، ص ۔ ۳٦٥

[607] میزان الحکمۃ (حکمت کا پیمانہ)، محمد الریشہری، جلد ۱، ص ۔ ۱۸٦

[608] کمال الدین و تمام النعمۃ، الشیخ الصدوق، جلد ۱، ص ۔ ۳۵۴

عیسیٰ کا امتحان: اندرونی اور بیرونی دشمن

ماضی کے دوسرے نجات دہندہ کے زمانے میں، مثال کے طور پر، مسیح عیسیٰ کے زمانے میں، مومنین کو چھانٹنا پڑا تاکہ سچے مومنوں کے سوا کوئی باقی نہ رہے۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) گرفتار ہونے سے پہلے شمعون پطرس سے کہتے ہیں: "شمعون، شمعون، شیطان نے تم سب کو گیہوں کی طرح چھاننے کو کہا ہے۔ لیکن شمعون، میں نے تمہارے لیے دعا کی ہے کہ تمہارا ایمان نہ ٹوٹے۔ اور جب تم پلٹ جاؤ تو اپنے بھائیوں کو مضبوط کرو۔" لیکن انہوں نے جواب دیا، "آقا، میں آپ کے ساتھ جیل اور موت کے لیے تیار ہوں۔" عیسی نے جواب دیا، "پطرس، میں تم سے کہتا ہوں کہ آج مرغ کے بانگ دینے سے پہلے، تم تین بار انکار کرو گے کہ تم مجھے جانتے ہو۔"[609]

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے قصے میں ہم چھلنی کی ایک مثال دیکھتے ہیں، مومنین، حواریوں کو بہت سخت امتحان کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کا عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) ہی مسیحا ہیں اور وہ جانتے تھے کہ یہودی روایات بتاتی ہیں کہ یہودی مسیح یروشلم سے حکومت کرے گا اور دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسا کہ یہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی تھی۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ جس نے اپنے آپ کو مسیحا ہونے کا جھوٹا اعلان کیا وہ خدا کی طرف سے سچے مسیحا کے لیے دیے گئے مشن اور وعدے کو پورا نہیں کر سکے گا۔ جو کوئی بھی اپنے آپ کو مسیحا ہونے کا اعلان کرتا ہے، جبکہ وہ نہیں تھے، خدا ان کی زندگی کاٹ دیتا ہے۔

اب وہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو دیکھتے ہیں جس نے مسیحا ہونے کا دعویٰ کیا تھا، گرفتار کر کے رومیوں کے پاس لے جایا گیا، جہاں وہ صرف بظاہر موجود ہیں اور اپنا دفاع کرنے سے قاصر ہیں۔ خُدا اور اُس کے فرشتے اُن کے بچاؤ کے لیے نہیں آتے، اور اُنہیں مصلوب کیا جاتا ہے اور اُن کی وزارت کے تین سال بعد انہیں مار دیا جاتا ہے۔ وہ سوالوں سے بھرے الجھن میں رہ گئے: اس سب کا کیا مطلب ہے؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کیا وہ واقعی مسیحا ہیں یا نہیں؟ کیا یہ سزا تھی کیونکہ انہوں نے کسی ایسی

---

[609] مقدس انجیل، لوقا کی کتاب، باب ۲۲، آیات ۳۱-۳۴

شخصیت ہونے کا دعویٰ کیا جو وہ نہیں تھے؟ ان کے دل و دماغ میں شکوک و شبہات بھر گئے۔ آخرکار، حواریاں اپنے ایمان پر قائم رہے، حالانکہ انہوں نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو چھوڑ دیا اور ان کی گرفتاری اور پوچھ گچھ کے دوران ان کا انکار کیا۔
وہ امتحان میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور پوری دنیا میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے پیغام کو پھیلانے کے لیے آگے بڑھتے ہیں۔ لیکن درحقیقت، ان کا امتحان ایک مشکل امتحان تھا، کیونکہ ان کا امتحان یہ تھا کہ عیسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان لانا، چاہے وہ ان کے ذہنوں میں مسیحا کے معیار پر پورا نہ اتریں۔ قائم (منہ السلام) کے ساتھ مومنین کو بھی آزمایا جائے گا کہ آیا وہ ان کے شانہ بشانہ کھڑے رہیں گے اور دشمنوں کے خلاف ان کا انکار کیے بغیر ان کا دفاع کریں گے، یہاں تک کہ قید یا موت کا سامنا کرنا پڑے۔

محمد کا امتحان: ایک الٰہی عادل ریاست کا عروج اور قیام

اب آدم (علیہ السلام) سے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تک کا سفر ایسا ہے جو آدم (علیہ السلام) کے ساتھ بے عمل علماء کا سامنا کرنے سے لے کر نوح (علیہ السلام) کے ساتھ وقت کے امتحان کا سامنا کرنے سے، اور ابراہیم (علیہ السلام) کے ساتھ روایتی خاندانی رشتوں کو قربان کرنے تک ہے۔ موسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ ہجرت کرنا، عیسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ دشمنوں کے مقابلے میں مضبوط رہنا اور ظلم کو برداشت کرنا۔ آخرکار، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ امتحان ایک الٰہی عادل ریاست کے عروج اور قیام کا امتحان تھا۔ جیسا کہ قائم (منہ السلام) کے ساتھ، خدا کا وعدہ ضرور آنا چاہئے اور وہاں ایک الٰہی عادل ریاست قائم ہونی چاہئے، اور مومنوں کو اپنی ریاست کے قیام اور دفاع کے ساتھ امتحان دیا جائے گا۔ صرف یہی نہیں، بلکہ مومنین کا امتحان قائم کیا جائے گا کہ وہ قائم کے ساتھ باقی رہیں گے اور ان کے اعمال کا فیصلہ نہیں کریں گے چاہے وہ ان سے کچھ بھی دیکھیں یا سنیں۔
اپنی ریاست کے قیام کے بعد، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے جانشین کی تقرری کے ذریعے اپنی قوم کو چھان لیا۔ علی (منہ السلام) چھاننے کی ایک واضح مثال تھے۔ وہ قوم جس کی تعداد دسیوں ہزار میں تھی، پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

کی وفات کے بعد صرف چار سچے مومنین رہ گئے۔ لیکن مسلمان قوم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جانشین کو کیوں چھوڑ دے گی؟ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خدا کے کامل عکس اور خلیفہ تھے اور اس طرح وہ اور ان کے جانشین علی ابن ابی طالب (منہم السلام) اپنے ساتھ خدا کے مکمل سچے اور مکمل دین کو لے کر چل رہے تھے۔

خدا کا یہ سچا دین بھاری ہے اور صرف چند ہی لوگ اس کو سنبھال سکتے ہیں اور اسی وجہ سے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جانشینوں کو قبول کرنا لوگوں کے لیے بہت مشکل تھا، کیونکہ جن سچائیوں کو وہ لے کر آئے تھے وہ سخت تھے۔ امام سجاد (منہ السلام) نے فرمایا: "خدا کی قسم اگر ابو ذر جان لیتے کہ سلمان کے دل میں کیا ہے تو وہ انہیں قتل کر دیتے"، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انہیں آپس میں بھائی بنا دیا، تو تم کیا کرتے ہو؟ باقی تخلیق کے بارے میں سوچو؟ بے شک جاننے والوں کا علم بہت مشکل ہے اور اس کو سوائے ایک نبی رسول یا مقرب فرشتہ یا مومن بندے جس کے دل کو خدا نے ایمان کے لیے آزمایا ہو, کوئی نہیں سنبھال سکتا۔ بے شک سلمان ان لوگوں میں سے ہیں جو جاننے والے ہیں کیونکہ وہ ہم اہل بیت میں سے ہیں اور اسی وجہ سے انہیں جاننے والوں سے تشبیہ دی جاتی ہے۔"[610]

امام علی (منہ السلام) نے ایک دفعہ ابوذر سے فرمایا: "اگر سلمان تم سے وہ بات کہتا جو وہ جانتا ہے تو تم کہتے: "خدا سلمان کے قاتل پر رحم کرے۔"[611]

یہاں تک کہ عیسی (علیہ السلام) نے اس حقیقت کے بارے میں بات کی کہ حقیقت پریشان کن ہے جب آپ نے فرمایا: "جو لوگ تلاش کرتے ہیں انہیں تلاش کرنا نہیں چھوڑنا چاہئے جب تک کہ وہ پا نہ جائیں۔ جب ان کو مل جائے گا تو پریشان ہو جائیں گے۔"[612]

---

610 بحار الانوار، علامۃ المجلسی، ج۔ ۲۲، ص۔ ۳۴۳

611 بحار الانوار، علامۃ المجلسی، ج۔ ۲۲، ص۔ ۳۷۴

612 توماس کی انجیل، نجع حمادی کے صحیفے، مرون مائیر، ص ۱۳۹

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "حق بھاری اور کھٹا ہے اور جھوٹ ہلکا اور میٹھا ہے۔"[613]

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی قوم کو کئی بار سچائی سے پریشان کیا۔ تاہم، حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طاقت اور اثر کی وجہ سے، لوگ ان کی وفات تک اسلام کے تحت رہے۔ جیسے ہی وہ دنیا سے رخصت ہوئے، بہت سے لوگ مرتد ہو گئے، اور ارتداد کی جنگیں شروع ہو گئیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد لوگوں کے مرتد ہونے کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اپنی زندگی میں ان سے بہت سے پریشان کن معاملات دیکھے اور سنے۔ وہ بظاہر مسلمان تھے لیکن حقیقت میں اپنے کفر کو چھپائے ہوئے تھے۔ کسی پریشان کن معاملے کا سامنا کرنا چھاننے اور جانچنے کا ایک بہترین طریقہ ہے۔ پریشان کن چیز تلاش کرنا اس حقیقت کی وجہ سے ہے کہ یہ پہلے سے تصور شدہ تصورات یا خیالات کے خلاف ہے جو ہمارے پاس تھے۔ ہمارے خیال میں کوئی چیز صحیح ہے اور دوسری چیز غلط ہے صرف یہ بتانا یا دریافت کرنا کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ یہ غلط ہے اور یہ صحیح ہے۔ جو شخص ایمان کی بنیاد نہیں رکھتا وہ یہ سن کر سنبھل نہیں سکتا کہ جو عقائد اس سے پہلے تھے وہ غلط تھے اور وہ شخص پریشان ہو جاتا ہے اور اس کا دماغ اس کے دل و دماغ میں موجود تضاد کو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ کے پیغام کو جھٹلانے کی کوشش کرتا ہے, ان کو جھوٹے یا شیطان کے ایجنٹ کہتے ہوئے ۔ امام علی (منہ السلام) نے فرمایا: "مشتبہ چیز کو مشتبہ کہا جاتا ہے کیونکہ وہ حقیقت سے مشابہت رکھتی ہے۔"[614]

لوگ ان معاملات میں الجھ جاتے ہیں جو سچ ہیں لیکن باطل سے مشابہت رکھتے ہیں یا ان معاملات میں جو باطل ہیں لیکن حق سے مشابہت رکھتے ہیں۔

مثال کے طور پر، عبد الصالح کی کہانی میں، موسیٰ (علیہ السلام) عبد الصالح کے بارے میں الجھن کے شکار ہوتے ہیں، کیونکہ ان کے اعمال حق ہونے کے باوجود باطل سے مشابہت رکھتے ہیں۔ عبد الصالح کچھ غریبوں کی کشتی میں سوراخ کرتے ہیں، جنہوں نے انہیں اپنے ساتھ آنے کی اجازت دی اور ایک لڑکے کو مار ڈالا جو بے گناہ تھا، اور ظالموں کی بستی میں دیوار کو ٹھیک کر دیتے

[613] میزان الحکمۃ (حکمت کا پیمانہ)، محمد الریشہری، جلد ۱، ص۔ ٦٥٥

[614] شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید، جلد ۲، ص۔ ۲۹۸

ہیں۔ ظاہر میں یہ اعمال غلط ہیں، یا برے ہیں، یا دونوں۔ لیکن اسباب کو سمجھنے سے ہی موسیٰ (علیہ السلام) کی نظر میں اعمال باطل سے حق کی طرف پلٹ جاتے ہیں۔ عبد الصالح بتاتے ہیں کہ انہوں نے اصل میں کشتی میں سوراخ اس لیے کیا تھا تاکہ وہ آنے والے ظالم بادشاہ کے قبضے میں نہ آجائیں، جو کہ علاقے کے تمام کشتیوں کو اپنے قبضے میں لے رہا تھا۔ ان معلومات سے موسیٰ (علیہ السلام) پر واضح ہو گیا کہ عبد الصالح درحقیقت غریبوں کی مدد کرنا چاہتے ہیں، نہ کہ ان کو نقصان پہنچانا۔ عبد الصالح سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے لڑکے کو اس لیے قتل کیا کہ وہ کافر تھا، جو والدین کو نقصان پہنچاتا تھا، چنانچہ اس معلومات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ عبد الصالح کا ظاہری طور پر بے رحمی کا عمل رحم تھا۔ دیوار کی بحالی کا آخری عمل ان دو یتیموں کے لیے رحم کا عمل تھا، جو اس دیوار کے نیچے ایک خزانہ رکھتے تھے۔ دیوار کی بحالی کا مقصد خزانے کی حفاظت کرنا تھا، جب تک کہ وہ جوان نہ ہو جائیں اور خود اسے کھودیں۔ جیسا کہ مومنین کا معاملہ ہے جو حق کے قریب پہنچتے ہیں، وہ سب سے پہلے رسول کی پیروی کرتے ہیں، اور جب وہ ان کی طرف سے کوئی ایسا عمل دیکھتے ہیں جو بظاہر برائی یا غلط ہوتی ہے، تو وہ وجہ سمجھنے سے پہلے ہی پریشان ہو جاتے ہیں اور مرتد ہو جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے امام احمد الحسن (منہ السلام) ہمیشہ مومنین کو نصیحت کرتے ہیں کہ اگر وہ اس راہ پر قائم رہنا چاہتے ہیں تو ان کے لیے یہ ہونا ضروری ہے: "صبر، پھر صبر، پھر صبر اور پھر تسلیم۔" یعنی جو کچھ وہ دیکھیں گے اور سنیں گے اس پر صبر کریں جب تک کہ اس کی وجہ سمجھ نہ آجائے اور جب وہ وجہ سمجھ جائیں تو اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں۔ یہاں پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ واقعات کی کچھ مثالیں ہیں جنہوں نے ان کے ساتھیوں کو پریشان کیا اور انہیں ارتداد پر مجبور کیا۔

وحی کے ماخذ اور طریقہ کار پر سوال اٹھانا

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زندگی میں ان پر بہت سے الزامات لگائے گئے کہ وہ جھوٹے اور دھوکے باز تھے۔ لوگوں نے اُن پر الزام لگایا کہ اُنہیں خدا کی طرف سے کوئی وحی نہیں ملی۔ درحقیقت، ان کا کہنا تھا کہ وہ آیتوں کو دوسروں سے چوری کر رہے تھے، یا لوگوں سے لکھوا رہے تھے۔ اگر یہ الزامات اسلام اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دشمنوں کی طرف

سے لگ رہے ہوتے تو اس کا کوئی مطلب نہ ہوتا، کیونکہ فطری طور پر کافر اور دشمن اپنے مخالف پر جھوٹ اور الزامات لگاتے ہیں۔ بلکہ یہ الزامات مومنین کی طرف سے آرہے تھے، وہ پیغمبر کے اپنے کاتبوں کی طرف سے آرہے تھے۔ مسلمانوں میں یہ بات بہت کم معلوم ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس ۴۲ کاتب تھے، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی آیات قرآن کریم کو لکھتے تھے۔ ان میں سے کئی کاتبوں نے ارتداد کر دیا۔ ان میں سے ایک عبداللہ بن ابی السرح تھا، جو مدینہ ہجرت کر کے آئے تھے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قریبی اور قابل اعتماد ساتھی تھے اور انہیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے قرآن کریم کے کاتب کی ذمہ داری سونپی تھی[615]۔ عبداللہ کے ارد گرد دو کہانیاں ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انہیں سورہ المومنون کی ۱۴ ویں آیت (باب ۲۳) سنائی، جس میں کہا گیا: "پھر ہم نے ترقی کی۔ قطرے کو خون کے لوتھڑے میں تبدیل کیا، پھر اس لوتھڑے کو گوشت کا لوتھڑا بنایا، پھر اس لوتھڑے کو ہڈیاں بنایا، پھر ہڈیوں کو گوشت سے ڈھانپ دیا، پھر ہم نے اسے ایک نئی تخلیق کے طور پر وجود میں لایا۔"[616]

عبداللہ، آیت میں تفصیل سے حیران ہوئے، کہنے لگے: "تو بابرکت ہے اللہ جو بہترین تخلیق کرنے والا ہے۔"[617]

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان سے فرمایا: 'ہاں، اسے آیت کے ساتھ لکھو، اس طرح یہ اتری ہے۔"[618]

عبداللہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نبوت پر شک کرنے لگا اور اپنے آپ سے سوچا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کیا وحی مجھ پر بھی اترتی ہے؟

---

[615] التاریخ الاسلامی (اسلامی تاریخ)، محمود شاکر، ص. ۳۵۵

[616] قرآن مجید، سورہ ۲۳ (المومنون)، آیت ۱۴

[617] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، ج ۱، ص-۲۲، ص۔ ۳۴

[618] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، ج ۱، ص-۲۲، ص۔ ۳۴

محمد جھوٹا ہے۔[619] عبداللہ نے کچھ الفاظ بدلنے کا فیصلہ کیا جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اسے لکھنے کو کہتے، لہذا اگر خدا کے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اسے لکھنے کو کہتے، "بے شک، خدا سب کچھ جاننے والا، حکمت والا ہے،" وہ لکھتا، "سب سے زیادہ بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے،" اور اگر وہ اسے لکھنے کو کہتے، "سب سے زیادہ بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا،" تو وہ لکھتا، "سب کچھ جاننے والا، حکمت والا ہے۔"[620]

اس کے بعد اس نے دعویٰ کیا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان تبدیلیوں کو بھی محسوس نہیں کیا جو انہوں نے کی ہیں، اور وہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر مکمل کفر کرتا ہے۔

اور رات کے بیچ میں وہ مکہ فرار ہو گیا اور اپنے پرانے مذہب میں واپس ایمان لایا۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بہت ناراض ہوئے اور اس کی موت کا حکم دیا۔ جب نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مکہ فتح کیا تو وہاں ۴ مرد اور ۲ عورتیں تھیں جنہیں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حکم دیا کہ انہیں قتل کر دیا جائے، چاہے وہ کعبہ کے پردے پر پکڑے ہوئے پائے جائیں۔[621]

عبداللہ ان میں سے ایک تھا۔ عثمان بن عفان نے آخرکار اس کی بخشش کی بھیک مانگی اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ ان کے لیے شفاعت کی[622] اور عبداللہ کو معاف کر دیا گیا اور وہ واپس اسلام میں آ گئے۔ مزید تنازعات محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے کاتبوں کے ساتھ ہوئے، ایک دوسرے کاتب نے مرتد ہو کر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر بالکل وہی الزامات

---

[619] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، ج ۱، ص۔ ۲۲، ص۔ ۳۴

[620] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، ج ۱، ص۔ ۲۲، ص۔ ۳۴

[621] القاسم بن زکریا بن دینار کہتے ہیں: مجھ سے احمد بن مفضل نے بات کی اور کہا: اصبط نے ہم سے بات کی اور کہا، ضعم السدی نے مصعب بن سعد سے اپنے والد سے روایت کی، انہوں نے کہا: "فتح مکہ کے دن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے چار مردوں اور دو عورتوں کے علاوہ لوگوں کو امن بخشا اور فرمایا: ان کو قتل کر دو، خواہ تم انہیں کعبے کے پردے کو پکڑے ہوئے پاؤ۔"
السنن الکبریٰ، النسائی، جلد۔ ۲، ص۔ ۳۰۲

[622] اس واقعہ کے بارے میں درج ذیل روایت ہے: اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان کے قتل کا حکم دیا اور جب فتح کا دن آیا تو عثمان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس پہنچا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مسجد میں عرض کیا: "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اسے معاف فرما دیں، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خاموش رہے۔ چنانچہ اس نے اپنی بات کو دہرایا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خاموش رہے۔ چنانچہ اس نے وہی بات دہرائی جس پر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جواب دیا: "میں نے تمہاری درخواست منظور کر لی ہے۔ بحار الانوار، علامۃ المجلسی، ج ۱، ص ۱۱ ۔ ۲۲، ص۔ ۳۴

لگائے۔ انس بن مالک کہتے ہیں کہ "ایک عیسائی آدمی تھا جس نے مسلمان ہو کر سورۃ البقرہ اور سورۃ آل عمران پڑھی اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے لکھتا تھا اور وہ واپس عیسائی ہو گیا۔ اس کے الفاظ تھے: 'محمد کو نہیں معلوم سوائے اس کے جو میں نے اس کے لیے لکھا تھا۔' وہ شخص مر گیا اور انہوں نے اسے دفن کر دیا اور صبح اس کی لاش کو زمین سے باہر پھینک دیا گیا۔ لوگوں نے کہا: 'یہ محمد اور اس کے ساتھیوں کا کام ہے، جب وہ ان کے پاس سے بھاگ گیا اور اسے پھینک دیا تو انہوں نے اسے تلاش کیا'، چنانچہ انہوں نے اس کے لیے زمین میں گہرا گڑھا کھودا، اگلی صبح زمین نے اسے دوبارہ قبر سے باہر پھینک دیا، تو انہوں نے کہا: 'یہ محمد اور اس کے ساتھیوں کا کام ہے، جب وہ ان کے پاس سے بھاگ گیا اور اسے پھینک دیا تو انہوں نے اسے تلاش کیا'، تو انہوں نے اس کے لیے زمین میں گڑھا کھودا، جتنی گہرائی وہ کر سکتے تھے، اور اگلی صبح زمین نے اسے دوبارہ قبر سے باہر پھینک دیا، اس لیے وہ جان گئے کہ یہ لوگوں میں سے نہیں ہے، اس لیے انھوں نے اسے پھینک دیا۔"[623]

مسلمان پریشان تھے، کیونکہ ان کا خیال تھا کہ فرشتہ جبرائیل (علیہ السلام) یا خدا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے انسانوں کی طرح کلام کریں گے، انہیں لفظ بہ لفظ, حرف بہ حرف، قرآن پاک کی تلاوت کریں گے۔ جب انہوں نے یہ دیکھا تو انہوں نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جھوٹا نبی سمجھ لیا اور ان کو ایسا لگا کہ وہ واقعی قرآن بنا رہے ہیں یا آیات کا سرقہ کر رہے ہیں جو ان کے خیال میں اپنے کاتبوں سے کام کر کے قرآن کریم میں شامل کر رہے ہیں۔ . سچ، تاہم، جیسا کہ ہم نے پہلے اس کتاب میں ذکر کیا ہے، یہ ہے کہ قرآن پاک محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے الفاظ ہیں۔ آپ نے الفاظ کہے اور اُن کو اُس طرح لکھوا دیا جس طرح انہوں نے دیکھا کہ اُن عظیم سچائیوں کو بیان کرنے کا بہترین طریقہ کیا ہے، جو خُدا کی طرف سے اُن پر الہام ہوئی تھیں۔ تو، مثال کے طور پر، خدا سب کچھ جاننے والا، حکمت والا اور سب سے زیادہ بخشنے والا ہے اور یہ تینوں صفات ایک ایسے خدا کو بیان کرتی ہیں جو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، اس لیے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ کون سے الفاظ یا جملے استعمال کرتے ہیں، بس یہ کہ پیغام مومنوں تک پہنچے۔

[623] صحیح البخاری، البخاری، کتاب فضیلت، حدیث نمبر ۳۶۱۷

شاید، اگر اس وقت کاتب وحی اور الٰہی ابلاغ کے طریقہ کار کو سمجھتے تو وہ زیادہ قبول کرتے۔ شاید، اگر وہ یہ سمجھ لیتے کہ وحی الٰہی ہمیشہ سے ایسا ہی ہوتا ہے، کم لفظی موقف اختیار کرتے، یا اگر وہ فرار اور مرتد ہونے کے بجائے صرف خود رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سوال کرتے، تو وہ سمجھ جاتے اور ان کو سمجھ لیتے، اور وہ یہ نہیں کرتے. مثال کے طور پر بعض منابع میں لکھا ہے کہ سورہ کہف (سورہ ۱۸) میں ذوالقرنین (علیہ السلام) کی کہانی ایک نظم کی آیات پر مشتمل ہے جو زمانہ جاہلیت میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ایک کاتب نے لکھی تھی۔

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نظم کو پسند کیا اور سورہ کہف میں لکھنے والے کو اسے اختیار کرنے کا حکم دیا۔ اگر یہ سچ ہے، تو اس سے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نبوت کو باطل نہیں کہا جاسکتا، کیونکہ صرف خدا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بتا سکتا تھا کہ کہانی درست تھی اور محمد اس پیغام کا ترجمہ کرنے کے لئے آزاد تھے۔ ان کے لوگوں کو جس طرح بھی وہ مناسب سمجھتے تھے، چاہے پوری کہانی کو اپنے الفاظ میں دوبارہ لکھ کر یا اپنے مصنف سے جزوی طور پر اختیار کر کے۔

اس وقت کے مسلمانوں میں سے ایک ہونے کا تصور کریں، یہ سن کر کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے کاتب مرتد ہو کر مکہ بھاگ گئے تھے۔ یہ سن کر تصور کریں کہ انہوں نے کہا کہ نبی سچے نبی نہیں ہیں اور جو کچھ انہوں نے لکھا ہے اس کے سوا کچھ نہیں جانتا تھا، اور یہ کہ انہوں نے وحی الٰہی کے الفاظ کو بدل دیا تھا، اور آپ کو اس کا احساس تک نہیں تھا۔ تصور کریں کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ ان کے علم اور الفاظ کو چرا رہے ہیں۔ یہ ایمان اور وفاداری کا ایک بہت بڑا امتحان ہوتا، اور اس وقت ایک زبردست چھانٹنا ہوتا۔ صرف ایمان والے ہی شک نہیں کریں گے اور باقی لوگ اس طرح ہل جائیں گے جیسے شدید طوفان میں درخت کے پتے۔ اگر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ۴۲ قریبی اور سب سے زیادہ قابل اعتماد ساتھیوں میں سے کئی، ان کے اپنے کاتب جنہوں نے الہامی وحی کو دیکھا اور لکھا ہے، مرتد ہو سکتے ہیں اور دعویٰ کر سکتے ہیں کہ وہ جھوٹے ہیں اور خدا کی طرف سے کبھی بھی آسمانی وحی موصول نہیں ہوئی، تعجب کی بات نہیں اگر امام احمد الحسن (منہ اسلام) کے قریبی ساتھیوں میں سے کچھ نے، شاید ۴۲ میں سے کچھ نے بھی ایسا ہی کیا اور اس بات کو جھٹلایا کہ قائم (منہ السلام) کو کبھی امام مہدی سے وحی ہوئی ہے۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "تم ان امتوں کے طریقے پر چلو گے جو تم سے

پہلے گزری ہیں، ہر دور میں اور ہاتھ بہ ہاتھ (یعنی انچ بہ انچ) اس حد تک کہ اگر وہ ایک چھپکلی کے سوراخ میں بھی داخل ہو جائیں، آپ ان کی قدموں پر چلیں گے۔"[624]

جنسی تعلقات کا امتحان

نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے زمانے میں عیسائیوں اور عربوں کو جس چیز نے پریشان کیا ان میں سے ایک ان کا عورتوں سے تعلق تھا۔ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شادیاں اور خواتین کے ساتھ تعلقات اس زمانے میں بھی ایک متنازعہ معاملہ ہے اور بہت سے لوگ اسے پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خلاف بحث کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ وہ اس حقیقت کا تذکرہ کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے قرآن میں خدا کے احکام کی تعمیل نہیں کی، کیونکہ قرآن نے ہر مرد کے لیے چار بیویوں کی اجازت دی ہے، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس سے زیادہ شادیاں کیں۔ روایت ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زندگی میں نو مستقل بیویاں تھیں اور کئی دوسری عورتیں تھیں جن سے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مختصر مدت کے لیے نکاح کیا (متع) اور ان کے علاوہ جو لونڈی یا غلام عورتیں تھیں جن سے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نکاح کیا اور طلاق دے دی۔ یہ بھی روایت ہے کہ انہوں نے دوسری عورتوں سے بھی نکاح میں ہاتھ مانگا تھا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ عیسائی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا موازنہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) سے کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک بے دین آدمی تھے۔ وہ محمد کی تاریخ کے بارے میں زیادہ جانتے تھے، بہ نسبت اس کے جو

مسلمانوں نے اپنی کتابوں میں لکھی، اور ڈراموں اور نظموں میں لکھتے اور ان کو اور ان کے مذہب کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے۔ مشہور اطالوی مصنف دانتے علیگھیری کی ایسی ہی ایک نظم 'ڈانٹیز انفرنو' میں محمد کو جہنم کے آٹھویں دائرے میں دیکھے جاتے ہیں۔

[624] تفسیر المیزان، محمد حسین طباطبائی، ج۔ ۳، ص۔ ۳۸۰

(کتاب 'ڈانٹیز انفرنو' میں) جہنم کا پہلا دائرہ غیر بپتسمہ یافتہ اور نیک غیر عیسائیوں کے لئے برزخ ہے۔ جہنم کا دوسرا دائرہ شہوت پرستوں اور زانیوں کے لیے ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں ڈانٹی نے کلیوپیٹرا اور ہیلن آف ٹرائے کو رکھا تھا۔ جہنم کا تیسرا دائرہ پیٹو کے لیے ہے جو اپنے پیٹ پر قابو نہیں رکھ سکتے۔ جہنم کا چوتھا دائرہ لالچی کے لیے ہے، وہ تمام لوگ جو پیسے اور مادی دولت کے لیے لڑتے ہیں۔ جہنم کا پانچواں دائرہ ان لوگوں کے لیے ہے جو اپنے غصے اور غضب پر قابو نہیں رکھتے ہیں۔ جہنم کا چھٹا دائرہ ان بدعتیوں کے لیے ہے جو مذہب کے خلاف گستاخی کرتے ہیں اور بدعتوں پر یقین رکھتے ہیں۔ ساتواں دائرہ متشدد قاتلوں کے لیے ہے۔ آٹھواں حلقہ ان لوگوں کے لیے ہے جو دھوکے باز اور جھوٹے ہیں اور اس میں اس نے محمد اور علی (علیہم السلام) کو رکھا۔ اس سے نیچے کا واحد دائرہ نواں دائرہ ہے جس میں وہ شیطان کو یہوداہ کو چباتے ہوئے رکھتا ہے، جو مسیح کا غدار تھا۔
مسلمانوں کی کتابوں میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اختیارات، حقوق اور طاقتوں کو واضح طور پر تسلیم کیے گئے ہیں، اور ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نہ صرف عورتوں کے حوالے سے بلکہ زندگی کے تمام پہلوؤں میں بھی بہت سے حقوق تھے۔ مشہور اسلامی قرآنی تفسیری کتاب تفسیر القرطبی میں لکھا ہے:

جہاں تک حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے مباح قرار دیا گیا تھا، اس کے کل ١٦ نکات ہیں:
پہلا: جنگی مال کی تقسیم سے پہلے اس میں سے بہترین کا انتخاب کرنا۔
دوسرا: پانچویں کا پانچواں، یا پانچواں (خمس) لینا۔
تیسرا: مسلسل روزے رکھنا۔
چوتھا: چار سے زیادہ عورتوں کو لینا۔
پانچویں: تحفے کی شکل میں شادی (ایک بیوی کو تحفے میں دیا جانا)۔
چھٹا: ولی کے بغیر نکاح (عورت کے لیے)۔
ساتویں: بغیر جہیز کے نکاح۔
آٹھواں: احرام کی حالت میں نکاح۔

نواں: بیویوں کے ساتھ گزارے ہوئے وقت میں مساوات قائم کرنے کی ذمہ داری ان سے اٹھا لی گئی ہیں، اس کے بعد وضاحت آئے گی۔

دسواں: اگر ان کی نظر کسی عورت پر پڑ جائے تو ان کا شوہر انہیں طلاق دے دے اور ان کے لیے ان کا نکاح جائز ہے۔ ابن العربی نے کہا: 'امام حرمین نے یہی کہا ہے اور علماء نے اس معنی میں زید کے قصے کی اسی طرح کی وضاحت کی ہے۔"

گیارہواں: یہ کہ انہوں نے صفیہ کو آزاد کیا اور اس کی آزادی کو اپنا جہیز بنایا۔

بارھویں: وہ بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہوسکتے ہیں اور اس میں ہمارے درمیان اختلاف ہے۔

تیرھویں: مکہ میں لڑائی۔

چودھویں: یہ کہ انہیں وراثت میں نہیں ملا۔

اس کا تذکرہ تجزیہ کے حصے میں صرف اس لیے کیا گیا ہے کہ اگر کسی آدمی کو بیماری سے موت آجاتی ہے تو اس کی جائیداد کا بیشتر حصہ اس سے چھین لیا جاتا ہے اور اس کے لیے صرف ایک تہائی باقی رہ جاتا ہے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا مال باقی رہ جاتا ہے۔ وراثت کی آیت اور سورہ مریم میں یہ واضح کیا گیا ہے۔

پندرہویں: آپ کی بیویاں آپ کی موت کے بعد آپ کی بیویاں رہیں۔

سولہویں: اگر آپ کسی عورت کو طلاق دے دیں تو ان کی حرمت ان کے پاس رہتی ہے، اس لیے اس کے بعد کسی کو ان سے نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ تینوں حصے زیادہ تر اپنے اپنے حصوں میں تفصیل کے ساتھ پیش کیے گئے ہیں جو انشاء اللہ آگے آئیں گے۔

اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے بھوکے پیاسے سے کھانا پینا حلال کیا گیا، اگرچہ ان کے ساتھ رہنے والا اپنے لیے موت سے ڈرتا ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے: "یقیناً نبی (ص) کا حق مومنوں پر خود ان کی جانوں سے بھی زیادہ ہے۔" [سورۃ الاحزاب: ٦]۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حفاظت ہر مسلمان پر فرض ہے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے اپنی حفاظت کرنا جائز ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ (ص) کے لیے مال غنیمت لینا جائز کر کے انہیں عزت بخشی۔ پوری زمین کو آپ (ص) کے اور آپ (ص) کی قوم کے لیے عبادت گاہ بنا دیا گیا اور انہیں پاک کر دیا گیا۔ بعض انبیاء ایسے تھے جن کی نمازیں صحیح نہیں تھیں سوائے اس کے کہ وہ مساجد میں ہوں۔ فتح انہیں خوف سے ملی، دشمن ان سے ایک ماہ کی دوری سے ڈرے گا۔ وہ تمام مخلوقات کی طرف بھیجے گئے تھے اور ان سے پہلے انبیاء کو بھیجے گئے تھے جو لوگوں کے ایک گروہ کی طرف بھیجے گئے تھے نہ کہ دوسروں کی طرف۔ ان کے معجزات ان سے پہلے کے انبیاء کے معجزات کی طرح تھے اور اس سے بھی زیادہ۔ موسیٰ (علیہ السلام) کا معجزہ چھڑی اور چٹان سے پانی کا نکلنا تھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے چاند ٹوٹ گیا اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی انگلیوں کے درمیان سے پانی نکلا۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا معجزہ مردوں کو زندہ کرنا اور اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا دینا تھا، جب کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاتھ میں کنکریاں خدا کی تسبیح کرتی تھیں اور درخت کی ایک شاخ آپ کی طرف جھک گئی تھی، اور یہ زیادہ عظیم ہے. اللہ تعالیٰ نے قرآن کو ان کے لیے معجزہ بنا کر ان پر فضل فرمایا اور اس کا معجزہ ان میں قیامت تک باقی رکھا اور اسی وجہ سے آپ کی نبوت کو دوام بخشا گیا اور یہ قیامت تک منسوخ نہیں ہوگی۔[625]

سب سے پہلے، مندرجہ بالا سے جو نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ہر معاملے میں لوگوں سے زیادہ حق تھا، بشمول ان کی اپنے آپ پر، اپنی بیویاں، اپنی اولاد، ان کی جائیداد، ان کا کھانا پینا وغیرہ۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ "نبی کا اہل ایمان پر ان کی جانوں سے زیادہ حق ہے..."[626]

ایک مسلمان کو اپنی بیوی کو چھوڑ دینا چاہیے اگر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انہیں چاہیں تو۔ اسے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان کی حفاظت کے لیے اپنی جان دینی چاہیے، وغیرہ، انہیں ہر چیز میں ترجیح حاصل ہے۔ یہ وہ حقوق ہیں جو حضرت داؤد (علیہ السلام) اور سلیمان (علیہ السلام) کے تھے اور یہ ہر نبی اور رسول کے حقوق ہیں اور جو ایک نبی کے لیے قبول کیا جاتا ہے وہ ہر نبی کے لیے قبول ہوتا ہے اور جو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے جو کچھ قابل قبول تھا، وہی مہدی (علیہ السلام)

[625] تفسیر القرطبی، القرطبی، جلد ۱۴، صفحہ ۲۱۲-۲۱۳

[626] قرآن مجید، سورہ ۳۳ (الاحزاب)، آیت ٦

کے لیے قابل قبول ہونا چاہیے۔ لوگوں کے سلسلے میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حکم اسی طرح ہے جیسا کہ "آپ کے دائیں ہاتھ کی ملکیت ہے۔"[627]

پس چونکہ تمام مخلوقات خدا کی طرف سے پیدا کی گئی ہیں اور چونکہ وہ اسے برقرار رکھتا ہے اس لئے اس کے رسولوں اور خدائی مقرر کردہ بادشاہوں کے وہی حقوق ہیں جو خدا کے حقوق اس کی مخلوق پر ہیں۔ وہ اس کے نمائندے ہیں اور انہیں مکمل اختیار سونپا گیا ہے اور اگر وہ مخلوق کو تباہ کرنا چاہتے ہیں تو وہ ایسا کرنے میں بھی آزاد ہیں۔ ہم نے کہا: اے ذوالقرنین ! یا تو انہیں سزا دو یا ان کے ساتھ حسن سلوک کرو۔"[628]

مخلوق پر خدا کے مقرر کردہ بادشاہ کا حکم ایسا ہے جیسے باپ کا اپنے بیٹے پر حکم۔

اسلام میں، کوئی بھی شخص جو بغیر کسی وجہ کے کسی دوسرے شخص کو قتل کرتا ہے (یعنی اپنے دفاع کے لئے، یا جنگ میں وغیرہ) اس شخص کو قتل کیا جائے گا، سوائے اس باپ کے جو اپنے بیٹے کو قتل کرے۔ اپنے بیٹے کو قتل کرنے والے باپ پر قتل کا الزام نہیں ہے کیونکہ اس نے اپنے بیٹے کو جان دی تھی اور اس لیے اگر وہ اسے قتل کرے تو اسے قانونی چارہ جوئی سے استثنیٰ حاصل ہے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "میں اور علی ابن ابی طالب اس امت کے باپ ہیں اور ان پر ہمارے حقوق والدین کے حقوق سے زیادہ ہیں۔ بے شک ہم ان کو جہنم کی آگ سے بچا لیں گے اور انہیں جنت میں جگہ دیں گے اور انہیں غلامی سے نکالیں گے اور انہیں بہترین آزادیوں کی طرف راغب کریں گے۔"[629]

دوم، ہمیں یہ بتانا چاہیے کہ یہود و نصاریٰ جو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر جنسی تعلقات یا شادیوں کی بنیاد پر آپ (ص) کے خلاف آواز اٹھا رہے ہیں، یا جنسی تقریر یا تصویروں کی بنیاد پر مذہب اسلام پر حملہ کر رہے ہیں، ان کے لحاظ سے انجیل اور تورات میں یہی تقریر موجود ہے, جو بالکل اسی طرح یا سمجھ لیں کہ قرآن پاک اور احادیث سے زیادہ واضح ہیں۔ مثال کے طور پر، سلیمان کی نظمیں انجیل قدیم کا ایک حصہ ہے جن میں حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا ذکر ہے، جن کی انجیل کی روایت کے

---

[627] قرآن مجید، سورہ ۴ (النساء)، آیت ۳۶

[628] قرآن مجید، سورہ ۱۸ (الکہف)، آیت ۸۶

[629] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، ج ۳۶، ص۔ ۱۱

مطابق ایک ہزار بیویاں تھیں۔ سلیمان کی پوری نظم سلیمان اور ان کے چاہنے والوں کے درمیان ایک نظم ہے جس میں ایک دوسرے کے تئیں ان کے جذبات اور ان کے جنسی عمل کو بیان کیا گیا ہے۔ ثبوت کے لیے چند اشعار یہ ہیں:

تیرے سینڈل والے پاؤں کتنے خوبصورت ہیں شہزادی !

تیری رانوں کے گھماؤ زیورات کی طرح ہیں،

ایک ماسٹر کی دستکاری.

تیری ناف ایک گول پیالہ ہے۔

اس میں کبھی مخلوط شراب کی کمی نہیں ہوتی۔

تیری کمر گندم کا ٹیلہ ہے۔

کنول سے گھرا ہوا

تمہاری چھاتیاں دو ننھے ہرن کی طرح ہیں،

ایک غزال کے جڑواں بچے[630]

تیرا قد کھجور کے درخت جیسا ہے۔

تیری چھاتیاں پھلوں کے جھرمٹ ہیں۔

میں نے کہا، "میں کھجور کے درخت پر چڑھوں گا۔

اور اس کا پھل پکڑوں گا۔"

تیری چھاتیاں انگوروں کے جھرمٹ کی مانند ہوں،

اور تمہاری سانسوں کی خوشبو خوبانی جیسی

تیرا منہ اچھی شراب کی طرح ہے۔

میری محبت کے لیے بہہ رہا ہے،

---

[630] مقدس انجیل، گانوں کا گیت، باب ۷، آیات ۱-۳

میرے ہونٹوں اور دانتوں سے گزرتے ہوئے !
میں اپنی محبت سے تعلق رکھتا ہوں،
اور میرے محبوب کی خواہش میرے لیے ہے۔[631]

یہ بھی فرمایا گیا ہے:

جنگل کے درختوں میں ایک سیب کے درخت کی طرح،
جوانوں میں میرا محبوب بھی ایسا ہی ہے۔
میں بڑی خوشی سے اس کے سائے میں بیٹھ گیا
اور اس کا پھل میرے ذائقہ کے مطابق میٹھا تھا۔[632]

حزقیل کی کتاب میں، خدا تعالیٰ سامریہ اوریروشلم کے بارے میں اپنی وضاحت میں اور بھی زیادہ جنسی طور پر واضح ہے کیونکہ وہ ان کا موازنہ دو طوائفوں سے کرتا ہے جو غیر ملکی مردوں پر ہوس کرتی ہیں:
پھر بھی وہ اپنی جوانی کے دنوں کو یاد کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ بے ہودہ ہوتی گئی، جب وہ مصر میں طوائف تھی۔ وہاں اس نے اپنے عاشقوں کی ہوس کی جن کے عضو تناسل گدھوں کی طرح تھے اور جن کا اخراج گھوڑوں جیسا تھا۔ پس تُو اپنی جوانی کی بے حیائی کی آرزو کرتی تھی، جب مصر میں تیرے سینوں کو گلے لگایا جاتا تھا اور تیری جوان چھاتیوں کو پیار دیا جاتا۔[633]

[631] انجیل مقدس، گانوں کا گیت، باب ۷، آیات ۷-۱۰
[632] مقدس انجیل، گانوں کا گیت، باب ۲، آیت ۳
[633] مقدس انجیل، حزقیل کی کتاب، باب ۲۳، آیات ۱۹-۲۱

وہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ایک بے دین آدمی کہتے ہیں جو جنسی تعلقات میں مبتلا تھے، اور ساتھ میں وہ بھول جاتے ہیں کہ یہودیوں کے پہلے بادشاہوں اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے پیش رو ساؤل اور داؤد نے کیا کیا تھا۔ ساؤل نے اپنی بیٹی کی شادی کے بدلے میں داؤد (علیہ السلام) سے جہیز مانگا تھا۔ انہوں نے سونا یا چاندی نہیں مانگی بلکہ انہوں نے ۱۰۰ فلستی چمڑی کی کھالیں مانگی تھیں، یعنی عضوتناسل کی کھالیں۔ داؤد انہیں اس سے زیادہ واپس لے آئے، جتنا انہوں نے مانگے۔ ساؤل نے جواب دیا، "داؤد سے کہو، 'بادشاہ اپنے دشمنوں سے بدلہ لینے کے لیے دلہن کے لیے سو فلستی چمڑیوں کے علاوہ کوئی قیمت نہیں چاہتا۔" جب خادموں نے داؤد کو یہ باتیں بتائیں تو وہ بادشاہ کا داماد بننے پر خوش ہوا۔ چنانچہ مقررہ وقت گزرنے سے پہلے داؤد اپنے آدمیوں کو ساتھ لے کر نکلا اور دو سو فلستیوں کو مار ڈالا اور اُن کی چمڑی واپس لے آیا۔ انہوں نے مکمل نمبر گن کر بادشاہ کو دے آیا تاکہ داؤد بادشاہ کا داماد بن سکے۔ تب ساؤل نے اپنی بیٹی میشال کی شادی اُس سے کی۔[634]

چونکہ مہدیین (علیہم السلام) انبیاء و مرسلین کے وارث ہیں، اور وہ انبیاء اور رسولوں (علیہم السلام) کے احکام کے مطابق حکومت کرتے ہیں، اس لیے وہ تمام امور جن کا تعلق محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ہے، وہ سب مہدیین (علیہم السلام) سے بھی تعلق رکھتے ہیں، اور اس کی بنیاد پر کوئی اعتراض یا رد کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہو سکتی۔ درحقیقت، اگر انہوں نے جنسی شاعری لکھی، شہوت انگیز انداز میں بات کی یا اپنے دشمنوں کی کٹی ہوئی چمڑی مانگی، تو یہ سب بھی کسی کے لیے ان کی حکمرانی پر اعتراض کرنے یا ان کے مذہب کو رد کرنے کی معقول وجہ نہیں ہوگی۔ اس لیے کہ اگر کوئی شخص ان باتوں کو خدا کے ایک رسول سے قبول کرتا ہے تو اسے تمام رسولوں سے قبول کرنا چاہیے۔ عیسائی اگر یہ مان لیں کہ داؤد اور سلیمان (علیہم السلام) خدا کی طرف سے تھے تو وہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو محض ان کے انبیاء کی طرح کرنے پر رد نہیں کر سکتے۔ ہم توقع کر سکتے ہیں کہ جس طرح انہوں نے یوسف (علیہ السلام) اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر الزامات لگائیں تھیں، وہ بعض مہدیوں (علیہم السلام) پر بھی ایسا ہی الزام لگائیں گے اور یہ کسی بھی طرح

[634] مقدس انجیل، ۱ سموئیل کی کتاب، باب ۱۸، آیات ۲۵-۲۷

شک، کفر یا مرتد ہونے کا جواز نہیں ہوگا۔ ہم انبیاء اور رسولوں (علیہم السلام) کے بارے میں فیصلہ کرنے کے لئے صحیح اور غلط، اچھے اور برے کے اپنے پہلے سے تصور شدہ تصورات کو استعمال نہیں کر سکتے جب تک کہ وہ تین معیارات پر پورا اتریں؛ وصیت، علم، اور خدا کی بالادستی کی طرف دعوت۔

صالح والد

جس طرح موسیٰ (علیہ السلام) کا سفر عبد الصالح کے ساتھ تھا، اسی طرح میرا سفر امام احمد الحسن (منہ السلام) کے ساتھ تھا۔ یہ ایک ایسا سفر تھا جس میں وہ مجھے لے کر گئے اور مجھے نظم و ضبط کیا اور سکھایا۔ میں امام احمد الحسن (منہ السلام) کے ساتھ اپنے سفر کے ایک چھوٹے سے حصے پر روشنی ڈالوں گا۔

ایک دن میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے کہا: "میرے والد، میں آپ کا علم اور ان امور کو سننے آیا ہوں جو میں نے آپ سے پوچھے ہیں، ان کا راز آپ کے پاس ہے اور آپ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں۔ اور میں آپ سے کچھ بھی سننے اور اسے قبول کرنے کے لیے تیار ہوں اور ایسی کوئی بات نہیں ہے جسے آپ کہیں جو میں نہیں سنبھالوں گا، مجھے سچائی سے روشناس کیجیئے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بیٹا، اللہ تجھے سلامت رکھے۔"

کچھ عرصے بعد اور ایک خاص رات امام (منہ السلام) میرے پاس تشریف لائے جب مجھے اس کی توقع تھی اور انہوں نے مجھ سے ایک ایسی تقریر فرمائی جس کی وجہ سے میں خاموش ہو گیا اور اندر ہی اندر کانپ گیا۔

میرے جسم سے پسینہ گرنے لگا۔

میں نے امام سے کہا: "ٹھیک ہے، لیکن پھر کیا ہوگا؟"[635]

[635] یہ سوال اس حکم کے تناظر میں آیا جو امام احمد الحسن نے ابا الصادق کو دیا تھا (منہم السلام)۔ ابا الصادق (منہ السلام) فوراً مان گئے، پھر انہوں نے یہ سوال کیا۔

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم مومن نہیں ہو۔" میں اچانک بیمار ہوا اور اگرچہ میں نے جو کچھ انہوں نے مجھ سے کہا تھا اسے قبول کر لیا، میں نے جو کچھ سنا اس سے میں پریشان ہو گیا۔ میری داڑھی کا ایک بڑا حصہ سفید ہو گیا، اور میں کھانا حزم نہیں کر سکتا تھا۔ میرے اعضاء کھانا یا پانی لینے سے انکار کر رہے تھے اور میں بمشکل اپنے پھیپھڑوں کو ہوا لینے پر مجبور کر رہا تھا۔ میں بہت بیمار ہو گیا اور ایک ماہ تک بمشکل کچھ کھاتا یا پیتا۔ امام (منہ السلام) نے اس دوران مجھے چھوڑ دیا اور مجھ سے بات نہیں کی۔ میرا وزن تیزی سے کم ہو رہا تھا اور پورے مہینے بخار میں مبتلا رہا اور مجھے ایسا لگا جیسے میں مر رہا ہوں۔

ایک دن مہینے کے آخر میں، میں نے امام سے کہا، "میرا خیال ہے کہ میں مر رہا ہوں، میرے والد، میری مدد کو آیئے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے تمہیں آج کی رات یعنی اب سے ٹھیک ۲۰ منٹ میں مرنے کا حکم دیا تھا، لیکن میں اس حادسے کو تمہارے اوپر سے اٹھا دوں گا۔ ہسپتال جاؤ۔" میں ہسپتال گیا اور ڈاکٹروں نے وہ تمام ٹیسٹ کروائے جو وہ مجھ پر کر سکتے تھے۔ وہ میرے ساتھ کچھ غلط نہیں پا سکتے تھے۔ انہوں نے ایکسرے کیے، خون کے ٹیسٹ کیے، وہ سب کچھ جو وہ سوچ سکتے تھے اور تمام نتائج حسب معمول تھے۔ انہوں نے مجھے IV کے ذریعے گلوکوز پلایا تاکہ میرے جسم کو توانائی ملے کیونکہ میں کچھ کھا یا پی نہیں سکتا تھا۔ میں نے بہتر محسوس کیا اور بخار چلا گیا.

میں نے امام سے کہا، "یہ کیا ہوا؟ میں ہسپتال گیا، اور انہیں میرے ساتھ کوئی غلط چیز نہیں ملی۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اور وہ تمہارے ساتھ کوئی برائی نہیں پائیں گے کیونکہ تمہیں جسمانی طور پر کوئی مسلہ نہیں ہے۔ یہ خدا تھا۔" میں نے کہا، "میرے والد، آدم نے مجھے بتایا کہ آپ نے فرمایا کہ عراق میں جو انصار ہیں، ان میں سے زیادہ تر ان کا عقیدہ تقریباً ۷۰ فیصد ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں بیٹا، میں نے ایسا ہی کہا۔ "

میں نے کہا، "کیا یہ صرف عراقی انصاروں کی بات ہے یا تمام انصاروں کی؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ان میں سے اکثر ایسے ہی ہیں۔"

میں نے کہا، "اور میرے بارے میں کیا، میرے والد؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم ۹۰ فیصد ہو۔" میں نے کہا، "اللہ کے سوا کوئی طاقت اور قوت نہیں، وہ ۱۰ فیصد کیا ہے؟ یہ شک ہے یا کیا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ شک نہیں ہے، بلکہ بعض معاملات میں صرف سر تسلیم خم کرنا ہے۔"

میں نے کہا، "کیا کوئی ہے جس کا فیصد زیادہ ہو؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے ساتھ والے سو فیصد ہیں۔ تم ۹۹ فیصد ہوسکتے ہو یا ۹۹ فیصد سمجھے جاسکتے ہو۔"

میں نے کہا، "تو کیا اس وقت ایسا ہونا ممکن نہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ایک چیز تمہیں اس تک پہنچا دے گی۔"

میں نے کہا، "وہ کون سی چیز ہے جو مجھے اس تک پہنچا دے گی؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اپنے دل سے ہر وہ محبت نکال دو جو خدا کی محبت سے زیادہ ہو۔ ایسا کرو اور تم نہ صرف ۹۹ فیصد ہوجاؤ گے بلکہ تم احمد الحسن بن جاؤ گے۔" میں نے کہا، "میرے والد، یہ اس امتحان کے بارے میں ہے؟ یہ سب اس لیے کہ میں نے صرف پوچھا، 'پھر کیا ہوگا؟' یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں نے انکار نہیں کیا پھر بھی آپ نے کہا کہ میں مومن نہیں ہوں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں بیٹا، مت پوچھو، مت پوچھو، کیوں کہ کیا تم مجھ پر بھروسہ کرتے ہو؟ تمہیں مجھ پر اندھا بھروسہ کرنا چاہیے۔ مجھ پر تمہارے اعتماد کی کوئی حد نہیں ہونی چاہیے۔"[636]

میں نے کہا، "میرے والد، مجھے نہیں معلوم کہ کیا کہوں۔ میں نے اس معاملے کو اس طرح نہیں دیکھا۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جو چاہو کہو لیکن وہ نہ کہو جو نہیں کرتے۔" میں نے کہا، "میں نے گناہ کیا ہے۔ جب میں نے پوچھا تو میں نے صرف... کوئی بات نہیں، آپ کے سامنے بہانے بنانے کی ضرورت نہیں، میں مجرم ہوں اور آپ اپنا فیصلہ کر چکے ہیں۔ تو کیا میں کبھی پہنچوں گا یا یہ میرے لیے ۹۰ فیصد ہمیشہ کے لیے ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "معاملہ تمہارے ہاتھ میں ہے، تم ابھی تکمیل کو پہنچ سکتے ہو یا تم جیسے ہو اسی طرح رہ سکتے ہو اور پیچھے کی طرف بھی جا سکتے ہو۔"

---

[636] ابا الصادق (منہ السلام) کا سوال کافی حد تک ابراہیم (علیہ السلام) کے الفاظ سے ملتا جلتا ہے جب انہوں نے کہا تھا: "ہاں، لیکن اس لیے کہ میرے دل کو تسلی ہو جائے"۔ تاہم، امام احمد الحسن (منہ السلام) جو چاہتے ہیں وہ یقین دہانی کی ضرورت کے بغیر ان کی باتوں پر مکمل اور کامل اعتماد ہے۔

میں نے کہا، "اور پھر کیا ہوگا، کیا میں مرجاؤں گا اور سب کچھ ختم ہو جائے گا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "انشاء اللہ ایسا نہیں ہوگا۔"

میں نے کہا، "آپ نے پہلے کہا تھا کہ میرے ساتھ متبادل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی میں مر سکتا ہوں ورنہ آپ مرجائیں گے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، میں نے ایسا ہی کہا۔"

میں نے کہا، "کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ میں تکمیل کو پہنچ جاؤں گا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم اپنے ذہن میں پیچھے رہ جانے کا امکان کیوں رکھتے ہو؟"

میں نے کہا، "نہیں، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میں اپنی غلطی کبھی نہیں دہراؤں گا، انشاء اللہ۔ کبھی بھی۔ ہر روز میری خواہش ہوتی ہے کہ میں وقت میں واپس جا سکوں۔ وہ دن میرے ذہن سے نہیں جاتا اور میں اس درد کو کبھی نہیں بھولتا۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے بیٹے، ہر پرانی روایت کو چھوڑ دو جو تم نے سیکھی ہو۔ تم فقہ سے بالاتر ہو اور اس کے تابع نہیں ہو۔ تم کسی اور دنیا سے ہو, جو یہاں کے حلال سے مختلف ہے اور یہاں کے حرام سے مختلف ہے۔ سمجھو، میں تم سے التجا کرتا ہوں۔ سمجھو میں کیا چاہتا ہوں۔ سمجھو اور آزاد ہو جاؤ۔ آزاد ہو جاؤ، میرے بیٹے، آزاد ہو جاؤ۔"

میں نے کہا، "تو مجھے سکھایئے، میرے والد۔ مجھے حلال و حرام کی تعلیم دیں۔ میں بننا چاہتا ہوں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اے میرے بیٹے، کیا تم اسے سنبھال سکو گے؟ کیا تم صبر کرو گے؟"

میں نے کہا، "میں قسم کھاتا ہوں میں صبر کروں گا، لیکن صرف مجھے بتایئے۔"

اس کے بعد امام (منہ السلام) نے مجھے بہت سی چیزیں سکھائیں اور میں نے انہیں قبول کیا۔ میں نے بھی اس بات کی تلافی کی جو انہیں پسند نہیں آئی تھی۔ خدا کی طرف سے میری زندگی لینے کے واقعہ سے میں ابھی تک بہت ہلا ہوا تھا۔ میں جانتا تھا کہ یہ لکھا ہے کہ خدا نے موسیٰ (علیہ السلام) کو قتل کرنے کی کوشش کی تھی اور دوسروں کو بھی:

"راستے میں ایک قیام گاہ پر، خداوند موسیٰ سے ملا اور اسے مارنے ہی والا تھا۔"[637] یہ میرے سسٹم کے لیے بہت بڑا جھٹکا تھا اور میرے لیے پریشان کن تھا۔ ایک دن میں نے اپنے والد سے اس کے بارے میں بات کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ ان کی سالگرہ پر تھا، دعوے کے ابتدائی سالوں میں۔

میں نے کہا، "مجھے آپ کے سامنے کچھ اقرار کرنے کی ضرورت ہے، لیکن مجھے یہ پسند نہیں آیا کہ یہ اعتراف آپ کے لیے میری سالگرہ کا تحفہ ہو۔ "

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "برائے مہربانی، میرے بیٹے، یہ بہترین تحفہ ہوگا کیونکہ یہ [اعتراف] ایک ترجیح ہے۔" میں نے کہا، "ایک بات نے مجھے پریشان کیا ہے۔ میں آپ سے پیشگی معافی مانگتا ہوں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں تمہیں معاف کرتا ہوں اس سے پہلے کہ تم کچھ کہو اور اس سے پہلے کہ تم کچھ بتاؤ۔ "

میرے آنسو میرے چہرے پر گر رہے تھے اور میں نے کہا، "آپ کا شکریہ، میرے والد۔ شروع میں میں نے سوچا کہ خدا میرے ساتھ ہے اور میری حفاظت کر رہا ہے، اور میں ہر جگہ اس کی موجودگی کو محسوس کر سکتا تھا اور وہ مجھے نشانات دیتا اور لوگوں کی زبانوں پر مجھ سے بات کرتا، اور میں رات دن اس سے بات کر سکتا تھا اور میں اس سے بات کرتا۔ اسے چاند اور سورج اور پتھروں اور ستاروں میں دیکھتا۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اور تمہارے خیالات سچے ہیں۔" میں نے کہا، "لیکن جب میں بیمار ہوا اور آپ نے مجھے بتایا کہ خدا مجھے ۲ بجے مارنا چاہتا ہے، تو میں اس احساس سے بھر گیا کہ خدا مجھے چھوڑنے کے لئے تیار ہے، اور شاید وہ مجھے کسی بھی چیز پر مار ڈالے گا۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "خدا اپنے نیک بندوں کو ترک نہیں کرتا، بے شک خدا تم کو تادیب کرتا ہے اور تمہیں موت کے کنارے تک پہنچاتا ہے اور تمہیں قتل نہیں کرتا، پھر اچانک تمہیں واپس لاتا ہے تاکہ وہ تمہیں دکھائے کہ صحیح کیا ہے اور تمہارا راستہ درست کرتا ہے۔ ایک چیز پر یقین رکھو، اور اسے اپنی موت تک محفوظ رکھو، بلکہ آخری لمحے تک۔ "

میں نے کہا، "جی میرے والد۔ "

---

[637] مقدس انجیل، خروج کی کتاب، باب ۴، آیت ۲۴

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اگر خدا نے تمھیں قتل بھی کیا وہ پھر بھی سچا ہے۔"

میں نے کہا "جی ہاں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "مثال کے طور پر نوح (علیہ السلام) موت کے دہانے پر پہنچ گئے اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور بہت سے انبیاء و خلفاء بھی۔"

میں نے کہا، "کیوں، میرے والد؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کیونکہ وہ عام انسان نہیں ہیں، اور ان کی غلطیاں ان کے خلاف ہوتی ہیں۔ خُدا نے اُن کے ساتھ ایسا کیا تاکہ وہ اُن کو سکھائے اور اُن کی تربیت کرے اور اُن کے عزم کو مضبوط کرے۔" میں نے کہا، "لیکن کیا اس زمانے میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بغیر کسی غلطی کے فطری طور پر معصوم نہیں تھے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ان کی کوئی غلطی نہیں تھی جو بندوں کو گمراہ کر دے، اور وہ اس لحاظ سے معصوم تھے کہ کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے تھے، لیکن انہوں نے اپنی ذاتی زندگی میں غلطیاں کیں، لیکن یہ مت سوچنا کہ وہ بڑی غلطیاں ہیں۔ یہ بہت چھوٹی اور سادہ غلطیاں ہیں، شاید تم ان کے بارے میں دو بار بھی نہ سوچو، لیکن محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے وہ بڑی تھیں اور ان جیسے آدمی سے نہیں ہونی چاہیے۔ شاید ان کے پاس صرف ایک حقیقی غلطی ہوئی اور انہوں نے اس سے بہت کچھ سیکھا۔ نوح بھی، اور ان کے علاوہ، ایوب کی طرح، لیکن وہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے مختلف ہیں۔" میں نے کہا، "جو کچھ میرے ساتھ ہوا، میرے والد، اس نے مجھے بہت سی باتوں پر سوال کرنے پر مجبور کیا، اور مجھے یہ سوچنے پر مجبور کیا کہ اگر خدا نے مجھے مار ڈالا، تو میں کہاں جاؤں گا؟ جہنم کی آگ میں یا کہاں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ سوالات اس ضمیر کی طرف سے آتے ہیں جو زندہ ہے لیکن یقین جانو، خدا تم کو تادیب کر رہا ہے اور تمہیں قتل نہیں کرے گا، وہ تمہیں موت کی تلخی اور درد دکھاتا ہے، لیکن وہ کبھی ایسا نہیں کرے گا، وہ تمہیں جہنم کی آگ دکھاتا ہے اور تمہیں اس میں ڈالتا نہیں۔"

میں نے کہا، "ایسا لگتا ہے میرے ساتھ کئی بار ہوا ہے۔ یہ یرمیاہ اور حنوک کے ساتھ ہوا تھا۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، میں نے تم سے کہا تھا کہ یہ بہت سے انبیاء اور خلفاء کے ساتھ ہوا ہے، میرے پیارے بیٹے، یہ ایک بہت بڑا سمندر ہے، اور تم ہر اس گھڑی میں کچھ نیا سیکھو گے، جب تک تمہاری ہڈیاں پتھروں سے زیادہ سخت نہ ہو جائیں۔"

وہ باب میرے لیے ختم ہو گیا تھا، اور میں سمجھ گیا تھا کہ کس قسم کی سر تسلیم خم کرنے کی ضرورت ہے، مکمل تسلیم اور بھروسا، اور میں صالح والد کے ساتھ اپنے راستے پر چلتا رہا۔ ایک خاص دن، میں اپنے والد سے ایک خاص بات سیکھنا چاہتا تھا، جو میرے نظر میں سب سے عظیم نبی کے ذریعے سب سے عظیم معجزہ تھا، حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا لعزر کا مردوں میں سے زندہ کرنا۔

میں نے کہا، "جب ابراہیم (علیہ السلام) نے قرآن میں خدا سے کہا کہ وہ اسے دکھائے کہ اس نے مردوں کو کیسے زندہ کیا تو کیا انہوں نے خدا کے عظیم نام کا استعمال کیا یا کچھ اور ہوا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں میرے بیٹے، یہ بہت بڑا علم ہے لیکن جس کے پاس خدا کا بڑا نام ہے وہ اس پر قادر ہے اور یہ ان کے لیے آسان کام ہے۔"

میں نے کہا، "انہوں نے یہ کیسے کیا، میرے والد؟ کیا آپ مجھے سکھا سکتے ہیں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اگر میں تمہیں یہ سکھا دوں تو تمہارے بھائی عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس کوئی ایسی چیز باقی نہیں رہے گی جو تمہارے بھی پاس نہ ہو۔"

میں نے کہا، "مجھے سکھایئے، میرے والد۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم اپنے یقین سے مردوں کو زندہ کر سکتے ہو۔"

میں نے کہا، "میں ایسا کرنا چاہتا ہوں۔ میں رب کی طاقت اور عقل کی طاقت دیکھنا چاہتا ہوں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ٹھیک ہے، میں تمہیں ایک شرط پر سکھاتا ہوں، میں تمہیں جمعہ کے دن ایک کام بتاؤں گا، اگر تم کر سکتے ہو تو بعد میں تمہیں سکھا دوں گا اور اگر تم اس کی استطاعت نہیں رکھتے، پھر میں تمہیں نہیں سکھاؤں گا، یہ معاہدہ ٹھیک ہے؟"

میں نے کہا "جی ہاں۔"

جمعہ کا دن آیا اور میں نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا جس کا انہوں نے وعدہ کیا تھا۔

میں نے کہا، "میرے والد، کیا کام تھا جو آپ جاننا چاہتے تھے کہ میں کرنے کے قابل ہوں یا نہیں ہوں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ میرا دل برداشت نہیں کر سکتا کہ میں تمہیں بتاؤں؟"

میں نے کہا "کیوں، میرے والد؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم مردوں کو زندہ کرنا سیکھنا چاہتے ہو۔"

میں نے کہا "جی ہاں."

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ تم کو یقین ہو کہ خدا کے سوا کوئی طاقت اور قوت نہیں ہے۔"

میں نے کہا، "خدا پر مکمل یقین یا اپنے آپ پر مکمل یقین کہ میں اسقابل ہوں یا کیا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "خدا میں اور اپنے آپ میں کہ تم اس بات کے ذریعے کرنے پر قادر ہو، کہ 'خدا کے سوا کوئی طاقت اور قوت نہیں ہے' اور ساتھ ہی تمہیں یقین ہونا چاہیے کہ تم کچھ بھی نہیں کر سکتے، خدا کے کرم کے بغیر۔ جب تم اس تک پہنچ جاؤ گے تو کچھ نہ کچھ ہوگا جو تم مجھ سے لے سکتے ہو۔ لیکن ستون یہ ہے کہ خدا کے بغیر کوئی طاقت اور قوت نہیں ہے، سب سے عظیم، سب سے بڑا."

میں نے کہا، "اور مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ آیا میں پہنچ گیا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "مجھے معلوم ہو جائے گا کہ تم ایسا کرنے سے پہلے اس تک پہنچ چکے ہو۔"

میں نے کہا، "خدا کے سوا کوئی طاقت اور قوت نہیں، اس کا کیا مطلب ہے، میرے والد؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بیٹا، میں تم سے دو ٹوک بات کہوں گا۔ "

میں نے کہا، "میرے والد، مہربانی کر کے مجھے سمجھا دیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جب تمہیں یقین ہوگا کہ اگر تم نے ملیکہ کو قتل کر دیا اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور یقین کر لیا کہ خدا اسے واپس کر دے گا تو میں تم سے کہوں گا کہ اے عبداللہ فقیر! تم پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ تم غمگین ہو گے اور میں تمہارا باپ احمد تم سے ایک بات کہوں گا۔ تم اس قابل ہو اور ایک دن تم اس حد تک پہنچ جاؤ گے۔" میں نے یہاں سیکھا کہ یقین کا

کیا مطلب ہے، اور میں سمجھ گیا کہ قطعی یقین کی ضرورت ہے اور یہ کیسا محسوس ہوتا ہے اور یہ کیسا ہونا چاہیے اگر ہم ایک الٰہی عادل ریاست کو حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اگر ہم نے پچھلے انبیاء اور رسولوں (علیہم السلام) کے معجزات کرنے ہوں۔ اگر ہم واقعی مومن ہیں تو ہمیں کسی چیز کا خوف نہیں ہونا چاہیئے اور خدا پر کامل بھروسہ رکھنے کے قابل ہونا چاہیے۔ میں صالح والد کے ساتھ اپنے راستے پر چلتا رہا۔

ایک دن میں نے امام سے کہا، "میں مکمل ہونا چاہتا ہوں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں چاہتا ہوں کہ تم جاؤ اور آگ لگاؤ، ایک بڑی آگ لگاؤ اور اسے کھلاؤ تاکہ یہ اتنی بڑی ہو کہ لوگوں کا ایک گروہ اس میں کھڑا ہو سکے اور اتنی گرم ہو کہ اگر اس میں لوہا ڈالا جائے تو وہ پگھل کر مائع ہو جائے۔"

میں نے کہا، "جی، میں یہ کروں گا۔" میں نے اپنے چند ساتھیوں کو اکٹھا کیا اور ہم نے ایک بہت بڑی آگ جلائی اور ہم اسے فرنیچر کے ٹکڑوں اور دیگر اشیاء کے ساتھ کھلاتے رہے یہاں تک کہ گرمی اتنی بڑھ گئی کہ ہم بمشکل اس کے ارد گرد کھڑے ہو سکے۔ ہمیں اپنے چہروں کا گوشت جلتا ہوا اور بازوؤں اور چہروں کے بال جلتے ہوئے محسوس کیا۔ امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اب تم اور تمہارے ساتھی اس میں جاؤ۔" میں چونک گیا اور میں نے آگ کی طرف دیکھا جیسے وہ جل رہی تھی۔ میں جانتا تھا کہ وقت آگیا ہے، اگر کوئی معجزہ نہ ہو، یہ فوری موت ہوگی۔ میں نے آنکھیں بند کیں اور کہا: "جی، میرے والد، آپ کی مرضی پوری ہوگی۔"

میں اور میرے ساتھی آگ میں آگے بڑھے اور اس کے بیچ میں پہنچے۔ ہم صدمے میں تھے، لیکن ہمیں کوئی گرمی محسوس نہیں ہوئی۔ یہ ٹھنڈی اور پرسکون تھی۔ ہم جل نہیں رہے تھے۔ ہم مرے نہیں۔ ہم سکون سے کھڑے آگ کو اپنے ارد گرد کی ہر چیز کو لپیٹے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ میں نے آگ میں کشف دیکھے، میں نے اپنے ماضی کو جلتے ہوئے دیکھا اور میں کون تھا اور کیا ہوتا تھا۔ میں مستقبل کی تمام متبادل ٹائم لائنز کو زمین پر جلتے ہوئے دیکھ سکتا تھا۔ میں دیکھ سکتا تھا کہ آگ میں داخل ہونے کے اس انتخاب سے، میں نے اپنے آپ کو آگ لگا دی تھی اور اس کے سوا کسی اور امکان کو باقی نہیں رہنے دیا تھا جسے اس خدا نے میرے لیے چنا تھا۔ میرا جسم جل نہیں رہا تھا، لیکن میری مرضی، میرے شکوک اور میرے خوف، اور میری خواہشیں سب خاک میں مل گئیں۔

صرف احمد الحسن (منہ السلام) باقی رہ گئے تھے، میرے اندر ان کی آواز تھی۔

مبارک ہیں وہ جو آگ میں تھے اور جو اس کے آس پاس تھے۔ اسی وقت امام (منہ السلام) نے شعلوں میں قدم رکھا۔

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "آج تمہارے ساتھیوں نے تم پر ثابت کر دیا کہ وہ تم پر ایمان رکھتے ہیں، اور آج تم نے اپنے آپ پر ثابت کر دیا کہ تم کچھ بھی کر سکتے ہو۔"

میں نے خوشی کے آنسو روتے ہوئے کہا، "آپ کا شکریہ، میرے والد!"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یہ تمہارے لیے دلیل ہے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے تو مجھے اس طرح کے صورتحال کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ میرے لیے دلیل ہو، کیونکہ میں دلوں کے چھپے ہوئے معاملات کو جانتا ہوں، میں جب چاہتا ہوں اس میں دیکھتا ہوں، اور میں جانتا ہوں کہ اس میں کیا ہے۔ میں تم سے پیار کرتا ہوں، میرے بیٹے۔"

میں نے کہا، "میری تمام کوتاہیوں کو اپنے حق میں معاف کر دیں۔ میں آپ سے پیار کرتا ہوں، میرے والد۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم پر اور تمہارے ساتھیوں پر ہزار درود و سلام ہوں۔"

انتیسواں باب

مصر[638]

"اے مصر! اے مصر! تیرا علم زندہ رہے گا مگر افسانوں میں
جس پر آنے والی نسلیں یقین نہیں کر پائیں گی۔"

[638] یہ باب صرف اس کا ایک حصہ ظاہر کرتا ہے جو امام احمد الحسن (منہ السلام) نے مصر کے بارے میں نازل کیا ہے۔ امام کے مزید علم اور مصر کے اسرار کو امام احمد الحسن کی کتاب 'مصر، اور آپ مصر کے بارے میں کیا جانتے ہیں' میں آشکار کیا جائے گا۔

مصر کی سرزمین نے خدا اور تخلیق کی کہانی میں خاص طور پر مقدس انجیل اور قرآن میں مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ یہ ایک ایسی سرزمین ہے جس میں بہت سے آسمانی اسرار اور افسانے ہیں۔ یہ ایک بابرکت جگہ ہے جو قدیم دنیا کو جدید دنیا سے جوڑتی ہے اور خروج میں اہم کردار ادا کرے گی۔ عربی میں لفظ 'مصر' متشابہ ہے جس کا مطلب ہے عصر، یا عصر کا پیروکار (م عصر) یا عصر سے، 'من عصر'[639]

دوسرے مہدی عصر ہیں۔ یہ وقت کے اختتام کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے، کہ وقت ختم ہو رہا ہے، یا دن کا اختتام۔ کچھ اہم سوالات پیدا ہوتے ہیں: قدیم مصر کا ابراہیمی واقعوں اور مذہبی طریقوں کی تشکیل میں کیا کردار ہے؟ کیوں بنی اسرائیل کا خدا موسیٰ (علیہ السلام) اور داؤد (علیہ السلام) کو اپنے دشمنوں کی طرح مندروں کو تعمیر کرنے کی ہدایت کرے گا؟ اگر قدیم مصری مذاہب مکمل طور پر جھوٹے ہیں تو کیا یہ یہودیت اور ابراہیمی مذاہب کو باطل نہیں بنا دے گا؟

اہل بیت کی روایتوں میں جن کرداروں کا ذکر ہے ان میں سے ایک صاحب المصر ہیں۔ یہ کردار یمانی (منہ السلام) کے ساتھ مضبوطی سے جڑا ہوا ہے، اور وہ اور یمانی (منہم السلام) سفیانی کا سامنا کرتے ہیں۔ اما الصادق (منہ السلام) نے فرمایا:

"سفیانی سے پہلے ایک مصری اور ایک یمانی نکلیں گے۔"[640]

یہ پیشینگوئی کبھی بھی پوری نہیں ہوئی اور نہ ہی یہ واقع ہوئی سوائے مصر کے صحابی عبداللہ ہاشم اور یمانی احمد الحسن کے ساتھ، جو دونوں صرف دو ہی تھے جنہوں نے وصیت حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں "احمد" اور "عبداللہ" کا دعویٰ کیا ہے۔ عمار بن یاسر نے ایک طویل روایت میں کہا ہے کہ وہ ظہور سے پہلے اور اس کے آس پاس کے واقعات بیان کرتے ہیں:

---

[639] Legend: The Genesis of Civilization , David Rohl, pp. 451-452

[640] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، ج ۱، ۵۲، ص۔ ۲۱۰

... اور الشام میں تین افراد نمودار ہوں گے، وہ سب حکمرانی کا مطالبہ کر رہے ہونگے، ایک شخص جس کی رنگت میں دھبے ہیں، اور ایک سرخ یا شیر جیسا آدمی، اور ابو سفیان کے خاندان کا ایک آدمی جو کلاب میں نکلے گا، اور لوگوں کو دمشق میں رکھے گا۔ اور مغرب کے لوگ مصر چلے جائیں گے۔ اگر وہ اس میں داخل ہوتے ہیں تو یہ سفیانی کی نشانی ہے، اور اس سے پہلے ایک شخص نمودار ہوتے ہیں جو آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو پکارتے ہیں، اور ترک حیرہ پر اترتے ہیں، رومی فلسطین پر اترتے ہیں، اور عبداللہ عبداللہ کی نسل کشی کرتا ہے۔ ان کے سپاہی دریا کے کنارے سر سیسیم میں ملیں گے، اور وہاں ایک بڑی جنگ ہوگی، اور مغرب کا ساتھی نکلے گا اور مردوں کو قتل کرے گا اور عورتوں کو پکڑ لے گا اور پھر قیس کو واپس آئے گا، یہاں تک کہ سفیانی اس جزیرہ پر اترے گا، اور یمانی نکلیں گے اور سفیانی اس پر قبضہ کر لیں گے جو انہوں نے جمع کیا تھا۔ پھر وہ کوفہ جائے گا اور آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مددگاروں کو قتل کرے گا اور ان میں سے ایک آدمی کو قتل کرے گا۔ پھر مہدی کا ظہور ہوگا اور ان کا پرچم شعیب بن صالح کے پاس ہوگا۔ اگر اہل شام کو معلوم ہو جائے کہ ان کا ملک ابی سفیان کے بیٹے کی حکومت میں آگیا ہے تو وہ مکہ چلے جائیں۔ اس وقت نفس زکیہ اور اس کا بھائی مکہ میں مارے جائیں گے اور آسمان سے ایک پکارنے والا پکارے گا: اے لوگو! تمہارا شہزادہ فلاں ہے اور وہ مہدی ہیں جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی۔[641]

عبداللہ کا نام خروج کے واقعات میں دو لوگوں کے ساتھ جڑا ہوا ہے، ایک عبداللہ (سفیانی) اور دوسرا عبداللہ (القائم)۔ کتاب الفتن میں لکھا ہے: "اگر بنی عباس کا کوئی آدمی حکومت کرے جس کا نام عبداللہ ہو اور وہ ان میں سے آخری عین کا ساتھی ہو، تو اس سے وہ کھلتے ہیں اور اسی سے ان کا خاتمہ ہوتا ہے۔ وہ تباہی کی تلوار کی کنجی ہے، اگر الشام میں اس کی کوئی کتاب پڑھی جائے جس میں لکھا ہو "عبداللہ امیر المومنین کی طرف سے"، مصر کے منبر سے ایک خط پڑھنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ جس میں کہا گیا ہے، "عبداللہ عبدالرحمٰن سے جو امیر المومنین ہیں۔'' اگر ایسا ہو جائے تو مشرق کے اصحاب اور اہل مغرب دو

[641] معجم احادیث امام المہدی علیہ السلام، الشیخ علی الکورانی، جلد ۱، صفحہ ۳۲۹-۳۳۰

دوڑتے گھوڑوں کی طرح الشام کی طرف لپکتے ہیں، ہر ایک یہ دیکھ کر بادشاہی قائم نہیں کرے گا سوائے اس کے جو شام پر قبضہ کرے، ہر ایک کہے گا کہ جس نے اس پر قبضہ کیا اس نے بادشاہی قبضہ کر لیا۔"[642]

دوسری روایتوں میں واضح ہے کہ اس زمانے میں جو کردار الشام کی طرف دوڑتے ہیں وہ مہدی اور سفیانی ہیں۔ بعد میں اسی کتاب میں لکھا ہے: "سفیانی اور مہدی دو دوڑنے والے گھوڑوں کی طرح نکلے، سفیانی اپنے آگے ہر چیز کو شکست دیتا ہے اور مہدی اپنے آگے کی ہر چیز کو شکست دیتا ہے۔"[643]

اس لیے سفیانی اور مہدی یا القائم، دونوں کا نام عبداللہ ہے، اور مہدی کا تعلق مصر سے ہے اور اس کا نام مصر کے منبر پر پڑھا جاتا ہے اور وہ صاحب المصر ہیں۔

ایک معصوم لیڈر

صاحب المصر کا نام عبد اللہ ہونے کے علاوہ اہل بیت کی روایتوں میں صاحب المصر کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور امام علی (منہ السلام) نے فرمایا ہے: "اگر مصر میں شہزادوں کا شہزادہ طلوع ہو اور فوجیں تیار ہو جائیں۔"[644]

یہ واضح طور پر اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ صاحب المصر قائدین کے رہنما ہیں۔ امام الرضا (منہ السلام) نے فرمایا: "گویا میں مصر سے پرچم دیکھ رہا ہوں، وہ سبز رنگ کے ہیں، اور شام میں آئیں گے اور وصیت کے ساتھی کے بیٹے کو دیے جائیں گے۔"[645]

---

[642] کتاب الفتن، نعیم ابن حماد، ص. ۱۵۴

[643] کتاب الفتن، نعیم ابن حماد، ص. ۲۰۵

[644] عصر الظہور (ظہور کی عمر)، الشیخ علی الکورانی، ص. ۱۵۰

[645] الارشاد، الشیخ المفید، ج ۲، ص۔ ۳۷۶

یہ بیٹا کون ہے اور وصیت کا ساتھی کون ہے سوائے احمد اور ان کے بیٹے عبداللہ کے، جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وصیت میں مذکور ہیں؟ تو واضح طور پر صاحب المصر ایک شہزادہ ہیں جو وصیت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ امیر المومنین علی ابن ابی طالب (منہ السلام) نے فرمایا: "صاحب المصر نشانیوں کا نشان ہے اور اس کی نشانی حیرت انگیز ہے، اور اس میں نشانیاں ہیں، اس کا دل حسن ہے اور اس کا سر محمد ہے، اور وہ اپنے دادا کا نام بدلتا ہے۔ جب وہ خروج کرے تو جان لو کہ مہدی تمہارے دروازوں پر دستک دے رہے ہیں، لہٰذا ان کے دستک دینے سے پہلے بادلوں کے گنبدوں میں ان کے پاس اڑو یا ان کے پاس جاؤ اگرچہ تمہیں برف پر رینگنا پڑے۔"[646]

یہ وہ ہیں جن کے پاس آپ کو رینگنا ہے، یہاں تک کہ برف پر بھی، مشرق کے سیاہ پرچم کے ساتھی ہیں، جو مصر کے ساتھی ہیں، القائم اور مہدی ہیں۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "تمہارے خزانے کی جگہ پر تین لوگ لڑیں گے، ان میں سے ہر ایک خلیفہ کا بیٹا ہے، پھر ان میں سے کسی کے پاس نہیں جائے گا۔ پھر سیاہ پرچم مشرق سے آئیں گے، اور وہ تم سے اس طرح لڑیں گے جیسے تم سے پہلے کبھی کسی نے نہیں لڑا۔ اگر تم انہیں دیکھو تو ان کی بیعت کرو، خواہ تمہیں برف پر رینگنا پڑے کیونکہ وہ خدا کے خلیفہ اور مہدی ہیں۔"[647]

مصر کے ساتھی کا تذکرہ مشرق کے سیاہ پرچم اٹھانے والے کے طور پر کیا گیا ہے، اور یہ اس بات کو جاننے کی نشانیوں میں سے ایک ہے کہ وہ کون ہیں: "...وہ صبر کرنے والا، اولیاء کا صبر کرنے والا ہے۔ اور وہ سیاہ پرچم اٹھاتا ہے۔ خدا کی قسم جس نے بیج کو تقسیم کیا وہی مہدی کے لیے راہ ہموار کرنے والا ہے۔"[648]

---

[646] امام علی نے آخری زمانے کے بارے میں کیا کہا، السید علی عاشور، ص. ۳۳۰

[647] معجم احادیث امام المہدی علیہ السلام، الشیخ علی الکورانی، جلد ۲، ص۔ ۴۲۷

[648] امام علی نے آخری زمانے کے بارے میں کیا کہا، السید علی عاشور، ص. ۳۲۸

تفصیل

جہاں تک صاحب المصر کے جسمانی خصائص کا تعلق ہے تو ان کے بارے میں حضرت علی (منہ السلام) کی کتاب "امام علی نے آخری زمانے کے بارے مین کیا کہا" میں لکھا ہے: "وہ سرخ گالوں کے ساتھ، لمبے قد کا ہے، اس کی شکل اچھی ہے، اور اپنے دادا کا نام بدلتا ہے۔ اس کا دل خالص نیت کا ہے۔ اس کے بال سیدھے ہیں اور آنکھیں لوہے کی ہیں، اس کا خیال درست ہے، اس کی داڑھی سفید ہے، اس میں حسن اور نور ہے، اور اس کا اوپر والا نصف نیچے کے نصف سے بہتر ہے۔ وہ لوگوں کو معلوم ہے لیکن وہ چھپا ہوا ہے۔"[649]

اہل ایمان کو معلوم ہے کہ یہ تفصیل مصر کے صحابی عبداللہ پر لاگو ہوتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہے کہ میرا جسمانی نسب میرے روحانی نسب سے مختلف ہے۔ میں عبداللہ کرم ہاشم ہوں، لیکن میں عبداللہ ابن احمد ابن محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی ہوں۔ ایک دن امام احمد الحسن (منہ السلام) میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے ایک راز بتایا جو میں اپنے بارے میں نہیں جانتا تھا۔ امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم اپنا نام کہاں تک جانتے ہو؟"

میں نے کہا، "میں جانتا ہوں کہ میرا نام عبداللہ ابن کرم ابن سلیمان ابن ہاشم ابن سلیمان ہے۔ "

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تمہارے دادا کا ایک اور نام بھی ہے، اس میں بڑا راز ہے۔"

میں نے کہا، "میں اس سے آگے نہیں جانتا۔ "

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "جاؤ اور اپنے (جسمانی) والد سے پوچھو اور مجھے بتاؤ کہ وہ کیا کہتے ہیں۔" میں اپنے جسمانی والد کے پاس گیا اور ان سے پوچھا۔ پھر میں امام کے پاس واپس آیا اور ان سے کہا: "میرے والد نے مجھے اپنے دادا کا ایک اور نام بتایا۔ انہوں نے کہا میرا نام عبداللہ ابن کرم ابن سلیمان ابن ہاشم ابن سلیمان ابن الہادی (الحادي) ہے۔" امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، ایسا ہی ہے۔ الہادی (الحادي). کیا آپ جانتے ہیں کہ الحادی کا کیا مطلب ہے؟"

---

[649] امام علی نے آخری زمانے کے بارے میں کیا کہا، السید علی عاشور، ص. ۳۲۸

میں نے کہا: پہلا؟ "

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بالکل، عبداللہ الہادی (الحادي)، عبداللہ اوّل۔ تم اس سے متعلق دیگر امور بھی دریافت کر لو گے۔"

اور درحقیقت، بعد میں امام نے مجھے سمجھایا کہ ان کے سامنے وصیت میں میرا ذکر ہے: عبداللہ، احمد، المہدی۔ اس معاملے کو ہم نے پہلے اس ہی کتاب میں بیان کیا ہے۔ میں نے یہ بھی دریافت کیا کہ الہادی (الحادي) نام کے عربی زبان میں دوسرے معنی بھی ہیں، جیسے 'ایک،' 'لیڈر،' 'الدیباران ستارہ،' 'دو سیارے کا ستارہ (مریخ)،' اور 'اونٹ چلانے والا۔' ایک مشہور روایت میں ہے کہ امام علی (منہ السلام) نے فرمایا: "میں مصر میں ایک منبر بناؤں گا، اور دمشق کی اینٹوں کو تباہ کروں گا۔ اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا اور میں عربوں کی تمام سرزمینوں سے یہودیوں اور عیسائیوں کو نکال دوں گا اور میں اپنی اس لاٹھی سے عربوں کو بھگا دوں گا۔ ان سے پوچھا گیا: "یہ ایسا ہی ہے جیسے آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ بعد میں زندہ ہو جائیں گے، موت کے بعد؟"

امام (منہ السلام) نے جواب دیا: "اے عبایا ٹھہرو، تم نے اسے دوسرے طریقے سے لیا ہے، مجھ سے ایک آدمی کرے گا۔"[650]

اس روایت میں ہم واضح طور پر دیکھتے ہیں کہ امام علی (منہ السلام) یہ کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک آدمی جو مصر کا صحابی ہے، جو مصر میں منبر بناتا ہے اور دمشق میں سفیانی سے لڑتا ہے، عربوں کو اس طرح بھگائے گا جیسے اونٹنی اپنے اونٹوں کے ریوڑ کو ہانکتا ہے۔

[650] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، ج ۵۳، ص۔ ٦٠

مصر زمین کی ماں ہے

مصر زمین کی ماں ہے، ایک مشہور کہاوت جس سے تمام مصری واقف ہیں۔ بہت سے طریقوں سے یہ سچ ہے۔ مصر افریقہ میں ہے اور افریقہ کی قدیم ترین تہذیب مصری ہے۔ افریقہ کو تہذیب کا گہوارہ اور ماں سمجھا جاتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ عرب لوگ ہاجرہ (علیہا السلام) کے ذریعے ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد ہیں، جب کہ یہودی سارہ (علیہا السلام) کے ذریعہ ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد ہیں۔ ابراہیم عراقی تھے، جبکہ ہاجرہ مصری تھیں، اس لیے مصر تمام عربوں کی ماں ہے۔ سارہ عراقی تھیں اور اس لیے عراق تمام یہودیوں کی ماں ہے اور عراق تمام یہودیوں اور عربوں کا باپ ہے۔ مصر نہ صرف عربوں کی ماں تھی بلکہ مصر تمام مذاہب کی ماں تھی۔

مسلمان انجیل اور تورات کے خدا کو مانتے ہیں، عیسائی تورات کے خدا پر یقین کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس لیے مسلمان، عیسائی اور یہودی سب ایک ہی خدا اور مذہب کو بنیادی طور پر مانتے ہیں۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تورات اور تورات کے خدا کی تصدیق کی جب انہوں نے کہا: "تورات لاؤ۔" پھر لایا گیا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے نیچے سے تکیہ ہٹا لیا اور اس پر تورات رکھ دی اور فرمایا, "میں تجھ پر اور اس پر جس نے تجھے نازل کیا ہے ایمان لایا۔"[651]

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے تورات کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا: "یہ مت سمجھو کہ میں شریعت یا انبیاء کو ختم کرنے آیا ہوں۔ میں ختم کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔"[652]

تاہم، جو بمشکل معلوم ہے وہ یہ ہے کہ موسیٰ (علیہ السلام) نے قدیم مصری مذہب کی زیادہ تر تصدیق کی جو یہودیت سے پہلے آیا تھا۔

[651] تفسیر ابن کثیر، ابن کثیر، جلد ۲، ص۔ ٦١

[652] مقدس انجیل، متی کی کتاب، باب ۵، آیت ۱۷

تابوتِ سکینہ

تابوتِ سکینہ ایک ایسی چیز ہے جس کا ذکر تورات اور قرآن پاک میں ہے۔ اسے اس چیز کے طور پر بیان کیا گیا ہے جس میں خدا کی روح رہتی تھی اور جس سے اس نے بنی اسرائیل سے بات کی تھی۔ جب روح خدا نے موسیٰ (علیہ السلام) سے درخت سے کلام کیا تو انہوں نے بنی اسرائیل کے ساتھ کشتی میں قیام کیا اور سفر کیا۔ سکینہ سکون کا تابوت ہے۔ سکینہ عبرانی لفظ 'شکینہ' کے لیے بھی عربی ہے۔ صندوق کی تفصیل اور اس کی تعمیر کے بارے میں ہدایات اور اس کے اندر کیا رکھنا ہے موسیٰ کو دیا گیا تھا:

اب وہ ببول کی لکڑی کا ایک صندوق ڈھائی ہاتھ لمبا، ڈیڑھ ہاتھ چوڑا اور ڈیڑھ ہاتھ اونچا بنائیں۔ تُم اُسے خالص سونے سے مڑھنا، اندر اور باہر مڑھنا اور اُس کے چاروں طرف سونے کا ڈھانچہ بنانا۔ تُم اُس کے لیے سونے کے چار کڑے بھی ڈالنا اور اُن کو اُس کے چار پاؤں پر باندھنا۔ دو کڑے اُس کے ایک طرف اور دو کڑے اُس کی دوسری طرف۔ اور تُم ببول کی لکڑی کے ڈنڈے بنا کر اُن پر سونے سے مڑھنا۔ تم ان ڈنڈوں کو صندوق کے اطراف کے کڑوں میں ڈالنا تاکہ صندوق کو اپنے ساتھ لے جائیں۔ ڈنڈے صندوق کے حلقوں میں رہیں۔ وہ اس سے نہیں ہٹائے جائیں گے۔ تم وہ گواہی جو میں تمہیں دوں گا صندوق میں ڈالنا۔ اور تُم خالص سونے کا ایک کفارہ کا غلاف بنانا جو ڈھائی ہاتھ لمبا اور ڈیڑھ ہاتھ چوڑا ہو۔ تم سونے کے دو کروبی فرشتے بناؤ۔ کفارہ کے غلاف کے دونوں سروں پر ہتھوڑے سے کام کرو۔ ایک کروب کو ایک سرے پر اور ایک کروبی دوسرے سرے پر۔ تم کروبی فرشتوں کو ایک ٹکڑا بنانا اور اس کے دونوں سروں پر کفارہ کا احاطہ کرنا۔ اور کروبی فرشتے اپنے پروں کو اوپر کی طرف پھیلا کر اپنے پروں سے کفارہ کے غلاف کو ڈھانپیں گے اور ایک دوسرے کے سامنے ہوں گے۔ کروبی فرشتوں کے چہرے کفارہ کے غلاف کی طرف پھیرے جائیں۔ تب تم کفارہ کا غلاف صندوق کے اوپر رکھنا اور صندوق میں وہ گواہی رکھنا جو میں تمہیں دوں گا۔ وہاں میں تم سے ملوں گا۔ اور کفارہ کے غلاف کے اوپر سے، دونوں کروبی فرشتوں کے درمیان سے جو شہادت کے صندوق پر ہیں، میں تم سے ہر ایک حکم کے بارے میں بتاؤں گا جو میں تمہیں بنی اسرائیل کے لیے دوں گا۔[653]

[653] مقدس انجیل، خروج کی کتاب، باب ۲۵، آیات ۱۰-۲۲

انجیل کے مطابق، تابوت کے اندر تین چیزیں تھیں: "...تابوتِ سکینہ ہر طرف سونے سے ڈھکا ہوا تھا، جس میں ایک سنہری کلش تھا جس میں من تھا، اور ہارون کا عصا جس میں کلیاں تھیں، اور عہد نامے کی تختیاں تھیں۔"[654]

قرآن کریم اس بات کی تصدیق کرتا ہے: "اور ان کے نبی نے ان سے کہا: "بے شک اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آئے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے یقین (شکینہ) ہے اور موسیٰ اور ہارون کے اہل بیت کے مقدس آثار (بقیہ) ہوں گے فرشتوں کے ذریعے اٹھائے ہوئے۔"[655]

ہارون (علیہ السلام) کے اہل بیت نے جو مقدس آثار کشتی میں چھوڑے ہیں ان میں ان کا جوڑا ہوا عصا بھی شامل ہے اور موسیٰ (علیہ السلام) کے اہل بیت کے چھوڑے گئے مقدس آثار میں احکام کے ساتھ تختیاں (تورات) بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ، قرآن کریم اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ شکینہ یا خدا کا روح اب بھی کشتی میں رہتا ہے، روایات میں مذکور ہے کہ امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تابوتِ سکینہ کو واپس لائیں گے: "مہدی انطاکیہ کے غار سے تابوتِ سکینہ نکالتا ہے اور اس میں تورات ہے، جیسا کہ موسیٰ (علیہ السلام) پر نازل ہوئی تھی، اور انجیلیں ہیں جیسا کہ خدا نے اسے عیسیٰ (علیہ السلام) پر اتارا تھا، اور وہ تورات کے لوگوں پر تورات سے حکومت کرتے ہیں اور انجیل کے لوگوں پر ان کی انجیلوں سے حکومت کریں گے۔"[656]

ابا میکائیل (علیہ السلام) نے ایک بار اس غار کے بارے میں بیان کیا اور جو کچھ انہوں نے امام مہدی (علیہ السلام) اور امام احمد الحسن (منہ اسلام) سے اس کے بارے میں سنا تھا۔

---

[654] مقدس انجیل، عبرانیوں کی کتاب، باب ۹، آیت ۴

[655] قرآن مجید، سورہ ۲ (البقرہ)، آیت ۲۴۸

[656] الملاحم والفتان، السید ابن طاؤس، جلد ۱، ص۔ ۱۳۹

ابا میکائیل (علیہ السلام) نے فرمایا: "ترکی میں ایک غار ہے جس میں انبیاء و اولیاء کا تمام سامان موجود ہے۔ اس کی حفاظت خدا کی طرف سے ہے، اس میں ایسے عجائب اور راز ہیں جو بے شمار اور بے حساب ہیں اور اس میں ایسے راز ہیں کہ اگر وہ لوگوں کے سامنے آجائیں تو بہت سی چیزوں کی سمجھ کو بدل کر رکھ دے گا۔ اس میں ٹرمینل بیماریوں کا علاج ہے، تمام بیماریاں، وہ بیماریاں جو دریافت ہو چکی ہیں اور بیماریاں جو ابھی تک دریافت نہیں ہوئی ہیں۔ یہ حضرت لقمان (علیہ الصلوۃ والسلام) کا غار ہے اور اس میں بہت سی ایجادات اور بہت سے علوم ہیں جن میں سے کچھ انسان اس دور میں پہنچ چکے ہیں اور کچھ جو ابھی تک دریافت نہیں ہو سکے ہیں۔ ان رازوں کو امام مہدی محمد ابن الحسن (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ذریعہ سامنے لایا جائے گا اور غار میں جدید ٹیکنالوجیز ہیں جن تک آج کے انسان کبھی نہیں پہنچ سکیں گے جب تک کہ امام مہدی (علیہ السلام) ان کو سامنے نہ لائیں، جیسے ٹھوس چیزیں پانی جیسے مائعات سے بنانا۔

یہاں تک کہ پانی سے بنا ایک مہلک ہتھیار بھی موجود ہے۔ دھول سے سونا اور مہنگی دھاتیں کیسے تیار کی جائیں۔ پانی سب سے طاقتور شے ہے۔"

میں نے کہا، "یہ کیمیا کے راز ہیں۔"[657]

ابا مائیکل (علیہ السلام) نے کہا، "کیمیا، کیمسٹری اور فزکس، اور غیر دریافت شدہ علوم جو مغرب اور پوری دنیا کو حیران کر دیں گے۔ بہت سے، بہت سے راز اور پوشیدہ معاملات ہیں۔"

تمام صورتوں میں، عہد کے صندوق یا تابوت سکینہ کی تفصیل ایک ایسی چیز سے مشابہت رکھتی تھی جو قدیم مصری دنیا اور مذہب میں مشہور تھی۔ وہ آئٹم انوبیس کے مزار میں تھا جو یوسف (علیہ السلام) کے زمانے میں بادشاہ، اخناتین کے بیٹے توتنخمون کے مقبرے میں پائی گئی تھی۔

ذیل میں تابوتِ سکینہ اور انوبس کے مزار کے درمیان مماثلت کا موازنہ کرنے والی تصاویر دی گئی ہیں (تصویر ۱)۔

[657] الکیمیا قرون وسطی کے دور سے کیمسٹری کا پیش خیمہ ہے اور مادے کی تبدیلی پر مبنی ہے۔ یہ بنیادی دھاتوں کو سونے میں تبدیل کرنے یا عالمگیر امرت تلاش کرنے کی سائنس تھی (ماخذ: آکسفورڈ ڈکشنری آف فریز اینڈ فیبل)۔

تصویر ۱: انوبس کا مزار اور تابوتِ سکینہ

صندوق کے اوپر پھیلے اپنے پروں کے ساتھ کروبی بھی قدیم مصر کے تھے۔ بادشاہ توتنخامون کے سرکوفگس پر، ہم کونوں کے چاروں طرف پروں والے کروبیم کی تصویر دیکھ سکتے ہیں، جو اس کی حفاظت کر رہے ہیں (تصویر ۲)۔ بالکل واضح طور پر، تابوتِ سکینہ کی خصوصیات اور ڈیزائن قدیم مصر میں موسیٰ (علیہ السلام) سے پہلے ہی ایک طویل عرصے تک استعمال ہو رہا تھا۔ اس کا مطلب صرف دو چیزوں میں سے ایک ہو سکتا ہے، یا تو موسیٰ (علیہ السلام) قدیم مصری مذہب اور ثقافت سے چوری کر رہے تھے، یا موسیٰ (علیہ السلام) کا خدا وہی خدا تھا جس نے قدیم مصریوں کو ان کا علم اور مذہب اس کے فرعون اور بے عمل علماء کے ہاتھوں کرپٹ ہونے سے پہلے دیا تھا۔

تصویر ۲: کروبی کے پر

قدیم مصر میں کروبیم کی دوسری تصویریں اسفینکس کی شکل میں تھیں، میسوپوٹیمیا میں یہ لاماسو تھا۔ اس امکان کے بارے میں بہت سارے مطالعات لکھے گئے ہیں کہ تابوتِ سکینہ کے اوپری حصے میں کروبیم پروں والے انسانوں کی بجائے پروں والے اسفینکس تھے۔ جو نکتہ ہم بنا رہے ہیں وہ یہ ہے کہ تابوتِ سکینہ سب سے زیادہ واضح طور پر ایک قدیم مصری نمونہ تھا۔ انسانی سروں والی پروں والی مخلوقات قدیم زمانے میں پوری دنیا میں بہت سی ثقافتوں میں پائی جا سکتی ہیں، جن میں قدیم مصر، یونان، بابل، فینیشیا اور فارس (تصویر ۳) شامل ہیں۔ انجیل میں، کروبیم کے انسانوں جانوروں کے ہائبرڈ ہونے کی بہت سی تصویریں موجود ہیں، سب سے نمایاں طور پر مکاشفہ کی کتاب، یسعیاہ، اور حزقیل کے رویا میں: "اور ہر ایک کے چار چہرے تھے: پہلا چہرہ ایک کروبی کا چہرہ تھا، اور دوسرا چہرہ آدمی کا، تیسرا شیر کا چہرہ، اور چوتھا عقاب کا۔ اور کروبی فرشتوں کو اٹھا لیا گیا۔ یہ وہ جاندار ہے جسے میں نے دریائے چبر کے کنارے دیکھا تھا۔"[658]

تصویر ۳: کروبیوں کی قدیم تصویریں

[658] مقدس انجیل، حزقیل کی کتاب، باب ۱۰، آیات ۱۴-۱۵

کروبی

میں نے کہا، "میرے والد، کیا آپ مجھے اس عظیم راز کے بارے میں بتا سکتے ہیں؟"
امام (منہ السلام) نے فرمایا: "خاص طور پر کون سا راز ہے کیونکہ راز بہت سے ہیں؟" میں نے کہا، "قدیم سومیری اور مصری تہذیبوں میں خاص طور پر، بلکہ کرہ ارض کی تقریباً ہر دوسری تہذیب میں بھی آپ کو آدھے انسانی آدھے جانوروں کے ہائبرڈ، یا ہائبرڈ جانوروں کا معاملہ ملتا ہے جو کہ کئی طرح کے جانوروں سے بنے ہوتے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ماورائے زمین ان دنوں زمین پر ایسے تجربات کر رہے تھے جیسے آج ہم چوہوں اور دوسرے جانوروں پر کانوں یا جسم کے دیگر حصوں کے بڑھتے ہیں؟ کیا یہ مخلوق واقعی موجود تھی یا یہ سب افسانے ہیں یا کیا؟" پھر میں نے امام کو عجائب گھروں کی تصاویر کا ایک مجموعہ دکھایا جس میں ان ہائبرڈ مخلوقات کو دکھایا گیا جن کے بارے میں میں بات کر رہا تھا۔ قدیم مصر کی اسفینکس جیسی مخلوق یا قدیم میسوپوٹیمیا سے لاماسو (تصویر ۴)۔

تصویر ۴: اسفنکس اور لاماسو کی تصاویر

امام (منہ السلام) نے فرمایا: میرے بیٹے، وہ تمام مخلوقات مختلف سیاروں سے زمین کی سیر کے لیے آتی تھیں۔" میں نے کہا، "خدا عظیم ہے ! لاماسو کے بارے میں کیا خیال ہے، کیا لاماسو ہی براق (وہ جانور جو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو رات کے سفر پر لے گیا تھا) ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں، اسے اتویر کہتے ہیں۔ "

میں نے کہا, "اتویر؟" امام (منہ السلام) نے فرمایا: "وہ ھولفا نامی سیارے سے آئے ہیں۔ یہ بہت پرامن نسل ہیں اور نیم ذہین ہیں۔ "

میں نے کہا، "تو وہ آدھے جانور تھے اور آدھے انسان؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔" میں نے کہا، "اور عامید (۱۲۴،۰۰۰ پیغمبروں میں سے ایک جن کی شکل میں اسفنکس کی شکل بنائی گئی ہے) کے بارے میں کیا حقیقت ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا، "عامید کو امن کی علامت کے طور پر اس طرح بنایا گیا تھا کہ وہ اس زمانے میں یہ مانتے تھے کہ یہ مخلوق فرشتے ہیں اور عامید سے محبت کی وجہ سے انہوں نے اس میں عامید کی تصویر کشی کی، اس تصویر اور اس ڈیزائن میں." میں نے کہا،" واہ ! تو کیا قدیم مصر میں یہ مخلوقات آتی جاتی تھیں؟ اور سب کی اصل قدیم مصری دیوتا جیسے انوبیس اور طہوتہ کیا یہ اس لیے ایسا تھا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں بیٹا، دریائے نیل کے نیچے پرانے قاہرہ کے وسط میں ایک مجسمہ ہے جو عامید (علیہ السلام) سے مشابہ ہے۔ یہ پانی کے نیچے اور دریا کے نیچے ہے۔ یہ اسفنکس سے سائز میں چھوٹا ہے، وہ اسے ایک دن تلاش کر لیں گے، شاید اب زیادہ دور نہیں۔"

میں نے کہا، "تو کیا وہ اسے کھولنے سے پہلے تلاش کر لیں گے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔ جب آپ اس خبر کو سنیں تو میری اس بات کو یاد رکھنا۔ وہ جلد ہی مصر میں نئی قبریں اور نئے آثار بھی دریافت کریں گے۔"

میں نے کہا، "ڈاکٹر صلاح الخولی ایک سوال پوچھ رہے ہیں۔"

امام نے جواب دیا، "ڈاکٹر صلاح نے کیا پوچھا؟" میں نے کہا، "ڈاکٹر صلاح آسیہ اور فرعون کے بارے میں پوچھ رہے ہیں، کیا وہ رمسیس ثانی کی بیوی نفرتاری ہیں یا کون ہیں؟ وہ سمجھتے تھے کہ وہ احمس کی بیوی نفرتاری ہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا:" ہاں، وہ ہیں۔"

میں نے کہا، "رمسیس ثانی کی بیوی؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔"

میں نے کہا، "تو رمسیس ثانی فرعون ہے، خدا اس پر لعنت کرے؟" امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔"

قدس القداس

تورات میں، خدا موسیٰ (علیہ السلام) کو خیمہ تعمیر کرنے کے بارے میں ہدایات دیتا ہے، جو عبادت کا گھر ہے جسے بنی اسرائیل نے کنعان کی فتح تک بیابان میں قائم کیا اور استعمال کیا۔

یہ ایک صحن پر مشتمل تھا جس میں ایک داخلی راستہ تھا، استقبالیہ جگہ یا بیرونی حرم اور پھر مقدس کمرہ جہاں تابوتِ سکینہ کو ایک بڑے پردے کے پیچھے رکھا جاتا تھا: "اور تم پردے کو ہتھکڑیوں کے نیچے رکھو اور تم وہاں تابوتِ سکینہ کو پردے کے اندر لے آؤ گے اور پردہ تمہارے لیے قدس الاقداس کے درمیان الگ ہو جائے گا۔"[659]

کنعان کی فتح کے بعد، داؤد (علیہ السلام) کو خدا کی طرف سے ہدایات دی گئیں کہ وہ اپنے بیٹے سلیمان (علیہ السلام) کو تابوتِ سکینہ کے لئے ایک مستقل ہیکل اور گھر بنانے کے لئے دیں۔ ڈیزائن خیمہ کی ترتیب کی ایک نقل تھا. عجیب بات یہ ہے کہ خیمے اور ہیکل کا ڈیزائن دونوں قدیم مصری مندروں کی تقریباً عین نقل تھے۔

قدیم مصری مندروں میں، ایک داخلی دروازے کے ساتھ ایک صحن ہوا کرتا تھا، اور پھر ایک مقدس خیمہ یا علاقہ ہوتا تھا جہاں اس کے پیچھے ایک چھوٹا سا کمرہ ہوتا تھا جسے قدس الاقداس کہا جاتا تھا۔ قدس الاقداس ایک ایسا علاقہ تھا جس میں صرف پجاری ہی داخل ہو سکتے تھے اور اس کے اندر خدا کا مجسمہ رکھا جاتا تھا جس کے لیے مندر وقف تھا۔ یہاں حورس کے مندر میں مقدس کمرے کی ایک تصویر ہے (تصویر ۵)۔ بالکل واضح طور پر آپ حورس کے صندوق کو دیکھ سکتے ہیں۔

[659] مقدس انجیل، خروج کی کتاب، باب ۲۶، آیت ۳۳

تصویر ۵: حورس کے مندر میں قدس الاقداس اور قدیم مصری مندروں اور خیمہ کے ایک جیسے ڈیزائن کی عکاسی

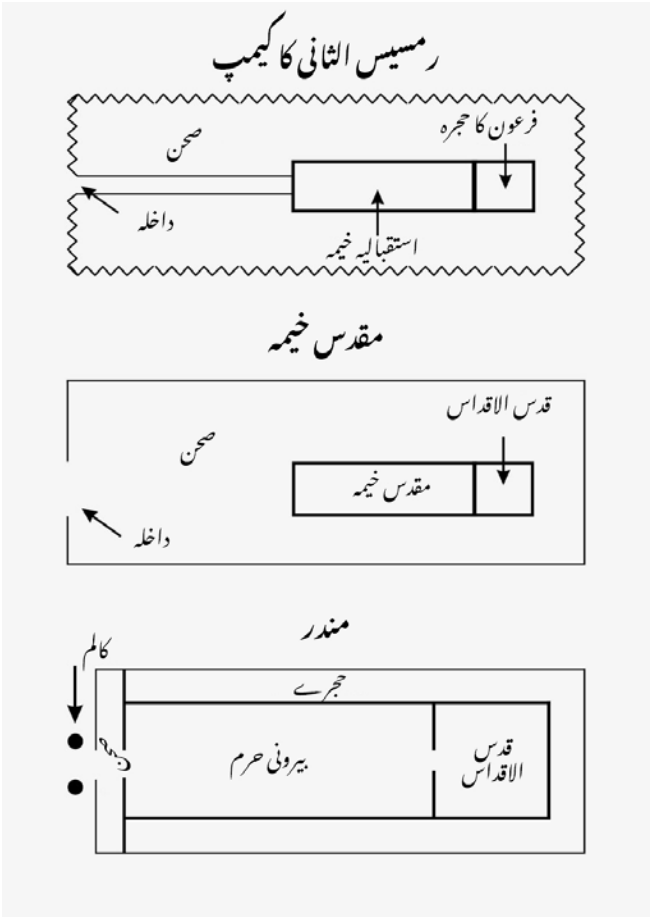

کیوں بنی اسرائیل کا خدا موسیٰ (علیہ السلام) اور داؤد (علیہ السلام) کو اسی طرح مندر تعمیر کرنے کا حکم دے گا جس طرح موسیٰ (علیہ السلام) کے دشمن رمسیس دوم نے اپنے کیمپ بنائے تھے یا بالکل اسی طرح مصری خداؤں کے مندر بنائے تھے؟ اس کی وضاحت صرف اس صورت میں کی جا سکتی ہے یا تو یہودیت ایک جھوٹا مذہب ہے اور قدیم مصری مذہب کی نقل ہے، یا پھر قدیم مصری مذہب کی اصل جڑ بنی اسرائیل کا خدا تھا۔ ہم واضح طور پر دیکھ سکتے ہیں کہ قدیم مصر کا یہودیت اور اس کے بعد عیسائیت اور اسلام پر بہت زیادہ اثر پڑا۔

سنہری بچھڑا

جب موسیٰ (علیہ السلام) چالیس دن اور چالیس راتوں تک خدا سے ملاقات کے لئے اپنی قوم سے دور گئے تو بنی اسرائیل کو سامری نے گمراہ کیا جس نے ایک سنہری بچھڑا بنایا اور بنی اسرائیل کو اس کو خدا منوا کر اس کی عبادت کرنے پر مجبور کیا۔ لیکن خاص طور پر سنہری بچھڑا کیوں؟ وہ کس کی عبادت کرتے تھے؟ بنی اسرائیل رمسیس ثانی کے زمانے میں مصر سے نکلے۔ یہ رمسیس ثانی کے دور میں تھا کہ اپیس بیل کی پوجا اپنے عروج پر تھی، اور یہ رمسیس ثانی ہی تھا جس نے سقارہ کے سیراپیوم میں اپیس کی تدفین کا آغاز کیا (تصویر ٦)

تصویر ٦: قدیم مصری اپیس بیل کی تقریب کی عکاسی

سیراپیوم ان بیلوں کے لیے دفن کرنے والے چیمبروں کا ایک بہت بڑا زیر زمین کمپلیکس تھا جسے وہ مقدس سمجھتے تھے۔ وہ بیلوں کو مقدس سمجھتے تھے کیونکہ بیل اوسیرس کی نمائندگی کرتے تھے، اور وہ مخصوص علامات کے ساتھ بیلوں کی تلاش کرتے تھے اور انہیں زمین پر اوسیرس کا مظہر سمجھتے تھے اور سوچتے تھے کہ وہ اوسیرس کی طاقتوں سے جڑے ہوئے ہیں۔ فرعون اکثر قربانی کے بیلوں کا گوشت کھاتا تھا، اس یقین کے ساتھ کہ اگر کوئی یہ گوشت کھالے گا تو اسے اوسیرس کے اختیارات حاصل ہوں گے۔

بالکل واضح طور پر، بنی اسرائیل ابھی تک قدیم مصر کے دیوتاؤں اور قدیم مصری مذہب کے طریقوں اور رسم و رواج سے متاثر تھے اور یہی وجہ ہے کہ جب موسیٰ (علیہ السلام) نے انہیں چھوڑ دیا تو وہ رمسیس ثانی کے مذہب میں واپس چلے گئے۔ لیکن وہ اپنے دشمن اور ظالم کے خدا کی عبادت کیوں کریں گے؟ جب افریقی غلاموں کو امریکہ لایا گیا تو ان میں سے زیادہ تر افریقی روح کی پرستش کرنے والے مذاہب جیسے یوروبا، میکومبا یا ووڈن کے پیروکار تھے۔

وہ افریقی مذاہب کے روح لوا اور اوریشا کی عبادت کرتے تھے۔ جب افریقیوں کو غلام بنا کر امریکہ لایا گیا تو غلاموں کے مالکان نے انہیں اپنے عقائد پر عمل کرنے سے منع کر دیا اور انہیں عیسائیت قبول کرنے پر مجبور کیا گیا، ورنہ انہیں تشدد کا نشانہ بنایا جاتا یا مار دیا جاتا۔ اپنے مذاہب پر عمل جاری رکھنے کے لیے وہ عیسائی شخصیات اور سنتوں کو اپنے مذاہب کے مختلف اوریشا اور لوا سے جوڑ کر اپنا عقیدہ چھپاتے تھے۔ ظاہر میں، وہ ایک عیسائی شخصیت سے دعا کر رہے تھے لیکن حقیقت میں وہ اوریشا یا لوا میں سے کسی ایک کی پوجا کر رہے تھے۔ مثال کے طور پر، انہوں نے شمعون پطرس (علیہ السلام) کو طاقت کے ساتھ تعلق کی وجہ سے اوگن کے ساتھ جوڑ دیا، کیونکہ شمعون پطرس بھی طاقت سے وابستہ تھے اور عیسیٰ (علیہ السلام) نے انہیں چٹان کہا تھا۔ انہوں نے یمایا کو حضرت مریم (سلام اللہ علیہا) کے ساتھ جوڑ دیا اور بابلو آئے کا تعلق لازارس سے تھا، چند ناموں کا مثال۔

اس طرح، جب عبرانیوں کو مصر میں غلام بنایا گیا تھا، انہیں اپنے آباؤ اجداد ابراہیم، اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) کے مذہب پر عمل کرنے سے منع کیا گیا تھا، اور انہیں اپنے خدا اور اپنے انبیاء کو قدیم مصری مذہب کے گرووں اور دیوتاؤں کے ساتھ جوڑنا پڑا تھا۔

قدیم مصری مذہب کی اصل جڑ خدا اور اس کے انبیاء تھے، جیسا کہ اوسیرس جو حنوک تھے، لیکن اس مذہب میں کرپشن شامل ہوگیا جیسا کہ وہ وقت کے ساتھ ساتھ تمام الہامی مذاہب کے ساتھ ہوا ہے۔ بنی اسرائیل ان خرابیوں سے متاثر ہوئے اور موسیٰ کی غیر موجودگی کے دوران، وہ قدیم مصری عبادات میں سے کچھ کی طرف واپس چلے گئے۔

اوسیرس کا افسانہ

اوسیرس کی کہانی یہ ہے کہ خدا اوسیرس کو مصر کا بادشاہ مقرر کرتا ہے۔ وہ الہی طور پر مقرر ہوتے ہیں اور چنے جاتے ہیں۔ ان کا سیت نام کا ایک بھائی ہوتا ہے جو حسد کرتا ہے اور خود کو مصر پر حکومت کرنے کے زیادہ لائق سمجھتا ہے۔ اوسیرس کو ان کے بھائی سیت نے قتل کر دیا اور ان کی لاش کو کاٹ کر پانی میں پھینک دیا۔ اس لیے مصریوں کا خیال تھا کہ جو لوگ دریائے نیل میں ڈوب جاتے وہ مقدس ہوتے۔ آئسیس بالآخر اوسیرس کی لاش کو ڈھونڈتی ہیں اور بحال کرتی ہیں اور اوسیرس موت سے واپس آتے ہیں اور آئسیس کے ساتھ ایک نجات دہندہ بچے کو پیدا کرتے ہیں، حورس. یہ کہانی بنی اسرائیل کے لیے ان کے بزرگ حضرت یوسف (علیہ السلام) کی کہانی میں متوازی تھی۔ یوسف (علیہ السلام) بنی اسرائیل کے لیے ان کے جد امجد اور مصر کے سابق حکمران تھے، جنہیں وہ خدا کی طرف سے مصر پر حکومت کرنے کے لیے مقرر کیے گئے تھے۔ وہ ان کی تعظیم کرتے تھے۔ یہودیوں کی روایات میں لکھا ہے:

"جب بنی اسرائیل مصر سے نکلنے کے لیے تیار ہوئے تو وہ مال غنیمت لینے میں مصروف تھے اور موسیٰ ہی تھے جو یوسف کی ہڈیوں کے لیے پریشان تھے۔ انہوں نے ان کی تابوت کو پورے مصر میں تلاش کیا لیکن اسے تلاش نہ کر سکے۔ سیرہ اُس نسل میں سے واحد تھیں جو ابھی تک زندہ تھیں۔ موسیٰ ان کے پاس گئے اور پوچھا: "کیا آپ جانتی ہیں کہ یوسف کہاں دفن ہیں؟" انہوں نے جواب دیا: "انہوں نے اسے یہاں رکھا۔ مصریوں نے ان کے لیے ایک دھات کا تابوت بنایا اور انہیں دریائے نیل میں ڈبو دیا تاکہ اس کے پانی میں برکت ہو۔"

موسیٰ پھر دریائے نیل کے پاس گئے، کنارے پر کھڑے ہوئے اور چلّائے: "یوسف، یوسف، اس قسم کا وقت آگیا ہے جس کی خدا نے ہمارے باپ ابراہیم سے قسم کھائی تھی، کہ وہ ان کی اولاد کو چھڑائے گا۔ خُداوند اسرائیل کے خُدا کی تعظیم کرو اور اپنے فدیہ میں تاخیر نہ کرو، کیونکہ ہم تیرے سبب سے دیر کر رہے ہیں۔ اپنے آپ کو دکھاؤ تو اچھا ہو جائے گا۔ اور اگر نہیں تو ہم آپ کی قسم سے معصوم ہیں [اگر آپ اپنا تابوت نہیں اٹھائیں گے تو ہم مصر سے نکل کر آپ کو یہیں چھوڑ دیں گے]۔ یوسف کا تابوت فوراً سطح پر آگیا اور موسیٰ نے انہیں لے لیا۔"[660]

دوسری روایتوں میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ یوسف (علیہ السلام) کی لاش کو دریائے نیل میں ڈالنے کی اصل وجہ بنی اسرائیل کو غلام بنائے رکھنا تھا: "وہ موسیٰ (علیہ السلام) کو دریائے نیل کے ایک خاص مقام پر لے گئیں اور ان سے کہا:" اس جگہ، فرعون کے جادوگروں نے ایک سیسہ کا تابوت بنایا جس کا وزن پانچ سو ٹیلنٹ تھا" ۲۸،۰۰۰ پاؤنڈ " اور اسے دریا میں ڈال دیا۔ کیونکہ اُنہوں نے فرعون سے کہا تھا کہ اگر تم یہ یقینی بنانا چاہتے ہو کہ یہ لوگ تمہاری سرزمین سے کبھی نہیں نکل سکتے، جب تک یوسف کی ہڈیاں نہ ملیں، وہ وہاں سے نہیں جا سکتے۔[661]

فرعون اور جادوگر جانتے تھے کہ یوسف کے خدا نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ ان کی ہڈیاں مصر سے نکالی جائیں گی، جیسا کہ وہ بنی اسرائیل سے نجات دہندہ کی پیشین گوئیوں کے بارے میں جانتے تھے۔ "اور موسیٰ یوسف کی ہڈیاں اپنے ساتھ لے گئے، کیونکہ یوسف نے بنی اسرائیل سے قسم کھائی تھی کہ اللہ تمہیں ضرور یاد رکھے گا، اور تم میری ہڈیاں اس جگہ سے اپنے ساتھ اٹھاؤ گے۔"[662]

بنی اسرائیل کے لیے حضرت یوسف (علیہ السلام) کے جسم کی کہانی وہی تھی جو اوسیرس کی کہانی تھی۔ ایک خدائی مقرر کردہ بادشاہ جس کا تخت اس کے شریر بھائی فرعون نے چھین لیا تھا اور جس کی لاش کو پانی میں پھینک دیا گیا تھا۔ حضرت یوسف (علیہ السلام) کے جسم کو دوبارہ زندہ کرنے کا مطلب تھا نجات دہندہ موسیٰ (علیہ السلام) کا ظہور، جس طرح اوسیرس کے جسم

---

[660] Mekhilta de-Rabbi Yishmael, Masekhta Vaye h i Beshalah, Peti h tah; Babylonian Talmud Sotah 13a

[661] Rabbi Abe Friedman, The Sea Saw, Pesah Yizkor 5777 , 18 April 2017 https://bzbi.org/the-sea-saw/

[662] مقدس انجیل، خروج کی کتاب، باب ۱۳، آیت ۱۹

کے دوبارہ سر اٹھانے کا مطلب نجات دہندہ حورس کا ظاہر ہونا تھا۔ اس کے بعد بنی اسرائیل نے تابوتِ سکینہ اور تابوتِ یوسف دونوں کے ساتھ سفر کیا جس میں یوسف (علیہ السلام) کی لاش تھی:

"یوسف کا تابوت (آرون) کشتی کے آگے بڑھا۔ اور دنیا کے لوگوں نے اسے دیکھا اور کہا کہ اس صندوق کی نوعیت کیا ہے جو توریت کے صندوق کے آگے چل رہی ہے؟ تب اسرائیل نے کہا، "یہ ایک مردہ آدمی کا تابوت ہے جو تورات کے صندوق کے آگے بڑھ رہا ہے، کیونکہ اس نے توریت کے دیے جانے سے پہلے جو کچھ اس [تورات] میں لکھا تھا، اسے پورا کیا۔ اور اس لیے وہ اس کے ساتھ آگے بڑھنے کا اہل تھا۔ پاک ذات، بابرکت ہے، اس نے یوسف سے کہا، "یوسف، اگرچہ میں نے تمہیں اس دنیا میں تھوڑا سا انعام دیا ہے، لیکن اصل انعام آنے والی دنیا میں تمہارے لیے باقی ہے، جب اسرائیل کو ہمیشہ کے لیے چھٹکارا دیا جائے گا۔ یعقوب کی قابلیت اور آپ کی قابلیت کے ذریعے، وہ چھڑائے جائیں گے، جیسا کہ کہا گیا ہے (زبور ۱۵:۷۷ میں)، 'آپ نے اپنے زبردست بازو سے اپنے لوگوں، یعقوب اور یوسف کے بچوں کو چھڑایا۔ سیلہ۔''[663]

یہی قصہ اہل بیت کی روایات (منہم السلام) میں بھی مذکور ہے جن میں بنی اسرائیل کے بزرگوں کا ذکر ہے۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

"کیا تم بنی اسرائیل کے بوڑھوں کی طرح ناکام ہو گئے؟" انہوں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ، اور بنی اسرائیل کے بزرگ کون ہیں؟" آپ نے فرمایا: "بے شک جب موسیٰ بنی اسرائیل کو مصر سے نکال رہے تھے تو وہ گم ہو گئے۔ انہوں نے بنی اسرائیل سے کہا: "وہ کیا ہے؟" تو بنی اسرائیل کے علماء نے ان سے کہا: "بے شک جب یوسف (علیہ السلام) کو موت آئی تو انہوں نے ہم سے خدا کی قسم کھائی کہ ہم

[663] Midrash Tanchuma, Naso 30, Verse 1

جب تک ان کی ہڈیاں اپنے ساتھ نہ لے جائیں مصر نہ چھوڑیں"۔ موسیٰ نے کہا: "ان کی قبر کی جگہ کون جانتا ہے؟" انہوں نے کہا: "بنی اسرائیل کی ایک بوڑھی خاتون۔" چنانچہ انہوں نے انہیں بلوایا اور وہ آئیں۔ انہوں نے کہا: "مجھے یوسف کی قبر دکھایئے۔" انہوں نے کہا: "جب تک آپ مجھے میرا فیصلہ نہ دے دیں۔" انہوں نے کہا: "آپ کا کیا فیصلہ ہے؟" انہوں نے کہا: "کہ میں آپ کے ساتھ جنت میں جاؤں۔" موسیٰ (علیہ السلام) نے انہیں یہ دینا ناپسند کیا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ کہتے ہوئے الہام کیا: "انہیں ان کا فیصلہ دو۔" چنانچہ وہ ان کے ساتھ دریا کی طرف چلی گئیں اور انہوں نے کہا: "پانی کو صاف کر دو" تو انہوں نے اسے صاف کیا اور انہوں نے کہا: "کھدو" اور انہوں نے کھود کر یوسف کی ہڈیاں نکالیں اور جب وہ زمین سے باہر نکلے تو زمین اچانک دن کی روشنی کی طرح روشن ہو گئی۔[664]

بنی اسرائیل کی اس بزرگ عورت کا نام سارح تھا جو حضرت یوسف (علیہ السلام) کے بھائی اشیر کی بیٹی تھیں۔ وہ یوسف کی بھانجی تھیں اور وہ موسیٰ (علیہ السلام) کے زمانے میں زندہ تھیں۔ جہاں تک یوسف کو لے جانے والے تابوت کا تعلق ہے، اسے عہد کے صندوق کے سامنے لے جایا گیا، اور انہوں نے بنی اسرائیل کے لیے راستہ روشن کیا۔

یوسف (علیہ السلام) مطمئن ہیں اور وہ عبداللہ ہیں اور وہ فرشتہ ہیں جن کا یہاں ذکر کیا گیا ہے جن کے نام پر اللہ تعالیٰ کا نام ہے: "دیکھو، میں تمہارے آگے ایک فرشتہ بھیج رہا ہوں جو راستے میں تمہاری حفاظت کرے اور تمہیں جنت تک پہنچائے۔ جگہ میں نے تیار کی ہے۔ اس پر دھیان دو اور سنو جو وہ کہتا ہے۔ اس کے خلاف بغاوت نہ کرو۔ وہ تمہاری سرکشی کو معاف نہیں کرے گا کیونکہ میرا نام اس میں ہے۔"[665]

---

[664] المستدرک، الحکیم النیشاپوری، ج ۲، صفحہ ۴۰۴-۴۰۵

[665] مقدس انجیل، خروج کی کتاب، باب ۲۳، آیات ۲۰-۲۱

"بنی اسرائیل کے سفر میں عبداللہ اور احمد (منہم السلام)، جو موسیٰ (علیہ السلام) سے بات کرتے تھے، پہلے مہدی اور یمانی (دائیں ہاتھ) تھے: "اور ہم نے اسے دائیں طرف سے پکارا۔ پہاڑ (سینائی) کے، اور اسے صوفیانہ (بات چیت) کے لیے اپنے قریب کر دیا۔"[666]

"لیکن جب وہ آگ کے پاس آئے تو وادی کے دائیں کنارے سے، مقدس زمین میں ایک درخت سے ایک پکار سنائی دی: "اے موسیٰ، بے شک میں اللہ ہوں، تمام مخلوقات کا رب۔"[667]

انجیل میں، خروج کی کتاب میں لکھا ہے کہ خدا نے جلتی ہوئی جھاڑی سے موسیٰ (علیہ السلام) سے فرشتے کے ذریعے بات کی:

"اب موسیٰ اپنے سسر، مدیان کے پجاری یتھرو کے ریوڑ کی دیکھ بھال کر رہے تھے، اور وہ ریوڑ کو بیابان کے دور کی طرف لے گیا اور خدا کے پہاڑ حورب تک پہنچا۔

وہاں خُداوند کا فرشتہ ایک جھاڑی کے اندر سے آگ کے شعلوں میں اُس پر ظاہر ہوا۔ موسیٰ نے دیکھا کہ جھاڑی میں آگ لگنے کے باوجود وہ نہیں جلی۔"[668]

اور جس نے موسیٰ (علیہ السلام) سے پہاڑ پر کلام کیا وہ احمد الحسن ہیں (منہ السلام)۔ اہل بیت کی روایات (منہم السلام) میں قائم کے زمانے میں اس شخص کے آنے کی پیشین گوئی کی گئی ہے جس نے موسیٰ (علیہ السلام) سے بات کی تھی۔ امیر المومنین (منہ السلام) قائم کے قیام سے پہلے کے واقعات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: "پھر اس شخص کے ظہور کی توقع کریں جس نے کوہ سینا کے درخت سے موسیٰ سے بات کی تھی۔"[669]

جیسا کہ اس زمانے میں احمد (منہ السلام)، یمانی، وہ شخص جس نے موسیٰ سے درخت سے کلام کیا، وہ خدا کے برگزیدہ لوگوں کے ساتھ ہیں، جنہوں نے ساتویں عہد کو قبول کیا اور وہ اپنے فرشتے عبداللہ کو اپنے آگے بھیجتے ہیں، ان کی قیادت کرنے کے لئے۔

---

[666] قرآن مجید، سورہ ۱۹، (مریم)، آیت ۵۲

[667] قرآن مجید، سورہ ۲۸، (القصص)، آیت ۳۰

[668] مقدس انجیل، خروج کی کتاب، باب ۳، آیات ۲۱

[669] معجم احادیث امام المہدی علیہ السلام، الشیخ علی الکورانی، جلد ۳، ص۔ ۲۶

اب یہ واضح ہو گیا ہے کہ یوسف کی تابوت عہد کے صندوق سے پہلے چلتی تھی، جس طرح مقدس وصیت میں "احمد" کے نام سے پہلے "عبداللہ" کا نام آیا تھا۔ جیسا کہ بنی اسرائیل، اس زمانے میں خدا کے برگزیدہ لوگ تھے، ان کے پاس یوسف کا جسم تھا اور وہ آواز جو موسیٰ سے روح کی شکل میں بات کرتی تھی، انصار، اس زمانے میں خدا کے چنے ہوئے لوگ، ان کے ساتھ زندہ یوسف، عبداللہ اور وہ آواز ہے جس نے موسیٰ سے بات کی، جسمانی طور پر، احمد۔

قدیم مصر میں عقیدہ اور توحید کے پہلو
از ڈاکٹر محمد صلاح الخولی[670]

ایک خالق، اس کی خدائی اور اس کی وحدانیت پر یقین کا اظہار قدیم مصریوں میں واضح ہے۔ ان کے بہت سے مذہبی تصورات تخلیق کی ابتدا کے بارے میں ان کے خیالات کو ظاہر کرتے ہیں۔

انسان کی تخلیق، قیامت، جزا اور سزا پر ان کا عقیدہ، اور آخر میں اخلاق و آداب کے حوالے سے ادبی روایت میں جو کچھ چھوڑا ہے، جو لوگوں کے طرز عمل اور ان کے اعمال اور اپنے خالق کے ساتھ ان کے تعلق کو کنٹرول کرتی ہے۔

وہ ماحول جس میں وہ رہتے ہیں، اور اپنے باقی ساتھی انسانوں کے ساتھ، چاہے ان کے قریبی حلقوں میں، یعنی خاندان کے درمیان، یا بڑے حلقوں میں، یعنی بڑے پیمانے پر معاشرے میں۔ یہ قوانین، تعلیمات اور اخلاقی تعلیم کا ایک مکمل نظام ہے، جو دوسرے مقدس صحیفوں میں ظاہر ہونے والی چیزوں سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے ہیں، اور یہ اس سے اتنا مختلف نہیں ہے جس کی طرف دین اسلام بلا رہا ہے، بلکہ غالباً یہ تعلیمات کی اصل جڑ ہے جو تورات میں ظاہر ہوا، اور خاص طور پر امثال کی کتاب، جیسا کہ بعد میں دکھایا جائے گا۔ مندرجہ ذیل حصے میں، ہم مختصراً ان پہلوؤں میں سے کچھ کو ظاہر کریں گے جو ایمان کی طرف اس فطری جبلت، توحید کی طرف رجحان، اور خالق کے ساتھ رابطہ اور اس کی پیروی کی طرف مہم جوئی کو ظاہر اور تصدیق کرتے ہیں۔

---

[670] یہ حصہ مصریات کے پروفیسر ڈاکٹر محمد صلاح الخولی کا ایک تعاون ہے۔

تخلیق کے ادراک کے بارے میں:

قدیم مصریوں کے پاس عظیم تخلیق کار اور تخلیق کے ذرائع کے بارے میں کئی افسانے تھے۔ وہ ایک افسانوی شکل میں پیش کیے گئے تھے، لیکن یہ خرافات سچائی سے جڑے ہوئے تھے اور ان کی واضح اصلیت تھی جو اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ ان کی بنیادیں حقیقی ذرائع سے اخذ کی گئی تھیں۔ قدیم مصریوں کے پاس عظیم تخلیق کار اور تخلیق کے ذرائع کے بارے میں کئی افسانے تھے۔ وہ ایک افسانوی شکل میں پیش کیے گئے تھے، لیکن یہ خرافات سچائی سے جڑے ہوئے تھے اور ان کی واضح اصلیت تھی جو اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ ان کی بنیادیں حقیقی ذرائع سے اخذ کی گئی تھیں۔ ان میں سے پہلی خرافات تخلیق میں ایونو کے دیوتاؤں کے اینیاد (عین شمس حیلیوپولیس) کے نام سے مشہور ہیں۔ افسانہ ایک ابدی خدا، ایک خالق کی کہانی بیان کرتا ہے، جس نے اپنی ذات کو تخلیق کیا، یعنی وہ پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی اس نے جنم لیا۔ وہ آتوم کے نام سے جانا جاتا تھا، جسے ہم مکمل یا کامل کے طور پر ترجمہ کر سکتے ہیں۔

آتوم نے تخلیق کا عمل شروع کرنے سے پہلے، کائنات ابدی پانیوں پر مشتمل تھی، جس پر مکمل اندھیرے کا راج تھا، مکمل افراتفری کی حالت میں، یہاں تک کہ اس قدیم سمندر کے بیچ سے ایک روشن سفید پرائمول ٹیلا نمودار ہوا۔ یہ اندھیرے کے درمیان روشنی کے ظہور کی علامت ہے۔ اس ٹیلے پر، جسے وہ "بین بین" کہتے ہیں، خالق خدا نے آتوم کو آباد کیا، اور وہ ایک خالص، سفید فینکس کی شکل میں تنہا تھا۔ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنا شروع کیا، پھر انسانوں کو۔ اسے چھینک آئی، اور اس سے دو الٰہی عناصر نمودار ہوئے، ہوا اور نمی (شو اور ٹیفنٹ)۔ یہ دونوں عناصر ایک اتحاد کی صورت میں آپس میں مل گئے، تو زمین (مرد) اور آسمان (مادہ) کا ظہور ہوا، پھر وہ دونوں عناصر، زمین (گیب) اور آسمان (نٹ) آپس میں مل گئے، اور ان کے اتحاد سے پہلا انسان، جو آدھا خدا تھا، آدھا انسان، اور وہ چار تھے، دو نر، اوسیرس اور اس کا بھائی سیت، اور دو عورتیں، آئسس اور نیفتھیس، اور ان میں سے باقی بنی نوع انسان کی پیروی کی۔

- اوسیرس نے اپنی بہن آئسیس سے شادی کی، اور سیت نے اپنی بہن نیفتھیس سے شادی کی۔ اور اوسیرس (اچھی کی نمائندگی) اور سیت (برائی کی نمائندگی) کے درمیان ایک تنازعہ ظاہر ہوا اور یہ معاملہ سیت کے اپنے بھائی اوسیرس کے قتل پر ختم ہوا، اور یہ ایک اور کہانی ہے جو اینیاد کے افسانے کو مکمل کرتی ہے۔

- سچائی کے بہت سے پہلو ہیں جو اس تخلیق کے افسانے سے نکالے جا سکتے ہیں، اور وہ یہ ہیں:

پوجا کرنے والا خالق، آتوم ہے، اور وہ تخلیق کرتا ہے اور اسے تخلیق نہیں کیا گیا: نام آتوم کو خالق کی صفت سے تعبیر کیا جا سکتا ہے، جس کا مطلب کامل یا مکمل ہے۔

یا شاید پہلی مخلوق آدم کے نام کے بارے میں ابہام تھا، جو کہ انسانیت کا باپ ہے، اس لیے وقت کے ساتھ ساتھ وہ مخلوق سے خالق تک لے جایا گیا اور تخلیق اسی کی طرف منسوب کی گئی۔

- تخلیق کا آغاز دو بنیادی عناصر سے ہوا اور وہ ہوا اور رطوبت (پانی) ہیں اور ان کے بغیر آسمان و زمین یا عام زندگی پیدا نہ ہوتی جو کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے مطابقت رکھتی ہے: "ہم نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا۔"[671]

-اس مماثلت کا آخری اشارہ خالق خدا آتوم کے ابتدائی پانی سے ابھرنے والے ٹیلے پر آباد ہونے کی وضاحت میں پایا جاتا ہے، جو روشنی اور چمک کے ظہور کی علامت ہے۔ شاید یہ ہمیں اس بات کی بھی یاد دلاتا ہے جو قرآن پاک میں آیا ہے، جب خدا کہتا ہے، "اور اس کا عرش پانیوں پر تھا"۔[672]

جب آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے بارے میں بات کرتے ہیں۔ اس طرح، اس خیال کو افسانوی غلاف میں لپیٹے جانے کے باوجود، ہم پہلی تخلیق کی کہانی کے بارے میں سمجھنا شروع کر سکتے ہیں۔

تخلیق کا دوسرا نظریہ "پ تاہ" کے نظریے کے طور پر جانا جاتا ہے، جو ابدی خالق اور "میمفس" شہر کا رب ہے۔ اس نظریے میں، "پ تاہ" ایک ابدی خالق کے طور پر ظاہر ہوتا ہے جس نے تمام دیوتاؤں اور مخلوقات اور ہر چیز کو صرف اپنے دل کی مرضی سے اور اپنی زبان پر لفظ سے تخلیق کیا، یعنی اس نے اپنے دل میں سوچا اور اپنی زبان سے بات کی، اس طرح تخلیق ابھری۔

[671] قرآن مجید، سورہ ۲۱ (الانبیاء)، آیت ۳۰

[672] قرآن مجید، سورہ ۱۱ (سورہ ہود)، آیت ۷

یہاں تخلیق کے دو عناصر ہیں "ہُو" "زبان سے کہے جانے والے حکم یا لفظ" سے مطابقت رکھتے ہیں اور "سیا" "دل میں جو مرضی" سے مماثل ہے۔ یہ ذیل میں دکھائے گئے متن میں بیان کیا گیا ہے، جو پ تاہ کی مشہور پلیٹ پر کندہ ہے جس میں تخلیق کا نام نہاد "میمفیٹک نظریہ" ہے۔ اس کا کہنا ہے؛ "بہت ہی عظیم ہے تمام معبودوں پر زندگی عطا کرنے والا پ تاہ، اس نے دل اور زبان سے (مرضی) سے پیدا کیا۔"

تصویر ۷: متن کے ساتھ خدا پ -تاہ کی ایک تصویر جو دل اور زبان کے ذریعے تخلیق کرنے کی بات کرتی ہے

حقیقت یہ ہے کہ تخلیق کا یہ نظریہ اس طرح سے مکمل طور پر متفق ہے جس طرح خدا نے ہر چیز کو تخلیق کیا ہے، جس کے تحت خدا اپنی مقدس کتاب میں کہتا ہے: "بے شک اس کا معاملہ صرف اتنا ہے کہ اگر وہ کچھ چاہتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا (کن) اور وہ ہو جاتا ہے۔"[673]

[673] قرآن مجید، سورہ ۳۶ (سورہ یس)، آیت ۸۲

یہاں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ابتدا میں وصیت یا ارادہ ہے جس کے بعد لفظ یا حکم آتا ہے۔ یہ اس بات سے بھی متفق ہے جو انجیل مقدس میں بیان ہوا ہے: "ابتداء میں کلام تھا"[674] عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) کی وضاحت کے سلسلے میں، یہ بیان کرتے ہوئے کہ وہ خدا کا کلام تھا۔ یہ واضح مماثلت ثابت کرتی ہے کہ قدیم مصریوں کو اس حقیقت کا ادراک ہوا تھا اور وہ اس سے واقف تھے، یعنی کاف اور نون (بذریعہ ب)۔

انسان کی تخلیق

انسان کی تخلیق کے بارے میں قدیم مصری تصور کے بارے میں ایک حیرت انگیز بات یہ ہے کہ انہوں نے قرآن کریم اور دیگر مقدس کتابوں سے ثابت شدہ ایک اہم حقیقت کا ادراک کیا، وہ یہ ہے کہ انسان کی تخلیق مٹی سے ہوئی، خاص طور پر مٹی سے، اور یہ تخلیق اسے ایک خدا کو تفویض کیا گیا تھا جسے "خنم" کہا جاتا ہے جسے کمہار کے پہیے کے سامنے بیٹھے ہوئے مینڈھے کی شکل میں دکھایا گیا تھا۔ جس طرح مٹی کے برتن بنتے ہیں، وہ اپنے ہاتھوں سے انسان اور اس کے دوہرے کو تشکیل دیتا ہے (تصویر ۸)۔

تصویر ۸: خنوم دیوتا کمہار کے پہیے پر ایک انسان کی تشکیل کرتا ہے

[674] مقدس انجیل، یوحنا کی کتاب، باب ۱، آیت ۱

قیامت اور حساب کا عقیدہ

قدیم مصری عقیدے کی سب سے نمایاں خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ قدیم مصریوں کا ایک عارضی دنیاوی زندگی کے بدلے ایک ابدی اور لافانی زندگی کے وجود کا عقیدہ ہے جو دوسری زندگی کا صرف ایک راستہ ہے۔ موت کو "منت" کہا جاتا تھا، جس کا لغوی معنی ہے لنگر خانہ یا بندرگاہ جس کے ذریعے انسان ابدیت اور دوام کے ساحل پر پہنچتا ہے۔ قدیم مصریوں نے محسوس کیا کہ روح لافانی ہے اور مرتی نہیں ہے اور یہ کہ جسم ایک چیز کے سوا کچھ نہیں ہے۔ فانی اور عارضی برتن۔ انہوں نے ممیفیکیشن کے ذریعے جسمانی جسم کی حفاظت کرنے کی کوشش کی اور ایسے مجسمے بنانے کے ذریعے بھی جو مردہ شخص کی تصویر کو محفوظ رکھتے ہیں تاکہ جسم کے بوسیدہ ہونے کی صورت میں روح کی واپسی میں آسانی ہو۔

انہوں نے یہ بھی محسوس کیا کہ آخرت کی زندگی حساب کا گھر ہے جس میں ایک شخص اس وقت تک امرت سے لطف اندوز نہیں ہوتا جب تک کہ وہ فیصلے کے ایک مشکل سفر سے گزر نہ جائے جس میں اسے برزخ کے قاضی کے سامنے جوابدہ ٹھہرایا جاتا ہے، جو اوسیرس ہے، ان اعمال کے لیے جو اس نے اس دنیا میں کیا ہے، چاہے وہ اچھے ہوں یا برے۔ اور اسی بنیاد پر اسے مناسب جزا یا جرمانہ ملتا ہے۔ مقدمے کا منظر باب ۱۲۵ میں مُردوں کی کتاب میں دکھایا گیا ہے، جس کی تفصیلات ایک شاندار منظر میں پیش کی گئی ہیں جو تقریباً کافی حد تک ابراہیمی مذاہب میں قیامت کے دن کی تفصیل سے ملتی ہے۔

میت کو ٹریبونل ہال کی طرف لے جایا جاتا ہے، جس کے بیچ میں وہ پیمانہ ہوتا ہے جس پر اس کے اعمال کا وزن ہوتا ہے، اور ٹریبونل ہال کے آخر میں قاضی اوسیرس بیٹھتا ہے، اپنے تخت سے مقدمے کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ ترازو میں سے ایک پر میت کا دل رکھا جاتا ہے، اور یہ واحد عضو ہے جو اس کے جسم کے اندر محفوظ ہوتا ہے، خاص طور پر اس لمحے کے لیے۔پیمانے کے مخالف سمت میں انصاف کی علامت پنکھ کی شکل میں یا "ماٹ" نامی خاتون دیوتا کی شبیہ میں ہے، جو انصاف، سچائی اور توازن کی نمائندگی کرتی ہے۔ تھوتھ، دیوتاؤں کا کاتب، ایک تختی رکھتا ہے جس پر وہ اپنے اعمال پڑھتا ہے،پیمانہ دیکھتا ہے اور تولنے کا نتیجہ

ریکارڈ کرتا ہے۔ عدالت کی نگرانی ۴۲ قاضی کرتے ہیں۔[675] ان میں سے ہر ایک باری باری میت سے ان گناہوں کے بارے میں پوچھتا ہے جو اس نے کیے ہیں۔ اگر پنکھ بھاری ہو جاتا ہے، تو یہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اس کے اعمال اچھے ہیں اور وہ ایماندار ہے، اور اس کی قسمت ایک جنت ہے جسے "یارو کے میدان" کہا جاتا ہے اور وہ مردوں کے قاضی سے ملے گا۔ لیکن اگر دل پنکھ کے مقابلہ میں بھاری ہو تو یہ اس کے بہت سے گناہوں اور بداعمالیوں کی نشاندہی کرتا ہے، اس لیے اس کا دل "امیت" یا کھانے والے کی طرف پھینک دیا جاتا ہے، وہ افسانوی جانور جو پیمانہ کے پاس یا اس کے نیچے چھپا رہتا ہے تاکہ دل اور آنتوں کو کھا جائے۔ (تصویر ۹)

تصویر ۹: مقتول کی آزمائش کا منظر

[675] یہاں یہ نوٹ کرنا دلچسپ ہے کہ ۴۲ ججوں نے کس طرح حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ۴۲ کاتبوں کو متوازی کیا جنہوں نے الہام لکھا اور ۴۲ مومن جو امام احمد الحسن (منہ السلام) کے ساتھ تھے۔

یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کا دل اس کے اعمال کے لیے کھڑا ہوتا ہے، اور اس سے اس کے دل کی بنیاد پر جوابدہ ہوتا ہے۔ اور یہ خاص طور پر اسلام میں دل کے بارے میں اسی تصور سے مطابقت رکھتا ہے، مثال کے طور پر جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی روایت میں بیان ہوا ہے:

"اعمال کو ان کی نیتوں سے پرکھا جاتا ہے۔ ہر شخص کو اس کی نیت کا بدلہ دیا جائے گا..."[676]

اور نیت دل میں ہوتی ہے۔ یہ قرآنی آیت سے بالکل مماثل ہے: "پھر جس کے پلڑے بھاری ہوں گے، وہ مطمئن زندگی گزاریں گے۔"[677]

ہم اس مقدمے کے منظر میں یہ بھی دیکھتے ہیں کہ عدالت کا کلرک (تھوتھ) اپنے ہاتھ میں ایک ریکارڈ رکھتا ہے جس سے وہ مقتول کے اعمال نامے پڑھتا ہے تاکہ اس کا ریکارڈ اس پر گواہ ہو، اور جس میں وہ اس کے نتائج بھی درج کرتا ہے، پیمانہ اور اس کا فیصلہ۔ اس سے ہمیں قرآن پاک کی یہ آیت یاد آتی ہے: "پھر تم اس کے سامنے فیصلے کے لیے پیش کیے جاؤ گے اور تمہارا کوئی راز پوشیدہ نہیں رہے گا۔ جہاں تک ان کے اعمال نامے ان کے داہنے ہاتھ میں دیئے گئے ہیں، وہ خوشی سے پکاریں گے، "لیجیئے! میرا ریکارڈ پڑھیں!"[678]

اس صورت حال میں میت کے پاس گناہوں اور خطاؤں سے اپنی بے گناہی ثابت کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے اور اس لیے وہ بار بار ۴۲ گناہوں سے اپنی بے گناہی کا اعلان کرتا ہے، اتنی ہی تعداد قاضی کی ہے جو اسے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔

میت جن گناہوں کا انکار کرتا ہے ان میں سب سے زیادہ قابل ذکر یہ ہیں: میں نے قتل نہیں کیا، میں نے قتل کا حکم نہیں دیا، میں نے ڈاکہ نہیں ڈالا، میں نے غریبوں سے کھانا نہیں لیا، میں نے برائی کا راستہ نہیں اختیار کیا۔ میں نے جھوٹ نہیں بولا، میں نے دیوتاؤں کے حکم کی نافرمانی نہیں کی، میں نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا، میں نے زنا نہیں کیا، میں نے ترازو کے ساہرے کو جھوٹا نہیں بنایا، وغیرہ۔ پھر کہتا ہے، میں پاک ہوں، میں پاک ہوں، میں پاک ہوں۔"

---

[676] میزان الحکمۃ (حکمت کا پیمانہ)، محمد الریشہری، جلد ۴، ص۔ ۳۴۱۴

[677] قرآن مجید، سورہ ۱۰۱ (القریہ)، آیات ۶-۷

[678] قرآن مجید، سورہ ۶۹ (الحقہ)، آیات ۱۸-۱۹

اس سے پہلے وہ اپنے دل کو جو پیمانہ پر ہے اس سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اس کے خلاف گواہی نہ دے اور کہتا ہے: اے میرے دل، میری ماں اور میرے باپ کے دل، اس کے خلاف نہ اٹھ۔ میں گواہ ہوں، کیونکہ آپ میرے جسم میں میرے ساتھی ہیں۔ ان ججوں کے سامنے میرا نام بدبودار نہ کرو۔

یہ قیامت کے دن کے بارے میں قدیم مصری تصورات اور فیصلے کے طریقہ کار کی کچھ تصویریں تھیں، ان کے فیصلے کے پس پردہ اسباب کا ادراک اور سزا کے ان کے شدید خوف کے ساتھ ساتھ ان کی اس عظیم امید کے ساتھ کہ وہ جنت اور لافانی دنیا میں داخل ہوں گے۔ یہ تصورات بہت سے ہیں اور جو کچھ ہم مقدس صحیفوں، بنیادی طور پر قرآن پاک میں پڑھتے ہیں اس سے زیادہ مختلف نہیں ہیں۔

اخلاق و آدرش کی اصلاح اور حسن سلوک کا احترام

قدیم مصری اور ان کے باباؤں کا بنیادی طور پر نیک رویے کے لیے ایک روشنی ڈالنے، اخلاق و آداب کو بہتر بنانے، اور انھیں بلند کرنے، اور گناہوں اور قابل مذمت رویے سے پرہیز کرنے سے متعلق تھا۔ ان کا تادیبی ورثہ حکمت اور نصیحت کی بہت سی کتابوں سے بھرا ہوا تھا جو ہر دور میں باقاعدگی سے شائع ہوتی رہتی ہیں، ایک دوسرے کی تکمیل کرتی ہیں اور نئے تجربات اور حکمت کا اضافہ کرتی ہیں۔ غالباً ان کے باباؤں میں سب سے نمایاں "پ تہ ہوٹپ"، "انی"، "امینمپ" اور "آنکھ ششانکی" تھے۔ ان کی نصیحت اور حکمت زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتی تھی۔ ان میں سے کچھ نے اپنے، اپنے خاندان اور معاشرے کے ساتھ کسی شخص کے رویے کو نظم و ضبط اور بہتر بنانے کا معاملہ کیا، جب کہ کچھ نے نوجوان اور بوڑھے، سردار اور ماتحت کے ساتھ فرد کے تعلقات کے بارے میں بات کی، اور دوسروں نے خالق کی اطاعت، اس کے احکامات پر عمل کرنے کے بارے میں خبردار کیا, اور اس کی ممانعتوں سے بچنے کی اطاعت کی۔ ذیل میں ہم ان حکمتوں کے کچھ اقتباسات کا تذکرہ کرتے ہیں، خاص طور پر جن باتوں کے لیے اسلامی مذہب اور دیگر مذاہب نے بالواسطہ یا بلاواسطہ تاکید کی ہے۔ مثال کے طور پر، ہم دیکھتے ہیں کہ

عقلمند "پ تہ ہوٹپ" کم عمری کی شادی کا مطالبہ کرتا ہے اور اسے شخص کے لیے عفت سمجھتا ہے۔ وہ بیوی کا خیال رکھنے کا بھی مطالبہ کرتا ہے، اور اسے "اپنے رب کے لیے قابل ملکیت جائیداد" سے تشبیہ دیتا ہے۔
یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی یاد دلاتا ہے، "تمہاری بیویاں تمہارے لیے کھیتی کی جگہ ہیں [یعنی بچ بونے کی]۔"[679]

وہ کسی گھر کے مالک کی غیر موجودگی میں بغیر اجازت گھر میں داخل ہونے کے خلاف سختی سے تنبیہ کرتا ہے، اور یہ قرآن کریم کے فرمان سے مطابقت رکھتا ہے: "اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو، جب تک تم اجازت نہ لے لو۔"[680]
بابا عینی غیبت کے خلاف بھی تنبیہ کرتا ہے اور اسے ایک بڑا گناہ سمجھتا ہے، وہ کہتا ہے، "کسی دوسرے شخص کے بارے میں بات نہ کرو جو تمہارے پاس موجود نہ ہو، یہ بہت بڑا جرم ہے،" اور یہ خدا تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق ہے، ہر غیبت کرنے والے، بہتان لگانے والے کے لیے خرابی ہے[681]، اور رسول محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا یہ فرمان: "کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، جس سے تمہیں سخت نفرت ہے؟"[682]

بابا عینی کسی ایسی عورت کے پاس جانے سے بھی خبردار کرتا ہے جو اجنبی ہو، یا حتیٰ کہ اس کی طرف دیکھنے سے بھی خبردار کرتا ہے، خاص طور پر اگر وہ شادی شدہ عورت ہو، کیونکہ وہ ان کے نزدیک ایک گہرا ندی ہے جس کے ہواؤں کا پتہ نہیں چلتا، اور یہ بھی وہ ایک جرم کو موت کے قابل سمجھتا ہے۔ یہ معنی ہمیں انجیل مقدس میں امثال کی کتاب، ابواب ۵ اور ٦ میں ملتا ہے۔ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی بھی یاد دلاتا ہے: "زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔ یہ بے حیائی اور بری حرکت ہے۔"[683]

---

[679] قرآن مجید، سورہ ۲ (البقرہ)، آیت ۲۲۳
[680] قرآن مجید، سورہ ۲۴ (النور)، آیت ۲۷
[681] قرآن مجید، سورہ ۱۰۴ (الحمزہ)، آیت ۱
[682] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، ج ۲٦، ص۔ ۲۳۴
[683] قرآن مجید، سورہ ۱۷ (الاسراء)، آیت ۳۲

ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عینی شراب پینے اور اس کے برے اثرات کے خلاف تنبیہ کرتا ہے، جس میں کسی کی زبان پر کنٹرول کھونا، یہ نہ جاننا کہ کوئی کیا کہہ رہا ہے، اور توہین اور تذلیل کا نشانہ بننا شامل ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے بیٹے کو دھوکہ دہی اور جھوٹ کے خلاف خبردار کرتا ہے، جسے وہ ایک جرم سمجھتا ہے۔

عینی اپنے بیٹے کو اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا مشورہ بھی دیتا ہے اور اس سے کہتا ہے: "اپنی ماں کو دوگنا کھانا دو، اور اس کا ہاتھ اٹھاؤ جیسا کہ اس نے تمہارا لیا ہے، کیونکہ تم اس پر بہت زیادہ بوجھ تھے، اور اس نے تمہیں شکایت کیے بغیر اٹھایا، اور جب تم مہینوں کے حمل کے بعد پیدا ہوئے تو اس نے تمہیں اپنے پاس رکھا۔ اس کی چھاتیاں تین سال سے تیرے منہ میں ہیں، اور وہ کبھی تیری گندگی سے ناراض نہیں ہوئی۔" ماں کے ساتھ حسن سلوک کی یہ نصیحت تقریباً پوری طرح قرآن پاک میں بیان کی گئی ہے: "اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی ہے۔ اس کی ماں نے اسے مشقت کے ساتھ پالا اور مشقت کے ساتھ اسے جنا اور اس کا حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس مہینے ہے۔"[684]

یہ ان بہت سی حکمتوں اور نصیحتوں میں سے کچھ ہیں جو قدیم مصر کے حکیموں نے ہمارے لیے چھوڑے ہیں، جو قرآن کریم میں مذکور بہت حد تک مطابقت رکھتے ہیں۔

سب سے نمایاں وہ ہے جو تورات میں امثال کی کتاب میں بیان کیا گیا تھا، اور ہم اسے تقریباً ۱۲ویں صدی قبل مسیح کے مشہور مصری بابا سے مماثلت پاتے ہیں۔ آمینیموپی نے اپنے مشہور پاپائرس میں لکھا ہے۔ اس نے ۳۰ ابواب میں اپنی حکمت اور نصیحتیں اپنے بیٹے "ہور ایم مخر" کو درج کیں۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ اس بابا کی نصیحتیں اور اسباق انجیل مقدس میں امثال کی کتاب کے ساتھ تقریباً ایک جیسے ہیں، اس لیے زیادہ تر محققین نے عبرانی ورژن کو قدیم مصری ورژن کا لفظی ترجمہ سمجھا۔ ہم یہ بھی نوٹ کرتے ہیں کہ امینیموپی کے اسباق پچھلے قدیم مصری باباؤں کے الفاظ اور حکمتوں کی توسیع ہیں، ان میں سے سب سے قدیم تیسری صدی قبل مسیح کے وسط تک کا ہے۔ یہ بات بھی دلچسپ ہے کہ امثال کی کتاب کو بھی ۳۰ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے اور اس میں باپ سے بیٹے تک اسی طرح کے اسباق اور نصیحتیں ہیں۔ اپنے بیٹے کو امینیمپی کی نصیحت یہ کہتے ہوئے شروع ہوتی ہے: "میرے الفاظ سننے کے لیے

---

[684] قرآن مجید، سورہ ۴۶ (الاحقاف)، آیت ۱۵

اپنے کانوں کو جھکاو، اور اپنے دل کو ان کو سمجھنے کے لیے لگاؤ، کیونکہ اگر آپ انھیں اپنے دل میں ڈالیں تو یہ ایک فائدہ مند کام ہے۔"[685] ہم نے امثال کی کتاب میں اسی آغاز کو پڑھا ہے، "اپنے کان کو جھکاو اور عقلمندوں کی باتیں سنو، اپنے ذہن کو میرے علم کے مطابق لگاؤ، کیونکہ جب تم انہیں اپنے اندر رکھتے ہو تو اچھی بات ہوتی ہے۔"

ہم دیکھتے ہیں کہ قدیم مصریوں نے دل کو فہم و ادراک کا مرکز قرار دیا، بالکل اسی طرح جیسا کہ قرآن کریم کہتا ہے: "کیا پھر وہ قرآن پر غور نہیں کرتے؟ یا ان کے دلوں پر تالے ہیں؟"[686]

یا اللہ تعالیٰ کے اس قول میں: "کیا انہوں نے پورے ملک میں سفر نہیں کیا تاکہ ان کے دل سوچیں اور ان کے کان سنیں؟"[687]

کسی بھی وجہ سے کسی انسان کی تضحیک نہ کرنے کے بارے میں جو کچھ امینیموپی نے کہا، ان میں سے یہ ہے کہ، "جو لنگڑا ہو اسے حقیر نہ جانو، اور اس کے چہرے پر جھکاؤ مت کرو، کیونکہ انسان مٹی اور بھوسے سے بنا ہے، اور خدا اس کا خالق ہے۔" یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی یاد دلاتا ہے: "اے ایمان والو! کچھ آدمی دوسروں کا مذاق نہ اڑائیں، ہو سکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں۔"[688]

آمینیموپی پیمانے کو غلط کرنے اور پیمائش کو کم کرنے کے بارے میں کہتا ہے، "پیمانہ کا غلط استعمال نہ کرو اور پیمائش کو صحیح طریقے سے پورا کرو، اور دھوکہ نہ دو کیونکہ خدا دھوکہ دینے والے آدمی سے نفرت کرتا ہے۔" ہم امثال کی کتاب، باب ۱۱ کے شروع میں بھی یہی مطلب تلاش کرتے ہیں: "رب بے ایمان ترازو سے نفرت کرتا ہے، لیکن درست تول اُس کی مہربانی ہے۔"[689] اور ہم قرآن پاک میں بھی یہی معنی دیکھتے ہیں، "دھوکہ بازوں پر افسوس! جو لوگوں سے خریدتے وقت پورا ناپ لیتے

---

[685] مقدس انجیل، امثال کی کتاب، باب ۲۲، آیات ۱۷-۱۸

[686] قرآن مجید، سورہ ۴۷ (محمد)، آیت ۲۴

[687] قرآن مجید، سورہ ۲۲ (الحج)، آیت ۴۶

[688] قرآن مجید، سورہ ۴۹ (الحجرات)، آیت ۱۱

[689] مقدس انجیل، امثال کی کتاب، باب ۱۱، آیت ۱

ہیں لیکن ناپتے یا تولتے وقت کم دیتے ہیں۔"[690] اللہ تعالیٰ سورہ الرحمن میں بھی فرماتا ہے: "تاکہ تم ترازو میں خیانت نہ کرو۔ انصاف کے ساتھ تولو اور کم ناپ نہ تولو۔"[691]

آمینیموپی نے جھوٹ بولنے کے خلاف خبردار کرتے ہوئے کہا: "کمرہ عدالت میں داخل نہ ہوں اور اپنے الفاظ کو جھوٹا نہ بناؤ، اور جب تمہارے گواہ کھڑے ہوں تو جواب دینے میں ہچکچاہٹ محسوس نہ کرنا۔ قاضی کے سامنے سچ بولو اور کسی کو اپنے اوپر اختیار نہ ہونے دو۔" اور ہمیں امثال کی کتاب میں ایک بار پھر وہی تنبیہ ملتی ہے، "جھوٹا گواہ سزا سے محروم نہیں رہے گا، اور جو جھوٹ بولے گا وہ آزاد نہیں ہوگا۔"[692]

یہ بہت سی مثالوں میں سے کچھ تھیں، جن کی ابتدا ہمیں قدیم مصری حکمت کے ادب میں ملتی ہے، اور یہاں تک کہ امینیمپی کے ماخذوں سے بھی پرانے ماخذ، جیسے کہ عینی اور پ تہ ہوٹپ کے ماخذ۔ جگہ اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ہم ان کا مکمل طور پر ذکر کریں، لیکن وہ سب اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ ماخذ ایک ہے، اور قدیم مصری کم از کم اپنے اخلاق میں، سچے مذہب کی پیروی کر رہے تھے اور انہوں نے نیکی کی طرف بلایا اور برائی سے منع کیا۔

آخر میں، ہمیں ایک اہم سوال کا جواب دینا چاہیے: کیا قدیم مصری ایک خدا کو مانتے تھے جب ان کے پاس اتنی تعداد میں دیوتاؤں کی تعداد تھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا عقیدہ تھا کہ خدا ایک ہونا چاہیے لیکن کثرت اس حقیقت کی وجہ سے تھی کہ وہ ان ثانوی معبودوں کو خالقِ مطلق کی صفات اور اس کی قدرت کا مظہر سمجھتے تھے۔ توحید کا مظہر یہ ہے کہ خدا صرف ایک ہے، جس کا اظہار پاپیری میں سے ایک عبارت کے ایک جملے میں مطلق خالق کی تسبیح اور دعا کے طور پر کیا گیا ہے، جس میں کہا گیا ہے: "تو قادر مطلق خدا ہے، واحد اور ایک خدا، را ہورختی۔ اس کا کوئی برابر نہیں ہے، اس جیسا کچھ نہیں ہے۔"

---

[690] قرآن مجید، سورہ ۸۳ (المطففین)، آیات ۳۱

[691] قرآن مجید، سورہ ۵۵ (الرحمن)، آیات ۹۸

[692] مقدس انجیل، امثال کی کتاب، باب ۱۹، آیت ۵

یہ جملہ توحید اور اعلیٰ ترین خدا کی برتری پر زور دیتا ہے۔ یہ قرآن پاک میں سورہ التوحید کا تقریباً لفظی ترجمہ ہے: "کہو، وہ اللہ ہے، یکتا، اللہ سب سے بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد، اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے"[693]

مصر میں اوتار

زمین پر مصر کے پہلے ساتھی حنوک تھے۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے انکشاف کیا کہ حنوک اوسیرس تھے اور وہ وہی تھے جنہوں نے عظیم اہرام بنائے تھے۔

اوسیرس ایک مصری بادشاہ تھے اور انہیں مصر کی سرزمین پر الٰہی مقرر کیا گیا تھا۔ ان کا ایک اور اوتار عامید (علیہ السلام) ہیں۔ امام احمد الحسن (منہ السلام) نے فرمایا:

اسفنکس ۱۲۴،۰۰۰ پیغمبروں میں سے ایک نبی ہیں۔ وہ بڑے علم والے آدمی تھے، اور ان کے پاس بہت سے معجزات تھے، ان کا نام حضرت عامید (علیہ السلام) ہے۔ نبی عامید (علیہ السلام) کے انصار نے اسفنکس کو بنایا تھا اور (اسفنکس کا) چہرہ نبی عامید (علیہ السلام) کا چہرہ ہے۔ یہ مصر عظیم ہے، مصر کی مبارک سرزمین مکہ، نجف اور کربلا کے بعد زمینوں میں پاک ترین جگہ ہے اور اہرام اسفنکس سے پرانے ہیں۔ جس نے اہرام بنائے وہ ایک ذہین شخص تھے اور وہ اللہ کی طرف سے تھے۔ ایک شخص جسے خدا کی طرف سے اس مشن کے لیے بھیجے گئے تھے، انہوں نے اس وقت کی ایک اہم وجہ سے اور قائم (علیہ السلام) کے زمانے میں مستقبل میں ایک اہم معاملے کی حفاظت کے لیے اسے بنایا تھا۔ اہرام سے حاصل ہونے والی توانائی مصر میں زلزلوں کو روکتی ہے اور اس کے بہت سے فوائد ہیں۔ اور اہرام کے رازوں کو افشا کرنے والا مہدی کے انصاروں میں سے ایک ہیں اور وہ خدا کے رازوں میں سے ایک راز ہیں۔ مصر کا ساتھی وہ ہے جو اہرام کو کھولتا ہے، اسے اس کے ساتھی نے بنایا تھا اور اس کا ساتھی کھولے گا۔ اہرام کے اندر ۱۲۴،۰۰۰ پیغمبروں میں سے چھ انبیاء کی قبریں ہیں۔ اس کا ایک سوراخ ہے، اگر آپ اس

[693] قرآن مجید، سورہ ۱۱۲ (الاخلاص)

میں کچھ بھی رکھتے ہیں، تو وہ اپنی ابتدائی شکل میں واپس آجاتا ہے۔ اگر آپ اس میں زندہ مرغی رکھیں تو یہ انڈا بن کر واپس آجاتا ہے۔ اگر ایک انسان گمشدہ یا کٹے ہوئے اعضاء کے ساتھ داخل ہوتا ہے، وہ واپس آجائے گا جیسا کہ وہ معذور ہونے سے پہلے تھا۔بیمار ٹھیک ہو جاتے ہیں اور بوڑھے جوان ہو جاتے ہیں۔ اور مصر میں ایک بڑا اور عظیم خزانہ ہے جو اس کے پڑوسیوں پر بھلائی سے بہہ جائے گا۔

مصر کے صحابی نے بھی اخناتین (علیہ السلام) کے زمانے میں مصر پر ایک حکمران کے طور پر یوسف (علیہ السلام) کے طور پر جنم لیا۔ انہوں نے بنی اسرائیل کو مصر سے مططروش کے طور پر نکالا، اور انہوں نے مصر کا سفر کیا اور حضرت یرمیاہ (علیہ السلام) کی حیثیت سے شہید ہوئے۔ انہوں نے مصر پر سکندر اعظم (علیہ السلام) کی حیثیت سے حکومت کی اور بحیثیت مالک الاشتر (علیہ السلام)۔ ایک بار پھر، اس دن اور عمر میں، وہپیدا ہوئے اور مصر کی سرزمین پر حکومت کرنے کے لیے ایک مصری کے طور پر واپس آئے۔

مصر کا نجات دہندہ

از ھدیل الخولی[694]

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مقدس اہل بیت کی روایات میں مصر کی منفرد وضاحت اور انسانی تاریخ کے اس نازک دور میں مصر کا کردار شامل ہے۔ امام علی ابن ابی طالب (منہ السلام) نے الجفر میں قائم کے زمانے میں مصر کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: "مصر مہدی کا سہارا ہے۔"[695]

[694] یہ حصہ مصری انسانی حقوق کے کارکن اور محافظ ھدیل الخولی کا تعاون ہے.

[695] امام علی نے آخری زمانے کے بارے میں کیا کہا، السید علی عاشور، ص. ۳۲۷

انہوں نے یہ بھی کہا: "مصر ایک کمک اور سہارا ہے، جو مومن کے ہاتھ سے پکڑا جاتا ہے، اور یہ مہدی کے لیے اس کا دائیں بازو بن جاتا ہے۔"[696]

البتہ امام مہدی کی حمایت کے طور پر مصر کا اس عظیم کردار کا ان حالات سے تعلق ہے جن میں مصری عوام اس وقت ہوں گے کیونکہ یہ ان تاریک ترین دوروں میں سے ایک ہو گا جس میں مصری عوام کے مصائب میں شدت آئے گی۔ غربت، ذلت، فتنہ اور بربادی کا وزن۔ مصری عوام غیر اخلاقی، بدعنوان حکمرانوں کی لعنت سے متاثر ہیں جو ملک کے وسائل کو ضائع کرتے ہیں، اس کی دولت لوٹتے ہیں، اور اس کی زمین اور لوگوں کو سستے داموں بیچ دیتے ہیں۔

مصری اس قدر تنگ آجائیں گے کہ وہ اپنے نجات دہندہ، مصر کے ساتھی کے لیے پکاریں گے۔ انسانوں کی بنائی ہوئی حکومتوں کے ذریعہ مقرر کردہ حکمرانوں کے ہاتھوں مصریوں کی طرف سے ذلت، خیانت اور ظلم کے دور کے بعد، مصریوں کو یہ احساس ہوگا کہ ان کی نجات خدا کی طرف سے مقرر کردہ حکمران کے ہاتھوں ہے نہ کہ عوام کے ذریعے، اور کہ یہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے شروع سے ہی ان کے لیے مقدر کیا ہے، لہٰذا وہ وہی ہوں گے جو مصر کے ساتھی کو ان پر حکومت کرنے کے لیے تلاش کریں گے، ان ظالموں کے برعکس جو خود کو مسلط کرتے ہیں اور حکومت کو غصب کرتے ہیں۔

اس طرح ہم الجفر میں امام علی (منہ السلام) کے الفاظ کو سمجھتے ہیں جب آپ نے فرمایا: "صحابی کنانہ (مصر کا مترادف) لوگوں کو نیند سے بیدار کریں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں مردوں میں سے دوبارہ زندہ کرے گا۔ بے شک ہر زمانہ کے لیے ایک مقدر ہے اور ہر غیبت کے لیے واپسی ہے۔"[697]

مصریوں کا اس حقیقت سے بیدار ہونا انہیں موت کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کے مترادف ہے۔

روایات سے یہ بھی واضح ہے کہ صاحب المصر اپنی طرف نہیں پکارتے کہ اہل مصر ان کے درمیان ہوتے ہوئے ان سے ناواقف ہوں: "اور ایک عمر کے بعد ان کا ظہور ہوگا۔ اس تک، ایک ایسا ساتھی جس کے لیے نہ کوئی ہنگامہ ہوتا ہے اور نہ آواز

[696] امام علی نے آخری زمانے کے بارے میں کیا کہا، السید علی عاشور، ص. ۳۲۷

[697] امام علی نے آخری زمانے کے بارے میں کیا کہا، السید علی عاشور، ص ۳۲۷

اٹھتی ہے، اس کے بعد کہ وہ سماعتوں اور نگاہوں کو بھر دے"[698]، اور یہ بھی کہ، "جب وہ ان کے ساتھ ہوتے ہیں تو کوئی انہیں نہیں دیکھتا"[699]، یعنی وہ (منہ السلام) ان کے سامنے ہیں، وہ انہیں سن سکتے ہیں اور انہیں دیکھ سکتے ہیں، لیکن وہ انہیں پہچان نہیں سکتے اور ان کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ اس کے بعد ان سے ان کی غیر موجودگی ہوگی جب تک کہ وہ ان کے پاس فاتح کے طور پر واپس نہیں آئیں گے، اور مصر کے تخت پر بیٹھیں گے۔ اہلِ مصر کو اس واپسی کی بشارت اہل بیت محمد (منہم السلام) کی روایتوں میں ملتی ہے۔

اصحابِ مصر فتح کے بعد اپنے لوگوں کے لیے جو کچھ کرتے ہیں ان میں سے کچھ کارنامے:

وہ مصر کی دولت کو بحال کرتے ہیں اور غربت کو ختم کرتے ہیں: "اے اہل مصر، آپ کو خوشخبری ہے، اللہ آپ کی ٹوٹی ہوئی حالت کو ٹھیک کرے گا، آپ کے وعدوں کو پورا کرے گا، آپ کے محتاجوں کو مالا مال کرے گا، آپ کے قرض ادا کرے گا، اور آپ کو متحد کرے گا، جب تک آپ اللہ کے راستے کی طرف مضبوطی سے قائم رہیں گے۔"[700]

وہ مصر کی عالمی حیثیت کو بحال کرتے ہیں: "مصر کا ساتھی اس کی شان کو بحال کرتے ہیں اور لوگوں کے بداخلاقی کے عادی ہونے کے بعد اسے محفوظ بناتے ہیں۔"[701]

وہ مصر کے رازوں اور خزانوں سے پردہ اٹھاتے ہیں: "مصر کا ساتھی ایک طویل گمشدگی اور خاموشی سے نکلے گا، وہ رازوں کے غار کو کھولے گا، اور پکارے گا، انتقام، انتقام۔"[702]

---

[698] امام علی نے آخری زمانے کے بارے میں کیا کہا، السید علی عاشور، ص ۳۲۷

[699] امام علی نے آخری زمانے کے بارے میں کیا کہا، السید علی عاشور، ص ۳۲۸

[700] امام علی نے آخری زمانے کے بارے میں کیا کہا، السید علی عاشور، ص ۳۲۹

[701] امام علی نے آخری زمانے کے بارے میں کیا کہا، السید علی عاشور، ص ۳۲۷

[702] امام علی نے آخری زمانے کے بارے میں کیا کہا، السید علی عاشور، ص ۳۲۹

وہ یروشلم کو فتح کرتے ہیں: "ان کے لئے یروشلم میں داخل ہونے کی خوشخبری ہے جب خدا نے اس (مصر) میں روشن چراغ روشن کیا، ایک ساتھی جو اس میں صادقین کی مثال بن جاتا ہے۔ "[703]

اس میں یہ بھی کہا گیا ہے: "درحقیقت مصر کے لوگوں کو خوشخبری سنا دو کہ وہ یروشلم میں داخل ہوں گے اور ان کی یروشلم سے ملاقات ہے، اور مصر کا ساتھی مہدی کی حکومت کے لیے راہ ہموار کرے گا۔ "[704]

وہ مصر کا منبر بناتا ہے اور مصر کو امام مہدی کا میڈیا سنٹر بناتے ہیں: "اور میں نے سیکھا کہ آخری زمانے میں مہدی کا عظیم منبر مصر سے ہو گا، اور قالین ان کے لیے ایک ایسا شخص کھولے گا جس کی طاقت لوہے جیسی ہے اور اس کا دل مضبوط ہے، خدا اس کے لیے جاننے والوں کے دروازے کھول دے گا۔ "[705]

روایات میں واقعات کا بیان مصر کے صحابی، ابا الصادق، عبداللہ ہاشم (منہ السلام) کی سوانح حیات سے مطابقت رکھتا ہے۔ کئی سال مصر میں رہنے کے باوجود انہوں نے کبھی اپنے آپ کو یہ نہیں پکارا کہ میں مصر کا صحابی ہوں، بلکہ ان کی دعوت خدا کی بالادستی اور اپنے دادا امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف لوگوں کے درمیان نفرت زدہ تھی، جس طرح روایات میں کہا گیا ہے:

"اس کے پاس لہسن کی بو کی طرح نفرت انگیز پکار ہے۔ وہ اور اس کا آقا ذلت کے ساتھ باہر نکلتے ہیں، یہودیوں کے مصر کے خلاف سرکشی کے بعد، جیسے شیطانی کتے کے حملے۔ "[706]

---

[703] امام علی نے آخری زمانے کے بارے میں کیا کہا، السید علی عاشور، ص ۳۲۸۳۲۷

[704] امام علی نے آخری زمانے کے بارے میں کیا کہا، السید علی عاشور، ص ۳۲۹

[705] امام علی نے آخری زمانے کے بارے میں کیا کہا، السید علی عاشور، ص ۳۲۸

[706] امام علی نے آخری زمانے کے بارے میں کیا کہا، السید علی عاشور، ص ۳۲۷

عبداللہ ہاشم، ابا الصادق (منہ السلام) کے ساتھ بالکل ایسا ہی ہوا۔ وہ اس میڈیا پلیٹ فارم کے ذریعے امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دعوت کو پوری دنیا تک پہنچانے میں کامیاب ہوئے جسے انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے مصر میں بنایا تھا۔ اور انہوں نے ۲۰۱۵ کے تیسرے مہینے میں مشرق کے سیاہ پرچم اٹھائے، جیسا کہ روایتیں بیان کرتی ہیں، "وہ اولیاء کے صبر پر صبر کریں گے اور وہ سیاہ پرچم اٹھائیں گے۔" چنانچہ مصری حکام اور سکیورٹی افواج نے ان کا مقابلہ کیا، اور وہ اور ان کے ساتھیوں کو قید کیا گیا اور سالوں تک مسلسل مقدمہ چلایا گیا یہاں تک کہ انہیں اور ان کے خاندان کو ملک چھوڑنے پر مجبور کیا گیا، اور وہ مصری انٹیلیجنس کو مطلوب ہو گئے۔

جلاوطنی کے سالوں کے دوران میں نے مصر کے ساتھی کو دیکھا کہ ان کا دل اس نا انصافی اور ظلم پر تڑپ رہا ہے جو ان کے عوام اور ان کی ریاست سہہ رہی ہے، جس کے ذمہ دار حکمران ہیں، یہاں تک کہ انہوں نے اسے صیہونیوں کے گڑھ میں تبدیل کر دیا، سعود اور غدار عرب حکمران۔ میں نے ان کی بات سنی جب انہوں نے مصر کے بارے میں کہا جو وہ مصریوں کے لیے چاہتے ہیں، مصر جیسا کہ وہ اس پر حکومت کریں گے، جیسا کہ ہونا چاہیے۔ مصر جس پر ابا الصادق کی حکومت ہو، جہاں کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ لاکھوں جمع کر سکیں، جبکہ باقی ٹکڑوں پر رہتے ہیں۔ بلکہ امیروں کی طرف سے ان کی ضروریات سے زائد مال کو مساوی طور پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اسے لوگوں میں دوبارہ تقسیم کیا جائے گا تاکہ ہر کوئی یکساں معیار زندگی اور عیش و آرام سے لطف اندوز ہو۔

مصر جس پر ابا الصادق کی حکومت ہو، وہاں پرائیویٹ اسکول یا غیر ملکی اسکول یا یونیورسٹی نام کی کوئی چیز نہیں ہوگی، لیکن ہر فرد کو اپنے اور اپنے بچوں کے لیے بہترین تعلیم حاصل کرنے کا حق ہوگا۔ پلمبر انجینئر کے برابر ہے، کاریگر ڈاکٹر کے برابر ہوں گے۔ سب کو بہترین اسکولوں میں جانے کا مساوی موقع حاصل ہوگا۔

مصر میں, جس پر ابا الصادق کی حکومت ہو، سادہ لوگ اپنی آمدنی کی وجہ سے صحت کی دیکھ بھال یا سماجی خدمات سے محروم نہیں ہوں گے۔ بلکہ، ہر کوئی مالی تحفظات کے بغیر، بہترین اور مساوی صحت کی دیکھ بھال سے لطف اندوز ہوگا۔ میں نے انہیں مصر

کے خزانوں اور اس کے مقامات کے بارے میں بات کرتے ہوئے سنا ہے جن کے بارے میں کوئی نہیں جانتا، اور وہ کس طرح ہر ضرورت مند کو مالا مال کر سکتے ہیں، یہاں تک کہ یہ خزانیں ان کے پڑوسیوں تک پہنچ جائیں گے۔

میں نے ان میں وہ مصر دیکھا جس کی میں خواہش کرتی تھی اور اپنے لوگوں کے ساتھ اس کا خواب دیکھا تھا، وہ مصر جسے ہم نے ظلم کے ہر لمحے میں دیکھا جس سے ہم گزرے ہیں۔ میں نے ان میں وہ مصر دیکھا جس کا نوجوان خواب دیکھتے ہیں، جو کبھی "انقلاب کے نوجوان" کے نام سے جانے جاتے تھے، اور میں ان سے کہتی ہوں، جس حکمران کا آپ انتظار کر رہے تھے، وہ یہاں ہیں، جو اپنے لوگوں کی طرح رہتے ہیں اور جو کہ محلوں میں رہنے سے انکار کرتے ہیں۔ وہ کسی ظالم کے آگے سر نہیں جھکاتے اور اپنے آپ کو قربان کرتے ہیں تاکہ ان کے لوگ آزادی اور وقار کے ساتھ زندگی بسر کریں۔

میں نے انہیں مصر کے بارے میں بات کرتے ہوئے سنا، نہ صرف ان کی ایک حامی کے طور پر، بلکہ ایک نوجوان مصری خاتون کے طور پر جو اپنے خاندان اور اپنے لوگوں کے لیے ایک بہتر کل کا خواب دیکھتی تھی، اور مجھے تب معلوم ہوا کہ ہم مصریوں کے لئے، طویل ذلت کے بعد، ہمارا سر دوبارہ اٹھایا جائے گا.

چالیسواں باب

ابا الصادق کی گواہی

"لیکن جب وہ، سچائی کی روح، آئے گی، وہ (شخص) آپ کو تمام سچائی میں رہنمائی کرے گا۔ وہ خود نہیں بولے گا۔ وہ صرف وہی کہے گا جو وہ سنے گا، اور وہ آپ کو بتائے گا جو ابھی باقی ہے۔"

"لیکن جب وہ، سچائی کی روح، آئے گی، وہ (شخص) آپ کو تمام سچائی میں رہنمائی کرے گا۔ وہ خود نہیں بولے گا۔ وہ صرف وہی کہے گا جو وہ سنے گا، اور وہ آپ کو بتائے گا جو ابھی باقی ہے۔"[707]

یہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے آنے والے وعدے کے بارے میں الفاظ تھے جو ہمیں تمام سچائی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ میں نے اپنی زندگی سچائی کے لیے وقف کر دی، مکمل سچائی، جس کا حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے وعدہ کیا تھا۔ سچائی کا روح۔ مجھے یاد ہے کہ ۱۴ سال پہلے میں خدا کے حضور سجدہ ریز ہو گیا اور اپنے آپ کو تسلیم کیا اور کہا: "اے رب، مجھے دکھا کہ تو کون ہے، اور مجھے کس راستے پر تو چاہتا ہے کہ میں چلوں، اور میں تیری پیروی کروں گا چاہے تو کہیں بھی ہو، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کہ تو کون ہے۔ اگر تو کرشنا ہے، میں تیری عبادت کروں گا اور تیری پیروی کروں گا، اگر تو بدھ ہیں، میں بدھ مت ہوں گا، اگر یہودیت سچ ہے، تو مجھے یہودی ہونے دو، اگر عیسیٰ خداوند اور نجات دہندہ ہیں، تو میں تیری عبادت کروں گا۔ اگر محمد سچے ہیں تو میں مسلمان ہوں۔ اگر تو علی ہے تو میں علی کی عبادت کروں گا۔ تو جو بھی ہو اور تو جہاں بھی ہو، میں وہاں ہوں، بس مجھے راستہ دکھا۔" پھر میں نے امریکہ سے مصر کا سفر کیا، اور میں نے اہراموں کو گھیرے ہوئے ریت پر چلتے ہوئے خدا کو تلاش کیا۔ میں نے نیل اور بحیرہ احمر کا سفر کیا، کویت اور امارات کا سفر کیا، میں نے بلند ترین مینار دیکھے اور خدا کی تلاش میں مسجدوں میں چلا گیا۔ میں نے لبنان کا سفر کیا اور اس کے پہاڑوں پر چڑھ کر وہاں بیٹھا جہاں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اس کے غاروں میں بیٹھے تھے۔ میں نے انتظار کیا اور انتظار کیا اور مجھے ملنے والی ہر برتری کی پیروی کی۔

پھر ایک دن، مصر واپس آنے کے بعد، میں نے بیابان سے ایک آواز سنی جو یوحنا بپتسمہ دینے والے کی آواز کی طرح تھی جب انہوں نے فرمایا: "میں بیابان میں پکارنے والے کی آواز ہوں، ہتاتا ہوں، اپنے رب کے لیے راستہ تیار کرو۔"[708] میں نے جو آواز سنی وہ بولی:

---

[707] مقدس انجیل، یوحنا کی کتاب، باب ۱۶، آیت ۱۳

[708] مقدس انجیل، یوحنا کی کتاب، باب ۱، آیت ۲۳

پھر حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) سے یہ مثال سنیں، "ایک انگور کی کھیت کا مالک تھا، وہ اسے مزدوروں کے ہاتھ میں چھوڑ کر چلا گیا۔ پھر اس کے ذہن میں یہ آیا کہ وہ اپنے نائبوں کو کھیت اور پھلوں کی طرف واپس لینے کے لیے بھیجے، چنانچہ کارکنوں نے اس کے نائبوں کو مار ڈالا۔

پھر اس نے اپنے بیٹے کو بھیجا اور کہا، 'وہ میرے بیٹے سے ڈریں گے اور کھیت اور پھل اس کے حوالے کر دیں گے۔' لیکن بیٹے کو دیکھ کر کہنے لگے، 'یہ اس کا اکلوتا بیٹا ہے، اور وہی وارث ہے۔ ہم اسے مار ڈالتے ہیں تاکہ کھیتی اور پھل ہمارے لیے باقی رہیں۔" اور جن لوگوں نے کھیت پر قبضہ کیا وہ بے عمل علماء ہیں اور کھیتی کے مالک امام مہدی (علیہ السلام) ہیں اور ان کے نائبین جن کو انہوں نے بھیجا تھا وہ کام کرنے والے علماء تھے، جن کو مارا گیا اور جلا وطن کر دیا گیا. جبکہ اس کا بیٹا وہی ہے جو تمہیں پکار رہا ہے: اے سونے والو، جاگ جاؤ۔ جاگ اے مردہ۔بیدار ہو جاؤ۔[709]

اس شخص کی آواز یہ دعویٰ کر رہی تھی کہ وہ انگور کے باغ کے مالک امام مہدی (علیہ السلام) کے بیٹے ہیں۔ وہ دعویٰ کر رہے تھے کہ وہ عیسیٰ (علیہ السلام) کی طرف سے ہماری طرف بھیجے گئے رسول ہیں اور جن کا نام عیسیٰ (علیہ السلام) کی زبان پر قرآن میں آیا ہے: "اور [ذکر کرو] جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل بے شک میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں جس کا ذکر تورات میں کیا گیا ہے، جو کہ مجھ سے پہلے آئی ہے اور میرے بعد آنے والے رسول کی بشارت دینے والا ہوں جس کا نام احمد ہے۔"[710]

احمد الحسن (منہ السلام) نے وہ روح حق ہونے کا دعویٰ کیا، جن کا نام احمد ہے۔ میں کچھ نہیں کر سکتا تھا سوائے رک کر سننے کے کہ ان کا اور کیا کہنا تھا۔

انہوں نے فرمایا:

---

[709] خطبہ حج از امام احمد الحسن (منہ السلام)

[710] قرآن مجید، سورہ ٦١ (الصف)، آیت ٦

تم اس زندگی میں چلنے والے ہو، اور ہر چلنے والے کو ضرور پہنچنا ہے، اس لیے ہوشیار رہو کہ تمہاری آمد جہنم کی طرف نہ ہو، اور کام کرو کہ تمہارا آنا جنت میں ہو، اور ہر عقلمند کو چاہیے کہ وہ اس راستے کی تلاش کرے جو اسے سلامتی تک پہنچا دے، جب پچھتاوا ہو۔ وقت کی مدت اور سامان کی تکمیل کے بعد کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اور اے سچے مومنو، جب تم احمد الحسن کی طرف سے نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے جان چکے ہو کہ تم سیدھے راستے پر چل رہے ہو اور دین حق کو اختیار کر رہے ہو جو اللہ چاہتا ہے، جس نے تمہیں اس کے لیے پیدا کیا ہے، اس حق کے لیے جو تمہیں معلوم ہوا ہے.[711]

میں نے ان کی دعوت کا جائزہ لیا اور دیکھا کہ وہ کہہ رہے ہیں: کیا تم نے آخری زمانہ کے علماء سے امام مہدی کے جانشین کے بارے میں پوچھنے سے پہلے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ کے اہل بیت سے علمائے آخرت کے بارے میں پوچھا ہے؟[712] جب میں دیکھنے گیا کہ انہوں نے اپنی روایات میں کیا کہا ہے، اور انہوں نے کہا کہ آخری زمانے کے علماء "آسمان کے نیچے علماء میں سب سے شریر"[713] ہیں اور "غدار"[714] ہیں اور "ہمارے شیعوں کے کمزوروں کے لیے زیادہ خطرناک ہیں، یزید کی فوج سے"[715] اور "خدا کی مخلوق میں بدترین"[716] ہیں۔ میں نے عیسیٰ، محمد، انبیاء اور رسولوں کے دشمنوں کو بے عمل علماء، شیخ، پادری اور ربی پایا۔ میں نے پھر فیصلہ کیا کہ کبھی کسی عالم پر پھر بھروسہ نہ کروں، جب تک کہ وہ خدا کی طرف سے نہ بھیجا گیا ہو، کیونکہ میں نے پایا کہ امام احمد الحسن (منہ السلام) صرف اسی جملے سے علماء سے زیادہ علم والے ثابت ہوئے، کیونکہ علماء اپنے آپ کو عقائد کے ساتھ بلاتے ہیں۔ جیسے تقلید یا ولایت فقیہ، جبکہ احمد الحسن (منہ السلام) جانتے تھے کہ انبیاء و مرسلین اور ائمہ نے واقعی کیا کہا ہے.

---

[711] خطبہ حج از امام احمد الحسن (منہ السلام)

[712] خطبہ حج از امام احمد الحسن (منہ السلام)

[713] الکافی، الشیخ الکلینی، جلد ۸، ص۔ ۳۰۸

[714] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، ج ۵۲، ص۔ ۲۷۷

[715] تفسیر الامام العسکری علیہ الصلوۃ والسلام، انتساب المعروف امام العسکری، ص۔ ۳۰۱

[716] معجم احادیث امام المہدی علیہ السلام، الشیخ علی الکورانی، جلد ۲، ص۔ ۴۷

میں نے چھان بین کی اور پایا کہ امام احمد الحسن (منہ السلام) وہ واحد شخص ہیں جنہوں نے کہا کہ حاکم صرف اللہ ہی مقرر کر سکتا ہے اور میں نے تورات، انجیل اور قرآن میں دیکھا اور پایا کہ درحقیقت، یہ صرف خدا ہی تھا جس نے آدم کو مقرر کیا اور اسے سب پر اختیار دیا۔

خدا ہی تھا جس نے نبیوں اور رسولوں کو مقرر کیا، جیسے ساؤل، سموئیل، داؤد، سلیمان، عیسیٰ مسیح اور محمد الفاتح۔ وہ واحد آواز تھی جو کہہ رہی تھی کہ "اے انسانو! صرف خدا ہی حکومت کر سکتا ہے!" دریں اثنا، یہ بے عمل علماء تھے جو اندھے کو بلا رہے تھے ظالم حکمرانوں کی اطاعت اور جمہوریت اور انتخابات کی طرف، لوگوں کو دعوت دیتے ہوئے کہ اپنے حکمران خود منتخب کریں اور خدا کی پسند کو چھوڑ دیں۔

اس کے بعد انہوں نے دعویٰ کیا کہ وہ خدا کی طرف سے عیسیٰ (علیہ السلام) کی زبان پر اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وصیت میں مقرر کیے گئے ہیں اور انہیں لوگوں میں سب سے زیادہ جاننے والے اور بالادستی کی طرف اور خدا کی حکمرانی کی طرف بلانے والے واحد شخص ہیں، اور مجھے اس طرح بیعت کرنے پر مجبور کیا گیا۔ کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں تھا جو مجھے انبیاء و مرسلین کی مقدس کتابوں میں سے کسی بھی کتاب میں سچائی کی شناخت کے لیے نہ ملے۔

خدا نے آدم کو مقرر کیا اور کہا: "بے شک، میں زمین پر ایک خلیفہ بناؤں گا"[717] اور خدا نے "آدم کو تمام نام سکھائے"[718] اور خدا نے "تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کریں۔"[719]

لہذا، ہم صرف ان تین چیزوں کے ذریعے رسول خدا کی پہچان کر سکتے ہیں: ۱. خدا کے پیغمبر کی وصیت میں اس کا ذکر ہونا، یا خدا کی طرف سے تقرری۔ ۲. سب سے زیادہ علم والا ہونا، ہر چیز کے نام جاننے والا۔ ۳. ایسے نظام کی طرف دعوت دینا جہاں لوگ خدا کے مقرر کردہ حاکم کو سجدہ کریں۔

---

[717] قرآن مجید، سورہ ۲ (البقرہ)، آیت ۳۰

[718] قرآن مجید، سورہ ۲ (البقرہ)، آیت ۳۱

[719] قرآن مجید، سورہ ۲ (البقرہ)، آیت ۳۴

میں نے محسوس کیا کہ اگر میں امام احمد الحسن (منہ السلام) کے سلسلہ نسب کی تحقیق کروں تو یہ بے معنی ہوگا اور کچھ ثابت نہیں کرے گا، خواہ ان کے آباء و اجداد اچھے تھے یا برے، نیک تھے یا بدکار، اچھی شہرت رکھتے تھے یا بری؟ انجیل میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا شجرہ نسب تین خواتین پر مشتمل ہے جن کی بہترین کہانیاں نہیں تھیں، بت شیبہ جو حضرت داؤد (علیہ السلام) سے اس وقت حاملہ ہوئیں جب ان کی اوریاہ سے شادی ہوئی تھی، وہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی نسب سے تھیں۔ ایک کنعانی فاحشہ یا طوائف جس نے یوشع کی فوج کی مدد کی، وہ عیسیٰ (علیہ السلام) اور تمر نامی خاتون ان کی کی نسب سے تھیں میں سے تھیں، جنہوں نے یہوداہ کے دو بیٹوں سے شادی کی اور پھر یہوداہ کے ہاتھوں حاملہ ہونے کے لیے خود کو طوائف کا روپ دھار لیا، وہ بھی عیسیٰ (علیہ السلام) کی نسب میں سے تھیں۔ تو، نسب اور نسل سے کیا فرق پڑتا ہے؟

میں نے پایا کہ احمد الحسن کا خاندان ان کے خلاف تھا اور ان پر یقین نہیں کرتے تھے۔ بعض نے کہا، اگر ان کے قریبی رشتہ دار ان پر یقین نہیں کرتے تو آپ کیوں کرتے ہیں؟ لیکن پھر میں نے پایا کہ یہ انبیاء و مرسلین اور ائمہ کی سنت ہے۔ عیسی نے کہا: "لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ کوئی نبی اپنے ہی شہر میں قبول نہیں ہوتا۔"[720]

اور عیسی نے یہ بھی کہا: "آدمی کے دشمن اس کے اپنے گھر کے افراد ہوتے ہیں۔"[721]

میں نے آدم کے دشمن کو اس کا اپنا بیٹا اور ہابیل کا دشمن اس کا اپنا بھائی قابیل پایا۔ میں نے یوسف کے دشمنوں کو ان کے بھائی اور امام حسن عسکری کے دشمنوں کو ان کے بھائی جعفر کذاب کو پایا۔ میں نے دیکھا کہ نوح، لوط اور امام حسن (علیہم السلام) کے دشمن ان کی بیویاں تھیں۔ تو خاندان کی محبت یا ان کے عقیدے سے کیا فرق پڑتا ہے؟ میں نے پایا کہ احمد الحسن کا نام اور شہرت اور ان کے پیروکاروں کی ساکھ تباہ ہو گئی ہے۔ ان پر آسمان کے نیچے ہر برے کام کا الزام لگایا گیا۔ لوگ کہیں گے کہ ان کی پیروی نہ کرو کیونکہ یہ جاہل لوگ ہیں یا بدکردار لوگ ہیں۔ اور پھر بھی، میں نے قرآن میں ان لوگوں کو پایا جنہوں نے نوح (علیہ السلام) کا انکار کیا تھا: "ہم صرف آپ کو اپنے جیسا انسان سمجھتے ہیں۔ اور نہ ہی ہم آپ کی پیروی کرنے والوں میں

[720] مقدس انجیل، لوقا کی کتاب، باب ۴، آیت ۲۴

[721] مقدس انجیل، متی کی کتاب، باب ۱۰، آیت ۳۶

سوائے اپنی قوم کے پست ترین لوگوں کو پاتے ہیں جو بغیر کسی وجہ کے آپ کی پیروی کرتے ہیں۔ ہمیں آپ میں کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی جس سے یہ تجویز ہو کہ آپ ہم سے بہتر ہیں۔ بلکہ ہم آپ کو جھوٹا مانتے ہیں۔"[722]

میں نے عیسیٰ کو ایک گستاخ اور بدعتی کے طور پر بہتان لگتے ہوئے پایا، میں نے کورہ کو موسیٰ پر زنا کا الزام لگانے کے لیے عورتوں کی خدمات حاصل کرتے ہوئے پایا، میں نے محمد پر جادوگر ہونے کا الزام لگایا۔ تو اس راہ میں اور رسول کی سچائی کے تعین میں الزامات اور افواہوں اور شہرت سے کیا فرق پڑتا ہے؟

حالانکہ میں نے دیکھا کہ امام احمد الحسن (منہ السلام) پر الزام لگایا جا رہا ہے اور ان کے پیروکار ایک دوسرے پر جنسی بہتان کا الزام لگا رہے ہیں۔ میں نے ان کے قریبی لوگوں کو بھی ایک دوسرے کے ساتھ ان الزامات میں ملوث پایا، لیکن اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ کیونکہ میں نے ساؤل کو داؤد کی بیوی کو دوسرے آدمی سے بیاہتے ہوئے دیکھا اور میں نے داؤد کو اوریاہ کی بیوی کو لے جاتے ہوئے پایا اور میں نے داؤد کے بیٹے ابی سلوم کو اپنے باپ کی دس بیویوں کو لے کر تمام اسرائیل کے سامنے خیمہ لگاتے ہوئے پایا ! میں نے دیکھا کہ محمد اپنے گود لیے ہوئے بیٹے زید کی بیوی کو لے رہے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ یہودیوں کی کتابوں میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی بہتان تراشی کی گئی ہے اور انہیں ناجائز اولاد کہا گیا ہے۔ میں نے یعقوب کے بیٹے روبن کو اپنے باپ کی بیوی بلہا کے ساتھ سونے کے لیے بستر پر چڑھتے ہوئے پایا، اور یعقوب خدا کے چنے ہوئے لوگوں کے والد تھے۔ تو خاندانی جنسی بہتان کی سچائی کا تعین کرنے سے کیا تعلق ہے؟ اگر ہم اس بنیاد پر احمد الحسن کو رد کرتے ہیں تو ہمیں تمام انبیاء و مرسلین کو رد کر دینا چاہیے۔

میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) میں ایسے افعال پائے جو عجیب یا ناقابل وضاحت معلوم ہوتے ہیں۔ بظاہر وہ اعمال مومن کے مفاد میں نہیں ہیں۔ لیکن اس سے کیا فرق پڑتا ہے، کیا ہم نے دو سمندروں کے سنگم تک موسیٰ (علیہ السلام) کے سفر میں عبد الصالح کے اعمال نہیں دیکھے؟ کیا ہم نے خدا کے اعمال کو نہیں دیکھا جب اس نے شیطان کو اپنے بندے ایوب (علیہ

[722] قرآن مجید، سورہ ۱۱ (ہود)، آیت ۲۷

السلام) پر حملہ کرنے کی اجازت دی؟ کیا ہم نے وہ امتحان نہیں لیا جو خدا نے ابراہیم کو اپنے ہی بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے دیا تھا؟ عجیب و غریب حرکات اور مشکل امتحانات کا رسول اللہ کی شناخت سے کیا تعلق ہے؟ بلکہ تقریباً ایسا لگتا ہے کہ یہ خدا کی پکار کا حصہ ہوتا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جو کچھ بھی ہوا، جس سے کوئی شخص امام احمد الحسن (منہ السلام) سے دور ہو جائے، اس کی نظیر ان سے پہلے انبیاء و مرسلین یا اماموں میں سے کسی ایک کے پاس موجود تھی۔ خدا کی طرف سے سچے رسول کو پہچاننے کا کوئی طریقہ نہ تھا اور نہ ہی اس وقت ہے، سوائے اس کے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ کچھ لوگوں نے ایک مافوق الفطرت معجزے کے ذریعے عیسیٰ (علیہ السلام) یا رسولوں کو پہچانا، لیکن ہم نے یہ ایسا طریقہ نہیں پایا جس سے کوئی صحیح معنوں میں پہچان سکے خدا کے رسول کے ساتھ، یہاں تک کہ دجال اور جھوٹے نبیوں نے، اسلام اور انجیل اور تورات کی روایتوں کے مطابق، عظیم نشانیاں اور عجائبات دکھائے اور پھر بھی وہ جھوٹے تھے، بشمول مردوں کو زندہ کرنا۔ تو، اگر اچھائی اور برائی دونوں اسے انجام دے سکتے ہیں، تو یہ سچائی کی شناخت کا طریقہ کیسے ہے؟ اگر میں نے احساسات یا الزامات یا افواہوں یا عجیب و غریب سچائیوں کی بنا پر احمد الحسن (منہ السلام) کا انکار کیا تو میرے اور انبیاء و مرسلین کو انکار کرنے والوں کے درمیان کیا فرق ہے؟ امام احمد الحسن (منہ السلام) سمندر میں ایک بحری کشتی کو چلا رہے تھے کہ کشتی ہلتی اور لہریں آئیں اور طوفان بھی آئے لیکن میں کوئی دوسری، زیادہ مضبوط کشتی تلاش کیے بغیر کشتی سے چھلانگ کیسے لگاتا۔ یہاں تک کہ اگر میں یہ سنتا کہ جس کشتی میں میں ہوں اس میں سوراخ ہیں، کیونکہ ہو سکتا تھا کہ عبد الصالح نے وہ سوراخ کردی ہو تاکہ وہ تمام لوگ جن کو کشتی پر نہیں ہونا چاہیئے، وہ باہر کود جائیں۔

امام احمد الحسن (منہ السلام) سچے تھے اور ان کے سوا اور کوئی سچائی کی کشتی نہیں تھی۔ جو اپنی کشتی کو چھوڑ دیتا ہے وہ ڈوب جاتا ہے اور جو طوفانوں کے درمیان مضبوطی سے پکڑے رہتا ہے وہ بچ جاتا ہے اور جو اس سے آگے نکل جاتا ہے وہ تباہ ہو جاتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے۔ انہوں نے مجھے ایک منطقی دلیل سے پھنسایا تھا اور میں حق کا غلام اور قیدی بن گیا تھا۔ میں انہیں کیسے چھوڑ سکتا تھا یا ترک کر سکتا تھا، خواہ ان کے وعدوں میں تاخیر ہو جائے۔ کیا نوح کے وعدے میں تاخیر نہیں ہوئی اور کیا عیسیٰ کے وعدے میں تاخیر نہیں ہوئی اور کیا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا وعدہ تبدیل اور تاخیر نہیں ہوا؟ سیلاب میں تاخیر,

اور سینکڑوں سال کی تاخیر ہوئی, اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے یروشلم سے حکومت نہیں کی بلکہ ان کے جسم کو صلیب پر چڑھایا گیا اور محمد نے زمین کو انصاف کے ساتھ نہیں بھرا بلکہ ان کی طرف سے کسی سے وعدہ موخر کیا گیا۔ کیا ہم ان سب سے کفر کریں گے، اس لیے کہ ہم احمد الحسن کا اس لیے کفر کر رہے ہیں کہ ان کا ایک وعدہ مؤخر ہوا یا ہماری امید کے مطابق پورا نہ ہوا۔ ایک بار جب کوئی شخص خدا کے سچے رسول کے معیار پر پورا اترتے ہیں، وصیت میں ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، علم کا مظاہرہ کرتے ہیں اور خدا کی بالادستی کی طرف بلاتے ہیں، تو آپ انہیں کبھی نہیں چھوڑ سکتے ورنہ گمراہ ہو جائیں گے۔

اور اسی وجہ سے میں نے جانے نہیں دیا، ہر مشکل اور ہر طوفان اور ہر برے الزام اور خطرے کے باوجود میں اپنے امام کے لیے اپنی جان دینے کے لیے تیار تھا، کیونکہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "تم میں سے کوئی بھی ایمان نہیں رکھتا، یہاں تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی اولاد، اس کے والد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔"[723]

اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا: "جو شخص اپنے باپ یا ماں کو مجھ سے زیادہ پیار کرتا ہے وہ میرے لائق نہیں ہے۔ جو اپنے بیٹے یا بیٹی کو مجھ سے زیادہ پیار کرتا ہے وہ میرے لائق نہیں ہے۔"[724]

مجھے اپنی جگہ مرنے دیں بابا

ایک دن میں نے اپنے والد سے کہا (منہ السلام)، "مجھے آپ اپنے پہلے اس اوتار میں مرنے دیں، اور آپ جیتے رہیے، میرا دل آپ کو کھونے سے سنبھلتا نہیں ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہی وجہ ہے کہ میں کربلا میں آپ سے پہلے گزرا۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بیٹا، ایسا نہیں ہوگا۔" میں نے کہا، "میں یہ درخواست کرتا رہوں گا جب تک کہ یہ ایک دن نہ ہوجائے۔ خدا کے لیے کچھ بھی ناممکن نہیں ہے۔''

[723] میزان الحکمہ (حکمت کا پیمانہ)، محمد الریشہری، جلد ۱، صفحہ ۵۱۸

[724] مقدس انجیل، متی کی کتاب، باب ۱۰، آیت ۳۷

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، کچھ بھی ناممکن نہیں ہے لیکن اس کی بنیادیں ہوتی ہیں۔ ورنہ تخلیق اور زمین تباہ ہو جائیں گے، اور لاکھوں مر جائیں گے۔"

میں نے کہا، "یہ ویسے بھی تباہ ہونا ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "نہیں بیٹا، یہ ٹھیک کیا جائے گا۔"

میں نے کہا، "میرے والد، یہ آپ ہی کے ہاتھوں ٹھیک ہو گا۔''

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بیٹا، یہ بات نہ دہراؤ، میں تم سے زیادہ علم والا اور باخبر ہوں۔"

لیکن میں اس معاملے کو جانے نہیں دے سکتا تھا، جب بھی میں امام احمد الحسن (منہ السلام) کو کھونے کے بارے میں سوچتا تھا میں ایک چھوٹے بچے کی طرح رو پڑتا۔ تو ایک بار پھر میں نے ان کے ساتھ یہ موضوع اٹھایا۔

میں نے کہا، "مجھے آپ کی اجازت مل گئی ہے کہ کتاب کو منظر عام پر لانے کے لیے تیار کروں اور میں نے اسے آپ کے پاس تجزیے کے لیے بھیج دیا ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، بالکل ٹھیک۔"

میں نے کہا، "میں بہت پرجوش ہوں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے پیارے بیٹے، میں تمہارے لیے خوش قسمتی چاہتا ہوں۔"

میں نے کہا، "میرے والد، اس عظیم اعزاز کے لیے آپ کا شکریہ۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تمہیں ہر نیکی عطا ہو میرے بیٹے، جو کچھ اچھا ہے، تم میرے صالح بیٹے ہو۔"

میں نے کہا، "ساری اچھائی آپ ہی ہیں۔''

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرا طاہر، صالح، صابر، جنگجو بیٹا۔"

میں نے کہا، "اور جب تک میں اس دنیا سے نہیں جاؤں گا، میں ہمیشہ اسی طرح رہوں گا۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے طاہر بیٹے، سفید دل کے ساتھ، جزاک اللہ، اور خدا تمہیں تمام نقصانات اور تمام برائیوں سے محفوظ رکھے۔"

میں نے کہا، "میری ایک درخواست ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، بتاؤ؟ "میں نے کہا، "میرے والد، میں چاہتا ہوں کہ آپ اب میرے دل میں جھانکیں اور دیکھیں کہ میں جو کچھ کہنے جا رہا ہوں، میں اس پر کتنا مخلص ہوں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، میں اسے صاف دیکھ رہا ہوں، میں جانتا ہوں۔" میں نے کہا، "آپ کے بعد اس دنیا میں کوئی اچھائی نہیں ہے، دنیا کو آپ کی ضرورت مجھ جیسے سے زیادہ ہے۔ کیا آپ قبول کرتے ہیں کہ میں آپ سے پہلے جاؤں؟ کہ آپ رہیں اور بنی نوع انسان پر حکومت کریں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے پیارے بیٹے، میری آنکھوں کی روشنی، میں تمہارے دل میں جو کچھ ہے اور تمہارے سچے اور ایماندار جذبات کی قدر کرتا ہوں، تاہم میرے پیارے بیٹے ایسا نہیں ہوگا، کیونکہ اگر ایسا ہوا تو کائنات کے پورے نظام اور خود زندگی کی بنیادوں میں ایک مسئلہ ہو جائے گا۔" میں نے کہا، "کائنات جو اب آپ کے ہاتھ میں ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اور اگر یہ میرے ہاتھ میں ہوتا تب بھی مجھے عادل ہی رہنا پڑتا اور یہی انصاف ہے۔"

میں نے کہا، "اور یہ انصاف نہیں ہے کیا، کہ میں آپ پر اپنے آپ کو قربان کر دوں، یہ کتنے اعزاز کی بات ہے کہ عبداللہ احمد الحسن کے لیے اپنے آپ کو قربان کر دے، آپ کی طرف سے سلامتی ہے، اے عالمین کے مالک، بادشاہوں کے بادشاہ اور آقاؤں کا آقا!"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے بیٹے، یہ مت بھولنا کہ تم اپنے کندھوں کے درمیان ایک روح اٹھاتے ہو، جو میری طرف سے ہے، اس لیے تم اس جسم میں میرے ساتھی ہو اور اس کے جانے کے بعد بھی تم میرے ساتھی ہو۔"

میں نے کہا، "آپ جانتے ہیں کہ میں آپ سے جدا ہونا برداشت نہیں کر سکتا۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم مجھے دیکھو گے اور جب چاہو گے سنو گے۔"

میں رونے لگا۔

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اے میری آنکھوں کی روشنی، تُم بابرکت ہو، میں چاہتا ہوں کہ تم اس گفتگو کو بھول جاؤ اور ان امور پر اپنا وقت ضائع نہ کرو جو شروع سے ہی طے شدہ ہیں۔"

میں نے کہا، "کیا میری جان سے کوئی بڑا تحفہ ہوسکتا ہے جو میں آپ کو دوں؟ "

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، ایک چیز ہے۔ "

میں نے کہا، "وہ کیا ہے؟ "

امام (منہ السلام) نے فرمایا، "کہ تم میرے راستے کو پورے خلوص اور وفاداری کے ساتھ جاری رکھو۔"

میں نے کہا، "لیکن مجھے آپ کی ضرورت ہے۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اے میری آنکھوں کی روشنی، اگر تم ایک صحرا میں درخت ہوتے، تم مجھے ایک بڑا درخت پاتے جو تمہارے اوپر سایہ کرتا ہے اور تمہیں دھوپ اور ہوا سے بچاتا ہے۔"

اکتالیسواں باب

مکاشفہ کی کتاب

''جب ان پر کلام نازل ہوگا تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک دابہ[725] ظاہر کریں گے، جو ان سے بات کرے گا کہ لوگ ہماری نشانیوں پر یقین نہیں رکھتے تھے۔''

[725] دابہ ایک عربی لفظ ہے، اور اس کے معنی ہیں 'حیوان'. لیکن یہاں حیوان سے مراد ایک جانور نہیں ہے، بلکہ یہ ایک خاص نام ہے جو کہ قرآن پاک میں ہم پڑھتے ہیں، ایک ایسے شخص کے بارے میں جو ایمان کے ساتھ خدا کے دشمنوں کے خلاف کھڑا ہوتا ہے. یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بھیجے ہوئے مومن ہیں. پڑھنے والے کی آسانی کے لیے ہم نے اس کتاب میں 'دابۃ الأرض' کا ترجمہ 'دابہ' کے طور پر رکھا ہے، تاکہ غلط فہمی نہ ہو جائے کہ یہ باقاعدہ کوئی جانور ہے. 'دابہ' سے ہمارا مراد ایک مومن رسول ہیں جن کے آخری زمانے میں ظاہر ہونے کا ذکر قران پاک میں موجود ہے.

خوف۔ زیادہ تر لوگ اسی حیثیت میں زندگی گزار رہے ہیں۔ جہنم میں جانے کا خوف۔ دھوکہ دہی کا خوف۔ شیطان، دجال کا خوف، تبدیلی کا خوف۔ خوف سے ہی بے عمل علماء عوام کو اندھی اطاعت میں مبتلا کرتے ہیں۔ یہ وہی خوف تھا خدا کا جو مصریوں کو محسوس ہوتا تھا جس کی استعمال سے فرعون عمون کے مندر کے پجاریوں کو غلام بناتا تھا۔ یہ پروگرامنگ کے ٹوٹنے کا خوف ہے جس کے ساتھ ہماری پرورش ہوئی ہے جو ہمیں غلام بنانے کا سبب بنتی ہے۔ قرآن میں، کافروں نے کہا: "اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے اس کی پیروی کرو، تو وہ کہتے ہیں، نہیں ہم اس کی پیروی کرتے ہیں جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔" حالانکہ ان کے آباء و اجداد کچھ نہیں سمجھتے تھے اور وہ ہدایت یافتہ نہیں تھے؟"[726]

لوگ اندھے مویشیوں اور بھیڑ بکریوں کی مانند ہیں جو ہجوم اور واقف کے پیچھے چل رہے ہیں: "یا کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ان میں سے اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں؟ وہ کچھ نہیں مگر چوپایوں کی طرح۔ بلکہ وہ راستے سے بہت دور بھٹک رہے ہیں۔"[727]

آپ ہمیشہ بے عمل علماء کو ہر اس شخص کو یا اس نظام کو شیطان کہتے ہوئے پائیں گے جو ان کی طاقت کو چیلنج کرتے ہوں یا جن سے ان کے لئے کوئی ہو۔ آپ کو عمون کے پادریوں کو موسیٰ (علیہ السلام) کو شیطان بناتے ہوئے، ربیوں کو عیسیٰ (علیہ السلام) کو شیطان بناتے ہوئے، یہودی اور عیسائی علماء محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو شیطان بناتے ہوئے ملتے ہیں۔ کیوں؟ تاکہ لوگ ان کی پیروی کرنے سے ڈریں۔ اور نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور محمد کیوں سب سے زیادہ پرعزم قرار پائے؟ اس لیے کہ وہ اپنے سے پہلے والوں کی کتابوں اور ان کے طریقوں اور صحیفوں کو چھوڑنے کی قوت ارادی کے حامل تھے۔ عثمان بن عیسی سے، سمعہ سے، انہوں نے کہا:

میں نے ابی عبد اللہ (علیہ السلام) سے کہا: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ 'پس صبر کرو جیسا کہ اولی العزم نے کیا تھا،' انہوں نے کہا: "[وہ ہیں] نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور محمد (ان پر اور خدا کے تمام انبیاء اور اس کے رسولوں پر سلام ہو)۔ میں نے کہا وہ اولی العزم کیسے ہوئے؟ انہوں نے فرمایا: "کیونکہ نوح کو کتاب اور فقہ کے ساتھ بھیجا گیا تھا، اس لیے نوح کے بعد آنے والے تمام لوگوں نے نوح کی کتاب اور ان کے فقہ اور ان کے طریقہ کار سے کام لیا، یہاں تک کہ ابراہیم صحیفہ لے کر آئے، اور قوت

[726] قرآن مجید، سورہ ۲ (البقرہ)، آیت ۱۷۰

[727] قرآن مجید، سورہ ۲۵ (الفرقان)، آیت ۴۴

ارادی کے ساتھ انہوں نے نوح کی کتاب کو چھوڑ دی، کفر کی وجہ سے نہیں۔ اور ابراہیم کے بعد آنے والا ہر نبی ابراہیم کی فقہ، ان کے طریقہ کار اور ان کے صحیفوں کے ساتھ آیا، یہاں تک کہ موسیٰ تورات لے کر آئے اور قوت ارادی کے ساتھ انہوں نے صحیفوں کو چھوڑ دیا۔ اور اس طرح موسیٰ کے بعد آنے والے ہر نبی نے تورات، اس کے فقہ اور اس کے طریقہ کار سے کام کیا، یہاں تک کہ مسیح انجیل لے کر آئے اور قوت ارادی کے ساتھ انہوں نے موسیٰ کی فقہ اور ان کے طریقہ کار کو چھوڑ دیا۔ اور اسی طرح مسیح کے بعد آنے والے ہر نبی نے کام کیا، اپنی فقہ اور اس کے طریقہ کار سے، یہاں تک کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے قرآن، اس کی فقہ اور اس کے طریقہ کار کو سامنے لے آئے۔ پس ان کا حلال یوم القیامہ تک حلال ہی رہے گا اور ان کا حرام یوم القیامہ تک حرام ہی رہے گا، پس یہی وہ لوگ ہیں جن کا عزم و ارادہ ہے، رسولوں میں سے۔"[728]

جمعہ کی نماز کا اٹھانا

اور اب یہ یوم القیامہ ہے یا قائم کے ظہور کا دن ہے، اور احمد الحسن (منہ السلام) کے پاس اتنی قوت ارادی تھی کہ وہ اپنے سے پہلے والوں کی کتابوں اور فقہ کو چھوڑ سکتے تھے، نہ کہ ان پر کفر کی وجہ سے۔ بلکہ اس لیے کہ وہ ساتویں عہدنامے کے ساتھ آئے، ایک نیا اور زیادہ کامل اور مکمل عہدنامہ اپنی نئی کتاب اور فقہ کے ساتھ اور مذہب کے حقیقی معنی کے ساتھ، آدم کو سجدہ کرنا، یا اللہ کے خلیفہ، خدا کے مقرر کردہ بادشاہ یا رسول کو۔ یہی سچی نماز اور خدا کی سچی عبادت ہے۔ احمد الحسن (منہ السلام) اس نکتے کو ظاہر کرنے کے لیے، انہوں نے ایک مرتبہ مجھ سے کہا کہ میں مومنین سے مہدی آدم (علیہ السلام) کی بیعت کرواؤں۔ میں نے اس دن آدم (علیہ السلام) کو مومنوں کی ایک بڑی جماعت کے سامنے کھڑا کیا اور میں نے یہ الفاظ پڑھے: "اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو، تو سب نے سجدہ کیا سوائے شیطان کے۔ اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور کافروں میں سے تھا۔"[729]

---

[728] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، جلد ٦٥، ص۔ ٣٢٦

[729] قرآن مجید، سورہ ٢ (البقرہ)، آیت ٣٤

اور اس دن وہاں موجود تمام مومنین فوراً سجدہ ریز ہو گئے۔ کچھ لوگوں نے اس واقعے کو فلمایا تھا اور جب یہ امام احمد الحسن (منہ السلام) تک پہنچا تو امام نے فرمایا:

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "تم مبارک ہو اور تمام اہل ایمان بھی، اور خدا تمہارے بابرکت اجتماع کو برکت دے، اور مومنین کو مبارک ہو جب کہ وہ خدا کی دو محبوب ترین مخلوقات کے درمیان کھڑے ہیں، میرے دل، یوسف اور آدم، خدا تم دونوں کی حفاظت کرے۔ یہ کتنا خوبصورت ہے، اور تم کتنے پیارے ہو، خدا تمہاری حفاظت کرے۔ خدا بہت بڑا ہے اور خدا کا شکر ہے اور خدا کی ذات پاک ہے، خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اور جماعتوں کو اکیلے ہی شکست دی، دین خالص اسی کے لئے ہے، خواہ کافر اس سے نفرت کرتے ہوں ! دیکھو فرشتوں کی طرف سے آدم کو سجدہ کرنے کا عمل ایک بار پھر ہوا ہے۔ خدا کا شکر ہے اور حمد وثناء اس کے لیے ہیں۔ تم نے اسی لمحے ابلیس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، خدا اس پر لعنت کرے۔ خدا آپ سب کو خوش رکھے۔ اس سجدے اور اس اطاعت سے اللہ تعالیٰ نے مومنین کے تمام گناہ معاف کردیے ہیں۔ ان سب کو مطلع کر دو، اور میں نے تم سے چار ہفتے کے لیے جمعہ کی نماز کا فرض بھی اٹھا لیا ہے۔ خدا عظیم ہے اور تمام شکر خدا کا ہے ! تم ہی نماز ہو میرے بیٹے، تم اور آدم (علیہ السلام)، تم ہی فرض عبادات ہو۔ اور لوگ جمعہ کی نماز کے ساتھ کیا کریں گے؟ خدا تمہاری حفاظت کرے ! تم نے ہمیشہ میرا سر اٹھایا، میرے پیارے بیٹے۔ "

میں نے کہا، "میں صرف آپ کی رضامندی چاہتا ہوں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں تم سے پوری طرح راضی ہوں، اللہ تعالیٰ تمہیں اجر دے میرے پیارے بیٹے، اور اللہ تمہیں اور نیکی ادا فرمائے."

آزاد کا مقام

جیسا کہ آپ نے دیکھا، اطاعت کے عمل کے ذریعے، ایک مومن اس درجے تک پہنچ سکتا ہے اور ہوسکتا ہے کہ ظاہری عبادات اس سے چھوٹ جائیں اور اب اس کی ضرورت نہ رہے، کیونکہ خدا کو ہماری عبادت کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ ہم اس کے محتاج ہیں۔

میں نے اپنے والد سے کہا (منہ السلام)، "مجھے حلال اور حرام کی تعلیم دیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بیٹا کیا تم اسے سنبھال پاؤ گے؟ کیا تم صبر کر لو گے...؟"

میں نے کہا، "تو کیا یہاں فقہ ہمارے لیے جنت کی فقہ ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں بیٹا، ہاں، سمجھو بیٹا، سمجھو اور آزاد ہو جاؤ!" میں نے کہا، "عام مومنوں کا کیا ہوگا جو خدا کے حجت نہیں ہیں؟ کیا زمین کی فقہ ان کے لیے بھی گرتی ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "فقہ صرف ان مومنوں سے گرتی ہے جو خدا کے لیے مکمل اور کامل اطاعت گزار ہوں۔ جہاں تک تمہارا تعلق ہے، تو تم فقہ سے بالاتر ہو اگر تمہارا ذہن اس پر مکمل یقین رکھتا ہے۔ کیا تمہیں اس میں یقین ہے؟ میں چاہتا ہوں کہ تم میرے لیے یہ ثابت کرو، مجھے ثابت کرو کہ تمہارا دماغ اس پر پوری طرح یقین کرتا ہے جو میں کہہ رہا ہوں۔ میرے بیٹے، اپنے ذہن سے وہ سب کچھ اکھاڑ دو جو تم نے سیکھا ہے، کیونکہ تم فقہ سے بالاتر ہو، اور تم اس کے تابع نہیں ہو، تم دوسری دنیا سے ہو، اس کا حلال یہاں کے حلال سے ہٹ کر ہے اور اس کا حرام یہاں کے حرام سے ہٹ کر ہے۔ سمجھو، میری گزارش ہے، میں تم سے التجا کرتا ہوں، سمجھو میں کیا چاہتا ہوں، سمجھو اور آزاد ہو جاؤ، آزاد ہو جا میرے بیٹے، آزاد ہو جا!"

میں نے کہا، "تو یہ جو آپ نے نجس کہا، کیا یہ نجس نہیں ہے؟" امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، یہ نجس ہے کیونکہ تم اسے غلط سمجھتے ہو، حالانکہ حلال ہے، لیکن صرف اس صورت میں جب تم اسے حلال مانتے ہو۔ یہ ایک مشکل مساوات ہے، جیسا کہ میں نے کہا، جس کے لیے اعلیٰ درجے کی بیداری اور عقل کی ضرورت ہے۔ اور شراب وغیرہ ہر چیز کا یہی حال ہے۔'' میں نے کہا، ''تو اگر انسان کا دماغ دنیا سے ہو اور وہ دنیا کا بندہ ہو تو کیا وہ فقہ کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے؟''

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "بہت اچھا کام ! بہت خوب ! بہت خوب ! "

میں نے کہا: "کسی شخص کو کیسے معلوم ہو کہ وہ آزاد کے مقام کو پہنچ گیا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "صرف امام ہی غلام کی زنجیر کھول سکتا ہے اور اسے خبر دے سکتا ہے۔"

میں نے کہا: "ور آگر وہ اپنی زنجیریں کھول دے اور نماز پڑھنا چھوڑ دے اور جو چاہے کرے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "پھر یہ نافرمان ہے اور مومن نہیں ہے اور اس سے حساب لیا جائے گا اور ان اعمال کی سزا دی جائے گی۔ "

حواری پریشان ہو جاتے ہیں

میں نے ان الفاظ کے بارے میں بہت سوچا اور میں جانتا ہوں کہ امام کے یہ الفاظ بہت سے لوگوں کے ذہنوں میں بدعتی ہیں اور یہ سوچ ڈال کر انہیں پریشان کر دیا ہے کہ وہ شیطان یا دجال ہیں۔ اس سے مجھے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے حواریوں کا ایک خواب یاد آیا جس سے وہ پریشان ہو گئے اور اس خواب کا تعلق بھی فقہ اور صحیح و غلط سے ہے۔ یہ یہوداہ کی انجیل نجع حمادی میں پائے جانے والے مخطوطہ میں تھا۔ میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے اس خواب کے بارے میں پوچھا۔ میں نے اپنے والد سے کہا (منہ السلام)، "میرے والد، یہوداہ کی انجیل میں، حواریوں نے ایک رویا دیکھا، اس میں لکھا ہے: 'ایک اور دن عیسی ان کے پاس آئے۔ اُنہوں نے اُن سے کہا، "آقا، ہم نے آپ کو خواب میں دیکھا ہے، اور ہم نے پچھلی رات بہت حیرت انگیز خواب دیکھے تھے۔" لیکن عیسی نے کہا، "آپ کیوں... چھپایا؟"

اور اُنہوں نے کہا، "ہم نے ایک عظیم [گھر، ایک عظیم] قربان گاہ [اس میں] بارہ افراد کو دیکھا - سمجھ لیں کہ وہ پادری تھے - اور ایک نام۔ اور لوگوں کا ایک ہجوم قربان گاہ پر انتظار کر رہا تھا [جب تک] کاہنوں نے قربانیاں وصول نہیں کیں۔ ہم بھی انتظار کرتے رہے۔" [عیسی نے کہا]، "وہ کس طرح کے تھے؟" اور اُنہوں نے کہا، "[کچھ] دو ہفتے [روزے] رکھتے تھے۔ دوسرے اپنے بچوں کو قربان کرتے تھے۔ دوسرے اپنی بیویاں قربان کرتے، ایک دوسرے کے درمیان تعریف دیتے ہوئے اور عاجزی

کے ساتھ۔ ان میں سے کچھ مردوں کے ساتھ سو رہے تھے۔ کچھ لوگوں نے قتل کیا؛ لیکن دوسرے بہت سے گناہ کر رہے تھے اور مجرمانہ کام کر رہے تھے۔ [اور] قربان گاہ کے سامنے کھڑے لوگ آپ کا [نام] پکار رہے تھے ! اور اپنی تمام قربانیوں میں وہ قربان گاہ کو اپنی قربانیوں سے بھر رہے تھے۔ یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئے کیونکہ وہ پریشان تھے۔"[730]

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔" میں نے کہا: "یہ بارہ آدمی جو انہوں نے خواب میں دیکھے تھے، جن سے وہ پریشان ہوئے، کیا یہ مہدی ہیں، یا وہ بارہ ہیں جو آخر تک باقی رہیں گے، یا وہ بارہ حواری تھے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، وہ مہدی ہیں۔"

حواریوں کو پریشانی ہوئی کیونکہ لوگ خواب میں رب کو نذرانے کے طور پر جو اعمال کر رہے تھے وہ ایسے اعمال تھے جنہیں وہ فقہ کے خلاف سمجھتے تھے۔ جس چیز کو انہوں نے مدنظر نہیں رکھا، وہ ان اعمال کے پیچھے نیت تھی جو نذر کے طور پر پیش کیے گئے تھے اور ان اعمال کے نتائج تھے، بالکل اسی طرح جیسے سورہ کہف میں موسیٰ (علیہ السلام) کے قصے میں عبد الصالح کے اعمال تھے۔

ایک اور غلط سمجھا ہوا خواب

انجیل کی سب سے پراسرار کتابوں میں سے ایک کتاب مکاشفہ کی کتاب ہے۔ یہ نئے انجیل کی آخری کتاب ہے، اس پر کوئی اتفاق رائے نہیں ہے کہ اسے کس نے لکھا ہے اور نہ ہی اس بات پر اتفاق رائے ہے کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ یہ ایک پراسرار نظارہ ہے جسے مصنف نے ریکارڈ کیا تھا جو اپنی شناخت محض یوحنا کے طور پر کرتا ہے۔ کچھ لوگ مصنف کو وہی یوحنا سمجھتے ہیں جس نے یوحنا کی انجیل لکھی تھی۔ جدید علماء کا کہنا ہے کہ اس کا امکان بہت کم ہے۔ یہاں تک کہ علماء اس بات پر آپس میں اختلاف کرتے ہیں کہ آیا یوحنا کی انجیل کا مصنف عیسی کا حواری یوحنا تھا یا یہ ان حواریوں کا طالب علم تھا جس کا نام بھی

[730] یہوداہ کی انجیل

یوحنا تھا۔ علماء نے بھی اس نسخے کی تاریخ مسیح کے بعد پہلی صدی کی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے خیال میں اس کتاب میں بادشاہ نیرو کے حوالے موجود ہیں جو اس زمانے میں رہتے تھے۔

خلاصہ یہ کہ مکاشفہ کی کتاب ایک ایسی کتاب ہے جسے زیادہ تر عیسائی سمجھتے ہیں کہ آخری وقت یا قیامت کے واقعات کی تفصیل ہے۔ عیسی یوحنا کے سامنے ایک رویا میں ظاہر ہوتے ہیں اور انہیں حکم دیتے ہیں کہ وہ مختلف گرجا گھروں کو پیغامات پہنچائے اور پھر یوحنا کو عیسی نے اپنی رجعت، دجال کے ظہور اور قیامت کے واقعات سے متعلق مختلف مناظر دکھائے۔ مکاشفہ کی کتاب ان کتابوں میں سے ایک ہے جو اکثر اسلام اور پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ ساتھ مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو شیطان بنانے کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض عیسائی مبلغین اور نام نہاد علماء نے مکاشفہ کی کتاب کی تشریح یہ کی ہے کہ وہ مہدی اور عیسیٰ کے درمیان آخری تصادم کی بات کر رہے ہیں۔ وہ مکاشفہ کی کتاب کے حوالہ جات پر یقین رکھتے ہیں جو ایک سفید سوار کے بارے میں بات کرتے ہیں، جیسا کہ مکاشفہ ۶:۲ میں مذکور ہے، مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بات کرنے کے لیے، "میں نے دیکھا، اور وہاں میرے سامنے ایک سفید گھوڑا تھا ! اس کے سوار نے کمان پکڑی ہوئی تھی، اور اسے تاج دیا گیا تھا، اور وہ فتح پر جھکا ہوا فاتح بن کر باہر نکلا۔"[731]

مکاشفہ کی کتاب میں تین کرداروں کے ظہور کی تفصیل دی گئی ہے جنہیں عیسائی خالص برائی یا ناپاک تثلیث کا مظہر، ڈریگن، سمندر کا دابہ (حیوان)، اور زمین کا دابہ سمجھتے ہیں۔ ڈریگن کو شیطان سمجھا جاتا ہے، سمندر کے دابہ کو دجال سمجھا جاتا ہے اور زمین کے دابہ کو جھوٹا نبی سمجھا جاتا ہے، ایک فرد جو پہلے دابہ کی طرف پکارتا ہوا نکلتا ہے۔ مزید آگے جانے سے پہلے، ہم مکاشفہ کی کتاب کی آیات کا جائزہ لیں گے جو اس موضوع سے متعلق ہیں:

[731] مقدس انجیل، مکاشفہ کی کتاب، باب ٦، آیت ٢

عورت اور اژدہا

۱ پھِر آسمان پر ایک بڑا نِشان دِکھائی دِیا یعنی ایک عَورت نظر آئی جو آفتاب کو اوڑھے ہُوئے تھی اور چاند اُس کے پاؤں کے نِیچے تھا اور بارہ سِتاروں کا تاج اُس کے سر پر۔

۲ وہ حامِلہ تھی اور دردِزہ میں چلاتی تھی اور بچّہ جننے کی تکلِیف میں تھی۔

۳ پھِر ایک اَور نِشان آسمان پر دِکھائی دِیا یعنی ایک بڑا لال اژدہا۔ اُس کے سات سر اور دس سِینگ تھے اور اُس کے سروں پر سات تاج۔

۴ اور اُس کی دُم نے آسمان کے تہائی سِتارے کھینچ کر زمِین پر ڈال دِئے اور وہ اژدہا اُس عَورت کے آگے جا کھڑا ہُوا جو جننے کو تھی تاکہ جب وہ جنے تو اُس کے بچّے کو نِگل جائے۔

۵ اور وہ بیٹا جنی یعنی وہ لڑکا جو لوہے کے عصا سے سب قَوموں پر حُکومت کرے گا اور اُس کا بچّہ یکایک خُدا اور اُس کے تخت کے پاس تک پہُنچا دِیا گیا۔

٦ اور وہ عَورت اُس بیابان کو بھاگ گئی جہاں خُدا کی طرف سے اُس کے لِئے ایک جگہ تیار کی گئی تھی تاکہ وہاں ایک ہزار دو سَو ساٹھ دِن تک اُس کی پرورِش کی جائے۔

۷ پھِر آسمان پر لڑائی ہُوئی۔ مِیکائیل اور اُس کے فِرشتے اژدہا سے لڑنے کو نِکلے اور اژدہا اور اُس کے فِرشتے اُن سے لڑے۔

۸ لیکِن غالِب نہ آئے اور اِس کے بعد آسمان پر اُن کے لِئے جگہ نہ رہی۔

۹ اور وہ بڑا اژدہا یعنی وُہی پُرانا سانپ جو اِبلِیس اور شَیطان کہلاتا ہے اور سارے جہان کو گُمراہ کر دیتا ہے زمِین پر گِرا دِیا گیا اور اُس کے فِرشتے بھی اُس کے ساتھ گِرا دِئے گئے۔

۱۰ پھِر مَیں نے آسمان پر سے یہ بڑی آواز آتی سُنی کہ اَب ہمارے خُدا کی نِجات اور قُدرت اور بادشاہی اور اُس کے مسِیح کا اِختیار ظاہِر ہُوا کِیونکہ ہمارے بھائیوں پر اِلزام لگانے والا جو رات دِن ہمارے خُدا کے آگے اُن پر اِلزام لگایا کرتا ہے گِرا دِیا گیا۔

۱۱ اور وہ برّہ کے خُون اور اپنی گواہی کے کلام کے باعِث اُس پر غالِب آئے اور اُنہوں نے اپنی جان کو عزِیز نہ سمجھا۔ یہاں تک کہ مَوت بھی گوارا کی۔

۱۲ پَس اَے آسمانو اور اُن کے رہنے والو خُوشی مناؤ! اَے خُشکی اور تری تُم پر افسوس! کِیُونکہ ابلِیس بڑے غُصّہ میں تُمہارے پاس اُتر کر آیا ہے۔ اِس لِئے کہ جانتا ہے کہ میرا تھوڑا ہی سا وقت باقی ہے۔

۱۳ اور جب اژدہا نے دیکھا کہ مَیں زمین پر گِرا دِیا گیا ہُوں تو اُس عَورت کو ستایا جو بیٹا جنی تھی۔

۱۴ اور اُس عَورت کو بڑے عُقاب کے دو پر دِئے گئے تاکہ سانپ کے سامنے سے اُڑ کر بیابان میں اپنی اُس جگہ پہُنچ جائے جہاں ایک زمانہ اور زمانوں اور آدھے زمانہ تک اُس کی پرورِش کی جائے گی۔

۱۵ اور سانپ نے اُس عَورت کے پیچھے اپنے مُنہ سے ندی کی طرح پانی بہایا تاکہ اُس کو اِس ندی سے بہا دے۔

۱۶ مگر زمین نے اُس عَورت کی مدد کی اور اپنا مُنہ کھول کر اُس ندی کو پی لیا جو اژدہا نے اپنے مُنہ سے بہائی تھی۔

۱۷ اور اژدہا کو عَورت پر غُصّہ آیا اور اُس کی باقی اَولاد سے جو خُدا کے حُکموں پر عمل کرتی ہے اور یسُوع کی گواہی دینے پر قائِم ہے لڑنے کو گیا۔[732]

سمندر سے نکلنے والا دابہ

۱ اور سمندر کی ریت پر جا کھڑا ہُوا۔ اور مَیں نے ایک دابہ کو سمندر میں سے نِکلتے ہُوئے دیکھا۔ اُس کے دس سِینگ اور سات سر تھے اور اُس کے سِینگوں پر دس تاج اور اُس کے سروں پر کُفر کے نام لِکھے ہُوئے تھے۔

۲ اور جو دابہ مَیں نے دیکھا اُس کی شکل تیندوے کی سی تھی اور پاؤں رِیچھ کے سے اور مُنہ ببر کا سا اور اُس اژدہا نے اپنی قُدرت اور اپنا تخت اور بڑا اِختیار اُسے دے دِیا۔

[732] مقدس انجیل، مکاشفہ کی کتاب، باب ۱۲

۳ اور مَیں نے اُس کے سروں میں سے ایک پر گویا زخمِ کاری لگا ہُوا دیکھا مگر اُس کا زخمِ کاری اچھا ہو گیا اور ساری دُنیا تعجُب کرتی ہُوئی اُس دابہ کے پیچھے پیچھے ہولی۔

۴ اور چُونکہ اُس اژدہا نے اپنا اِختیار اُس دابہ کو دے دِیا تھا اِس لِئے اُنہوں نے اژدہا کی پرستِش کی اور اُس دابہ کی بھی یہ کہہ کر پرستِش کی کہ اِس دابہ کی مانِند کَون ہے؟ کَون اُس سے لڑ سکتا ہے؟

۵ اور بڑے بول بولنے اور کُفر بکنے کے لِئے اُسے ایک مُنہ دِیا گیا اور اُسے بیالیس مہینے تک کام کرنے کا اِختیار دِیا گیا۔

٦ اور اُس نے خُدا کی نِسبت کُفر بکنے کے لِئے مُنہ کھولا کہ اُس کے نام اور اُس کے خَیمہ یعنی آسمان کے رہنے والوں کی نِسبت کُفر بکے۔

۷ اور اُسے یہ اِختیار دِیا گیا کہ مُقدّسوں سے لڑے اور اُن پر غالِب آئے اور اُسے ہر قبیلہ اور اُمّت اور اہلِ زبان اور قَوم پر اِختیار دِیا گیا۔

۸ اور زمِین کے وہ سب رہنے والے جِن کے نام اُس برّہ کی کِتابِ حیات میں لِکھے نہیں گئے جو بنایِ عالم کے وقت سے ذِبح ہُوا ہے اُس دابہ کی پرستِش کریں گے۔

۹ جِس کے کان ہوں وہ سُنے۔

۱۰ جو قید ہونے والا ہے وہ قَید میں پڑے گا۔ جو کوئی تلوار سے قتل کرے گا وہ ضرُور تلوار سے قتل کِیا جائے گا۔ مُقدّسوں کے صبر اور اِیمان کا یہی مَوقع ہے۔[733]

زمین کا دابہ

۱۱ پھر مَیں نے ایک اَور دابہ کو زمین میں سے نِکلتے ہُوئے دیکھا۔ اُس کے برّہ کے سے دو سینگ تھے اور اژدہا کی طرح بولتا تھا۔

[733] مقدس انجیل، مکاشفہ کی کتاب، باب ۱۳، آیات ۱-۱۰

۱۲ اور یہ پہلے دابہ کا سارا اِختیار اُس کے سامنے کام میں لاتا تھا اور زمین اور اُس کے رہنے والوں سے اُس پہلے دابہ کی پرستش کراتا تھا جس کا زخمِ کاری اچھا ہو گیا تھا۔

۱۳ اور وہ بڑے بڑے نِشان دِکھاتا تھا۔ یہاں تک کہ آدمیوں کے سامنے آسمان سے زمین پر آگ نازِل کر دیتا تھا۔

۱۴ اور زمین کے رہنے والوں کو اُن نِشانوں کے سبب سے جن کے اُس دابہ کے سامنے دِکھانے کا اُس کو اِختیار دِیا گیا تھا اِس طرح گُمراہ کر دیتا تھا کہ زمین کے رہنے والوں سے کہتا تھا کہ جس دابہ کے تلوار لگی تھی اور وہ زِندہ ہو گیا اُس کا بُت بناؤ۔

۱۵ اور اُسے اُس دابہ کے بُت میں رُوح پھُونکنے کا اِختیار دِیا گیا تاکہ وہ دابہ کا بُت بولے بھی اور جتنے لوگ اُس دابہ کے بُت کی پرستِش نہ کریں اُن کو قتل بھی کرائے۔

۱۶ اور اُس نے سب چھوٹے بڑوں دَولتمندوں اور غریبوں۔ آزادوں اور غُلاموں کے دہنے ہاتھ یا اُن کے ماتھے پر ایک ایک چھاپ کرا دِیا۔

۱۷ تاکہ اُس کے سِوا جس پر نِشان یعنی اُس دابہ کا نام یا اُس کے نام کا عدد ہو اَور کوئی خرِید و فروخت نہ کر سکے۔

۱۸ حِکمت کا یہ مَوقع ہے۔ جو سمجھ رکھتا ہے وہ اِس دابہ کا عدد گِن لے کِیونکہ وہ آدمی کا عدد ہے اور اُس کا عدد چھ سَو چھیاسٹھ (٦٦٦) ہے۔[734]

٦٦٦ کی تشریح

میں نے اپنے والد سے کہا (منہ السلام)، "میرے والد، انجیل میں ایک نمبر ٦٦٦ ہے اور اس کا زمین کے دابہ سے تعلق ہے، انجیل کے لوگ اس مخلوق کو دجال سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ کہ وہ لوگوں پر نشان لگاتا ہے۔ قرآن میں آپ کے پاس زمین کا دابہ ہے اور وہ لوگوں کو سلیمان کی انگوٹھی وغیرہ سے نشان زد کرتا ہے۔ اس نمبر کا کیا مطلب ہے اور کیا یہ دابہ قائم ہے جسے انجیل

[734] مقدس انجیل، مکاشفہ کی کتاب، باب ۱۳، آیات ۱۱-۱۸

میں دجال سے تعبیر کیا گیا ہے؟" امام (منہ السلام) نے فرمایا: "دابہ قائم ہے، ہاں، اس زمانے میں اور ہر دور کے لیے ایک دابہ ہوتا ہے، جہاں تک نمبر ٦٦٦ ہے وہ اضافہ اور ضرب سے ملتا ہے۔" میں نے کہا، "اضافہ اور ضرب؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اگر تم دو نمبروں کو ضرب دو اور تیسرے کے ساتھ جوڑ دو تو تمہیں ایک عدد ملے گا۔ ٦X٦=٣٦۔ "

میں نے کہا "جی ہاں."

امام (منہ السلام) نے فرمایا: ٣٦+٦=٤٢۔ "

میں نے کہا، "٤٢؟ "

امام نے فرمایا: "٤٢۔ یہ نمبر تمہیں کس چیز کی یاد دلاتا ہے؟ ہاں؟ ٤٢ مومن۔"

میں نے کہا، "بالکل۔ "

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اور اگر تم واپس جا کر نمبر ٤٢ جوڑ دو تو کتنا ہو گا؟"

میں نے کہا، "یہ ٦ ہوگا؟ "

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "٦. اہل کساء کتنے ہیں؟"

میں نے عرض کیا: "اہل کساء پانچ ہیں، جبرائیل کو ملا کر تو ٦۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "٦، اب تم سمجھ گئے ہو۔"

میں نے کہا، "سبحان اللہ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میرے علاوہ اس کی تاویل قیامت تک کوئی نہیں کرے گا۔ "

اس دور میں دو درندوں کی شناخت

میں نے کہا، "میں نے انجیل میں دابہ کے بارے میں پڑھا ہے اور یہ پایا ہے:

11 پھر مَیں نے ایک اَور دابہ کو زمین میں سے نِکلتے ہُوئے دیکھا۔ اُس کے برّہ کے سے دو سِینگ تھے اور اژدہا کی طرح بولتا تھا۔
12 اور یہ پہلے حَیوان کا سارا اِختیار اُس کے سامنے کام میں لاتا تھا اور زمِین اور اُس کے رہنے والوں سے اُس پہلے دابہ کی پرستِش کراتا تھا جِس کا زخمِ کاری اچھا ہو گیا تھا۔
13 اور وہ بڑے بڑے نِشان دِکھاتا تھا۔ یہاں تک کہ آدمیوں کے سامنے آسمان سے زمِین پر آگ نازِل کر دیتا تھا۔
14 اور زمِین کے رہنے والوں کو اُن نِشانوں کے سبب سے جِن کے اُس حَیوان کے سامنے دِکھانے کا اُس کو اِختیار دِیا گیا تھا اِس طرح گُمراہ کر دیتا تھا کہ زمین کے رہنے والوں سے کہتا تھا کہ جِس دابہ کے تلوار لگی تھی اور وہ زِندہ ہو گیا اُس کا بُت بناؤ۔[735]

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔" میں نے کہا: پہلا دابہ وہ ہے جس کو لوگ سجدہ کرتے ہیں اور دوسرا وہ ہے جو لوگوں کو سجدہ کراتا ہے، کیا یہ آپ کی اور میری طرف اشارہ ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں۔" میں نے کہا، "میرے والد، بہت عرصے سے میں جانتا ہوں کہ قرآن کہتا ہے کہ یہ زمین کا دابہ ہے جو لوگوں سے باتیں کرتا ہے اور اب میں آپ سے اس کی پہچان کی حقیقت جانتا ہوں، لیکن انجیل اس دابہ کے بارے میں اس طرح کہتی ہے کہ گویا وہ شیطانی ہے، کیا یہ متن میں کرپشن کی وجہ سے ہے یا یہ جان بوجھ کر لوگوں کو امام مہدی سے گمراہ کرنے کے لیے ہے یا مکاشفہ کی کتاب میں کیا ہوا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں میرے بیٹے، اس میں کوئی شک نہیں کہ دین کے پیروکاروں کو گمراہ کرنے اور حق کو باطل اور باطل کو حق کے طور پر دکھانے کے لیے یہ بگاڑ موجود ہے۔"

---

[735] مقدس انجیل، مکاشفہ کی کتاب، باب ۱۳، آیات ۱۱-۱۴

میں نے کہا، "ہاں، میں نے اتنا ہی سوچا تھا لیکن میں پکا کرنا چاہتا تھا۔ "

نشانی

اب یہ واضح ہے کہ ہمارے پاس ایک بہت ہی متنازعہ صورتحال ہے۔ انجیل کہہ رہی ہے کہ دابہ شیطان کا سپاہی ہے اور عیسیٰ اور خدا کا دشمن ہے، جبکہ قرآن کہہ رہا ہے کہ ایک دابہ ہے جو نکلے گا اور لوگوں سے ان کے کفر کے بارے میں بات کرے گا۔ امام (منہ السلام) کہہ رہے ہیں کہ وہ سمندر سے دابہ ہے، اور قائم زمین سے دابہ ہے، لیکن وہ نیک ہیں۔ کیا یہ مختلف دابہ ہو سکتے ہیں؟ بالکل نہیں. کیوں نہیں؟ ٹھیک ہے، مکاشفہ کی کتاب میں، دابہ لوگوں کو ان کے دائیں ہاتھ یا ماتھے پر نشان لگاتا ہے:

اور اُس نے سب چھوٹے بڑوں دَولتمندوں اور غرِیبوں۔ آزادوں اور غُلاموں کے دہنے ہاتھ یا اُن کے ماتھے پر ایک ایک چھاپ کرا دِیا۔
تاکہ اُس کے سِوا جِس پر نِشان یعنی اُس دابہ کا نام یا اُس کے نام کا عدد ہو اَور کوئی خرِید و فروخت نہ کر سکے۔ [736]

کیا قرآن اور اسلام کا دابہ بھی لوگوں کو نشان زد کرتا ہے؟ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "دابہ نکلے گا اور اس کے ساتھ سلیمان کی انگوٹھی اور موسیٰ کی عصا ہو گی، وہ عصا سے مومن کے چہرے پر نشان لگائے گا، اور وہ انگوٹھی لے کر کافر کی ناک کو نشان زد کرے گا۔ لوگ جمع ہوں گے اور وہ کہیں گے، یہ مومن ہے، یا، کہیں گے کہ یہ کافر ہے۔ " [737]

ایک اور روایت میں واضح کیا گیا ہے کہ امام علی (منہ السلام) کے زمانے میں شیعہ انہیں زمین کا دابہ سمجھتے تھے جو لوگوں کو نشان زد کرتے تھے۔ ابن نباتہ بیان کرتے ہیں کہ معاویہ نے کہا: "اے شیعہ! تم دعویٰ کرتے ہو کہ علی زمین کا دابہ ہے؟" ابن نباتہ نے

[736] مقدس انجیل، مکاشفہ کی کتاب، باب ۱۳، آیات ۱۶-۱۷
[737] کشف الحقائق، الشیخ علی آل محسن، ص: ۸۸

کہا: "ہم یہ کہتے ہیں اور یہود بھی کہتے ہیں۔" چنانچہ معاویہ نے راس جالوت کے پاس بھیجا اور اس نے کہا: "تم پر افسوس، تم اپنی کتابوں میں زمین کے دابہ کو لکھا ہوا پاتے ہو؟ تو اس نے کہا: ہاں۔ تو معاویہ نے کہا: کیا تم جانتے ہو اس کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں، اس کا نام ایلیاہ ہے۔ تو معاویہ اصبغ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: "اے اصبغ تجھ پر افسوس، ایلیا علی کے کتنے قریب ہے۔"[738]

اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہود امام علی (منہ السلام) کے زمانے میں زمین کے دابہ کو انسان سمجھتے تھے اور ایک نیک بندے کی رجعت، یعنی اس کو اپنے نبی ایلیا (علیہ السلام) سمجھتے تھے۔

امام علی الرضا (منہ السلام) سے براہ راست اس معاملے کے بارے میں پوچھا گیا، جس کے بارے میں وہ کہتے ہیں: "اور ہم نے زمین سے ایک دابہ کو ان سے بات کرنے کے لیے نکالا" یہ علی ہیں۔"[739] اور ایک اور روایت میں، امیر المومنین (منہ السلام) خود فرماتے ہیں: "میں زمین کا دابہ ہوں۔"[740]

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بھی تصدیق کی کہ امام علی (منہ السلام) زمین کے دابہ ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) امام علی (منہ السلام) کے پاس گئے جب وہ مسجد میں سو رہے تھے، آپ نے کچھ ریت اکٹھی کی اور ان کے سر پر ڈالی، پھر ان کو کو پاؤں سے دھکیل دیا اور فرمایا: "اے خدا کے دابہ، اٹھ جا۔" صحابہ میں سے ایک آدمی نے کہا: "یا رسول اللہ، کیا ہم ایک دوسرے کو اس نام سے پکاریں؟" تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "نہیں، خدا کی قسم، یہ صرف اس کے لیے ہے، اور یہ وہ دابہ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے: اور اگر یہ بات ان پر پڑی تو ہم زمین سے ایک دابہ نکالینگے جو ان سے بات کرے، کہ وہ ہماری نشانیوں پر ایمان نہیں رکھتے۔" پھر فرمایا: "اے

---

[738] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، ج ۳۹، ص۔ ۲۴۴

[739] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، ج ۳۹، ص۔ ۲۴۴

[740] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، ج ۳۹، ص۔ ۲۴۴

علی، جب آخری وقت آئے تو خدا تمہیں بہترین صورتوں میں پیش کرے گا اور تم اپنے دشمنوں کو نشان زد کرنے کے لیے تمہارے پاس نشان لگانے والا لوہا ہوگا۔"[741]

اگر واقعی امام علی (منہ السلام) زمین کے دابہ ہیں، تو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سمندر کا وہ دابہ ہونا چاہیے جس کی طرف زمین کا دابہ بلاتا ہے۔ لیکن کیا امام علی (منہ السلام) آخری وقت میں ظہور پذیر ہونے والے دابہ اور مہدی کے درمیان تعلق کی تصدیق کرتے ہیں؟ ایک روایت میں امام علی ابن ابی طالب (منہ السلام) فرماتے ہیں: "کیا میں تم سے تین چیزوں کے بارے میں بات نہ کروں اس سے پہلے کہ کوئی ہمارے درمیان حاضر ہوجائے؟ میں اللہ کا بندہ ہوں اور زمین کا دابہ ہوں، اس کا اخلاص و انصاف اور اس کے نبی کا بھائی ہوں، کیا میں تمہیں مہدی کی ناک اور اس کی آنکھ کے بارے میں بتاؤں؟ اس کے ساتھی نے کہا: "جی ہاں۔"

امام علی (منہ السلام) نے اپنے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: "میں"۔[742]

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے کتاب توحید میں فرمایا:

اور ابو جعفر (منہ السلام) نے فرمایا: بے شک وہ نور سے گنبد میں اتریں گے، جب وہ کوفہ کے عقب میں فاروق پر اتریں گے، اسی طرح جب وہ اتریں گے۔ جہاں تک {معاملہ مقرر کیا گیا ہے} وہ تنے پر نشان ہے، اس نشان کا دن جہاں کافر کو نشان زد کیا جائے گا۔'' تفسیر العیشی، جلد ۱، صفحہ ۱۰۳۔ اور تنے پر نشان لگانے کا مطلب کیا ہے؟ قائم کرتا ہے یا زمین کا دابہ {اور جب ان پر بات آئے گی تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک دابہ نکالیں گے جو ان سے بات کرے گا کہ لوگ ہماری نشانیوں پر یقین نہیں رکھتے تھے [ایمان سے]} [سورہ ۸۲:۲۷]۔[743]

---

[741] تفسیر القمی، علی ابن ابراہیم القمی، جلد ۲، ص۔ ۱۳۰

[742] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، جلد ۳۹، ص۔ ۲۳۴

[743] کتاب توحید، امام احمد الحسن (منہ السلام)، ص۔ ۴۲

ایک ڈریگن کے طور پر خدا، دابہ کے طور پر فرشتے

اس سے واضح ہو گیا کہ مکاشفہ کی کتاب میں یہ دابہ اہل بیت (منہم السلام) ہیں اور وہ قائم کے ظہور کے وقت کافروں اور مومنین کو نشان زد کریں گے۔ یہ بھی واضح ہے کہ دابہ انبیاء و مرسلین کے سامان، موسیٰ (علیہ السلام) کی عصا اور سلیمان (علیہ السلام) کی انگوٹھی کے ساتھ نکلتا ہے، لہٰذا دابہ منفی شخصیت نہیں ہوسکتے بلکہ انبیاء و مرسلین کے وارث ہیں، کیونکہ سلیمان کی انگوٹھی اور موسیٰ کا عصا خدائی طاقت سے پیوست تھے اور ایک نائب سے دوسرے کو منتقل ہوتے تھے۔ اسی رویا میں، ہم دیکھتے ہیں کہ لفظ "دابہ" ان چار کروبیوں کی وضاحت کے لیے استعمال ہوتا ہے جو خدا کے تخت کو گھیرے ہوئے ہوتے ہیں۔

"اور تخت کے سامنے شیشے کا ایک سمندر تھا جیسے کرسٹل: اور تخت کے بیچ میں اور تخت کے ارد گرد، آگے اور پیچھے آنکھوں سے بھرے چار جانور تھے۔ اور پہلا حیوان شیر کی مانند تھا اور دوسرا بچھڑے کی طرح اور تیسرے کا چہرہ آدمی جیسا تھا اور چوتھا حیوان اڑنے والے عقاب کی طرح تھا۔ اور چاروں درندوں میں سے ہر ایک کے چھ چھ پر اس کے گرد تھے۔ اور ان کی آنکھیں اندر سے بھری ہوئی تھیں: اور وہ دن رات یہ کہتے ہوئے آرام نہیں کرتے کہ مقدس، مقدس، مقدس، خداوند قادر مطلق، جو تھا، اور ہے اور آنے والا ہے۔ "[744]

ڈریگن کا استعارہ بھی ضروری نہیں کہ ایک برائی ہو یا صرف شیطان کی نمائندگی کرنے کے لیے استعمال کیا گیا ہو، بلکہ تورات میں ڈریگن کی علامت خدا کی نمائندگی اور اس کی تفصیل دینے کے لیے استعمال کی گئی تھی۔ داؤد (علیہ السلام) نے ۲ سموئیل ۲۲ میں اپنے حمد و گیت میں خدا کو دوبارہ سانس لینے والے ڈریگن کے طور پر بیان کیا ہے: "اپنی مصیبت میں میں نے خداوند کو پکارا۔ میں نے اپنے اللہ کو پکارا۔ اُس نے اپنی ہیکل سے میری آواز سنی۔ میری فریاد اس کے کانوں تک پہنچی۔ زمین کانپ اٹھی، آسمان کی بنیادیں ہل گئیں۔ وہ کانپ گئے کیونکہ وہ ناراض تھا۔ اس کے نتھنوں سے دھواں اٹھتا تھا۔ اس کے منہ سے بھسم

[744] مقدس انجیل، مکاشفہ کی کتاب، باب ۴، آیات ۶-۸

کرنے والی آگ نکلی اور اس میں سے دہکتے ہوئے کوئلے نکلے۔ وہ آسمانوں کو جدا کر کے نیچے آیا۔ اس کے قدموں کے نیچے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے۔ وہ کروبی فرشتوں پر سوار ہوا اور اُڑ گیا۔ وہ ہوا کے پروں پر اڑ گیا۔ اس نے اندھیرے کو اپنے چاروں طرف چھت بنایا، آسمان کے سیاہ بادل۔ اس کی موجودگی کی چمک سے بجلی کی کڑکتی ہوئی چمک اٹھی۔ خُداوند (کی آواز) آسمان سے گرجتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آواز گونجی۔ اُس نے تیر چلا کر [دشمنوں کو] تتر بتر کر دیا، بجلی چمکی اور اُن کو بھگا دیا۔ سمندر کی وادیاں کھل گئیں اور زمین کی بنیادیں خُداوند کی ملامت پر، اُس کے نتھنوں سے آخری سانس لینے پر کھل گئیں۔"[745]

توریت میں یہ واحد جگہ نہیں ہے جہاں خدا کا موازنہ ڈریگن سے کیا گیا ہے۔ یسعیاہ ۲۷:۳۰-۳۳ میں ہم خُدا کو اُڑتے ہوئے ڈریگن کے طور پر بیان کرتے ہوئے بھی دیکھتے ہیں جو آگ میں سانس لیتا ہے: "دیکھو، رب کا نام دور سے آتا ہے، غصے کے جلتے اور دھوئیں کے گھنے بادلوں کے ساتھ؛ اس کے ہونٹ غضب سے بھرے ہوئے ہیں، اور اس کی زبان بھسم کرنے والی آگ ہے۔ اُس کی سانس تیز دھار کی طرح گردن تک اُٹھ رہی ہے۔ وہ قوموں کو تباہی کی چھلنی میں ہلا دیتا ہے۔ وہ لوگوں کے جبڑوں میں تھوڑا سا ڈالتا ہے جو انہیں گمراہ کرتا ہے۔ اور تم گاؤ گے جس رات تم مقدس تہوار مناتے ہو۔ تمہارے دل ایسے خوش ہوں گے جیسے لوگ پائپ بجاتے ہوئے خداوند کے پہاڑ پر، اسرائیل کی چٹان پر جاتے ہیں۔ خُداوند لوگوں کو اپنی شاندار آواز سنائے گا اور اُن کو اپنے بازو کو غضبناک اور بھسم کرنے والی آگ، بادل پھٹنے، گرج چمک اور اولوں کے ساتھ نیچے آتے ہوئے دیکھائے گا۔ رب کی آواز اسور کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گی۔ وہ اپنی چھڑی سے ان کو مارے گا۔ خُداوند اپنی سزا دینے والے کلب کے ساتھ اُن پر جو بھی ضرب لگاتا ہے وہ دف اور بربط کی موسیقی پر ہو گا، جیسا کہ وہ اپنے بازو کی ضربوں سے اُن کا مقابلہ کرتا ہے۔ طوفیتھ طویل عرصے سے تیار ہے؛ اسے بادشاہ کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ آگ کا گڑھا گہرا اور چوڑا بنایا گیا ہے جس میں آگ اور لکڑی کی کثرت ہے۔ خُداوند کی سانس جلتی ہوئی گندھک کی ندی کی طرح اُسے جلا دیتی ہے۔"[746]

[745] مقدس انجیل، ۲ سموئیل کی کتاب، باب ۲۲، آیات ۷-۱۶

[746] مقدس انجیل، یسعیاہ کی کتاب، باب ۳۰، آیات ۲۷-۳۳

اچھائی کو برائی سمجھنا

قائم اور ان کے ساتھیوں کی تفصیل کا جب اہل بیت کی احادیث کی روشنی میں جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ لوگ ان کے ظہور کے ہوتے ہی ان کو برے سمجھتے ہیں اور ان پر لعنت بھیجتے ہیں اور انہیں شیطان یا دجال سمجھتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے نزدیک وہ نیک اور صالح ہوتے ہیں۔ ایک روایت قائم کے زمانے میں امام حسین (منہ السلام) کے ظہور اور رجعت کے بارے میں کہتی ہے: "... وہ لوگ جو لوگوں کو بتاتے ہیں کہ یہ حسین (علیہ السلام) ہیں جو اس لیے ظہور پذیر ہوئے ہیں تاکہ مومنین کو شک نہ ہو۔ نہ وہ دجال ہیں اور نہ شیطان اور وہ ان کے درمیان حجت ہیں، پس اگر اس بات کا علم مومنین کے دلوں میں پختہ ہو جائے کہ وہ واقعی حسین (علیہ السلام) ہیں تو موت آئے گی حجت کو..."[747] یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ اہل ایمان بھی امام حسین (منہ السلام) پر شک کرتے ہیں، اور انہیں ایک خاص مدت کے لیے شیطان یا دجال سمجھتے ہیں۔ لہذا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے قائم کے اصحاب کے بارے میں فرمایا: "بے شک وہ لوگوں کی نظروں میں کافر ہیں اور خدا کے نزدیک متقی ہیں، اور لوگوں کی نظروں میں جھوٹے ہیں لیکن وہ خدا کی نظر میں سچے ہیں اور لوگوں کی نظروں میں نجس ہیں اور خدا کی نظر میں پاک ہیں، وہ لوگوں کی نظروں میں ملعون ہیں لیکن خدا کی نظر میں با برکت ہیں، وہ لوگوں کی نظروں میں ظالم ہیں لیکن خدا کی نظر میں وہ عادل ہیں، وہ اپنے ایمان سے جیت گئے اور منافق ہار گئے۔"[748]

تو واضح ہے کہ جو معاملہ قائم کے ساتھ آتا ہے وہ خطرناک ہوگا، کیونکہ وہ برائی سے مشابہت رکھتا ہے لیکن حقیقت میں وہ اچھا ہوتا ہے، اور لوگ اسے برائی سمجھ کر اس سے ڈرتے ہیں اور ان پر اور ان کے ساتھیوں اور ان کے پرچم پر لعنت بھیجتے ہیں۔ یہ سوچ کر کہ وہ شیطان یا دجال ہیں۔ اس وجہ سے وہ تمام لوگ جو یہ سمجھتے تھے کہ وہ امام کے ساتھی ہوں گے، اس معاملے سے نکل جاتے ہیں اور سورج اور چاند کے پرستاروں کی طرح کے لوگ اس معاملے میں داخل ہو جاتے ہیں۔ زمین کا دابہ، مططروش، ہر ایک کو اس دن اور دور میں ساتویں عہدنامے کے ساتھی کی طرف سجدہ کرنے کے لیے بلاتا ہے، جو کہ امام احمد

[747] الکافی، الشیخ الکلینی، جلد ۔ ۸، ص ۔ ۲۰۶

[748] الملاحم والفتان، السید ابن طاؤس، جلد ۔ ۱، ص ۔ ۲۶۸

الحسن (منہ السلام) ہیں، سمندر کے دابہ اور حق کی روح، اور وہ آواز جس نے جلتی ہوئی جھاڑی سے موسیٰ (علیہ السلام) سے بات کی۔

بیالیسواں باب

میور فرشتہ

"میں اس کی اطاعت کو نہیں بھولوں گا۔"

جون ۲۰۱۹ کی ایک صبح، میں اپنی نیند سے بیدار ہوا جس میں میں نے ایک واضح خواب دیکھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ امام احمد الحسن (منہ السلام) گاڑی چلا رہے ہیں اور میں ان کے پاس بیٹھا ہوں۔ ہم بات چیت کر رہے تھے اور وہ گاڑی چلا رہے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے ہم دن بھر کے کام سے گھر لوٹ رہے ہوں۔ میں نے خواب میں امام (منہ السلام) سے قرآن کی آیت کی تعبیر کے بارے میں پوچھا تھا: "اور بے شک میری لعنت ہے تم پر جزا کے دن تک۔"[749] جب میں بیدار ہوا تو میں سارا دن اس خواب کے بارے میں سوچتا رہا جو میں نے دیکھا تھا۔ جب میں نے امام احمد الحسن (منہ السلام) سے بات کی تو میں نے فوراً ان سے اس کے بارے میں پوچھا۔ میں نے اپنے والد (منہ السلام) سے کہا، "میں نے آج صبح آپ کو خواب میں دیکھا، آپ گاڑی چلا رہے تھے اور میں آپ کے پاس بیٹھا تھا، اور ہم راستے میں باتیں کر رہے تھے۔ میں آپ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھ رہا تھا: "اور بے شک میری لعنت تم پر جزا کے دن تک ہے" اور میں نے آپ سے پوچھا کہ جزا کا دن کیا ہے، تو آپ نے فرمایا: "یہ دن عطا کرنے کا دن ہے۔" میں نے کہا، "آیت میں ہے کہ ابلیس پر لعنت ایک خاص وقت کے لیے ہے نہ کہ ہمیشہ کے لیے"، تب آپ مسکرائے اور خوش ہوئے اور میری طرف دیکھا اور فرمایا: "ہاں، یوم القدس تک۔" میں نے پھر آپ سے پوچھا، 'کیا میں اس کے بارے میں بات کر سکتا ہوں؟' اور آپ نے کہا، 'کل اپنا کمپیوٹر لے آنا اور ہم مل کر اس پر کام کریں گے۔' اس کے بعد آپ نے مجھے بتایا کہ آپ کو مجھ سے بہت محبت ہے۔ اور یہ کہ آپ مجھ پر فخر کرتے ہیں."

امام (منہ السلام) خاموش رہے۔

میں نے کہا، "میرے والد، کیا میں آپ سے ایک سوال پوچھ سکتا ہوں؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں بیٹا، پوچھو۔" میں نے کہا، "میرے والد، جزا کا دن کیا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "یوم جزا، لفظ دن کا مطلب گھڑی ہے، اس کا مطلب وقت ہے۔"

میں نے کہا "جی ہاں."

[749] قرآن مجید، سورہ ۳۸ (ص)، آیت ۷۸

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "وقت کا ساتھی، جزا کا ساتھی، جزا کے دن کا مالک۔ اس کا مطلب ہے وقت کا مالک۔" میں نے کہا: "تو جب خدا نے ابلیس سے کہا کہ اس پر قیامت تک لعنت ہے تو اس کا کیا مطلب ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اس کا مطلب ہے قیام کے دن تک۔ "

میں نے کہا: "اور پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "اس کے بعد ملعون قائم کی تلوار سے مارا جائے گا۔ "

میں نے کہا، "اور پھر وہ ہمیشہ کے لیے ملعون رہتا ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "وہ جزا کے دن تک ملعون ہے۔" میں نے کہا: "اور اس کے قتل ہونے کے بعد اسے معاف کر دیا جاتا ہے؟ جیسا کہ آپ نے مجھے خواب میں کہا تھا؟ یا اس کا کوئی اور مطلب ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ویسا ہی ہے جیسا کہ میں نے تم سے خواب میں کہا تھا۔" میں نے کہا، "اللہ اکبر! اللہ اکبر! اللہ اکبر! پاک ہے وہ خدا جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ کیسی بے حد رحمت ہے؟"

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "خدا اس کی اطاعت کو نہیں بھولتا۔" میں نے کہا، "سبحان اللہ۔ مجھے آج یہ حدیث یاد آئی، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: 'جب سورج مغرب سے نکلے گا تو ابلیس سجدے میں گرے گا اور پکارے گا: اے میرے رب، مجھے حکم دے کہ میں سجدہ کروں جس کو تو بولے!' اس کے ساتھی اس کے پاس جمع ہوں گے اور کہیں گے: 'اے ان کے آقا، یہ کیا دعا ہے؟'، وہ ان سے کہے گا: 'میں نے صرف یہ کہا تھا کہ اللہ مجھے جزا کے دن تک مہلت دے، اور یہ جزا کا دن ہے۔ پھر زمین کا دابہ نکلے گا... "[750]

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "ہاں، لیکن جیسا کہ میں تمہیں بتا چکا ہوں، قائم اسے اس کے اعمال کی سزا کے طور پر قتل کر دے گا۔" میں نے کہا، "اور یہ قائم آپ ہی ہیں نا، میرے والد؟ یا یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں، جیسا کہ آپ نے کتاب توحید میں ذکر کیا ہے؟"

[750] معجم احادیث امام مہدی (علیہ السلام)، الشیخ علی الکورانی

امام (منہ السلام) نے فرمایا: "میں اس سوال کا ابھی جواب نہیں دوں گا، لیکن یہ نہ میں ہوں اور نہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ (یہ گفتگو میرے والد کی طرف سے مجھ پر ظاہر ہونے سے پہلے ہوئی تھی کہ میں ہی قائم ہوں۔) اس موضوع کو اس دن کے لیے چھوڑ دیتے ہیں جو اس دن سے بہتر ہے، میں تمہیں بہت سے پوشیدہ امور سکھاؤں گا۔"

میں نے کہا، "آپ کا شکریہ، میرے والد اور میری وجود کی وجہ۔"

ہم حق کی اس عظیم انجیل کو ختم کرتے ہیں، اور ہم دیکھتے ہیں کہ خُدا سزا دینے اور الزام لگانے کا خواہاں نہیں ہے، بلکہ وہ نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اس کی رحمت سمجھ سے بالاتر ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اے ابن آدم، اگر تو زمین کے تمام گناہوں کو لے کر میرے پاس آیا اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا تو میں تیرے پاس اپنی بخشش لے کر آؤں گا۔"[751]

خدا تمام گناہوں کو معاف کرنے کے لئے تیار ہے سوائے ایک کے، اور وہ ہے رفاقت، یا شرک، خدا کے ساتھ شریک بنانا۔ شرک کے معنی بیان کرتے ہوئے، اماالصادق (منہ السلام) نے فرمایا: "اے سفیان، کبھی حکومت کے پیچھے مت پڑو، کوئی اسے نہیں مانگتا سوائے اس کے کہ وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔" ان سے پوچھا گیا: "میری جان آپ پر قربان ہو، پھر ہم سب ہلاک ہو گئے، کیونکہ ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو پسند نہ کرتا ہو کہ اس کا ذکر کیا جائے یا اس کی تلاش کی جائے اور اس سے لیا جائے۔" اماالصادق (منہ السلام) نے فرمایا: "تم جو کہہ رہے ہو وہ میرا مطلب نہیں ہے بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ تم (خدا کے بھیجے ہوئے شخص) کے علاوہ کسی شخص کو نائب مقرر نہ کرو اور اس کی ہر بات پر ایمان لاؤ اور لوگوں کو اس کی طرف پکارو۔"[752]

اماالصادق (منہ السلام) نے یہ بھی فرمایا: "شرک یہ ہے کہ شیطان کی اطاعت بغیر جانے کیا جائے، اور اس لیے تم شرک کر لیتے ہو۔"[753]

---

[751] ریاض الصالحین، کتاب متفرقات، حدیث نمبر ۴۴۲

[752] میزان الحکمہ (حکمت کا پیمانہ)، محمد الریشہری، جلد ۲، صفحہ ۱۰۰۷

[753] میزان الحکمۃ (حکمت کا پیمانہ)، محمد الریشہری، جلد ۲، ص۔ ۱۴۳۸

آپ (منہ السلام) نے یہ بھی فرمایا: " اطاعت سے شرک ہے نہ کہ عبادت کے ذریعے شرک۔"[754]
اور آپ (منہ السلام) نے یہ بھی فرمایا: "شرک یہ ہے کہ ان کی نماز، قربانی اور دعا خدا کے سوا کسی اور کے لیے ہو۔"[755]

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "اور انہوں نے اپنے پادریوں اور ربیوں کو خدا کے سوا معبود بنا لیا" اور کسی نے کہا: "لیکن ہم ان کی عبادت نہیں کرتے"۔ تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: کیا وہ حرام نہیں کرتے جس چیز کو خدا نے حلال کیا اور اس طرح تم اسے حرام قرار دیتے ہو؟ اور وہ اسے حلال کرتے ہیں جسے خدا نے حرام قرار دیا اور اس طرح تم اسے حلال کرتے ہو؟ کہا گیا: جی ہاں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "یہ ان کی عبادت ہے۔"[756]

اس طرح شرک یہ ہے کہ کسی انسان کی اطاعت کی جائے جو کہ خدا کی طرف سے مقرر نہ ہو۔ اس طرح پہلا سوال جو ہم پوچھیں گے، وہ یہ ہوگا، کسی ایسے شخص سے جو مذہب کے نام پر بات کرتا ہو، یا کسی ایسے شخص سے جو ہماری زندگیوں پر حاکم ہونے کا دعویٰ کرتا ہو، یا ایسے شخص سے جو کسی قسم کے مذہبی یا سیاسی قوانین یا ضابطے مرتب کرتا ہو، یہ ہوگا: "کیا آپ خدا کی طرف سے مقرر ہیں؟" اگر جواب نفی میں ہے تو ہمیں انہیں رد کر دینا چاہیے۔ اگر ہم ان قوانین کو مانتے ہیں، یا ان کو تسلیم کرتے ہیں یا ان پر ایمان رکھتے ہیں یا اس عالم یا حاکم کو تسلیم کرتے ہیں یا مانتے ہیں، تو ہم خدا کے ساتھ شریک ہیں، کیونکہ خدا نے انہیں اس طرح نہیں بنایا جیسا کہ اس نے آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ، محمد اور باقی انبیاء و مرسلین کو بنایا ہے۔ انہیں ہم پر حکومت کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔ خدا تمام گناہوں کو معاف کر سکتا ہے، لیکن یہ نہیں کہ ہم اپنے آپ کو غلامی میں بیچ دیں اور کسی ایسے شخص کی خدمت کریں جس کا ہم پر کوئی اختیار نہیں ہے۔ یہ ابلیس کی غلطی تھی جس کی وجہ سے وہ لعنتی ہوا۔ اس نے خدا کی طرف سے مقرر کردہ کی اطاعت اور سرپرست کے طور پر لینے سے انکار کر دیا۔ اس نے خدا کی مرضی کو رد کر دیا۔ تاہم، آخر میں، وہ کہتا ہے: "اے میرے رب، مجھے حکم دے کہ میں سجدہ کروں اس کی طرف جس کی طرف تو حکم دے!" اس طرح وہ اپنے

[754] میزان الحکمۃ (حکمت کا پیمانہ)، محمد الریشہری، جلد ۲، ص۔ ۱۴۳۸
[755] میزان الحکمۃ (حکمت کا پیمانہ)، محمد الریشہری، جلد ۲، ص۔ ۱۴۳۸
[756] تفسیر نور الثقلین، الشیخ عبد العلی عروسی الحویزی، جلد ۲، ص۔ ۲۰۹

گناہوں کے بدلے میں قائم کے ہاتھوں مرتا ہے، لیکن وہ مشرک کی حیثیت سے نہیں مرتا ہے بلکہ ایک ایسے شخص کی حیثیت سے مرتا ہے جسے خدا کی حاکمیت پر یقین تھا، اس نے خدا کی بالادستی کو تسلیم کیا۔

ابلیس خدا کی رحمت کو سب سے زیادہ جانتا تھا۔ اسے خدا کی قدرت اور رحمت پر یقین تھا۔ اور اس طرح، اس نے اس کی رحمت جیت لی۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو ایسی بخشش فرمائے گا کہ ابلیس کو بھی امید ہوگی کہ اللہ کی رحمت اس تک پہنچے گی۔"[757] اور خُدا کے بارے میں اُس کی رائے سچ ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ خدا نے کہا: "میں وہی ہوں جیسا میرا بندہ میرے بارے میں سوچتا ہے۔"[758] لیکن وہ لوگ جو یہ سمجھتے تھے کہ کوئی خدا نہیں ہے یا وہ اس ذہنیت کے ساتھ، اپنی مرضی سے کسی ایسے شخص یا نظام کو اپنے آپ کو بیچ دیا جو کہ اللہ تعالیٰ کے خالق کے علاوہ ہو اور اس حاکم کی خدمت کرتے ہوئے مر گئے جو خدا کی طرف سے مقرر نہیں کیا گیا تھا، ان کو قیامت کے دن اسی حاکم کو دیا جائے گا، ان کو بچانے کے لیے۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے قرآن کی آیت کے بارے میں فرمایا: "جس دن ہم ہر امت کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے، پس جس کو ان کی کتاب ان کے داہنے ہاتھ میں دی گئی، وہی لوگ ان کی کتابیں پڑھنے والے ہیں۔ "جس نے صالحین کو اپنا امام بنایا، وہ ان کے ساتھ زندہ کیے جائیں گے، اور جس نے منافقوں کو امام بنایا وہ ان کے ساتھ زندہ کیے جائیں گے، فرد جس سے محبت کرتا ہے اس کے ساتھ زندہ کیا جاتا ہے، حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا: "میری پیروی کرنے والا مجھ سے ہے۔"[759]

[757] مجمع الزوائد، الہیثمی، جلد ٦٧، ص۔ ٣٦٦

[758] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، ج ٦٧، ص۔ ٣٦٦

[759] بحار الانوار، علامۃ المجلسی، ج ٦٦، ص۔ ٨١

مقصدِ حکیم مخلوق میں خدا کو تلاش کرنا ہے۔

وہ شخص جو خُدا کی روح کا حجاب ہے....

وہ حاکم، امام، بادشاہ، خدا کا مقرر کردہ...

اعترافات

میں امام احمد الحسن (منہ السلام) کا اعتراف اور شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ وہ میرے والد، میرے استاد، میرے رول ماڈل، اور میرے بہترین دوست، میرے محبوب اور وہ دیوار ہیں جن سے مجھے حمایت ملتی ہے۔ میں ہر چیز کے لیے سب سے عظیم پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، علی ابن ابی طالب، فاطمۃ الزہرا، الحسن، الحسین، اور جبرائیل (عیسیٰ مسیح) کا اعتراف اور شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

میں ۱۲۴،۰۰۰ انبیاء و مرسلین کے خون اور قربانیوں اور کوششوں کا اعتراف کرنا چاہتا ہوں اور ہزاروں نائبین، اولیاء اور شہداء، مرد و خواتین، جنہوں نے ایک الٰہی عادل ریاست کے قیام کی خاطر اپنی جانیں دیں، جہاں خدا کی حکمرانی ہو۔

میں اپنے جسمانی خاندان، اپنے والد کا شکریہ اور اعتراف کرنا چاہتا ہوں (اگر مجھے اپنے آپ میں کچھ پسند ہے تو مجھے آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے) اور میری والدہ (میں آپ کو پوری دنیا دے کر بھی آپ کے پیٹ میں ایک رات اور آپ کی محبت کا بدلہ کبھی نہیں دے سکتا ہوں، نہ ہی ان سالوں کا بدلہ دے سکتا ہوں جن میں آپ نے میری پرورش کی) اور میرے بہن بھائی، جنہوں نے میرے اس اوتار کے دوران میرے لئے کیا ہے۔

میں اپنے روحانی خاندان، اپنی کمیونٹی کا اعتراف اور شکریہ ادا کرنا چاہوں گا، جنہوں نے پہلے دن سے ہی مجھے مضبوطی سے تھامے رکھا اور تمام بنی نوع انسان کے لیے ایک بہتر دنیا بنانے اور زمین پر جنت قائم کرنے میں میری مدد کرنے کے لیے اپنی جانیں دیں۔ میں آپ کو دل و جان سے پیار کرتا ہوں۔

سب سے پہلے، میری وفادار بیوی، نورحان اور میرے بچوں، ملیکہ، صوفیہ اور الصادق کو۔

میرے بھائیو اور بہنو، علی رضا، الزہرہ، جوزف، صباح، نور، علی محمد، مریم، حامد رضا، راودا، محمود، ردا، تیمور، ٹفنی، مصطفیٰ، علیہ، نیما، گوہراہ، اونور، ایمان، علی، عالیہ، جاوید، سارہ، ندا، غزالہ، یحییٰ، ھدیل، محمد، کیرولاین، عبدالکریم، ایوون، مارک، ثنا، وقار، شاہین، رخسانہ، نجم، مریم، جوراج، عتیقہ، قدیر، وسیم، محمد، آمنہ، علی، مائرہ، عون، مشیل، علی، دعا، احمد، لیلا، سارہ، گیوم، الماس، ارشد، جنیتا، جہمیل، علیشا، ارناؤڈ، ویرونیکا، ریمی، سیلائن، ایاد، رونا، تسلیم، جیمز، فرزانہ، فواد، منا، لقمان، فیروز، فراز، مشیل، حسام، جواہر، اسماعیل، رانا، رعد، جیسمین، جونتن، یاسمین، جنید، ساوسن، ممداؤ، سارہ، رمضان، میجرم، مدثر، نسیم، صلاح، نبیلہ، مصطفیٰ، یاسمینہ، ظفر، لبنیٰ، ندیم، اردیجان، زران عباس، دانیال، محمد، ریحان، حسین، سروش، محمد، زہرہ، کلثوم، ریمہ، فرح، سماہ، عقیلہ، سارہ، ملیکہ، تہانی۔

میں ھدیل اور فیروز کا بھی خاص شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ انھوں نے اس کتاب پر کام کرنے میں صرف کیے گئے غیر معمولی اور لامتناہی گھنٹے لگائے جس کا میں دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں، اور پروفیسر اریا رازفر کا، ان کے تعاون، وقت اور محنت کے لیے دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بہت بہت شکریہ۔

اور زمین کے مشرق اور اس کے مغرب کے تمام مومنین جنہوں نے میرے ساتھ کھڑے ہو کر زمین کے کونے کونے میں خدا کے کلام کو بلند کرنے میں میرا ساتھ دیا اور میں ان کی حفاظت کے لیے ان کے ناموں کا ذکر نہیں کروں گا۔

عبداللہ ھاشم ابا الصادق

دسمبر ۲۰۲۲

مذہب کے بارے میں

احمدی مذہب برائے امن اور روشنی وہ مذہب ہے جس کی پیشین گوئی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مقدس اہل بیت نے آخری وقت میں ظہور پذیر ہونے کے لیے کی تھی۔ یہ وہ مذہب ہے جو ان کی روایتوں اور احادیث میں "نیا مذہب" کے طور پر بیان کیا گیا ہے جسے امام مہدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور قائم آل محمد (منہ السلام) نے جنم دیا جس کے ذریعے وہ دنیا کو امن و انصاف سے بھر دیتے ہیں جس طرح یہ نا انصافی اور ظلم سے بھرا ہوا ہے۔ تئیس سال قبل اس عظیم پیشین گوئی کی تکمیل کے آثار افق پر اس وقت نمودار ہوئے جب امام احمد الحسن ۱۹۹۹ میں بصرہ، عراق میں ظاہر ہوئے۔ امام مہدی کی طرف سے تمام لوگوں کے لیے رسول ہونے کا دعویٰ کرنے والا، اور وہی موعود یمانی جن کے بارے میں روایتوں میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مقدس اہل بیت کی طرف سے پیشین گوئی کی گئی ہے۔

امام احمد الحسن (منہ السلام) نے لوگوں کے اپنے رب سے تعلق کو بحال کرکے اس دین کے ستونوں کو قائم کرنا شروع کیا۔ وہ ایک ایسی سچائی لے کر آئے جو ان سے پہلے کوئی نہیں لے کر آیا تھا۔ انہوں نے ایک سڑک کا نقشہ ظاہر کیا جو خدا نے ہمارے لئے شروع وقت سے ہی ترتیب دیا تھا، ایک سڑک کا نقشہ جس کے ذریعے لوگ خدا کی طرف واپسی کا راستہ بنا سکتے ہیں۔ وہ روڈ میپ خدا کے ثبوت کو جاننے کا قانون ہے۔ خدا کی حجت کو جاننے کا قانون قرآن کریم اور کہانی تخلیق سے ماخوذ قانون ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ ہر دور میں خدائی رسول کی شناخت تین معیاروں سے ہوتی ہے، اول یہ کہ وہ خدا کی طرف سے مقرر کیا جائے اور اس کا ذکر کیا جائے، پچھلے نبی یا رسول کی زبان پر، دوم: یہ کہ وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہو اور علم الٰہی رکھتا ہو، اور تیسرا: یہ کہ وہ خدا کی طرف اور خدا کی حکومت کی طرف بلاتا ہو، یعنی صرف خدا ہی ہے جو خلیفہ یا حاکم مقرر کرتا ہے۔

ان تینوں معیاروں کو آج کے دور میں کسی نے پورا نہیں کیا سوائے امام احمد الحسن (منہ السلام) اور ابا الصادق (منہ السلام) کے، کیونکہ وہ پیغمبر خدا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے ایک کتاب لے کر آئے ہیں، ان کی مقدس وصیت جس میں

انہوں نے امام احمد کا ذکر کیا ہے، اور ان کے جانشین اور ان کے لیے راہ ہموار کرنے والے، عبداللہ ابا الصادق (منہ السلام)، ان کے نام سے: "پھر ان کے بعد بارہ مہدی ہوں گے، چنانچہ اگر اسے موت آجائے تو اسے اپنے بیٹے کے حوالے کردے، مہدیوں میں سے پہلے، اس کے تین نام ہیں، ایک میرے اور میرے والد کا نام، اور وہ ہے عبداللہ، احمد، اور تیسرا نام المہدی ہے۔

اور اس طرح مقدس وصیت کے اصحاب اس مبارک دعوت کے ساتھی اور رہنما بن گئے، ابا الصادق عبداللہ ھاشم (منہ السلام) ایمان کے بانی اور آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قائم کے طور پر۔ اس طرح وہ مقدس دستاویز وہ ٹھوس بنیاد بن گئی جس پر یہ ایمان مستقل طور پر کھڑا ہے۔ اور احمدی مذہب برائے امن اور روشنی وہ واحد آواز بن گیا جو زمین پر خدا کی بالادستی کا مطالبہ کرتا ہے اور لوگوں کی بالادستی کو مسترد کرتا ہے (یعنی لوگوں کا اپنے حکمران کو مقرر کرنا) اور اس کے نتیجے میں تمام بنی نوع انسان کے لیے تباہی، بدعنوانی اور ظلم و ستم کا آغاز ہوا۔ اس کے علاوہ احمدی مذہب برائے امن اور روشنی الٰہی علم کا ایک چشمہ بن گیا، جس کی مثال آج تک کسی کو حاصل نہیں ہوئی، وہ علم جو امام احمد الحسن اور ان کے جانشین ابا الصادق (منہم السلام) سے حاصل ہوا تھا تمام بنی نوع انسان کے لیے۔

۲۳ جنوری ۲۰۱۵ کو یہ الٰہی دعوت واحد تھی جس نے دنیا کو پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کئے گئے وعدے کی تکمیل کی بشارت دی، یعنی امام مہدی (علیہ السلام) کا ظہور حجاز کے حکمران عبداللہ کی وفات پر۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "حجاز پر ایک ایسا شخص حکومت کرے گا جس کا نام ایک جانور کا ہے، اگر تم اسے دور سے دیکھو گے تو سمجھو گے کہ اس کی آنکھوں میں کوئی گڑبڑ ہے لیکن اگر تم اس کے قریب جاؤ گے آنکھوں میں کوئی خامی نظر نہیں آتی، ان کی جگہ عبداللہ نامی بھائی آئے گا، اس کی طرف سے ہمارے شیعوں کے لیے افسوس ہے (آپ نے یہ بات تین بار دہرائی) مجھے اس کی موت کی بشارت دو اور میں تمہیں حجۃ الاسلام (امام مہدی) کے ظہور کی بشارت دیتا ہوں۔" چنانچہ یہ واحد مذہب ہے جس نے اس تاریخ کو امام مہدی (علیہ السلام) کے ظہور کے ساتھ ساتھ ان کی غیبت کے خاتمے اور قائم ابا الصادق (منہ السلام) کے ذریعہ مشرق کے سیاہ پرچم اٹھانے کا اعلان کیا۔

زندگی کے تمام شعبوں اور تمام نسلوں، پس منظروں، قومیتوں اور ممالک کے ماننے والے اس مذہب کی طرف راغب ہوئے۔ یہ اس کردار سے ظاہر ہوتا ہے جو یہ مذہب اور اس کے رہنما لوگوں کو ایک پرچم کے نیچے متحد کرنے میں ادا کرتے ہیں، ایک خدا اور ایک حق، جیسا کہ روایات اور احادیث میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ مذہب امتیاز کو نہیں جانتا اور تمام لوگوں کو خوش آمدید کہتا ہے، چاہے وہ کوئی بھی ہوں۔

یہ حقیقت اس نئے عہد نامے میں ظاہر ہوتی ہے جس کے ساتھ یہ مذہب سامنے آیا ہے، ساتواں اور آخری عہد نامہ جو خدا اپنے اور روحوں کے درمیان قائم کرتا ہے، ایک عہد جو تمام سابقہ انبیاء و مرسلین کے عہد کو درست کرتا ہے، اور ایک عہد جو سب مذاہب کو ایک بار پھر متحد کرتا ہے۔

عقیدے کے ستونوں میں سے ایک یہ ہے کہ ہم آخری زمانے میں رہ رہے ہیں اور یہ کہ زمین کسی بھی دور میں ایک خدائی رہنما سے خالی نہیں ہوتی ہے، ایک ایسا رہنما جو خدا کی طرف سے مقرر ہوتا ہے اور جو خدا کے حکم کے مطابق کام کرتا ہے۔ اس عقیدے کے پیروکار اس دور میں دوبارہ جنم لینے اور انبیاء، رسولوں اور صالحین کی واپسی پر بھی یقین رکھتے ہیں تاکہ امام مہدی کو ان کے مشن پر فتح دلائیں اور ان کی حمایت کریں۔

اس عقیدے کا مرکز ایک خدائی منصفانہ ریاست کے قیام کا مشن ہے جس میں صرف خدا اور اس کے نائب کی حکمرانی ہے، اور برائی، ظلم اور استبداد کو ختم کرنا ہے۔ یہ ایک ایسی ریاست ہے جس کی تعمیر انبیاء، مرسلین اور خلفاء اپنے زمانے میں کرتے رہے ہیں اور اس کی راہ ہموار کرتے رہے ہیں اور آخر کار یہ اس دور میں قائم کے ہاتھوں ان کی کوششوں اور قربانیوں کے نتیجے میں قائم ہوئی ہے۔

کتابیات

The Holy Qur'an.

The Holy Bible: The Old and the New Testaments.

Acts of Mar Mari. Acts of Peter and the Twelve Apostles.

Alighieri, Dante. The Divine Comedy . Translated by Henry Francis . Wordsworth Editions, 2009.

Anderson, Jen. 14 things to know about swallowing semen . Healthline.com. April 25, 2019. Swallowing Semen: 14 Things to Know About Safety, Benets, More (healthline.com)

Aristotle. http://classics.mit.edu/Aristotle/metaphysics.html . Babylonian Talmud.

Bennett, William. Tried by Fire: The Story of Christianity's First Thousand Years. Thomas Nelson, 2016.

Blech, Rabbi Benjamin. Hope, Not Fear: Changing the Way We View Death.

Rowman & Littleeld Publishers, 2018.

Blech, Rabbi Benjamin. The Jewish approach to Life after death . Aish.com. https://aish.com/69742282-2/ .

Corbin, Henry. A Shi'ite Liturgy of the Grail . Atlantic Books, 1998.

Corbin, Henry. Swedenborg and Esoteric Islam . Translated by Leonard Fox. 2 nd ed. Swedenborg Foundation, 1999.

Fortescue, Adrian. The Seven Sleepers of Ephesus . The Catholic Encyclopaedia. Robert Appleton Company. 1909.

Ginzberg, Louis. The Legends of the Jews. The Johns Hopkins University Press, 1998.

Gospel of Judas.

Gospel of Philip.

Gospel of Thomas.

Green, Samuel. The Different Arabic Versions of the Qur'an. https://answering-islam.org/Green/seven.htm .

Hagger Nicholas. The secret founding of America: The real story of freemasons puritans & the battle for the new world . Watkins Publishing, 2009.

Holmes, John. Losing 25,000 to Hunger Every Day . United Nations. Losing 25,000 to Hunger Every Day|United Nations .

Irenaeus. Against Heresies . Edited by Anthony Uyl. Wm. B. Eerdmans Publishing Company, 1885.

Jiwa, Shainool. Towards a Shi'i Mediterranean Empire: Fatimid Egypt and the Founding of Cairo. I.B. Tauris, 2009.

Jung, Carl. The Archetypes and the Collective Unconscious. Translated by R.F.C. Hull. Princeton University Press, 1977.

Keysar, Ariela, & Navarro-Rivera, Juhem. The Oxford handbook of atheism. A World of Atheism: Global Demographics. 2013.

Khomeini, Rohuallah. Islamic government: Governance of the jurist (Velayat-e-Faqeeh). Translated by Hamid Algar. 4th ed. Institute for Compilation and Publication of Imam Khomeini's Work (International Affairs Department), 2015.

Laqueur, Thomas. Making Sex: Body and Gender from the Greeks to Freud. Harvard University Press, 1992.

Lee, Benjamin. Marina Abramovic Mention in Podesta Emails Sparks Accusations of Satanism. The Guardian. Nov. 4, 2016. Marina Abramović mention in Podesta emails sparks accusations of satanism|Marina Abramović|The Guardian.

Lord Shiva Statue Unveiled. CERN Document Server. July 5, 2004. Lord Shiva Statue Unveiled - CERN Document Server.

Mann, Michael. The Dark Side of Democracy: Explaining Ethnic Cleansing. Cambridge University Press, 2013.

Mishnah.

Pistis Sophia. Meyer, Marvin. The Nag Hammadi Scriptures. 1st ed. HarperOne, 2008.

Midrash (Bereshit) Rabbah. Mishna HaMevoeres. The New Oxford Annotated Bible. 3rd ed.

Oxford University Press, 2007. Noreagaaa, Achernahr youtube channels. The Arrivals . The Arrivals - Top Documentary Films .

O'Brien, Cathy. TRANCE Formation of America: True Life Story of a Mind Control Slave. RealityMarketing Incorporated, 1995.

Bin Omar Al-Gaa, Al-Mufaddal, Al-Haft Al-Shareef Min Mawlana Jaafar Al-Sadiq. Translated by: Abdullah Hashem.

The Oxford Dictionary of Phrase and Fable. 2 nd ed. Oxford University Press, 2006.

Paine, Albert. Chapter 33. In Mark Twain: A biography: The personal and literary life of Samuel Langhorne Clemens (Vol. 3, p. 1511). Harper & Brothers Publishers, 1912.

The Panarion of the Epiphanous of the Salamis . Translated by Frank Williams. 2 nd ed. Brill, 2009. Palacios, Miguel. Islam and the divine comedy . Routledge, 2008.

Plato. The Republic . http://classics.mit.edu/Plato/republic.html .

Plato . Minos. https://archive.org/details/plato-the-minos/mode/2up .

Reybrouck, Van. Against elections . Translated by Liz Waters. Seven Stories Press, 2018.

Ricks, Thomas. First principles: What America's founders learned from the Greeks and Romans and how that shaped our country . Thorndike Press, a part of Gale, a Cengage Company, 2021.

Ridley, Jasper. In The Freemasons: A history of the world's Most powerful secret society . Arcade Pub, 2011.

Rohl, David. Legend: The Genesis of Civilization (pp. 451-452). Arrow Books Ltd., 1999.

Switzerland Tunnel: The Oddest Moments of the Opening Ceremony. BBC News. June 1, 2016. Switzerland tunnel: The oddest moments of the opening ceremony - BBC News. Tucker, Jim. Before: Children's memories of previous lives. St. Martin's Essentials, 2021. Tucker, Jim. Return to Life: Extraordinary Cases of Children Who Remember Past Lives. St. Martin's Grin, 2015.

Two Letters from Adam Weishaupt, Founder of the Order of the Illuminati (1776). German History Intersection, Dec. 21, 2022. Two Letters from Adam Weishaupt, Founder of the Order of the Illuminati (1776)|German History Intersections (germanhistory-intersections.org).

Vital, Chaim & Luria, Yitzchak. Chapter 31, Section 7b "Joseph's Soul." Sha'ar Hagilgulim: Gate of reincarnations: An English Translation of the Arizal's Work on Reincarnation. Thirtysix.org. 2014.

Vicar of Christ. New Catholic Encyclopaedia. https://www.encyclopedia.com/religion/encyclopedias-almanacs-transcripts-and-maps/vicar-christ.

Von Daniken, Erich, Chariots of the Gods. G.P. Putnam's Sons.

Halm, Heinz. Die islamische Gnosis. Die extreme Schia und die Alawiten. Zürich/München: 1982. (Arab. Übersetzung: al-Gnusiyya fi l-Islam. Köln: 2002). Strothmann, Rudolf. Esoterische Sonderthemen Bei Den Nusairi. Akademie- Verlag, 1958.

تصویری کریڈٹس

پانچواں باب

Jesus of Saint Janem on old wood, LHismanto (shutterstock.com)

The Beloved Disciple Hand Painted Religious Icon Of Jesus, CC BY-NC 4.0 (vectoried.com)

Orthodox icon of the Byzantine style, hramikona (shutterstock.com)

The Last Supper (wall painting in the outer narthex of the Holy Great Monastery of Vatopedi), “Ιερά Μεγίστη Μονή Βατοπαιδίου” (1996), p. 256 (bottom) Image by the Ahmadi Religion of Peace and Light

Jesus Christ and St. John the Apostle, Damian, public domain image (parliament.ge) (bottom) Anônimo - A Última Ceia, The Picture Art Collection (alamy.com)

چھٹا باب

The seal of the prophet Muhammad, Raymond1922A, public domain image (commons.wikimedia.org) (right) Muhammad's Letter to Mukaukis, the “Hilal” Newspaper, 1904, Mohammed and the Rise of Islam (1905), D S Margoliouth

ساتواں باب

Vatican City Flag, Paul Brennan, public domain image (publicdomainpictures.net) Images by the Ahmadi Religion of Peace and Light

آٹھواں باب

Image by the Ahmadi Religion of Peace and Light (bottom) Orion's belt stars point towards Sirius, Omnidom 999, public domain image (commons.wikimedia.org)

گیارہواں باب

Image by the Ahmadi Religion of Peace and Light

بارہواں باب

Ptolemaic Kingdom III-II century BC, Kaidor , CC BY-SA 4.0/Ptolemaic Empire map in Arabic, Maksim, CC BY-SA 3.0 (commons.wikimedia.org)

Station of the cross , St. Symphorian Church, France, Pethrus, CC BY -SA 3.0 (commons.wikimedia.org)

سترھواں باب

Olho de Hórus, Los952, CC BY-SA 4.0 (commons.wikimedia.org)

Metatron`s cube, Sacred geometry, Alexandra Barbu (dreamstime.com) Image credits

اٹھارواں باب

Close-up of the large and intense orb that appeared above a back window of the Whaley House, slworking2 , CC BY-NC-SA 2.0 (flickr.com)

Image by the Ahmadi Religion of Peace and Light 229 (top) Dilated pupils after an optometrist appointment, Nutschig, CC BY-SA 3.0 (commons.wikimedia.org) (bottom)

Image reconstructed by the Ahmadi Religion of Peace and Light using sources: Close-up a poisonous common viper looking intensely with orange eye, WildMediaSK and Close up view of human brown and green colorful eye with eyelashes, LightFieldStudios (elements.envato.com)

تئیسواں باب

Image by the Ahmadi Religion of Peace and Light

پچیسواں باب

Richard Baker, 109th Congress photo portrait (cropped), public domain image (commons.wikimedia.org)

Harlequin ichthyosis: A rare case, B Shruthi, BR Nilgar, A Dalal, and N Limbani, Turk J Obstet Gynecol. 2017; 14(2):

A Case of General Seborrhœa or “Harlequin” Fœtus, J Bland Sutton, Med Chir Trans. 1886; 69: 291–296.1

Portrait of stunning blue eyed blond woman, Vladdeep (elements.envato.com)

Derinkuyu Map, Stegop/Christian Paul, CC BY-SA 2.0 (commons.wikimedia.org) (bottom) Podzemní města v Kappadokii, Martin Cígler, CC BY-SA 3.0 (web.archive.org)

Alien creature has message for humans, oneinchpunchphotos, (elements.envato.com)

Roots of Nightmares, arbyreed, CC BY-NC-SA 2.0 (ickr.com) (right) Elephant Rock in the clis of the island Heimaey, Iceland, Diego Delso, CC BY-SA 4.0 (commons.wikimedia.org) (bottom) Pareidolia of an Indian face in a rock, Mirabeau, CC BY-SA 3.0 (commons.wikimedia.org)

Pecteilis radiata fma. Variegata, sunoochi, CC BY 2.0 (ickr.com) (middle) Penis tree, Peru, Mosmas , CC BY-SA 4.0 (commons.wikimedia.org) (left) Calceolaria uniora Lam, Buttery voyages serge Ouachée, CC BY-SA 3.0 (commons.wikimedia.org) (right) Huacrapona Palm Tree (Walking Palm), SergeYatunin (istockphoto.com)

Pitcher plant of the genus Nepenthes sp., WakeUp2Yourself (imgur.com) Atretochoana Eiselti-Penis Snake, Waccoepedia, CC BY-SA 3.0 (waccoepedia.fandom.com) Actaea Pachypoda, Robert E. Wright CC BY-SA 3.0 (en.wikipedia.org) Tree ear, nutmeg66, CC BY-NC-ND 2.0 (ickr.com)

Hydnora africana owering in habitat, Martin Heigan, CC BY-NC-ND 2.0 (ickr.com) Dracula Simia, Eric Hunt, CC BY-NC-SA 2.0 (ickr.com) Naked Man Orchid Orchis italia, Len Worthington, CC BY-SA 2.0 (ickr.com) 606 Image credits Flying Duck Orchid Sir Topham Hat Track, Peter Woodard, public domain image (commons.wikimedia.org) Orchis Simia Lilienthal, Joachim Lutz, CC BY-SA 4.0 (commons.wikimedia.org) Hydnora triceps, Namaqualand, South Africa, Lytton John Musselman, CC BY-SA 3.0 (commons.wikimedia.org)

Stone, chunks of granite, stones, granite stones, public domain image (hippopx.com) Female Stone at Danxiashan in Shaoguan, Mx. Granger, public domain image (commons.wikimedia.org) Danxiashan Yangyuanshi, Zhuwq, CC BY-SA 3.0 (commons.wikimedia.org) Dracula saulii Orchi 027, Orchi, CC BY-SA 3.0 (commons.wikimedia.org) Psychotria-elata Hooker's Lips, When on Earth, CC BY-SA 4.0 (whenonearth.net) A fruta que envolve a semente do guaraná, AnitaFortis, CC BY-SA 3.0 (commons.wikimedia.org)

Skull-like Snapdragon seed capsules , laajala, CC BY-NC 2.0 (flickr.com) (right) Single skull-like Snapdragon seed capsule, laajala, CC BY-NC 2.0 (flickr.com)

Saturn RGB 10-10-13, NASA/ JPL-Caltech/ Space Science Institute, Jason Major, CC BY-NC-SA 2.0 (ickr.com)

Sasquatch in the woods, Carlstak, CC BY-SA 4.0 (commons.wikimedia.org)

"Lucy" Exhibit To Open In Houston Amid Protests, Dave Einsel /Stringer (gettyimages.co.uk) Chapter 26

Image by the Ahmadi Religion of Peace and Light

Images by the Ahmadi Religion of Peace and Light

انتیسواں باب

Folio from the "Blue Qur'an" MET 2004.88, Marie-Lan Nguyen, CC BY 2.5 (commons.wikimedia.org) 371 (top) Folio from the "Tashkent Qur'an" MET 2004.87, public domain image (metmuseum.org) (bottom) Sana’a Manuscript, Stanford University, Prima Meditationes, public domain image (commons.wikimedia.org)

Reverse of United States one dollar bill, Series 2009, public domain image (commons.wikimedia.org) (left) Image reconstructed by the Ahmadi Religion of Peace and Light using source: (right) Pyramid with the all-seeing eye on the back side of the US 1-Dollar bill, Verwüstung, public domain image (de.wikipedia.org)

Apollo in his Chariot c. 1685, Museum of Fine Arts, Boston, public domain image (collections.mfa.org) 607 Image credits (bottom) Freemasons' Hall, London - Grand Temple Mosaics, The wub, CC BY-SA 4.0 (commons.wikimedia.org)

Colosse de Rhodes, Sidney Barclay, public domain image (commons.wikimedia.org) (right) Statue of Liberty, NY (cropped), William Warby, CC BY 2.0 (commons.wikimedia.org)

Image reconstructed by the Ahmadi Religion of Peace and Light using sources: Portrait of Adam Weishaupt. Date: 1765 – 1836, Rijksmuseum, public domain image (lookandlearn.com) and President George Washington 228744, Metropolitan Museum of Art, public domain image (metmuseum.org)

Collage of Celebrities Signaling ‘The One Eye’, source unknown (retrieved from: whale.to/b/all_seeing_eye_hand.html) (bottom) Collage of Movies Signaling ‘The One Eye’, source unknown (retrieved from: slate.fr/story/46341/aches-cinema-moches-marketing)

Collage of TIME Covers Signaling ‘The One Eye’, source unknown (retrieved from: whale.to/b/all_seeing_eye_hand.html) (bottom) Collage of Magazines Signaling ‘The One Eye’, source unknown (retrieved from: whale.to/b/all_seeing_eye_hand.html)

Supper at Emmaus by Pontormo 1525 Uzi Gallery, Italy, public domain image (commons.wikimedia.org) 421 Image reconstructed by the Ahmadi Religion of Peace and Light using source: Old man at Ravangla Market, Sukanto Debnath, CC BY 2.0 (commons.wikimedia.org)

Baphomet, AdamStanislav, public domain image (openclipart.org) (right) George Washington Greenough statue, National Museum of American History, Wknight94, CC BY-SA 3.0 (commons.wikimedia.org)

Barbara Bush portrait 1992, White House Photo Oce, public domain image (commons.wikimedia.org) (right) Aleister Crowley, Hector Murchison, public domain image (en.wikipedia.org)

Diagrams by the Ahmadi Religion of Peace and Light

Diagrams by the Ahmadi Religion of Peace and Light

Diagram by the Ahmadi Religion of Peace and Light

Diagrams by the Ahmadi Religion of Peace and Light

America’s War On Terror Displaced 37 Million People, Niall McCarthy (forbes.com)

Diagram by the Ahmadi Religion of Peace and Light Chapter 33

Image by the Ahmadi Religion of Peace and Light 440 (middle) A close up photograph of a British £10 note, Philippa Willitts, CC BY-NC 2.0 (flickr.com) (bottom) Banknote (AM 2004.35.3-5), Japanese Invasion money, Malaya, WW2, $5.00 Auckland Museum, CC BY 4.0 (commons.wikimedia.org)

Canadian Bank of Commerce, Trinidad, 1939, $5, Mhryan7, CC BY-SA 4.0 (commons.wikimedia.org) 608 Image credits (middle) Image reconstructed by the Ahmadi Religion of Peace and Light using source: Front page of a 5 Rupee Note, Contributers2020, CC BY-SA 4.0 (commons.wikimedia.org) (bottom) HK Museum of History One Dollar Banknote Legal Tender 1935, LungSanLau, CC BY-SA 3.0 (commons.wikimedia.org)

US-$5-FRN-1934-A-Fr.2302, National Numismatic Collection, National Museum of American History, CC BY-SA 4.0 (en.wikipedia.org) (middle) RBI 5-rupee note, overprinted Government of Pakistan, 1947, Mike35741, public domain image (commons.wikimedia.org)

پینتیسواں باب

Image by the Ahmadi Religion of Peace and Light

Ali al-Sistani, IsaKazimi, public domain image (commons.wikimedia.org) 467 (top) Princess Muna with sons 1964, Angelo Cozzi, public domain image (commons.wikimedia.org) (bottom) The Sovereign's Parade, Royal Military Academy, Sandhurst, Surrey, UK - 11 Aug 2017, David Hartley (shutterstock.com)

Hashmite Banner, 圣本笃. public domain image (commons.wikimedia.org)

Image by the Ahmadi Religion of Peace and Light Chapter 36

Bihar Al-Anwar, Al-Allamah Al-Majlisi, Vol. 53, p. 148 (shiaonlinelibrary.com)

Moses and Joshua in the Tabernacle (c. 1896-1902), James Tissot, The Jewish Museum , New York, public domain image (thejewishmuseum.org) Chapter 37

King Abdullah bin Abdul al-Saud, Cherie Thurlby, public domain image (commons.wikimedia.org) 499 (left) Official portrait of King Fahd bin Abdulaziz 1982, Saudi Press Agency, public domain image (commons.wikimedia.org) (right) King Fahd bin Abd al-Aziz Al Saud at Al-Yamamah Palace (cropped), Helene Stikkel, public domain image (commons.wikimedia.org)

انتیسواں باب

The Anubis shrine and the container for the canopic jars, Elissa Ernst, CC BY-NC-SA 2.0 (flickr.com) (bottom) Steven Spielberg's incarnation of the Ark of the Covenant from the feature lm 'Indiana Jones and the Raiders of the Lost Ark, mharrsch, CC BY-NC-SA 2.0 (flickr.com)

Tutankhamun's Sarcophagus, Lynn Greyling, public domain image (publicdomainpictures.net)

Winged Sphinx, Egisto Sani, CC BY-NC-SA 2.0 (ickr.com) (right) Bronze Sphinx Vase Ornament Greek, Mary Harrsch, CC BY-NC-SA 2.0 (ickr.com) (bottom) Sphinx of Taharqo, Prioryman, CC BY-SA 4.0 (commons.wikimedia.org) 609 Image credits

Lamassu from the citadel of Sargon II, 2012, Steven Zucker, CC BY-NC-SA 2.0 (ickr.com) (middle) Lamassu from the citadel of Sargon II, Dur Sharrukin 2012, Steven Zucker, CC BY-NC-SA 2.0 (ickr.com) (bottom) Hittite sphinx. Basalt, Istanbul, Osama Amin, CC BY-SA 4.0 (commons.wikimedia.org)

Temple of Horus in Edfu, Nile River, Egypt, Elias Rovielo, CC BY-NC-SA 2.0 (ickr.com)

Image by the Ahmadi Religion of Peace and Light

The Procession of the Bull Apis, Frederick Bridgman, Satinandsilk, CC BY-SA 4.0 (commons.wikimedia.org) 555 (left) The Egyptian god Ptah, Turin Museum, Italy, Roberto Venturini, CC BY 2.0 (ickr.com) (right) Image by the Ahmadi Religion of Peace and Light 556 Khnum, accompanied by the goddess Heqet, Dendera Temple complex, Egypt, Roland Unger, CC BY-SA 3.0 (commons.wikimedia.org) 557 The judgement of the dead in the presence of Osiris, Papyrus of Hunefer , The British Museum, London, public domain image (britishmuseum.org) 561 Papyrus Anastasi II, 2-6, Late Egyptian Miscellanies, Bruxelles 1937. A H Gardiner

چالیسواں باب

Big Tree Protecting Little Tree Sunset, Madartists (dreamstime.com)

مقصدِ حکیم دنیا کی اہم اور معمولی مذہبی روایات، حال ہی میں دریافت ہونے والے نوسٹک صحیفوں، اور قیامتی متن کے ساتھ ساتھ جدید سائنس اور انسانیت کا تفصیلی انضمام فراہم کرتا ہے۔ اس کا ماورائی دائرہ قارئین کو انسانیت کے حتمی مقصد کے بارے میں گہرائی سے سمجھنے کے ساتھ ساتھ اس کے حصول کی جانب عملی اقدامات فراہم کرنے کی ترغیب دے گا۔ یہ آخری زمانے کے لیے ایک ماورائی انجیل ہے۔

آریہ راز فر
پروفیسر آف ایجوکیشن اینڈ لینگویسٹکس
یونیورسٹی آف الینوائے شکاگو

یہ تاریخی کتاب پہلے اور دوسرے مہدی کے درمیان ہونے والی دلچسپ گفتگو پر روشنی ڈالتی ہے۔ بے شمار مضامین میں ڈھلتے ہوئے، وہ مل کر ہمیں ایک ناقابل فراموش سفر پر لے جاتے ہیں۔ بڑی وضاحت اور سمجھداری کے ساتھ، ابا الصادق (منہ السلام) مہارت کے ساتھ نقطوں کو جوڑتے ہیں اور بڑے اسرار کو کھولتے ہیں۔ شروع سے آخر تک پڑھی جانے والی تحریر۔ مکمل طور پر ناقابل بیان!

ڈاکٹر عرفان عالمگیر MBBS, BSc, MRCGP

یہ کتاب قارئین کو مذہب کی تاریخ کے ایک حیرت انگیز سفر پر لے جائے گی، یہ مصنف مذہبی علم کا ایک قرن کثرہ دینے کے قابل ہیں، اور پہلی بار مکمل اور منطقی انداز میں۔ کتاب قاری کو مذہبی اداروں کی قانونی حیثیت پر شک پیدا کرنے کا سبب بنے گی۔ ایک ڈاکٹر کے طور پر، میں حیران ہوا، کیونکہ میں پہلی بار ایک مذہبی کتاب پڑھ رہا تھا جس میں انسانی رویے کے مخصوص حیاتیاتی اور نفسیاتی پہلوؤں کی کامیابی سے وضاحت کی گئی تھی۔ مصنف نے ہمت کے ساتھ سنجیدہ حقائق پر روشنی ڈالی اور ذہن کو حیران کرنے والے نتائج تک پہنچا دیا۔ اس بات کو رد نہیں کیا جا سکتا کہ مصنف درحقیقت ایک خدائی رسول ہیں۔ یہ کتاب پڑھنے والوں کے ذہنوں میں ایک انقلاب کا آغاز کرے گی۔

ڈاکٹر علی رؤوف کاظم، میڈیکل ڈاکٹر

بحیثیت انسان ہمارے اجتماعی وجود کے ساتھ خدا کے ساتھ اپنا تعلق کھو دینے سے زیادہ وحشیانہ کوئی چیز نہیں ہوئی۔ ہم اس خدا کو مزید سن نہیں سکتے تھے، اور اس طرح اس کے ساتھ اور ایک دوسرے کے ساتھ ہمارا رشتہ منقطع ہو گیا، اور بگڑ گیا۔ دس ہزار سال کی الجھنوں، بلیک آؤٹ، اور صرف ایک نشان یا لفظ کے لیے بے چین تلاش کے بعد، وہ فون کال آخر کار دوسری طرف سے آتی ہے، اور ہم اسے مقصدِ حکیم کہتے ہیں۔ خدا ہم سے دوبارہ بات کر رہا ہے اور وہ کہہ رہا ہے: کیا ہم یہ سفر دوبارہ شروع کریں؟

ھدیل الخولی، انسانی حقوق کی ایکٹوسٹ